محبت بھیک ہے شاید
از قلم: عظمیٰ ضیاء
www.novelsclubb.com
Areeba_shiekh
J H GRAPHICSS
محبت سیریز 1

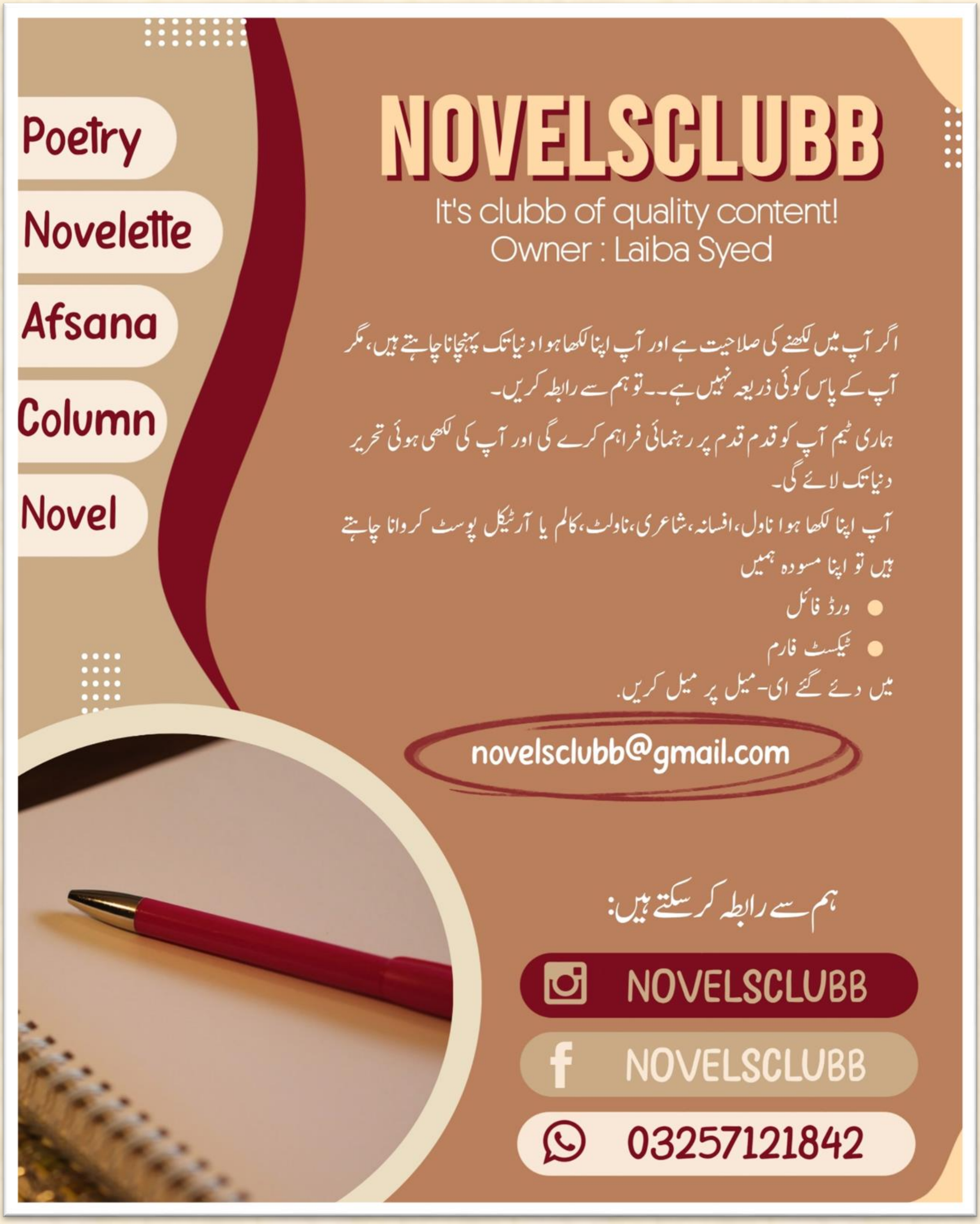
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

محبت سیریز

از قلم

عظمیٰ ضیاء

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناول "محبت سیریز" کے تمام جملہ حق لکھاری "عظمیٰ ضیاء" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

(محبت بھیک یا دعا؟)

****

اہم اعلان!

"اس تحریر کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں۔رائٹر کی اجازت کے بغیر کاپی کرنے والے کے خلاف قانونی قارہ جوئی کی جائے گی۔"

*****

ناولز کلب

Clubb of Quality Content!

محبت بھیک ہے شاید (سیزن ون)

از قلم: عظمیٰ ضیاء

"منگتے ہیں ہم ایک ہی در کے۔۔جو در در مانگتا پھرے اسے سوالی نہیں کہتے۔۔"

محبت بھیک ہے شاید؟؟

یہ محبت ہی تو ہے جو اپنے جیسے خوبصورت لفظ کو خالص محرم سے جوڑتے ہوئے زندگی کو خوبصورت معنی دیتی ہے۔۔

\-\-\-\-

جب محبت زندگی کو خوبصورت معنی دیتی ہے تو کیا محبت بھیک ہوئی؟؟

قسط نمبر 1:

- لاپرواہ سا وہ۔

''کبھی موقع ملے تو سوچنا۔۔اک لاپرواہ سا شخص کیوں تیری اتنی پرواہ کرتا ہے؟'' شاویز نے نیم افسردگی کی حالت میں منہ پھلاتے ہوئے دھیرے سے شرارتی انداز میں اس سے کہا جس پر وہ بے ساختہ ہنس دی۔

''ہا۔۔۔ہا۔۔۔پرواہ اور تمھیں۔۔۔؟؟ مگر کس کی؟؟'' اس نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

''جینی۔۔۔کیا واقعی تم نہیں جانتی؟؟'' اس نے اسے بغور دیکھا اور گہرے تاثر سے پوچھا۔

''نہیں۔۔۔۔'' جینی نے سادگی سے جواب دیا اور کچن میں موجود برتنوں کو ترتیب دینے لگی۔

''اچھا۔۔اب جاؤ یہاں سے۔۔۔اس سے پہلے کوئی آ جائے۔۔۔جاؤ پلیز۔۔۔'' وہ خود کو مصروف کرتے ہوئے بولی مگر حقیقت میں وہ اسے نظر انداز کر رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

”بڑی بے مروت ہو تم۔۔۔اک کپ چائے کا مجھے بھی بنا دو ڈیئر کزن۔۔“ اس نے گلہ کیا۔

”شاویز۔۔۔۔پلیز۔۔چائے مل جائے گی تمہیں۔۔اب جاؤ یہاں سے۔۔“ جینی نے کسی کے قدموں کی چاپ کو محسوس کی تو اسے تیزی سے کہا۔

”ڈرتی کیوں ہو آخر تم؟؟؟“ شاویز نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے اس کا ہاتھ مضبوطی سے خود کی گرفت میں لیا۔

”شاویز۔۔۔چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔شاویز۔۔۔کوئی آجائے گا۔۔۔شاویز۔۔۔۔“ وہ گھبراتے ہوئے بولی اور ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے جھٹ سے ہاتھ اسکی گرفت سے نکالا۔

”کم۔۔۔آن۔۔۔ریلیکس۔۔۔“ شاویز کھلکھلا کر ہنسا۔

”اس قدر خوف۔۔۔“ وہ سوالیہ بولا۔

”خوف تو نہیں ہے یہ۔۔۔“ اس نے اسے گھورا۔

”تو پھر؟؟؟“

”پتہ نہیں۔۔۔۔“ اس نے ایک ٹرے میں کپوں کو اور دوسرے میں گلاسوں کو بالترتیب جوڑا۔

"تمھیں کچھ پتہ بھی ہے۔۔۔؟" وہ چڑ کر بولا۔

"میرے پاس کوئی جواب نہیں۔۔۔۔پلیز جاؤ یہاں سے۔۔۔" وہ پھر سے بولی۔

"اگر نہ جاؤں تو؟؟" وہ شرارتی انداز سے بولا۔

جنت نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا اور پھر لاپرواہی سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"جنت۔۔۔جنت بیٹی۔۔۔۔لے بھی آؤ چائے۔۔۔پانی۔۔۔" بی اماں آواز لگاتے ہوئے کچن کی طرف آ رہی تھیں۔

"اماں بی۔۔۔شاویز۔۔۔جاؤ یہاں سے۔۔۔" وہ فوراً سے اس سے بولی جبکہ اسکی زبان لرز رہی تھی۔

"جی۔۔بس آ رہی ہوں۔۔۔" وہ اونچی آواز سے بولی اسی اثناء میں اماں بی کچن میں آموجود ہوئیں۔

"جنت۔۔۔بیٹی۔۔۔۔جلدی آجاؤ۔۔۔سب انتظار کر رہے ہیں تمھارا۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولیں۔

"جی۔۔بس آ رہی ہوں۔۔۔" اس نے نظریں چراتے ہوئے کولڈ ڈرنک کو گلاسوں میں انڈیلا۔

”تم۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟“ اماں بی اسے وہاں دیکھ کر چونکی۔

”میں۔۔۔ میں۔۔۔“ وہ بوکھلا سا گیا۔

”وہ۔۔۔ میں۔۔۔ پانی۔۔ پانی لینے آیا تھا۔۔۔“ اس نے فریج کو کھولتے ہوئے بمشکل ہی بہانہ گھڑا۔

”امم م۔۔ جانتی تھی تم یہیں ہو گے۔۔۔ خاص تمہیں سمجھانے کے لیئے آئی ہوں۔۔ مہمانوں کے سامنے نہ آنا سمجھے؟؟“ ان کے لہجے میں دھمکی واضح تھی۔

”کیوں؟؟ مہمان ہیں کہ خلائی مخلوق؟؟؟“ وہ کھلکھلا کر ہنسا تو انہوں نے اسے گھور کر دیکھا۔

”بتائیں ناں۔۔ اماں بی۔۔“ وہ انہیں تنگ کرنے لگا جس پر انہوں نے لاپرواہی سے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر جنت سے بولیں۔

”بیٹی۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ باہر سب انتظار کر رہے ہیں تمھارا۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ یہ دوپٹہ ذرا ٹھیک طرح سے اوڑھ لو۔۔۔ اور ہاں یہ۔۔۔ بال ذرا پیچھے ہٹاؤ ماتھے سے۔۔“ وہ جاتے جاتے رکیں اور اسے ضروری ہدایات دینے لگیں جس پر شاویز نے پانی کی بوتل کو منہ لگاتے ہوئے حیران کن نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"جی۔۔۔اماں بی۔۔۔" جنت نے دوپٹہ ٹھیک کیا۔۔۔۔ بالوں کو پیچھے کیا اور ٹرے کو تھامتے ہوئے ایک نظر شاویز پر ڈال کر ہولے سے مسکرا دی۔۔۔ جبکہ وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟

جنت کا مسکرا کر یوں اسکی طرف دیکھنا اسے سب سمجھا گیا تھا۔کچھ کچھ اسکی سمجھ میں آنے لگا تھا۔

وہ تھوڑا سا گھبرائی مگر شرماتے ہوئے چہرے کو دوپٹہ میں تھوڑا سا چھپائے ہوئے باہر آئی۔۔اس کے ہاتھ میں موجود ٹرے جھول رہا تھا جسے اس نے اپنی گرفت میں لینے کی بمشکل ہی کوشش کی۔

"اسلام علیکم۔۔۔۔" اس نے دھیمی آواز سے کہا اور ٹرے میز پر رکھا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔۔بہت پیاری بچی ہے۔۔" مسز ثمینہ ہارون مسکرائیں۔

"بیٹی۔۔۔کولڈ ڈرنک دو سب کو۔۔۔۔" ماموں جان نے تاکید کی۔

"جی۔۔" وہ مسکرائی اور باری باری سب کو گلاس پکڑانے لگی۔

"ماشاءاللہ سے بیٹی کتنا پڑھی ہو؟؟" مسز ہارون پوچھنے لگیں۔

"جی۔۔۔بی ایس ای آنرز۔۔۔لاسٹ ائیر۔۔۔۔" وہ جھجکتے ہوئے بس اتنا ہی بول پائی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔ بھئی یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔" وہ مسکرا کر بولیں۔

''میں۔۔چائے لے کر آتی ہوں۔۔۔'' وہ رک رک کر بولی اور وہاں سے مسکراتے ہوئے چلی گئی۔

''شرما گئی۔۔۔'' ممانی جان نے اسے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا اور کھلکھلا کر ہنستے ہوئے اپنے سامنے موجود مہمانوں سے کہا۔

''کوئی بات نہیں بہن۔۔۔'' مسز ہارون اور مسٹر ہارون نے یکے بعد دیگرے کہا۔ جبکہ ان کے پاس بیٹھا ان کا بیٹا جو رشتہ کے لیے آیا تھا (جہانگیر) مسکرا دیا۔

شاہ ویز کچن سے باہر آیا اور اماں بی سے نظر بچا کر ڈرائینگ روم میں موجود صورتحال کا جائزہ لینے لگا۔

☆☆☆☆☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ کچن میں داخل ہوئی اور مسکراتے ہوئے چائے تیار کرنے لگی۔

''کیا ہے یہ سب ؟؟'' شاویز نے کچن میں داخل ہوتے ہی زوردار آواز سے کہا جس سے چائے کی پتی اس کے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچی۔

''کیا؟؟؟؟'' اس نے چونک کر کہا۔

"یہ ڈرائنگ روم میں کون لوگ ہیں اور؟؟" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا جنت فوڑا سے بولی۔

"ابھی مجھے بہت کام ہے۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"کیوں جاؤں میں؟؟" اس نے لڑائی والے انداز سے پوچھا۔

"کیونکہ تم مجھے ڈسٹرب کر رہے ہو۔۔۔" وہ چڑ کر بولی اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"ڈسٹرب اور میں؟؟ دیکھو جینی۔۔ مجھے سچ سچ بتاؤ وہ لوگ کون ہیں اور وہ تمھیں آخر کیوں دیکھ رہے ہیں؟؟" اس نے تسلی کرنا چاہی۔

اسکی بات سن کر جنت کھلکھلا کر ہنسی۔

"میں نے کوئی لطیفہ تو نہیں سنایا تمھیں۔۔۔" وہ غصہ سے بولا۔

"ہاں۔۔۔" وہ ہنستے ہنستے رکی۔

"مگر لطیفے سے کم بھی تو نہیں ہے۔۔۔" پھر بات مکمل کرتے ہوئے ٹیبل پر موجود چیزوں کو پلیٹوں میں نکالنے لگی۔

"جینی۔۔۔ جینی۔۔۔" وہ چڑ کر بولا مگر جنت نے اسکی بات کا جواب نہ دیا۔

”جینی۔۔کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔۔۔آخر کیوں وہ لوگ تمھیں دیکھنے آئے ہیں؟؟اور یہ باقی سب کہاں ہیں؟؟“

”باقی سب چھت پہ ہیں۔۔اماں بی نے خاص تاکید کی ہے سب کو۔۔۔کہ کوئی نیچے نہ آئے جب تک مہمان ہیں یہاں۔۔۔“ وہ ٹھہر ٹھہر کر اسے آگاہ کرتے ہوئے بولی اور چائے کپوں میں ڈالنے لگی۔

”اور میری پہلی بات کا جواب؟؟“ وہ پھر سے بولا۔

”شاویز۔۔۔تو کیا اندھے ہو جائیں وہ لوگ؟؟آخر کیوں نہ دیکھیں مجھے؟؟“ وہ کام کرتے کرتے رکی اور اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

”کیونکہ تمھیں دیکھنے کا حق صرف میرا ہے۔۔۔“ وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

”کم آن۔۔۔شاویز۔۔۔کیا عجیب بچپنا ہے۔۔۔۔“ وہ کندھوں کو اچکاتے ہوئے بولی۔

”بچپنا نہیں ہے جینی۔۔۔“ وہ تصدیق کرتے ہوئے بولا۔

”تو پھر؟؟“ وہ گھور کر اسے دیکھ کر بولی۔

”محبت ہے یہ۔۔۔“ وہ دل کی گہرائی سے بولا۔

”محبت۔۔۔“ وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

Clubb of Quality Content!

”شاویز۔۔۔میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔۔۔سو۔۔۔ہٹو۔۔۔“ اس نے اسے پیچھے کیا اور بڑے ٹرے میں نمکو، بسکٹس اور سموسوں کی پلیٹوں کو بالترتیب رکھا۔

”جینی۔۔۔یہ مذاق نہیں ہے۔۔۔“ وہ کڑھ کر بولا۔

”اچھا۔۔۔تو کیا آپ مسٹر شاویز۔۔۔مجھے دیکھنے والوں کی آنکھیں نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟؟“ اس نے طنزیہ سوالیہ انداز میں اس کے قریب آکر کہا۔

”ہاں۔۔۔!!نکال دوں گا آنکھیں۔۔۔“ وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

very funny

“۔۔ وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

”اچھا۔۔۔باقی کا مذاق اب بعد میں۔۔۔اور ہاں۔۔۔آج کوئی تماشا نہ لگانا پلیز۔۔۔؟“ اس نے ٹرے اٹھائی اور وہاں سے جانے لگی۔

”یہ مذاق نہیں ہے جینی۔۔۔“ وہ بولتا رہا جبکہ جنت مسکراتے ہوئے اسے لاپرواہی سے دیکھتے ہوئے باہر آموجود ہوئی۔

”بھئی۔۔۔آپکی بچی تو ہمیں بہت بھائی ہے۔۔۔بہت خوبصورت ہے۔۔۔ماشاء اللہ۔۔۔“ وہ جنت کو میز پر ٹرے رکھتے ہوئے دیکھنے لگی اور پیار سے بولیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بہن نصیبوں کی بات ہے۔۔۔ہمارے نصیب میں آپکے گھر کی جنت لکھی ہوئی ہو گی سوچا نہیں تھا۔۔۔اتنے اچھے لوگوں سے تعلق پیدا ہو جائے گا۔۔۔اندازہ نہیں تھا۔۔۔" وہ مسکرا مسکرا کر بولیں۔

"جی۔۔۔چائے دو نا آنٹی کو۔۔۔" ممانی جان نے اسے کہا۔

"جی۔۔۔ممانی جان۔۔۔" وہ مسکرائی اور چائے کا کپ پرچ میں رکھ کر انہیں باری باری دینے لگی۔اسی اثناء میں شاویز وہاں آنمودار ہوا۔

"یہ یہاں۔۔۔کیوں۔۔؟؟" وہ چائے پکڑاتے ہوئے اچانک سے اسکے وہاں آجانے پر خود ہی سے سوالیہ بولی۔

"شاویز۔۔بیٹا۔۔۔کب آئے آفس سے؟؟" اس سے پہلے وہ کسی سے بات کرتا سامعیہ جلدی سے بولیں۔

"بس ابھی۔۔۔" اس نے گھور کر مسز ہارون کے بیٹے (جہانگیر) کو گھور کر دیکھا جو جنت کی طرف بغور دیکھ رہا تھا اور پھر اپنی ماں کو جواب دیا۔

"اچھا۔۔۔بیٹھو بیٹا۔۔" مسز ہارون محبت سے بولیں۔

"یہ۔۔۔شاویز ہے۔۔۔۔ہمارا سب سے چھوٹا بیٹا۔۔۔" ماموں جان (ندیم) ہارون صاحب کو بتانے لگے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔" وہ مسکرائے اور شاویز سے ملنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بمشکل ہی شاویز نے خندہ پیشانی سے ان سے ملاقات کی مگر اس کو سب سے زیادہ غصہ اس (جہانگیر) پر آرہا تھا جو جنت کو بغور دیکھے جارہا تھا۔ جہانگیر نے بھی اسے ملنے کے لیئے ہاتھ آگے بڑھایا جس پر اس نے برائے نام ہی اس سے ہاتھ ملایا۔

گھر کے باقی افراد چھپ کر مہمانوں کو دیکھ رہے تھے جن میں ایمل، سدرہ اسکی بہنیں اور مہر اسکے چچا کی بیٹی تھی۔۔۔کیونکہ اماں بی نے ندیم اور نعیم اپنے دونوں بیٹوں کی بچیوں کو سامنے آنے سے منع کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ اس معاملے میں ذرا سخت تھیں۔۔۔ جسکو دیکھنے آئے ہیں۔۔۔بس اسی کو دیکھیں۔۔۔یہی سوچ تھی انکی۔۔۔ جبکہ ندیم صاحب کی بڑی بہو اور بیٹا ہنی مون کے سلسلے میں ملک سے باہر گئے ہوئے تھے۔

"کیا نام ہے آپکا۔۔۔" آخر شاویز بولا۔

"جی۔۔۔جہانگیر۔۔۔" وہ ہولے سے بولا۔

"امممم۔۔۔امی۔۔۔۔ابو۔۔۔۔آپ بھی ناں! اور اماں بی۔۔۔۔آپ اتنی سادہ لگتی تو نہیں۔۔۔" وہ رک رک کر کچھ سوچتے ہوئے طنزیہ انداز سے بولا۔ جبکہ بڑی اور چھوٹی مما نی جان پریشانی سے اس کا چہرہ پڑھنے لگیں۔

"جنت جہانگیر۔۔۔۔اف ف ف۔۔۔" وہ بے حد دکھ سے بولا۔

"کتنا عجیب لگ رہا ہے ناں؟؟ ہے کہ نہیں؟؟" وہ سب کی طرف دیکھ کر بولا جبکہ جنت کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں اور باقی گھر والے حیران کن نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے۔

"بھئی۔۔۔۔ مسٹر جہانگیر آپ۔۔۔۔بہت خوبصورت ہیں۔۔۔دیکھنے سے لگتا تو نہیں کہ کم عقل ہیں آپ؟؟" وہ طنزیہ بولا۔

"ندیم صاحب۔۔۔۔یہ۔۔آپکا بیٹا۔۔کیا کہہ رہا ہے؟؟؟" ہارون صاحب سنجیدگی سے بولے۔اور بات کرتے کرتے رکے۔

"ارے بہن۔۔۔ہم تو آپکو معزز لوگ سمجھ کر آئے ہیں یہاں۔۔۔اور یہ آپکا بیٹا۔۔۔" مسز ہارون اسکی حرکت پہ سخت برہم ہوئیں۔

"معزز لوگ سمجھ کر۔۔۔" شاویز ہنسا۔

"تو اب گویا کہ ہم معزز نہیں رہے؟؟ تو اٹھیے اور اپنے گھر کی راہ لیجیئے۔۔۔۔" وہ ہنسا اور طنزیہ مزید کھلکھلایا۔اماں بی اور باقی سب اسکی اس حرکت پر بے حد حیران ہوئے۔

ایمل،سدرہ اور مہر بھی ہکی بکی رہ گئیں۔۔۔وہ ڈرائینگ روم کے دروازے سے اندر کا منظر صاف دیکھ رہی تھیں۔۔۔جبکہ ڈرائینگ روم میں مہمانوں کی طرف سے سخت برہمی کا اظہار تھا جسے دیکھ کر وہ تینوں تیزی سے وہاں سے ہٹ گئیں۔۔۔اماں بی،ندیم اور نعیم نے بہت

معذرت کی مگر اس کے باوجود بھی وہ انہیں روک نہ پائے جبکہ جنت اس معاملے کو دیکھ کر وہاں سے فوراََ باہر آ گئی۔ نعیم اور زیبا نے بھی اپنی راہ لی۔

☆☆☆☆

☆☆☆

"میں پوچھتی ہوں آخر بناء اجازت کے تم وہاں آئے ہی کیوں؟؟" یہ اماں بی تھیں جو شعلہ کی طرح بھڑک کر شاویز سے پوچھ رہی تھیں جبکہ شاویز نظریں جھکائے سہما ہوا بس زمین پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"اماں بی۔۔۔بچہ ہے۔۔۔آپکو تو پتہ ہے ناں!!" سامعیہ ہکلاتے ہوئے ہولے سے بولیں جس پر ندیم صاحب نے گھور کر اس کو دیکھا۔

"یہ۔۔۔بچہ ہے؟؟ حد کرتی ہو سامعیہ تم بھی۔۔۔" وہ تقریباََ غصہ سے بولے۔

"اب تم دونوں میاں بیوی لڑنا بند کرو۔۔۔" اماں بی نے دونوں کو خوب جھاڑ پلائی۔

"مگر اماں بی۔۔۔۔" ندیم صاحب مزید بولنے کی کوشش کرنے لگے۔

"بس جاؤ تم لوگ یہاں سے۔۔۔۔مجھے آج اس سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔۔۔" وہ حکمیہ انداز سے بولیں۔

"جی۔۔۔" دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر شاویز پر نظر ڈالتے ہوئے فوراً سے باہر نکل گئے۔

"ہاں تو۔۔۔ برخودار۔۔۔ مسئلہ کیا ہے تمھیں آخر؟؟" اب کے انہوں نے قدرے نرمی سے استفسار کیا۔

"اماں بی۔۔۔ آپ نے دیکھا نہیں تھا۔۔۔ وہ جہانگیر۔۔۔ وہ کسی طرح سے جنت کے لائق ہے ہی نہیں۔۔۔ تو پھر آپ۔۔۔" وہ تمھید باندھتے ہوئے ذرا سی ہمت سے اس سے پہلے اپنی بات مکمل کرتا اماں بی اپنی گرجدار آواز میں بولیں۔

"اب تم مجھے بتاؤ گے کہ کون کس کے لائق ہے؟؟ اور کون نہیں؟؟ ہاں؟؟ بولو؟؟"

"اماں بی۔۔۔ وہ۔۔۔" وہ سہم کر بولا۔

"کیا وہ؟؟ آخر کیا دشمنی ہے تمھاری جنت سے؟؟ جو کوئی اس کا رشتہ دیکھنے آتا ہے۔۔ تم یہی حال کرتے ہو ان کا۔۔۔ جیسا آج ان لوگوں کے ساتھ کیا۔۔ بلکہ ان لوگوں کے ساتھ تو حد ہی کر دی تم نے بدتمیزی کی۔۔"

"اماں بی۔۔۔ غلطی ہو گئی۔۔۔" وہ شرمندگی کا اظہار کرنے کی کوشش کرنے لگا جبکہ اس کے چہرے سے شرمندگی کسی حد تک بھی معلوم نہیں ہو رہی تھی۔

"غلطی۔۔۔؟؟" انہوں نے اسے مزید گھور کر دیکھا۔

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟؟" وہ مزید الجھیں۔

"جنت کو۔۔۔" وہ دبی آواز میں بولا۔

"کیا؟؟؟ کیا کہا؟؟؟"

"وہ۔۔۔اماں بی۔۔۔" وہ ہکلایا۔

"ابھی تو جنت پڑھ رہی ہے۔۔۔تو آپ کیوں؟؟"

"دیکھو بیٹا۔۔۔" وہ نرمی سے اسکو ٹوکتے ہوئے بولیں۔

"ہم جو کر رہے ہیں اسکی بھلائی کے لیے کر رہے ہیں۔"

"مگر اماں بی۔۔۔" وہ پھر سے بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ارے بس۔۔۔بہت ہو گیا۔۔ تمھیں سمجھ نہیں آرہی میری بات کی؟؟" وہ الجھ کر برہم مزاجی سے بولیں۔

"بحث پہ بحث کیے جا رہے ہو فضول میں۔۔۔اور آج کے بعد اس قسم کی حرکت تم نے کی تو بہت برے سے پیش آؤں گی تمھارے ساتھ۔۔۔"

"سمجھے۔۔۔"

"ابھی کونسا پھولوں کے ہار پہنا رہی ہیں۔۔۔" وہ نیم مسکراہٹ پیش کرتے ہوئے بولا۔

"کیا کہا تم نے؟؟" وہ اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگیں۔

"نہیں۔۔۔کچھ بھی تو نہیں۔۔۔"

"اچھا۔۔۔اب میں جاؤں؟؟" وہ جان چھڑواتے ہوئے بولا۔

"میری بات تمھاری سمجھ میں آگئی ہے تو جا سکتے ہو۔۔۔"

"عشق کبھی عاشقوں کو سدھرنے نہیں دیتا۔۔۔تو مجھے کیا خاک سمجھ آئے گی۔۔۔" وہ گر دن ہلا کر پلٹ کر ڈرائنگ روم سے باہر آتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

"نجانے کیا کہا ہو گا اماں بی نے اسے۔۔۔" سامعیہ باہر کھڑی ندیم صاحب سے کہہ رہی تھیں۔

"لو آگیا تمھارا لاڈلہ۔۔۔اسکے تاثرات دیکھ کر لگ نہیں رہا کہیں سے بھی کہ اسے اماں بی کے کچھ کہنے کا ذرا سا بھی اثر ہوا ہے۔۔۔" ندیم صاحب شاویز کے چہرے پر مسکراہٹ کے آثار دیکھتے ہوئے طنزیہ انداز سے بولے۔

"آپ تو بس۔۔۔ہاتھ دھو کے پیچھے پڑے رہتے ہیں میرے بچے کے۔۔۔" وہ شاویز کی طرف پیار سے دیکھ کر پھر ندیم صاحب سے رونے والے انداز سے بولیں۔

"یہ تمھاری ڈھیل اور حمایت کا ہی نتیجہ ہے سامعیہ بیگم۔۔" وہ قدرے غصہ سے بولے اور پھر وہاں سے چلدیئے جبکہ انہوں نے لاپرواہی سے انکی بات کو سنا اوران سنا کرتے ہوئے شاویز سے لاڈ پیار کرنے لگیں۔

"میرے بچے نہ کیا کروایسا۔۔ کوئی جنت کے ساتھ ناانصافی نہیں کر رہا۔۔تم سمجھتے کیوں نہیں ہو۔۔"

"ارے میری ماں۔۔ ٹینشن ناٹ۔۔ اماں بی کونسا کوئی دیو ہیں۔۔ جن سے اتنا ڈرتی ہیں آپ؟؟" وہ انکے گلے کے گرد اپنی بانہیں پھیلاتا ہوا بے حد لاڈ سے بولا۔

"شاویز۔۔ دادی ہیں تمہاری۔۔ ایسا نہیں کہتے۔۔۔" انہوں نے اسے منع کیا مگر اسکے لفظوں پہ خود کو ہنسنے سے روک نہ پائیں۔

"ویسے ایسا ہی ہے ناں۔۔" وہ انہیں آنکھ مارتے ہوئے بولا اور مسکرایا۔

"شاہ ویز۔۔" انہوں نے اسے شکایتی نظروں سے گھورا تو وہ مزید کھلکھلا کر ہنسا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہر اسکے کمرے میں داخل ہوئی۔ معمول کے مطابق وہ مغرب کے بعد لیپ ٹاپ پر اسائنمنٹ کا ہی کام کر رہی تھی۔اس نے جنت کو بغور دیکھا مگر جنت نے اسکے کوئی بات نہیں کی۔جو کچھ شاویز نے کیا وہ پہلی دفعہ تو ہوا نہیں تھا مگر مہر کی آنکھوں میں اک عجیب سی شرارت

تھی۔۔۔ایک شک تھا جسے سمجھتے ہوئے جنت نے لاپرواہی سے اسے دیکھا اور پھر لیپ ٹاپ پر نظریں جمالیں۔

"ڈیر کزن۔۔۔ نظریں کیوں چرا رہی ہو؟؟" مہر نے آخر خاموشی توڑتے ہوئے دبی مسکراہٹ سے کہا۔

"نظریں؟؟ بھلا میں کیوں چراؤں گی۔۔۔" وہ ہولے سے ہنس دی۔

"امممم۔۔۔تو پھر خاموش کیوں ہو بھلا؟؟"

"یار دل نہیں چاہ رہا میرا بات کرنے کو۔۔۔" وہ چڑ کر تھکی ہوئی بولی۔

"جنت۔۔۔" مہر تھوڑی آہستگی سے بولی۔

"ہاں۔۔" وہ کام کرتے ہوئے اسے جواب دینے لگی۔

"مجھے تو لگا تھا آج بات بن ہی جائے گی۔۔ خیر کیا کر سکتے ہیں۔۔"

اسکی بات پہ اس نے اسے لاپرواہی سے دیکھا اور پھر سے لیپ ٹاپ پہ اپنا کام کرنے میں مگن ہو گئی۔ مہر سمجھ چکی تھی کہ اسے اس حوالے سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

"ایک بات پوچھوں؟؟" اس نے گہرے انداز سے اسے دیکھا۔

"ہاں۔۔۔"

"اگر جھوٹ نہ بولو تو؟؟" اس نے شرطیہ انداز میں کہا۔

"پہلے کبھی جھوٹ بولا ہے مہر؟؟" وہ سوالیہ انداز میں بولی۔

"اچھا۔۔۔پہلے یہ لیپ ٹاپ تو بند کرو۔۔"

"اچھا بابا۔۔۔یہ لو۔۔۔کہو اب؟؟" اس نے لیپ ٹاپ کو بند کیا اور آخر کار اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"کیا تم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی؟؟"

"نہیں یار۔۔۔پہلے سٹڈیز کمپلیٹ ہو لیں پھر۔۔مگر۔۔" وہ افسردگی سے بولتے ہوئے رکی۔

"مگر؟؟ مگر کیا؟؟"

"جیسے ماموں اور ممانی جان کہیں گے۔۔۔مجھے ویسے ہی کرنا ہوگا ناں! اور سب سے بڑھ کر اماں بی کا فیصلہ ہے یہ۔۔۔۔۔"وہ افسردہ ہوئی۔

Clubb of Quality Content

"اف ف ف۔۔۔اماں بی۔۔۔" وہ جنجھلائی۔

"آخر تم کہتی کیوں نہیں ان سے کچھ۔۔۔"

"کیا کہوں ان سے؟؟" اس نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"اب یہ بھی میں بتاؤں تمھیں۔۔" وہ غصہ سے بولی۔

"اچھا اب غصہ تو نہ کرو۔۔۔" وہ ہولے سے ہنس دی۔

"جنت۔۔۔" وہ بے زاری سے اسکی ہنسی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیا ہے؟؟ ریلیکس۔۔۔۔" وہ مہر کو تسلی دیتے ہوئے بولی۔

"تم سے اچھا تو شاویز ہے۔۔۔کم از کم تمھاری خاطر بول تو لیتا ہے۔۔"

"مہر۔۔۔چلو۔۔۔چلیں۔۔۔کچن میں بہت سا کام کرنے والا پڑا ہے۔۔" وہ اسکی بات کو لا پرواہی سے سنتے ہوئے سنجیدگی سے بولی جبکہ مہر نے شاویز کے نام لیے جانے پر اس میں ایک عجیب سی تبدیلی محسوس کی۔

☆☆☆☆☆☆

کچن میں داخل ہوتے ہی دونوں نے کھانا بنایا۔اتوار تھا سو اتوار کو دونوں کی رات کے کھانے میں ڈیوٹی ہوتی تھی، جو دونوں کی طرف سے رضاکارانہ طور پر خود ہی قبول کی گئی تھی۔

ایمل اور سدرہ کی مدد سے مہر نے ڈائیننگ ٹیبل پر کھانا لگایا، مگر جنت تھی کہ کچن میں غیر ضروری کاموں کو کھولے بیٹھی انہیں اگنور کر رہی تھی۔

"آ جاؤ اب تم بھی باہر۔۔۔" مہر کچن میں فوراً سے داخل ہوئی۔

"آتی ہوں۔۔۔" وہ رومال سے پلیٹوں کو صاف کرتے ہوئے جان بوجھ کر مصروف ہو ئی۔

"جنت۔۔۔یہ بعد میں بھی ہو سکتا ہے۔۔۔" اس نے اسکے ہاتھ سے رومال اور پلیٹیں پکڑ یں۔

"مہر۔۔۔۔میرا جی نہیں چاہ رہا۔۔" وہ اکتائی۔

"تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے۔۔۔۔ہمارے گھر میں جب تک تم ڈائننگ ٹیبل پر مو جود نہ ہو۔۔۔۔اماں بی کسی کو چمچ تک نہیں پکڑنے دیتیں۔۔" وہ اسے یاد دہانی کروانے لگیں۔

"مہر۔۔۔میں ماموں اور ممانی جان کو کیسے فیس کروں گی۔۔۔ہر بار۔۔۔ہر بار انہیں شاویز کی وجہ سے شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے۔اور وجہ میں ہی ہوں۔۔" وہ رونی صورت بنا کر بولی۔

"اف ف ف۔۔۔" مہر نے اسے بغور دیکھا،اور لمبی سانس بھری۔

Clubb of Quality Content

"تم وجہ نہیں ہو۔۔۔ سمجھی۔۔۔۔شاویز نے جو بھی کیا بہتر ہی کیا۔۔۔اب فضول میں یہاں کھڑے رہنے سے باہر موجود گھر والوں کے پیٹ پر ظلم کر رہی ہو۔۔۔" وہ اسے سمجھاتے ہوئے مذاحیہ انداز میں کھلکھلائی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے گئی۔

"اتنی دیر کیوں لگادی آنے میں ؟؟" اماں بی نے دونوں کو کرسی پر بیٹھتے ہوئے دیکھا اور پریشانی سے بولیں۔

"اماں بی۔۔۔وہ۔۔۔جنت کی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔" مہر رک رک کر بولی۔

"کیا ہوا؟؟" شاویز فوراً سے بولا جس پر سب گھر والوں نے ایک دوسرے کو حیران کن نگاہوں سے دیکھا۔

"بہت بھوک لگی ہے مجھے تو۔۔۔آپ یہ اتنی دیر کیوں لگا دی۔۔۔" سدرہ موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے تیزی سے بولی۔

"اماں بی اجازت ہو تو۔۔۔کھانا کھا لیں اب؟؟" ایمل شرارتی انداز میں دریافت کرنے لگی جس پر اماں بی ہنس پڑیں۔

سب نے کھانا شروع کیا جبکہ شاویز کا برابر دھیان جنت پر ہی تھا مگر وہ اسے اگنور ہی کر رہی تھی۔

"کیسی ہو جنت بیٹی اب؟؟" اماں بی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جی ٹھیک ہوں۔۔"

"بھلا بتا دیتیں۔۔آج کچن میں کھانا ہم بنا لیتے۔۔" ممانی جان زیبا نے پریشانی کا اظہار کیا۔

"نہیں۔۔ممانی جان۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔ٹھیک ہوں۔۔بس ذرا اسائنمنٹ کا کام کرتے کرتے تھک گئی تھی۔۔۔" وہ وجہ بیان کرنے لگی تو انہوں نے اسکی نظروں کا تعاقب کیا جو بات تو ان سے کر رہی تھیں مگر سنانا کسی اور کو چاہتی تھیں۔

"ویسے بھی کھانا تو مہر نے بنایا ہے۔۔میں نے تو بس اس کی ہیلپ کی ہے۔۔"اس کی وضاحت پہ مہر نے اسے کہنی مار کر چپ کروایا۔

"کوئی بات نہیں۔۔سیکھ لو گی تم بھی دھیرے دھیرے سب۔۔"زیبا کی ذو معنی بات کو سبھی نے اگنور کیا۔

"امم مم۔۔۔مہر تم بہن کا سر دبا دینا کھانے کے بعد۔۔۔" ندیم ماموں بولے۔

"جی۔۔۔تایا جان۔۔۔" وہ ہولے سے مسکرائی۔

"نہیں ماموں۔۔۔اسکی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔" جنت بھی ہولے سے مسکرائی اور نظریں جھکائے ہوئے بولی۔

"ابو جی۔۔۔یہ مہر آپیہ سر نہیں دبائیں گی۔۔۔بلکہ سر کھائیں گی بہت۔۔۔" ایمل مذاحیہ انداز سے بولی جس پر ندیم صاحب اور نعیم صاحب دونوں کھلکھلا کر ہنسے اور مہر نے اسے گھور کر دیکھا۔

"بچو۔۔ لڈو میں ہراتی ہوں تمہیں۔۔ٹینشن نہ لو۔۔" مہر زیر لب مسکرائی تو ایمل ہنستی ہنستی رکی۔وہ سمجھ گئی تھی کہ اب اسکی خیر نہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا۔۔۔اماں بی۔۔۔چلتاہوں میں۔۔۔صبح جلدی جانا ہے آفس۔۔۔" نعیم صاحب اٹھے۔

"پاپا۔۔۔مگر چائے؟؟" مہر فوراً سے بولی۔

"چائے پی لی تو نیند نہیں آئے گی۔۔زیبا دودھ لے آنا۔۔" انکی بات پہ زیبا کے منہ سے عاجزانہ انداز میں صرف جی ہی نکلا۔

"میری چائے جنت کو دے دینا۔۔۔مزید فریش ہو جائے گی۔۔" وہ جنت کے پاس آکر اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر بولے اور وہاں سے چلے گئے۔

باری باری سب اٹھے اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔اس وقت وہاں سامعیہ، زیبا اور شاہ ویز موجود تھے۔ایمل اور سدرہ دونوں گپیں لگانے میں مصروف تھیں جبکہ مہر اور جنت برتن سمیٹنے میں مصروف تھیں۔

"میں ہیلپ کروا دوں؟؟" شاہ ویز فوراً سے آگے بڑھا تو سامعیہ نے اسے اشارۃً دور رہنے سے منع کیا۔

"تم تو ہر وقت بچی کی ہیلپ میں لگے رہتے ہو۔۔" زیبا کے لفظوں طنز واضح تھا۔

"امی۔۔۔" مہر نے زور دے کر کہا تو وہ خاموشی سے مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی، لیکن سامعیہ کو اسکی یہ بات بہت حد تک چبھی تھی۔اور جنت کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

وہ دونوں بھی چچی کے طنز پہ ہکا بکارہ گئیں، تبھی سامعیہ نے انہیں مخاطب کیا۔

"چلو۔۔۔بچیو۔۔۔ایمل سدرہ۔۔۔تم لوگ بھی اٹھو۔۔۔صبح جلدی سکول جانا ہے۔۔۔"

"جی۔۔۔امی جی۔۔۔" دونوں بھی وہاں سے اٹھیں اور چلی گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اماں بی کے دو بیٹے تھے۔ندیم صاحب بڑے بیٹے تھے اور نعیم صاحب چھوٹے۔

ندیم صاحب کے ہاں اولاد میں دو بیٹے شماز اور شاویز اور دو بیٹیاں سدرہ اور ایمل تھیں۔جبکہ نعیم صاحب کے ہاں صرف ایک بیٹی ہی پیدا ہوئی تھی۔۔۔مہر۔۔۔

مہر کی پیدائش کے فوراً بعد ہی۔۔۔اماں بی کی

بیٹی شاہینہ کے ہاں جنت پیدا ہوئی مگر اس دوران وہ چل بسی۔۔۔شاہینہ کے جانے کے بعد اسکے کے سسرال والوں نے اسکی کی بیٹی کو اس کے ننھیال والوں کو یہ کہہ کر سونپ دیا کہ "کبیر نوازؓ اسے اپنانا نہیں چاہتا۔۔اور آپ بھی اس سے رابطہ نہ کریں تو بہتر ہوگا۔"

جنت کا باپ لندن میں تھا۔اسکے گھر والوں کا اسکی دوسری شادی کا منصوبہ تھا جس کے باعث اس سے جنت کی پیدائش چھپائی گئی۔۔۔بلکہ یہی بتایا کہ دونوں کی موت واقع ہو گئی ہے۔
وہ چاہتے تھے کہ کبیر پاکستان آکر اپنی کزن سے دوسری شادی کر لے، تبھی اسکو بتایا گیا کہ اسکی بیوی کے ساتھ ساتھ بیٹی بھی مر گئی ہے۔
مگر کبیر کے گھر والوں کی سازش ناکام ہو جاتی ہے کیونکہ اس خبر کو سن کر کبیر صاحب پاکستان کبھی نہ آنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں کیونکہ وہ شاہینہ اور اپنی بیٹی کی موت کا صدمہ برداشت نہیں کر سکے۔۔یوں اسکے گھر والوں کا منصوبہ تو ناکام ہوا ہی دوسرا وہ کبیر سے رابطے سے بھی جاتے رہے۔اور یہاں جنت کے ننھیال والوں میں سے کسی نے بھی کبیر صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔بلکہ شاہینہ کی نشانی کو اپنے گھر کی جنت بنا کے پاس ہی رکھ لیا۔
اسے اتنا پیار دیا کہ اسے کبھی کسی محرومی کا احساس ہی نہیں ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

تن تنہا بالکنی میں ٹہلتے ہوئے وہ آج ہونے والے واقعے کو سوچ رہی تھی۔۔۔بلاشبہ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی مگر اب اس کی یہ بار بار ہونے والی حرکت سے وہ عاجز آچکی تھی۔۔ کبھی وہ

شاویز کی باتوں کو سوچتی تو کبھی اس واقعہ کو جس میں شاویز نے جہانگیر اور اس کے گھر والوں کو بے عزت کیا۔۔۔ابھی وہ اسی سوچ میں مگن ہی تھی کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نے رات کی تاریکی میں اس آگھیرا۔۔۔سردی کی پہلی لہر تھی جو کہ اسے شدت سے محسوس ہو رہی تھی ہو اسے اسکے بال اڑ رہے تھے۔۔۔اسی ثناء میں شاویز اسکے پاس آموجود ہوا۔

"تم یہاں؟؟اکیلی؟؟" وہ حیرت سے بولا۔

وہ اپنے خیالات سے نکلی اور اسے اپنے سامنے دیکھ کر ہڑبڑا سی گئی۔

"تم یہاں؟؟اور کوئی تماشا باقی ہے تو وہ بھی کر سکتے ہو تم۔۔۔" وہ جنھلائی۔

"تماشا؟؟جینی۔۔۔؟" وہ آہستگی سے بولا۔

"ہاں!تماشا۔۔۔" اس نے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"ہٹو میرے راستے سے۔۔۔" وہ بے مروتی سے بولی۔

"جینی۔۔۔رکو تو۔۔۔" اس نے اسکا ہاتھ پکڑا جس سے وہ جاتے جاتے رکی۔

"شاویز۔۔۔پلیز۔۔۔ہاتھ پکڑے بغیر بھی بات ہو سکتی ہے۔۔۔" اس نے غصہ سے کہا اور ہاتھ کو چھڑوایا۔

"ہاں!ہو تو سکتی ہے۔۔۔مگر۔۔۔تم میری بات سنتی ہی کہاں ہو؟؟" وہ سوالیہ بولا۔

"ہاں۔۔۔ تو بات کرو ناں! بکواس سننے کے لیے میرے پاس ٹائم نہیں۔۔۔" وہ اکڑ کر بولی۔

"بکواس؟؟ کیا یہ سب بکواس لگتا ہے تمھیں؟؟" وہ پاگلوں کی طرح بولا۔

"ہاں!! ایک دم بکواس۔۔۔" وہ سر کو جھٹک کر بولی اور پھر وہاں سے تیزی سے ہوتے ہوئے اپنے کمرے تک آئی جبکہ وہ اسکے جواب پر سپاٹ نظروں سے اسے جاتے ہوئے دیکھتا ہی رہ گیا مگر کتنے دیے اسکے دل میں بجھے۔۔۔ کتنے شیشے ٹوٹے۔۔۔ یہ وہی جانتا تھا۔۔۔ دل کا خون آنکھوں میں پانی بن کر بہنے لگا جسکو اس نے فوراً سے صاف کیا اور آسمان کو دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں محو ہو گیا۔ اسے وہ سب یاد آنے لگا جو ماضی میں گزر چکا تھا۔۔۔ وہ سب حسین پل جو کبھی جینی کے ساتھ گزرے۔۔۔ مگر یہ رشتے والی بات سے دونوں کی دوستی میں ایک خلا سا آ گیا تھا۔

"بکواس نہیں ہے یہ۔۔"

"یہ سب بکواس نہیں تو کیا ہے؟؟؟ ایک تو تم میری اجازت کے بناء میرے کمرے میں گھس آئے ہو اور اوپر سے دیدہ دلیری تمہاری۔۔ تمہیں احساس تک ہی نہیں۔۔" وہ اس پہ چیخی۔

''اور تمہیں احساس ہے؟؟ جو بناء اجازت لیئے میرے دل پہ قبضہ کیے ہوئے ہو؟؟؟ بولو؟؟؟'' وہ بھی اسی کے انداز میں بولا جس پہ وہ شاکڈ ہو کر رہ گئی۔۔

☆☆☆☆☆

''وہ! آج ڈرائیور کی جگہ تم؟؟'' مہر کھلکھلا کر ہنسی اور گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے تیزی سے فرنٹ سیٹ پر آموجود ہوئی۔

'' ہاں!! گھر جا رہا تھا۔۔اماں بی کا فون آیا کہ ڈرائیور گاؤں گیا ہے۔۔۔سو۔۔۔'' وہ بولتے بولتے جنت کی آمد پر رکا۔اس نے ایک نظر شاویز کو دیکھا اور باہر ہی کھڑی رہی۔

''ارے۔۔۔تم۔۔۔رک کیوں گئی؟؟'' مہر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''کچھ نہیں۔۔۔'' اس نے ہاتھوں میں موجود کتابوں کو مضبوطی سے گرفت میں لیا اور بمشکل ہی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی جبکہ شاویز تشویشی انداز میں گاڑی کے شیشے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''اب تم آہی گئے ہو تو ڈرائیور کی جگہ ہمیں شاپنگ کے لیے ہی لے چلو۔۔۔'' مہر نے مسکرا کر کہا۔

"ڈرائیور کی جگہ آیا ہوں!! ڈرائیور نہیں ہوں میں۔۔۔" وہ اسے یاد دلانے کی کوشش کر نے لگا اور اسکے ساتھ ہی کار ڈرائیو کی۔

"اوہ! یہ تو مجھے پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔" وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"مجھے بک شاپ سے کچھ بکس لینی ہیں۔۔۔" جینی نے اطلاع دیتے ہوئے کہا مگر وہ سناشا ویز کو ہی رہی تھی مگر اسکا دھیان شاویز پر نہیں تھا۔

"اچھا۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔" اس نے اسے دیکھا مگر جینی نے نظریں گھماتے ہوئے باہر مو جود مناظر کو بغور دیکھنے لگی۔

"کیا ٹھیک ہے؟؟ کمینے۔۔۔" وہ اس پر آ جھپٹی۔

"میں نے کہا تو تمھیں یاد آگیا کہ ڈرائیور نہیں ہو تم۔۔۔اور اب اس نے کہا تو ٹھیک ہے؟؟" وہ چلائی۔

"اوہ!! مہر۔۔۔ریلیکس۔۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔" وہ بمشکل جان چھڑواتے ہوئے بولا۔

"کیا ٹھیک ہے؟؟" وہ جنجھلائی۔

Clubb of Quality Content

”لے جاؤں گا مارکیٹ۔۔۔شاپنگ کے لیے۔۔۔“ وہ چبا چبا کر بولا اور ہولے سے مسکرا یا۔

اس کا پورا دھیان جنت پر تھا مگر جنت نے اک نظر اٹھا کر بھی اسے دیکھا نہیں تھا۔

”کونسی بک چاہیئے ؟؟ بتادو۔۔۔“ اس نے گاڑی کو روکا اور پیچھے مڑ کر اس سے پوچھا۔

”نہیں،۔۔میں خود لے آتی ہوں۔۔۔“ اس نے بے مروتی سے کہا اور گاڑی کا دروازہ کھولا۔

”اوہ کم آن ! جینی۔۔۔۔دے دو اسے ہی۔۔۔“ مہر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

وہ ایک لمحے کے لئے رکی اور پھر خاموشی سے اسے ایک پرچی دی جس پر بک کا نام درج تھا۔

شاویز نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

”جینی !۔۔۔مسئلہ کیا ہے تمھارا؟“ مہر گویا ہوئی۔

”کیا مطلب ؟؟؟“

”مطلب یہ ہے کہ۔۔۔شاویز کے ساتھ الجھی الجھی سی کیوں ہو تم ؟“

”بس میرا دل نہیں کرتا اس سے بات کرنے کو۔۔۔“ اس نے کندھے اچکا کر کہا۔

”دل نہیں کرتا۔۔۔یا؟؟؟“ وہ دبی سی ہنسی سے بولی۔

”یا۔۔۔؟؟“ وہ سوالیہ بولی۔

"لو آ گیا تمھاری بک لے کر۔۔۔" مہر نے اسے دور سے آتا دیکھا اور مسکرائی۔

"بس اب۔۔۔مارکیٹ کی طرف چلو۔۔۔" شاویز کے بیٹھتے ہی مہر فوراََ سے بولی۔

"نہیں ہوتی دیر۔۔۔صرف دس منٹ۔۔۔۔پلیز۔۔۔" وہ التجائیہ بولی۔

"اچھا۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔دس منٹ۔۔۔مطلب دس منٹ۔۔۔او۔۔۔کے۔۔" جینی نے واضح الفاظ میں سمجھایا۔

"او۔کے۔۔۔بابا۔۔۔۔او۔کے۔۔۔اب چلیں؟؟؟" وہ جینی سے کہتے ہوئے پھر شاویز سے بولی، جو کہ بس حیرت سے دونوں کی باتوں میں مگن تھا۔

"ہاں۔۔۔" وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے کارڈرائیو کرنے لگا۔

"لو بھئی۔۔۔آگئی۔۔۔تمھاری مارکیٹ۔۔۔اب جو چاہئیے جلدی سے لے کر آ ؤ۔۔۔" وہ تیزی سے بولا۔

"بڑا احسان کر رہے ہو تم مجھے یہاں لا کر۔۔۔۔" وہ لڑتے ہوئے بولی۔

"مہر لے تو آیا ہے ناں۔۔۔اب لڑ کیوں رہی ہو؟؟ دس منٹ میں واپس آؤ۔۔۔" جنت نے سمجھاتے ہوئے اسے یاد دلایا۔

"دس منٹ۔۔۔" وہ کھلکھلائی۔

"دس منٹ تو نہیں۔۔۔دو گھنٹے۔۔۔" اسکی بات سن کر دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"دو گھنٹے۔۔۔۔مہر پاگل ہو گئی ہو؟؟" جینی غصے سے بولی۔

"ریلیکس۔۔۔" اس نے پرسکون انداز سے اسے کہا۔

"اور تمھیں کیا لگتا ہے کہ ہم تمھارا یہاں انتظار کریں گے؟؟" شاویز نے سوالیہ کہا۔

"آف۔۔۔کورس۔۔۔" اس نے یقینی انداز سے اسے کہا اہو کار کا دروازہ کھولا۔

"نو۔۔۔نیور۔۔۔" جینی نے تیزی سے بولا جس سے وہ رک گئی۔

"مرضی ہے۔۔" وہ کندھوں کو اچکاتے ہوئے ہنسی اور وہاں سے چلی گئی۔

"حد ہوتی ہے۔۔۔" جینی نے غصے سے کہا اور چھینکنے لگی۔

"کیا ہوا ہے؟ تمہاری طبعیت تو ٹھیک ہے؟" وہ فوراََ سے فرنٹ شیشے سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔اسکے چہرے سے فکر مندی صاف ظاہر تھی۔

"ٹھیک ہوں۔۔" وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے بولی۔

"اب کیا کریں؟؟؟"

"کرنا کیا ہے۔۔۔گھر چلتے ہیں۔۔۔ خود ہی بھگتے یہ لڑکی اماں بی کا غصہ۔۔۔۔" شاویز نے فوراََ سے کہا۔

"نہیں۔۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

"اس طرح تو ہمیں بھی ڈانٹ پڑے گی۔۔"

"تو پھر؟؟ تمھارا خیال ہے کہ میں یہاں۔۔۔ فضول میں دو گھنٹے برباد کروں؟؟ جبکہ مجھے ابھی آفس میں ایک اہم میٹنگ کے لئے بھی جانا ہے۔ چچا جان انتظار کر رہے ہوں گے میرا۔۔نئے ممبرز کے ساتھ میٹینگ ہے جو میں مِس نہیں کر سکتا۔۔اب یہاں دو گھنٹے رکنے کا مطلب چچا اور ابا کی ڈانٹ۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولتے ہوئے اسے اطلاع دینے لگا۔

"نہیں۔۔۔یہ کب کہا میں نے کہ تم میٹینگ میں نہ جاؤ۔۔۔" وہ فوراً سے بولی۔

"تو پھر؟؟" وہ سوال کرنے لگا۔

"آفس ہی چلتے ہیں۔۔۔واپسی پہ اس کو پک کر لیں گے یہاں سے۔۔۔" وہ رائے دیتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔مگر دو گھنٹے رکنے کی کوئی خاص وجہ۔۔؟؟ تمھیں بھی تو لے کر جا سکتی تھی نا!" وہ الجھا۔

"تو کیا ہوا؟؟ تمھیں مسئلہ ہو رہا ہے مجھے لے کر جانے میں؟؟" وہ جھنجھلائی۔

"نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔ایسی بات نہیں۔۔۔" وہ فوراً سے بولا۔

"فار یور کائنڈ انفارمیشن۔۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں تمھارے ساتھ جانے کا۔۔ مہر نے موقع ہی نہیں دیا کہ اس سے کچھ پوچھ سکوں۔۔۔" وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے لڑنے والے انداز میں بولی اور مہر کو فون کرنے لگی جبکہ شاویز لب بھینچ کر رہ گیا۔

"کہاں ہو تم؟؟ آخر یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔ باتیں سننے کے لئے مجھے چھوڑ گئی ہو۔۔۔" اس کے انداز پر شاویز نے شرمندگی سے اسے دیکھا۔

اس نے مہر کو خوب سنائی اور پھر اسکی طرف سے "وجہ" جان کر فون خود ہی بند کر دیا۔

"جینی۔۔۔ سوری۔۔۔ میرا وہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔۔ تم خود سے اخذ کر رہی ہو۔۔" وہ الجھا جبکہ اس نے فون غصہ سے پٹخا۔

"برتھ ڈے ہے اس کی فرینڈ کا۔۔۔۔ بہانے سے اس لئے روکا ہمیں۔۔۔ کہ تم یہاں ہر گز یہاں رکنے نہیں دو گے اسے۔۔۔" جینی نے ایک لمبی تفصیل سناتے ہوئے دل کا بوجھ ہلکا کیا۔

"اچھا۔۔۔ سوری۔۔۔ سوری۔۔" وہ بار بار بولا اور گاڑی چلا دی مگر وہ منہ پھلائے ہی بیٹھی رہی۔

"تم نہیں جانتی اسکی دوست کو؟؟" وہ کشمکش میں مبتلا ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

”تم پھر شروع ہو گئے؟؟ میں جانتی ہوتی تو اسکی دوست مجھے بھی انوائیٹ کرتی ناں۔۔اب پلیز مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا۔۔ شام میں اسی سے تفشیش کر لینا۔۔“ وہ تقریباً اکتا سی گئی تھی۔

”جینی۔۔۔“ اس نے ارد گرد دیکھا اور آہستگی سے بولا جس پر وہ زچ ہو کر بولی۔

”جی؟؟ اور کوئی بات۔۔۔“

”آگے آکر بیٹھ جاؤ یار۔۔۔“ وہ گاڑی روکتے ہوئے بولا۔

”مجھے نہیں بیٹھنا یہاں۔۔۔“وہ منہ پھلا کر بولی مگر پھر اس کی رونی صورت دیکھ کر کچھ لمحے کے بعد وہ اٹھی اور بمشکل ہی فرنٹ سیٹ پر آ موجود ہوئی۔

”تھینک گاڈ۔۔۔“ شاویز نے دل ہی دل میں شکریہ ادا کیا۔

”جینی۔۔۔ایک بات پوچھوں؟۔۔۔“ وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

”نہیں۔۔۔“ اس نے اکڑ کر جواب دیا۔

”جینی۔۔۔آخر اتنا بدلاؤ۔۔۔کس لئے۔۔۔؟؟“ وہ رونے والے انداز میں بولا۔

”جب تم نے بات پوچھ کر ہی رہنی تھی تو سوال کیوں پوچھا؟؟؟“ وہ ہنسی اور سوالیہ بولی۔

”Anyway

۔۔۔بدلاؤ کیسا؟؟؟“

''جینی۔۔۔ہماری دوستی ایسی ہر گز نہیں تھی۔ جیسی۔۔'' اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتا جینی نے بھنوئیں اچکا کر اسے دیکھا۔

''تمھیں وقت نہیں دے پاتاناں

!!i know that

۔۔لیکن جوں ہی بھائی جان آئیں گے ناں۔۔سب نارمل ہو جائے گا۔۔۔ابھی ابو کو۔۔۔''

''پلیز۔۔شاویز۔۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔'' وہ اسے ٹوکتے ہوئے بولی۔

''اور رہی بات دوستی کی تو دوست تو ہم آج بھی ہیں اور رہیں گے۔۔۔ مگر۔۔''

''مگر۔۔۔'' وہ تشویشی انداز سے بولا۔

''مگر تمھاری فضول قسم کی باتیں۔۔۔اور تمھاری حرکتیں۔۔۔

i hate all these

۔۔۔'' وہ نقاہت سے بولی۔

''فضول؟؟'' وہ گاڑی چلاتے چلاتے رکا۔

''ہاں۔۔!ایک دم فضول۔۔۔'' اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

”اب جلدی کرو۔۔۔اس سے پہلے تمھاری میٹنگ۔۔۔“ اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی شاویز فوراً سے بولا۔

”بے فکر رہو۔۔۔ضرورت نہیں تمھیں میری فکر کرنے کی۔۔۔“ وہ اکڑ کر ناگواری سے بولا۔

”جب نظروں سے گرا ہی چکی ہو تو اب؟؟اس سب کا مطلب؟؟“

”شاویز۔۔۔This is to much۔۔۔“ وہ غصے سے بولی۔

”تم غلط سوچ رہے ہو۔۔“

شاہ ویز نے اسے غصہ سے دیکھا اور اپنا فوکس کار ڈرائیو کرنے پہ ہی رکھا۔

”شاہ ویز۔۔تم جانتے ہو اچھے سے کہ میں کیا کہنا چاہتی ہوں۔۔اب کیوں تم ایسی باتیں کر رہے ہو؟؟“

”پلیز۔۔جینی۔۔تم بھی اچھے سے جانتی ہو کہ میں نے یہ سب کیوں اور کس لیئے کیا۔۔اور یہ تب تک کرتا رہوں گا جب تک۔۔تم میری محبت کو قبول نہ کرلو۔۔“ اس نے کمپنی کے باہر گاڑی روکی اور گاڑی سے باہر آیا۔اور دوسری سائیڈ پر آکر اسکی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

”اب اسے میری دھمکی سمجھو یا ضد۔۔“ اسکے لہجے میں مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ دھمکی تھی، جسے محسوس کرتے ہوئے وہ حیران رہ گئی۔

شاہ ویز اس حد تک جارحانہ انداز میں بات کر سکتا ہے اسے اندازہ نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆

"بچے آئے نہیں ابھی تک۔۔۔؟؟" اماں بی نے سامعیہ سے پوچھا۔

"پتہ نہیں ہے۔۔۔شاویز کا فون بھی نہیں لگ رہا۔" وہ وجہ بتانے لگیں۔

"اندازہ تھا مجھے اس لڑکے کی لاپرواہی کا۔۔۔" اماں بی لاٹھی کا سہارا لیے ہوئے بیٹھیں۔

"اماں بی۔۔۔آج میٹنگ بھی تھی تو۔۔۔" ندیم صاحب فوراً سے بولے۔

"ہاں تو؟؟ بچیاں بیچاری وہاں انتظار میں ہوں گی۔ فون لگاؤ ندیم اسکو۔۔۔" وہ حکم دینے لگیں۔

"جی۔۔اماں بی۔۔" وہ صوفے پر بیٹھے اور فون ملانے لگے۔

"آپ کے لیے سوپ لے آؤں؟؟" سامعیہ فوراً سے بولی۔

"نہیں۔۔رہنے دو۔۔۔آج اچھا ہوتا میں چلا جاتا۔۔۔۔" وہ غصہ سے فون کو پٹختے ہوئے بولے۔

"کیا ہوا؟؟" سامعیہ گھبرائی۔

"فون ہی آف جا رہا ہے تمھارے لاڈلے کا۔۔۔" وہ بولے اور غصہ سے اٹھے۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟؟" سامعیہ سوالیہ بولی۔

"کہاں جا سکتا ہوں آخر؟؟" وہ جنجھلائے۔

"آپ کی طبعیت پہلے ہی ٹھیک نہیں۔۔۔"

"ٹھیک ہوں میں۔۔۔ کم از کم فون تو اسے آن رکھنا چاہیئے تھا۔" ندیم صاحب غصہ کو کنٹرول کرتے ہوئے بولے۔

"ندیم بیٹا۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ نعیم کو فون لگاؤ۔۔۔" اماں بی ذرا نرمی سے بولیں جس پر ندیم صاحب کو ان کا حکم ماننا پڑا اور دل ہی دل میں سامعیہ نے شکر ادا کیا۔

☆☆☆☆☆☆

☆

"جی۔۔ ماموں جان۔۔۔ ہم بس آ رہے ہیں۔۔۔" جینی نے خود کو کرسی کا سہارا دیتے ہوئے کہا۔

"مگر بیٹی۔۔۔ تم آفس میں۔۔ وہاں کیا کر رہے ہو تم لوگ؟؟" ندیم صاحب پریشانی سے بولے۔

"ماموں جان۔۔۔بے فکر رہیئے۔۔۔اصل میں۔۔شاویز کو میٹینگ اٹینڈ کرنا تھی۔۔۔سو۔۔۔ہم نے سوچا۔۔ہم لوگ ذرا کمپنی میں گھوم پھر آئیں۔۔۔" وہ شوخیہ انداز سے بولی۔

"بیٹی۔۔۔ کمپنی نہ ہو گئی کوئی شاپنگ مال ہے کیا؟؟" وہ ذرا سختی سے بولے۔

"سوری۔۔ماموں جان۔۔۔" وہ رونے والے انداز میں بولی۔

"جلدی پہنچو۔۔۔تم لوگ۔۔۔" وہ حکم صادر کرتے ہوئے فون رکھ کر اماں بی کو اطلاع دینے لگے۔

"نعیم میٹینگ میں ہے۔۔۔ جینی نے فون ریسیو کیا۔۔۔بے فکر رہیئے۔۔۔آ رہے ہیں۔۔۔" وہ انہیں پر سکون کرتے ہوئے بولے جس پر اماں بی نے ہولے سے گردن ہلائی اور خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔کیونکہ انہیں اس وقت سب سے زیادہ غصہ سجیل پہ آ رہا تھا۔

"کس کا فون تھا؟؟" نعیم صاحب نے اپنے آفس روم میں داخل ہوتے ہی اسے فون کے قریب پایا تو پوچھا۔

"وہ۔۔گھر سے۔۔۔" وہ ہکلائی۔

"اچھا۔۔۔! یہ مہر کہاں ہے؟؟؟" وہ کرسی پر بیٹھے فائل کو پکڑ کر بولے۔

"وہ۔۔۔ماموں جان۔۔۔وہ۔۔۔" وہ مزید ہکلائی۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی شاویز داخل ہوا۔

"چلو۔۔۔چلیں۔۔۔" وہ اس سے بولا۔

"ہاں۔۔چلو۔۔۔" وہ فوراً اسے اٹھی۔

"ارے بھئی مہر اندر کیوں نہیں آئی؟؟" نعیم صاحب کرسی پر بیٹھے مزید فائلز کو ٹٹولنے لگے۔

"وہ۔۔۔" دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا اور بہانہ سوچنے لگے۔

"ہاں۔۔وہ۔۔گاڑی میں۔۔۔" وہ بہانہ گڑھتے ہوئے بولا اور فون کو جان بوجھ کر کان کے ساتھ لگاتے ہوئے بولا۔

"ہاں بس آرہے ہیں۔۔۔چلو جینی۔۔۔۔چلو چلیں۔۔" وہ اسکو اشارے سے جلدی چلنے کا بول کر فوراً سے خود باہر آموجود ہوا۔

"شکر ہے بچت ہوگئی۔۔۔"

"ہاں۔۔مگر اب جلدی کرو۔۔۔" جینی تیزی سے باہر کی طرف نکلی اور گاڑی میں آموجود ہوئی۔

"آ رہے ہو تم لوگ ؟؟ کہ میں خود ہی چلی جاؤں ؟؟" مہر فون پر شاویز کو دھمکا رہی تھی۔

"حد ہوتی ہے۔۔۔پہلے ہی تمھاری وجہ سے اتنا وقت ہو گیا ہے اور تم ہو کہ اب بھی۔۔۔" وہ غصہ سے ذرا دکھی انداز میں بولا۔

"کیا اب بھی ؟؟" وہ سوالیہ بولی۔

"کچھ نہیں۔۔۔اینی۔وے۔۔۔تم وہاں ہو کس کے ساتھ ؟؟؟" وہ تفشیشی انداز میں بولا۔

"کیوں ؟؟" وہ زور دے کر بولی۔

"جینی نے تمھیں بتایا نہیں ؟؟" وہ سوال کرنے لگی۔

"ہاں بتایا ہے۔۔۔ مگر میں تمھارے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔۔۔مجھے نہیں لگتا کہ۔۔۔"

"کیا نہیں لگتا ؟؟" وہ فون پر چیخی۔

"یہی کہ تم دوستوں کے ساتھ نہیں۔۔۔بلکہ معاملہ کچھ اور ہے۔۔۔" وہ شکی انداز میں بولا اور فوراً سے گاڑی میں بیٹھا۔ جینی نے نظر اٹھا کر بغور اسکی طرف دیکھا جس کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے۔

"اوہ! کم آن۔۔۔کچھ باتیں پرسنل بھی ہوتی ہیں شاویز۔۔" وہ کھلکھلائی۔

"پرسنل۔۔۔" وہ ہنسا۔

"بے فکر رہو۔۔آج جاتے ہی اماں بی کو بتادوں گا سب۔۔۔" وہ دھمکی دیتے ہوئے بولا۔

"اوہ! رئیلی۔۔۔۔چلو میرا کام آسان ہو جائے گا۔۔۔ویسے بھی۔۔۔ڈانٹ مجھ سے زیادہ تمھیں پڑے گی۔۔۔" وہ کھلکھلا کر ہنسی جبکہ اسکے سامنے بیٹھا سجیل ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

"حد ہوتی ہے بے شرمی کی۔۔۔" وہ زیر لب آہستگی سے بولا مگر جینی کو اسکی آواز صاف سنائی دے رہی تھی جس پر وہ حیرت سے بس ہونٹوں کو سیے اسے دیکھنے لگی۔

"تو کب آرہے ہو دونوں مجھے پک کرنے؟؟" وہ شرارتی انداز میں ہنسی۔

"مہر۔۔۔" وہ آگ بگولہ ہوا۔

"ریلیکس۔۔۔ایم ریڈی۔۔۔آتے ہی مس کال کر دینا۔۔۔" وہ ہنسی اور فون رکھ دیا۔

"ارے میں تمھیں ڈراپ کر آتا ہوں مہر۔۔" سجیل بولا۔

"ارے نہیں۔۔۔مار نہیں کھانی مجھے گھر سے۔۔۔" وہ کھلکھلائی۔

دوسری طرف شاویز نے فون کو ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے جینی کی طرف دیکھا جو کہ بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

"پوچھو گی نہیں کہ کیا کہا اس نے؟؟" اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں۔۔۔" اس نے پلکیں جھپکائیں۔

"کیا کہا؟؟؟"

"نواب زادی دھمکیاں دینے پہ اتر آئی ہے۔۔۔ ہمیں دھمکی دے رہی ہے کہ اگر اس کا نام لیا گھر جا کر تو ڈانٹ ہمیں پڑے گی وغیرہ۔۔ وغیرہ۔۔" شاویز تلخی سے بولا۔

"اچھا۔۔۔ ریلیکس۔۔۔۔ کچھ نہیں ہو گا۔۔۔" وہ اسے تسلی دیتے ہوئے بولی جس پر وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا دیا۔

"جنت۔۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"ہاں۔۔۔" وہ باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بولی۔

"لک ایٹ می۔۔۔" اس کے کہنے پر وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کیا واقعی تمھیں میں فضول لگتا ہوں؟؟؟"

"لو۔۔ پھر سے شروع ہو گیا یہ۔۔" وہ زیرِ لب خود سے بولی۔

"تم نہیں۔۔۔ تمھاری باتیں ہیں فضول۔۔ اب پلیز۔۔۔ میں اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔" وہ قدرے سنجیدگی سے بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمھارا اور میرا دوستی کا رشتہ ختم نہ ہو تو۔۔۔ پلیز۔۔۔" وہ موبائل کو کان کے ساتھ لگاتے ہوئے بولی۔

جس پر وہ ساکت رہ گیا۔ مگر چاہتے ہوئے بھی کچھ بول نہ سکا۔

"ہیلو۔۔۔ ٹو بوتھ آف یو۔۔۔" مہر تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے بولی۔

"جلدی بیٹھو یار۔۔۔" جنت فوراً سے باہر آموجود ہوئی اور اس سے اشارۃً بولی۔

"اوہ۔۔ ہو! تم بیٹھو یار۔۔۔" مہر فوراً سے بولی۔

"نہیں۔۔۔ میں پیچھے ہی ٹھیک ہوں۔۔۔" وہ مسکرائی اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی مگر اس کی بات سن کر شاویز نے مایوسی کے ساتھ اسے دیکھا مگر پھر مہر کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔

"چلو۔۔۔ آؤ۔۔۔ جلدی کرو۔۔ لگتا ہے جھگڑا ہوا ہے تم لوگوں میں۔۔۔" مہر بیٹھی اور شرارتی انداز میں بولی۔

"ہاں۔۔۔ کچھ لوگوں کو جھگڑا کرنے کی عادت ہوتی ہے۔۔۔ شاویز طنزیہ انداز سے بولا جس پر مہر نے اسے گھور کر دیکھا۔

"اور کچھ لوگوں کو فضول بحث کرنے کی۔۔۔" جواباً جنت نے طنزیہ کہا جس پر مہر کھلکھلا کر ہنسی۔

"ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی تم لوگوں کی۔۔

Clubb of Quality Content

اینی وے۔۔۔ جلدی چلاؤ۔۔۔" وہ حکمیہ انداز سے بولی۔

"چلا تو رہا ہوں۔۔۔ اب اڑانے سے تو رہا میں اس گاڑی کو۔۔۔" وہ زچ ہو کر بولا۔۔

"تو ہوائی جہاز خرید لو نا۔۔ اب اتنے تو امیر ہم ہیں ہی۔۔۔" مہر آنکھ مارتے ہوئے بولی لیکن دونوں میں سے کسی نے بھی اسکی بات پہ ردِ عمل کا اظہار نہ کیا سوا سے چپ رہنا ہی مناسب لگا۔

"کیا سڑیل کزن ملے ہیں مجھے بھی۔۔ اف ف۔۔"

☆☆☆☆☆

وہ سب گھر پہنچے تو وہاں ایک عجیب سا ہی سماں تھا۔۔ (زیتون بیگم) اماں بی چھڑی کو زمین پر ٹکا ئے گھڑی کی ٹک ٹک کو سننے میں محو تھیں اور انکی آنکھیں دروازے پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔۔ جیسے ہی وہ تینوں داخل ہوئے اماں بی نے سبھی کو روکا۔۔۔ اس سے پہلے وہ سلام دعا کرتے اماں بی فوراً سے بول اٹھیں۔

"یہ کوئی وقت ہے گھر آنے کا؟؟؟" وہ گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے بولیں جس پر غالباً شام کے چار بج رہے تھے۔

"اماں بی وہ۔۔۔۔ اصل میں۔۔۔" جنت نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"تم چپ رہو۔۔۔" وہ غصہ سے بولیں۔

"مجھے اس سے پوچھ لینے دو۔۔۔" وہ شاویز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولیں۔

"اماں بی۔۔۔وہ۔۔۔" مہر بولی۔

"تم سے نہیں پوچھا کچھ بھی۔۔۔۔جاؤ تم لوگ یہاں سے۔۔۔۔" اماں بی کے ایک اشارے پر وہ دونوں بھاگی بھاگی وہاں سے ایسے غائب ہوئیں جیسے وہاں تھیں ہی نہیں۔

اب کٹہرے میں اماں بی اور شاویز ہی موجود تھے۔ بات چاہے بڑی ہو یا چھوٹی۔۔۔اماں بی کو بس شاویز پر غصہ کرنے کا بہانہ چاہیئے تھا۔اور وجہ یہ تھی کہ شاویز کو آج تک انہوں نے جو بھی سمجھایا اس نے ہر دفعہ اس کے برعکس ہی عمل کیا اور لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔

☆☆☆☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جاری ہے۔۔۔

☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 2

• جانا پہچانا اجنبی

”تمھیں بھیجا تھا انہیں لینے۔۔۔اور تم اپنی میٹینگ کے چکر میں بچیوں کو۔۔۔“اس سے پہلے کہ اماں بی بات مکمل کرتیں سامعیہ فوراً کمرے میں داخل ہوئی۔

"اماں بی۔۔۔جانے دیں۔۔آتو گئی ہیں ناںبچیاں۔۔۔اب آپ خوا مخواہ۔۔۔"

"کیا خواہ مخواہ؟؟ سامعیہ۔۔۔لاپرواہ ہو گیا ہے یہ بچہ۔۔۔مت برتو اتنی رعایت اس کے ساتھ۔۔۔" شاویز اس کی بات سن کر ایک دم مسکرادیا اور دل ہی دل میں سرگوشی کرنے لگا۔

"ابھی یہ رعایت برت رہی ہیں ناں جیسے آپ۔۔۔دیکھو ذرا۔۔۔مجال ہے۔۔۔کسی بات کا جو اثر ہو اس پر۔۔۔برابر مسکرائے جارہا ہے۔۔" وہ جھنجلائیں جس پر سامعیہ نے اسے گھورا مگر وہ پھر بھی باز نہ آیا۔

"اچھا میں جاؤں۔۔" وہ شرارتی انداز میں مسکراتے ہوئے اجازت لینے لگا جس پر اماں بی نے اسے کھاجانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"اماں بی۔۔۔تھوڑی سی رعایت برتیں۔۔۔" وہ طنزیہ کھلکھلایا جس پر سامعیہ ہنس پڑی۔

"جاؤ۔۔۔دفع ہو جاؤ۔۔۔شرم نہیں آتی۔۔۔بزرگوں کا مذاق اڑاتے۔۔۔" انہوں نے غصہ سے سامعیہ کی طرف دیکھا۔اماں بی کی اس پر نظر پڑتے ہوئے سامعیہ بھی سنجیدہ ہوئی اور شاویز کو اشارۃً وہاں سے جانے کا کہنے لگی۔

☆

☆☆☆☆

”نعیم۔۔۔“ زیبا بیڈ کی دوسری سائیڈ پر بیٹھتے ہوئے ان سے بولی جبکہ وہ اپنے حساب کتاب میں مصروف تھے۔

”میں سوچ رہی تھی۔۔۔کیوں ناں ہم۔۔۔جنت کے ساتھ ساتھ مہر کا بھی کچھ سوچیں۔۔؟؟آخر کو مہر بڑی ہے جنت سے۔۔“

”ہوں۔۔۔“ وہ اپنے کام میں مصروف تھے۔

”نعیم۔۔۔“ وہ انہیں بغور دیکھتے ہوئے چڑی۔

”یہ حساب کتاب یہاں بھی؟؟میں نے کچھ کہا ہے آپ سے۔۔۔“

”ہاں۔۔زیبا بولو۔۔۔“ وہ اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

”نعیم کیوں ناں ہم۔۔۔مہر کا بھی کہیں رشتہ پکا کر دیں۔۔“ وہ رائے دینے لگیں۔

”مہر کا رشتہ۔۔۔؟؟“ وہ چونکے۔

”ہاں۔۔۔اس میں چونکنے والی کون سی بات ہے۔۔بھلا؟؟“ زیبا حیرت سے پوچھنے لگی۔

”چونکنے والی بات ہے نا۔۔۔یہ باتیں تو اماں بی کے سوچنے کی ہیں۔۔۔ناکہ ہماری۔۔“ وہ بری الذمہ ہوئے۔

”ٹھیک ہے اماں بی سوچیں۔۔۔مگر ہماری بیٹی ہے وہ آخر۔۔۔“

”زیبا۔۔“ وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولے۔

"دیر آئے درست آئے۔۔۔" وہ ہولے سے مسکرادیئے جوابًا وہ خاموشی سے بس ان کا چہرہ دیکھنے لگی مگر مزید کچھ بول نہ پائی۔

☆☆☆☆☆

"سمجھا دینا اپنے بیٹے کو۔۔کل کوئی تماشا نہ کرے۔۔۔" ندیم صاحب سامعیہ سے بولے۔

"آپ بے فکر رہیئے۔۔" وہ ان کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے انہیں تسلی دینے لگیں۔

"کئی مرتبہ تم مجھے یہ کہہ چکی ہو۔۔۔مگر۔۔۔نتیجہ۔۔۔تمھارے سامنے ہے۔۔۔ہر بار ہمیں شرمندگی اٹھانی پڑی۔۔صرف اسی کی وجہ سے۔۔۔" وہ وضاحت کرنے لگے۔

"کل۔۔کچھ کر نہیں پائے گا وہ۔۔" وہ ذہن میں کوئی ترکیب سوچتے ہوئے بولیں۔

"اور سارے انتظامات مکمل ہو گئے؟؟" وہ مزید بولے۔

"جی۔۔۔سب ہو گیا۔" وہ مسکرائیں۔

"یہ تو اللہ کا احسان ہے ہم پر۔۔۔اور مسٹر اور مسز ہارون کی دریادلی۔۔۔اتنی عزت افزائی کے بعد بھی آرہے ہیں ہمارے گھر۔۔کوئی اور ہوتا تو چار حرف بھیجتا ہم پر۔۔۔" سامعیہ اندر ہی اندر نادم ہوئی۔

"اور ہاں اسے یہ بھی سمجھا دینا، جیسا وہ چاہتا ہے ویسا کبھی بھی ہو نہیں سکتا۔۔امید ہے کل بات پکی کر کے ہی جائیں۔۔تو پلیز۔۔۔تم سمجھ رہی ہو نا۔۔۔سامعیہ۔۔۔"

Clubb of Quality Content

"جی۔۔جی۔۔۔کل ضرور رشتہ پکا ہو جائے گا۔۔" وہ قدرے یقین سے بولیں اور ذہن میں کچھ سوچنے میں مصروف ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆

"امی مجھے نہیں جانا کہیں۔۔۔ اور وہ بھی اتنی رات کو۔۔" شاویز رونی صورت بنا کر بولا۔

"شاویز اکیلے نہیں بھیج رہی تمھیں۔۔۔ڈرائیور ساتھ ہی ہو گا تمھارے۔۔۔"

"واہ۔۔۔صدقے جاؤں میں اپنی ماں کے۔۔۔" وہ ہنسا۔

"ڈرائیور نہ ہو گیا بیوی ہو گئی۔۔۔" وہ ان کے قریب آکر شرارتی انداز میں بولا۔

"ہٹ۔۔دفعہ ہو پرے۔۔۔" وہ اس کو پیچھے کرتے ہوئے ہنس دیں۔

"اچھا۔۔۔میرے بچے۔۔۔جانا بہت ضروری ہے۔۔ تمھارے ماموں بیمار ہیں۔۔ان کو یہ کچھ روپے بھجوانے ہیں۔۔" وہ بہانہ گڑھتے ہوئے بولیں۔

"کیا۔۔؟؟وہ بیمار ہیں؟آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا مجھے؟" وہ حیرت سے بولا۔

"ہاں تو اب بتا رہی ہوں ناں۔۔۔ابھی جاؤ گے۔۔تو صبح پہنچو گے ناں۔۔۔" وہ تفصیلاََ بولیں۔

"ہاں۔۔۔ٹھیک ہے۔۔" وہ پر امیدی سے بولا۔

"ماموں جان جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔ بلکہ ایسا کریں ناں۔۔۔ آپ بھی چلیں میرے ساتھ۔۔ مل بھی لیجیئے گا ان سے۔۔۔"

"نہیں میں نہیں جا سکتی۔۔۔ یہاں بہت کام ہے۔۔ کل یہاں مہمانوں نے۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکیں جس پر وہ چونکا۔

"مہمانوں نے؟؟ کیا مطلب؟؟"

"وہ میرا مطلب ہے۔۔۔ کوئی آتا جاتا ہے گھر پر۔۔۔ اور اماں بی اس وقت سو رہی ہیں اور ان کی اجازت لئے بغیر تو نہیں ناں جا سکتی۔۔۔" وہ بات کو فوراً بدلنے لگیں۔

"اوہ گاڈ۔۔ اماں بی۔۔۔ اماں بی۔۔۔ ہر ایک کو اماں بی فوبیا ہو گیا ہے۔۔۔" وہ کھلکھلایا۔

"ابو جان۔۔ چچا جان۔۔۔ گھر والے سب اور جنت۔۔۔ سبھی ان کے انتظار میں ہی کیوں رہتے ہیں۔۔۔" وہ تنگ آ کر بولا۔

"بس چھوڑو۔۔۔ یہ سب۔۔ اور تیاری پکڑو۔۔۔" وہ وہاں سے جانے لگیں۔

"امی۔۔" اس نے انہیں پیچھے سے پکارا۔

"ہاں بیٹا۔۔۔" وہ مسکرا دیں۔

"وہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔"

"ہاں۔۔ بولو۔۔۔" وہ بغور دیکھنے لگیں۔

"نہیں۔۔کچھ نہیں۔۔۔" اس نے کچھ سوچا اور پھر پلکیں جھپکا کر سر کو جھٹکا۔

"آکر بتاؤں گا۔۔ابھی۔۔۔جانا ضروری ہے ناں۔۔۔کل شام میں بتاؤں گا۔۔۔" وہ مسکرایا جس پر وہ بھی مسکرادیں۔

"ٹھیک ہے۔۔"

"اچھا۔۔گرم چادر اوڑھ لینا۔۔سردی بہت ہے باہر۔۔۔" وہ اتنا کہتے ہی وہاں سے چلی گئیں جبکہ وہ مسکرادیا۔

☆☆☆☆

"ویسے جنت بات تو ہے سوچنے کی۔۔۔انکل ہارون اور ان کی مسز کیسے رضامند ہو گئے دوبارہ آنے پر؟؟؟" مہر صبح کے لیئے تیاری میں مصروف تھی۔وہ ہاتھ میں چوڑیوں کو دیکھتے ہوئے مسکرائی۔

"کیوں نا ہوتے رضامند؟؟آخر جنت آپی ہیں ہی بہت بیوٹی فل۔۔۔" ایمل تعریفی انداز میں مسکرائی۔

"تو اس کا مطلب ہے جو باقی رشتے کے لیئے آنے والے بے عزت ہو کر گئے ہیں انہیں جنت پسند نہیں آئی۔۔۔۔" مہر مسکرائی جس پر ایمل اور سدرہ دونوں ہنس پڑیں۔

"نہیں ایسے تو نہیں ہو سکتا۔۔۔بس وہ ڈیزرو نہیں کرتے تھے ہماری جنت آپی کو۔۔۔" سدرہ نے تیزی سے جواب دیا جس پر جنت مسکرا دی۔

"فلسفہ جھاڑنے میں بالکل اپنے بھائی شاہ ویز پہ گئی ہو تم سدرہ۔۔ ویسے اس وقت دعا کرنی چاہیئے آپ لوگوں کو۔۔۔یہ باتیں چھوڑو۔۔۔" مہر نے جنت کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کیوں دعا کیوں؟؟" ایمل اور سدرہ فورا بولیں۔

"کیونکہ تمھارا بھائی ہے ہی بہت کمینہ۔۔۔کیا پتہ انہیں بے عزت کر دے اب کی بار بھی۔۔۔" وہ شرارت سے دونوں بولیں۔

"ویسے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ شاویز بھائی کو آخر مسئلہ کیا ہے؟؟" ایمل اور سدرہ کھلکھلا کر ہنسیں۔

"مسئلہ فیثا غورث ہے اسکا۔۔اب کوئی الخوارزمی ہی ڈھونڈو۔۔"مہر کے اس شگوفے پہ دونوں مزید کھلکھلا کر ہنسیں۔

"بس دماغ خراب ہے اس کا۔۔اسے ماہر طب کو دکھائیں نا کہ کسی ریاضی دان کو۔۔۔" جنت نے بد تمیزی سے جواب دیا تو دونوں کی ہنسی یکدم رکی۔

دونوں نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔

”چلو۔۔۔ایمل سدرہ۔۔۔ سو جاؤ تم لوگ۔۔رات بہت ہو گئی ہے۔۔۔“ جنت کے موڈ کو بھانپتے ہوئے مہر نے دونوں سے کہا جس پر وہ اٹھ کر چلی گئیں۔

”جی۔۔۔“ دونوں نے وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا۔

”جنت کیا ہو گیا ہے آخر؟؟“ مہر نے ڈانٹا۔

”مجھے کوئی بات نہیں کرنی اس کے بارے میں۔“ وہ چڑی۔

”بات نہیں کرنی مگر کیوں۔۔؟؟شاویز سے آخر اتنی پرابلم کیوں ہونے لگی ہے تمھیں؟؟“ وہ بحث کرنے لگی۔

”یہ بھی میں اب بتاؤں تمھیں؟؟“ وہ بحث کرنے لگی۔

”کم آن جینی۔۔۔وہ یہ سب تمھارے لئے ہی تو کرنا ہے۔۔۔“ وہ مزید بولی مگر یکدم اس کی سوچ ایک دوسری سوچ پر غالب آنے لگی۔

”ایک منٹ۔۔کہیں۔۔۔وہ تم میں انٹرسٹڈ تو نہیں ہے؟“ مہر نے خیال پیش کیا۔

”ارے نہیں۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔“ جینی نے تیزی سے جواب دیا اور بیڈ پر موجود چیزیں سمیٹنے لگی۔

”مجھے نہیں لگتا۔۔۔“ اسکا رویہ دیکھتے ہوئے مہر نے شکی انداز میں کہا۔

"اٹس اپ ٹو یو۔۔۔" جینی نے کندھے اچکائے اور بیڈ پر موجود چیزیں کو اٹھا کر کپ بورڈ میں رکھ دیا اور واپس اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"جینی۔۔۔کیا اس نے تم سے ایسی کوئی بات کی ہے؟؟" مہر نے مزید پوچھا۔

"کیا تم اس کا ذکر چھیڑ بیٹھتی ہو۔۔پلیز۔۔۔بہت نیند آرہی ہے۔۔ صبح یونیورسٹی جانا ہے۔۔"

"یونی ورسٹی؟؟ ہیلو۔۔۔مائی ڈیئر کزن۔۔۔یونیورسٹی تو صبح جانا ہی نہیں۔۔۔بہانے مت بناؤ۔۔۔بتاؤ مجھے پوری بات۔۔" مہر نے چالاکی سے کہا اور ضد کرنے لگی۔

"مہر۔۔۔" اس نے مایوسی سے کہا۔

"اس کی باتیں۔۔۔میری سمجھ سے باہر ہیں۔۔۔ایک طرف تو کہتا ہے۔۔کہ وہ مجھ سے محبت رتا ہے۔۔اور دوسری طرف۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکی۔

"اور دوسری طرف؟؟" مہر سوالیہ بولی۔

"دوسری طرف وہ اپنے گھر والوں کے سامنے ہر آنے والے رشتے والوں کی بے عزتی کر دیتا ہے۔"

"تو۔۔وہ تو اس لیے۔۔۔۔کہ تم اسکی پسند ہو۔۔۔تو بھلا دوسرے لوگ کیوں آئیں تمھیں دیکھنے۔۔۔؟" مہر نے سمجھایا۔

"ہاں۔۔۔تو وہ جیسے مجھ سے کہتا ہے۔۔۔ویسے اماں بی جب اسے ڈانٹتی ہیں۔۔۔تو وہ کیوں نہیں بتاتا نہیں؟؟" جینی نے سوال کیا۔

جبکہ مہر خاموش ہی رہی۔

"نہیں ہے ناں کوئی جواب۔۔۔! میرے پاس بھی کوئی جواب نہیں ہوتا۔۔۔جب یہی سوال خود سے کرتی ہوں۔۔۔سوائے اسکے کہ۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکی۔

"کہ؟؟" مہر سوالیہ بولی۔

"مجھے بے قوف بنانا چاہتا ہے۔۔اسے لگتا ہے کہ باہر کسی لڑکی سے کیوں؟ گھر میں کزن ہے ناں۔۔اسی سے اپنا الو سیدھا کرلے۔۔ لیکن سوچ ہے یہ اسکی۔۔جنت کبیر خان اسکی باتوں میں ہرگز نہیں آئے گی۔۔" وہ ذرا فخر سے بولی۔

"ہوسکتا ہے ایسا نہ ہو۔۔وہ سیریئس ہو پھر؟؟" اس نے اس سے تکرار کی۔کیونکہ وہ شاہویز کے متعلق اسکے خیال پر حیران تھی۔

"وہاٹ ایور۔۔ لیکن میں سیریئس نہیں۔۔" وہ کندھوں کو اچکا کر بے نیازی سے بولی۔

اسکی بات پر مہر نے خاموش لبوں سے اسکی طرف دیکھا اور پھر اسکے چہرے کی سنجیدگی کو جانچتے ہوئے بات بدلی۔

"خیر چھوڑو۔۔۔میں چائے لے کر آتی ہوں۔۔۔ تم سونا نہیں اچھا۔۔" وہ اسے کہتے ہوئے اٹھی اور مسکرائے ہوئے وہاں سے چلی گئی جبکہ جینی نے موبائل اٹھایا اور اسے استعمال کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

"ہم بہت معذرت چاہتے ہیں۔۔۔جو کچھ آپ کو شاویز نے کہا اس سب کے لیے دل سے معذرت کرتے ہیں ہم۔۔۔" ماموں ندیم نظریں جھکائے بولے۔

"ارے نہیں بھائی صاحب۔۔" مسٹر ہارون فوراً بولے۔

"شاہ ویز بہنوں کی طرح اسکا خیال رکھتا ہے۔۔ بس اسی لیئے۔۔وہ جنت کے لیئے ہم سے زیادہ کیئر نگ ہے۔۔'ہم دل سے معذرت کرتے ہیں آپ سے۔۔" زیبا کے منہ سے ادا ہونے والے الفاظ پر نعیم صاحب نے مسکرا کر اسکی طرف دیکھا۔

"معذرت کیسی؟؟" مسز ہارون بھی خوش خلقی سے بولیں۔

"کوئی بات نہیں۔۔بس۔۔۔ہمیں آپکی۔۔۔بھانجی۔۔۔پسند ہے۔۔۔تو بس یہی ہمارے گھر کی جنت ہی بنے گی۔۔۔۔" وہ مزید ہنسی اور ان کے تاثرات صاف ظاہر کر رہے تھے کہ وہ دل سے خوش ہیں۔

"ہاں۔۔بہن بالکل۔۔۔جیسے آپ خوش۔۔۔۔" زیبا ماموں نعیم کی طرف دیکھ کر پھر مسٹر ہارون اور مسز ہارون سے بولی۔

"بس بیٹا۔۔۔قسمت اور نصیب کا کھیل ہے۔۔۔میری تو دعا ہے اللہ میری جنت کو رنگ لگا دے۔۔۔اور ماشاءاللہ سے جہانگیر جیسا شخص ہماری جنت کو کہاں مل سکتا ہے۔۔۔" اماں بی نے جہانگیر کی طرف دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھا ہوا تھا اور پھر آنکھوں میں پرامیدی لیے گہرے انداز میں مسکرادیں۔

"اماں بی۔۔۔اگر۔۔۔میرا مطلب ہے۔۔۔" وہ مسٹر ہارون کی آنکھوں کے اشارے کو سمجھتے ہوئے رک رک کر بولیں۔

"وہ یہ ہم۔۔۔۔کچھ چیزیں لائے ہیں۔۔۔اور اگر آج ہی رسم ہو جاتی تو۔۔۔بہتر ہوتا۔۔۔" وہ پاس پڑے شاپنگ بیگ کو دیکھتے ہوئے عاجزانہ انداز میں بولیں۔

"آج۔۔۔" اماں بی نے گہرے انداز سے کہا اور پھر کچھ سوچ کر دوبارہ بولیں۔

"ٹھیک ہے۔۔۔نیک کام میں کس بات کی دیر۔۔۔" وہ ہنس دیں۔

"سامعیہ۔۔۔سامعیہ۔۔۔" انہوں نے بڑی بہو کو پکارا۔

"جی۔۔۔اماں بی۔۔۔" وہ تیزی سے آئی اور سب کو سلام کیا اور خوش دلی سے ملی۔

"یہ چیزیں لے جاؤ۔۔۔ مہر کو بولو۔۔۔۔ جنت کو تیار کر دے۔۔۔ رسم آج ہی ہو گی۔۔" انہوں نے اطلاع دی۔

"اماں بی۔۔۔ آج۔۔۔ مگر۔۔؟" سامعیہ ہکلائی۔

"ہاں۔۔۔ تو۔۔۔ اچھا ہے ناں!" ندیم صاحب فوراً سے بولے جس پر سامعیہ نے پوری بات کیے بغیر ہی چیزیں پکڑیں اور وہاں سے چلدی۔

"زیبا۔۔۔ تم بھی ذرا۔۔۔ معاملات کو دیکھو جا کر۔۔۔" اماں بی نے زیبا کو آہستگی سے کہا جس پر وہ اٹھی۔

"اور بھائی صاحب۔۔۔ کاروبار کیسا جا رہا ہے؟؟" ہارون صاحب نے دریافت کیا۔

"بس۔۔۔ اللہ کا کرم ہے۔۔۔ آجکل چھوٹا بیٹا ہی کاروبار سنبھال رہا ہے۔۔ بڑا بیٹا اور بہو تو ماشاءاللہ سے انگلینڈ گئے ہیں۔۔۔" وہ ایک لمبی تفصیل بتانے لگے۔

"امممم۔۔۔۔ وہ شاویز نظر نہیں آ رہا۔۔۔" آخر جہانگیر نے خاموشی توڑا اور کافی کشمکش کے بعد ندیم صاحب سے پوچھ ہی ڈالا جس پر اماں بی نے یکدم نظر اٹھا کر جہانگیر کو دیکھا اور پھر ندیم صاحب کو۔

ندیم صاحب دھیما سا مسکرائے۔

”وہ۔۔اصل میں۔۔۔ماموں بیمار ہیں اس کے۔۔۔بہاولپور گیا ہے ذرا۔۔“ وہ خوش خلقی سے بولے۔

”اوہ! اچھا۔۔۔“ جہانگیر نے تاسف سے کہا اور مزید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اماں بی بولیں۔

”اور سناؤ بیٹا۔۔آجکل کیا ہو رہا ہے؟؟ کاروبار کیسا جا رہا ہے؟؟“

”جی۔۔۔بہتر۔۔۔“ وہ مسکرا دیا اور یوں اماں بی نے اسے شاویز سے متعلق گفتگو کرنے سے دور رکھتے ہوئے اپنی باتوں میں ہی مصروف رکھا۔

☆☆☆☆☆☆

”تائی جی۔۔۔کوئی کام ہے تو بتایئے؟“ مہر کچن میں آموجود ہوئی اور ارد گرد رکھی گئی چیزوں کا جائزہ لیتے ہوئے بولی۔

”نہیں۔۔سب کام ہو گیا۔۔۔“ انہوں نے پلیٹوں کو ٹرے میں بالترتیب رکھا اور اس سے بولیں۔

”تیار ہو گئی جنت؟؟“

”جی۔۔۔میں نے اسکو تیار کر دیا ہے۔۔۔مگر کیا فائدہ تائی جی۔۔۔اتنی تیاری کا۔۔۔“ وہ افسردگی سے بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں ؟کیوں فائدہ نہیں ؟؟" وہ چونکی۔

"آپ بہتر جانتی ہیں۔۔۔شاویز کو۔۔۔اور۔۔۔"

"شاویز یہاں نہیں۔۔۔" انہوں نے مہر کی بات تیزی سے کاٹی جبکہ وہ حیرت سے ان کی طرف گویا ہوئی۔

"یہاں نہیں ؟؟تو پھر کہاں ؟؟"

"جہاں بھی ہے۔۔۔مگر بے فکر رہو۔۔۔کوئی بد مزگی نہیں ہو گی آج۔۔۔" وہ پر مطمئن تھیں اور پر اعتماد بھی، جس پر مہر پریشان ضرور ہوئی مگر پھر ان کی مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے وہ خود بھی مسکرا دی۔

"امی۔۔۔آجائیں۔۔۔اماں بی بلا رہی ہیں۔۔۔" سدرہ کچن میں آئی۔

"ہاں۔۔۔بس۔۔۔آئی۔۔۔ایمل کہاں ہے سدرہ ؟"

"جی۔۔۔امی وہ آپی جنت کے پاس بیٹھی ہے۔۔۔" سدرہ نے اطلاع دی اور پھر چیزیں باہر میز پر رکھنے لگی۔

"بھابھی۔۔۔بھابھی۔۔۔" زیبا انہیں پکارتے ہوئے تیزی سے آئیں۔

"ہاں۔۔۔زیبا۔۔۔بس۔۔۔چائے تھرماس میں ڈالنی رہ گئی ہے۔۔۔" سامعیہ تیزی سے چائے کی پتیلی سے ڈھکن ہٹایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

”امی۔۔دیکھا اسے؟ کیسی لگ رہی ہے وہ؟؟“ مہر نے تعریف وصول کرنے کی غرض سے پوچھا۔

”بہت خوب۔۔۔“

”ویسے آج تو انہوں نے رشتہ پکا کرنا تھا نا کہ منگنی۔۔ پھر یہ سب اتنی جلدی اور اچانک کیوں امی؟؟؟“ زیبا نے اسکے سوال کو اگنور کرنا ہی بہتر سمجھا کیونکہ اسکی اگلی بات میں ہی مہر کے لیئے جواب تھا۔

”یہ۔۔۔آج سناٹا سا کیوں ہے گھر پر۔۔۔“ وہ ارد گرد نظر دہراتے ہوئے ذرا طنزیہ بولیں مگر اسکے چھپے ہوئے لفظوں کا مطلب سامعیہ خوب سمجھ چکی تھی کہ وہ شاویز کو ہی تلاش کر رہی ہے۔

”ارے امی سناٹا کہاں؟؟ مہمان باہر بیٹھے ہیں۔۔۔ان کے قہقہوں کی آوازیں۔۔۔ سنیں ذرا۔۔۔“ اس نے ایک نظر سامعیہ کی طرف دیکھا جس نے زیبا کی بات کو اگنور کیا اور دوسرے ہی لمحے اپنی ماں سے بولی جس پر زیبا ہولے سے مسکرا دی۔

”ہاں۔۔۔اچھا۔۔۔ چلو جلدی کرو۔۔۔آج کسی قسم کی بدمزگی نہیں ہونی چاہیئے۔۔۔ چلو آجاؤ۔۔۔“ وہ طنزیہ بولی اور فوراً ہی چلی گئیں، سامعیہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور چپ ہی رہی، جبکہ مہر کو یہ بات بہت محسوس ہوئی۔

"تائی جان۔۔۔۔" اس نے انہیں بغور دیکھا۔

"امممم۔۔۔ہاں۔۔۔" وہ تھرماس میں چائے ڈالتی ہوئی بولیں۔

"تائی جان۔۔۔۔اداس مت ہوں۔۔۔آپ کو تو پتہ ہے ناں! امی کی عادت

کا۔۔۔وہ۔۔۔تو۔۔بس۔۔۔۔" مہر اندر ہی اندر شرمندہ ہوئی۔

"کوئی بات نہیں بیٹا۔۔۔" اور ہولے سے انداز میں مسکرادیں۔

"اچھا۔۔یہ سب لے جاؤ۔۔۔میں جنت کے پاس ہو آؤں۔۔۔" انہوں نے کچھ چیزیں اور

چائے بھرا تھرماس اسے دیا۔

"جنت کے پاس۔۔۔۔" اس نے سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔۔! تم لے جاؤ۔۔۔یہ سب۔۔۔۔یہ نہ ہو اس سے پہلے اماں بی خود آجا

ئیں۔۔۔۔۔" وہ ہولے سے ہنستے ہوئے بولیں جس پر وہ بھی ہنس دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کیسی عجیب زندگی ہے۔۔۔۔شروع سے لے کر اب تک ہر فیصلہ، ہر حکم اماں بی کا ہی میں

نے مانا ہے۔۔۔سچ کہتے ہیں۔۔۔بزرگوں کے فیصلوں سے زندگی میں رونق آجاتی

ہے۔۔۔لیکن اماں بی کا یہ فیصلہ ؟؟ کیا ٹھیک ہے ؟؟ زندگی کی عارضی چیزوں کے لیے تو

کبھی یہ خیال ہی نہیں آیا کہ ان کا فیصلہ غلط ثابت ہو گا یا درست۔۔ مگر اب کی بار۔۔۔ نجانے کیوں۔۔۔جی چاہتا ہے۔۔۔"

وہ شیشے کے سامنے بیٹھی قیمتی جوڑے میں ملبوس خود سے باتیں کرنے میں اس قدر مصروف تھی کہ سامعیہ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور تیزی سے اپنے خیال کو خود سے دور کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اس کے الفاظ "جی چاہتا ہے" سے آگے نامکمل ہو گئے۔

"ممانی جان آپ۔۔۔۔آیئے۔۔۔" اس نے فوراً سے دروازہ کھولا۔

ہلکے گلابی جوڑے اور نفیس جیولری میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

"بیٹھیئے۔۔۔" وہ تھوڑا پریشان ہوئی مگر پھر بھی مسکراتی ہوئی بولی۔

"بہت اچھا لگ رہا ہے یہ رنگ تم پہ۔۔۔" انہوں نے تعریف کی۔

"شکریہ۔۔۔مگر سچ کہوں تو ممانی جان۔۔۔یہ جیولری بہت ہیوی ہے۔۔۔" اس نے شکریہ ادا کیا مگر پھر جیولری سے الجھتے ہوئے بے زار ہوئی۔

"ہاں۔۔۔ساری چیزیں ہی قیمتی ہیں بیٹا۔۔۔۔میری دعا ہے۔۔۔ تمھاری زندگی میں ان چیزوں کی چمک سے زیادہ چمک ہو۔۔۔۔مگر بیٹا۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکیں۔

"کیا ہوا؟؟" اس نے بے چینی سے پوچھا۔

"جنت۔۔۔وہ۔۔۔شاویز۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکیں۔

"کیا آج پھر شاویز نے۔۔۔؟؟" وہ خدشہ ظاہر کرتے ہوئے بولی مگر سامعیہ خاموش ہی رہی جس پر وہ تذبذب کا شکار ہوئی۔

"پتہ تھا مجھے۔۔۔۔کہ آج بھی ویسا ہی ہو۔۔۔ نجانے مسئلہ کیا ہے اسے مجھ سے۔۔۔جب مجھے اماں بی کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں تو وہ کیوں نہیں سمجھ جاتا۔۔۔ ممانی جان۔۔۔پلیز۔۔۔میں مزید یہ توہین نہیں سہہ سکتی۔۔۔۔۔" وہ بولتی چلی گئی جبکہ اسکی آواز کانپنے لگی۔

"مگر۔۔جنت۔۔۔" وہ بولیں مگر جنت تیزی سے بولی۔

"کیا مگر؟؟ ممانی جان۔۔۔پلیز۔۔۔مجھے نہیں چاہیئے اسکی کوئی ہمدردی اور نہ ہی اسپورٹ۔۔۔"

"مگر بیٹا۔۔۔اس نے ہمیشہ تمھیں اپنا دوست سمجھا ہے۔۔۔ بھلا وہ کیسے غلط ہونے دے گا تمھارے ساتھ۔۔۔" انہوں نے بات کو گول مول کیا۔

"ممانی جان؟؟آپ بھی؟؟" وہ شکوہ کرنے لگی۔

"کچھ غلط نہیں ہو رہا میرے ساتھ۔۔۔۔جب مجھے ہی اس سے محبت نہیں تو اسکی یکطرفہ محبت کا فائدہ؟؟" وہ پھٹ پڑی۔

Clubb of Quality Content

" محبت کی تو بات ہی نہیں کی میں نے۔۔؟؟" وہ نہایت نرمی سے اسکی آنکھوں میں کچھ ٹٹولنے کی کوشش کرنے لگیں جبکہ اتنا سنتے ہی جنت نے گردن کو خم دے کر سر کو جھکا لیا اور اسکے لبوں پر ایک خاموشی طاری ہو چکی تھی۔

"یکطرفہ محبت؟؟ اب سمجھی۔۔۔ شاویز بہاولپور جانے سے پہلے مجھے کیا بتانا چاہتا تھا۔۔۔" وہ دکھ سے بولیں۔

"بہاولپور؟؟" جینی نے سوال کیا۔

"ہاں۔۔وہ یہاں نہیں۔۔۔" انہوں نے تصدیق کی۔

"مگر۔۔۔آپ نے تو۔۔۔۔" وہ قدرے ٹھنڈے لہجے سے بولی۔

"ہاں۔۔۔۔کچھ نہیں ہوا آج۔۔۔اور بے فکر رہو۔۔۔اسکے ماموں کی بیماری کا بہانہ کر کے میں نے اسے بہاولپور بھجوا دیا رات کو۔۔۔تا کہ آج کا دن۔۔۔سکون سے گزرے۔۔نہ تمھارے لیے اذیت بنے اور نہ میرے لیے۔۔۔" وہ رک رک کر بولیں جبکہ جینی بس حیرت سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"لیکن۔۔۔جنت۔۔اگر۔۔تم چاہو تو۔۔۔میں تمھیں اپنے شاویز کے لیے مانگ سکتی ہوں۔۔۔" وہ پر امید ہوئیں۔

”ممانی جان۔۔۔ایسا نہیں کر سکتی میں کبھی۔۔۔میں اماں بی کے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتی۔۔۔“ وہ الجھتے ہوئے بولی۔

”جنت۔۔۔ایک دفعہ سوچ لو بیٹی۔۔ منگنی کے لیئے نیچے مت آنا۔بلکہ بیماری کا بہانہ کر لینا یا کچھ اور۔۔۔باقی سب میں سنبھال لوں گی۔۔۔۔“ انہوں نے گہرے تاثر سے کہا اور پھر وہاں سے خاموشی سے اٹھ آئیں جبکہ جینی اندر ہی اندر پریشان ہونے لگی وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔

ہزاروں سوال،ہزاروں باتیں اسے اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھیں اور اسکا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

☆☆

بیٹے کی محبت میں ہی وہ اسے بہانہ کرنے کا مشورہ دے کر آئی تھیں۔۔ورنہ وہ کبھی ایسا نہ کہتی۔سامعیہ کسی حد تک پر امید تھی مگر وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ جینی کبھی بھی اسکا ساتھ نہیں دے گی۔۔۔جینی نے شروع سے لے کر آج تک وہی کیا جو اماں بی نے چاہا اور اس فیصلے میں بھی اس نے وہی سوچا۔

"سامعیہ۔۔۔کیا ہوا؟؟ بہو؟؟ تمھاری طبعیت تو ٹھیک ہے ناں!" اماں بی نے اسے مہمانوں میں گم سم بیٹھے دیکھا تو پوچھ ہی ڈالا۔

"جی۔۔بس۔۔۔ایسے ہی۔۔۔" وہ ہولے سے مسکرادیں۔

"اچھا۔۔۔جاؤ مہر۔۔۔جنت کو لے آؤ۔۔۔۔" اماں بی کی ہدایت پر مہر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جی۔۔۔اماں بی۔۔۔" وہ وہاں سے چلی گئی اور اسکے ساتھ ساتھ ایمل اور سدرہ بھی سیڑھیاں چڑھنے لگیں۔

"بہن جی۔۔۔اور سنائیے۔۔۔" مسز ہارون خوش خلقی سے بولیں۔

"جی۔۔۔اللہ کا شکر ہے۔۔۔" سامعیہ ہنس کر بولیں۔

"پریشان نہ ہوں۔۔۔۔آپ کے بھائی ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔۔" وہ پرامیدی سے بولیں۔

"جی۔۔۔آمین۔۔۔" اس نے ایک نظر ندیم صاحب، اماں بی اور سب گھر والوں پر ڈالی اور پھر ان کی طرف دیکھ کر بولی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔" مسز ہارون جنت کو مہر، ایمل اور سدرہ کے ہمراہ سیڑھیوں سے اترتا دیکھ کر محبت سے بولیں۔ جہانگیر نے بھی اپنی جھکی نظروں کو اٹھایا اور مسکرادیا۔

سامعیہ جو مسکرا رہی تھی اسکے چہرے کی مسکراہٹ غائب سی ہو گئی۔ وہ جو سوچ رہی تھی ویسا نہیں ہوا تھا۔ ہزاروں آنسوؤں کے قطرے اس کے اندر گرنے لگے تھے مگر پھر بھی وہ برابر مسکرا رہی تھی۔ شاید وہ سمجھ چکی تھیں کہ جینی مجبور ہے ٹھیک ویسے ہی جیسے وہ۔۔۔۔۔ بس اماں بی کے حکم کی تعمیل ہی دونوں کی زندگی میں اہمیت رکھتی تھی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔۔ ہماری بیٹی۔۔۔ ہماری بہو۔۔۔" ہارون صاحب کی آنکھوں میں خوشی کی عجیب چمک تھی۔

جنت نے نظر اٹھا کر انکی طرف دیکھا اور اپنا سر انکے آگے جھکایا۔ مسٹر اینڈ مسز ہارون نے اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا۔

سامعیہ پر اسکا دھیان پڑتے ہی اس نے شرمندگی سے انہیں دیکھ کر نظریں جھکا لیں۔

سامعیہ کی شکایتی نگاہیں اسے بے چین کرنے کے لیئے کافی تھیں۔ آخر وہ اس سے نظریں ملاتی بھی تو کیسے ؟؟؟

"آؤ۔۔۔ بیٹی یہاں۔۔۔" مسز ہارون نے اسے اپنے پاس بٹھایا۔

"بس۔۔۔ آج سے یہ چاند کا ٹکڑا ہمارا ہوا۔۔" وہ کھلکھلا کر ہنس دیں جبکہ جہانگیر نے نہایت محبت سے جینی کے چہرے پر نظریں جمادیں مگر وہ تھی کہ بس سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"ہاں۔۔۔ بھئی کیوں نہیں۔۔۔" اماں بی کھلکھلا کر ہنس دیں۔

"جہانگیر ادھر آؤ۔۔۔" مسز ہارون خود اس کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور انگوٹھی کی ڈبیہ نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دی۔

وہ اس کے پاس آ بیٹھا اور اسے گہری نظر سے اسے دیکھنے لگا۔ مگر وہ تھی کہ اب بھی سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔

"مجھے لگتا ہے۔۔۔ یہاں قرآنِ پاک پڑھا جا رہا ہے یا پھر کوئی نصابی کتاب۔۔" وہ ذرا مذاحیہ انداز میں بولا جس پر سب ہنس دیئے۔ اب کی بار اس نے جھکا ہوا سر تھوڑا سا اوپر اٹھایا۔

"بھئی۔۔۔ اماں بی۔۔۔ ہم جھکی ہوئی نظروں کے قائل ہیں۔۔ جھکے ہوئے سر کے نہیں۔۔" وہ اماں بی کو مخاطب کر کے بولا مگر سنا وہ جینی کو ہی رہا تھا۔

اماں بی کو اسکا یہ انداز اچھا لگا تھا۔ انہوں نے اسکی بات پہ صرف مسکرانے پہ ہی اکتفا کیا۔

"سر جس کا جھکا ہے اس کو بولیئے ناں جہانگیر بھائی۔۔۔ اماں بی کو بھلا کیوں۔۔۔" وہ جہانگیر سے مسکرا کر بولی، جبکہ اماں بی نے اسے گہری نظر سے اسے گھورا جس پر مہر خاموش ہو گئی۔

"برا مت مانیئے گا۔۔ جہانگیر ایسا ہی ہے۔۔ خوش مزاج۔۔۔ اور مذاحیہ بھی۔۔۔" مسز ہارون ہنس دیں جبکہ اماں بی خاموشی سے بس مسکرا دیں۔

وہ جنت کے لیئے اپنے کیئے گئے انتخاب پہ نے حد خوش تھیں۔

"مجھے لگتا ہے آپ مجھے اپنا ہاتھ بھی نہیں پکڑائیں گی۔۔" وہ اس کے کان کے قریب جا کر ہولے سے بولا۔ مگر وہ چپ ہی رہی۔

رِنگ دے دوں۔۔۔پھر؟؟ پہن خود لیجیئے گا۔۔۔" وہ مزید منہ میں بڑبڑایا مگر جینی تک اس کی آواز صاف آ رہی تھی۔

اس نے چڑ کر اپنا ہاتھ اٹھایا۔اور اسکے قریب کیا۔

"ایک منٹ۔۔۔میں پک بنالوں۔۔" مہرا اٹھی اور سامنے آموجود ہوئی۔

"چلیئے۔۔۔انگوٹھی پہنائیے۔۔۔" مہر بولی۔

اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آہستہ آہستہ انگوٹھی پہنانے لگا جبکہ اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی چڑ کر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"یااللہ خیر۔۔۔" جہانگیر شرارتی انداز سے ایسے مسکرایا جیسے کوئی جنگ کرنے جارہا ہو جبکہ مہران کی تصاویر خوب کیپچر کیئے جا رہی تھی۔

باری باری سب ان دونوں کے پاس بیٹھے اور نیک تمناؤں سے نوازا مگر جہانگیر اسے اپنی باتوں اور حرکتوں سے تنگ کرتے ہوئے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"امید نہیں تھی۔۔۔" مہر تھکے تھکے انداز میں بولی۔

”کس بات کی آپی؟؟؟“ سدرہ اور ایمل دونوں حیرانگی سے سوالیہ بولی۔

”یہی کہ آجکا دن سکون سے گزرے گا۔۔۔“ مہر بیڈ پر آموجود ہوئی جس پر جینی نے اسکی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔

”یار! چائے ہی لے آؤ۔۔“ جینی نے اپنا موڈ خوشگوار کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں! کیوں نہیں۔۔۔! ایمل، سدرہ پیو گی تم لوگ؟؟“ مہر نے سوالیہ انداز میں کہا۔

”نہیں۔۔۔آپی۔۔۔“ دونوں اٹھیں۔

”مجھے تو بہت نیند آرہی ہے۔۔۔“ ایمل نے جمائی لیتے ہوئے کہا۔

”اور مجھے بھی۔۔۔“ سدرہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

”چلو۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔بھئی۔۔۔گڈ نائیٹ۔۔۔۔“ مہر نے دونوں سے کہا جبکہ وہ دونوں وہاں سے چلی گئیں۔

”اچھا۔۔۔۔جینی۔۔۔فریش ہو جاؤ۔۔۔میں آتی ہوں چائے لے کر۔۔۔“ مہر جاتے جاتے بولی۔

”اچھا۔۔۔جلدی آنا۔۔“ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی اور ماتھے پر موجود بندیا اتارنے لگی۔

”اچھا۔۔جناب۔۔۔“ وہ گردن کو خم دے کر بولی۔

"اب تک تو وہ آگیا ہوگا۔۔ اللہ کرے اسے پتہ نہ چلے۔۔ ورنہ آتے ہی میرا جینا حرام کردے گا۔۔" وہ شیشے کے سامنے بیٹھی خود سے گویا ہوئی۔

ابھی وہ جیولری اتارنے میں ہی مصروف تھی کہ اسکا دروازہ تیزی سے کھلا اور وہ طوفان کی طرح اسکے کمرے میں آوارد ہوا۔

"کیا ہے یہ سب؟؟" وہ شدید غصہ میں تھا۔

"تم؟؟" اس کے چودہ طبق روشن ہوگئے وہ جھمکا اتارتے رکی۔

"ہاں میں۔۔۔! تم لوگوں نے کیا سمجھا۔۔۔مجھے پتہ نہیں چلے گا؟؟" وہ چیخا۔

"شاویز۔۔۔جاؤ یہاں سے۔۔" وہ تحمل سے بولی۔

"نہیں جاؤں گا۔۔۔سنا تم نے۔۔۔" وہ پھر سے چیخا اور اسکے قریب آموجود ہوا۔

"تم سمجھتی کیا ہو آخر خود کو؟؟ مجھے دھوکے میں رکھ کر تم نے منگنی کرلی۔۔۔" اس نے اسکا ہاتھ تیزی سے گرفت میں لیا اور اسے غصہ سے بولا۔

"شاویز۔۔ میرا ہاتھ چھوڑو۔۔۔میں نے تمہیں کوئی دھوکہ نہیں دیا سمجھے۔۔۔ مجھ پہ برسنے سے پہلے ممانی جان سے پوچھو۔۔۔اور۔۔" اس نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی ناکام کوشش کی جبکہ شاویز نے سا کی بات کاٹی۔

"اور کیا؟؟ کیا پوچھو میں امی سے؟؟ سب کچھ تو تم جانتی تھی نا؟؟؟ "

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شاویز۔۔۔پلیز۔۔۔" اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"کیا پلیز؟؟؟" اس نے جنتی مضبوطی سے اسکا ہاتھ تھاما تھا اسکے ہاتھ کی کانچ کی چوڑیاں ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگیں اور اس کے ہاتھ اور بازو میں سے، خون بہنے لگا۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔" اس نے اپنی پوری طاقت سے ہاتھ چھڑوایا اور اپنے بازو کی طرف دیکھا۔

"یہ ہے محبت تمھاری۔۔۔اذیت دینا۔۔۔تکلیف دینا۔۔۔اور اب۔۔۔خون بہانا بھی۔۔؟؟؟" اس نے طنزیہ کہا اور اشک بہانے لگی۔

"جینی۔۔۔نہیں۔۔۔ایسا نہیں۔۔۔۔" وہ فوراََ سے آگے بڑھا اور اسکا ہاتھ پکڑنے لگا، جس پر وہ اس سے ذرا پیچھے ہو لی۔

"میں بہت چاہتا ہوں تمھیں یار۔۔۔مگر۔۔۔"

"کیا مگر؟؟ وہ خونخوار لہجہ سے بولی۔

"جاؤ یہاں سے۔۔۔ورنہ میں اماں بی کو بلا لوں گی۔۔۔ سمجھے تم۔۔۔" وہ اس سے دو قدم اور پیچھے ہٹی۔

"جینی۔۔۔" اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے ٹشو پیپرز کے ڈبے میں سے دو تین ٹشو پیپر نکالے اور آگے بڑھ کر اسے دینے لگا۔

Clubb of Quality Content

"خون بہہ رہا ہے یار۔۔۔" وہ فکر مندی سے بولا۔

"میں نے کہا نا تمھیں جاؤ۔۔۔" وہ روتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔جارہا ہوں۔۔۔مگر یہ مت سمجھنا کہ تم اس جہانگیر کی ہو گی کبھی۔۔۔کیو نکہ میں ایسا ہونے نہیں دوں گا۔۔۔" وہ للکار کر بولا اور وہاں سے جانے لگا۔

ابھی اس نے دروازہ ہی کھولا تھا کہ ٹرے میں چائے لیے مہر وہاں آ پہنچی۔اسے وہاں دیکھ کر اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

"تم۔۔؟؟تم کب آئے؟؟"

اس نے سوالیہ پوچھا مگر وہ غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھ کر وہاں سے تیزی سے نکل گیا۔

"یہ یہاں؟؟" اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھا اور جینی کے پاس فوراً آئی۔

"جینی۔۔۔کیا ہوا؟؟جینی۔۔۔یہ چوڑیاں؟؟یہ خون؟؟" اس نے زمین پر دیکھا اور پھر اسکے ہاتھ کو فوراً اسے ٹشو لے کر اسکے بازو پر سے خون صاف کیا۔

"نجانے کیوں مجھے اذیت دے کر اسے سکون ملتا ہے۔۔۔" وہ روتے ہوئے بولی،یہاں تک کہ اسکی ہچکی بندھ گئی۔

"جینی۔۔۔ریلیکس۔۔۔" مہر دکھ سے اسکی طرف دیکھ کر بولی۔

اس نے دیر کیے بناء ہی فرسٹ ایڈ باکس کو ڈھونڈا،اس میں سے بینڈ تیج نکالی اور اسکے ہاتھ سے خون صاف کرنے کے بعد بینڈ تیج کو لگایا۔

”پوچھتی ہوں۔۔۔اس کمینے کو۔۔۔“ وہ غصہ سے بولی اور وہاں سے جانے لگی۔

”نہیں۔۔مہر۔۔۔رکو۔۔۔“ وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

”اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔۔۔“

”مگر جینی۔۔۔“ وہ زچ ہوئی۔

”تمہارا یہ حال کرنے والے کو اس کے حال پہ چھوڑ دوں؟؟ ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟“ وہ دانت پیستے ہوئے بولی اور اس کے پاس سے اٹھی۔

اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور نفی میں گردن ہلاتے ہوئے اسے اسکے پاس جانے سے روکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

☆☆☆☆☆☆☆☆

”شاویز تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے؟؟ یہ تم اوپر جنت اور مہر کے کمرے میں کیا کر رہے تھے۔۔؟“ سامعیہ نے اسے خوب ڈانٹا۔

”امی۔۔۔آپ تو مجھ سے بات ہی نہ کریں۔۔۔سب کچھ آپ ہی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔“

"وہاں ماموں جان کو تندرست دیکھا تو سمجھ گیا کہ میرے ساتھ کیا گیم کھیلی گئی ہے۔۔اسی وقت وہاں سے نکل آیا۔۔ مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ میرے آنے سے پہلے آپ لوگ میرے ساتھ کھیلی گیم میں جیت چکے ہونگے۔۔"

"شاہ ویز۔۔ پاگل ہو گئے ہو؟؟ کس طرح کے الفاظ استعمال کر رہے ہو اپنے گھر والوں کے لیئے؟؟ ادب، لحاظ اور تمیز بھول چکے ہو تم؟؟؟" انکا جی چاہا کہ وہ اسکے منہ پہ ابھی ایک تھپڑ رسید کر دیں مگر جوان بیٹا تھا، سو انہوں نے اپنے آپ کو ایسا کرنے سے روکے رکھا۔

"تو اور کیا کہوں؟؟؟ جھوٹ بول کر مجھے بہاولپور بھیج دیا۔۔آخر کیوں؟؟" وہ شکوہ کرنے لگا۔

"ہاں! بولا میں نے جھوٹ۔۔۔کیوں کہ تم نے اس لائق چھوڑا ہی نہیں کہ تم سے کچھ بھی سچ کہا جائے۔۔۔" وہ قدرے نقاہت سے بولیں۔

"امی۔۔" وہ رو دیا۔۔

"پسند کرتا ہوں میں اسے۔۔۔اپنا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔ مگر۔۔آپ نے۔۔۔"

"شاویز۔۔۔بیٹا۔۔۔وہ تمھاری قسمت میں تھی ہی نہیں۔۔۔۔" وہ نرمی سے اسکی حالت دیکھ کر بولیں اور اسے سمجھانے لگیں۔

"وہ میری قسمت میں ہی ہے۔۔۔ سمجھیں آپ۔۔۔" وہ پورے وثوق سے بولا۔

"شاویز۔۔۔بیٹھو یہاں۔۔۔" اسکی حالت دیکھتے ہوئے انہوں نے اسے بیڈ پر بیٹھنے کے لیئے کہا۔

"میں دودھ لے کر آتی ہوں تمہارے لیے۔۔۔" وہ فوراً سے باہر آئیں۔

"یااللہ۔۔۔یہ سب کیا ہو رہا ہے؟میرا بیٹا ایسا تو نہیں تھا۔۔۔" وہ خود سے سرگوشی کرتے ہوئے بولیں اور آبدیدہ بھی ہو گئیں۔ ☆

☆☆☆☆☆

"چلو۔۔۔جلدی کرو۔۔۔" مہر نے تیزی سے کتابیں اٹھائیں اور ہینڈ بیگ پکڑا۔

"ہاں۔۔۔بس آئی۔۔۔" اس نے سر پر دوپٹا اوڑھا۔

"چلو بھئی، جلدی آؤ۔۔۔۔" اماں بی دونوں کو دیکھ کر بولیں۔

دونوں ڈائینگ ٹیبل کے پاس آموجود ہوئیں اور کرسی پر بیٹھیں۔جبکہ اماں بی کی نظریں جینی پر تھیں۔

"یہ بازو پر کیا ہوا؟؟" وہ کافی پریشانی سے بولیں۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔" وہ رک کر بولی۔

Clubb of Quality Content

"وہ۔۔۔اماں بی۔۔۔چوڑیاں اتارتے وقت۔۔۔بس ذرا سی چوٹ لگ گئی۔۔۔" وہ نیم سا مسکرائی مگر سامعیہ سمجھ چکی تھیں کہ ایسا کیا ہوا ہے۔

"اف ہو۔۔۔دھیان سے چوڑیاں اتارنی تھیں۔۔۔" وہ فکرمندی سے بولیں۔

"اب ٹھیک ہے اماں بی۔۔۔" مہر ہنس دی۔

"اماں بی اتنی فکر کبھی میری بھی کر لیا کریں۔۔۔" وہ مذاحیہ انداز سے بولی۔

"ارے جب تمھیں کچھ ہوا ہی نہیں۔۔تو تمہاری فکر کیسے کریں؟؟؟" زیبا کھلکھلائی۔

"اللہ نہ کرے کبھی کچھ ہو۔۔۔ہماری بچیوں کو۔۔۔" اماں بی نے محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"آمین۔۔۔آمین۔۔۔" مہر مسکرائی اور جوس کا گلاس منہ کو لگاتے ہوئے پینے لگی جبکہ جینی بھی ہنس دی۔

"چلو۔۔۔جلدی کرو۔۔۔جینی۔۔۔" وہ اسے چائے پیتا ہوا دیکھ کر بولی۔

"ہاں۔۔۔بس۔۔۔چلو۔۔" گاڑی کے ہارن کی آواز سن کر جینی نے چائے ختم کی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اللہ نگہبان۔۔۔بچیو۔۔۔" انہوں نے دعا دی اور پھر سامعیہ کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"شاویز آگیا بہاول پور سے؟؟" وہ سوالیہ بولیں۔

"جی۔۔۔رات کو ہی آگیا تھا۔۔"

"اتنی جلدی؟؟" زیبا نے حیرانگی کا اظہار کیا۔

سامعیہ نے لاپرواہی سے اسے دیکھا۔

"اچھا کہاں ہے؟؟؟وہ ارد گرد نظریں گھما کر پوچھنے لگیں۔

"وہ اپنے کمرے میں۔۔۔ذرا طبیعت کچھ ٹھیک نہیں اسکی۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ٹھنڈ بھی تو بڑھ رہی ہے ناں!" اماں بی نے وجہ بھی خود ہی بیان کر ڈالی اور مزید نصیحت کرنے لگیں۔

"سوپ بنا کر دو اسے۔۔۔"

"جی۔۔۔اماں بی۔۔۔" وہ خاموشی سے کرسی سے اٹھیں اور کچن میں چلی گئیں۔

☆☆☆☆☆☆

"اس قدر افسردگی کیوں ہے تمھارے چہرے پر۔۔؟؟؟" مہر اسے دیکھ کر زچ ہوئی۔

"اب یہ بھی میں بتاؤں؟؟سب کچھ تمھارے سامنے ہی تو ہے۔۔۔" وہ روتا ہوا چہرہ لے کر بولی۔

"جینی۔۔۔اچھا۔۔۔تھوڑا سا تو مسکرا دو۔۔۔۔کہیں سے بھی نہیں لگ رہا کہ کل تمھاری منگنی تھی۔۔۔" اس نے اسے سمجھایا۔

"تو کیا قہقہہ لگاؤں؟؟؟" اس نے چڑ کر کہا۔

"ارے نہیں۔۔۔ بھلا یہ میں نے کب کہا۔"

"اچھا۔۔۔ چلو۔۔۔ بیٹھو یہاں۔۔۔" اس نے اسے ہری بھری گھاس پر بیٹھنے کے لئے کہا جو کہ یونیورسٹی کے لان میں موجود تھی۔

وہ بیٹھی اور بار بار اپنے ہاتھ کی طرف دیکھنے لگی جس پر پٹی بندھی تھی۔

"بہت اچھے ہیں جہانگیر بھائی۔۔ خوش مزاج۔۔ پڑھے لکھے۔۔ اور کامیاب بزنس مین۔۔ تمہیں کیسے لگے؟؟" مہر کی بات پہ اس نے اسکی طرف دیکھا۔

"ہاں۔۔ اچھے ہیں۔۔ صحیح ہیں۔۔" وہ ذرا کھوئی کھوئی سی تھی۔

"امممم۔۔۔ میں نے جہانگیر بھائی کی بات کی ہے، کسی مفروضے کی بات تو نہیں کی۔۔ یہ صحیح؟؟ یہ کیسا جواب ہوا؟؟" مہر نے مایوسی سے پوچھا۔

"پتہ نہیں یار۔۔ پہلے تو محبت ہوتی ہے ناں۔۔ پھر منگنی۔۔ پھر شادی۔۔ اور میرے ساتھ تو۔۔"

مہر نے اسکی بات کاٹی۔

"سو وہاٹ؟؟ کیا پتہ تمہارے ساتھ یہ پروسیجر الٹا ہو؟؟ ضروری تو نہیں کہ محبت پہلے ہی ہو؟؟ جانتی ہو۔۔ نکاح کے بعد ہونے والی محبت کی بات ہی کچھ اور ہے۔۔" اسکی بات میں موجود افہام و تفہیم کو وہ کسی حد تک سمجھ چکی تھی مگر اسکی سوئی ابھی بھی وہاں اٹکی ہوئی تھی۔

"مہر۔۔ جہانگیر اچھے ہیں۔۔ بہت اچھے۔۔ مگر پتہ نہیں کیوں؟؟" وہ الجھی الجھی سی تھی۔

"تم شاہ ویز کے بارے میں تو کہیں؟؟" اس نے خدشہ ظاہر کیا۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔ بس۔۔ پتہ نہیں۔۔ چھوڑو۔۔" جینی اکتا سی گئی تھی۔

مہر نے اسکی حالت کا بغور جائزہ لیا اور پھر تھوڑی دور جا کر کسی کو فون ملاتے ہوئے واپس اس کے پاس آ موجود ہوئی۔

"جینی۔۔۔ چلو اٹھو۔۔۔" اسے گم سم دیکھ کر مہر نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"کیوں۔۔۔؟؟" اس نے آہستگی سے کہا اور بیگ لیتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہیں جانا ہے ہمیں ابھی۔۔۔" مہر بولی۔

"مجھے نہیں جانا کہیں۔۔۔" اس نے بے زاری سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور ویسے بھی آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے ڈرائیور انکل کے آنے میں۔۔۔" اس نے گھڑی کو دیکھا اور اس سے بولی۔

"دفع کرو نا! چلو۔۔۔ آج تمھاری ساری افسردگی دور ہو جائے گی۔۔۔" وہ پورے وثوق سے بولی۔

"کیوں؟؟ آج چڑیا گھر جانا ہے؟؟" وہ ہولے سے ہنستے ہوئے بولی۔

"بکواس نہ کرو۔۔" مہر نے اسے گھور کر دیکھا اور پھر کھلکھلا کر ہنسی۔

"ٹیکسی۔۔۔؟؟" یونیورسٹی سے باہر آتے ہوئے مہر نے ٹیکسی کو آواز لگائی۔

"مہر۔۔۔ پھر کبھی سہی یار۔۔۔ آج میرا اماں بی کی ڈانٹ کھانے کا کوئی موڈ نہیں۔۔۔" جینی نے اسے سمجھایا۔

"جینی۔۔۔" وہ زچ ہوئی۔

"بیٹھو۔۔۔" اس نے نرمی سے اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"تمھاری اطلاع کے لئے عرض ہے۔۔۔ میں نے ڈرائیور انکل سے کہہ دیا ہے وہ دو گھنٹے بعد آئیں گے ہمیں پک کرنے۔۔۔" مہر نے اسے تفصیل سے کہا۔

"مہر تم نہیں جانتی اگر اماں بی کو پتہ لگ گیا تو کیا ہو گا؟؟" اس نے سوالیہ پوچھا۔

”پتہ لگے گا تو تب ناں!!“ اس نے فخریہ انداز سے بولا جس پر جینی نے جوابی نظروں سے اسے دیکھا مگر وہ آنکھ مارتے ہوئے اسے بہت کچھ واضح کر چکی تھی۔۔۔اور وہ سمجھ چکی تھی کہ اس نے ہمیشہ کی طرح اسے بے وقوف ہی بنایا ہو گا۔

”انکل کا صبح فون آیا تھا کہ انہیں اچانک سسرال جانا پڑ گیا،وہ لینے نہیں آ سکتے۔۔اب شاہ ویز کے ساتھ واپس جانے سے بہتر ہے انکل کا انتظار کر لیا جائے۔انہیں بیوی کو سسرال لے کر جانا تھا۔۔سو میں نے تو بس ان کی اس بات کا فائدہ اٹھایا۔اب وہ دو گھنٹے سسرال گھوم آئیں۔۔ اور ہم شاپنگ مال۔۔۔اور کوئی مسئلہ ہوا بھی تو انکل جانیں اور اماں بی۔۔ ہمیں کیا؟؟“ وہ کندھوں کو اچکا کر ذرا بے نیازی سے بولی تو جینی نیم انداز سے مسکرا دی۔

ابھی وہ ٹیکسی سے باہر کے مناظر کو دیکھ ہی رہی تھی کہ مہر استفہامیہ انداز میں بولی۔

”جینی۔۔۔ایک بات پوچھوں؟؟“

”اممم۔۔۔ہوں۔۔۔“ اس نے اس کی جانب متوجہ ہو کر دیکھا۔

”کل تیری منگنی ہوئی اور کہیں سے بھی لگ ہی نہیں رہا۔۔“ مہر نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا۔

”کیوں۔۔؟؟ جن کی منگنی ہو جائے،ان کے سینگ نکل آتے ہیں کیا؟؟“ جینی نے ہنستے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"نہیں۔۔۔ مگر اس طرح زبردستی ہنستے نہیں۔۔۔ جیسے کہ تم۔۔۔" مہر نے سیدھی بات کہی، جس پر جینی خاموش ہو کر رہ گئی۔

"انگوٹھی کہاں ہے تمہاری؟؟" اس نے پھر سے ایک اور سوال کیا۔

"یار کیا ہے؟؟ پہننا ضروری ہے؟؟ اور تم پلیز۔۔ فی الحال کسی کو نہیں بتاؤ گی اس منگنی کا۔۔ سمجھی؟؟؟"

"اچھا۔۔ بابا ٹھیک ہے جینی۔۔۔" وہ بے زاری سے بولی۔

آج ایک بات بتا ہی دو مجھے؟؟ تم کیا چاہتی ہو؟؟ کسے چاہتی ہو؟؟" مہر نے اس کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جینی نے اسکی طرف بغور دیکھا اور ایک لمبی آہ بھرتے ہوئے بولی۔

"کسی کو بھی نہیں۔۔۔" وہ اتنا کہتے ہی خاموش ہو گئی۔

"جینی۔۔!! پھر۔۔۔؟ ایسا کیا ہے جو تم اپنے اندر ہی چھپائے ہوئے ہو؟؟ کیا تم جہانگیر کے لئے راضی نہیں؟؟ یا تمھیں شاویز پسند ہے؟؟"

"مہر کچھ نہیں۔۔۔" وہ بے دلی سے بولی۔

"مجھے شاویز پسند ہے۔۔ لیکن دوست ہے وہ میرا۔۔۔ مگر اس طرح میرے دل میں اس کے لئے جگہ نہیں جیسی کسی اور کے لئے ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کسی اور کے لئے ؟؟ مطلب ؟؟ جہانگیر ؟؟" مہر نے رک رک کر کہا۔

"نہیں مہر۔۔۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"بس کوئی ہے۔۔ جس کا مجھے خود پتہ نہیں۔۔ایسا لگتا ہے جیسے کوئی ہے۔۔ لیکن کون ہے ؟ نہیں معلوم۔۔"

"عجیب فلمی جواب ہے۔۔ ہمیں نہیں معلوم ہوگا تو کیا محلے والوں کو پتہ ہوگا ؟؟؟" مہر سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ مگر جینی خاموش ہی رہی۔

"تو پھر راضی کیوں ہوئی اس کے لئے۔۔؟؟" وہ بھڑک اٹھی۔

"کیوں کی منگنی اس سے ؟؟"

"مجھ سے کسی نے پوچھا ہو تو تب ناں۔۔ کیا کہتی کسی سے۔۔۔" اس نے دل پر پتھر رکھ کر منہ سے الفاظ ادا کیے۔

"جینی۔۔۔" مہر نے مایوسی سے اس کی طرف دیکھا۔

"کون ہے وہ ؟؟ جسے تم پسند کرتی ہو ؟؟"

مہر ٹیکسی سے باہر آئی اور کرایہ دیتے ہوئے شاپنگ مال کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں جانتی میں۔۔۔ مگر مہر۔۔۔ جیسا میں چاہتی ہوں۔۔۔ ویسا کچھ بھی نہیں ہے جہانگیر میں۔۔۔" وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ریسٹورینٹ میں آموجود ہوئیں اور کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"کیا نہیں۔۔؟؟ابھی تم نے جانا اور سمجھا ہی کیا ہے اس کے بارے میں؟؟"

"پھر بھی مہر۔۔ وہ ویسے نہیں۔۔ جیسا میں نے سوچا تھا۔۔"

کیسا چاہیئے تمھیں؟؟ مہر نے پریشانی سے پوچھا۔

"اک ایسا جو میرے دل کی کیفیت سے واقف ہو جائے۔۔۔ میرے نظریں جھکانے پر بے قرار ہو جائے۔۔۔ میں خاموش ہوں تو میرے الفاظ پہچان لے۔۔ میں اداس ہوں تو میری مسکراہٹ بنے۔۔

سوچتی ہوں مہر جو میرے خواب میں آتا ہے کبھی کہیں اچانک سے میری زندگی میں بھی آ جائے۔ تو کتنا چھا ہو۔۔ آزادی سے جینا چاہتی ہوں۔۔ اپنے فیصلے خود لینا چاہتی ہوں۔۔" وہ بولتی گئی اور مہر مسکراتی ہوئی بس اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔ کس قدر سکون تھا اس کے چہرے پہ۔۔ اسکی نظروں میں موجود ایسا سکون مہر نے آج سے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔

Clubb of Quality Content

اسی اثناء میں اس کے فون پر رِنگ ہوئی۔۔ جس سے جینی خاموش ہوئی اور اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"ہاں۔۔۔ آجاؤ۔۔۔ کب سے آئے ہیں یار۔۔۔" وہ فون پر کسی سے کہہ رہی تھی اور اتنا کہتے ہی فون رکھ دیا۔

"ہاں۔۔۔ جینی تو کیا کہہ رہی تھی تم؟؟؟"

"کچھ نہیں۔۔۔ اب بھلا کیا فائدہ کچھ بھی کہنے کا۔۔ جو میرے نصیب میں تھا وہ مل گیا۔۔۔" وہ اداس ہوئی۔

"ہو سکتا ہے یہ تمھارا نصیب ہی نہ ہو۔۔"

"ہو سکتا ہے تمھیں کسی سے محبت ہو جائے۔۔۔ تو؟؟"

"ارے نہیں۔۔۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ میں۔۔۔ اماں بی کے فیصلے کے خلاف ہو جاؤں۔۔۔" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے پورے وثوق سے بولی۔

"چلو۔۔۔" وہ منہ میں بڑبڑائی۔

"محبت جیسے اماں بی سے پوچھ کے کی ہو گی نا تمھیں۔۔۔" وہ کھلکھلائی۔

"ہیلو۔۔۔ مہر۔۔۔" سجیل اچانک سے ان دونوں کے سامنے تیزی سے آیا اور دونوں کے پاس موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیسے ہو۔۔۔؟؟اتنی دیر؟؟اور یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے؟؟" وہ تیزی سے بولی جبکہ جینی اسکی آمد پر حیرت سے بس دونوں کو دیکھتی رہ گئی۔

"اچانک بلاؤ گی تو ایسا ہی ہوں گا نا!! بھائی آفس آئے ہیں تو فوراً نکل کر آیا ہوں۔۔اینی وے۔۔۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"اور سناؤ۔۔۔"

"اس سے ملو۔۔۔یہ جنت ہے۔۔۔" اس نے تعارف کروایا۔

"اسلام علیکم۔۔۔" جنت کنفیوز ہوئی۔

"وعلیکم السلام۔۔۔" سجیل خوش مزاجی سے بولا۔

"اور یہ۔۔۔" اس سے پہلے کہ مہر اس سے تعارف کرواتی۔ سجیل خود ہی بولا۔

"اور میں سجیل۔۔۔" وہ گردن کو ذرا خم دے کر بولا۔

"بہت سنا ہے آپ کے بارے میں۔۔۔" وہ جنت سے بولا۔۔

"سنائیے کیسی ہیں آپ۔۔؟؟"

"جی۔۔۔ٹھیک۔۔۔" وہ رک رک کر بولی مگر اس کا دھیان مہر پر ہی تھا۔

"کچھ آرڈر کیا ہے بھئی؟؟ بہت شدید بھوک لگی ہے بھئی مجھے تو۔" وہ منہ بسور کر بولا۔

Clubb of Quality Content

"نہیں۔۔ابھی نہیں۔۔۔" مہر بولی۔

"خانساماں چھٹی پہ گیا ہے اور بھائی کے ہاتھ سے بنا کھانا بس کچھ نہ پوچھو۔۔ بے حد تیکھا۔۔۔چلو۔۔میں آتا ہوں۔۔۔" وہ وہاں سے اٹھا اور آرڈر دینے چلا گیا۔

"مہر۔۔۔یہ۔۔۔" وہ سوالیہ بولی۔

"کیا۔۔۔یہ۔۔۔سحیل ہے۔۔" وہ ہنسی۔

"پتہ ہے مہر۔۔بتا چکا ہے وہ۔۔۔مگر یہ ہے کون؟؟"

"میرا دوست۔۔۔۔" وہ سادہ سے الفاظ میں بولی۔

"مہر۔۔۔ پاگل ہو۔۔۔تم جانتی کیا ہو اس کے بارے میں؟؟آجکل؟؟لوگ بس ایسے ہی بے وقوف بناتے ہیں بس۔۔۔" اس نے سمجھانا چاہا۔

"سحیل۔۔اچھی فیملی سے ہے۔۔۔اور دس سال ہو گئے ہیں ہماری دوستی کو۔۔۔"

"دس سال۔۔۔" وہ چونکی۔

"مگر۔۔۔مہر دس سال کیسے۔۔اور تم مجھے آج بتا رہی ہو؟؟" وہ غصہ سے بولی۔

"اچھا۔۔۔گھر جا کر بتاؤں گی۔۔۔۔موڈ ٹھیک کرو۔۔وہ آرہا ہے۔" وہ فوراً سے بولی

جبکہ جینی نے نہ چاہتے ہوئے بھی موڈ ٹھیک کیا اور ہولے سے مسکرانے لگی۔

"اور سناؤ۔۔۔آج اچانک۔۔۔" وہ ادھوری بات کرتے ہوئے خاموش ہو گیا۔

"ہاں۔۔۔اصل میں۔۔۔میں بہت بور ہو رہی تھی۔۔۔کیونکہ۔۔۔جنت بہت افسردہ تھی آج۔۔۔" مہر بولی۔

"اوہ! افسردہ۔۔۔آپ۔۔۔وہ کیوں جنت؟؟" وہ خوش خلقی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔۔۔نہیں تو۔۔۔" وہ مہر کو گھورتے ہوئے پھر سجیل سے بولی۔

"لیجیئیے۔۔۔خود کو دیکھئیے جنت۔۔۔" کس قدر مایوسی اور افسردگی چھائی ہوئی ہے آپ کے چہرے پر۔۔۔" سجیل اسے گہری نگاہ سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔" وہ ہولے سے ہنسی۔

"کیا خاک ٹھیک ہو؟۔۔۔حالت دیکھو ذرا اپنی۔۔۔" مہر بولی۔

"چلو۔۔۔اب لڑنا بند کرو۔۔۔جوس لو۔۔۔" وہ جوس دونوں کو دیتے ہوئے بولا۔

"میں ہوں نا! اب افسردگی۔۔۔ سمجھو ختم۔۔۔کیوں بھئی مہر؟؟" وہ گلاس منہ کو لگاتے ہوئے بولا۔

"ہاں بھئی۔۔۔!! بس اسی لیے سوچا آج اسے تم سے اور تمھیں اس سے ملوا ہی دوں۔۔۔تا کہ میری طرح یہ بھی ہشاش بشاش رہے۔۔۔" وہ وجہ بیان کرتے ہوئے ہنس دی۔

"ام م م۔۔۔تو اس دن تم انہی کے ساتھ تھی؟؟" جنت نے خود سے اخذ کیا۔

"جی۔۔۔بالکل۔۔" وہ گردن کو خم دے کر بولی۔

"برتھ ڈے تھا سجیل کا۔۔اس لیے۔۔۔"

"اوہ؟""Happy Belated birthday۔۔۔۔" جینی نے خوش مزاجی سے کہا۔

"Thank you

۔۔۔۔" سجیل نے تشکر یہ انداز میں کہا۔

"یہ آپکے ہاتھ کو کیا ہوا؟؟؟"

"کہاں؟؟ یہ۔۔۔بس۔۔۔ایسے ہی۔۔۔" وہ رک رک کر بولی۔

"infact"۔"۔۔

بچی ہے ناں ابھی۔۔۔چوڑیاں اتارتے وقت لگ گئی اسے چوٹ۔۔۔۔۔۔" وہ کھلکھلائی جبکہ جنت نے اسے گھورا۔

"اوہ! بچی۔۔" سجیل ہنسا۔۔

"Anyway

۔۔۔جنت صاحبہ۔۔۔ریلیکس۔۔۔اتنامت گھوریں اسے۔۔۔یہ تو باز نہیں آئے گی۔۔۔آپ ہی مسکرا دیجیئے۔۔"اسکی بات پر جنت ہولے سے مسکرا دی۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆

"مام۔۔۔" جہانگیر ٹی وی لاؤنج میں آکر بیٹھا۔

"جی۔۔۔بیٹا۔۔۔" نورین اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولیں۔

"مام۔۔۔میں چاہتا ہوں ایک دفعہ۔۔۔جنت سے مل لوں۔۔۔" وہ موبائل پر نظریں جمائے ہوئے ان سے بولا۔

"ہاں۔۔۔۔ملے تو ہو تم۔۔۔اب۔۔"

"مام۔۔۔۔کم آن۔۔۔یہ کوئی ملنا تھوڑی ہی نا تھا؟" وہ ہنسا۔

"تو؟؟ کیا مطلب بیٹا تمھارے کہنے کا؟؟" وہ گہرے انداز سے بولیں۔

"مام۔۔۔آپ پلیز۔۔۔مجھے اس کا نمبر ہی لے دیں۔"

"جہانگیر؟؟ خیر تو ہے ناں!!"

"تم جانتے ہو اچھے سے جانو؟؟ اسکے گھر والوں کو یہ سب پسند نہیں۔۔۔" وہ اسے آگاہ کرنے لگیں۔

"سو وہاٹ۔۔۔مام۔۔۔مگر مجھے تو اس سے بات کرنی ہے ناں؟"

"بیٹا۔۔۔" وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگیں مگر اس نے ان کی بات کاٹی۔

"مام۔۔۔پلیز۔۔۔۔" وہ اصرار کرنے لگا جس پر نورین اسکی طرف دیکھتے ہوئے اک الگ سوچ میں محو ہوئیں۔

"بھئی کیا ہو رہا ہے؟؟؟" مسٹر ہارون ٹی وی لاؤنج میں آ بیٹھے۔

"کچھ نہیں۔۔۔بس مام کی منت سماجت کر رہا ہوں۔۔۔" وہ انکو دیکھ کر بولا اور موبائل ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے ان کے سامنے والی سیٹ پر آ موجود ہوا۔

"کیوں بھئی؟؟نورین؟؟کس بات پر ہمارا بیٹا منت سماجت کر رہا ہے؟؟؟" ہارون صاحب نے وجہ جاننے کی کوشش کی۔

"فضول میں ہی ہارون۔۔۔ضد لگائے ہوئے ہے یہ لڑکا تو۔۔۔"

"اوہ!ہو۔۔۔ہوا کیا؟؟؟" وہ حیرت سے سوالیہ بولے۔

"اب ہر کام اسکی مرضی کے مطابق تھوڑی نا ہو سکتا ہے؟؟ان لوگوں نے ہاں کے ساتھ ساتھ منگنی کر دی کیا اتنا کم ہے؟جواب یہ جنت سے بات کرنے کی ضد لگا رہا ہے۔۔۔آپ خود سوچیے ہارون کیا یہ مناسب ہے؟؟جو یہ۔۔۔" وہ ایک لمبا لیکچر دیتے ہوئے بولیں جس پر جہانگیر نے قہقہہ لگاتے ہوئے انہیں ٹوکا۔

"بس یہی وجہ ہے بات کرنے کی۔۔۔" وہ ہنسا جو ابا اسکی آنکھوں میں شرارت کو جانچتے ہوئے ہارون صاحب بھی ہنس دیے۔

''کیا وجہ ہے بھئی؟؟اور یہ آپ دونوں اسطرح سے کیوں ہنس رہے ہیں؟؟'' وہ گھور کر دونوں سے بولیں۔

''مام۔۔۔یہی دیکھنا چاہتا ہوں کہ کہیں وہ بھی تو بات بات پر لیکچر نہیں دیتی آپکی طرح۔۔۔'' وہ شرارتی انداز سے بولا جس پر ہارون صاحب بھی ہنس دیے۔

''ہارون۔۔۔آپ بھی؟؟'' وہ شکایتی انداز سے بولیں۔

''کم از کم آپ تو ڈھیل نہ دیں اسے۔۔۔یہ نہ ہو وہ اسکی اس ضد کی وجہ سے رشتہ ہی ختم کر دیں۔'' وہ خدشہ ظاہر کرنے لگیں۔

''ارے نورین۔۔۔ نہیں ہوتا ایسا ویسا کچھ بھی۔۔۔'' وہ انہیں سمجھانے لگے۔

''اینی وے۔۔جہانگیر بیٹا۔۔۔فی الحال اس سوچ کو دور رکھو خود سے۔۔۔''

''ڈیڈ۔۔۔'' وہ بچوں کی طرح ان کی طرف دیکھ کر بولا۔

''بڑا ہو گیا ہے یہ۔۔ مگر ضد نہیں گئی اسکی۔۔۔'' ہارون صاحب بولے۔

''اچھا۔۔۔نہ کریں آپ دونوں میری ہیلپ۔۔آخر آئی ٹی انجینیئر ہوں۔۔ ڈھونڈ ہی لوں گا کہیں سے۔۔'' وہ رونی صورت بنا کر بولا۔

''یہی تو۔۔ آئی ٹی انجینیئر ہو۔۔ پڑھے لکھے ہو کر بھی تم۔۔''ہارون صاحب نے اسی کی بات کو اسکے سامنے رکھتے ہوئے بات کی۔

”تو؟؟ ڈیڈ۔۔کیا آپ نے مام سے بات نہیں تھی کی؟؟؟“ اسکے سوال پر مسز ہارون تو شرما سی گئیں۔

”لیجیئے۔۔ مام کو دیکھ کر جواب مل گیا۔۔“ اس نے انہیں مزید تنگ کیا۔

”جانو۔۔ چپ رہو۔۔“ آخر وہ مسکراتے ہوئے لجائی سے بولیں۔

”یہ تو کزن ہیں نا میری۔۔ تو بات ہونا تو ایک عام سی بات تھی۔۔“ انہوں نے اسے واضح کیا مگر اسکی طرف سے ایک اور شگوفہ چھوڑا گیا۔

”اوئے ہوئے۔۔ بات یا باتیں۔۔ اور اک ہم ہیں یہاں۔۔اکیسویں صدی میں رہ کر بھی انیسویں صدی والا حال۔۔ منگیتر سے بات کرنے نہیں دے رہا ظالم سماج۔۔“ اسکا اشارہ اپنے ماں باپ پہ تھا۔

”تو اب ہم ظالم سماج ٹھہرے؟؟“ ہارون صاحب ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

”جی بالکل۔۔“ وہ بھی کھلکھلا کر ہنسا۔

”اچھا۔۔ صبح مرزا صاحب سے میٹینگ ہے۔مام سے باتیں ختم ہو جائیں تو ٹائم سے سو جایئے گا۔۔“ اس نے انہیں آنکھ ماری تو وہ اور بھی ہنس دیئے۔

اس نے اپنا موبائل میز پر سے اٹھاتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

”عجیب پاگل ہے یہ۔۔۔“ نورین ہنسی۔

"یہ تمھارے ہی لیکچر کا نتیجہ ہے بیگم۔۔۔" وہ شرارت سے بولے۔

"اچھا بس کریں آپ۔۔۔۔کچھ بھی سمجھاؤ تو دونوں باپ بیٹے کو تو بس۔۔۔بہانہ چاہیئے۔۔۔مذاق بنانے کا۔۔۔" وہ ریموٹ پکڑتے ہوئے ٹی وی پر چینل تبدیل کرنے لگیں،

جواباًوہ ہنس پڑے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کیسا لگا تمھیں وہ؟؟مہر اسے کام کرتا دیکھ کر بولی۔

"کون؟؟؟" اس نے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائیں اور کام میں مگن ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"سجیل۔۔۔یار۔۔۔" مہر نے یاد دہانی کروائی۔

"مجھے بھلا کیسا لگے گا؟؟ٹھیک ہی ہے۔۔" وہ مسکرائی اور لیپ ٹاپ کو ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"بائے دا وے۔۔یہ۔۔۔دس سال کا کیا چکر تھا؟؟تم نے کبھی بتایا کیوں نہیں اسکے بارے میں؟؟"

"یار۔۔۔کیا بتاتی؟؟کبھی موقع ہی نہیں ملا۔۔۔" وہ بیڈ پر آ بیٹھی۔

''اچھا۔۔۔بتاؤ تو۔۔۔ہے کون یہ ہیرو؟؟'' وہ اسکی طرف دیکھ کر شرارت سے بولی۔

''میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی ہے سجیل۔۔۔'' وہ محبت سے بولی۔

''ڈیلاگ نہیں۔۔۔۔مجھے تفصیل سے بتاؤ۔۔۔۔'' اس نے وضاحت چاہی۔

''جینی۔۔۔یار۔۔۔ تمھیں راحت انکل یاد ہیں؟؟'' اس نے سوالیہ پوچھا جس پر جینی نے دماغ پر زور ڈالا۔

''یار۔۔وہی جو ہمارے گھر آیا کرتے تھے۔۔۔یار! وہی جس سے تابینہ پھوپھو۔۔'' وہ اتنا ہی بول پائی تھی کہ جینی نے تیزی سے اسے جواب دیا۔

''ہاں! ہاں! یاد آیا۔۔۔تو یہ راحت انکل کا؟؟'' وہ سوال کرتے کرتے رکی۔

''ہاں۔۔۔بھائی ہے ان کا۔۔۔یار وہی جو ہمارے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔۔'' اس نے ماضی کی چند باتیں یاد دلانے کی کوشش کی۔

''ہاں! ہاں۔۔۔یاد آگیا۔۔۔'' جنت تیزی سے بولی۔

''مگر۔۔مہر۔۔۔تم جانتی ہو اگر اماں بی کو ذرا سی بھنک بھی پڑ گئی کہ تم اور وہ۔۔۔''

''اوہ! گاڈ۔۔۔ جینی۔۔۔اماں بی کا فوبیا بس تمھیں اور گھر والوں کو ہے مجھے اور شاویز کو نہیں۔۔۔۔'' وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

''مگر۔۔یار۔۔۔تم اس سے رابطے میں کیسے؟؟'' وہ کشمکش میں مبتلا ہوئی۔

"ہمارا رابطہ ختم ہی نہیں ہوا تھا۔۔۔" وہ مسکرائی۔

"کیا مطلب؟؟" اسکی جانب غور سے دیکھ کر وہ سوالیہ بولی۔

"مطلب۔۔یہ۔۔کہ سجیل سے کبھی کبھار سکول میں بات ہو جایا کرتی تھی۔اور جب سے کالج،یونیورسٹی جانا شروع کیا۔۔۔بہانے بہانے سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے۔۔" وہ آنکھ مارتے ہوئے بولی۔

"اور تمہیں بتاتی بھی تو کیسے؟؟ تم تب ہر بات گھر آکر اماں بی کو جو بتادیتی تھی۔۔"

"ہاں۔۔تو تب تو چھوٹی تھی ناں۔۔تم مجھے سمجھادیتی کہ انہیں نہیں بتانا تو میں نہ بتاتی۔۔" وہ معصومانہ انداز میں بولی۔

"ویری فنی۔۔ میں ہی سمجھاتی۔۔خود بھی سمجھ جایا کرو۔ ویسے۔۔ اب بتادیا ہے ناں۔۔ تو بتانا نہیں۔۔" مہر ہنسی۔

"کوئی حال نہیں تمھارا۔۔۔اب تو سمجھ ہے نا مجھے۔۔کہ انہیں کیا بتانا ہے اور کیا نہیں۔۔۔"

"But be careful

۔۔اماں بی نے راحت انکل کو نہیں چھوڑا تھا تو اسے کیسے برداشت کر پائینگی؟؟" جنت نے اسے وارن کیا۔

"ریلیکس۔۔۔میں خود کو خود کی محبت سے خود دور نہیں ہونے دوں گی اور نہ ہی خود دور کروں گی جیسے تابینہ پھوپھو نے کیا۔۔جذبات کو ایک سائیڈ پر رکھتے ہوۓ دماغ سے ایسی گیم کھیلوں گی کہ مجھے میری محبت مل جائے گی اور تابینہ پھوپھو کو ان کی۔۔۔" وہ فخریہ انداز سے بولی تو جنت نے اسکی طرف رشکیہ انداز سے دیکھا۔۔۔

"کاش۔۔۔اتنی ہمت مجھ میں بھی آجائے۔۔۔" وہ زیرِلب خود سے بولی۔۔۔

-

-

مگر اگلے ہی لمحے پریشان اس بات پر ہوئی کہ آخر مہر سب جاننے کے باوجود کیسے سجیل کے لیئے کوئی قدم اٹھا سکتی ہے؟ کیونکہ اماں بی راحت اور سجیل کے لیئے راضی ہوں یہ ایک ناممکن سی بات تھی۔۔۔

-

-

☆☆☆☆☆☆☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 3

• کشمکش

اسکی بات سن کر وہ دکھ سے مسکرائی تھی کیونکہ جیسا اس نے کہا تھا وہ کبھی ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

" very funny

۔۔۔اب تک راحت انکل شادی کر چکے ہوں گے۔۔۔

تابینہ خالہ کی طرح نہیں کہ بس ایک کوٹھری میں خود کو قید ہی کر لیا۔۔" وہ دکھ سے بولی۔

"سوچ ہے تمھاری۔۔۔راحت انکل نے کوئی شادی وادی نہیں کی۔۔۔" وہ زور دے کر بولی۔

"رئیلی۔۔۔" وہ چونکی۔

"ہاں۔۔۔تو اور۔۔۔" مہر نے تصدیق کی۔

"میں نہیں مان سکتی مہر۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟" جینی کشمکش کا شکار ہوئی۔

"جلد مان جاؤ گی۔۔۔ڈونٹ وری۔۔" وہ فکرمندی سے آزاد ہوتے ہوئے بولی۔

"خیر۔۔۔تابینہ پھوپھو کے پاس گئی مٹھائی لے کر؟؟ سنائی انہیں گڈ نیوز؟؟"

"نہیں میں نہیں گئی۔۔۔" وہ افسردہ ہو کر بولی۔

Clubb of Quality Content

"کیوں؟؟؟" اس نے سوالیہ پوچھا۔

"آج جاؤں گی۔۔۔" اس نے بات کو ختم کرتے ہوئے تیزی سے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں جارہی ہو؟؟؟" مہر سوالیہ بولی۔

"تائی جی کے پاس جارہی ہو کیا؟؟؟" اس نے دوسرا

سوال شرارتی انداز میں کیا۔

"نہیں۔۔۔" جینی نے اسے گھورا۔

"اچھا۔مجھے لگا شاید اس کا حال پوچھنے جارہی ہو جس نے یہ زخم دیا۔" وہ اسکے پاس کھڑے ہو

تے ہوئے اس کے بازو کی طرف نظریں جماتے ہوئے بولی۔

"نہیں۔۔۔فی الحال۔۔۔اپنے اس زخم کا علاج کرنے جارہی ہوں۔۔بینڈ یج لگانی ہے اس

پر۔۔" وہ سادہ الفاظ میں بازو کی طرف دیکھ کر بولی۔

"فرسٹ ایڈ باکس ممانی لے کر گئیں تھیں۔۔"

"تم کہو۔۔تو میں لے آؤں؟؟ مہر نے پیش کش کی۔

"نہیں۔۔اب ایسی بھی بات نہیں۔۔ ڈرنا تو اسے چاہیئے مجھ سے۔۔میں بھلا کیوں منہ

چھپاؤں؟؟اس نے اتنا کہا اور وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ مہر کے تاثرات اچھے سے سمجھ چکی

تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"شاویز بیٹا۔۔۔ تھوڑا سا پی لو۔۔۔" تائی جان سامعیہ فکر مندی سے اصرار کرتے ہوئے اس سے کہہ رہی تھیں۔

"امی۔۔۔ نہیں جی چاہ رہا میرا۔۔۔" وہ بے زاری سے بولا اور دوبارہ لیٹنے لگا۔

"شاویز۔۔۔" وہ چمچ باؤل میں رکھتے ہوئے اور پھر باؤل کو میز پر رکھ کر اس سے غصہ سے بولیں۔

"حد ہوتی ہے ہر بات کی۔۔۔اس کے لیے خود کی طبعیت خراب کر لی جواب کسی اور کے نام سے منسوب ہے اور اپنی ماں کی محبت کی فکر تک نہیں تمھیں۔۔۔احساس ہی نہیں تم میں۔۔وہ بھڑک اٹھیں۔ٹھیک ہے آج کے بعد سمجھنا تمھاری ماں تمھارے لیے۔۔۔" وہ روتے ہوئے بول رہی تھیں کہ اچانک وہ اٹھ بیٹھا اور ان کی بات کاٹتے ہوئے تیزی سے بول اٹھا۔

"امی۔۔۔پلیز۔۔۔" وہ بھی رو دیا۔

"ایسی بات تو نہ کریں۔۔۔آپ ہی تو میرا سب کچھ ہیں۔۔"وہ ان کا ہاتھ اپنے رخسار کے ساتھ لگاتے ہوئے محبت سے بولا۔

"تو پھر کیوں ستاتے ہو مجھے ؟؟ تمھیں کیا بتاؤں اب ؟؟ میں نے ہر ممکن کوشش کی ! جنت سے بات بھی کی مگر۔۔۔وہ بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے۔۔۔ مجبور ہے وہ۔۔"

"امی۔۔۔یہ کوئی مجبوری نہیں۔۔۔"وہ زچ ہوا۔

"تم نہیں سمجھ سکتے۔۔۔"وہ باؤل ہاتھ میں لیے اسے سوپ پلانے لگیں۔

" سمجھنا ہی تو چاہتا ہوں۔۔۔"وہ بے زاری سے بولا۔

"بس۔۔آج کے بعد میں تمھیں اس کا نام لیتے ہوئے نہ سنوں۔۔۔ سمجھے تم۔۔۔اور تمھیں میری قسم اب اگر تم نے اس کو کسی قسم کی پریشانی دی۔۔۔"وہ جذباتی ہو کر بولیں۔

"امی۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔میں اسکے بغیر۔۔۔"وہ اداس لہجہ بنا کر بولا جبکہ اسکی آنکھوں میں سے آنسو پانی کی صورت بہنے لگے تھے۔

"شاویز۔۔۔"وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے غصہ سے اسکی دھمکاتے ہوئے وہاں سے اٹھیں اور کمرے سے باہر آگئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

جنت اور مہر دونوں حویلی کے ایک الگ حصہ میں جاتے

ہوئے کشمکش کا شکار ہوئیں۔ مہر نے بارہا آوازیں دیں مگر ان کے کواٹر میں سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔

"پھوپھو۔۔۔ پھوپھو۔۔۔"

"خالہ۔۔۔ تابینہ خالہ۔۔۔" جنت نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"دروازہ تو کھلا ہی ہے۔۔۔" دستک دیتے ہوئے اس نے دروازہ کو تیزی سے ہلایا جس سے وہ کھل گیا۔

"یا اللہ خیر۔۔۔" دونوں تیزی سے اندر بھاگیں۔

"پھوپھو۔۔۔ کیا ہوا آپکو؟؟ تابینہ پھوپھو۔۔۔" مہر فوراً سے آگے بڑھی جبکہ وہ اٹھنے کی بمشکل ہی کوشش کر پائی تھیں۔

جنت نے ہاتھ میں موجود مٹھائی کا ڈبہ میز کی سائیڈ پر رکھا اور فوراً سے ان کو تھاما۔

"خالہ آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟؟ جنت بولی۔

ہاں بیٹا۔۔۔ جسم دکھ رہا ہے۔۔۔" وہ درد کا اظہار کرتے ہوئے بولیں۔

"پھوپھو۔۔۔" مہر کی آنکھیں بھر آئیں۔

"تم لوگوں کو کسی نے دیکھا تو نہیں یہاں آتے ہوئے؟؟" وہ فکر مندی سے بولیں۔

"نہیں خالہ۔۔۔اور آپ فکر نہ کریں۔۔۔۔کسی کی۔۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔۔" اس نے انہیں بستر پر لٹایا اور ان کو دباتے ہوئے بولی۔

"تم پھوپھو کے پاس بیٹھو۔۔میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔۔۔ابھی پھوپھو آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔" وہ اٹھی اور اپنی شال اوڑھتے ہوئے کمرے کے دوسرے حصے میں چلی گئی۔آگ جلانے لگی تو پتہ چلا سلنڈر میں گیس ہی ختم ہے۔۔"

"پچھلی دفعہ بھی آپ سے کہا تھا کہ ابو کو پیغام بجھوائیں۔۔کم از کم یہاں گیس اور بجلی کا کنیکشن تو لگوا کر دیں ناں؟؟ ایسے تھوڑی ناں ہوتا ہے پوپھو۔۔" اسکی آواز میں لغزش تھی۔

"میری بچی۔۔ فکر کیوں کرتی ہو؟؟ تمہاری پوپھو۔۔جینا سیکھ گئی ہے یہاں۔۔ اور ویسے بھی۔۔ سزامیں عیش و آرام تھوڑی ملتے ہیں؟؟" انکی خشک آنکھیں رونے کے لیئے بے تاب تھیں۔

"پوپھو۔۔کم از کم۔۔اپنے لوگ تو ایسا نہیں کرتے۔۔آخر اتنا بھی کیا ہو گیا جو آپ کو معاف نہیں کر سکتے؟؟ محبت ہی کی تھی نا آپ نے۔۔ کون سا گناہ کیا تھا؟؟"

مہر خود پہ قابو نہ رکھ سکی۔جنت کے اشارۃً منع کرنے کے باوجود بھی وہ بے ضبط بولتی چلی گئی۔بناء یہ دیکھے کہ اسکی باتیں تابینہ کو کتنا دکھ دے رہی ہیں۔

"خالہ۔۔ یہ تو بس۔۔ایسے ہی۔۔ آپ بتائیے۔۔کیا کرتی ہیں آپ سارا دن؟؟" جنت انکا سر دباتے ہوئے سوالیہ بولی۔ گویا اس نے بات کا رخ بدلا۔

"کھانا کیسے بناتی ہیں؟؟"

"یہ کچھ بھنے ہوئے چنے ہیں۔۔۔انہی سے گزارا ہو جاتا ہے۔۔۔" وہ چنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان دونوں سے بولیں۔

"مگر کھانا؟؟" جنت حیرت سے بولی۔

"باہر سے لکڑیاں لے آتی ہوں۔۔۔انکو جلا کر کچھ گزاراہ ہو ہی جاتا ہے۔۔۔" وہ کھانستے ہوئے بولیں۔

"اور جو راشن اماں بی بھجواتی ہیں وہ؟؟" جنت نے ہڑبڑا کر پوچھا۔

"ہاں۔۔یہ سب پڑا ہے۔۔مہینے کا اینڈ ہے ناں۔۔سب ختم ہو گیا۔۔"

"بچوں کو بھی ساتھ میں کھلاتی ہوں گی ناں؟؟" وہ سمجھ گئی تھی کہ کیسے اتنی جلدی راشن ختم ہو جاتا ہو گا۔

ایک اکیلی بندی آخر کیسے چار بندوں کا راشن استعمال کر سکتی ہے۔یہ بات بلاشبہ قابل غور تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بیٹی۔۔ پیٹ بھرنے کے لیئے کہاں کھاتی ہوں۔۔۔اتنا کھاتی ہوں کہ زندہ رہ سکوں۔۔" لاچاری اور بے بسی انکے چہرے پہ واضح تھی۔

"پھوپھو۔۔" مہر رو دی۔

وہ خود کو بمشکل ہی ضبط کر پائی تھی۔

"میں آتی ہوں لکڑیاں لے کر۔۔۔"اسی اثناء اس نے میں کمرے کا دروازہ کھولا اور باہر لکڑیاں اکھٹی کرنے چلی گئی جو کہ حویلی کے دوسری سائیڈ پہ فارم ہاؤس میں تھیں۔

"مہر۔۔بیٹا۔۔رہنے دو۔۔۔" وہ بولیں جبکہ مہر جا چکی تھی۔

"خالہ۔۔۔دیکھئیے ذرا اپنا حال۔۔۔پلیز خالہ اپنی ضد چھوڑ دیں۔۔۔جیسے اماں بی کہتی ہیں ویسے ہی کر لیں۔۔۔پلیز خالہ۔۔۔" وہ ان کا سر دباتے ہوئے بولی۔

"کوئی ضد تو کبھی تھی ہی نہیں میری۔۔۔" وہ دکھ کے مارے ہنس پڑیں جس پر جنت نے انہیں دکھ سے دیکھا۔

"ارے مہر۔۔۔میں ابھی ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔۔رہنے دو یہ سب۔۔۔" مہر کو کمرے میں لکڑیاں لے آتے دیکھ کر وہ بولیں۔

Clubb of Quality Content

”جی۔۔وہ تو مجھے پتہ ہے۔۔۔آپ ٹھیک ہو جائیں گی مگر۔۔۔میرے ہاتھ سے بنی چائے پی کر۔۔۔“ وہ انہیں ہنسانے کی کوشش کرنے لگی کیونکہ پہلے وہ انہیں اپنے منہ سے نکلی ہوئی بات سے بہت تکلیف پہنچا چکی تھی۔

”سر میں درد ٹھیک ہوا کچھ ؟؟“ جنت نے کچھ پڑھ کر پھونکا اور پھر ان سے بولی۔

”ہاں۔۔۔کچھ بہتر ہوا۔۔۔تم لوگ سناؤ۔۔۔گھر میں سب کیسے ہیں ؟؟بھائی؟؟بھابھی؟ سب ٹھیک تو ہیں ناں!“

”جی۔۔۔۔پھوپھو۔۔۔آپ کی حالت خراب کرنے والے خوب مزے میں ہیں۔۔۔“ مہر دانت پیستے ہوئے بولی۔

وہ باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ چائے بنانے میں بھی مصروف تھی۔

”بیٹی۔۔۔ایسا نہیں کہتے۔۔بھلا۔۔۔بھائی اور بھابھی۔۔۔ان لوگوں کا کیا قصور ہے۔۔۔“ وہ اسے سمجھانے لگیں۔

”اب۔۔۔بس رہنے دیں آپ۔۔۔۔“ وہ چائے کپوں میں ڈالنے لگی۔اور ٹرے میں کپ رکھتے ہوئے ان کے قریب میز پر ٹرے کو رکھا۔

"لیجیئے۔۔ دوا۔۔" اسکے پاس پڑے میز پر سے دوا کے پیکٹ میں سے اس نے سر درد کی گولی نکالی۔انہوں نے اس سے دوا لی اور مزید سیدھی ہو کر ٹیک لگائی اور ساتھ ہی ساتھ چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑا۔

"اوہ! ہو۔۔۔یہ مٹھائی تو لی ہی نہیں آپ نے۔۔۔" مہر نے پاس پڑے میز پر مٹھائی کا ڈبہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہ کس لیئے؟؟" وہ دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے بولیں۔

"جینی کی منگنی ہو گئی ہے ناں پھوپھو۔۔۔" وہ اسکی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر ان سے بولی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔مبارک ہو بھئی۔۔۔" وہ مٹھائی کا تھوڑا سا ٹکڑا لیے ہی بولیں۔

"کہاں ہوئی؟؟ کیا کرتا ہے لڑکا؟؟" وہ تجسس سے بولیں۔

اپنا ٹکسٹائل کا بزنس ہے۔۔۔یہاں بھی اور لندن میں کاسمیٹکس کا بزنس۔۔مزید یہ کہ آئی ٹی انجینئیر ہے۔۔اور نام۔۔۔نام تو موصوف کا جہانگیر ہے۔۔۔۔جہانگیر ہارون خان۔۔۔" مہر نے لمبی تمہید باندھی اور پھر شرارتی انداز سے مکرا دی جس پر جنت ہولے سے مسکرائی۔

''بیٹی۔۔۔یہ کاروبار وغیرہ سے تو گھر نہیں بستے۔۔۔یہ بتاؤ اچھے گھر کا ہے ناں؟؟'' وہ فکر مندی سے بولیں۔

''جی پھوپھو۔۔۔جی۔۔۔پٹھان خاندان ہے۔۔ بات اور وعدے کے پکے لوگ۔۔۔'' وہ چنچل انداز سے بولی۔

''پٹھان۔۔'' جینی زیر لب طنزیہ مسکرائی۔

''ہنسی کیوں؟؟'' مہر نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

''نہیں۔۔کچھ نہیں۔۔''

''پوپھو۔۔دیکھا آپ نے؟؟ یہ ایسے ہی کرتی ہے۔۔بس اماں بی کے سامنے بولتی بند ہو جاتی ہے اسکی۔۔'' تابینہ ان دونوں کے مابین ہونے والی عام سی لڑائی سے محظوظ ہو رہی تھی۔

''مہر۔۔پٹھان تو ابا بھی تھے ناں؟؟''پوچھا تک نہیں میرا۔۔ امی کے جانے کے بعد مجھے یہاں چھوڑ دیا اور خود پتہ نہیں لندن میں کہاں غائب۔۔'' آخر وہ سنجیدہ ہوئی۔

''اوہ۔۔ہو۔۔ جنت۔۔بیٹی۔۔ ان سے بارہا رابطہ کرنے کی کوشش کی۔۔لیکن انکی پوسٹنگ دوسرے شہر میں ہو گئی تھی۔۔اور ان دنوں تو کال بھی بمشکل ملتی تھی باہر۔۔تم اپنا دل چھوٹا نہ کرو۔۔بھائی صاحب بہت اچھے اور نیک انسان ہیں۔۔ لگتا ہے انہیں تمہاری پیدائش کا علم نہیں۔۔'' تابینہ نے اسے سمجھایا۔

”اے۔۔لو۔۔۔ کیسے ابا ہیں؟ بیٹی کا اتا پتہ ہی نہیں۔۔۔“ اس نے خود کو نارمل کیا اور بات کو مذاق میں اڑا دیا تا کہ وہ جتنا وقت بھی تابینہ کے پاس ہیں، اسے خوشی دے کر جائیں، آبدیدہ کر کے نہ جائیں۔

”تم خوش تو ہو ناں جینی۔۔۔“ اسے ہنستا دیکھ کر وہ اسکی طرف متوجہ ہوئیں۔

”جی۔۔خالہ۔۔۔بہت خوش ہوں۔۔۔“ وہ سرد لہجہ میں بولی اور مسکرا دی۔

”مہر۔۔۔اصولاً تو گھر والوں کو تمھارے بارے میں پہلے سوچنا چاہیئے تھا۔۔۔آخر کو تم بڑی ہو جینی سے۔۔۔“

”پھوپھو۔۔۔میں نہیں چاہتی کہ یہ لوگ میرے ساتھ آپکے جیسا سلوک کریں۔۔“ وہ گہری نظر سے انہیں دیکھ کر بولی۔

”اللہ خیر کرے گا بیٹی۔۔۔“ وہ تسلی سے بولیں اور پھر بات کا رخ بدلنے لگیں۔

”جنت۔۔۔بیٹی۔۔۔تم خوش تو ہو ناں؟؟ اتنی اداسی کیوں ہے تمھارے چہرے پر۔۔۔؟؟“ وہ مسکرا تو رہی تھی مگر تابینہ اسکے چہرے پہ پھیلی اداسی کو محسوس کر گئی تھی۔

”میں خوش ہوں بہت۔۔۔کیونکہ اماں بی خوش ہیں۔۔۔“ اس نے آنکھوں میں آئے چند موتیوں کو تیزی سے صاف کیا۔

''ان کی خوشی کی خاطر ہی یہاں ہوں۔۔۔ سگی ماں ہو کر بھی انہوں نے میری خوشیوں کا گلہ گھونٹ دیا۔۔میری ایک بات نہ سنی۔۔''

''خالہ۔۔۔تو آپ چھوڑ دیں ناں ضد۔۔۔پلیز۔۔۔دل سال سے آپ یہاں ہیں۔۔۔اب بس۔۔۔۔پلیز خالہ۔۔۔'' وہ منت سماجت کرنے لگی۔

''جینی۔۔۔میری کوئی ضد نہیں تھی۔۔۔وہ مجھے جہاں کہتیں میں شادی کر لیتی۔۔۔ مگر انہو ں نے تو۔۔۔'' وہ بات کرتے کرتے رو دیں۔

''پھوپھو۔۔۔خالہ۔۔۔'' دونوں فوراََ اُٹھیں۔

''خالہ میں آپکو ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی مگر۔۔۔آپ کی یہ حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔۔۔'' وہ غمگساری سے بولی۔

''پھوپھو۔۔۔آخر ہوا کیا تھا؟؟ کچھ تو بتائیں۔آپ راحت انکل کے لیے ضد لگائے نہیں بیٹھی یہاں۔۔۔تو پھر کیوں ہیں آپ یہاں؟؟ پاگل ہو جائیں گی اسطرح تو آپ۔۔۔یہ اندھیرا کمرا کس قدر خوف دلاتا ہو گا شام کے پہر۔۔۔'' وہ کمرے کی حالت دیکھ کر بولی۔

''بہت سی باتیں انسان دل میں دفن رکھے تو ہی جیا جاتا ہے۔۔۔باتیں نگلنے میں ہی سکون ہے۔۔۔ورنہ اگلنے سے رشتوں میں زہر اور دراڑیں مزید پیدا ہو جاتی ہیں۔۔۔'' تابینہ سرد مہری سے بولی۔

''اچھا تم لوگ جاؤ۔۔اس سے پہلے کوئی آجائے یہاں۔۔۔'' وہ فوراََ سے بولیں کیونکہ سورج ڈھل چکا تھا اور سپارہ پڑھنے والے بچوں کے آنے کا ٹائم ہو رہا تھا۔

''اچھا۔۔ٹھیک ہے۔۔۔مگر وعدہ کریں کہ اپنا خیال رکھیں گی آپ۔۔۔۔'' جینی بولی۔

''اور ہاں۔۔۔یہ لیجیئے آپکی دوا۔۔۔جب بھی درد ہو تو لے لیجیئے گا۔۔۔ہم جلد آئیں گے ملنے۔۔۔'' مہر نے اپنے بیگ سے دوا نکالی اور انہیں میڈیسن دیتے ہوئے بولی جبکہ تابینہ دونوں کو جاتا ہوا دیکھ کر ہولے سے مسکرائی اور ساتھ ہی دو چار آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔چاہنے کے باوجود بھی وہ ضبط نہ کر سکی۔

☆☆☆☆☆☆☆

''کہاں گئیں تھیں تم دونوں؟؟'' اماں بی دروازے پر نظریں جمائے ہوئے تھیں۔ان کا دیکھنا ہی دونوں کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر لاؤنج میں داخل ہوئیں۔وہ سمجھ چکی تھیں کہ اب ان کی خیر نہیں۔

''اماں بی۔۔۔ہم دونوں۔۔۔وہ۔۔باہر۔۔۔کچھ دیر کے لیے واک کرنے۔۔۔'' مہر رک رک کر بولی جس پر اماں بی نے مزید تفتیش کی۔

"اس وقت۔۔اور واک۔۔۔ مغرب ہونے کو ہے۔۔۔اتنی بار کہا ہے رات کے وقت فارم ہاؤس یا باغیچہ تک بھی نہ جایا کرو۔۔۔" وہ سخت مزاجی سے بولیں۔

"اماں بی۔۔میں نے ہی اسے کہا تھا جانے کے لیے۔۔" جینی فوراََ سے بولی، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اپنا نام لیتے ہی وہ بات کو اگنور کر دیں گی۔

"بہر حال۔۔۔آئندہ خیال رکھنا تم دونوں۔۔۔اچھا۔۔اب جاؤ یہاں سے۔۔۔" وہ انہیں سمجھاتے ہوئے بولیں۔

"جی۔۔" دونوں سہمتے ہوئے بولیں۔

کچن میں آتے ہی دونوں نے پانی پیا اور سانس بحال کرنے لگیں۔

"بچ گئے آج۔۔ شکر ہے۔۔" جینی نے سکون کا سانس لیا۔

"کیا ہوا؟؟ کوئی مسئلہ ہے کیا؟؟ زیبا کے کان میں اسکی آواز پڑی۔

"مسئلہ۔۔ن۔۔ نہیں تو۔ بھلا مسئلہ کیا ہو گا امی؟؟" مہر ہکلاتے ہوئے بولی۔

"ہیں ناں۔۔ جینی۔۔؟"

جنت نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو یہ بچ گئی کا کیا مطلب ہوا۔۔" وہ کھانا بناتے ہوئے بولیں اور ساتھ ساتھ کباب فرائی کرنے لگیں۔

”وہ۔۔ہاں۔۔ کھانا بنانے سے بچ گئی۔۔یہی مطلب ہوگا جینی کا۔۔ خیر۔۔امی۔۔کیا کر رہی ہیں آپ؟ “

”کچھ نہیں۔۔۔بس تکے بنا رہی ہوں۔۔۔ تمھارا انتظار کرتے کرتے تو تھک گئی میں آج۔۔۔کہاں چلی گئی تھی؟؟ “

”کہیں نہیں۔۔یہیں تھی۔۔۔۔بس ذرا واک کرنے۔۔۔ چلیئے پیچھے ہٹیں۔۔۔میں کر لیتی ہوں باقی سارا کام۔۔۔“ وہ رک رک کر بولی۔

”سلام۔۔۔ ممانی جان۔۔۔“ جینی نے آداب سے کہا۔

”وعلیکم السلام۔۔۔“ انہوں نے اسکے چہرے پر نظر دوڑائی۔اور پھر اسکے ہاتھ کو دیکھا۔

”یہ تمھاری انگوٹھی کہاں ہے؟؟“ وہ حیرت سے بولیں جس پر مہر نے تعجب سے اپنی ماں کو دیکھا۔اسکا بس چلتا تو ضرور ان سے یہ کہہ دیتی کہ یہ کن باتوں میں پڑ گئیں آپ؟ مگر اس نے خاموشی سے تکے بنانے کو ہی غنیمت جانا۔

”ممانی جان۔۔۔کمرے میں۔۔۔دراز میں رکھی ہے۔۔“ وہ سادگی سے بولی۔

”دراز میں؟؟ ارے پاگل تمھاری ہوئی ہے۔۔دراز کی تھوڑی ناں۔۔“ وہ اسکے سر پر ہلکی سی جنبش دیتے ہوئے کھلکھلائیں،جس پر وہ کنفیوز ہوئی۔

”امی۔۔۔ضروری تو نہیں ناں!“ آخر مہر فوراً اسے بولی۔

”اب اس انگوٹھی کو پہننے سے کیا ہو گا بھلا؟؟ منگنی تو ہو گئی ہے ناں!“

”تم نہیں سمجھو گی۔۔۔“ وہ ہنس دیں۔

”کم از کم۔۔۔اب انگوٹھی کو دیکھ کر کوئی اس کے بارے میں تو نہیں سوچے گا ناں!“ وہ چھپے لفظوں میں بولیں جسے جینی سمجھ چکی تھی کہ وہ شاویز کی ہی بات کر رہی ہیں۔

”کوئی نہیں سوچتا امی۔۔۔یہ لیجیئے۔۔۔تکے۔۔۔کھائیے۔۔۔اور بتائیے۔۔۔کیسے بنے؟؟“ وہ بات سمجھ چکی تھی اسی لیے موضوع بدلنے کی کوشش کرنے لگی۔

”تم بھی لو ناں!“ اس نے جینی کو بھی کہا۔

”نہیں۔۔ابھی دل نہیں۔۔۔میں کمرے میں جا رہی ہوں۔۔۔پلیز کافی لے آنا مہر۔۔“ وہ خود کا موڈ نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی اور پھر وہاں سے چلی گئی۔

”امی۔۔۔کیوں باتوں باتوں میں طنز کرتی ہیں آپ؟؟“ مہر نے زچ ہو کر کہا اور ساتھ ساتھ کافی بنانے لگی۔

”طنز کہاں؟؟ ٹھیک ہی تو کہا ہے۔۔۔اب دیکھو۔۔۔ تمھارا رشتہ دیکھنے اگر کوئی آئے تو اس کو پسند کر لیں تو پھر؟؟ کم از کم انگوٹھی ہو گی تو ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت تو نہیں پڑے گی۔“

”امی۔۔بس کیجیے۔۔۔خدا کا نام ہے۔۔۔پلیز۔۔۔“ وہ ان کی بات سن کر اکتا سی گئی۔

”میں اب اتنی بھی بری نہیں۔۔مجھے جو بھی دیکھنے آئے گا۔۔مجھے پسند کر کے ہی جائے گا۔۔“

☆☆☆☆☆☆

”سلام۔۔۔ ممانی جان۔۔۔“ وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے انہیں دیکھ کر بولی۔ جبکہ وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آرہی تھیں۔

وہ کچھ دیر کے لیئے انکا حال چال پوچھنے کے لیئے ان کے پاس کھڑی ہو گئی۔

”وعلیکم السلام۔۔ کیسی ہو جنت؟؟“ سامعیہ قدرے خوش دلی سے بولی۔

”جی ٹھیک ہوں۔۔۔اور آپ؟؟“ وہ رک رک کر بولی۔

”میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔“ وہ مسکرادیں اور مزید سیڑھیاں اترنے لگیں۔

اوپر جاتے جاتے وہ رکی اور پلٹ کر انکو پکارا۔

”ممانی جان۔۔۔۔“

”جی۔۔“ وہ رکیں۔

”آپ خفا تو نہیں مجھ سے؟؟“ وہ افسردگی سے بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

”ارے نہیں۔۔ میں جانتی ہوں بیٹی کہ تم مجبور ہو۔۔۔اور میں اپنی جگہ مجبور۔۔۔اور اگر میں یا تم کچھ بھی کہوں گی تو تابینہ جیسا حال شاید تمھارا یا پھر شاویز کا ہو۔۔“ وہ بس اتنا کہتے ہی سیڑھیاں اتریں اور وہاں سے چلی گئیں جبکہ جنت انہیں دیکھتی رہ گئی۔

وہ دونوں یہ تو جانتی تھیں کہ تابینہ کا جرم محبت ہے مگر یہ نہیں جانتی تھیں کہ آخر اس قدر برا سلوک ان کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے؟؟؟

سامعیہ کے منہ سے نکلنے والی بات سے اسکا دماغ بالکل ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

”یہ لو۔۔ گرما گرم کافی۔۔۔“ مہر نے ٹرے کو میز پر رکھا اور چنچل انداز میں بولی۔

”تھینکس۔۔۔“ وہ خاموشی سے کپ اٹھاتے ہوئے آہستگی سے بولی۔

”مہر۔۔۔آخر تابینہ پھوپھو کے ساتھ کیا ہوا تھا؟؟“ جنت کشمکش میں مبتلا ہوئی۔

”کچھ پتہ نہیں۔۔۔کوئی بتاتا ہی نہیں۔۔۔ جس سے پوچھو۔۔۔ڈانٹ ہی پڑتی ہے۔۔۔۔“ وہ رونی صورت بنا کر بولی۔

”مہر۔۔۔سامعیہ ممانی جان کو سب پتہ ہے۔۔۔انہوں نے آج بہت عجیب بات کہی کہ اگر میں کچھ کہوں گی تو میرا یا شاید شاویز کا حال بھی تابینہ پھوپھو جیسا ہو گا۔“

"سامعیہ تائی جان ہمیں تھوڑی نا بتائیں گی۔۔۔؟ یہ محبت ہی ہے کمبخت جس نے ان کا یہ حال کر دیا۔۔" مہر نے پورے وثوق سے کہا۔

"محبت کو کمبخت نہ کہو یار۔۔" وہ جھٹ سے بولی تو مہر کو اسکے انداز پہ پیار آ گیا۔

"یہ تو بے حد خوبصورت جذبہ ہے۔۔۔ جسے بے حس لوگ کبھی محسوس نہیں کر سکتے۔۔"

وہ اسکی طرف دیکھ کر سکون سے مسکرائی اور پھر بولی۔

"میری جان۔۔اللہ کرے یہ محبت خوش بخت ثابت ہو تمہارے لیئے۔۔۔"

"مہر۔۔۔ مگر۔۔۔اسکی سزا اتنی کیوں؟؟" وہ رونے والا منہ بنا کر بولی۔

"آج خالہ کو دیکھ کر میرا دل رو رہا ہے۔۔۔ کس قدر اندھیرا ہو گیا ہو گا نا ان کے کوارٹر میں؟؟"

"ہاں۔۔اور کچھ کھانے پینے کو بھی نہیں۔۔" مہر نے بچوں کی طرح کہا۔

"کیوں ناں! ہم کل صبح ان کے لیے کچھ چیزیں لے جائیں اور روشنی کے لیئے بھی کچھ؟؟"

"کل۔۔۔ صبح صبح؟؟" وہ گہری سوچ میں مبتلا ہوئی۔

"مگر لے کر کیا جائیں گے؟؟" جنت سوالیہ بولی۔

"تم فکر نہ کرو۔۔۔۔سب مینیج ہو جائے گا۔۔" مہر نے اسے تسلی دی۔

"ٹھیک ہے۔۔" وہ کافی کے کپ کو منہ لگاتے ہوئے الگ سوچ میں مبتلا ہوئی۔

''مہر۔۔ سجیل سے پوچھو ناں۔۔ راحت انکل نے اسے تو کچھ بتایا ہی ہو گا۔۔۔؟''

''تمھیں کیا لگتا ہے ؟؟؟میں نے نہیں پوچھا کبھی ؟؟بہت بار پوچھا ہے۔۔۔بہت با ر۔۔۔ مگر وہ بھی نہیں جانتا کہ آخر ہوا کیا تھا۔۔۔!بس اتنا جانتا ہے جتنا کہ ہم۔۔۔'' مہر گہر ے تاثر سے بولی۔

''مگر مہر۔۔اس سب میں قید کہاں آ جاتی ہے ؟؟اور پھر ہم سے کیوں چھپایا کہ وہ زندہ ہیں؟؟ ہمیں کیوں سب نے یہی کہا کہ وہ اس دنیا میں نہیں ؟؟'' جنت نے سوالوں پر سوال کیے۔

''جنت۔۔ریلیکس۔۔۔میں بھی اتنا ہی دکھی ہوں ان کی حالت کو دیکھ کر جتنا کہ تم۔۔۔اب ہمیں ہی ان کے لیے کچھ کرنا ہے۔۔۔'' مہر نے پورے یقین سے کہا۔

''ہاں۔۔'' دروازے پر دستک محسوس ہوتے دیکھ کر دونوں خاموش ہوئیں۔

''کھانا لگ گیا ہے آ جائیں آپی۔۔۔'' ایمل اور سدرہ کمرے میں آ موجود ہوئیں۔

''اچھا۔۔آتے ہیں۔۔'' مہر فوراً بولی۔

''جینی۔۔۔اپنے ایکسپریشن ٹھیک کرو۔۔۔کسی کو شک نہ ہو ہم پہ۔۔۔اسپیشلی اماں بی۔۔۔پتہ ہے نا انکا۔۔ابھی ہمیں روک کر کیسے چھان بین کر رہی تھیں۔۔دونوں کے جاتے ہی وہ اٹھی اور جنت سے بولی جبکہ جنت نے اپنا تاثر بدلا اور نیم سا مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"سجیل پلیز۔۔۔کچھ تو پتہ چلے۔۔۔آخر وجہ کیا ہے؟؟" مہر فون پر اس سے سوالیہ بولی۔

"ریلیکس۔۔۔یار۔۔۔کوشش کرتا ہوں۔۔۔پوچھتا ہوں

بھائی سے۔۔۔مگر مجھے نہیں لگتا کہ۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکا۔

"مگر مجھے ہر حال میں جاننا ہے۔۔۔وجہ جانے بنا آخر کیسے ہم ان دونوں کے لیے کچھ کر سکتے ہیں؟؟" وہ اہم مسئلے پر آئی۔

"ہاں۔۔جانتا ہوں۔۔" وہ سادگی سے بولا۔

"اچھا صبح بات ہو گی۔۔۔ابھی بھائی بلا رہے ہیں۔۔۔"

"جی۔۔۔بھائی۔۔۔آیا۔۔۔" وہ فون رکھتے ہوئے ان کے کمرے کی طرف گیا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"جی بھائی۔۔"

وہ کتاب ہاتھ میں لیئے کرسی پہ بیٹھے۔

"کس سے بات کر رہے تھے؟؟؟" مطالعے کی غرض سے انہوں نے اپنا چشمہ آنکھوں پہ ٹکایا اور تھوڑا سیدھا ہو کر بیٹھے۔

"وہ۔۔۔ایک دوست کا فون تھا۔۔۔اچھا۔۔۔چھوڑیئے کھانا لگوادوں؟؟آجایئے۔"

"نہیں۔۔ابھی دل نہیں۔۔۔" انہوں نے کتاب سے نظر ہٹا کر اس سے کہا اور دوبارہ کتاب پڑھنے میں مگن ہو گئے۔

انکا سفید شفاف چہرہ ہمیشہ کی طرح چمک رہا تھا جسے دیکھ کر کبھی یہ گمان نہیں ہوتا تھا کہ راحت جیسا انسان کسی گناہ کا ارتکاب کر سکتا ہے یا اسکا ماضی داغ دار رہا ہو گا۔

"اچھا۔۔۔" وہ ان کی کیفیت کو سمجھتے ہوئے بولا۔

"سجیل۔۔۔ صبح فیصل آباد چلے جانا۔۔۔۔۔وہاں کے برینڈ مینیجر کے ساتھ میٹنگ۔۔۔" وہ ایک اہم بات سے اسے آگاہ کرتے ہوئے بولی۔

"اور آپ نہیں جائیں گے؟؟؟"

"نہیں۔۔کچھ طبعیت ٹھیک نہیں۔۔۔چائے بھجوادو۔۔۔"

"جی۔۔۔" سجیل نے اسکی حالت کا بغور جائزہ اور پھر خاموشی سے کچھ بھی پوچھے بناء ہی وہاں سے چلا گیا۔

وہ جانتا تھا کہ سات مئی کو انکی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے۔انکے ساتھ بیتا ماضی کا بھیانک دور انہیں کسی صورت سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔راحت کی ہمیشہ کوشش ہوتی تھی کہ وہ سات مئی کی رات سوئے نہیں۔۔اگر بستر پہ لیٹ بھی جاتے تو آنکھیں بند کرتے ہوئے خود

ہی سے ڈر جاتے تھے۔ اسی لیئے اس دن وہ راکنگ چیئر پہ بیٹھ کر کتاب کا مطالعہ کرنے میں ہی اپنی رات گزار دیا کرتے تھے۔ کئی بار سجیل نے ان سے پوچھنا چاہا مگر انہوں نے اسے کبھی اپنے راز میں شریک نہیں کیا۔ انہیں کبھی وہ بات تک پتہ نہ لگنے دی جو جاننا اسکے لیئے بہت اہم تھا۔

☆

☆☆☆☆☆☆

گھپ اندھیرے میں شمع جلائے ہوئے تابینہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ زندگی میں نجا نے اس نے کیا کچھ کھویا تھا اب تک وہ سب کچھ بھول چکی تھی مگر جب کبھی مہر اور جنت ملنے آ تیں تو اس کے پرانے زخم بھی تازہ ہو جاتے تھے۔۔۔ شدید سردی میں جلائی گئی شمع اور اس میں سے نکلنے والے آگ کے شرارے اسے بہت گرم محسوس ہونے لگے۔

"کیسے میں ان بچیوں کو سب بتا دوں؟؟ میں نہیں چاہتی کہ مجھ سے نفرت کرنے لگیں۔۔۔ جیسے اماں بی کرتی ہیں۔۔۔ مگر۔۔۔ مجھ سے نفرت کیوں؟؟" وہ اپنے ہی کیے گئے اندازوں سے چونکیں اور خود سے سوالیہ بولیں۔

"میں نے تو ہمیشہ اماں بی کا ہر فیصلہ مانا۔۔۔ خوشی خوشی اپنی محبت کو بھی قربان کر دیا مگر انہوں نے کیا کیا؟؟؟" وہ خود سے سوالیہ بولی۔

دیوار پہ لگے کیلنڈر پہ تاریخ بدلتے وہ ماضی کے پس منظر میں کھو سی گئیں۔

"آپ کہیں گی کہ راحت کو بھول جاؤں۔۔۔تو میں بھول جاؤں گی۔۔۔۔۔کسی اور کو بھی اپنالوں گی۔۔۔مگر مجھ پر یہ الزام تو نہ لگائیں۔۔۔" وہ اماں بی کے سامنے روتے ہوئے بولی۔

سر پر دوپٹہ اوڑھے سیاہ لباس میں ملبوس تابینہ زار و قطار روئے جا رہی تھی مگر اماں بی تھیں کہ ٹس سے مس نہ ہوئیں۔

"اماں بی۔۔۔کچھ تو بولیئے۔۔۔میں اور راحت بے قصور ہیں۔۔۔دیکھیں کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے۔۔۔ایک دفعہ ہماری بات سن لیں پلیز۔۔اماں بی ایک حادثہ تھا وہ۔۔۔" ابھی وہ اپنی بات مکمل ہی کرنے والی تھی کہ اماں بی زوردار آواز میں گونجیں۔

جس پر ندیم، نعیم اور ان کی بیویاں کانپ گئیں۔

"بند کرو اپنی بکواس۔۔۔تم دونوں نے جو خاک ہمارے سروں پر ڈالی ہے، کافی ہے۔۔۔اور اب۔۔۔قصور بھی تسلیم نہیں کر رہے تم لوگ۔۔۔اور تم راحت۔۔۔" وہ راحت کی طرف متوجہ ہوئیں، جو نظریں جھکائے آنسو بہا رہا تھا۔

"تمھیں تو اپنے گھر کا فرد ہی سمجھا تھا ہم نے اور تم نے ہماری عزت کی حفاظت کرنے کی بجائے۔۔۔اسکے ساتھ کھیلا۔۔۔" وہ گونجدار آواز میں بولیں۔

"اماں بی۔۔آپ بے شک اصطبل کے چچا الا ؤ دین سے پوچھ لیں۔۔۔ ایسا ویسا کچھ نہیں ہوا کل رات۔۔۔" انہوں نے تھوڑی سی ہمت پیدا کی اور اپنی صفائی میں کچھ بولنا چاہا۔"

"اور جو کل رات لوگوں نے دیکھا۔۔وہ سب؟؟ شکر ہے بات پھیلی نہیں۔۔ اور اب تم کیا چاہتے ہو۔۔اس انسان کو بلا کر گواہی لوں؟؟ جس نے تم دونوں کو گناہ کرتے دیکھا۔کیسے اس ملازم سے نظریں ملا سکیں گے ہم۔۔" وہ خونخوار لہجہ میں بول رہی تھیں۔

اپنی بدنامی کے خوف سے انہوں نے راتوں رات ہی چچا الاؤدین کو نوکری سے فارغ کر دیا تھا، کہ کہیں وہ اس بات کو پھیلا نہ دے۔

"اللہ کی قسم۔۔۔اماں بی۔۔۔" وہ تیزی سے سر اٹھاتے ہوئے بولے جس پر تابینہ نے تھوڑی سی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور نظریں جھکا لیں۔

"میں نے اور تابینہ نے محبت کے علاوہ اور کوئی گناہ نہیں کیا۔۔۔میں انہیں اپنی شریک حیات بنانا چاہتا ہوں۔۔۔" وہ اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"سوچنا بھی نہ کبھی۔۔۔اور اب تم اپنی منحوس شکل لے کر دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔اس سے پہلے کہ تمھیں دھکے دے کر نکالا جائے۔۔۔جاؤ۔دفع ہو جاؤ۔۔۔" وہ لاٹھی سے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اونچی آواز سے بولیں۔

راحت نے نظر اٹھا کر تابینہ کو دیکھا اور اشارۃً اسے اپنا ساتھ دینے کی التجا کی مگر وہ تھی کہ اماں بی سے رحم کی بھیک ہی مانگتی رہی۔

''اب اسے ٹکر ٹکر کیا دیکھ رہے ہو؟؟ کیا تابینہ تم اس کے ساتھ جانا چاہتی ہو؟؟ بولو؟؟؟''

''میرا ان کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔۔۔'' راحت جو اسکی طرف سے مثبت جواب کے انتظار کی امید لگائے تھا اسکی بات پہ ششدر رہ گیا۔

وہ اس سے نظریں چراتے ہوئے ذرا سسکی لے کر بولی تھی۔

''سن لیا؟؟ اب جاؤ یہاں سے تم۔۔'' اماں بی اس پہ شیر کی طرح دھاڑی تھیں کہ وہاں موجود سب سہم گئے سوائے راحت کے۔۔ اسکے ذہن میں تو تابینہ کی کہی بات ہی گھوم رہی تھی۔

اس نے انتہائی لاچاری سے تابینہ کی طرف دیکھا جو بے بسی سے اس سے نظریں چرا رہی تھی۔ آخر اس نے خود کو ضبط کیا اور سے وہاں سے نکلنے کی کی۔

''اور تم۔۔۔ تیار رہنا۔۔۔ کل تمھارا نکاح ہے۔۔'' وہ اسے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے بولیں۔

''مگر اماں بی۔۔۔ کس سے؟؟'' ندیم صاحب بولے۔

''منشی کریم سے۔۔۔''

''منشی کریم؟؟'' وہ چونکے۔

''ہاں۔۔۔ہمارا وفادار ہے۔۔۔۔لے کر چلا جائے گا اسے اپنے گاؤں۔۔۔۔اور یاد رکھنا آج کے بعد ہم تمھارے لیے مر گئے اور تم ہمارے لیے۔۔۔۔'' وہ حقارت سے بولیں۔

''آپ جہاں چاہیں۔۔۔میری شادی کر دیں۔۔۔مگر۔۔۔مجھے ان گناؤنے الزاموں سے بری کر دیں۔۔۔پلیز۔۔۔'' وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔

''تابینہ۔۔'' سامعیہ آگے بڑھی جس پر اماں بی نے اسے گھورا۔

''لے جاؤ اسے۔۔اور رونا دھونا بند کرو۔۔۔۔اب مزید کسی قسم کی بے عزتی برداشت نہیں کروں گی میں سمجھی۔۔۔'' وہ دھمکاتے ہوئے بولیں۔

''اور آپ بھی سن لیجیئے۔۔۔نہیں کروں گی میں شادی جب تک مجھے اپنے الزاموں سے آپ بری نہ کر دیں۔۔'' وہ
آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے بغاوت پر اتر آئی۔

''تابینہ۔۔'' ندیم صاحب غصہ سے بولے۔ مگر اگلے ہی لمحے اسکی حالت کا بغور جائزہ لیتے ہوئے ذرا نرمی سے بولے۔

''بیٹا۔۔۔کچھ بھی برا نہیں ہو گا تمھارے ساتھ۔۔۔بھروسہ رکھو۔۔۔'' وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

Clubb of Quality Content

”بھائی۔۔کیا میں سوتیلی ہوں؟؟جو میرے ساتھ یہ سب ہو رہا ہے۔۔۔جو گناہ میں نے کیا ہی نہیں اسکا الزام کیوں؟؟کیوں کروں اسے قبول جو گناہ میں نے کیا ہی نہیں۔۔۔۔“ وہ ان کے سینے سے لگ کر رو دی۔

”ٹھیک ہے۔۔۔تو تمھاری یہاں پر کوئی جگہ نہیں۔۔۔ابھی اور اسی وقت چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔اور آج کے بعد ہم تمھارے لیے مر گئے اور تم ہمارے لیے۔۔۔یہ لو۔۔۔فارم ہاؤس کے کوارٹروں کی چابیاں۔۔اور آج کے بعد یہاں کی راہ مت دیکھنا۔۔۔“

”فارم ہاؤس؟؟ لیکن اماں بی وہاں تو کوئی سہولت موجود نہیں۔۔ گستاخی معاف۔۔لیکن یہ بہت زیادہ ہے۔۔بچی معافی مانگ تو۔۔“

”اب ندیم تم مجھے سمجھاؤ گے؟؟ “ انہوں نے غصہ سے انکی بات کاٹی۔

”شادی تو یہ نہیں کرے گی۔۔تو نہ کرے۔۔ہمیں بھی گناہ نہیں کمانا۔۔اس گناہ کی پوٹلی کو کسی کے سر سونپ کر۔۔ شکر کرے جان سے نہیں مارا اسے میں نے۔۔ اور رہی سہولت کی بات۔۔ تو گناہ کا ارتکاب کرتے اسے سوچ لینی چاہیئے تھی اسکی سزا۔۔۔ اسے معاف کر دیا تو تم دونوں کی اولادوں کو شے ملے گی۔۔۔“ وہ نعیم اور ندیم دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولیں۔

"لیکن۔۔اماں بی۔۔ سزا میں کچھ نرمی تو۔۔۔" آخر نعیم صاحب نے بولنے کی جسارت کی تو انہیں بھی انکی بلند آواز نے چپ کروا دیا۔

"ہر مہینے کے مہینے راشن پہنچا دیا کرنا اسے۔۔اور آج کے بعد کوئی اسکا ذکر نہیں کرے گا۔۔ہر پوچھنے والے کو یہی بتا دینا کہ مر گئی تابینہ۔۔۔" وہ جس مردانہ وجاہت سے بول رہی تھیں، سب حیران تھے مگر اپنے منہ سے ادا کیئے گئے آخری لفظوں پہ انکی زبان کانپ کر رہ گئی۔آخر ماں تھی۔کیسے اپنی اولاد کے لیئے یہ بول سکتی تھیں۔لیکن وہ اپنے اصولوں کے خول کو بھی کسی صورت ختم نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

انہوں نے اپنا فیصلہ سنایا اور لاؤنج سے کمرے میں آگئیں جبکہ سب ان کی بات سن کر چونک گئے مگر اب کی بار کوئی بھی ان کے آگے بولنے کی جرأت نہ کر سکا۔

تابینہ نے سب کی طرف دیکھا مگر سب کی نظروں میں مجبوری اور ان کا جھکا ہوا سر دیکھ کر اس نے زمین پر پڑی چابیوں کو اٹھایا جو اماں بی نے زمین پر پٹخی تھیں۔

"کاش 2005 میں سات مئی آیا ہی نا ہوتا۔۔کاش۔۔ میں گھڑسواری کے لیئے گئی نا ہوتی۔۔ یا سیکھتی ہی ناں۔۔۔" وہ خود کو سمجھاتے ہوئے تھک گئی تھی۔جانتی بھی تھی کہ ماضی کبھی بدل نہیں سکتا چاہے خود کو جتنا مرضی سمجھا لے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ خیال میں اس قدر مگن تھی کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ دروازے پر دستک ہو رہی ہے۔۔۔اچانک سوچتے سوچتے اسکا ہاتھ موم بتی پر جا لگا آگ کی تپش سے وہ تیزی سے اپنے خیال سے نکلی اور دستک کی آواز سنتے ہوئے دروازے کی طرف بھاگی۔

"کون؟؟" وہ ہولے سے بولی۔

"پھوپھو۔۔۔ہم ہیں۔۔" مہر ہولے سے بولی۔

"تم لوگ؟؟اس وقت؟؟" تابینہ نے دروازہ کھولا،اور انہیں سامنے پا کر چونکیں۔

"خالہ۔۔اندر تو آنے دیں۔۔۔" جینی ٹھنڈ سے کپکپاتی ہوئے بولی۔

"ہاں۔۔آؤ۔۔" وہ فوراً سے بولیں اور پھر دروازے کی کنڈی لگا دی۔

"سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔" وہ پریشان ہوئیں۔

"جی۔۔پھوپھو۔۔۔یہ لیجیئے۔۔۔" وہ شاپنگ بیگ انہیں دیتے ہوئے بولی۔

"یہ کیا؟؟" وہ حیران ہوئی۔

"خالہ۔۔کچھ چیزیں ہیں۔۔۔اور یہ پیسے۔۔" وہ روپے دیتے ہوئے بولی۔

"نہیں۔۔نہیں بیٹا۔۔۔مجھے تم لوگوں کی محبت چاہیے بس۔۔۔ یہ سب نہیں۔۔۔" وہ آنکھوں میں نمی لیے ہوئے بولیں۔

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

"پھوپھو۔۔۔پر اپر ڈائٹ نہ لینے سے ہی تو آپ بیمار ہیں۔۔۔اور پلیز اب انکار مت کیجیئے گا۔۔۔" مہر تیزی سے بولی۔

"بیٹا۔۔۔اچھا ٹھیک ہے۔۔۔لیکن یہ پیسے۔۔۔پیسے نہیں۔۔۔" وہ پیسے واپس کرتے ہوئے بولیں۔

"خالہ۔۔۔سلنڈر بھروانے کے لیئے کام آئیں گے۔۔۔" جینی بولی۔

"نہیں۔۔۔کل فیس آجائے گی بچوں کی۔۔۔" وہ نفی میں گردن ہلا کر بولیں۔

"اچھا۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔پھوپھو۔۔ہم پھر آئیں گے۔۔" مہر فوراً سے بولی اور پھر جینی سے بولی۔

"چلو۔۔۔جینی۔۔۔اس سے پہلے کوئی اٹھ جائے۔۔۔چلو۔۔" وہ تیزی سے بولی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر بولی۔

"دھیان سے جانا۔۔۔اور شکریہ بہت بہت۔۔" وہ دونوں کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے بولیں۔

دونوں کے جاتے ہی انہوں نے دروازے کو بند کیا اور مسکرا دیں۔

"سچ کہتے ہیں خون کے رشتوں میں احساس اور محبت ہوتی ہے۔۔" خوشی کے آنسوان کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"بھائی۔۔" سجیل ان کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے بولا جبکہ وہ گہری خاموشی لیے کتاب پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔

"بھائی۔۔۔" وہ ان کے قریب آکر بیٹھا اور دوبارہ بولا۔

"ہاں۔۔" انہوں نے تیزی سے کہا اور نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"بھائی مجھے کچھ بات کرنی تھی آپ سے۔۔" وہ رک رک کر بولا۔

"ہاں۔۔بولو۔۔۔" وہ نیم سا مسکرائے۔

"وہ بھائی۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکا۔

"کیا بات ہے سجیل؟؟؟" اسے پریشان دیکھتے ہوئے راحت نے کتاب بند کی اور اسکے قریب صوفے پر جا بیٹھے جہاں وہ براجمان تھا۔

"سب ٹھیک تو ہے ناں؟" وہ مزید سوالیہ انداز میں بولے۔

"میٹینگ میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا آج؟؟؟"

"نہیں بھائی۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔" وہ تسلی سے بولا۔

''تو پھر؟؟ تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو؟؟'' وہ ہنستے ہوئے سوالیہ بولے۔

''سنجیدہ تو آپ بھی ہیں۔۔۔'' وہ گہری نظر ان پر ڈالتے ہوئے بولا۔

''میری بات اور ہے۔۔۔اور ویسے بھی ہنس تو رہا ہوں۔۔۔'' انہوں نے تیزی سے اپنی بات بدلی۔

''بھائی۔۔یہ کوئی بات نہ ہوئی۔۔۔ہنس رہے ہیں یا جی بہلا رہے ہیں؟؟؟'' وہ گہرے انداز سے بولا۔

''کیا مطلب؟؟ سجیل؟؟ آج اس طرح سے کیوں بات کر رہے ہو تم؟؟'' وہ پریشان ہوتے ہوئے بولے۔

''بھائی۔۔ایک بات کا جواب دیں گے؟؟'' وہ سوالیہ بولا۔

''ہاں!! پوچھو۔۔۔'' وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوئے۔

''کیا آپ تابینہ آنٹی کو مس کرتے ہیں؟؟'' اس نے سادگی سے سوال کیا مگر تابینہ کا ذکر سنتے ہی وہ ایک عجیب و غریب کیفیت میں مبتلا ہوئے۔

وہ پھر سے بولا جب انکی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

''بتایئے ناں؟؟''

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ان کی آنکھیں پانی سے بھر چکی تھیں جسے انہوں نے عینک کو اتارتے ہوئے صاف کیا اور پھر بولے۔

''نہیں۔۔'' وہ نیم سا مسکرائے۔

''بھائی۔۔'' وہ ان کی حالت دیکھتے ہوئے دکھ سے بولا۔

''بھائی۔۔ خدا کا نام ہے۔۔۔ بس کر دیں۔۔ دیکھیئے ذرا خود کو۔۔۔ کم از کم۔۔۔ اب تو۔۔''

''سحبیل۔۔'' انہوں نے اسکی بات کاٹی۔

''جاؤ یہاں سے۔ مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔۔'' وہ اس کے قریب سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''ٹھیک ہے۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی۔''

''یہاں آپ اپنی ضد میں ہیں اور وہاں تابینہ آنٹی۔ جو کچھ وہ جھیل رہی ہیں اس سے بہتر ہے کہ وہ مر جائیں۔'' وہ انہیں طیش دلانے کی کوشش کرتا ہوا تیزی سے بولا۔

''سحبیل۔۔'' وہ گونجدار آواز میں بولے۔

اب کمرے میں دونوں کی آواز کی بجائے گہری خاموشی سی چھا گئی۔

راحت انکل خود کو ریلیکس کرتے ہوئے پاس موجود صوفے پر بیٹھ گئے۔ جبکہ سحبیل ان کے برابر میں آبیٹھا۔

"بہت تکلیف ہو رہی ہے ناں تو جو پچھلے دس سالوں سے انہیں مرنے کے لیئے چھوڑ دیا ہے وہ؟؟ اس پہ تکلیف نہیں ہوتی آپکو؟؟ "

تابینہ کا نام سنتے ہی انکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔وہ کچھ بھی بولنے سے قاصر تھے۔

"کیا مطلب؟؟" صرف اتنا ہی انکے منہ سے ادا ہوا تھا۔

"بھائی۔۔پلیز۔۔ میں آپکو دکھ نہیں پہنچانا چاہتا۔۔" اب کی بار وہ قدرے شرمندگی سے بولا۔

"کیا جھیل رہی ہے وہ؟؟ کیا جانتے ہو تم اسکے بارے میں؟؟" وہ سوالیہ انداز میں قدرے سکون سے بولے۔

"چھوڑیں بھائی۔۔جب آپ انہیں یاد ہی نہیں کرتے تو بھلا ان کے بارے میں جان کر کیا کریں گے؟؟"

"ہاں!! ٹھیک کہتے ہو۔۔۔" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولے۔

"میں بھلا کیوں یاد کروں گا اسکو۔۔۔اب تک تو شاید وہ اپنی زندگی میں اتنی محو ہو گی کہ مجھے بھول ہی گئی ہو گی۔۔"

"اپنی زندگی؟؟ کیا مطلب؟؟" وہ کشمکش میں مبتلا ہوا۔

"شادی ہو چکی ہو گی اس کی۔۔۔" وہ اندازاً بولے۔

"ام م م۔۔۔" سجیل ان کے اندازے پر چونکا۔

"بھائی۔۔آخر آپ کیا سمجھتے ہیں انہیں؟؟ کیا محبت صرف آپ کو ہے؟؟ انہیں نہیں؟؟"

"کیا مطلب؟؟ تم کیا جانتے ہو اسکے بارے میں؟؟" وہ بے چین ہوئے۔

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے۔۔۔وہ ایک بند کوٹھری میں اپنی زندگی میں محو ہیں۔۔" وہ انہی کے الفاظ کو اپنے لفظوں میں استعمال کرتے ہوئے زور دے کر بولا۔

"بند کوٹھری؟؟" وہ چونکے۔

"ہاں۔۔" اس نے تصدیق کی۔

"پلیز بھائی۔۔بتایئے آخر کیا ہوا تھا تب؟؟ آخر کیوں ایسا ہو رہا ہے؟؟" وہ دکھی انداز میں بولا۔

"کچھ نہیں ہوا تھا۔۔" وہ تیزی سے بولے۔

"اور تمھیں کیسے پتہ یہ سب؟؟"

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔اور اب میں بچہ نہیں ہوں کہ آپ کی کوئی بات سمجھ ہی نہ سکوں۔"

"کتنی دفعہ جانو گے تم۔۔۔فضول قصہ۔۔۔" وہ زچ ہوئے۔

"فضول قصہ؟؟" اس نے ان کے الفاظ دہرائے۔

''جو وہ بھگت رہی ہیں وہ فضول قصہ کا انجام ہے؟؟؟ کتنی پاگل ہیں ناں وہ۔۔'' وہ طنزیہ ہنسا۔

''سجیل۔۔۔جانتے تو ہو تم۔۔۔''

''جو میں جانتا ہوں وہ بہت کم جانتا ہوں۔۔۔ محبت کی سزا اتنی بڑی نہیں ہوتی۔۔۔البتہ۔۔۔'' وہ ادھوری بات کرتے ہوئے انہیں بات کا پورا مطلب سمجھا گیا تھا۔

''تمھیں کیا لگتا ہے؟؟اس کا کوئی فائدہ نہیں۔۔ہاں۔۔ مگر مجھے آپ کے منہ سے پورا سچ سننا ہے۔۔'' وہ اصرار کرنے لگا۔

''پورا سچ۔۔۔'' ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے جبکہ جسم کانپنے لگا جسے سجیل نے بھی محسوس کیا مگر وہ ان کے جواب کی آس لگائے انکی طرف بغور دیکھ رہا تھا۔

"بعض اوقات پورا سچ جھوٹ ہوتے ہوئے کسی کو بے آبرو کرنے کے لیئے کافی ہوتا ہے۔۔اور میں اسے بے آبرو نہیں کرنا چاہتا۔۔"

"جھوٹے الزام کو سچا کہا گیا اور بس۔۔'' انکی زبان لڑکھڑانے لگی۔

اور آنکھوں سے آنسو بارش کی طرح برسنے لگے۔

''بھائی۔۔۔'' ان کی حالت دیکھتے ہوئے سجیل نے انہیں گلے سے لگایا اور صوفے پر بٹھایا۔

"مت بتائیے۔۔۔میں فورس نہیں کروں گا۔ مگر چھپانا اس مسئلے کا حل نہیں۔" وہ نصیحت کرتے ہوئے بولا اور انہیں جگ میں سے پانی کا گلاس بھر کر دیتے ہوئے انہیں بغور دیکھنے لگا۔

"آخر ایسا کیا سچ ہے جو جھوٹ ہے۔۔۔" وہ خود سے کہتے ہوئے پریشان سا ہوا مگر وہ اب انہیں مزید فورس کرنے کی ہمت بھی نہ کر سکا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں ہو سجیل؟؟" مہراس سے فون پر بات کرتے ہوئے بولی۔

"کہاں ہونا ہے بھلا؟؟ بھائی کے پاس تھا۔۔۔" وہ افسردگی سے بولا۔

"تو بتایا کچھ انہوں نے؟؟" وہ تجسس سے بولی۔

"نہیں۔۔۔" وہ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولا۔

"سجیل۔۔۔" وہ دکھ سے بولی اور پریشانی سے فون رکھتے ہوئے جنت کی طرف متوجہ ہوئی جو چپ چاپ درختوں کے پاس بیٹھی ایک پتہ ہاتھ میں لیے اسے توڑ رہی تھی۔

وہ گہری سوچ میں مگن تھی۔

"جینی۔۔ جینی۔۔۔" اسے گم سم دیکھ کر اس نے دوبارہ اسکا نام لیا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

Clubb of Quality Content

"جینی۔۔۔" اس نے اسکے بازو کو ہاتھ لگایا۔

"ہاں۔۔" وہ آنکھیں جھپکتے ہوئے فوراً بولی۔

"کہاں گم ہو آخر؟؟؟ ٹھیک تو ہو ناں؟؟" وہ زور دے کر پوچھنے لگی۔

"ہاں۔۔ ٹھیک ہوں۔۔ کیا ہوا؟؟" وہ بچوں کی طرح بولی۔

"کچھ نہیں۔۔۔" اسکو بغور دیکھتے ہوئے وہ بولی اور پھر

ہاتھ پر بند گھڑی کو دیکھتے ہوئے تیزی سے بولی۔

"اٹھو۔۔۔! کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔"

"ہاں۔۔ اچھا۔۔۔" اس نے بیگ اٹھایا اور کتابوں کو

بالترتیب پکڑتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆

"شاویز۔۔۔ بیٹا۔۔۔ خود کو مصروف رکھو۔۔" سامعیہ اسکی حالت کا بغور جائزہ لیتے ہوئے

بولیں اور ہاتھ میں پکڑی چابی کا گچھا اسے دیتے ہوئے مزید بولیں۔

"یہ لو۔۔"

"یہ کیا امی؟؟" وہ چابیاں پکڑتے پکڑتے رکا اور تعجب سے بولا۔

''یہ تمھارے ابو نے دی ہیں۔ فیصل آباد میں جو گھر ہے اسکی چابیاں ہیں اور ایک چابی فارم ہاؤس کی۔۔۔'' وہ تفصیلاً بولیں۔

''کیا مطلب آپکا؟؟ آپ سے دور چلا جاؤں؟؟'' وہ رونی صورت بنا کر بولا۔

''نہیں۔۔۔ مگر۔۔۔ مجھے یہ تمھاری حالت بہت بے چین کیے رکھتی ہے۔۔۔ اسی لیے تمھارے ابو سے بات کی میں نے۔۔ بلکہ انہوں نے خود ہی مجھ سے کہا کہ۔۔۔''

''امی۔۔۔'' وہ انکی بات کاٹ کر بولا۔

''میرے لیے کچھ نہیں کر سکے تو آپ لوگوں نے یہ فیصلہ کر لیا؟؟ اور اب تو ابو بھی جانتے ہیں سب۔۔۔ مگر پھر بھی۔۔۔'' وہ نمی والے انداز میں بولا۔

''شاویز۔۔۔ بعض اوقات جیسا ہم سوچتے ہیں۔۔۔ ویسا نہیں ہوتا۔۔ جنت کے لیئے جہانگیر انکی بھی پسند ہے۔۔''

''اور ان کا اپنا بیٹا؟؟؟ کیا میں نہیں ہوں؟؟ آپ ہی بتایئے۔۔ ہر کام ذمہ داری سے کرتا ہوں۔۔ ابو کے سارے کام میں مدد کروا رہا ہوں۔۔ ابھی بھی میں انہیں ذمہ دار نہیں لگتا۔۔'' اس نے آنکھوں کے کناروں کو رگڑ کر تیزی سے صاف کیا۔

''یہ تو سراسر زیادتی ہے نا امی۔۔''

''شاہ ویز۔۔ میرے بچے۔۔ بہتری اسی میں ہے کہ۔۔۔'' وہ بات کرتے کرتے رکیں۔

Clubb of Quality Content

"دیجیئے۔۔" اس نے چابیوں کے لیے ہاتھ بڑھایا اور مزید بحث سے گریز کیا اور بیڈ پر سے نیچے اترا۔

"تم فریش ہو لو۔۔ میں چائے لاتی ہوں۔۔۔" اسکی کفیت کو جانچتے ہوئے بات کو بدل کر بولیں اور وہاں سے جاتے جاتے رکیں۔

"شاویز۔۔! شماز اور علینہ آرہے ہیں آج۔۔۔ چار بجے۔۔ انہیں بھی لینے جانا ہے۔۔۔" وہ اطلاع دینے لگیں۔

"جی۔۔" وہ ہولے سے بولا اور واش روم میں چلا گیا۔ جبکہ سامعیہ اندر ہی اندر پریشان ہونے لگی مگر پھر خود کو تسلی دیتے ہوئے اسکے کمرے سے باہر آئی۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆

"میں کیا کروں گی آخر تم دونوں میں؟؟" جنت زچ ہو کر بولی۔

"چپ۔۔ ایک دم چپ۔۔۔" وہ ہونٹوں پہ انگلی رکھتے ہوئے بولی۔

"میں نے بول دیا ہے ڈرائیور انکل کو۔۔۔ دو گھنٹے تک وہ لینے آجائیں گے۔۔"

"مہر۔۔۔" وہ رونی صورت بنا کر بولی۔

"میں نہیں جا رہی۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔" وہ منہ پھلاتے ہوئے بینچ پر بیٹھ گئی۔

"مرو۔۔۔یہیں۔۔۔" وہ غصہ سے بولی اور فون نکالتے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"تم آجاؤ یہاں۔۔۔یونیورسٹی میں۔۔۔ہم نہیں آرہے

ہاٹل۔۔"

"ہاں۔۔کچھ مسائل ہیں۔۔۔" وہ اسکی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر بولی۔

"ہاں۔۔آؤ تو۔۔بتاتی ہوں۔۔" اس نے فون رکھا اور اسکے قریب آ بیٹھی۔

"تم چلی جاؤ یار۔۔۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"تمھارے بغیر نہیں جانا مجھے۔۔۔"وہ ضد میں بولی۔

"جیسے پہلے میرے ساتھ جاتی تھی ناں۔۔۔" وہ طنزیہ ہنسی۔

"جینی۔۔۔طنز بند کرو۔۔۔" وہ اسکے بازو پر تھپڑ مار کر ہنس دی۔

"ویسے یہ تیری شکل پہ بارہ کیوں بجے ہیں؟؟"

"کچھ نہیں یار۔۔۔بس ایسے ہی۔۔" وہ لاپرواہی سے بولی۔

تھوڑی دیر بعد ہی وہ وہاں آموجود ہوا۔

"ہیلو۔۔۔" سجیل اپنی عادت کے مطابق شوخیہ انداز میں دونوں کے پاس آوارد ہوا۔

"اتنی جلدی آگئے تم؟؟" مہر حیرت سے بولی۔

"تو واپس چلا جاؤں؟؟" وہ واپس مڑا اور شرارتی انداز سے بولا۔

"ارے نہیں؟؟رکو۔۔۔" وہ فوراً بولی۔

"آؤ۔۔بیٹھو۔۔۔" وہ تھوڑا سائیڈ پہ ہوتے ہوئے اسے جگہ دیتے ہوئے بولی۔

"ام م م۔۔۔اور سناؤ۔۔۔" سجیل بولا۔

"ٹھیک ہوں یار۔۔۔" وہ تھکے انداز میں بولی۔

"اور آپ سنائیے۔۔۔کیسی ہیں؟؟" اس نے جنت کی طرف دیکھا اور بولا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"دونوں ٹھیک ہیں؟؟تو پھر مجھے کیوں بلایا بھلا؟؟" وہ شرارتی انداز سے بولا۔

"تو تم ڈاکٹر ہو کیا؟؟" وہ ہنسی۔

"نہیں ڈاکٹر تو نہیں ہوں۔۔۔مگر اداس دلوں کی مسکراہٹ ضرور ہوں۔۔۔" وہ آنکھ مارتے ہوئے مہر سے بولا جبکہ جنت اسکی اس بات پر ہولے سے مسکرا دی۔

"فی الحال یہاں اداس یہ ہے۔۔۔میں نہیں۔۔" مہر اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"نہیں میں اداس تو نہیں ہوں۔۔" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"چلیئے۔۔۔اگر ہیں بھی تو پریشان نہ ہوں۔۔ اداسی زندگی کا ہی حصہ ہے۔۔" وہ سمجھانے لگا۔

"ہاں۔۔ٹھیک کہا تم نے۔۔۔اچھا میں ذرا کچھ کھانے کو لے کر آئی۔۔۔" مہر تیزی سے اٹھی اور وہاں سے آناً فاناً

غائب ہو گئی۔

"آپ ایسے ہی خاموش رہتی ہیں؟؟ یا پھر میرا آنا اچھا نہیں لگا۔۔۔کیونکہ لاسٹ ٹائم بھی ایسا ہی تھا۔۔اگر آپ کہیں تو میں۔۔"وہ اسکی بات کو خاموشی سے سنتی رہی مگر پھر تیزی سے بات کاٹتے ہوئے بولی۔

"میں ایسی ہی ہوں۔۔۔آپ کے ہونے یا نہ ہونے سے بھلا مجھے کیا۔۔۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

"ام م م۔۔یہ بھی ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔لیکن زندگی کو جینا سیکھیئے مس جنت۔۔اداس رہیں گی تو جانتی ہیں خوبصورتی بھی جاتی رہے گی۔۔۔" وہ اسکی بات کو سنتے ہوئے ہنس دیا اور شرارتی انداز سے بولا۔

"خوبصورتی؟؟ کس کی؟؟" اس نے تعجب سے پوچھا۔

"لیجیئے۔۔" وہ ہنسا۔

"اب یہ بھی میں بتاؤں۔۔۔آپکی خوبصورتی بھئی۔۔۔جس میں صرف ایک چیز کی کمی ہے۔۔۔کمی؟؟ کیسی؟؟" وہ قدرے سنجیدگی سے بولی۔

"مسکراہٹ کی بھئی۔۔۔" وہ کھلکھلایا اور وہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی کہ کیسے اس نے مہر کے آنے پہ بات کا رخ بدل دیا۔ابھی تو وہ اسکی خوبصورتی کی بات کر رہا تھا۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟؟؟" مہر پاپ کارن اور باٹلز لے کر آئی۔

"کچھ نہیں۔۔۔ تمھارے ساتھ ساتھ مسٹر سجیل کو بھی لگتا ہے کہ میں اداس ہوں۔۔۔" جینی افسردگی سے بولی۔

"جبکہ میں اداس نہیں ہوں۔۔" وہ یقین دلانے کی کوشش کرنے لگی۔

"چلیئے مان لیتے ہیں۔۔۔ کیوں مہر۔۔؟؟ لیکن۔۔۔" سجیل رک رک کر بولا جبکہ مہر ہنس دی۔

"لیکن؟؟" جینی تعجب سے سوالیہ بولی۔

"لیکن یہ کہ۔۔۔ چلیئے چھوڑیئے۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے پھر رکا اور بات کو ختم کرنے لگا۔

"نہیں۔۔آپ بتایئے؟ لیکن کیا؟؟" وہ گہرے تجسس سے بولی۔

جبکہ مہر سجیل کا یہ انداز دیکھ کر مسکرائے جا رہی تھی۔

"بتایئے؟؟ بتایئے؟؟" وہ بار بار بولی۔

''لیکن یہ کہ ۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔'' وہ پھر سے ہنس دیا جبکہ جنت اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی،اور مہر سجیل کی طرف دیکھ کر ہنس دی۔

''آپ لوگ باتیں کریں۔۔۔مجھے کچھ کام ہے ذرا۔۔'' وہ بہانہ گڑھتے ہوئے وہاں سے اٹھی۔

''جینی۔۔رکو۔۔۔ سجیل کی تو عادت ہے مذاق کرنا۔۔۔'' مہر بولی۔

''ارے نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔مجھے سر امجد کا میسج آیا ہے۔۔۔کچھ کام ہے انہیں۔۔۔دس منٹ میں آئی۔۔۔'' وہ وہاں خود کو بے چین محسوس کر رہی تھی اس لیے صفائی سے بہانہ گڑھ کے وہاں سے اٹھی۔

سجیل نے شرمندگی سے اسے دیکھا اور پھر مہر سے بولا۔

''یہ تو لگتا ناراض ہی ہو گئی ہے۔۔۔''

''نہیں۔۔ بھئی۔۔۔بتایا نہیں اس نے۔۔ سر نے بلایا ہے اسے۔۔۔اچھا تم سناؤ۔۔۔کیسے ہو؟؟'' وہ وضاحت دیتے ہوئے بولی۔

''تمھارے ساتھ ہوں۔۔۔'' وہ شوخیہ انداز سے بولا۔

''سامنے تو ہو یار۔۔۔لیکن اندر کا خیال تو بتا سکتے ہو ناں؟؟'' وہ ہنسی۔

''کیسی محبت کرتی ہو بے وفا دوست۔۔۔'' وہ ناراضگی سے بولا۔جس پر مہر کھلکھلائی۔

''ویسے اندر کا حال کچھ نہ پوچھو۔۔۔بھائی کی باتیں میرے حواسوں پہ سوار ہیں۔۔۔'' وہ الجھ کر بولا۔

''سجیل۔۔میں خود الجھ کر رہ گئی ہوں یار۔۔۔۔پھوپھو ہیں کہ اپنی ضد پہ۔۔۔اور راحت بھا ئی ہیں کہ۔۔۔'' وہ بات کرتے کرتے رکی۔

''بھائی کی تو مجھے سمجھ نہیں آتی۔۔۔بہت سمجھایا۔۔۔بہت۔۔۔مگر۔۔۔'' وہ بے چین ہوا۔

''سجیل۔۔میں تمھیں کھونا نہیں چاہتی۔۔۔اس سب کے بیچ۔۔کہیں۔۔۔'' وہ خدشہ ظا ہر کرتے ہوئے بولی۔

''بھروسہ رکھو مجھ پر۔۔۔اور مجھ سے بھی زیادہ اللہ تعالی پہ۔۔۔ہماری دوستی کبھی نہیں ٹوٹے گی۔۔ سمجھی۔۔''

''بھروسہ ہے مجھے۔۔۔لیکن یہ بھی جانتی ہوں کہ حالات پلٹا کھاتے دیر نہیں لگا تے۔۔۔'' وہ افسردہ ہوئی۔

''مہر۔۔۔!ریلیکس۔۔۔یار۔۔۔ پریشان نہ ہو۔۔میں ہوں نا۔'' وہ اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا جس پر مہر نے ہولے سے مسکراہٹ پیش کی۔

☆☆☆☆☆☆

☆☆

رات کی تاریکی میں چاند کہ سامنے کھڑی وہ عجیب ہی سوچ میں مگن تھی۔کافی دنوں سے ایک عجیب سوچ نے اسے گھیرے ہوا تھا مگر وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ اسے کیا کرنا چاہیئے جب سے اسکی جہانگیر کے ساتھ اسکی منگنی ہوئی تھی تب سے لے کر اب تک وہ اماں بی کے سامنے نہیں گئی تھی۔۔صرف کھانے کے وقت۔۔اسکے علاوہ نہیں۔

"بیٹی۔۔۔آپ یہاں۔۔۔" چچا شر فوا سے ڈھونڈتے ڈھونڈتے باہر لان میں آئے۔

"جی۔۔۔" اس نے تیزی سے پلکیں جھپکائیں۔

"اماں بی بلا رہی ہیں آپکو۔۔۔" وہ فوراً بولے۔

"کیوں؟؟ مجھے بس اتنا ہی کہا۔۔۔پورے گھر میں ڈھونڈا آپکو بیٹی۔۔۔اور آپ۔۔۔"

"چچا۔۔آ رہی ہوں۔۔" وہ تیزی سے بولی۔

اس نے تیزی سے قدم دوڑائے اور فوراً سے انکا کمرہ کھٹکھٹاتے ہوئے احتراماً بولی۔

"آ جاؤں؟ اماں بی۔۔؟؟"

"ہاں۔۔۔ہاں۔۔آؤ۔۔۔" وہ بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھیں۔

"بیٹھو! یہاں۔۔۔۔" انہوں نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کی جگہ دی۔

"جی۔۔کیسی ہیں آپ؟؟" وہ زبردستی مسکرائی۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔پر میری بچی۔۔۔تم تو ٹھیک ہے ناں؟؟" وہ فکر مندی سے بولیں۔

"جی۔۔۔آپ نے بلایا تھا۔"

"ہاں۔۔۔تم خود تو آتی ہی نہیں۔۔۔سوچا بلوا ہی لوں۔۔۔" وہ شکایتی انداز میں بولیں۔

"اصل میں۔۔اماں بی۔۔۔یونی کا کام اتنا ہوتا ہے کہ نیند بہت جلد آجاتی ہے۔۔۔" وہ تھکن کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔

"امممم۔۔۔کئی دنوں سے میں تم سے بات کرنا چاہ رہی ہوں۔۔لیکن کھانے کی میز پر سب کے سامنے نہیں کر سکتی تھی کیوں کہ بات ہی کچھ ایسی ہے۔۔۔" وہ اہم بات پر آئیں۔

"جی۔۔" وہ پریشان ہوئی۔

"اگر تمھیں کوئی پسند ہے تو ابھی بتا دو۔۔" وہ اسکی طرف بغور دیکھے بولیں۔

"پسند اور مجھے؟؟؟" وہ حیران ہوئی۔

ان کے منہ سے یہ بات سن کر تو اسکے چہرے کا رنگ فق پڑ گیا تھا۔

"مگر اماں بی۔۔۔اب تو میری منگنی۔۔۔" اسکے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہ گئے۔

"جانتی ہوں۔۔۔لیکن تمھارا ہر خواب پورا کیا ہے میں نے۔۔۔میں نہیں چاہتی کہ اب کی بار کوئی ناانصافی ہو۔۔ جہانگیر تمہارے لیئے ہر لحاظ سے اچھا ہے۔۔لیکن مجھے لگتا ہے۔۔میں نے فیصلہ لینے میں ذرا جلدی کر دی۔۔اور تم سے تمہاری رائے لی ہی نہیں۔۔۔"

"ارے۔۔۔اماں بی۔۔۔میری نانو۔۔آپ کا ہر فیصلہ بہتر ہوتا ہے میرے لیئے۔۔۔میرا ہر خواب آپکے فیصلے سے ہی جڑا ہے۔۔۔" وہ انکی بات کو کاٹتے ہوئے لاڈ و پیار سے بولی جس پر اماں بی نے اسکے گال کو تھپتھپاتے ہوئے اسکا ماتھا چوما۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں رہ گئی تھی تم؟؟مہر۔۔۔" ایمل اور سدرہ کے ساتھ لڈو کھیلتے ہوئے اسکی آمد پر بولی۔

"کہیں نہیں۔۔۔اماں بی نے بلایا تھا۔۔" وہ نیم مسکرائی۔

"اوہ! خیر۔۔۔" وہ کھلکھلائی جس پر جنت نے اسے گھورا۔

"مہر آپی۔۔۔یہ بے ایمانی نہیں چلے گی۔۔۔" ایمل مہر کو گیم میں گوٹیاں بدلتے ہوئے دیکھ کر بولی۔

"ارے کہاں کی بے ایمانی؟؟سدرہ تم بتاؤ بھلا اسے۔۔۔" مہر نے ڈرامہ کیا۔

"اس سے کیوں پوچھوں؟؟یہ تو خود ہار گئی ہے۔۔۔یہ تو یہی چاہے گی نا کہ میں بھی ہار جاؤں۔۔۔" ایمل بولی اور لڈو کا دانہ پھینکتے ہوئے کھلکھلائی۔

"اور یہ۔۔ایک۔۔۔

میں جیتی۔۔۔" اس نے زوردار آواز میں کہا جس پر ایمل نے اسے گھورا، اور لڈو کو بند کیا۔

"جینی۔۔۔آؤ کھیلیں؟؟" مہر نے ایمل کے ہاتھ سے لڈو لی اور پھر اس سے سوالیہ کہا۔

"نہیں۔۔ بھئی۔۔۔بہت نیند آرہی ہے مجھے۔۔۔" وہ تھکن کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔

"ام مم۔۔۔ چلو ایمل ور سدرہ آرام کرو۔۔۔ تم لوگ بھی۔۔۔" مہر نے دونوں کو ہدایت کی اور انہیں وہاں سے جانے کا اشارہ کیا جس پر دونوں اٹھیں اور وہاں سے مسکراتے ہوئے چلی گئیں۔

"خیر ہے ناں جینی؟؟؟" وہ اسکی طرف بغور دیکھتے ہوئے سوالیہ بولی۔

"ہاں بھئی۔۔" وہ ہولے سے مسکرائی اور بیڈ پر بیٹھی اور پھر کمبل اوڑھتے ہوئے لیٹ گئی۔

مہر اسکا چہرہ پڑھنے کے باوجود بھی سمجھ نہ پائی تھی کہ آخر اسکے ساتھ کیا مسئلہ درپیش ہے۔۔ اماں بی کو وہ مطمئن تو کر آئی تھی مگر دل کے ایک گوشے میں کسی اور کے لیئے جگہ بنتی ہوئی اسے محسوس ہو رہی تھی، جسے وہ کئی دنوں سے اگنور ہی کر رہی تھی۔ مگر اب وہ سب اسکی نظروں سے ظاہر ہو رہا تھا۔ مگر کیا تھا؟؟ کیوں تھا؟ کس لیئے اور کس کے لیئے؟؟ یہ سب وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی تو مہر بھلا کیسے جانتی؟

☆☆☆☆☆☆☆

گہری نیند میں وہ خواب میں مگن ہوئی۔۔۔اک چہرہ بار بار اسے اپنی جانب بلا رہا تھا مگر وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ یہ چہرہ کس کا ہے؟؟؟ چاندنی رات میں کسی ساحل سمندر کے کنارے وہ بھاگتے ہوئے اس انسان کا تعاقب کرنے لگی جو اسے اپنی جانب بلاتے ہوئے الٹے قدم وہاں سے غائب ہو گیا۔۔۔اس کا سانس پھولا ہوا تھا مگر وہ پھر بھی اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے اچانک گر گئی۔۔۔اس کا خواب میں گرنا ہی تھا کہ اسکی آنکھ کھل گئی۔ جنت لمبے لمبے سانس بھرتے ہوئے اٹھی اور اس نے

تیزی سے ٹیبل لیمپ آن کیا۔۔۔ ٹیبل پر پڑے جگ سے

گلاس میں پانی ڈالا اور ایک گھونٹ بھرتے ہوئے دوبارہ گلاس میز پر رکھ دیا۔۔۔

اپنے بکھرے ہوئے بالوں کو تیزی سے سمیٹتے ہوئے وہ پریشانی کے عالم میں کمرے کی کھڑکی کے سامنے

آ کھڑی ہوئی۔ یہ کیسا وہم تھا، کیسا گمان تھا۔۔۔ کیسا خواب تھا وہ سمجھ نہ پائی۔۔۔اسکا جی چاہا کہ اونچا

اونچا روئے کیونکہ کئی دنوں سے ایسا ہی معاملہ اسے درپیش تھا مگر وہ چاہ کر بھی اس انسان کا چہرہ نہ دیکھ پائی۔

"جنت۔۔۔" کھڑکی میں سے ہوا کو محسوس کرتے ہوئے مہر تیزی سے اٹھی۔

”جنت۔۔۔“ یہاں کیوں کھڑی ہو؟؟ وہ نیم نیند کی حالت میں تھی۔

وہ تیزی سے اپنے خیالوں سے نکلی۔۔

”دل گھبرا رہا تھا۔۔۔اس لیے۔۔۔“ اس نے کھڑکی کو بند کیا اور واپس پلٹی۔

”ٹھنڈ بڑھ رہی ہے جینی۔۔۔اور تم ہو کہ۔۔۔ کھڑکی کھولے کھڑی ہو۔۔۔“ تم ٹھیک تو ہو ناں؟ وہ فکر مندی سے بولی اور بیڈ پر آ بیٹھی۔

”ہاں۔۔۔ مہر۔۔۔“ اس نے اثبات سے سر ہلایا اور اس کے ساتھ آ موجود ہوئی۔

”اماں بی نے تو کچھ نہیں کہا؟؟ ایسا ویسا؟؟“ اس نے اندازاً پوچھا۔

ارے نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔انہوں نے بھلا۔۔۔کیا کہنا ہے مجھے۔۔۔اور تمھیں پتہ ہے انہوں نے آج مجھے کہا کہ۔۔میری پسند کوئی ہے تو میں انہیں بلا جھجک بتاؤں۔۔۔ وہ حیرت سے اسے بتا رہی تھی جس پر وہ چونکی۔

”آر یو شیئور۔۔“ یہ بات اماں بی نے کہی؟؟ وہ تصدیق کی غرض سے زور دے کر بولی۔

”ہاں۔۔۔“ اس نے سادہ الفاظ میں سر ہلا کر کہا۔

”حد ہے ویسے۔۔۔“ وہ آگ بگولہ ہوئی۔

”منگنی کروا کے تمھاری۔۔۔اب پوچھ رہی ہیں وہ۔۔۔“ وہ غصہ سے بولی۔

”ریلیکس۔۔۔مہر۔۔۔“ وہ تسلی سے بولی جس پر اس نے لمبی سانس بھری۔

”پھر تم نے کیا سوچا؟؟“ مہر نے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”کس بارے میں؟؟“ وہ بچوں کی طرح بولی۔

”اسی بارے میں بھئی؟؟“ وہ اسکی بات پر زچ ہو کر بولی۔

”کیا سوچنا ہے مہر؟؟؟ جب کوئی پسند ہی نہیں مجھے۔۔“ وہ ہنس دی۔

”شاویز کے بارے میں اگر۔۔۔“ اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی جینی نے اسے ٹوکا۔

”مہر۔۔۔پلیز۔۔۔“ اس نے چڑ کر کہا۔

”جینی۔۔۔آخر کیوں تم چڑتی ہو اسکے نام سے؟؟ پہلے بھی تو تم اور وہ۔۔۔“

”پہلے کی بات اور تھی۔۔۔۔“ وہ اسکو ٹوکتے ہوئے بولی۔

”پہلے کبھی اس نے میری عزت نفس کو پامال نہیں کیا تھا جس طرح سے اب۔۔۔“ وہ بات کرتے کرتے رکی اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

”اور مجھے۔۔۔مجھے نہیں لگتا کہ مجھے کبھی کسی سے محبت ہو گی۔۔اور شاہ ویز سے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔“ وہ رک رک کر بولی جس پر مہر نے اسے غور سے دیکھا اور ہنس پڑی۔

”یہ تو وقت بتائے گا جینی۔۔۔“

اسکو ہنستا ہوا دیکھ کر وہ کچھ دیر خاموشی سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پریشان ہوئی اور پھر بولی۔

”چلو۔۔۔سوتے ہیں۔۔۔فضول باتیں نہ کرو۔۔۔“ اس نے کمبل پھیلا، تکیہ سیدھا کیا اور کچھ سوچتے ہوئے لیٹ گئی جبکہ مہر برابر مسکرائے جا رہی تھی۔

سجیل کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ ایک گہری سوچ میں محو ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆

”کیسا ہے میرا بیٹا؟؟“ سامعیہ فون پر بات کرتے ہوئے جی جان اور بڑے لاڈ سے بولی۔

”ٹھیک ہوں۔۔۔“ وہ افسردگی سے آفس میں بیٹھے موبائل کو کان کے ساتھ لگائے بولا۔

”آپ کیسی ہیں امی؟؟“ وہ ذرا نارمل ہوا۔

”میں ٹھیک ہوں! میرا بیٹا ٹھیک۔۔۔تو میں بھی ٹھیک۔۔۔“ وہ لاڈ سے بولیں اور وہ ہولے سے مسکرایا۔

”کھانا وانا تو ٹائم پہ کھا رہے ہو ناں؟؟ اور نیند بھی پوری کرتے ہو کہ نہیں؟؟“ وہ فکرمندی سے بولیں۔

”جی۔۔۔امی۔۔۔“ وہ انکی محبت پہ رشک محسوس کرتے ہوئے مسکرایا۔

”اچھا۔۔۔میں بعد میں بات کرتی ہوں۔۔اماں بی آواز دے رہی ہیں۔۔۔“ انکی آواز سنتے ہی اس نے فوراً سے فون رکھا اور ان کے کمرے کی جانب بڑھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی۔۔۔اماں بی۔۔" وہ ان کے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے بولیں۔

"کب سے بلا رہی ہوں۔۔۔" وہ غصہ سے بولیں۔

"جی۔۔۔وہ۔۔۔" وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔

"کیا؟ جی۔۔۔! وہ۔۔۔" وہ غصہ ہوئیں۔

"اماں بی۔۔۔۔شاویز کا فون تھا۔۔۔تو۔۔"

"کیسا ہے وہ؟؟" اب کی بار وہ کچھ نرمی سے بولیں۔

"جی ٹھیک ہے۔۔۔ کہیئے کیا کام تھا؟؟" وہ فرمانبرداری سے بولیں۔

"میری طبعیت کچھ ٹھیک نہیں۔۔۔مجھے ذرا یخنی بنا کر لا دو۔۔۔بارش کی وجہ سے ٹھنڈ بہت بڑھ رہی ہے ناں! اس لیے۔۔۔" طبعیت خراب کی وجہ بھی انہوں نے خود ہی بیان کر دی۔

انہوں نے اوڑھا ہوا کمبل ٹھیک کیا اور ٹیک لگا کر بیٹھیں۔

"جی۔۔۔اماں بی۔۔۔میں ایک اور کمبل لا کر دیتی ہوں آپکو۔۔" وہ فوراً سے بولی۔

"ہاں! لا دو۔۔۔" وہ کانپتے ہوئے بولیں۔

وہ تیزی سے گئی اور ان کو کمبل اوڑھاتے ہوئے وہاں سے یخنی بنانے کے لیے چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اس بارش کو بھی اس وقت ہی ہونا تھا۔۔۔" جنت نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا۔

"توبہ ہے۔۔۔! جینی۔۔۔بارش سے بیزاری۔۔۔" مہر نے تاسف سے کہا۔

"بے زاری نہیں یار۔۔۔جائیں گے کیسے؟؟" وہ چھتری کو سنبھالتے ہوئے بولی۔

"ڈرائیور آتا ہی ہو گا جینی۔۔۔" وہ بے فکری سے بولی اور چھتری کو بند کر کے ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے لطف اندوز ہونے لگی۔

"مہر۔۔۔موسم بدل رہا ہے۔۔۔ٹھنڈ لگ جائے گی تمھیں۔۔۔مہر۔۔۔یہاں آؤ۔۔" وہ اسے دور جاتا ہوا دیکھ کر بلانے لگی جبکہ وہ بس بارش سے اٹکھیلیاں کر رہی تھی۔اسی اثناء میں اسکا موبائل بجا۔بیگ کے ساتھ ساتھ چھتری کو بمشکل ہی سنبھالتے ہوئے اس نے ریسیور کیا۔

"ہیلو۔۔۔" وہ تیزی سے بولی۔

"بیٹی مجھے آنے میں ذرا دیر ہو جائے گی۔۔۔۔یہاں ہر طرف سے روڈ بلاک ہیں۔۔۔بہت تیز بارش ہو رہی ہے۔۔۔" ڈرائیور فوراً اسے بولا۔

"انکل۔۔۔لیکن کب تک۔۔۔" وہ پریشانی سے بولی۔

"بیٹی۔۔۔یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ۔۔۔ لیکن امید ہے کہ جلد آ جاؤں گا۔۔" وہ فون رکھتے ہوئے گاڑی کو سائیڈ پر لگانے لگے۔

تیز بارش کی وجہ سے روڈ اور ٹریفک بلاک تھی جسکے باعث ہر ایک کو لمبی قطار میں لگ کر انتظار کرنا پڑا۔

"وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔" وہ خود سے بولی۔

"کس کا فون تھا؟؟" اس نے اسے دور سے فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے دیکھا اور اسکے چہرے کا زاویہ بدلا بدلا دیکھ کر تیزی سے اسکے پاس آ کر بولی۔

"ڈرائیور کا۔۔۔" اس نے افسردگی سے کہا۔

"روڈ بلاکس ہونے کی وجہ سے آنے میں دیر ہو گی انہیں۔۔۔"

"اوہ! گاڈ۔۔۔! یہ تمھارے گمان میں بھی ناں جنت۔۔۔۔" وہ زور دے کر ایسے بولی جیسے جنت کا ہی قصور ہو۔

"میں نے کیا گمان کیا؟؟" وہ حیران ہوئی۔

"تمھیں نے کہا تھا ناں اب جائیں گے کیسے۔۔۔لو اب دیکھ لو۔۔۔" وہ تیکھے انداز سے بولی۔

"مہر۔۔۔میں نے تو بس! ایسے ہی۔۔۔ کہا تھا۔۔" وہ رک رک کر بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اینی وے۔۔۔ میں تو کم از کم ویٹ نہیں کر سکتی۔۔اور ویسے بھی اماں بی کی ڈانٹ کھانے کا کوئی موڈ نہیں ہے میرا۔۔" مہر بھنویں سکیڑتے ہوئے بولی۔

"مہر۔۔رکو۔۔۔کہاں جارہی ہو؟؟؟" وہ اسے لان سے باہر یونی کے گیٹ تک جاتا ہوا دیکھ کر اسکے پیچھے پیچھے گئی۔

"کپڑے دیکھو ذرا کس قدر گیلے ہیں تمھارے۔۔اور اوپر سے موسم بھی خراب ہے۔۔۔ہم پیدل کیسے؟؟" وہ بات کرتے کرتے رکی اور اپنی چھتری اسکے اوپر کرنے لگی۔

"بے فکر رہو۔۔۔لفٹ لے لیتے ہیں کسی سے!" وہ بے فکری سے بولی جس پر جنت منہ کھولے رہ گئی۔

"لفٹ۔۔" وہ حیران ہوئی۔اور اسکے پیچھے پیچھے جانے لگی۔

"پاگل ہو گئی ہو؟؟مہر۔۔۔اس پر تو اماں بی بہت ناراض ہوں گی۔۔۔" وہ ڈرتے ہوئے بولی۔

"نہیں ہم بتائیں گے ہی نہیں۔۔۔کچھ بھی۔۔۔" مہر بے نیازی سے بولی۔

"مگر۔۔مہر۔۔۔" وہ اسے سمجھاتے ہوئے تقریباً عاجز آچکی تھی۔

وہ سڑک کے درمیان آکھڑی ہوئی۔جوں ہی اس نے دور سے آتی ایک گاڑی کو دیکھا تو رکنے کا اشارہ کیا۔

"مہر۔۔۔ یہ ٹھیک نہیں یار۔۔ پتہ نہیں کون ہو گا؟" وہ گھبراتے ہوئے بولی۔

"ریلیکس۔۔" وہ اس سے بولی اور گاڑی کے آگے آکر کھڑی ہو گئی۔ جس پر گاڑی چلانے والے کو نہ چاہتے ہوئے گاڑی روکنی ہی پڑی۔

گاڑی میں بیٹھا شخص نوجوان تو نہیں مگر کوئی درمیانی عمر کا شریف انسان تھا جس نے غصہ سے مہر کو دیکھا۔۔۔ کیونکہ اگر وہ بریک نہ لگاتا تو ایکسیڈنٹ ضرور ہو جاتا۔

"سوری انکل۔۔" مہر دھیما سا مسکرائی۔

ہمیں جیل روڈ تک جانا ہے۔۔۔ پلیز۔۔ ہماری مدد کر دیجیئے۔۔۔ وہ التجا کرنے لگی جبکہ جنت اسکا منہ دیکھے جا رہی تھی۔اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔اس سے پہلے وہ کچھ بولتا مہر نے اسے موقع ہی نہ دیا کہ وہ اس سے کچھ پوچھتا یا تکرار کرتا۔

اس نے فوراً سے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور بیٹھ گئی۔اور وہ آدمی اسے غصہ سے دیکھتا ہی رہ گیا۔

"ارے تم؟؟ ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟؟ بیٹھو۔۔" وہ ابھی تک اسکی حرکت پہ شاکڈ تھی۔

"جینی۔۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔۔" جنت کے بیٹھتے ہی دروازہ بند کرتے ہوئے وہ مسکرائی۔

"چلیں انکل۔۔۔"

جنت اسے گھور کر دیکھے جا رہی تھی۔

"ارے؟؟ کیا ہو گیا ہے؟؟ اب کیا قتل کرو گی مجھے؟؟ اپنی گاڑی ہی سمجھو اسے۔۔۔" وہ بڑے حق سے بولی تو ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا شخص مزید حیران ہوا۔

اس شخص نے پہلے تو اسکی طرف دیکھا اور پھر اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی کی طرف۔۔۔اسے مہر کچھ سائیکو معلوم ہو رہی تھی۔

وہ حیران تھا کہ کیسے اس نے اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کو یہ کہہ کر پر سکون کیا کہ یہ گاڑی اپنی ہی سمجھو۔وہ نیم انداز میں مسکرایا اور گاڑی چلاتے ہوئے خود سے باتیں کرنے لگا۔

"شہر کے حالات کیسے ہیں اور یہ لڑکیاں ہیں کہ۔۔۔" وہ سوچتے سوچتے مہر کے بلانے پر تیزی سے اپنے خیال سے نکلا۔

"انکل۔۔۔آپ نے پوچھا نہیں ہم سے کچھ؟؟؟"

"آپ نے جہاں جانا ہو مجھے گائیڈ کر دیجیئے گا۔۔" وہ اپنی بارعب آواز میں بولا اور خاموش ہو گیا۔

"جی جیل روڈ۔۔"

جنت نے گھبراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جیسے دونوں کسی مصیبت میں پھنس گئی ہوں۔ اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی دیکھ کر مہر کی طرف سے زوردار قہقہہ بلند ہوا۔

آدمی نے فرنٹ مرر سے گھور کر اسے دیکھا۔

"آپ سوچ رہے ہوں گے۔۔۔ کہ۔۔ ہم بنا آپکے کہے ہی زبردستی بیٹھ گئے۔۔ بہت بہت معذرت انکل۔۔۔" وہ تاسف سے بولی۔ مگر وہ شخص چپ ہی رہا مگر اسکے ماتھے پہ پڑنے والی شکن سے صاف ظاہر تھا کہ اسے یہ سب اچھا نہیں لگ رہا۔

"مہر! تم بھی ناں۔۔" جنت ہولے سے بولی۔

"پتہ نہیں کون ہیں یہ۔۔اور پتہ نہیں کہاں لے کر جا رہا ہے۔۔۔ ہم کہیں مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔۔۔" اس نے اس سے سرگوشی کی۔

"بے فکر رہو بیٹی۔۔۔" وہ صرف اتنا ہی بولا اور شہر کے بیچ و بیچ ہوتے ہوئے گلبرک تک آ پہنچا۔

"ہیلو۔۔ڈرائیور انکل۔۔۔ ہم گھر جا رہے ہیں خود ہی۔۔۔ آپ واپس چلے جائیں۔۔۔" مہر نے فون پر ڈرائیور سے کہا اور فون رکھ دیا جبکہ اس شخص نے فرنٹ شیشے سے دونوں کو پھر سے دیکھا۔

"یہیں اتار دیجیئے۔۔۔ بس۔۔۔اس حویلی سے ذرا پہلے۔۔۔" وہ تیزی سے بولی۔

"آپکا بہت۔۔۔ بہت شکریہ۔۔۔انکل۔۔اللہ آپ کو اس کام کا اچھا اجر دے۔۔۔" جنت نے دل سے دعا دی جس پر وہ شخص مسکرا دیا۔ حویلی پہ پہلا دھیان پڑتے ہی وہ وہ

حیران ہو کر رہ گیا۔۔۔اور اس سے بھی زیادہ حویلی کے اندر لڑکیوں کو جاتا دیکھ کر۔۔ بھلے ہی حویلی اس سے دس بیس قدم کے فاصلے پر تھی مگر وہ رستہ،وہ گلی،،اور ان سب سے جڑی ماضی کی کچھ جھلکیاں اسکے ذہن میں گردش کرنے لگیں۔

اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتا۔۔۔اس نے گاڑی سے باہر آنا مناسب سمجھا۔۔۔یہ جگہ اسکی محبت سے جڑی تھی۔۔۔کئی برس اس نے اس راہ کا سوچا بھی نہیں تھا اور آج یہ لڑکیاں اسے لے آئیں۔

۔اس نے حویلی کو بغور دیکھا اور بارش میں بھیگتے ہوئے رو دیا۔

ایک جوان درمیانی عمر کا شخص جب بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے تو یہی لگتا ہے وہ محبت میں بہت ٹوٹ چکا ہے۔۔ہار چکا ہے۔

"کاش!تم میرا ساتھ دے دیتیں۔۔کاش۔۔"

آخر اس نے خود کو کنڑول کرتے ہوئے آنسو صاف کئے اور گاڑی میں بیٹھتے ہوئے دل پہ پتھر رکھ کر وہاں سے نکل آیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

Clubb of Quality Content

”کس کے ساتھ آئے ہو تم لوگ؟؟؟“ اماں بی اپنی چھڑی کی مدد سے سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے سوالیہ بولیں۔

”وہ۔۔۔!ڈرائیور۔۔۔“ جنت نے بیگ کو میز پر رکھا اور رک رک کر بولی۔

”ڈرائیور کا تو مجھے ابھی فون آیا ہے۔۔۔“ وہ دونوں کو گھور کر دیکھنے لگیں جس پر دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے کا تعاقب کرنے لگیں۔شاید وہ کوئی بہانہ سوچ رہی تھیں۔

اس سے پہلے کچھ بولتیں اماں بی اپنی گرجدار آواز میں بولیں۔

”کس کے ساتھ آئے ہو تم لوگ؟؟“

”وہ۔۔اماں بی۔۔۔وہ۔۔۔“ دونوں یکے بعد دیگرے بولیں۔

”اماں بی۔۔۔آ تو گئیں ناں!اب۔۔آپ۔۔۔“ زیبا نے دونوں کو دیکھا اور فوراً سے ان کے پاس آ کھڑی ہوئیں۔

”دیکھیئے کس قدر بھیگی ہوئی ہیں دونوں۔۔۔چلو بچو۔۔۔چینج کر آؤ۔۔۔“ وہ دونوں سے ذرا نرمی سے بولی جس پر اماں بی نے دونوں کو گھورا۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور موقع کو غنیمت جانتے ہوئے وہاں سے کھسکنے لگیں۔

”مت بھولنا کہ بات ختم ہو چکی ہے۔۔۔بعد میں خبر لیتی

Clubb of Quality Content

ہوں تم دونوں کی۔۔۔" وہ ان دونوں کو وہاں سے جاتا ہوا دیکھ کر للکار کر بولیں جس پر زیبا برا سا منہ بناتے ہوئے ایک سائیڈ پر ہو لی۔

"وقت کیسا جا رہا ہے۔۔۔اور ان لوگوں کو پرواہ ہی نہیں۔۔۔" وہ خود کے ساتھ محو گفتگو ہوئیں اور بیٹھ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"تھینک گاڈ۔۔۔بچت ہو گئی۔۔۔اف ف۔۔۔! ہو۔۔۔!" مہر ٹاول کے ساتھ بالوں کو سکھاتے ہوئے مسکرائی۔

"بچت کہاں ہوئی مہر؟؟ تم نے سنا نہیں تھا اماں بی کا الٹی میٹم۔۔۔" وہ سوالیہ انداز میں بات کرتے ہوئے طنزیہ بولی۔

"اف ف۔۔۔یار۔۔۔جنت۔۔۔یہ اماں بی۔۔۔بھی ناں!" وہ منہ پھلاتے ہوئے کنگھی کرنے لگی۔

"کیا یار۔۔۔چل چھوڑ! دفع کرو!" جنت نے گیلے بالوں پر سے تولیہ ہٹایا اور معاملے کو رفع دفع کرتے ہوئے اس سے بولی۔

"کس کو؟؟ اماں بی کو؟؟" وہ سوالیہ بولی، اور جواب اخذ کرتے ہوئے حیرت سے بولی۔

”ارے نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔اس بات کو یار۔۔۔“ کپ بورڈ سے ہیئر ڈرائیر نکالتے ہوئے وہ تیزی سے بولی۔

”اچھا۔۔پھر ٹھیک ہے۔۔۔“ مہر کھلکھلائی۔

”سن۔۔یہ شاویز آجکل کہاں ہوتا ہے؟؟ کوئی خبر وبر ہے اسکی؟؟“

”بھلا مجھے کیا خبر ہو گی اسکی۔۔۔تم بھی ناں!“ وہ ہنستے ہنستے ذرا سنجیدہ ہوئی۔

”امممم۔۔پتہ ہے علینہ بھابھی اور شماز بھائی آ گئے ہیں۔۔۔“ وہ کچھ دیر توقف کے بعد اطلاعیہ انداز میں بولی۔

”کب؟؟ نظر تو نہیں آئے آج۔۔۔“ وہ حیرت سے بولی۔

”ہاں۔۔۔! علینہ بھابھی ڈائریکٹ میکے ہی چلی گئیں۔۔“ مہر نے ہاتھوں کے اشارے سے کہا۔

”اور شماز بھائی؟؟“ جینی ہیر ڈرائیر سے اپنے گیلے بال خشک کرنے لگی۔

”وہ۔۔“ وہ کھلکھلائی۔

”وہ بھلا علینہ بھابھی کے بناء رہ سکتے ہیں؟؟“

”Shut up“مہر۔۔۔“

اس نے اسے گھورا اور ہولے سے ہنس دی۔

"فی الحال۔۔۔اماں بی سے بات کی فکر کرو میری جان۔۔۔بھائی اور بھابھی کے مسئلے کو چھوڑو۔۔۔" جنت نے شرارت سے کہا۔

"ان کا بس چلے تو سانس بھی انکی مرضی سے لیں ہم۔۔"۔مہر نے کافی غصہ سے کہا اور پھر اپنا موڈ ٹھیک کیا۔

"Anyway----

کافی بنانے جارہی ہوں۔۔۔پیو گی؟؟" اس نے سوالیہ کہا۔

"Sure! Why not?---"

وہ ہنس دی جبکہ مہر وہاں سے چل دی اس کے جانے کے بعد وہ ہنستے ہوئے ہولے سے نیم مسکراہٹ پہ آئی اور پھر ذرا سنجیدگی سے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

پاس پڑے ٹیبل پہ موبائل فون کو دیکھتے ہوئے اس نے فوراً سے اسے اٹھایا۔کانٹکٹس کے آپشن پہ کلک کرتے ہوئے اس کی نظر ایک کانٹیکٹ پر آرکی۔اس نے نمبر ڈائل کرنا چاہا مگر ڈائل کرتے کرتے رہ گئی۔

اسی اثناء میں اسکو ایک کال موصول ہوئی۔

"Hello.....!-"

نمبر اجنبی ہونے کے باعث اس نے سہمتے ہوئے بات کی۔

”جی کون؟؟“ وہ پریشانی سے بولی۔

”بے فکر رہو۔۔۔پریشان نہیں کروں گا تمھیں۔۔۔“ شاویز سنجیدگی سے بولا۔

”تم۔۔“ وہ حیرت سے بولی۔۔

”ہاں۔۔۔میں۔۔۔دیکھو۔۔۔فون بند مت کرنا۔۔۔صرف آخری بار۔۔۔پلیز میری بات سن لو۔۔۔“ وہ منت سماجت کرنے لگا۔

”تم نے فون کیوں کیا ہے آخر؟؟؟اور تم ہو کہاں؟؟“ وہ فوراً اسے اٹھی اور کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے بولی۔

”کیوں؟فکر ہو رہی ہے میری؟؟“ وہ شرارت سے بولا۔

”شاویز۔۔۔“ وہ کچھ لمحے بعد بولی۔

”دیکھو۔۔میرا دماغ خراب مت کرو۔۔پلیز!!“

”نہیں کر رہا دماغ خراب تمھارا۔۔۔“ وہ غصہ سے بولا اور پھر تیزی سے غصہ کو پیتے ہوئے بولا۔

”اور آج کے بعد نہیں کروں گا بات۔۔بس آخری بار۔۔۔پلیز۔۔۔!“ وہ التجائیہ بولا۔

”چاہتے کیا ہو؟؟“ وہ سادہ الفاظ میں بولی۔

”تمھیں۔۔۔۔“ وہ آہ بھر کر بولا۔

"دیکھو۔۔۔" وہ غصہ کو کنٹرول کرتے ہوئے کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

"ممانی جان کا ہی خیال کرلو۔۔۔ تم نہیں جانتے تمھاری یہ حرکت ان کو کتنی تکلیف دے گی۔۔"

"انھی کا ہی تو خیال ہے۔۔۔ قسم دے رکھی ہے انہوں نے مجھے۔۔۔ کہ تمھیں پریشان نہ کروں میں"! وہ اذیت اور کرب سے بولا۔

"تو پھر؟؟ قسم توڑنا چاہتے ہو؟؟" اس نے سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔۔ کفارہ ادا کرنے کی وجہ چاہتا ہوں!" اس نے آنکھوں میں آئے چند آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے اس سے کہا۔

"شاویز۔۔۔اگر واقعی۔۔۔۔ تمھیں ان کا خیال ہے ناں! تو اب کبھی شکل مت دکھانا مجھے۔۔۔۔اور نہ ہی فون کرنا سمجھے۔۔۔" وہ حد درجہ غصہ سے بولی اور فون پٹخ دیا۔

"حد ہے۔۔۔" وہ غصہ سے خود سے بولی جبکہ دوسری طرف وہ بے بس ہو گیا تھا۔

"جب بھی چاہتی ہوں۔۔ نارمل ہو جاؤں! تبھی یہ انسان آخر کیوں؟؟" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

-

-

ـ

ـ

☆☆☆☆☆☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 4

●میرے مہربان

''سنو لڑکی۔۔۔'' کافی کا ٹرے ہاتھ میں لیے وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ان کی آواز پہ رکی۔

''جی۔۔۔'' وہ سہمتے ہوئے بولی۔

''آج کے بعد۔۔اگر ڈرائیور نہیں آتا تو وہاں بیٹھ کر انتظار کرنا۔۔۔اور ہاں۔۔۔لفٹ لے کر آج کے بعد کبھی بھی مت آنا۔۔۔۔'' وہ سمجھاتے ہوئے ذرا سختی سے بولیں۔

''اماں بی۔۔۔وہ۔۔۔اصل میں۔۔۔وہ۔۔'' مہر رک رک کر بولی۔

''نجانے کون تھا وہ۔۔ جو بھی تھا۔۔شریف تھا۔۔سیدھا گھر تک چھوڑ کے گیا ہے۔۔ورنہ جیسے حالات ہیں۔۔ کچھ ہو جاتا تو۔۔''انہوں نے اسے خوب ڈانٹ پلائی۔

''اماں بی۔۔ آئندہ نہیں ہو گا۔۔'' اس نے بات ختم کرنا چاہی۔ٹرے پکڑے وہ تھک چکی تھی کیونکہ گرم کافی کے مگ ٹرے میں موجود تھے۔

''جاؤ۔۔۔معاف کیا تم دونوں کو۔۔۔"

"مگر اب یہ نادانی ہر گز مت دوہرانا۔۔۔''

وہ وارن کرتے ہوئے بولیں۔

”بھلا معافی مانگ کون رہا ہے؟؟“ وہ مسکراتے ہوئے منہ میں بڑبڑائی۔

”کیا کہا؟؟“ وہ تصدیقی انداز میں بولیں۔

”کچھ نہیں۔۔۔معاف۔۔۔کرنے۔۔کا۔۔۔بہت۔۔شکریہ۔۔۔“ وہ رک رک کر بولی۔

”اب میں جاؤں؟؟“ وہ جازت طلب کرتے ہوئے بولی۔

”ہاں۔۔جاؤ۔۔۔اور ہاں۔۔رات کے کھانے میں دیر۔۔“

”دیر بالکل بھی نہیں ہوگی۔۔۔“ وہ ان کی بات کاٹتے ہوئے فوراً اسے بولی اور سیڑھیاں چڑھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

”آج پھر لیٹ ہو گئیں۔۔۔“ زیبا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

کھانے کی میز پر ان دونوں کا انتظار ہو رہا تھا جبکہ زیبا کو صرف اور صرف جینی پر غصہ آرہا تھا۔

”اماں بی۔۔۔ہم تو شروع کرتے ہیں۔۔۔اب جنت۔۔“

”بہو۔۔۔مہر بھی لیٹ ہے۔۔۔“ اماں بی نے اسکی بات کاٹتے ہوئے فوراً اسے کہا جس پر وہ خاموش ہو کر رہ گئی۔

”اسلامُ علیکم۔۔۔“ مہر اور جینی سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آئیں۔

"بھابھی۔۔۔آپ۔۔۔بھائی۔۔۔کب آئے؟؟" جنت پر جوش ہو کر بولی۔

"کچھ دیر پہلے ہی۔۔" وہ اسکے گلے لگی جواباً علینہ مسکرا دی۔

"آؤ۔۔ بھئی۔۔۔بیٹھو۔۔۔بہت بھوک لگی ہے مجھے تو۔۔۔" شماز کا بھوک کے مارے بُرا حال تھا۔

"جی۔۔" مہر اور جنت دونوں سامنے والی کرسیوں پر آموجود ہوئیں۔ جبکہ زیبا گھور گھور کر دونوں کو دیکھے جا رہی تھی۔

"امی۔۔۔آپکو کیا ہوا؟؟" مہر نے مسکراتے ہوئے ڈونگے کا ڈھکن ہٹا کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔تم لوگ کھانا کھاؤ۔۔۔" ماموں جان نعیم نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا اور ساتھ ہی ساتھ مسز زیبا کو گھور کر کچھ سمجھانا چاہا۔

"ویسے۔۔۔اماں بی۔۔ جنت جب چلی جائے گی تو پھر کھانے کا افتتاح کیسے ہو گا؟؟" شماز حسب معمول اپنی عادت کے مطابق شرارت سے بولا۔

"میں نے کہاں جانا ہے بھائی؟؟" جینی فوراً اسے بولی اور چاول کھانے میں مصروف ہوئی۔

اماں بی نے دونوں کو گھور کر دیکھا۔ تو مہر نے اسے کہنی ماری اور اماں بی کی طرف اشارہ کر کے کچھ سمجھانا چاہا کیونکہ وہ اس قدر بے تکلفی کے خلاف تھیں۔

"آرام سے کھانا کھاؤ۔۔۔اور ہاں بہو۔۔۔" وہ علینہ سے مخاطب ہوئیں۔

''جی۔۔۔'' وہ ہمہ تن گوش ہوئی۔

''فریج میں آئس کریم پڑی ہوگی وہ لے آؤ۔۔۔'' انہوں نے حکم دیا۔

''جی۔۔۔ابھی لائی۔'' وہ وہاں سے اٹھی اور آئس کریم لینے کچن کی جانب بڑھی۔

''یہ لیجیئے۔۔۔'' اس نے باؤل اور ڈش لا کر میز پر رکھی اور خود بیٹھ گئی۔

''یہ ہمارے آنے کی خوشی میں ؟؟'' شماز شرارت سے بولا۔

''نہیں۔۔'' اماں بھی نے صاف الفاظ میں کہا۔

''پھر ؟؟'' وہ سوالیہ بولا۔

''جینی کی منگنی کی خوشی میں ؟؟ ہیں نا؟؟'' مہر نے جواب اخذ کرتے ہوئے سوالیہ پوچھا جس پر اماں بی نے اسے گھور کر دیکھا کیونکہ وہ جو جواب انہیں دینا تھا، مہر نے جواب دے دیا۔

''کیا کر رہی ہو؟؟'' جنت نے کہنی مارتے ہوئے اسے دبے لفظوں میں ٹوکا۔

''جینی کی منگنی ؟؟'' علینہ کے ہاتھوں سے پانی کا گلاس گرتے گرتے بچا۔ وہ حد درجہ حیران کن نگاہوں سے جنت کو دیکھنے لگی۔

''ہاں! اس میں حیرانگی کی کیا بات ہے بہو؟؟'' ماموں ندیم بولے۔

''نہیں۔۔۔ابو۔۔بس۔۔۔ایسے ہی۔۔۔ کہاں ہوئی منگنی؟؟ ہمیں تو کسی نے بتایا بھی نہیں۔'' وہ رک رک کر بولی اجبکہ سامعیہ اسکی حالت پر کافی غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ارے بیٹا۔۔۔ سرپرائز ہی سمجھو۔۔" وہ ہنس دیے۔

"سرپرائز؟؟۔۔۔"وہ زیر لب بولی اور جینی کو ٹکر ٹکر دیکھنے لگی۔

سوالوں کا ایک ڈھیر اسکے دماغ میں گردش کرنے لگا تھا۔۔ لیکن اماں بی کی موجودگی نے اسے مزید کچھ بھی پوچھنے سے روکے رکھا۔

"تمھارا فیورٹ فلیور ہے۔۔۔اماں بی نے خاص طور پہ منگوایا تمھارے لیے۔۔۔" سامعیہ محبت سے بولی۔

"شکریہ اماں بی۔۔۔" علینہ نے نیم انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

جنت ٹیرس پر موجود ٹھنڈی ہوا کا مزہ لے رہی تھی۔اسی اثناء علینہ کمرے میں آموجود ہوئی۔اسے کمرے میں ناپا کر وہ ٹیرس پہ آئی۔

"کہاں گم ہو لڑکی؟؟" اس نے اسے ہاتھ لگاتے ہوئے پکارا۔

"کہیں نہیں۔۔۔" وہ فوراََ سے اپنے خیال سے نکلی۔

"آپ۔۔۔۔یہاں؟؟"

"کیوں یہاں نہیں آسکتی میں؟" ؟علینہ نے سوالیہ کہا۔

"نہیں۔۔۔ایسا کب کہا میں نے۔۔۔۔" وہ ہولے سے ہنسی اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"یہ مہر نظر نہیں آئی کمرے میں مجھے؟؟" وہ کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔

"یہیں ہوگی۔۔۔اور۔۔آپ سنائیے؟؟کیسا رہا سفر؟؟خوب مزہ کیا ہوگا ناں؟" ؟وہ ہنسی۔

"ہاں!بہت۔۔۔اور تم سناؤ۔۔۔یہ منگنی کب ہوئی تمھاری؟؟مجھے بتایا ہی نہیں؟؟ ہاں!" وہ شکایتی انداز سے بولی۔

"سب کچھ اچانک ہوا۔۔۔مجھے تو خود کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔۔" وہ زبردستی مسکرائی۔

"امممم۔۔۔میں تو سوچ رہی تھی کہ تم میری دیورانی بنو گی۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں کچھ تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

یہ۔۔۔کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟؟" وہ ہولے سے ہنس دی اور بات کو بدلنے کی کوشش کرنے لگی۔

"میں کچھ لے کر آتی ہوں آپکے لیئے۔۔۔" وہ وہاں سے جانے لگی۔

"جینی۔۔۔بیٹھو۔۔۔" اس نے اسے پکارا اور ٹیرس پہ موجود کرسی پہ آبیٹھی۔

"بھابھی۔۔۔!" وہ افسردگی سے اسکے سامنے کرسی پہ آموجود ہوئی۔

"کیا نام ہے اسکا؟؟" علینہ نے سوالیہ پوچھا۔

"جہانگیر۔۔۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"محبت کرتی ہو اس سے؟؟" اس نے پھر سے سوال پوچھا۔

"نہیں۔۔ مگر۔۔۔ محبت کا کیا ہے؟؟ کر لوں گی وہ بھی۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولتی ہوئی بات کو ہنسی میں ٹالنے لگی۔

"تو شاویز سے کر لو ناں؟؟" وہ مشورۃً بولیں۔

"بھابھی۔۔۔ پلیز۔۔۔!" وہ زور دے کر بولی۔

"کیا یار۔۔۔ تم بھی ناں؟؟ محبت تو ہو جاتی ہے اور تم ہو کہ محبت کرنے کی بات کر رہی ہو۔۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

تم سمجھ ہی نہ پائی شاویز کو۔۔ کہ وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے۔ وہ تمھارے لیے سب کے سامنے سٹینڈ لیتا تھا۔۔۔ مگر تم۔۔۔" وہ افسوس کرتے ہوئے چپ سادھ گئی۔

"بھابھی۔۔۔ مجھے اسکی ہمدردی نہیں چاہیئے۔۔۔ اور پلیز۔۔ میں نہیں چاہتی کہ میرا انجام بھی تابینہ خالہ جیسا ہو۔" وہ تیزی سے بولی جس پر علینہ چونک اٹھی۔

"تابینہ پھوپھو جیسا؟؟؟" وہ سوالیہ بولی۔

"ہاں!" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم سے بات کرنا ہی بے کار ہے۔۔۔ راحت انکل اور شاویز میں بہت فرق ہے۔۔۔ سمجھی۔۔۔!" وہ غصہ سے کہتے ہوئے وہاں سے اٹھی اور ٹیرس کے دروازے تک آموجود ہوئی۔

دوسری طرف کچن کے سے فارغ ہوتے ہی مہر کمرے میں چکی تھی۔

”بھابھی۔۔۔ کیا ہوا تھا تب؟؟ آخر کیوں راحت انکل۔۔۔“ اس سے پہلے وہ بولتی علینہ نے اسکی بات کاٹی۔

”محبت پہ یقین نہیں رہے گا تمھارا۔۔۔“ وہ خیر خواہ بنتے ہوئے بولیں۔

”کیا مطلب؟؟“ وہ کشمکش کا شکار ہوئی۔

”چلتی ہوں۔۔۔۔ شماز انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔“ وہ فوراً اسے بات ختم کرتے ہوئے ٹیرس سے کمرے تک آئی جہاں مہرا نہیں اپنے سامنے پا کر حیران ضرور ہوئی مگر چپ سادھ لی۔

”اور تم۔۔۔ مہر۔۔ تم بھی اسے سمجھا نہیں سکی۔۔۔“ علینہ اب اسکے ساتھ بحث کرنے لگی جبکہ مہر نے جنت اور علینہ دونوں کو دیکھ کر بات کو سمجھنا چاہا۔

”بھابھی۔۔ آپ کیوں اسے۔۔۔“ جینی زچ ہو کر بولی۔

”اماں بی کے سامنے بھلا کیسے میں اپنی مرضی رکھ سکتی ہوں؟؟“ وہ سوالیہ بولی۔

”تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے۔۔۔ وہ جلاد نہیں۔۔۔ تم سے تمھاری مرضی نہ پوچھی ہو۔۔۔ میں مان ہی نہیں سکتی۔۔۔“ وہ سنجیدگی سے بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پوچھا تھا بھابھی۔۔۔۔ مگر منگنی کے بعد۔۔۔" مہر کھلکھلا کر ہنسی جس پر علینہ نے اسے گھورا۔

"یار۔۔۔ تم لوگوں نے تابینہ پھوپھو کو حوہ بنالیا ہے۔۔۔ان کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ ڈیزرو کرتی تھیں یہ سب۔۔۔اماں بی نے محبت کے معاملے کو سمجھا ہے ہمیشہ۔۔۔اگر وہ نہ سمجھتی تو میں اور شماز ایک نہ ہوتے۔۔" وہ ایک لمبی تفصیل سناتے ہوئے وہاں سے جانے لگی۔

"بھابھی۔۔۔" جینی اور مہر نے ایک دوسرے کو دیکھا اور اسے بلانے لگیں۔

"آخر ہوا کیا تھا؟؟ کیا کیا تھا تابینہ پھوپھو نے؟؟؟" وہ کشمکش میں مبتلا ہوئی۔

علینہ رکی اور دونوں کی طرف دیکھ کر چپ چاپ وہاں سے نکل گئی۔ مگر دونوں کے مابین ہونے والی گفتگو سے وہ دروازے پہ رک گئی۔

"آخر کیوں ہم سے چھپا رہے ہیں سب؟؟ ممانی جان سے پوچھا۔۔۔تو وہ بھی چپ۔۔۔تابینہ خالہ بھی۔۔۔اور اب یہ بھی۔۔۔" جینی بے چینی سے بولی۔

"اور ہاں راحت انکل ہیں کہ۔۔۔" مہر غصہ سے بولی۔

"پس کر رہ گئے ہیں ہم تو۔۔" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

علینہ واپس آئی اور کمرے کا سروازہ کھولتے ہی بولی۔

"کیسے جانتے ہو تم لوگ راحت کو؟؟؟" اس نے تفشیشی انداز میں پوچھا۔

"سب ہی جانتے ہیں۔۔اس میں انوکھی بات کیا ہے؟؟" جنت اسکا انداز دیکھ کر بولی۔

"کاش جان جاتے اس انسان کو سب۔۔کاش۔۔تو تابینہ پوپھو کے ساتھ یہ سب نہ ہوتا۔۔" وہ تاسف سے بولی۔

"کیا جان لیتے؟؟" مہر نے فوراً ہی سوال کیا۔

علینہ نے دونوں کو بغور دیکھا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"تنہائی میں فائدہ اٹھایا تھا اس انسان نے تابینہ پوپھو کا۔۔"

"نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔"مہر ہڑبڑائی۔

"ایسا ہی ہوا تھا۔پورا محلہ گواہ ہے۔۔مجھے شماز نے بتایا سب۔۔اور میں تم لوگوں کو اس لیئے بتا رہی ہوں کہ اب کبھی بھولے سے بھی راحت انکل کا نام نہ لینا۔۔کسی نے سن لیا تو قیامت آجائے گی۔ سمجھیں۔۔" اس نے تنبیہی انداز میں کہا اور کمرے سے باہر آگئی۔

اس نے جو انکشاف کیا تھا،اسے سن کر قیامت تو ان دونوں پہ گری تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"امی۔۔۔" علینہ کچن کے کاموں میں انکی مدد کروا رہی تھی۔

"جی بیٹا۔" سامعیہ اسکی طرف گویا ہوئی۔

”امی۔۔۔یہ سب کیا ہو گیا؟؟“ وہ افسردگی سے بولتے ہوئے کام کرتے کرتے رکی۔

”کیا؟؟“ سامعیہ نے سمجھنے کی کوشش کی۔

”یہ منگنی؟؟“ وہ رکی اور پھر سے بولی۔

”آخر آپ نے کیوں نہیں بات کی اماں بی سے؟؟ شاویز کے لیے۔۔“

”بیٹی۔۔۔یہ سب تو قسمت کی بات ہے۔۔“ وہ آہ بھر کر بولیں۔

”مگر۔۔امی۔۔۔“ وہ تاسف سے بولی۔

سامعیہ نے ایک نظر اسکی طرف دکھ سے دیکھا اور خاموشی سے وہاں سے چائے لے کر باہر آ گئی کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ انکے پاس اسکے سوالوں کا کوئی جواب نہیں۔

”آخر کیا مسئلہ ہے ان سب کا؟؟“ وہ چڑ کر خود سے بولی۔

☆☆☆☆☆☆☆

”کہاں ہو؟؟“ مہر یونیورسٹی کے سامنے گاڑی سے اترتے ہوئے فون پر سوالیہ بولی۔ جبکہ دوسری سائیڈ سے جنت اتری۔ وہ اسے بغور دیکھے جا رہی تھی۔

”سجیل۔۔۔یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔“ وہ پُرجوش ہوئی۔ اور فون رکھتے ہوئے جنت کی جانب متوجہ ہوئی جو اسے برابر گھورے جا رہی تھی۔

”یہ۔۔اسکو اور کوئی کام نہیں؟؟؟“ وہ تیکھے انداز سے بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کس کو؟؟" مہر نے چلتے چلتے ارد گرد دیکھا۔

"یہ۔۔ سجیل صاحب کو۔۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

"کیوں؟؟ کیا ہوا؟؟" وہ ہنسی۔

"یہ آخر یونیورسٹی میں کیا کرنے کی آتا ہے آئے روز؟؟" وہ سوالیہ بولی۔

"خیر تو ہے؟؟ اس قدر آگ بگولہ کیوں ہو رہی ہو؟؟؟ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"میں نہیں ہو رہی آگ بگولہ۔۔۔" وہ نفی میں سر ہلایا اور منہ پھلا کر بیٹھ گئی مگر اسکے منہ سے اگلی بات سننے کے بعد وہ جتنے سکون سے بیٹھی تھی، اتنے سکون سے کھڑی نہ ہو پائی۔

"خیر۔۔ اب وہ روزانہ یونیورسٹی آیا کرے گا۔۔۔ اور وہ بھی لیکچررشپ کے لیے۔۔۔" وہ اطلاع دیتے ہوئے مسکرائی۔

"لیکچررشپ؟؟ کیا؟؟" وہ بے ضبط بولی۔

"تمہیں کیا ہوا؟؟" اس نے اسکی حالت کا بغور جائزہ لیا۔ اسکے اندر پیدا ہونے والی بے ترتیبی کو وہ محسوس کر چکی تھی۔

"نہیں۔۔ مجھے کیا ہونا ہے۔۔" اس نے خود کو نارمل کیا اور طنزیہ بولی۔

"کیا بات ہے؟؟ ویسے اتنے پیسے اکھٹے کر کے کیا کرنا ہے اس نے؟؟" وہ گویا بات بدلنا چاہ رہی تھی۔

"مجھ سے شادی۔" مہر لجائی سے بولی اور ہنس دی۔

"very funny"۔۔۔۔"

"اینی ہاؤ۔۔فی الحال کلاس اٹینڈ کرو۔۔ایک سرپرائز منتظر ہے تمہارا۔۔ جاؤ۔۔" مہر کی باتوں میں عجیب سی شرارت تھی جسے وہ سمجھ نہ پائی۔

کلاس روم میں آج ایک عجیب سا ماحول تھا۔سب بے فکری سے نئے لیکچرار کا انتظار کر رہے تھے۔اسکا آنا تھا کہ سب بیک وقت کھڑے ہوئے اور بیٹھ گئے اس نے اپنا تعارف کروایا اور اہم باتیں بتانے لگا۔

"لیٹ ہو گئی۔۔۔باتوں میں لگا دیا اس نے تو۔۔۔۔" وہ گھڑی کو دیکھتے ہوئے پریشان ہوئی اور مہر کو کوسنے لگی۔

"لگتا ہے دیر سے پہنچنے پر اسائنمنٹ سزا میں ملنے کا سرپرائز ہی ہو گا۔۔" وہ بھاگتی ہوئی لیکچر ہال تک پہنچی۔

ابھی وہ کلاس میں داخل ہونے ہی والی تھی کہ اسے ڈائس کے پر پا کر وہ رکی۔اسکے ہاتھ میں موجود فائلز گرتے گرتے بچی۔

"اوہ! یہ۔۔۔یہاں؟؟تو۔۔سرپرائز۔۔ یہ تھا۔۔" وہ زیر لب بولی۔

"جی۔۔۔آجائیے۔۔" اس نے گھڑی کو دیکھا اور اسکی اجازت مانگنے سے پہلے خود ہی بولا۔

"جی۔۔!" اس نے اپنی آنکھیں جھپکائیں اور کنفیوز ہوتے ہوئے گرلز سائیڈ پر موجود خالی کرسیوں میں سے کسی ایک پر آبیٹھی۔

"ہاں۔۔۔تو۔۔میں آپ کو بتا رہا تھا۔۔۔" وہ اسکے بیٹھتے ہی اپنے لیکچر کی طرف آیا۔

ساری کلاس خوب مزے سے اسکی بات پر دھیان کئے ہوئے تھی جبکہ جنت بغیر آنکھیں جھپکائے اسکی باتوں کی بجائے اسکے چہرے کی طرف برابر دیکھے جا رہی تھی۔

"Excuse me"۔۔۔۔"

وہ لیکچر دیتے ہوئے رکا۔ کیونکہ اسکا یوں اسکی جانب دیکھنا اسے پریشان کر گیا تھا۔

"Are you alright?"

۔۔۔وہ فکرمندی سے بولا۔

"yes.....I'm alright"۔۔۔"

وہ فوراً اسے پلکیں جھپکاتے ہوئے بولی اور بال پین سے فائل پر کچھ لکھنے میں مصروف ہو ئی۔ جبکہ اس نے بغور اسکا جائزہ لیتے ہوئے اپنا دھیان دوسری طرف کر لیا۔

"تو ٹھیک ہے؟؟ کیا ہوا تجھے؟؟" رمشہ نے کہنی مار کر اسے ہلایا۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔" وہ ہولے سے ہنسی۔

"یہ؟؟؟" وہ ادھورے لفظوں میں اس سے اسکے بارے میں پوچھنے لگی۔

"نیو لیکچرار ہیں۔۔ سر امجد کی جگہ۔۔"

"تو سر امجد؟؟" جنت نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔

"انکی پروموشن ہو گئی ہے۔۔ سنا ہے یہ بھی بہت قابل ہیں۔۔"

"قابل۔۔" وہ طنزیہ مسکرائی تھی۔ سجیل کا دھیان ان دونوں پہ ہی تھا کیونکہ انکی سرگوشیاں اور چے مگوئیاں اسے لگاتار پریشان کیے جا رہی تھیں۔

"چل۔۔ لیکچر پہ دھیان دے۔۔۔ کہیں پھر سے نہ پوچھے Excuse me! Are you alright?۔۔"

جنت اسکی نقل اتارتے ہوئے بولی جس پر رمشا ہنس پڑی۔

سای کلاس ان دونوں کی جانب متوجہ ہوئی جو ہنس رہی تھیں۔

"No taking۔۔۔"

آخر سجیل کو منع کرنا ہی پڑا۔

"Sorry sir.....!۔"

رمشا بولی جبکہ جنت نے یوں باور کروانا چاہا جیسے وہ جانتی ہی نہیں کہ سجیل ہے کون اور اس نے کچھ کہا بھی ہے۔

Clubb of Quality Content

جبکہ سجیل اچھا خاصا مایوسی انداز میں پھر سے اپنے لیکچر کی جانب متوجہ ہوا۔ جو طالبعلم ان کی طرف دیکھ رہے تھے، فوراََ سے لیکچر کی طرف متوجہ ہوئے۔

باہر نکلتے ہوئے وہ اچھا خاصا بے زار لگ رہا تھا۔ ایک ہینڈ سم، سمائلنگ فیس والا آدمی جب بے حد خوبصورت چہرے کے ساتھ کچھ گڑ بڑایا ہوا ہو تو اسکا ہر انداز اور پر سنلٹی ماند پڑ جاتی ہے۔

آج اسکا پہلا دن تھا۔۔ جو ایسے گزرے گا، اسے اندازہ نہیں تھا۔

وہ تو اسے اپنے سامنے مہر نظر آگئی نہیں تو شاید وہ دیوار سے ٹکر دے مارتا۔

"کیسے ہو؟؟

How's your day?

۔" وہ پر جوش طریقے سے بولی۔

"ٹھیک۔۔۔" وہ منہ بسور کر بولا۔

"اوہ! خیر۔۔۔سب ٹھیک تو ہے نا!" وہ فکری انداز سے بولی۔

"ہاں! تمھاری وہ کزن۔۔۔ کیا نام ہے اسکا۔۔۔" وہ دماغ پر زور ڈالتے ہوئے رکا۔

"جنت۔۔" وہ فوراً سے بولی۔

"کیا کہا جینی نے؟؟" اس نے تعجب سے پوچھا۔

"جنت۔۔ جینی۔۔۔Whatever۔۔۔" وہ منہ بُھلا کر بولا۔

"اوہ! ہو۔۔۔ہوا کیا؟؟" وہ بے چینی سے بولی۔

"دیکھنے سے لگتا نہیں کہ وہ اس قدر تیز ہو گی۔۔۔اف ف ف۔۔۔" وہ الجھ کر بولا اور ذہنی تناؤ کا شکار ہوا۔

"کس قدر تیز ہے؟؟" وہ چونکی۔

"ایک ٹیچر کی ریسپیکٹ کیا ہوتی ہے۔ذرا خیال نہیں اسے۔۔۔تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ اسی کی کلاس میں ہی پہلا لیکچر ہے میرا؟؟ پتہ تو ہو گا ناں تمہیں؟؟"

"ہاں پتہ تھا۔۔ سوچا سرپرائز ہی سہی۔۔" وہ کھلکھلائی تو وہ مزید بولا۔

"بہت ہی برا سرپرائز تھا مہر۔۔سارا موڈ خراب کر دیا میرا۔" سجیل بے دلی سے بولا۔

"سجیل۔۔۔ریلیکس۔۔آخر اتنا بھی کیا ہو گیا ہے۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"چھوڑ بھی دو اب۔۔" ابھی وہ اس سے بات کر ہی رہی تھی کہ جینی دور سے آتے ہوئے سجیل کی موجودگی کی پرواہ کئے بغیر بے دھڑک بولی۔

"تم یہاں گپیں ہانک رہی ہو؟؟ فون پہ فون کر رہی ہوں۔۔۔سیل فون ہی دیکھ لو۔۔"

"ہاں! بولو۔۔۔کوئی کام ہے؟؟" وہ سوالیہ بولی۔

"ہاں۔۔! جب فری ہو جاؤ تو بتا دینا۔" وہ سجیل کو بغور دیکھتے ہوئے پھر مہر سے بولی۔

"جینی۔۔" اس نے ڈپٹ کر اسکا نام لیا مگر جینی کو بھلا کہاں پرواہ تھی؟

”میں چلتا ہوں۔۔“ وہ جینی کو گھور کر دیکھ کر بولا۔

”Sure....!“

جنت فوراً اسے بولی اور ہاتھ کے اشارے سے جانے کا مسکراتے ہوئے کہا۔وہ خاموشی سے وہاں سے چل دیا۔

”جینی۔۔۔۔What's worng with you?۔“

وہ ڈانٹ کر بولی۔

”ناراض ہو گیا شاید۔“ وہ افسردگی سے بولی۔

”شاید؟؟“ وہ کھلکھلائی۔

”یقیناً۔۔!“ وہ پورے وثوق سے بولی۔

”آخر تمھیں پرابلم کیا ہے سجیل سے؟؟“ مہر سوالیہ بولی۔

”مجھے کوئی پرابلم نہیں۔“ وہ نفی میں سر ہلا کر بولی۔

”لائبریری کی طرف جارہی ہوں۔۔۔سیل فون سائلنٹ پر ہو گا۔ تھوڑا ویٹ کر لینا میرا۔“ وہ مسکراتے ہوئے بولی اور وہاں سے چل دی جبکہ مہر اسے پریشانی سے جاتا ہوا دیکھتی ہی رہ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لائبریری میں اس قدر خاموشی تھی کہ وہاں سانس تک لینے کی بھی آواز نہی آرہی تھی۔وہ داخل ہوئی اور اپنی مقرر کردہ جگہ پر بیٹھ گئی۔اور نوٹس بنانے میں مصروف ہوئی۔

"May i sit here?"

سجیل موڈ خوشگوار کرتا ہوا اسکے سامنے والی کرسی پر بیٹھنے کی اجازت لیتے ہوئے بولا۔وہ چپ رہی اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"اگر کوئی پرابلم ہے مجھ سے تو پلیز بتائیے۔" وہ احتراماً بولا۔

"لائبریری ہے یہ۔۔۔کیفے نہیں سجیل صاحب۔۔" وہ طنزیہ بولی۔

"سجیل؟؟" وہ چونکا۔

"I'm your teacher"۔"اس نے یاددہانی کرائی۔

"جب کچھ سنوں گی تو ٹیچر بھی مان لوں گی۔" اس نے بک بند کی۔فائل اٹھائی اور کرسی سے اٹھی۔

"What do you mean?

۔" وہ بھی اسکے ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے ہو لیا۔

"اب بھلا اسکا کیا مطلب بتاؤں؟؟" وہ ہنسی۔

اس وقت دونوں لائبریری کے باہر ہال میں کھڑے تھے۔

"تو اسی لیے۔۔آج۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکا۔

"دیکھیئے سجیل صاحب۔۔۔آپ نے مجھ سے سوال کیا؟؟ کیا نا؟؟" وہ زور دے کر پوچھنے لگی۔

"ہاں۔۔۔!" وہ کنفیوز ہوا۔

"تو میں نے جواب دیا ناں۔۔۔دیا ناں؟؟" وہ پھر سے سوالیہ بولی۔

"ہاں۔مگر۔۔۔" وہ رکا۔

"تو سمپل۔۔۔رمشا نے سوال کیا۔اب جواب نہ دینا بھی بُری بات تھی ناں؟؟" وہ بچوں کی طرح سوالیہ بولی۔

"کم از کم۔۔۔یہی خیال کر لیتیں کے آج میرا فرسٹ ڈے ہے۔" وہ سمجھاتے ہوئے بولا۔

"ام مم۔۔۔۔سوری۔۔"

"I can't change myself for you"۔"

وہ بُرا سا منہ بناتے ہوئے بولی اور وہاں سے چلدی۔

"مہر بھی نا۔۔بے وقوف ہے اک نمبر کی۔۔کتنے عجیب انسان سے واسطہ ہے اسکا۔۔۔"

"So mean"

وہ سر کو پکڑتے ہوئے بولی اور یونیورسٹی کے مین گیٹ تک آئی۔

"کہاں رہ گئی تھی؟؟" مہر نے پوچھا۔

"کہیں نہیں۔۔ عجیب ہے تمھارا سجیل۔۔۔" وہ منہ بسور کر بولی۔

"تمھارا سجیل؟؟" وہ مسکرا دی۔

"ہاں۔۔! فضول میں ہی۔۔۔بس۔۔۔خیر چھوڑو۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکی اور مسئلے کو رفع دفع کرنے لگی۔

"ویسے اک بات تو بتاؤ؟؟" مہر نے گھڑی کو دیکھا۔

"ہاں پوچھو۔۔" جنت نے جواب دیا۔

"تمھیں سجیل پسند نہیں؟؟" وہ سوالیہ بولی۔

"اک آنکھ نہیں بھاتا یہ شخص مجھے۔ جب دیکھو فری ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ میری مان تو کنفرم کر لے۔ وہ تجھ سے محبت بھی کرتا ہے کہ بس ٹائم پاس؟" وہ مشورہ دیتے ہوئے ہنسی۔ مگر پھر قدرے سنجیدگی سے بولی۔

"راحت انکل جیسا نکلا تو؟؟؟؟"

"Shut up...." ۔۔

مہر نے غصہ سے اسکا منہ بند کروایا جبکہ وہ برابر تکرار کیے جا رہی تھی۔ مگر مہر پر اسکی باتیں کئی حد تک گہرا اثر چھوڑ چکی تھی۔ ڈرائیور کے آتے ہی دونوں گاڑی پر سوار ہوئیں اور گھر کی جانب روانہ ہوئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

کھانے کی میز پر اماں بی نے پر جوش طریقے سے کچھ اہم اعلان کیا۔

"علینہ اور مہر شاپنگ کی ساری ذمہ داری تم لوگوں کی۔" انہوں نے واضح الفاظ میں کہا۔

"شاپنگ؟؟" دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا۔

"ہاں۔۔۔ جہانگیر کی ماں کا فون آیا۔ وہ لوگ شادی کا کہہ رہے ہیں۔"

"اتنی جلدی؟؟ سامعیہ بولی۔ ابھی تو فائنل ایگزیمز ہونے والے ہیں جنت کے۔ انہوں نے خیر خواہی چاہی۔

"ہاں۔۔ تو ٹھیک ہے ناں! امتحانات کے فوراً بعد کی تاریخ رکھ لیں گے۔" ندیم ماموں بولے۔

"ہاں۔۔ یہ ٹھیک رہے گا۔" اماں بی محبت سے بولیں جبکہ جنت کا دل دھک دھک کرنے لگا وہ بمشکل ہی روٹی کا نوالہ نگل پائی تھی۔ اسکی حالت کو علینہ نے بغور محسوس کیا۔

"اماں بی۔۔۔ بے فکر رہیئے۔" زیبا نے یقین دہانی کرائی۔ جس پر نعیم ماموں ہنس دیے۔

''بس۔۔۔اب زیبا نے کہہ دیا ناں! تو فکر کی کوئی بات نہیں۔'' نعیم ماموں کھلکھلائے جس پر سب گھر والے ہنس دیے۔ایمل اور سدرہ تو جیسے مسکراتے مسکراتے بے قابو ہو گئیں وہ کافی حد تک اس خبر کو سننے کے بعد پُر جوش لگ رہی تھیں۔

جنت باہر لان میں بیٹھی کافی پی رہی تھی۔سردی کی لہر اپنا لطف بیان کر رہی تھی مگر وہ کھانے کی میز پر کیے جانے والے فیصلے پر بے حد پریشان تھی۔وہ پریشان تھی اور افسردہ بھی۔وہ وجہ نہیں جان پائی تھی کہ ایسا کیوں ہے؟

'' بسکٹ۔۔۔؟''علینہ اسکے سامنے کرتے ہوئے شرارتی انداز سے بولی۔جس پر جنت نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے اسکی طرف دیکھا اور پھر کافی کا کپ منہ کو لگا یا۔

''خالی پیٹ سوچنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔سو۔۔۔۔لے لو۔۔'' وہ مذاحیہ انداز سے بولی۔

''کھانا تو کھایا ہے ابھی۔۔۔'' وہ سادگی سے بولی۔

''ہاں۔۔۔وہ ایک نوالہ جو شادی کی خبر سننے کے بعد بمشکل ہی نگلا تم نے۔۔'' وہ اسکو بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

''بھابھی۔۔۔آخر کیوں تنگ کر رہی ہیں؟؟'' وہ زچ ہو کر بولی۔

Clubb of Quality Content

''امم م۔۔۔چلو شاباش۔۔۔۔بسکٹ لو۔۔'' وہ پلیٹ اسکے سامنے کرتے ہوئے بولیں۔ جس پر اس نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے بمشکل ہی ایک بسکٹ اٹھایا۔

''کیا تم خوش نہیں ہو اس فیصلے سے؟؟'' وہ سوالیہ بولیں۔

''اگر میں کہوں۔۔۔نہیں تو؟؟'' اس نے اس سے سوال کیا۔

''تو Simple۔۔۔''

'' اماں بی سے بات کرتے ہیں بھلا تمھارے ساتھ کوئی زیادتی تھوڑی نہ ہونے دیں گے ہم۔۔۔'' وہ محبت سے بولی۔

''کیا بات کریں گے؟؟'' وہ مسکرائی اور سوالیہ بولی۔

''یہی کہ تم خوش نہیں ہو۔۔'' وہ سادہ الفاظ میں بولی۔

''تو وہ مان جائیں گی؟؟'' جنت نے پھر سے سوال کیا۔

''ظاہر ہے۔۔۔۔! شکل پہ تمھاری بارہ بجے ہیں! مانیں گی کیوں نہیں؟؟'' وہ کھلکھلائی۔

''بھابھی۔۔اب ایسی بھی بات نہیں۔۔۔۔'' وہ اسکی بات پر مسکرا دی۔

''سناؤ۔۔۔جہانگیر کیسا ہے؟؟'' وہ بسکٹ کھاتے ہوئے سوالیہ بولی۔

''مجھے کیا پتہ؟؟میری کونسا کوئی بات ہوتی ہے ان سے؟؟'' وہ کندھوں کو اچکا کر بولی۔

''کیا؟؟'' علینہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

”ہاں۔۔۔ مگر کیا ہوا؟؟“ وہ اسکی حالت کو بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

”تمھاری بات نہیں ہوتی؟؟ جانتی نہیں ہو اُسے۔ تو بھلا ساری زندگی کیسے گزارو گی اسکے ساتھ؟“ وہ اسکی بے وقوفی پر چیخ اٹھی۔

”بھابھی۔۔۔ ریلیکس۔ یہ ضروری تو نہی اب کہ۔۔۔۔“ وہ اسکو پر سکون کرنے لگی۔ ”خیر۔۔ گھر والوں کا فیصلہ ہے۔ بھلا میں اب۔۔“ وہ بات کرتے کرتے چپ سادھ کر بیٹھ گئی۔

“---”Seriously....It's really embarrasing

علینہ تاسف سے بولی۔

”خیر۔۔ چھوڑیئے۔۔۔ پتہ ہے۔۔۔ میں اور مہر تابینہ خالہ سے ملنے گئے تھے۔۔۔ بیچاری بہت کرب میں مبتلا ہیں۔“ وہ دکھ سے بولی۔

”کیا؟؟ کسی کو پتہ تو نہیں لگا؟؟“ علینہ حیران ہوئی۔

”نہیں۔۔ بھابھی نہیں۔۔۔ مگر مجھے انکی حالت کو دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے۔ کاش کہ ہم کچھ کر سکتے انکے لیے۔“ وہ تاسف سے نمی والے لہجے سے بولی۔

”ہم کیا کر سکتے ہیں بھلا؟؟ یہ زندگی انھی کا انتخاب ہے۔ اور پلیز اب کے بعد انکا ذکر مت کرنا اور نہ ہی ملنے جانا۔“ وہ انتباہ کرنے لگیں۔

"مگر بھابھی۔۔۔" وہ کشمکش میں مبتلا ہوئی۔ جبکہ علینہ نے نظروں کے اشارے سے اسے چپ کروادیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہوا؟؟ وہ کھوئی کھوئی سی تھی۔" مہر افسردگی کی حالت میں جنت کے قریب یونیورسٹی کے لان میں اسکے برابر آبیٹھی۔

"کیا ہوا؟؟" جنت نے دوبارہ سے سوال پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔" وہ منہ پھلا کر بولی۔

"اممم۔۔۔! کسی نے کچھ کہا کیا؟؟" وہ کتاب پکڑے ہوئے تھی جسے اس نے فوراً اسے بند کیا اور اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"نہیں۔۔" وہ پھر سے افسردگی سے بولی۔ اسکی آواز میں کپکپاہٹ اور نمی نے جنت کو مزید بے چین کردیا۔

"مہر۔۔۔؟؟ اس ٹائم تو تیری کلاس ہوتی ہے ناں؟" اس نے موبائل پر ٹائم دیکھا۔

"ہاں۔۔۔ دل نہیں کیا کلاس لینے کو۔۔۔" اسکی آنکھوں میں آنسو اتر آئے۔

"مہر۔۔۔ ہوا کیا؟؟" وہ حد درجہ پریشان ہوئی۔ "مہر۔۔۔؟" اس نے بار بار پکارا۔

”اسے واقعی مجھ سے محبت نہیں۔۔“ اس نے آنکھوں کو بند کرتے ہوئے دو موتی موند کر نکالے۔

”کسے؟؟“ وہ حیرانگی سے بولی۔

”سجیل کو۔۔۔“ وہ ہولے سے بولی۔

”مگر۔۔مہر۔۔۔یہ سب۔۔۔“ وہ ہکلائی۔

”تو رک یہاں۔۔۔میں ابھی آئی۔“ اس نے اسے کاریڈور سے جاتا ہوا دیکھ کر مہر سے کہا۔

”جنت۔۔۔رکو۔۔۔“ وہ اسکے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی۔

”کہاں جا رہی ہو؟؟“ مہر نے سوال کیا۔

”اسکا دماغ سیٹ کرنے۔۔۔۔ سمجھتا کیا ہے وہ خود کو۔۔۔ہاٹلنگ کرتا ہے تیرے ساتھ۔۔۔گھومتا پھرتا ہے۔۔۔باتیں کرتا ہے۔۔۔اور اب۔۔۔پتہ تھا مجھے۔۔۔یہ۔۔۔یہ بھی اپنے بھائی کی طرح ہی کرے گا۔۔۔“

”جینی۔۔“ مہر نے تڑپ کر اسکی بات کو کاٹا۔

”چپ کر جاؤ۔۔ علینہ بھابھی نے جو بتایا ضروری نہیں کہ وہ سب سچ ہو۔۔ حقیقت کچھ اور بھی تو ہو سکتی ہے۔۔ اور ویسے بھی۔۔ غلطی میری تھی۔۔۔اسکی نہیں۔“

”What do you mean?

۔۔۔" وہ آگ بگولہ ہوئی۔

"محبت کی امید میرے دل میں تھی۔۔۔اسکی خواہش جانے بنا ہی میں سمجھنے لگی کہ۔۔۔ خیر۔۔ چھوڑو۔۔۔" اس نے لمبی آہ بھری اور تیزی سے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے ہولے سے ہنس دی۔

"ایسے کیسے چھوڑ دوں؟؟" وہ چیخی۔

"جینی۔۔۔۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ کبھی میری فیلینگز جانے۔اور پلیز۔۔۔ تم اُسے کچھ نہیں بتاؤ گی۔" وہ اعتماد سے بولی۔

"کیا مطلب؟؟ کیا وہ نہیں جانتا۔" وہ حد درجہ کشمکش میں مبتلا ہوئی۔

"ہاں۔۔! ایسے ہی باتوں باتوں میں اس نے یہ انکشاف کر دیا کہ ہم ہمیشہ اچھے دوست رہیں گے اور ایک دوسرے کے لیئے ایسا جیون ساتھی ڈھونڈیں گے جو ہمیں ایک دوسرے سے دور نہ کر پائے۔۔" وہ زخمی انداز سے بولی مگر جینی کو سجیل پہ حد درجہ غصہ آ رہا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔نہیں تو وہ اچھا خاصا سناتی اسے۔

"ڈسگسٹینگ۔۔" وہ دانت چبا چبا کر بولی اور سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

''میں سوچ رہی تھی اگر جنت کو بھی مارکیٹ کے لیے ساتھ لے لیتے تو بہتر نہ ہو تا؟؟'' علینہ نے سامعیہ کو مشورہ دیا۔

''وہ بیچاری ابھی تھکی ہوئی آئی ہے۔اسے سنڈے کو لے چلیں گے۔'' سامعیہ نے سادگی سے جواب دیا۔

''چلیں۔۔امی۔۔۔یہ ٹھیک رہے گا۔ہم ایسا کرتے ہیں آج کراکری کا سامان لے آتے ہیں۔باقی چیزیں جنت ساتھ ہو گی تو ہی مناسب رہے گا۔آخر کل کو اسی نے ہی پہننا اوڑھنا ہے۔'' علینہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے تم لوگ ابھی تک یہیں ہو؟؟'' اماں بی نماز کی ادائیگی کے بعد تسبیح ہاتھ میں لیے باہر لاؤنج میں آئیں۔

''بس جارہے ہیں۔'' علینہ نے چائے کے کپوں کو ٹرے میں رکھتے ہی اٹھایا اور کچن کی طرف بڑھی۔

''امی۔۔بس دو منٹ میں آئی۔'' وہ جاتے جاتے بولی۔

''سامعیہ۔۔۔اگر کوئی پیسہ ویسہ چاہیئے تو ندیم کو فون کر دینا وہ فوراً آجائے گا۔میں نے اسے کہہ دیا ہے۔'' اماں بی نے اطلاع دی۔

Novels Clubb Quality Content

"نہیں۔۔۔پیسے تو وہ دے کر گئے ہیں۔اور ضرورت ہوئی تو انہیں فون کر دوں گی۔" سا معیہ مسکرا کر بولی۔

"چلیں امی۔۔۔۔" علینہ نے ہینڈ بیگ لیا۔

"یہ۔۔۔زیبا۔۔کہاں ہے؟؟" وہ ادھر اُدھر نگاہ دوڑاتے بولیں۔

"لے جاتے اسے بھی ساتھ۔"

"وہ۔۔۔۔چچی جان کے سر میں ذرا درد ہے۔۔۔میڈیسن لے کر ابھی سوئی ہیں۔" علینہ نے اطلاع دی۔

"اچھا۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔" وہ تسبیح کرنے میں مشغول ہوئیں جبکہ وہ دونوں وہاں سے چلے گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"Good moring"۔۔۔۔"

سجیل معمول کے مطابق گراؤنڈ کی طرف آتے ہوئے تمام اسٹوڈنٹس سے مخاطب ہوا جو ابأ سبھی عزت نے جوابدیا۔

Clubb of Quality Content

بلاشبہ وہ اب لیکچرر تھا مگر اسکے امپورٹ ایکسپورٹ کے کاروبار کے باعث ہر کوئی اسے جانتا تھا۔راحت انڈسٹریز شہر کی جانی مانی انڈسٹریز میں سے جو ایک تھی۔جاب کا فیصلہ بھی اس نے محض مصروف رہنے کی غرض سے کیا۔راحت انکل سارا دن آفس میں مصروف رہتے اور یہ وہاں کام کر کے اکتا چکا تھا۔کچھ نیا کرنے کی لگن اسے جس نئے راستے اور نئی منزل کی تلاش میں ڈالنے والی تھی اسکا اسے اندازہ نہیں تھا۔

"آ گیا۔۔۔!" وہ چڑ کر بولی۔جواباً مہر نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا جو دور کھڑا لڑکوں سے باتیں کر رہا تھا۔

"جنت۔۔۔" اس نے آہستگی سے اسکا نام لیا۔

"اسے تیری جیسی لڑکی پسند ہے۔"

"میرے جیسی؟؟ کیا مطلب؟؟" وہ حد درجہ چونکی۔

"ہاں۔۔۔" اس نے اسے بغور دیکھا۔

"بکواس نہ کرو۔۔۔" اس نے بات کو رفع دفع کیا۔

"سن۔۔۔اگر اسے تجھ سے محبت ہو گئی تو؟؟؟" وہ اپنا خدشہ بیان کرتے ہوئے مسکرا دی۔

"مہر۔۔" وہ چڑ کر بولی۔

"مجھ سے بھلا کیوں اور ویسے بھی میری چوائس اتنی بُری نہیں۔"

”تمھاری نہیں۔۔۔ مگر اسکی تو ہے۔۔“ وہ اسے تنگ کرتے ہوئے شرارتی انداز سے بولی۔

”کیا؟؟ مطلب کیا ہے تمھارا؟؟“ وہ چڑ کر بولی۔

”ویسے میں نے ایک بات نوٹ کی ہے۔ گھر میں اور یونیورسٹی میں الگ الگ کردار ہے تمھارا۔“ مہر نے گہرے تاثر سے کہا۔

”کیا مطلب؟؟؟“ اس نے بھنویں سکیڑیں۔

”گھر میں یہ منہ پھلائے بیٹھی رہتی ہو۔۔۔“ اس نے منہ پھلاتے ہوئے اسکی نقل اتاری۔

”اور یہاں؟؟“ جنت ہنسی اور تجسس سے سوالیہ انداز میں بولی۔

”یہاں تو۔۔۔ جھانسی کی رانی والا حساب ہے تمھارا۔۔۔اور زبان دراز تو۔۔۔“

”کیا؟؟ زباندراز؟؟؟ مہر؟؟ زبان درازی کب کی میں نے؟؟“ وہ رونے والے انداز سے بولی۔

”اچھا۔۔۔ بابا سوری۔۔۔ اب رونا نہیں۔۔ فی الحال کارٹون دیکھنے کا موڈ نہیں۔۔۔“ اس نے اسے مزید تنگ کیا۔

”پتہ ہے مجھے تم کیوں کہہ رہی ہو یہ سب۔۔۔ اس کارٹون نے ضرور شکایت کی ہو گی میری۔۔۔“ وہ پورے وثوق سے بولی۔

”جنت۔۔“ مہر نے اسے ٹوکا۔

Clubb of Quality Content!

"اچھا۔۔ بھئی۔۔کچھ نہیں کہتی اُسے۔۔۔تم بس جو جی میں آئے مجھے کہتی رہنا۔۔" اس نے کتابیں لیں اور بیگ اٹھاتے ہوئے قدرے مسکرائی جس پر مہر بھی ہولے سے مسکرا دی۔

"چل اٹھ جا تو بھی۔۔ تیرے پاس گڈ مارننگ کہنے نہیں آئے گا۔" جنت نے اسکا دھیان سامنے ہونے پر چڑ کر بولی جواباً مہر سنجیدگی سے اٹھی اور اُسکے ساتھ چل دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"ممی۔۔آجاؤں؟؟" مہر نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"ہاں۔۔آجاؤ۔۔" زیبا نے مسکراتے ہوئے اجازت دی۔

"کیسی ہیں آپ؟؟" مہر نے رسمی طور پر پوچھا۔

"ٹھیک ہوں۔۔تم سناؤ؟؟ کیسا جا رہا ہے سب؟؟" وہ صوفے پر بیٹھیں۔

"سب ٹھیک۔فائنل ایگزیمز ہونے والے ہیں ممی۔" اس نے رک رک کر کہا۔

"جنت کی تو پڑھائی مکمل ہو جائے گی۔۔ لیکن میرے پریکٹیکل۔۔۔۔

"اوہ۔ہو۔۔مہر اتنی تمہید کیوں باندھ رہی ہو میرے بچے۔۔یہ سب تو مجھے پتہ ہے۔کس کام سے آئی ہو؟؟ یہ بتاؤ" وہ اسکا انداز اور لہجہ دیکھ کر بولیں۔

"نہیں۔۔تو۔۔ایسے ہی دل کیا تو آپکے پاس آگئی۔" اس نے بات بدلی۔

"کہہ دو بیٹا جو بات ہے۔۔۔" وہ اسکے بدلے اثرات پر ہنسی۔

''ممی۔۔پہلے وعدہ کریں آپ میرا ساتھ دیں گے؟؟'' اس نے سوال کیا۔

''میں ساتھ ہی ہوں اپنی بچی کے۔۔۔'' انہوں نے اسکا ماتھا چوما۔

''ممی۔۔وہ ٹرپ جارہا ہے۔۔۔تو۔۔پلیز۔۔۔'' اس نے اہم بات سے آگاہ کیا اور پھر ہکلا ئی۔

''یہ ممکن نہیں مہر۔۔اماں جی کبھی نہیں مانیں گی۔'' انہوں نے اداسی سے کہا۔

''مگر کیوں؟؟ٹرپ پہ ہی تو جانا ہے، گھر سے بھاگنا تھوڑی نہ ہے۔'' وہ ضد کرنے لگی۔

''کون بھاگ رہا ہے بھئی؟؟'' نعیم صاحب ہنستے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔

''وہ۔۔ابا۔۔'' مہر بولتے بولتے زیبا کے اشارۃً منع کرنے پر رکی۔

''کچھ نہیں۔۔۔'' وہ اتنا کہتے ہی وہاں سے چلی گئی۔

''ارے بھئی۔۔۔زیبا۔۔یہ اتنی اداس کیوں ہے؟؟سب ٹھیک تو ہے ناں؟؟'' نعیم صاحب پریشانی سے بولے۔

''ہاں۔۔بس۔۔۔ ایگزیمز آرہے ہیں نا اسکے تو۔۔'' وہ ہولے سے ہنس دیں۔

''اچھا۔۔چائے لاتی ہوں آپکے لیے۔'' وہ وہاں سے باہر کچن میں آئی۔

''ارے پاگل۔۔یہ بات ایسے تھوڑی نا کرنے والی تھی؟؟'' علینہ چائے کے مگ پکڑے اس سے بولی۔

وہ زیبا اور اسکے مابین ہونے ولی گفتگو وہ سن چکی تھی۔

مہر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے رکی۔

"آپ۔۔۔یہاں؟؟" وہ چونکی۔

"ہاں۔۔چائے دے کر آتی ہوں شماز کو۔۔" وہ مگ دکھاتے ہوئے وہاں سے اپنے کمرے میں آئی جبکہ مہر وہیں کی وہیں کھڑی رہی۔

"شماز۔۔چائے۔۔" علینہ نے دروازہ کھولا اور اسکے ٹیبل پر چائے رکھ دی اور لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے اسکے انداز پہ چونکا کیونکہ وہ ذرا جلدی میں تھی۔

"سب خیر تو ہے ناں!" وہ حیرت سے بولا۔

"ہاں۔۔آکر بتاتی ہوں۔۔" وہ فوراً اسے باہر آئی۔

"ہاں! بھابھی؟؟ کہہ رہی تھیں آپ؟" مہر اسے اپنے سامنے پاکر سوالیہ بولی۔

"یہاں نہیں۔" وہ سیڑھیاں چڑھی۔

"ہاں۔۔آیئے۔" اس نے اسے کمرے میں آنے کی پیشکش کی۔

"تم جس طرح اجازت مانگ رہی ہو۔۔۔کبھی نہیں ملے گی پرمیشن۔۔" وہ پورے وثوق سے بولی اور کمرے میں آتے ہی بیڈ پر ڈھیر ہوگئی۔

"تو پھر؟؟" وہ چونکی۔

"یہ۔۔جنت کہاں ہے؟؟" اس نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔ "اگر جنت چاہے ناتو سب کچھ ہو سکتا ہے۔اماں بی اجازت دے دیں گی ٹرپ کے لیے۔" وہ پورے وثوق سے بولی۔

"میرے چاہنے سے کیا ہو گا؟؟" وہ واش روم سے باہر آئی اور چہرے کو ٹاول سے صاف کر نے لگی۔

"وہ اجازت نہیں دیں گی۔مجھے پتہ ہے! سو بات کرنا بے کار ہے۔"

"مجھے پتہ ہے۔۔" مہر نے اسکی نقل اتاری۔

"تمھیں تو جیسے الہام ہو جاتا ہے ناں! یونیورسٹی میں مجال ہے کسی کو بات کرنے بھی دے اور یہاں دیکھو ساری بہادری ختم۔" مہر نے مزید کہا جس پہ وہ پھٹ پڑی۔

"تو کیا کروں؟؟ جا کے کہوں ان سے؟؟اور پھر وہ نصیحت بھرے جملے سنا کر چپ کروا دیں گی مجھے۔" وہ چڑ کر بولی۔

"اوہ! ہو۔۔۔! تم لوگ لڑو تو نہیں۔۔۔بھلا میرا اس میں کیا فائدہ؟؟ تم لوگوں کی خوشی کے لیے ساتھ دے رہی ہوں۔۔۔اور تم لوگ ہو کہ۔۔۔" وہ غصہ سے بولیں جس پر جینی نے غصہ کنڑول کیا۔

''اچھا۔پلین کیا ہے؟ بتائیے۔۔۔؟'' مہر اور جنت نے اسکا بنایا ہوا پلین غور سے سنا جبکہ وہ دونوں اسکی باتیں سن کر کسی حد تک پُر امید اور مطمئن ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اماں بی نماز ادا کرنے کے بعد باہر آئیں جبکہ انہیں علینہ اور مہر کی اونچی اونچی آوازیں صاف سنا ئی دے رہیں تھیں،ان دونوں کا مقصد صرف اماں بی کے کان میں اپنی باتیں پہنچانا ہی تھی۔

''مجھے نہیں لگتا بھابھی کہ وہ مانیں۔۔۔'' مہر نے کن اکھیوں سے اماں بی کو دیکھا اور پھر ڈرامائی انداز میں بولی۔

''ایسی بات نہیں مہر۔۔۔اماں بی سخت مزاج ضرور ہیں مگر دل کی بُری نہیں۔۔'' علینہ نے بھی اسی کی طرح ڈرامائی انداز میں کہا۔

''بِھابھی۔۔۔وہ سب تو ٹھیک ہے۔۔مگر آپ بات کریں ناں ان سے۔۔'' اس نے منت کی۔

''کس نے کیا بات کرنی ہے بھئی؟؟'' اماں بی لاٹھی کی مدد سے ہولے ہولے انکی طرف آتے ہوئے سوالیہ بولیں۔

''وہ۔۔۔وہ۔۔اماں بی۔۔۔'' دونوں یکدم اٹھ کھڑی ہوئیں۔

''کیا؟؟ وہ۔۔وہ؟؟ کس بات کے لیے نہیں مانوں گی میں مہر؟؟ بولو؟؟'' وہ مہر سے پوچھنے لگیں۔

''وہ۔۔اصل میں۔۔'' اس نے ایک نظر علینہ کی طرف دیکھا جو اشارۃً بات بتانے کا کہہ رہی تھی مگر وہ اس سے پہلے بات پوری کرتی علینہ کو ہی بولنا پڑا۔

''اماں بی۔۔۔یونی کا ٹرپ جارہا ہے۔۔یہ اور جنت دونوں جانا چاہتی ہیں۔۔'' وہ تیزی سے بولی۔

''ٹرپ۔۔۔؟؟ کب جارہا ہے؟؟ اور کہاں جارہا ہے؟؟'' وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد سوال کرنے لگیں۔

''اماں بی۔۔مری۔۔مری جارہا ہے پرسوں۔۔'' مہر مسکراتے ہوئے بولی۔

''یہ جنت کہاں ہے؟؟'' انہوں نے ارد گرد نظریں گھما کر دیکھا۔

''وہ۔۔کمرے میں۔۔۔اسائنمنٹ کا کام مکمل کر رہی ہے۔۔

آتی ہی ہو گی۔۔۔'' علینہ بولی۔

''امممم۔۔اچھا۔۔بہرالحال کوئی کہیں نہیں جارہا۔۔۔'' انہوں نے حکمیہ انداز سے کہا جس پر مہر انہیں دیکھ کر علینہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اماں جانی۔۔۔دیکھیئے۔۔۔جنت کی شادی ہو جانی ہے۔۔۔اب اگر وہ کچھ دن باہر گھوم پھر آئے گی تو۔۔" اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی اماں بی نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔انکا دیکھنا تھا کہ علینہ کو خاموش ہو نا ہی پڑا۔

"جب کہا ہے۔۔ نہیں تو نہیں۔۔ شادی کے بعد جہاں مرضی گھومے پھرے۔۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں مگر اسطرح۔۔۔" وہ چپ ہوئیں۔

"اماں بی۔۔۔جنت بے چاری۔۔۔آج بہت رو رہی تھی۔۔۔کہہ رہی تھی اگر اسکے ماں باپ ہوتے تو وہ بھی باقی لڑکیوں کیطرح کھلی فضا میں سانس لے سکتی تھی۔۔" تھوڑی ہمت کر کے علینہ نے خود سے جھوٹ گڑھا۔

"یہ سب؟؟؟ جنت نے کہا؟؟؟" انکی آنکھیں بھر آئیں۔

"مہر جاؤ بلا کر لاؤ اسے۔۔میں ذرا پوچھوں تو اس سے۔۔۔ آخر اتنی بے باک کیوں ہو نا چاہتی ہے وہ۔۔۔" مہر نے علینہ کیطرف دیکھا اور علینہ نے اثبات میں سر ہلا کر اسے جانے کا کہا۔

"اماں بی۔۔۔بیٹھ جایئے۔۔" وہ لاٹھی لیے کبھی ایک سائیڈ سے دوسری طرف آئی تو کبھی دوسری طرف سے پہلی طرف۔۔۔وہ تو بس جنت کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"چلو۔۔۔اماں بی بلا رہی ہیں تمھیں۔۔ابھی اور اسی وقت۔۔۔" وہ فوراً اسے کمرے میں آئی اور اسے لیپ ٹاپ پر کام کرتا دیکھ کر لیپ ٹاپ اس سے چھین کر بند کیا۔

"اوہ!! Save تو کر لینے دیتی؟؟" اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر بولی۔

"بے فکر رہ۔۔۔ Sleep کیا ہے Shut down نہیں۔۔۔چل اب اٹھ جا۔۔" اس نے اسکا ہاتھ کھینچا۔

"آخر ہوا کیا؟؟" وہ اٹھی، دوپٹہ اوڑھا اور اسکے ساتھ چلدی۔

"جو بھی ہوا ہے۔۔۔یا ہو گا۔۔نیچے ملاحظہ فرما لینا میڈم۔۔۔۔اور ہاں۔۔۔" وہ دروزہ کھولتے کولتے رکی۔ "اماں بی کچھ بھی کہیں۔۔۔جواب دینے سے پہلے ہماری طرف دیکھ لینا۔ سمجھی۔۔؟؟؟"

"وہ سب تو ٹھیک ہے۔۔۔ مگر۔۔؟؟"

"چلو۔۔" مہر اسکا ہاتھ پکڑ کر نیچے آئی۔

جنت نے اماں بی کی گہری خاموشی کو بھانپ لیا کہ مسئلہ کچھ اور ہی ہے۔آخر علینہ اور مہر نے کیا اسکیم لڑائی، اسکی سمجھ سے باہر تھا۔

"تو۔۔تم مری جانا چاہتی ہو؟؟" وہ چلتے چلتے رکیں اور اسکے قریب آکر بولیں۔

"جی۔۔" اس نے علینہ اور مہر کی طرف دیکھ کر اثبات میں گردن ہلائی۔

”کیوں؟؟“ وہ کڑے انداز سے بولی۔

”آپ اجازت نہیں دیں گی تو نہیں جائیں گے ہم۔۔۔“ وہ ادب سے بولی جبکہ علینہ اور مہر کا دل کیا کہ اسکا خون پی جائیں۔

”اور اگر اجازت دے دوں تو؟؟“ انہوں نے سوالیہ پوچھا۔

”کیا مطلب؟؟ میں سمجھی نہیں۔۔۔“

”دیکھو جنت۔۔۔ میں نے آج تک تمھیں دنیا سے محفوظ کر کے رکھا ہے۔۔ میں نہیں چاہتی کہ تمھیں کوئی کمی محسوس ہو۔۔۔۔ ہمیشہ تمھاری محرومی کو دور کرنا چاہا ہے۔۔۔ مگر تم اسطرح سے کہو گی۔۔۔ اندازہ نہیں تھا مجھے۔۔۔“ وہ ذرا نرمی سے بولیں مگر انکے لہجے میں کافی حد تک افسردگی تھی۔

جنت نے ان دونوں کی طرف دیکھا جو اسے منہ پر انگلی رکھ کر بہت غصہ آیا اسکا جی چاہا کہ وہ اماں بی کو سب سچ سچ بتا دے مگر پھر بھی وہ چپ رہی۔

”خیر۔۔۔ جنت۔۔۔۔ تم کچھ دنوں کی ہی مہمان ہو یہاں۔۔

ہم تمھیں اور مہر کو اجازت دیتے ہیں مری جانے کی۔۔“ دونوں کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے۔

”مگر؟؟“ دونوں سنجیدہ ہوئیں۔

"مجھے کسی قسم کی شکایت نہ ہو تم دونوں سے۔۔۔" انہوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہو گی شکایت۔۔۔ تھینک یو اماں بی۔۔ تھینک یو۔" مہر فوراً سے آگے بڑھی اور ان کے قدموں میں بیٹھ کر ان کا ہاتھ چومنے لگی۔

علینہ نے جنت کو آنکھ سے اشارہ کیا کہ وہ بھی آگے بڑھ کر شکریہ ادا کرے۔۔۔ وہ آگے بڑھی اور مہر کی طرح ہی انکے قدموں میں آموجود ہوئی۔

"اماں بی۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔۔ میں نے آپکو بہت دکھ پہنچایا۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔۔" وہ رو دی کیونکہ اسے افسوس اس بات کا تھا کہ علینہ اور مہر نے اماں بی کو خود سے باتیں گڑھ کے دکھی کر دیا تھا۔

"اچھا۔۔۔ بس۔۔۔ بس۔۔۔ چپ۔۔۔" انہوں نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"اللہ تم دونوں کو خوش رکھے میری بچیو۔۔۔ اپنی اماں بی کو اتنا بھی سخت نہ سمجھا کرو۔۔۔" انہوں نے دونوں کو دیکھا اور انکے سر پر ہاتھ پھیر کر بولی۔

"بس۔۔ میں بھی تو یہی کہہ رہی تھی مہر سے۔۔۔" علینہ بھی آگے بڑھی اور چنچل انداز سے بولی۔ جس پر وہ تینوں مسکرا دیں لیکن جنت کو مہر اور علینہ پر ابھی بھی غصہ تھا مگر وہ خود کو ضبط کیے مسکرا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

”حد ہوتی ہے مہر۔۔۔یہ بھی بھلا کوئی طریقہ ہوا؟؟“ وہ کمرے میں آتے ہی اس پر بھڑکی۔

”ریلیکس جینی۔۔۔ریلیکس۔۔۔علینہ بھابھی نے کہا۔۔جو بھی کہا۔۔۔میں نے تو بس۔۔۔“

”کیا بس؟؟“ اس نے تکیہ اٹھایا اور منہ پھلا کر بیٹھی۔

”بس ساتھ دیا انکا اور کیا۔۔؟؟“ وہ کھلکھلا کر ہنسی جبکہ جینی نے ہاتھ میں پکڑا تکیہ اسکو مارا۔

”کیا ہے جینی۔۔۔“ وہ تکیہ پکڑے بولی۔ ”اب اجازت تو مل گئی ہے ناں؟؟“

”ہاں۔۔مل گئی ہے۔۔۔مگر اماں بی کس قدر ہرٹ ہوئی ہیں تم لوگوں کو اندازہ نہیں ہے۔“

”اچھا۔۔۔بس۔۔۔بس۔۔۔اب رہنے دو تم۔۔“ وہ زچ ہو کر بولی۔

☆☆☆☆☆☆☆

یونیورسٹی میں خوشی کا سماں تھا۔ہر کوئی کل کے ٹرپ کی تیاری میں مصروف تھا۔۔مہر بے حد خوش تھی اور ساتھ ہی ساتھ سجیل بھی۔۔۔اسکا یونیورسٹی میں تیسرا یا چوتھا دن تھا مگر وہ سب کے ساتھ ایسے گل مل گیا جیسے صدیوں سے ہر ایک کو جانتا ہو۔

”کسے سوچ رہی ہو؟؟“ مہر اسے گہری سوچ میں محو دیکھ کر بولی۔

''کسی کو نہیں۔۔۔'' اس نے پلکیں جھپکائیں۔

''یار جنت۔۔تو بھی ناں کیا؟؟ادھر کیوں بیٹھی ہو؟؟آؤ ہم بھی سب کے ساتھ مل کر تیاری کرتے ہیں۔۔'' وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر بولی اور اسے زبردستی اپنے ساتھ لے گئی۔

آرٹ روم میں فومک شیٹس۔۔کاربن پیپر، گلیس شیٹ، سکاچ ٹیپ اور رنگ برنگے کاغذ کا ڈھیر تھا۔۔کچھ سٹوڈنٹس اپنی اپنی پینٹنگ بنا رہے تھے تو کچھ لوگ اپنی آرٹ کی چیزوں کو پیک کر رہے تھے تاکہ مری میں موجود سینز کو اسکیچ کر سکیں۔

''سجیل۔۔۔تم یہاں؟؟'' مہر اسے آرٹ روم میں دیکھ کر چونکی۔

''ہاں۔۔'' وہ مسکرایا جبکہ جینی کو ساتھ دیکھ کر وہ کچھ لمحے کے توقف کے بعد بولا۔

''سوچ رہا ہوں میں بھی کچھ سینز کو اسکیچ کر لوں وہاں۔۔۔

''واؤ۔۔دیٹس گریٹ۔۔'' وہ خوش مزاجی سے بولی۔

''کوئی ہیلپ چاہیئے ہو تو بتاؤ؟؟'' اس نے پیشکش کی۔

''نہیں سجیل۔۔۔ہمیں بھلا کیا ہیلپ چاہیئے۔۔۔کیوں جینی۔۔؟نہ ہمیں آرٹ میں مہارت حاصل ہے اور نہ ہی ہم تمھاری طرح ایفیشنٹ۔۔ہاں البتہ۔۔۔تم بتاؤ کوئی ہیلپ چاہیئے تو؟؟'' وہ استہزائیہ انداز میں بولی۔

''نو ڈیئر۔۔'' وہ مسکرا دیا۔

"مہر۔۔تم رکو۔۔۔مجھے رمشا سے کچھ کام ہے۔۔۔" وہ اکتاہٹ محسوس کرتے ہوئے بولی جس پر سجیل نے کافی حد تک اسے گھور کر دیکھا جب تک کہ وہ وہاں سے چلی نہیں گئی۔

"چلی گئی ہے۔۔۔" مہر اسکا دھیان روم سے باہر کاریڈور کی جانب دیکھ کر ہنسی۔

"ہاں۔۔۔" اس نے پلکیں جھپکائیں۔

"عجیب لڑکی ہے۔۔۔مجھے لگتا ہے اسے تمھارا مجھ سے بات کرنا اچھا نہیں لگتا۔۔۔یا پھر۔۔۔؟" اس نے اندازہ لگایا۔

"یا پھر؟؟؟" مہر بولی۔

"یا پھر۔۔۔میرے سر پر سینگ نکل آئے ہیں۔۔۔یا پھر میرا رنگ کالا ہو گیا جو تمھاری کزن مجھے دیکھتے ہی کالی پیلی ہو جاتی ہے۔۔" وہ حسب معمول مذاحیہ انداز سے بولا جس پر مہر بے اختیار ہنسی۔

"یار۔۔۔چھوڑو۔۔۔اسکی یہی عادت ہے۔"

"عادت۔۔؟" وہ ہولے سے بولا اور ہنس دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"مہر بھی ناں!! ابھی بھی اس بے حس انسان سے باتیں کرتی ہے۔۔کس قدر شاطر ہے۔۔۔" وہ خود سے باتیں کرتے ہوئے حقارت آمیز لہجہ میں بولی۔

اس کے ارد گرد پھولوں کی کیاری سے اسکا سرخ رنگ مزید اسکے چہرے کی چمک بڑھا رہا تھا۔ مگر سجیل کو برا بھلا کہتے ہوئے اسکے چہرے کے آثار یکدم تبدیل ہوئے تھے جسے سامنے سے آتی مہر نے محسوس کیا۔

"کہاں ہے رمشا؟؟" مہر طنزیہ بولی۔

"چلی گئی۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"کم آن۔۔۔ جینی۔۔۔ تم وہاں سے کیوں آگئی تھی آخر؟؟"

"کہاں سے؟؟" اس نے انجان بننے کی کوشش کی۔

"کچھ نہیں۔۔ مگر پلیز۔۔ اپنا رویہ ٹھیک کر لو۔۔۔ یہ نہ ہو کہ وہ تمھاری وجہ سے جان لے۔۔۔" اس نے خدشہ ظاہر کیا۔

"کیا جان لے؟؟" جینی نے گہرے تاثر سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"امممم۔۔۔ اللہ کرے جان لے کہ تم اس سے محبت کرتی ہو۔۔" اس نے پُرامیدی سے کہا۔

"اچھا بس۔۔۔Leave this matter۔۔"

"چلو۔۔بہت بھوک لگی ہے مجھے۔۔" مہر نے آنکھ کے کنارے کو رگڑ کر اپنے آنسو کو تیزی سے صاف کیا اور پھر نارمل ہونے کی کوشش کی مگر جینی اسکی حالت سمجھ چکی تھی مگر اس نے موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے

اس بات پہ بحث کو فی الحال چھوڑ کر اس کے ساتھ کینٹین چلی آئی۔

"انکل۔۔۔ایک زنگر اور فرنچ فرائز۔۔" جینی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کینٹین میں موجود انکل سے بولی۔

"کوک لو گی یا سپرائٹ۔۔؟" اس نے اپنے سامنے موجود مہر سے پوچھا۔

"سپرائٹ۔۔۔!" مہر نے میز پر ہاتھ رکھے اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"ایک سپرائٹ۔۔۔اور ایک پیپسی لے آئیے۔۔۔" انکل نے زنگر اور فرائز ٹیبل پر رکھے اور مسکراتے ہوئے بوتلیں لینے چلے گئے۔

"شکل سے تو معصوم لگتا ہے لیکن۔۔" جینی کا دھیان کینٹین کی طرف آتے سجیل پہ پڑا تو بولی۔

"اچھا۔۔ شکل سے تو تم بھی غنڈی نہیں لگتی ہو۔۔" مہر کی طرف سے قہقہہ بلند ہوا۔

Clubb of Quality Content

''توبہ ہے۔۔بہت بری ہو تم مہر۔۔ ویسے آرہا ہے وہ بھی ادھر ہی۔۔ ایک تو پوری یونیورسٹی جیسے اس کی فین ہے۔۔ دیکھ ذرا کیسے مل رہے سب اس سے۔۔ جیسے کوئی سلیبرٹی ہو۔۔''

''ہاں۔۔یہی تو۔۔ علینہ بھابھی کی بات کو چھوڑو۔۔ سجیل اور راحت انکل دونوں اچھے ہیں۔۔کوئی اور بات ہو گی۔۔'' مہر اسے دور سے آتا ہوا دیکھ کر بولی۔جہاں جہاں سے وہ گزرتا، ہر سٹوڈنٹ اسے اٹھ کر سلام کرتا، جبکہ باقی اساتذہ کرام سے دو تین منٹ کی گفتگو ہونے لگتی۔

''سجیل۔۔تم۔۔آجاؤ۔۔'' مہر نے ہاتھ کے اشارے سے بلایا جس پر جینی بڑبڑائی۔

سجیل نے اپنے سامنے والے سٹوڈنٹ سے بات مکمل کی اور ان کی جانب بڑھا۔

''میں تمھیں ہی ڈھونڈ رہا تھا۔۔'' وہ دونوں کے قریب آکر رکا اور سامنے والی ٹیبل سے کرسی کھینچ کر لایا اور اس پر آموجود ہوا۔

''خیر تھی؟؟'' اس نے تجسس سے پوچھا۔

''ہاں۔۔کل کے حوالے سے کچھ بات کرنی تھی۔''

''اچھا۔۔کچھ کھاؤ گے؟؟'' اس نے چھری اور کانٹے کی مدد سے زنگر کھانا شروع کیا جبکہ جینی عجیب عجیب نظروں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جو تم کھلا دو۔۔۔ کھالوں گا۔۔" وہ ہنسا۔

"پھر تو شرم ہی کافی ہے۔۔۔" وہ منہ میں بڑبڑائی جبکہ مہر نے اسے گھورا۔

"ایکسکیوز می۔۔۔" سجیل نے اسکی بات سن لی تھی۔

"انکل۔۔ایک اور زنگر لے آنا۔۔" مہر نے بات کو گول مول کیا جبکہ جینی شرارتی انداز میں مسکراتے ہوئے فرنچ فرائز اور بوتل پینے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ساری پیکنگ ہو گئی بچیو تم لوگوں کی؟؟" اماں بی نے کھانے کی میز پر ان دونوں سے پوچھا۔

"جی۔۔ہو گئی۔۔۔" دونوں یکے بعد دیگرے بولی۔

"اماں بی۔۔ بھلا ٹرپ پہ جانے کی کیا ضرورت ہے؟؟ ان دونوں کے اگزیمز سے فارغ ہوتے ہی فیملی کا ٹور پلین کرتے ہیں۔۔۔" ندیم صاحب نے ذرا تنقیدی جائزہ لے کر ان سے کہا جس پر مہر نے ان کی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"ارے بیٹا۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔ پھر اپنے گھر کی ہو جانا ہے اس نے۔۔۔ اچھا ہے دوستوں کے ساتھ گھوم آئے۔ ذرا ذہن فریش ہو جائے گا۔۔۔" اماں بی نے حکمت عملی کا

مظاہرہ کیا مگر ندیم ماموں کو انکا اجازت دینا ذرا اچھا نہیں لگا تھا۔

"ام م م۔۔۔" انہوں نے ان کیطرف دیکھا اور پھر خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔

"شاویز لو ناں! شیر خورمہ تو تمھیں بہت پسند ہے ناں؟؟" علینہ اسے بریانی کی پلیٹ میں ادھر ادھر چمچ کرتے ہوئے دیکھ کر بولی کیونکہ وہ بس چمچ سے چاول ادھر ادھر کر رہا تھا۔

"نہیں بھابھی۔۔آج موڈ نہیں۔۔۔" اس نے بمشکل چمچ کو منہ میں ڈالا جس میں تھوڑے سے چاول ہی تھے۔

"کیوں بھئی؟؟آج کیا ہے؟؟" وہ ہنسی۔

"کچھ نہیں۔۔۔" وہ زخمی انداز میں مسکرا دیا۔

"شاویز۔۔۔" اسکا روکھا روکھا انداز دیکھ کر وہ بولیں۔

"جی۔۔" وہ گم سم تو تھا ہی مگر ان کے بلانے پر تیزی سے بولا۔

"میں جانتی ہوں تم ناراض ہو ہم سے۔۔۔ لیکن بیٹا۔۔۔۔"

"ناراض۔۔؟میں؟نہیں تو اماں بی۔۔۔" اس نے ان کی بات فوراً اسے کاٹی۔

"تو پھر آج کل چپ کیوں ہو؟؟کوئی تو وجہ ہے؟؟" انہوں نے شکی انداز سے پوچھا جس پر جینی نے دل تھام کر اسے دیکھا تو شاویز نے بھی اسکی طرف دیکھا۔

"وجہ۔۔۔؟؟" وہ کرب سے مسکرایا جس پر سامعیہ نے بے چارگی سے اسے دیکھا، اک وہی تو تھی جو اپنے بیٹے کے درد کو سمجھتی تھی۔

"بعض اوقات وجہ کوئی نہیں ہوتی بس ہم ہی بے وجہ خود سے بیگانے ہو جاتے ہیں۔۔" وہ سنجیدگی سے بولتے ہوئے بات مکمل کرتے ہی ہنسا۔

"خیر چلیئے ڈال ہی دیجیئے شیر خورمہ۔۔" اس نے ڈش علینہ کے سامنے کی جبکہ سب گھر والے اسکی بات سن کر ایک لمحے کے لیے حیران ضرور تھے اور سب سے زیادہ اماں بی اور ندیم۔۔۔کہ وہ اتنا سنجیدہ کب سے ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آدھی رات تھی جس وقت وہ اپنے حسب معمول خواب سے بے قرار اور بے چین ہو کر اٹھ گئی تھی۔

"آخر کون سا ہے چہرہ؟؟ آخر کون سا شخص ہے جو مجھے سونے نہیں دیتا۔۔۔" وہ سر پکڑ کر بیٹھی خود سے بولی۔

"جینی۔۔؟" مہر نے کروٹ بدلی کہ اچانک اسے بیٹھا دیکھ کر اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولنا چاہیں۔

"کیا ہوا؟؟"

''کچھ نہیں۔۔'' وہ بالوں کو سمیٹتے ہوئے بولی۔

''سو جاؤ یار۔۔۔ صبح جانا بھی ہے۔۔۔'' اس نے تکیہ سینے کے ساتھ لگایا اور جمائی لیتے ہوئے بولی۔

''کیسے سو جاؤں مہر۔۔؟؟'' وہ تڑپ کر بولی۔

''کیوں؟؟ اب یہ بھی میں تمھیں بتاؤں؟؟'' وہ آنکھیں بند کیے مدہوش حالت میں مسکرائی۔

''چلو پھر دیکھو میری طرف۔۔۔ ایسے سوتے ہیں۔۔۔''

''تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔۔۔'' وہ زچ ہوئی۔

''اچھا۔۔۔ تو پھر سو جاؤ۔۔۔'' وہ نیم مسکرائی۔

''یار۔۔۔ کوئی ہے جو مجھے خواب میں دکھتا ہے۔۔''

''جہانگیر ہو گا۔۔۔'' وہ کھلکھلائی۔

''نہیں۔۔ وہ نہیں۔۔۔'' اسنے نفی میں سر ہلایا۔

''شاویز ہو گا۔۔'' وہ پھر سے ہنسی۔

''نہیں مہر۔۔۔'' اس نے زور دے کر کہا۔ مہر نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھی، آنکھیں ملنے کے بعد گلاس میں پانی ڈال کر اسے دینے لگی۔

"میری بہن۔۔۔وہم و گمان کم پالا کرو، پھر رات کے وقت خواب میں یہی تمھارا جینا دو بھر کرتے ہیں اور ساتھ میں میرا بھی۔۔۔پانی پیو اور سو جاؤ۔۔۔" اب کے بار اس نے اپنی سائیڈ بدلی اور منہ پر تکیہ رکھ کر لیٹ گئی۔ جبکہ جینی تکیے میں سر دے کر بے انتہا بے چین ہو چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں رہ گئی ہو؟؟" مہر گاڑی کی بیک سیٹ پر فون کو کان کے ساتھ لگاتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"آ رہی ہوں۔۔۔بس کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے رہی ہوں۔۔۔انکل پیک کر دیں ذرا۔۔۔ہاں تو میری سیٹ رکھ میں بس 5 منٹ میں آئی۔۔" اس نے ٹک شاپ والے کو پیسے دیے اور چیزیں پکڑیں۔

"یار۔۔جلدی آ جانا! منیبہ ٹکٹکی باندھے کھڑی ہے۔۔۔وہ ساتھ بیٹھ گئی تو مجھے مت کہنا۔۔۔" اس نے اسے وارن کیا۔

"اوہ! ہو۔۔۔تو بٹھالو اسے۔۔۔کوئی مسئلہ نہیں میں بھی رمشا کے ساتھ بیٹھ جاؤں گی۔۔۔" اس نے بے نیازی سے کہا اور فون رکھ کر بس کی جانب خراماں خراماں قدم بڑھائے۔

"منیبہ ؟؟ آجاؤ یہاں۔۔۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"اب لگے گا اسکو پتہ۔۔" وہ منہ میں جینی کے لیے بڑبڑائی۔

وہ گاڑی کے اندر داخل ہوئی۔ ہر کوئی پر جوش تھا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے مہر کو ڈھونڈنے لگی۔ مہر اسکو نظر آئی لیکن ساتھ منیبہ کو دیکھ کر وہ جل گئی۔ اس نے مہر کو دیکھا اور اندر ہی اندر غصہ پینے لگی مگر اسکی آنکھوں سے صاف واضح ہو رہا تھا کہ اسے کس قدر غصہ ہے۔۔ جواباً مہر نے اسے آنکھ ماری اور ہنس دی۔

"مہر دِس اِز ناٹ فیئر۔۔" وہ منہ بسور کر بولی۔

"اوہ! سوری۔۔۔ سوری جنت۔۔ میں کہیں اور۔۔" منیبہ جان چکی تھی اسی لیے اس نے خود ہی اٹھنا مناسب سمجھا۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ اِٹس اوکے۔۔" جنت فوراً اسے بولی۔

"میں یہاں بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔ رمشا آتی ہی ہو گی۔۔۔۔" اس نے غصہ کو کنڑول کیا اور موقع کی مناسبت کو

سمجھتے ہوئے ہنس دی۔

آریو شیور جینی۔۔" مہر کھلکھلائی۔

"یس ایم شئیور۔۔" اس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

”مگر مجھے اچھا نہیں لگ رہا کہ آپ۔۔۔“ منیبہ بولی۔

”اوہ! ہو۔۔تو کیا مجھے اچھا لگے گا کہ آپکو اٹھا کر میں بیٹھ جاؤں یہاں؟؟اور ویسے بھی آپکے برابر والی سیٹ پر ہی ہوں۔۔۔۔چیئرز۔۔“ اس نے بیگ کو کندھے سے اتار کر سامنے والی سیٹ پر رکھا اور خود ساتھ والی سٹ پر بیٹھ گئی۔

”رمشا۔۔۔۔آئی نہیں۔۔“ اس نے فون نکالا اور رمشا کو کال ملانے لگی۔

”اوہ! یہ تو سر سجیل کی سیٹ ہے۔۔وہ یہاں بیٹھے تھے۔۔“ منیبہ یکدم مہر سے بولی۔

”اوہ! سیر ئیسلی؟“ مہر نے آنکھیں کھول کر پوچھا۔

”ہاں۔۔۔وہ دیکھ سیٹ کے اوپر۔۔۔انکا اسکیچنگ کا سامان۔۔“ منیبہ نے انگلی کی مدد سے اشارہ کیا۔

”اوہ! نو۔۔۔“ وہ پریشانی سے دوچار ہوئی۔

”یار کہاں ہو؟؟آجاؤ۔۔۔میں مہر کے سامنے والی سیٹ پر ہوں۔۔۔جلدی آؤ۔۔۔“ سجیل کو سیٹ کے قریب آتا دیکھ کر وہ بات کرتے کرتے رکی کیونکہ رمشا اسے فون پر بتا رہی تھی ”یار وہاں تو سر سجیل بیٹھے تھے۔۔۔سو میں آگے ہی آگئی۔۔۔“اسکی بات سن کر وہ حیران ہوگئی۔

”ایکسکیوزمی۔۔۔“ سجیل آگے بڑھا اور جس سیٹ پر اس نے بیگ رکھا تھا وہ اٹھا کر بیٹھ گیا۔

"آگے جگہ ہے؟؟" وہ فوراً اسے اٹھی۔ اور رمشا سے بولی جو اگلی نشستوں میں سے کسی ایک نشست پہ بیٹھی تھی ۔

"بتا۔۔میں آتی ہوں۔۔۔" سجیل نے اسکی طرف دیکھا اور پھر اگنور کرتے ہوئے ہینڈز فری سیٹ کرنے لگا۔

"یار۔۔" وہ افسردہ ہوئی۔

"رمشا ہادی کہاں ہے؟؟" اس کے ذہن میں ترکیب آئی۔

"ہادی۔۔پاس ہی ہے۔۔۔مگر وہ نہیں آنے والا پیچھے۔۔۔تمھیں تو پتہ ہے ناں!" وہ مسکرا کر اس سے پہلے بولتی جینی نے غصہ سے فون کاٹا۔

"مر و دونوں وہیں۔"

گاڑی اسٹارٹ ہو چکی تھی جبکہ جینی غصہ سے کھڑی رہی۔اس نے ایک نظر مہر کو دیکھا جیسے التجا کر رہی ہو کہ یہاں آجائے مگر مہر اندر ہی اندر مسکرائے جا رہی تھی اس نے اسے اشارہ کیا کہ "بیٹھ جاؤ بھئی" جواباً جینی نے ہاتھ سے مکے کا اشارہ کرتے ہوئے اسے دانت پیس کر دیکھا۔

"سب ٹھیک ہے ناں؟؟" پرنسپل صاحب پیچھے آئے اور صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے بولے۔

"جی سر۔۔جی سر۔۔" سب نے گردن ہلائی۔

"آپ؟؟جنت بیٹا۔۔کھڑی کیوں ہیں؟" وہ سوالیہ بولے۔

"وہ۔۔سر۔۔کچھ نہیں۔۔۔" مہر کے اشارے سے وہ چپ ہی رہی اور نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے ساتھ بیٹھ گئی۔ سجیل نے ہینڈز فری اتاری اور ان دونوں کو دیکھا۔

"اگر بیٹا آپ کمفرٹیبل نہیں تو ریپلیس کر دیتا ہوں کسی سیٹ سے۔۔" اسے پریشان دیکھ کر وہ بولے۔

"نہیں۔۔۔سر۔۔۔ٹھیک۔۔ہوں۔۔" وہ رک رک کر بولی۔

"امممم۔۔۔چلیئے ہیو۔اے۔نائیس جرنی۔۔ سجیل صاحب کو ویسے بھی پہاڑی علاقوں کا بخوبی علم ہے۔۔بور نہیں ہونے دیں گے۔۔۔" وہ مسکرائے اور وہاں سے چل دیے۔

جبکہ وہ اندر ہی اندر بڑبڑائی۔

"بور۔۔اسکی تو شکل دیکھنے کو دل نہیں کرتا۔۔۔اب ساتھ بیٹھنا پڑے گا۔۔۔اوہ گاڈ۔۔" وہ خود سے حقارت سے بولی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Clubb of Quality Content

گاڑی میں خوشی کا سماں تھا کوئی گانے گا رہا تھا تو کوئی تالیاں بجاتے ہوئے میٹھے گیت گا رہا تھا۔مہر منیبہ اور باقی سب سفر کو انجوائے کر رہے تھے جبکہ جینی کانوں میں ہینڈز فری لگا ئے میوزک سننے میں محو تھی۔

گاڑی کو پہاڑ اور سنہری وادیوں کیطرف جاتا دیکھ کر وہ خوشی سے کھلکھلا اٹھی۔جتنی اداسی اسکے چہرے پہ تھی ایک گھنٹے بعد ساری غائب ہو گئی تھی مگر وہ یہ سب منا ظر capture کرنا چاہتی تھی جبکہ کھڑکی کیطرف سجیل بیٹھا تھا سو اسے تصویریں بنانے میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔

"Excuse me

۔۔۔کیا آپ یہاں بیٹھ سکتے ہیں؟؟" اس نے اسے اپنی سیٹ پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا جبکہ اس نے اسکی طرف لاپرواہی سے دیکھا اور خود سنہری وادیوں کو دیکھنے میں محو ہو گیا جس پر جینی کو اس پہ بہت غصہ آیا مگر وہ ضبط کرتے ہوئے دوبارہ بولی۔

"Excuse me!

میں آپ سے بات کر رہی ہوں؟؟" وہ ذرا اونچا بولی۔

"Sorry

۔۔" اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر باہر کے مناظر کو دیکھنے لگا۔

"ایک تو آپ میری سیٹ پر بیٹھ گئے ہیں اور اب جگہ بدلنے کا کہا ہے تو اس قدر attitude؟" وہ لڑنے والے انداز سے بولی۔

"آپکی سیٹ؟؟اوہ! ہیلو۔۔۔ معاف کیجیئے میں آپ سے بحث کرنے کے موڈ میں نہیں ہو ں۔" وہ حیران ہوا مگر پھر معذرت کرتے ہوئے بولا۔

"بحث کون کر رہا ہے؟؟آپ سے request کی ہے کہ آپ یہاں آجایئے۔۔ صرف کچھ دیر کے لیے۔۔۔اور آپ ہیں کہ۔۔۔" وہ غصہ کو کنڑول کرتے ہوئے بولی مگر زبان میں تلخی ضرور تھی۔

"دیکھیئے مس جنت۔۔۔ آپ سے جب جب بات ہوئی ہے۔۔ آپ نے میرا موڈ ہی آف کیا ہے۔۔۔ لیجیئے بیٹھیے۔۔۔۔" وہ خود اٹھا اور سیٹ کے باہر آیا۔

Thankyou....Thankyou"----

۔" وہ فاتحانہ انداز میں مسکرادی جبکہ مہر مسلسل نوٹ کر رہی تھی کہ معاملہ ہے کیا مگر وہ مسکراتے ہوئے دیکھتے رہ گئی۔

"ویسے آپ کی یہ شکایت بھی کبھی دور کر دیں گے ہم۔۔" وہ تصویر بناتے ہوئے خوشی میں جھلملا رہی تھی۔

"کیسی شکایت؟؟" وہ چونکا۔

"موڈ آف کرنے کی۔۔" وہ تیزی سے بولی۔

"No need

۔۔۔" وہ بے نیازی سے بولا جس پر اس نے موبائل کو لاک کیا اور بیگ میں رکھا اور اسکی طرف حیرانگی سے دیکھ کر بولی۔

"کیوں؟؟" اس نے تیوری چڑھائی مگر وہ چپ رہا۔ خیر۔اس نے خود ہی بات شروع کی۔

"ان پہاڑی علاقوں میں پہلے بھی کبھی آئے ہیں آپ؟؟"

"نہیں۔۔" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

"مگر سر سمیع اللہ اعوان تو بتا رہے تھے۔۔۔"

"وہ جو بھی بتا رہے تھے۔۔۔ مگر میں کچھ نہیں بتانے والا۔اور پلیز۔۔" وہ زچ ہو کر بولا جس پر جینی نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"تو مت بتائیے۔۔۔"وہ جل کر بولی اور خاموش ہو گئی۔

"مجھے تو لگا تھا کہ اچھا انسان ہے۔۔مہر نے جو کچھ بتایا اس میں واقعی یہ بے قصور ہے۔۔ مگر۔۔۔سچ ہے فطرت بدلتی نہیں۔۔" وہ خود سے کڑے لہجے میں بولی۔

"جی۔۔تو ہو گئیں capture تصویریں؟؟" وہ ذرا طنزیہ بولا۔وہ فوراً سے اپنے خیال سے نکلی اور منہ پھلاتے ہوئے اسکی سیٹ سے اٹھی۔

”Hey sajeel“

”Is there any problem?

“ مہر نے اسے میسج بھیجا۔

”yes...“

سجیل نے میسج ٹائپ کیا اور اسکی طرف دیکھا کیونکہ وہ بالکل سامنے ہی بیٹھی تھی۔

”What?“

”your cousin...“

وہ اسے منہ چڑھاتے ہوئے مہر کو دیکھنے لگا۔

”What do you mean?“

وہ ہنسی۔

”عجیب پاگل ہے۔۔جب میں بات کرو تو نخرہ اور اب دیکھو ذرا کام کے لیے میٹھا لہجہ۔۔۔ سو مین۔۔۔“

”شٹ اپ۔۔ سجیل۔۔۔“ اس نے اسے گھورا۔

"سجیل صاحب۔۔۔؟؟" جینی کن اکھیوں سے اسکے میسج پڑھ رہی تھی۔اس کے بلان پر اس نے اسے گھور کر دیکھا اسکے منہ سے سر کی بجائے سجیل سن کر اس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"کیا میں پاگل ہوں؟؟" وہ بچوں کے انداز سے بولی۔

"مس جنت۔۔" وہ حلق صاف کرتے ہوئے بولا۔

"پہلی بات۔۔ I am your teacher سو آپ کو ہر گز اس قدر frank ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

"اور دوسری بات۔۔۔کسی کے پرسنل میسج اسطرح سے پڑھنا اچھی بات نہیں۔۔اور۔"

"تیسری بات؟؟" وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"دیکھیئے سجیل صاحب۔۔" وہ ہنسی کو روکتے ہوئے بولی۔

"میں نے پہلے بھی یہ کہا تھا آپ سے اور اب بھی کہتی ہوں۔۔۔جس دن آپکا لیکچر سنوں گی اس دن ٹیچر بھی مان لوں گی۔۔" وہ بے اختیار بولی۔

"مطلب؟؟" اس نے بھنویں سکیڑیں۔

"مطلب یہ کہ۔۔۔میں پاگل نہیں ہوں۔۔البتہ آپکا لیکچر سننے کے بعد کچھ کہہ نہیں سکتی۔۔" وہ مزید ہنسی۔

”ویسے آپ دوست بہت اچھے ہیں۔۔۔“ وہ اعترافی انداز میں بولی جبکہ سجیل اسکے تاثرات اور الفاظ پر حد درجہ پریشان تھا۔

”مہر سے بچپن کی دوستی جواب تک نبھا رہے ہیں۔۔“ اسکی سوالیہ نگاہوں کو دیکھ کر وہ خود ہی بولی۔

”ویسے۔۔مہر ہی کیوں؟؟میرے ساتھ بھی تو آپ کھیلا کرتے ہونگے۔۔۔“

”میں سمجھ نہیں رہا کہ آپکا کہنا کیا چاہ رہی ہیں۔۔۔“ وہ یکدم بولا۔

”خدا کے لیے۔۔میرا اتنا سٹیمنا نہیں کہ آپ سے بحث کر سکوں۔۔۔“ وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔

”اوہ! ہاتھ تو مت جوڑیئے۔“ وہ ہنسی۔

”خیر۔۔آپ کوئی Song ہی سنا دیجیئے۔۔“

”Song ?“

اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

”مجھے نہیں آتا کوئی سانگ وونگ۔۔۔“ اس سے پہلے وہ اسکی پوری بات سنتی فوراً سے کھڑی ہوئی اور سب کو مخاطب کیا۔

”Hello everyone“

Clubb of Quality Content ناولز کلب

وہ تالی بجاتے ہوئے بولی۔

"سر سجیل کی آواز میں سنیئے۔۔ خوبصورت گیت۔"

سجیل نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا اور بمشکل ہی مسکرا پایا۔ جینی نے آنکھ مارتے ہوئے شرارت سے دیکھا۔

"پاگل ہوں نا! تو بھتگواب یہ پاگل پن۔۔۔" وہ ہولے سے بولی۔

"کم آن۔۔" مہر بولی۔

"سجیل۔۔۔Let's start۔۔۔" اسکے ساتھ ساتھ سب تالی بجانے لگے اور اس انتظار میں تھے کہ کب وہ گیت گائے گا جبکہ سجیل غصہ سے جینی کی طرف دیکھ رہا تھا مگر وہ برابر ہنسے چلی جارہی تھی آخرارد گرد سب لوگوں کو اپنی جانب متوجہ پا کر اسے گانا ہی پڑا۔اسکے گانا گاتے ہی بس میں ایک گہری خاموشی چھا گئی۔۔۔ جینی ساکت کھڑے اسے دیکھتی ہی رہ گئی کیونکہ اسکی آواز آواز نہیں جادو تھی جو اسکے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔

"تو جو نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے
یہ مانا کہ محفل جوان ہے حسیں ہے۔"

"واؤ۔۔۔ "That's great!!سب نے اسے دل کھول کر گانے کے اختتام پر داد دی مگر جینی کے منہ سے کچھ بھی نہ نکل پایا اس نے موبائل پر ریکاڈنگ کو سیو کا بٹن دبا کر سیو کیا اور شرمندہ شرمندہ سی ہو کر اسکے ساتھ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"SORRY"۔۔"

جینی کچھ بول نہ پائی اسی لیے اپنی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے سامنے والی سیٹ کی Back پہ (SORRY سمائیلی کے ساتھ) page پر لکھ کر چپکا دیا۔ سجیل کو اسکے انداز پہ ہنسی آگئی۔

"It's okay"۔۔"

وہ مسکرا دیا۔

"can i take your seat now?"۔"

وہ مواقع کی نزاکت کو بھانپ کر بولی۔

"تو یہ سوری۔۔۔ صرف جگہ ہتھیانے کے لیے؟؟" وہ اسکی بات سن کر ہنسا۔

"یہی سمجھ لیجیئے۔۔" وہ مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"سامعیہ؟؟ زیبا؟؟ ارے بھئی فون کیا تم لوگوں میں سے کسی نے بچیوں کو؟؟" اماں بی لاٹھی زمین پہ ٹکائے کمرے سے باہر لاؤنج کیطرف آئیں۔

"جی اماں بی۔۔۔ خیر سے پہنچ گئی ہیں۔۔۔" زیبا فوراً اسے بولی اور اسے صوفے پر بیٹھے چائے پینے لگیں۔

"اچھا۔۔۔ میرا دل بے چین بے چین سا ہے۔۔۔" وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے پریشانی سے بولیں۔

"بے فکر رہیئے۔۔۔ اصل میں اکیلی کبھی کہیں گئیں نہیں نا تو۔۔۔ اس لیے آپ کو ایسا لگ رہا ہے۔۔۔" زیبا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان کو میز پر سے ٹرے میں موجود چائے کا کپ اٹھا کر دیا۔

"امممم۔۔۔ ہاں۔۔۔! صحیح کہتی ہو۔۔۔ اچھا سنو سامعیہ!"

"جی۔۔" وہ کام والی کو کام سمجھاتے ہوئے رکیں۔

"ندیم کو فون کرو۔۔۔" اسے بولو ذرا ہارون صاحب اور ان کے گھر والوں کو تو بلوا لے۔

"جی۔۔" وہ تابعداری سے بولی۔

"جنت کے امتحانات ہوتے ہی ڈیٹ فکس کر دیتے ہیں کیا کہتی ہو زیبا؟"؟ انہوں نے صرف زیبا سے ہی پوچھا جس پر سامعیہ دل برداشتہ ہو کر ان کی طرف دیکھا۔

Clubb of Quality Content

"جی۔۔اماں بی۔۔۔بہت بہتر۔۔۔وہ میں آپ سے ایک بات کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔"ان کا موڈ خوشگوار دیکھ کر زیبا اہم مدعے پر آئی۔

"ہاں۔۔بولو۔۔۔"

:وہ۔۔اگر ہم جنت کے ساتھ مہر کا بھی کہیں۔۔"وہ بات کرتے کرتے اماں بی کے بدلے بدلے تاثرات پر رکیں۔

"بے فکر رہو بہو۔۔اگر جنت ہمارا دل ہے تو۔۔۔مہر ہماری جان ہے۔مہر کے لیے بہت اچھا سوچ رکھا ہے میں نے۔۔۔وقت آنے پر بتاؤں گی۔۔"وہ ہولے ہولے مسکرادیں۔

"یہ شاہویز نظر نہیں آرہا؟"انکا سوال سامعیہ سے تھا۔

"جی فیصل آباد گیا ہے۔۔کچھ عرصے کے لیئے اِنہوں نے دوبارہ بھیجا ہے وہاں۔۔۔"

اماں بی نے اسے بغور دیکھا۔اسکے لہجے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کچھ چھپا رہی ہیں۔

"غلطی کی یہاں آگیا۔۔اس کی ہر بات اماں بی مان رہی ہیں۔۔ٹرپ پہ بھی جا رہی ہے۔۔نہیں ہوسکتی بات پوری تو شاہویز ندیم کی۔۔اب آپ تبھی میری شکل دیکھیں گی جب میری بات آپ اور ابا مان جائیں گے۔۔"اس نے غصہ سے کہا،اپنا سوٹ کیس اٹھایا اور یہ جا وہ جا۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟"

"ن۔۔نن۔نہیں۔۔کیا ہونا ہے؟"وہ اپنے خیال سے باہر آکر زبردستی مسکرائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیسا رہا سفر؟؟"مہر اندر ہی اندر گد گدائی جبکہ جینی کو بخوبی اندازہ ہو گا تھا کہ وہ کیا پوچھنا چاہ رہی ہے

اسی لیے اس نے بس اسے گھورا اور بالوں کو ٹھیک کرنے لگی جبکہ مہر شیشے کے سامنے لپ ا سٹک لگا رہی تھی۔

کچھ پوچھ رہی ہوں؟؟مہر نے تکرار کی۔

Shut up

"مہر۔۔سفر تھا کوئی زندگی نہیں۔۔جو پوچھے جارہی ہو۔۔"وہ الجھ کر بولی۔

"ہو سکتا ہے ہمسفر زندگی بن جائے۔۔۔"اس نے شرارت سے کہا۔

very funny--

"تمھارا سجیل تمھیں ہی مبارک۔۔۔ویسے بھی

I am already engaged---"

وہ شوخ انداز سے مسکرائی۔

engaged"

---ہا---ہا---کہاں ہے engangement ring؟ "

اس نے طنزیہ کہا جس پر اس نے بیگ کی pocket میں سے ring نکالی اور ہاتھ میں پہن کر ہاتھ کو لہرایا۔

"یہ لو۔۔اب ٹھیک۔۔" وہ غصہ سے بولی جس پر مہر کو ہنسی آگئی۔

"اب ہنستے ہی رہنا ہے؟؟ چلو سب ویٹ کر رہے ہونگے بازار کے لیے نکالنا ہے۔۔۔ چلو۔۔:

وہ منہ کو بسور کر بولی اور ہینڈ بیگ کندھے پر لٹکایا موبائل پکڑا اور باہر نکلنے کے لیے دروازہ کھولا۔

"رکو۔۔"مہر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچا۔

"کیا ہے؟؟"وہ چیخی۔

"لپ اسٹک تو لگالو۔۔"اس نے اسکو لپ اسٹک لگانا چاہی۔

"تونے لگالی نا۔۔۔تو کافی ہے۔۔۔ چل اب۔۔"اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور باہر لے آئی۔

ہوٹل میں سب اسٹوڈنٹس بہت زیادہ پر جوش تھے۔ سرخی مائل سرد شام نے سبھی کو دیوانہ بنا دیا تھا۔ مفلر،اسکارف اور ٹوپیاں لیے سبھی سردی سے کپکپا رہے تھے۔ سب کو شام کی Timing بتائی گئی۔رات دس بجے سب کو ہاٹل پہنچنے کے لیے کہا گیا۔

مال روڈ بازار میں لوگوں کی کافی گہما گہمی تھی۔دونوں نے کافی کے کپ لیےاوپر کیطرف با زار کی جانب بڑھ رہی تھیں۔اسی اثناء میں مہر کا فون رنگ کیا۔

"جی۔۔۔ابو۔۔بالکل ٹھیک ہیں۔۔مال روڈ پہ ہیں ہم۔۔یہ لیں جینی سے بات کر یں۔۔۔"اس نے فون کو جینی کے ہاتھ میں تھمایا۔

"جی۔۔ماموں ٹھیک ہوں۔۔گھر میں کیسے ہیں سب؟؟میں بھی آپ سب کو بہت مس کر رہی ہوں۔۔"وہ مسکراتے ہوئے بات کر رہی تھی۔

"اچھا۔۔یہاں سگنل پرابلم ہے ذرا۔۔رات کو کال کرتے ہیں۔۔۔"اس نے فون رکھااور دونوں شاپنگ کرنے میں محو ہو گئیں۔

"یار۔۔۔مجھے نہیں چاہیئے یہ۔۔تو لے یہ سب۔۔میں تب تک jewllery لے کر آئی۔"وہ اسے گلاسز دیکھتے ہوئے دیکھ کر بولی۔

"دو منٹ۔۔رک جا۔۔"مہر نے التجائیہ کہا۔

"بے فکر رہ۔۔میں دو منٹ میں آئی۔"جنت نے کہا۔

"یار۔۔۔اکھٹے ہی چلتے ہیں ناں!"

"اچھا۔۔ٹھیک ہے۔۔"وہ منہ بنا کر بولی اور اسے گلاسز پسند کرتے ہوئے دیکھ کر عجیب و غریب منہ بنا کر منہ میں بڑبڑانے لگی۔

"بڑی آئی ملکہ پکھراج۔۔"وہ اپنی ہی بات پہ ہنس دی۔

"کہاں ہو تم؟؟ہم لوگ آئس کریم شاپ کے سامنے ہیں۔"وہ غالباً سجیل سے ہی بات کر رہی تھی۔

"چلو۔۔"اس نے فون رکھا اور جینی سے بولی۔

"کہاں؟؟"جینی نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا۔

"ریسٹورنٹ۔۔۔"وہ ہنس دی۔

"مگر۔۔میری جیولری؟؟مہر۔۔۔بہت بری ہو تم۔۔۔"وہ بولے جارہی تھی جبکہ مہر اسکا ہاتھ پکڑے اسے عثمانیہ ہاٹل کی طرف لے کر جارہی تھی۔

"صبح لے لینا میری جان۔۔۔۔"

"جان کی کچھ لگتی۔۔جی چاہتا ہے تیری جان لے لوں۔"وہ دانت پیس کر بولی۔

:اوہ!خیر۔۔کون کس کی جان لے رہا ہے؟؟"ہادی آئس کریم کھاتے ہوئے آگے بڑھا۔

"تم سے مطلب؟؟"جینی بے نیازی سے بولی جس پر مہر نے اسے گھورا۔

"اف ف ہو۔۔۔"ہادی نے سانس بھر کر کہا۔

"اوئے یہ موڈ آف کیوں ہے تمھارا؟؟"

"موڈ نہیں دماغ آف ہے میرا۔۔۔مجھ سے بات مت کرو۔۔۔"وہ جل کر بولی۔

"ہادی۔۔"مہر نے اسے اشارۃً بات کرنے سے منع کیا۔

"یہ رمشا کہاں ہے؟؟" اس نے بات بدلی۔

"سب اوپر ویٹ کر رہے ہیں تم دونوں کا۔۔تم دونوں already بہت لیٹ ہو چکی ہو۔"ہادی نے اطلاع دی اور فوراً اسے ہاٹل کی سیڑھیاں چڑھنے لگا ساتھ ہی ساتھ وہ دونوں بھی اسکے پیچھے جانے لگیں۔

"بیٹا۔۔اتنی دیر؟؟ کہاں رہ گئے تھے آپ لوگ؟؟"پرنسپل نے آگے بڑھ کر دریافت کیا۔

"سوری سر۔۔وہ۔۔بس شاپنگ میں مصروف تھے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔" مہر نے شرمندگی سے کہا۔

"چلو۔۔آؤ۔۔بیٹھو۔۔"پرنسپل مسکرا دیے۔

ایک لمبی قطار میزوں کی لگی تھی اور اسکے آمنے سامنے کرسیاں رکھی ہوئیں تھیں۔۔۔مہر کے ساتھ ہی جنت بیٹھی جوں ہی وہ بیٹھی اسے احساس ہوا کہ مہر گدگدا رہی ہے اس نے فوراً اسے اسکی طرف دیکھا اور اشارۃً وجہ دریافت کی۔جواباً مہر نے اسے آنکھ ٹکائی اور اسکے سامنے والی سیٹ کی طرف اشارہ کیا جہاں سجیل بیٹھا سوپ پی رہا تھا۔جنت نے اسے دیکھ کر منہ پھلایا اور اٹھنے ہی لگی تھی کہ پرنسپل فوراً بولے۔

"کیا بات ہے جنت بیٹا؟؟ Is there any problem"

"نو۔۔نو۔۔سر۔۔۔"وہ رک رک کر بولی اور فوراً اسے بیٹھ گئی جس پر سجیل نے آنکھ اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور اگنور کیا مگر اسکے بائیں ہاتھ پر پہنی انگوٹھی کو دیکھ کر چند سیکنڈ کے لیئے وہ کھانا کھاتے رک ضرور گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"ایکسکیوز می سر۔۔"رمشا سجیل کو ہاٹل کے کاریڈور سے جاتا دیکھ کر فوراً آگے بڑھی۔

"جی۔۔"

"سر۔۔وہ۔۔اصل میں۔۔۔"وہ تھوڑا کنفیوز ہوئی۔

"رمشا آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟؟"وہ اسکے انداز کو دیکھ کر پریشان ہوا۔

"سر۔۔وہ مجھے ہادی سے کچھ کام تھا۔۔۔اگر۔۔"

"ایکسکیوز می۔۔"اس س پہلے وہ اپنی بات پوری کرتی سجیل نے اسکی بات کاٹی اور فوراً سے آگے بڑھ گیا جبکہ رمشا منہ پھلائے ہی رہ گئی۔

"اللہ کرے۔۔آپکو بھی محبت ہو،،،پھر دیکھوں گی اتنی رومینٹک جگہ پر کیسے۔۔۔"وہ رکی۔

"ایکسکیوز می۔۔"وہ واپس مڑا۔

"آپ نے مجھ سے کچھ کہا؟؟"

"نن نہیں۔۔۔نہیں۔۔تو۔۔"وہ کندھوں کو اچکا کر مسکرائی۔

"دیکھیں رمشا۔۔آپ کو ہادی سے جو بھی کام ہو وہ دس بجے تک بلا جھجک کریں۔۔اسکے بعد کی پرنسپل کیطرف سے پرمیشن نہیں۔۔۔امید ہے۔۔آپ سمجھ گئی ہوں گی۔"سجیل نے کالر پر لگی عینک کو اتارا اور آنکھوں پہ لگا کر چل دیا۔جبکہ رمشا اثبات میں گردن ہلاتے ہی رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم آرہے ہو کہ نہیں؟؟"یہ مہر تھی جو روم کی کھڑکی میں کھڑی موسم کا مزا لیتے ہوئے فون پر سجیل سے دھمکی آمیز لہجہ میں بات کررہی تھی۔

"مہر۔۔پاگل ہو گئی ہو کیا؟جو بات کرنی ہے فون پہ کرو۔۔۔"وہ بیڈ پہ آموجود ہوا اور اپنا مفلر اتار کر کمبل اوڑھنے لگا۔

"فون پہ نہیں نا۔۔۔دیکھو ذرا موسم کتنا مزے کا ہے نا!"وہ بچوں کیطرح بولی۔

"مہر۔۔آجاؤ۔۔۔بند کرو کھڑکی کو یار۔۔۔ٹھنڈ بہت ہے۔۔"جینی چلا کر بولی اور سردی سے کپکپاتے ہوئے کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔

"کھڑکی بند کرو۔۔اور اپنی کزن کا خیال رکھو۔۔۔صبح بات ہو گی۔۔"

"ایک منٹ۔۔"مہر فوراً بولی۔

"اب کیا؟؟"وہ زچ ہو کر بولا۔

"تمھیں بڑی فکر ہے اسکی۔۔۔"

"کس کی؟؟"وہ سوالیہ بولا۔

"تم بہتر جانتے ہو کہ میں کس کی بات کر رہی ہوں۔۔۔"

"I damn care..."

وہ جل کر بولا۔

"اوئے۔۔ہیلو۔۔ہیلو۔۔۔کیا ہوا تمھیں؟؟"وہ چونکی۔

"کچھ نہیں۔۔۔"وہ چڑ کر بولا۔

"مہر۔۔اس باپ سے صبح بات کر لینا۔۔۔میری قلفی جم جانی ہے۔۔"وہ کانپتے ہوئے بول اور ساتھ ہی ساتھ خشک خوبانی کھانے لگی۔ جینی کے یہ الفاظ اسکے کان میں پڑے ہی تھے کہ وہ آگ بگولہ ہوا۔

"بہت ہی بُری زبان ہے تمھاری کزن کی۔۔۔زندگی برباد ہو گی اسکے منگیتر کی تو۔۔۔"اس نے پٹاح کر فون بیڈ پر رکھا جبکہ مہر ہیلو ہیلو ہی کرتی رہ گئی۔

مہر نے کھڑکی کو بند کیا اور پردہ آگے کیا اور جینی کی جانب متوجہ ہوئی جہاں وہ ریموٹ پکڑے اور خشک خوبانی کھاتے ہوئے ٹی وی پہ پروگرام دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"بہت غلط بولا تم نے۔۔۔"وہ اسکے پاس آ بیٹھی۔

"کیا۔۔؟"وہ مسکراتے مسکراتے اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"اوہ!اچھا۔۔۔وہ۔۔"وہ کھلکھلائی۔

"تم کھڑکی پہلے بند کر دیتی تو نوبت ہی نہ آتی غلط بولنے کی۔"وہ مزید ہنسی۔

"سگنل کم تھے تبھی کھڑکی کھولے بیٹھی تھی۔۔اچھا۔۔اب تم ہنسنا بند کرو۔۔۔خفا ہو گیا مجھ سے۔۔"مہر اداسی سے بولی اور کمبل کو اوڑھا۔

"تو؟ڈ صبح مل لینا نا!ابھی دیکھ ذرا کتنے مزے کے مناظر ہیں یہ۔۔"وہ ٹی وی دیکھتے ہوئے بولی۔

"امممم۔۔۔اچھا۔۔لاؤ مجھے بھی دو۔۔۔"اس نے اس سے خشک خوبانی لی اور کھاتے ہوئے ٹی وی دیکھنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"گیٹ ریڈی فار پتھریاٹا۔۔۔"رمشا روم میں چائے لے کر آئی جبکہ وہ دونوں شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر تیار ہو رہیں تھیں۔

"ہمارے لیے نہیں لائی؟؟"اسکی خبر سے بڑھ کر مہر کیلیے اسکے ہاتھ میں پکڑی چائے اہم ثابت ہوئی۔

"لائی ہوں ناں؟؟"رمشا ہنسی۔

"کیا؟؟"مہر نے اسے گھورا۔

"لاؤ و پھر؟؟"اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"خبر لائی تو ہوں۔اور دے بھی دی اور کیا دوں؟؟"رمشا ہنسی۔

"اف ف ف۔۔۔"مہر نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"کہاں دماغ کھپا رہی ہو مہر۔۔"جنت نے مفلر کو گلے میں ڈالا کیپ پہنی اور شوز پہننے لگی۔

"بہتر یہی ہے کہ خود چلتے ہیں۔"

"اوہ! تو تم چائے کی بات کر رہی ہو۔۔۔یہ تو ہادی نے لا کر دی ہے۔۔۔"

اسکی بات پہ جنت نے منہ چڑھایا جس پر مہر ہنس دی۔

کیا ہوا؟؟رمشا خاصا کنفیوز ہوئی۔

"کچھ نہیں۔۔"جنت فوراً اسے بولی۔

"I am ready "چلو مہر۔۔۔۔"

"ہاں چلو۔۔"دونوں نے بیگ لیا اور باہر آ گئیں۔

"ویسے میں نے کچھ بتایا ہے تم دونوں کو۔۔۔"رمشا ان کے پیچھے پیچھے آئی۔

"ہاں پتہ ہے۔۔۔۔Get ready for پٹھریاٹا۔۔۔۔"دونوں مل کر بولیں۔

"مگر پہلے سردی تو control ہو جائے۔۔۔"مہر بازار میں آئی اور تینوں کافی شاپ کے سامنے رکیں، کافی لی اور چلتے چلتے پینے لگیں۔

"یار۔۔۔ I am too much excited۔۔"رمشا پُر جوش ہو کر بولی۔

"تمھیں ہونا بھی چاہیئے۔۔۔۔"مہر نے مذاحیہ انداز سے کہا۔

"وہ کیوں؟؟"جنت ہولے سے بولی۔

"ہادی۔۔"مہر بھی ہولے سے بولی اور دونوں قہقہہ لگا کر ہنسی۔

"یہ تم لوگ کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں مجھے تنگ کرنے کا۔۔۔"رمشا قدرے خفگی سے بولی۔

"اچھا چل ناراض نہ ہو۔۔۔وہ دیکھ ہادی۔۔"جنت نے اسے اشارۃً کہا جس پر اس نے اُسے پیچھے دیکھا مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ایک بار پھر سے دونوں قہقہہ لگا کر ہنسی۔

"دفع ہو جاؤ تم دونوں۔۔۔"وہ جل کر بولی مگر اندر ہی اندر خود بھی گدگدائی۔

"چلو چائے ختم کرو۔۔۔سر کا میسج آیا ہے۔۔"مہر نے موبائل پہ میسج پڑھتے ہی دونوں سے کہا۔

"ہاں چلو۔۔۔"دونوں اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگیں اور جہاں گاڑی تھی وہاں آ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

پتھریاٹا کا سفر شروع ہوا۔ جنت کے اصرار پر رمشا کو اسکے ساتھ بیٹھنا پڑا جبکہ مہر سجیل کے ساتھ بیٹھی باتیں کررہی تھی۔

"سجیل۔۔۔ایک بات تو بتاؤ؟؟ "مہر نے کھڑکی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس سے بولی۔

"ہاں۔۔بولو۔۔۔؟" سجیل سوالیہ بولا۔

"یہ تمھیں جنت کی مگنی کا کیسے پتہ؟؟"

"obviously----" ring

اسکے ہاتھ میں تھی۔"

"امممم۔۔۔"وہ شرارتی انداز سے اسکو دیکھنے لگی۔

"کیا؟؟؟"اس نے اسے گھورا۔

"اب شروع مت ہو جانا تم بھی۔۔۔۔"وہ بے زار ہوا۔

"تم بھی؟؟ مطلب؟؟"وہ پھر سے ہنسی۔

"مہر۔۔میں یہاں سے چلا جاؤں؟؟؟"

"او۔۔ہو۔۔مذاق کررہی تھی۔۔۔"وہ پھر سے ہنسی۔

"اچھا۔۔۔چھوڑو یہ سب۔۔۔بتاؤ کیا کچھ Sketch؟؟"

"ہاں۔۔۔مگر اتنا اچھا نہیں Sketch کر پایا۔"وہ افسردہ ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں بھئی ؟؟ picture لی اسکیچ کی ؟؟"

"ہاں۔۔"اس نے موبائل کالاک کھولا اور گیلری میں لی گئی تصاویر اسے دیکھانے لگا۔

"ام م م۔۔ٹھیک تو ہے۔۔"اس نے اسکیچ کو زوم کیا اور اسکی دل کھول کر تعریف کی مگر پھر زوم کرتے ہوئے اسکا دھیان پہاڑی کے پاس کھڑی لڑکی پر رک سا گیا جو ہو بہو جنت کی عکاسی کر رہی تھی۔

وہ چونکی۔

"کیا ہوا۔۔ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟؟ پتہ ہے مجھے اچھی نہیں۔۔۔آج دن میں بناؤں گا۔۔۔امید ہے اچھا بنے گا اسکیچ۔۔۔"اس نے فوراً اسے موبائل اسکے ہاتھ سے لیا۔

"ام م م۔۔اچھا۔۔"مہر نے فوراً اسے اپنا سیل نکالا اور رمشا کو میسج کیا کہ وہ سجیل سے requset کرے کہ اسے مہر سے کچھ کام ہے تو وہ اسکی جگہ پر دومنٹ کے لیے جا کر بیٹھے جواباً رمشا نے سامنے سیٹ کیطرف مڑ کر دیکھا اور پوچھنا چاہا کیوں؟؟ مگر مہر نے اشارۃً ہی اسے فوراً اسے اسکی بات پر عمل کرنے کا کہا۔

دوسری طرف گاڑی میں کافی ہلا گلا ہو رہا تھا ہر کوئی موج مستی میں محو تھا۔جبکہ یہاں جنت اپنی سائیڈ کا شیشہ کھولے موسم سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"یار۔۔رمشا۔۔ٹھنڈ کس قدر ہے ناں!"وہ آنکھیں بند کیے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔

"دیکھ ذرا میرے ہاتھ کس قدر ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔۔" اس نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھا اور مسکرا دی مگر اسے عجیب سا محسوس ہوا، عجیب سا محسوس تو ہونا ہی تھا کیونکہ رمشا کی جگہ وہاں سجیل آکر جو بیٹھا تھا۔

"آپ؟؟ یہاں۔۔" اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اس نے فوراً اسے اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور ادھر اُدھر نظر دوڑائی۔

رمشا نے اسکی طرف دیکھ کر کندھے اچکائے اور کانوں کو ہاتھ لگا کر سوری کرنے لگی جبکہ مہر ہنس رہی تھی۔

"اگر شیشے کو بند کرلیں تو سردی کا احساس نہیں ہوگا۔۔۔" وہ نصیحت کرتے ہوئے مسکرایا جس پر جنت نے تیوری چڑھائی اور نہ چاہتے ہوئے بھی شیشے کو بند کیا۔

"یہاں بیٹھنے کی وجہ؟؟" وہ غصہ کو کنڑول کرنے لگی۔

"ریلیکس۔۔آپ سے کچھ بات کرنا تھی۔"

"کیا بات؟؟"

"آپکو اگر بُرا نہ لگے تو۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکا۔

"اگر مجھے بُری لگنے والی بات ہے تو پلیز۔۔اس وقت میرا موڈ بہت اچھا ہے۔۔۔اور میں نہیں۔۔۔چاہتی کہ میرا موڈ خراب۔۔۔" سجیل نے ہنس کر اپنی بات مکمل کی۔

"ویسے جنت۔۔۔آپ کو مجھ سے کوئی خاص مسئلہ ہے تو you can share۔۔۔"وہ دوستانہ انداز میں بولا۔

"کوئی مسئلہ نہیں۔۔"اس نے ہینڈز فری کو کانوں میں لگایا اور گانے سننے لگی جبکہ سجیل اس کا یہ انداز دیکھ کر خود ہی چپ ہو گیا اور گاڑی میں موجود باقی لوگوں کیطرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔ مہر کا دھیان ان دونوں پر ہی تھا وہ اندر ہی اندر جنت کو تنگ کر کے خوش ہو رہی تھی۔

"یہ مجھے ادھر بلانے کی وجہ؟؟"رمشا نے سوال کیا۔

"بس ایسے ہی۔۔دل کیا تیرے سے باتیں کرنے کو۔۔"

"آ۔۔ہا۔۔سب سمجھتی ہوں۔۔۔بے وقوف مت سمجھ۔۔"

"سمجھتی ہے تو پوچھ کیوں رہی ہے؟؟"مہر مسکرائی۔

"کنفرم کرنے کے لیے نا۔۔"وہ آنکھ مار کر بولی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"بچو۔۔۔جسکو جو بھی کھانا ہو۔۔کھا سکتا ہے۔۔لیکن اتنا نہیں کہ واش روم میں جانا پڑے۔۔"پرنسپل سمیع خلاف توقع مذاحیہ نداز سے بولے جس پر سب لوگ ہنس پڑے۔

"اس کے بعد chair lift کے لیے ریڈی رہیئے گا۔۔۔شام کا کھانا یہیں پہ۔۔۔یہاں camp لگ جائے گا۔۔۔رات وہاں stay ہو گا اور پھر صبح نتھیا گلی۔۔۔"

انہوں نے ساری تفصیل بتائی اور پھر سب کو باری باری گاڑی سے اترنے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں گئی تھی تو؟؟" جنت نے رمشا کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچا جب وہ گاڑی سے نیچے اتر رہی تھی۔

"یار۔۔سر نے کہا۔۔۔اب میں نہ کیسے کر سکتی تھی۔۔" وہ معصومانہ انداز سے بولی جس پر مہر کو ہنسی آ گئی کیونکہ رمشا اس کے کہنے پر ہی یہ بول رہی تھی۔ کہ وہ اسکی بجائے سجیل کا نام لے کہ اس نے سیٹ تبدیل کرنے کا کہا۔

"اس سے اچھا تھا میں آتی نہ یہاں۔۔" وہ غصہ کو قابو کرنے لگی۔

"Anyway"

۔۔۔اس نے بالوں کو پیچھے کیا، غصہ کو کنڑول کیا۔

"۔۔۔" Next time be careful

"اوہ! ہو۔۔جینی۔۔۔ doesn't matter یار۔۔" مہر آگے بڑھی۔

"تیرا دوست ہے میرا نہیں۔۔"وہ چلتے چلتے بول رہی تھی۔

"کیا یہ کم ہے کہ تو اور میں ایک دوسرے سے ٹھیک طرح سے بات بھی نہیں کر سکتے۔۔جب دیکھو۔۔۔وہ حاضر ہوتا ہے ہم دونوں کے بیچ میں جیسے کوئی کلاس روم ہو اور اسکی حاضری ضروری ہو۔۔۔اف ف ف۔۔"وہ دانت پیس کر بولی۔

"اچھا۔۔اب غصہ چھوڑو۔۔"رمشا بولی۔

"Excuse me girls"

"غصہ ہی کھانا ہے آج کہ کھانا بھی کھائیں گی؟؟"سجیل اپنی عادت کے مطابق شرارتی انداز سے بولا جس پر مہر اور رمشا قہقہہ مار کر ہنس دیں لیکن جنت کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسکا سر پھوڑ دے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"مہر۔۔۔تو آخر چاہتی کیا ہے؟؟دوست وہ تیرا ہے اور تو اسے جنت کے ساتھ سیٹ کرنے میں لگی ہے"۔۔۔کھانا کھانے کے بعد دونوں ڈھابے کی میز پہ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں جبکہ جنت ڈھابے والے سے کافی لینے میں مصروف تھی۔

"رمشا۔۔جنت کو کبھی possessiveہوتا نہیں دیکھا میں نے۔۔ کبھی چڑتا ہوا نہیں دیکھا جسطرح سے وہ سجیل کو لے کر ہوتی ہے۔۔بس وہ اپنی مگنی کو لے کر ایک خلا میں گر دش کررہی ہے۔۔"رمشا نے پانی کے گلاس کو منہ لگایا اور پینے لگی۔

"ہاں۔۔کہہ تو صیح رہی ہو۔۔۔"رمشا نے بھی اسکی بات سے اتفاق کیا۔

"مگر تم جو کرنے کے لیے کہہ رہی ہو۔۔اس سے وہ سجیل سر کا قتل کر دے گی۔۔"وہ مسکر ائی جبکہ اسکی بات پر مہر بھی ہنس دی۔

"نہیں ہوتا کچھ بھی۔۔۔سجیل گرم مزاج آدمی نہیں۔۔"

"He will handle her"

"۔۔۔اچھا اب چپ۔۔آرہی ہے وہ۔۔"مہر فوراً اسے بات مکمل کرتے ہوئے نارمل انداز میں بیٹھی۔

"لیجیئے گرما گرم کافی۔۔۔اپنی مرضی کی بنوائی ہے۔"اس نے ٹرے کو میز پر رکھا اور ایک کپ اٹھا کر کافی کا گھونٹ بھرا۔

"مزانہ آیا تو پیسے واپس۔۔۔"وہ خوشگوار موڈ میں بولی جس پر رمشا اور مہر دونوں ہنس دیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Clubb of Quality Content

مہر اور رمشا کے plan کے مطابق چیئر لفٹ پر بھی سجیل اور جنت اکھٹے بیٹھے۔۔۔جنت کو اب کی بار بھی بہت غصہ آیا مگر وہ چپ کر گئی اسے اس سارے معاملے میں سجیل ہی قصور وار نظر آیا وہ سمجھ ہی نہ پائی کہ شروع سے لے کر اینڈ تک مہر اور رمشا ہی سجیل کو پھنسا کر اسے تنگ کر رہی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

'چاول بنے ہیں دیگ میں۔۔یونی کے cook نے خود بنائے۔۔۔"رمشا کیمپ میں آئی جہاں وہ دونوں موجود تھیں۔

"مجھے نہیں کھانا کچھ بھی۔۔"جنت منہ پھلا کر بولی۔

"ام م م م۔۔۔"مہر نے جنت کو معنی خیز نظروں سے دیکھا مگر پھر رمشا سے بولی۔

"ظاہری سی بات ہے cook ہی بنا سکتا ہے ناں! ویسے دیگ آئی کہاں سے؟؟"

"چلو۔۔ویسے مہر بڑا ہی بے تکا سوال ہے یہ۔۔بھوک بہت لگی ہے مجھے تو۔۔آؤ چاول لے آئیں۔تکہ بریانی بنائی ہے۔۔"رمشا مزے سے بولی۔

"رک۔۔لوہا گرم ہے جانی۔۔۔مزہ تو اب آئے گا۔۔"مہر نے رمشا کو آنکھ ماری اور ساتھ ہی فون پکڑ کر میسج ٹائپ کیا ۔

"Hi , sajeel kindly take meal for us please."

"مہر۔۔یار۔۔یہ کیا؟؟غصہ دیکھا ذرا جینی کا۔۔کہیں۔۔"وہ اسکے پاس کھڑی سر گوشی کرنے لگی۔

"ریلیکس۔۔کچھ بھی ہو۔۔۔مگر نتائج مثبت ہونگے۔۔۔damn sure۔۔"وہ پورے وثوق سے بولی۔

"I don't think so.."

رمشا کندھے اچکا کر بولی۔

"جاؤ اب دونوں کھانا لے آؤ۔۔" جینی دونوں کو کانوں میں باتیں کرتا دیکھ کر موبائل فون سے نظر ہٹا کر بولی۔

"وہ آتا ہی ہو گا۔۔"مہر بولی جس پر رمشا نے اسے کہنی ماری۔

"کون؟؟"وہ چونکی مگر پھر خود ہی بولی۔

"کہہ دینا اسے مجھ سے بات مت کرے۔۔"وہ جل کر بولی۔

"کیوں؟؟"رمشا انجان بنتے ہوئے بولی۔

"یہ کیوں کا جواب اب تم دونوں کو اچھے سے پتہ ہے۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ بات پوری کرتی سجیل ان کے کیمپ میں داخل ہوا۔

اسے دیکھتے ہی اس نے گھور کر اسے دیکھا اور پھر منہ پھیر کر بیٹھ گئی۔

"سجیل۔۔ہاں۔۔آؤ۔۔شکریہ یار بہت بہت۔۔"مہر بے تکلف ہو کر بولی۔

"سر آپ نے کھانا کھالیا؟؟ "رمشا بولی۔

"نہیں کھانے ہی والا تھا کہ مہر کا۔۔۔"

"تو تم ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھالو نا! "مہر اسکی بات کاٹ کر تیزی سے بولی جبکہ جنت کو مزید غصہ آنے لگا تھا۔بھوک تو اسے بہت لگی تھی مگر سجیل کی یوں مہر کے ساتھ بے تکلفی اسے اندر ہی اندر جلا رہی تھی۔ سجیل نے مہر کو اشارۃً جنت کی بے رخی کی وجہ پوچھی جس پر مہر نے کندھوں کو بے نیازی سے اچکایا اور کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی۔

"میں بات کروں؟؟" وہ ہولے سے بولا۔

"پتہ نہیں۔۔مجھے تو بہت بھوک لگی ہے۔۔رمشا چلو شروع کرو تم بھی۔۔"وہ میز پر پلیٹ رکھے ہاتھ سے چاول

کھاتے ہوئے بولی۔

"جسے بھوک لگی ہو گی خود کھالے گا۔۔۔میرا مطلب کھالے گی۔۔"وہ طنزیہ بولی جنت نے مزید غصہ کو

قابو کرنا چاہا۔

"چلو۔۔ سجیل کھالو تم۔۔۔"اس نے رمشا کو دیکھا اور پھر سجیل سے کہا۔ مگر سجیل تھا کہ چاولوں کی بھری ہوئی پلیٹ کو اٹھایا اور جینی کے پاس آموجود ہوا جہاں وہ زمین پہ کیئے بستر پر منہ پلٹ کر بیٹھی موبائل فون ٹٹول رہی تھی۔ رمشا نے مہر کو آنکھوں سے اشارہ کیا مگر مہر نے بے فکر ہو کر اسے اشارہ کیا اور کھانا کھانے میں

مصروف ہوئیں۔

"جنت۔۔۔"اس نے نام لینا ہی تھا کہ جنت کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

"کیا بات ہے؟؟ آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہیں؟؟"وہ سوال پہ سوال پوچھنے لگا مگر وہ چپ ہی رہی۔ اس نے پلیٹ کو میز پر رکھا اور اسکے سامنے آموجود ہوا۔

"طبعیت تو ٹھیک ہے آپکی؟؟ کوئی مسئلہ ہے تو۔۔"اس سے پہلے وہ بات پوری کرتا جنت بھڑک کر بولی۔

"تم ہو مسئلہ۔۔۔ تم۔۔"

مہر اور رمشا فوراً اسے اٹھیں اور اسکے پاس آموجود ہوئیں جبکہ سجیل کی آنکھیں اسکا یہ رویہ دیکھ کر کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"جینی۔۔ پاگل ہو گئی ہو؟؟ کیا بول رہی ہو تم؟؟"مہر اسے ڈانٹ کر بولی۔

"دماغ تو نہیں خراب ہو گیا تمھارا۔۔ سر کھانا لے کر آئے ہیں اور اوپر سے تم۔۔۔" رمشا بھی گرم مزاجی سے بولی۔

"انہوں نے کر دیا ہے دماغ خراب۔۔۔۔ سکو ن ہی نہیں انہیں اور نہ سکون لینے دیتے ہیں۔۔ نہیں کھانا مجھے کوئی کھانا وانا۔۔۔" وہ بے زار ہو کر بولی۔

"انہیں کہو جائیں یہاں سے۔۔"

"سجیل۔۔۔ سوری۔۔۔ تم ابھی۔۔" مہر کی بات پوری نہیں ہوئی کہ سجیل بولا۔

"ایک منٹ۔۔۔" اس نے مہر کو ہاتھ سے اشارہ کیا۔

"کیا مسئلہ ہے آپکو مجھ سے؟؟ بولو۔۔" وہ قدرے عاجزی سے ہی بولا مگر وہ نقاہت سے ہی دیکھ رہی تھی۔

"مسئلہ نہیں مسائل۔۔ پہلے گاڑی میں میرے ساتھ آکر بیٹھ گئے۔۔ پھر رمشا کو اٹھا کر خود اسکی جگہ پہ میرے ساتھ بیٹھنے کا بہانہ ڈھونڈا۔۔۔ اور مہر تو جیسے یہاں آپ سے باتیں کرنے آئی ہیں۔ میرے لیے اسکے پاس وقت ہی نہیں۔۔ اور پھر چیئر لفٹ پہ بھی۔۔ اف ف ف۔۔۔" وہ تیزی سے بولی۔

"اور اب۔۔؟؟"

"جینی۔۔۔ چپ کر جاؤ۔۔" مہر نے اسے اسکے بازو سے پکڑ کر غصہ سے ہلایا۔

"نہیں بولنے دو اسے۔۔۔" سجیل ٹھٹھک کر رہ گیا۔

"اور تم بھی انہی کی وجہ سے ایسے Behave کر رہی ہو، میرے بغیر ہی کھانا کھا رہی ہو۔۔۔اور اب پلیز سجیل صاحب یہاں سے جائیے۔۔۔"اس نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر گہرے تاثر سے گزارش کی۔

"سر۔۔۔سوری۔۔"رمشا شرمندہ ہوئی۔

"نو۔۔اٹس۔۔او۔کے۔۔"وہ بمشکل ہی ہنسا تھا جبکہ اس کا پورا دھیان جنت پہ ہی تھا۔

"سوری۔۔جنت۔۔ Anyway کھانا کھا لیجیئے گا۔"

وہ فوراً ہی وہاں سے نکل مگر جنت کی باتیں سن کر رہ بجھ سا گیا تھا وہ چاہ کر بھی اسے کچھ بھی واضح نہ کر پایا۔

"لے جائیے یہ کھانا بھی۔۔یا ایسا کیجیئے یہاں کھا کر ہی جائیے مہر کے ساتھ۔۔"وہ اونچا اونچا بولی۔ مگر وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

"کیا حرکت ہے یہ؟؟ تمیز بھول گئی ہو تم؟؟ اتنا کچھ تو نے بولا پھر بھی وہ سوری کر کے گیا ہے۔۔۔تف ہے تم پہ۔۔۔"مہر خاصی رنجیدہ ہوئی مگر اسے جینی پہ بہت غصہ آیا۔

"تم بھی مجھے ہی بولنا۔۔۔میں ہی چلی جاتی ہوں یہاں سے۔۔۔"وہ اٹھی، اپنا موبائل اٹھایا اور روتے ہوئے فوراً اسے کیمپ سے نکل گئی۔

"جینی۔۔ جینی۔۔۔ رکو۔۔" وہ اسکے پیچھے بھاگی مگر پھر سر سمیع کو آتا دیکھ کر رک گئی۔ جو ابھی وہاں ٹہلنے کے ارادے سے آئے تھے۔ جنت پہ تو ان کی نظر پڑی نہیں تھی لیکن مہر کو وہ دیکھ چکے تھے۔

"کیا ہوا مہر بیٹا؟؟ اس ٹائم باہر۔۔؟؟" وہ باہر راؤنڈ لے رہے تھے۔

"جی۔۔ وہ۔۔" اسکا سانس پھولا ہو تھا تبھی رمشا بولی۔

"وہ سر۔۔۔ اندر گھٹن محسوس ہو رہی تھی تو۔۔" وہ رک رک کر بولی۔

"امممم۔۔۔ اچھا۔۔ ویسے ٹھنڈ بہت ہے باہر۔۔۔ حیرت ہے کہ آپ دونوں کو اندر گھٹن ہو رہی ہے۔۔۔" وہ کھلکھلا کر ہنسے۔

"چلیئے۔۔۔ دس منٹ ٹہل لو۔۔ اسکے بعد اپنے کیمپ میں جاؤ۔۔ ویسے بھی۔۔۔ جنت نظر نہیں آ رہی؟؟"

"جی۔۔" دونوں ہکلائیں۔

"وہ۔۔ سر۔۔۔۔ وہ اندر۔۔۔" دونوں زبردستی ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائیں۔

"اچھا۔۔" وہ کیمپ کی طرف بڑھنے ہی والے تھے کہ دونوں فوراً اسے بولیں۔

"وہ۔۔ سر۔۔۔ وہ تو سو رہی ہے۔۔"

"امممم۔۔۔ اچھا۔۔۔" وہ کچھ سوچنے لگے مگر پھر سجیل کے چائے لانے پر وہ مسکرا دیئے۔

"Thanks my boy"

"میں کیمپ میں چلتا ہوں۔۔۔ جتنی دیر یہ بچیاں باہر ہیں تم ان کے ساتھ رہو۔۔ مگر صرف۔۔۔"انہوں نے چائے کا گھونٹ بھرا۔

"جی۔۔ سر۔۔ صرف دس منٹ۔۔۔"رمشا قدرے مسکرا کر بولی، سر سمیع مسکرائے اور اپنے کیمپ میں چلے گئے جہاں ایک دو اور پروفیسر صاحب پہلے سے موجود تھے۔

"یہ۔۔ اتنی جلدی سو گئی ہے؟؟"سجیل استہزائیہ انداز میں ہنسا۔

"نہیں۔۔"مہر مایوسی سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے؟؟ سب ٹھیک تو ہے ناں؟؟ "وہ ہنستا ہوا یکدم سنجیدہ ہوا۔

"وہ۔۔۔ تمھارے جانے کے بعد۔۔۔"مہر چپ ہو گئی۔

کیا؟؟؟

"وہ۔۔ سر۔۔۔ مہر اور جینی میں لڑائی ہوئی تو جینی غصہ سے اٹھ کر یہاں سے چلی گئی۔"رمشا رک رک کر بولی۔

"چلی گئی؟؟ کہاں؟؟"وہ ہڑبڑایا۔

"اسطرف۔۔۔"مہر نے اشارۃً بتایا۔

"سمیع سر کو تو نہیں بتایا؟؟"اس نے تصدیق کرنا چاہی۔

"نہیں۔۔"دونوں نے نفی میں گردن ہلائی۔

"Thank God"۔۔"

اس نے سکون کا سانس لیا۔

"ضرورت ہی کیا تھی مہر؟؟جب میں نے خود ہی معذرت کر لی تھی تو۔۔اینی وے۔۔۔جاؤ تم لوگ اندر۔۔۔اور ہاں فون ہاتھ میں رکھنا۔۔یہاں کسی کو پتہ نہ لگے کہ جینی غائب ہے۔۔"وہ فوراً اسے بولا اور مہر کی بتائی ہوئی جگہ کی جانب بھاگ گیا۔

"مجھے کیا پتہ تھا رمشا یہ پاگل لڑکی یہ حرکت کرے گی۔۔۔"مہر چلتے چلتے کیمپ تک آئی اور رونے لگی۔

"مہر۔۔روتو مت یار۔۔"رمشا نے اسے دلاسا دیا۔اسی اثناء میں فون بجا۔

"فون؟؟"دونوں موبائل فون ڈھونڈنے لگیں جو بیگ کے اندر تھا۔فون نکالتے ہی مہر کا دل اور دھڑکنے لگا۔۔۔

اسکرین پہ "baba" لکھا ظاہر ہو رہا تھا۔

"گھر سے فون۔۔۔رمشا۔۔اب؟؟"وہ مزید روئی۔

"ابا نے اگر جینی سے بات کرنے کا کہا تو؟؟"

"مہر۔۔فون تو اٹھاؤ۔۔بول دینا وہ سو رہی ہے۔۔۔"رمشا تیزی سے بولی۔

"ام م م۔۔" مہر نے آنسوؤں کو صاف کیا اور فوراً اسے کال ریسیو کی۔

"اسلام علیکم ابا۔۔۔ کیسے ہیں؟؟" وہ نارمل ہو کر بولی، رمشا اسکے سامنے کھڑی پریشان ہو رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا۔۔۔۔ تم لوگ کیسے ہو؟؟ جنت کہاں ہے؟؟ اماں بھی سے بات تو کر واؤ اسکی۔۔۔"

"بات۔۔۔" وہ یکدم بولی اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں تبھی رمشا نے اسے اشارۃً سمجھایا کہ وہ بول دے کہ جینی سو رہی ہے۔

"ہاں۔۔اماں بی کا دل بے چین ہے بہت۔۔۔اس سے بات کریں گی تو ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔" وہ ہنس کر بولے۔

"ابا۔۔وہ تو۔۔۔سو رہی ہے۔۔۔ سر میں درد تھی اسکے۔۔ Tablet لے کر سوئی ہے۔ صبح بات کرواؤں گی۔۔" وہ جلدی سے بہانہ سوچ کر تیزی سے بولی۔

"اوہ! اچھا۔۔۔زیادہ مسئلہ تو نہیں۔۔" وہ پریشان ہوئے۔

"نہیں ابا۔۔زیادہ مسئلہ تو نہیں۔۔بس تھکاوٹ۔۔۔" وہ مصنوعی انداز سے ہنسی۔

"ویسے یہاں ٹھنڈ بہت ہے۔۔۔" وہ بات کو بدلنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"دماغ خراب ہے میرا۔۔۔تف ہے مجھ پہ۔۔۔"وہ زخمی شیرنی کیطرح خود سے باتیں کرتے ہوئے ایک ویران راستے کی طرف جارہی تھی۔۔

مہر کا ایک اک جملہ اسے اذیت دے رہا تھا وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ وہ کہاں جارہی ہے۔ننگے پاؤں چلتے چلتے اسے ٹھنڈ بہت محسوس ہو رہی تھی۔۔اندھیرے میں گرا ہوا راستہ اور سخت سردی،دونوں کا احساس اسے بہت بعد ہوا۔وہ کہاں نکل آئی تھی اسے احساس نہیں تھا۔مگر روتے روتے اچانک اسکا دھیان ہاتھ میں پکڑے موبائل پر پڑا۔اس نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ وہ موبائل لے آئی ہے۔۔۔اسکا غصہ تقریباً ویران اندھیرے راستے کو دیکھ کر ختم ہو گیا تھا۔اندر ہی اندر اسے رونا آرہا تھا مگر وہ ضبط کیے ہوئے تھی۔ مگر پھر دور سے اسے ایک جگہ روشنی نظر آئی فوراً اسے اس جانب بھاگی۔۔وہاں کوئی ڈھابہ تھا جہاں چند ٹورسٹ کھانا کھانے میں مصروف تھے۔

"Hey mehar call to her or send me her cell number...."

سجیل نے مہر کو میسج ٹائپ کیا۔مہر نے فوراً اسے جینی کو کال کی جسے اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی منقطع کر دیا۔مہر نے فوراً سے سجیل کو اسکا نمبر دیا۔مہر اور رمشا دونوں پریشان ہو رہی تھیں۔

اب کی بار نیا نمبر دیکھ کر اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی کال ریسو کی اور کان کے ساتھ لگایا۔

"کہاں ہو تم؟؟دوسری طرف سے وہ خاصا غصہ سے بولا۔"

"کون؟؟" جینی سہم کر بولی۔

"تمھیں پتہ بھی ہے اس حرکت کا کیا انجام ہو سکتا ہے؟اس سے پہلے سر سمیع کو معلوم ہو۔۔بہتر یہی ہے کہ مجھے بتاؤ تم کہاں ہو۔۔۔"وہ گھمبیر آواز میں بولا۔

"کیوں بتاؤں آپکو؟؟آخر آپ کو مسئلہ کیا ہے؟؟خوامخواہ پیچھے پڑے ہیں میرے۔۔"وہ سلگ کر بولی۔

"بکواس بند کرواپنی۔۔۔" سجیل کی ہمت جواب دے چکی تھی۔اس نے خود کو ریلیکس کیا اور ڈھابے کے اندر چلی گئی۔وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔اسے دیکھتے ہی ڈھابے میں موجود ایک جوڑا اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"Hey ,what happend?"

ایک انگریز لڑکی اٹھی جو ٹورسٹ تھی۔

دوسری طرف سجیل کو اس پہ رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا مگر وہ پھر بھی اسے کھوجنے لگا اور بار بار فون کرنے لگا جبکہ وہ فون سائلنٹ پہ لگا چکی تھی۔

"Actually..."

جینی کانپتے ہوئے بولی۔

"Actually I have forgotton my camp..."

"oh baby...."

وہ لڑکی رنجیدہ ہوئی۔

"Relax...take this drink..."

وہ دوستانہ انداز میں بولی۔

"What is this?"

جینی نے اضطراب سے پوچھا۔

"It will control..."

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی ڈھابے میں موجود ایک خان آدمی بولا۔

"سردی کو کنٹرول کرے گا بی بی۔۔" سبھی ہنسنے لگے۔

"نہیں۔۔میں۔۔"وہ بوکھلائی اسی بے چینی اور ڈر سے اس نے سجیل کو میسج کر کے بتایا کہ وہ کہاں ہے۔

"کیا ہوا؟؟"وہی خان آدمی اسے فون پہ میسج ٹائپ کرتے دیکھ کر بولا جبکہ جینی سہم گئی تھی۔

"Have a seat please..."

وہی انگریز لڑکی بولی۔ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جینی بمشکل ہی کرسی پہ بیٹھی۔

"اوہ! بی بی۔۔ ہمیں آوارہ نہ سمجھو۔۔۔ ہم یہاں کا مالک ہے۔۔ یہ بچا لوگ اٹلی سے آئے ہیں۔۔۔ پاس ہی کیمپ میں ٹھہرا ہے۔۔۔ تم اس ڈھابے کو اپنا ہی سمجھو۔۔۔" وہ اسکے قریب آیا اور اپنا ہاتھ اسکے سر پر دیا جس سے اسکا ڈر کچھ کم ہوا۔سب جینی کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔

"Be friends Dear..."

لڑکی خاصا بے تکلفی سے بولی۔

"جی۔۔۔" وہ بمشکل ہی مسکرائی۔

"یہ لو بچا یخنی پیو۔۔۔ یہ رہنے دو۔۔۔" خان نے جینی کو بغور دیکھا اور پھر سے فوراً اسے یخنی لا دی اور لڑکی کی دی ہوئی چیز کو تھوڑا سا پیچھے سرکا دیا۔

"یہ کیا؟؟ میڈم۔۔۔ آپ کے شوز؟؟؟" انگریز لڑکی کا شوہر جو پاکستانی تھا اسے مسلسل کانپتے ہوئے دیکھ کر اچانک اسکا دھیان اسکے پاؤں کی طرف پڑا۔

جینی نے یخنی کا پیالہ منہ کو لگایا مگر اسکی بات سن کر بمشکل ایک ہی گھونٹ پی پائی تھی۔

"وہ۔۔اصل میں۔۔۔" وہ سوچنے لگی کہ آخر کیا کہے۔

"چلو۔۔۔بچہ یخنی ختم کرو۔۔" خان نے اسکے چہرے کی کشمکش کو محسوس کیا اور فوراً بولا۔

"جی۔۔اس نے یخنی کو پینا شروع کیا لیکن اسکی سردی تھی کہ ختم نہیں ہو رہی تھی۔آخر نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے جوڑے سے وہ چیز پینے کی اجازت مانگی جو انہوں نے اسے پہلے دی تھی۔

"کیا میں یہ لے لوں؟؟سردی تو ختم ہو جائے گی؟؟"

Sure why not?

لڑکی مسکرائی۔وہ اردو بول تو نہیں سکتی تھی مگر سمجھ ضرور سکتی تھی۔

"سردی کا احساس ہی نہیں ہو گا بہنا۔۔۔"دانش خوش اخلاقی سے بولا۔اس نے فوراً بوتل کو منہ لگایا اور گھٹا گھٹ پیتے چلی گئی۔پیتے ہی اس نے بوتل کو زور سے میز پر رکھا اور منہ اوندھ کر میز پر سر رکھ دیا۔سردی سے اسکی سانس بہت تیز چل رہی تھی۔

سجیل اسے ڈھونڈتا ڈھونڈتا وہاں تک آیا مگر اسکا سر میز پہ ہونے کی وجہ سے سے دیکھ نہ پایا۔وہ ڈھابے کے اندر داخل ہوا۔اپنا موبائل نکالا اور جنت کی تصویر خان کو دکھائی۔

"یہ لڑکی؟؟یہاں تو نہیں آئی تھی؟؟"وہ بے حد پریشانی کے عالم میں تھا۔

"آئی تھی۔۔"خان صاحب کھلکھلا کر ہنسے۔

Clubb of Quality Content

"بچہ یہیں ہے یہ۔۔۔وہ سامنے ٹیبل پہ۔۔ مگر آپ؟؟" سجیل نے اسکی بات کا جواب دیے بغیر ہی میز کی جانب بڑھا، اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر اسکا سانس کافی پھول گیا تھا۔اسے میز کے قریب آتا دیکھ کر سب حیران ہوئے۔

"جنت۔۔ چلو۔۔" وہ سانس کو بمشکل ہی بحال کر پایا تھا۔

جنت نے فوراً اسے سر اٹھایا اور اسے دیکھا۔

"آ گئے آپ۔۔۔؟؟ "وہ تھوڑا سا مدہوش انداز میں بولتے ہوئے مسکرائی جس پہ سجیل نے تشویشی انداز سے اسے دیکھا۔

"یہ کون؟؟" بولا۔

"I'm her... "

اس سے پہلے وہ بولتا جنت بولی۔

"سب کچھ۔۔" وہ اٹھی اور اسکا بازو پکڑ کر اسکے ساتھ کھڑی ہوئی۔

"اوہ۔۔واؤ۔۔دیکھیئے مسٹر آپکی مسز کو بور نہیں ہونے دیا ہم نے۔۔" آدمی کے بولتے ہی خان بولا۔

"اوہ! بچہ بیٹھو تم بھی۔۔ ہم یخنی لاتا ہے تمھارے لیے بھی۔۔۔"

سجیل کی سمجھ سے باہر تھا جو معاملہ اسکے سامنے درپیش تھا۔

"بیٹھو۔۔بیٹھو۔۔۔"وہ فٹافٹ یخنی لایا اور میز پر رکھ دی۔

"نہیں۔۔مجھے نہیں چاہیئے۔۔چلو جنت۔۔"جبکہ جنت دوبارہ بیٹھ گئی تھی۔اسکا دماغ اسکا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

"جنت۔۔چلو۔۔"وہ زور سے بولا جس پر وہ کانپتے ہوئے فوراً اٹھی۔

"پیسے ہیں ناں پاس؟؟"

سجیل اسکی طرف غصہ سے دیکھ رہا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟؟پیسے ہیں پاس تو خان انکل کو دے دو۔۔خان انکل ویسے یخنی ٹاپ کلاس تھی۔"سجیل نے پیسے نکالے اور خان کو پکڑائے۔

"پھر کبھی آؤں گی۔۔"وہ مدہوشی میں بولتے جا رہی تھی۔سجیل اسکے پاس واپس آیا مگر پھر وہ بولی۔

"ان کو بھی۔۔"اس نے اسی جوڑے کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ارے نہیں۔۔یہ تو۔۔بس سردی کم کرنے کے لیے۔۔۔"دانش نے انکار کیا جبکہ سجیل وہاں پڑی شیشے کی بوتل دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"تم نے یہ؟؟؟؟"

-

Clubb of Quality Content

۔

۔

اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور دماغ سٹپٹا سا گیا۔

جاری ہے۔۔۔

قسط نمبر 5

Clubb of Quality Content!
novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

●کیسی ہے یہ الجھن؟

"Can I take it?"

۔جنت نے بوتل کو پکڑا۔

"Yes sure..."

لڑکی سجیل کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔ سجیل نے خود کو ضبط کیا اور اسے وہاں سے لے کر نکلنے ہی والا تھا کہ لڑکی نے پیچھے سے آواز لگائی جس پہ دونوں مڑے۔

"Excuse me...The most elegent couple..."

Clubb of Quality Content

"Thank you..."

جنت مدہوشی میں ہی مسکرائی اور دونوں ڈھابے سے باہر آ گئے۔ سجیل اپنا غصہ کنٹرول کیے ہوئے تھا۔

اتنا غصہ اسے پنی زندگی میں کبھی نہیں آیا تھا جتنا کہ اب۔۔وہ تو خوش مزاج آدمی تھا ہر معا ملے کو سوچ سمجھ کر حل کرنے والا۔ لیکن اس کی اس بچگانہ حرکت سے اسکا غصہ آسمان کی چوٹی کو چھو رہا تھا۔

"مجھے پتہ تھا کوئی آئے نہ آئے۔۔۔آپ ضرور آئیں گے۔۔۔"اندھیرے راستے پہ اسکے سا تھ چلتے چلتے وہ بولی۔

"جنت پلیز۔۔۔Leave this bottle۔۔۔"وہ التجائیہ انداز میں خود کو ضبط کرتے ہوئے بولا۔

"کیوں؟؟؟ "وہ بوتل کو منہ سے لگاتے ہوئے رک کر بولی۔

"جنت۔۔۔دیکھو۔۔۔تم اس وقت ہوش میں نہیں ہو۔۔بہتر یہی ہے کہ۔۔یہ مجھے دے دو۔۔"

"آپ کو کیوں؟؟ ویسے سردی دور کرنے کا اعلیٰ نسخہ ہے یہ۔۔"اس سے پہلے وہ بوتل کو منہ سے لگا کر گھونٹ بھرتی سجیل نے غصہ سے بوتل کو اسکے ہاتھ سے چھینا۔

"I said stopped"۔۔۔"

اس نے بوتل کو زور سے زمین پہ دے مارا۔

"ٹھیک نہیں ہے یہ۔۔۔حالت دیکھو ذرا اپنی۔۔۔"وہ بے بس ہوا۔

"او۔۔کے۔۔۔ریلیکس۔۔ریلیکس۔۔۔" جنت بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے ہاتھوں کے اشارہ سے بولی۔

"ٹھنڈ بہت ہے ناں! نہیں تو۔۔ کس کمبخت کا جی چاہے گا پینے کو۔۔۔ویسے ٹرائے کرنے میں حرج نہیں۔۔" وہ اسکے قریب آئی اور آنکھوں کو اسکی آنکھوں کے قریب لائی۔

سجیل فوراً سے اس سے دور ہٹا۔

"ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔اس سے پہلے سب کو پتہ لگے کہ تم غائب ہو ہمیں چلنا چاہیئے۔" اس نے خود کو نارمل کیا۔

"تم؟؟ہم کیوں نہیں جانِ جہاں؟؟" وہ پھر سے اسکے قریب آئی۔

"جنت۔۔کچھ بھی بولے جا رہی ہو۔۔کیا ہو گیا ہے تمھیں۔۔پلیز بچگانہ حرکتیں بند کرو۔۔" وہ پھر سے اس سے دور ہٹا۔

"بچگانہ؟؟محبت بچگانہ نہیں ہوتی۔۔" وہ اسکی بات پہ تڑپ کر بولی۔آنسو اسکی آنکھوں میں چمکنے لگے۔

"جینی۔۔پلیز۔۔تم اس وقت ہوش میں نہیں ہو۔۔"

"خُدا کے لیئے۔۔۔مجھے اگنور مت کریں۔۔۔بہت پیار

کرتی ہوں آپ سے۔۔۔"اسکی بات سن کر تو جیسے سجیل کی جان ہاتھوں میں آگئی ہو۔ایک لمحہ کے لیے وہ رک سا گیا مگر اگلے ہی لمحے اس نے تیزی سے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور اسے سڑک سے لے کر جانے لگا۔ مگر اسے کیا خبر تھی کہ جنت ننگے پاؤں ہے۔۔۔ شیشے کی بوتل کا کانچ اسکے پاؤں میں یکدم چبھ سا گیا۔

"آؤچ۔۔۔"وہ درد سے بلبلا اٹھی۔

"کیا ہوا۔"وہ مڑا۔

اسکا دھیان اس کے لڑکھڑاتے قدموں کی طرف پڑا۔

"شوز کہاں ہیں تمھارے؟؟"وہ چونکا۔

"کیمپ میں۔۔"وہ درد سے کراہ رہی تھی۔

سجیل کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا اس نے اِدھر اُدھر دیکھا، دور نظر آتے بینچ پہ اسکا دھیان پڑا۔

"چلو۔۔۔"وہ اسکی طرف بنا دیکھے ہی بولا۔

"آپ دیکھ بھی رہے ہیں کہ میرے پاؤں میں کانچ چبھا ہے پھر بھی۔۔۔"وہ رو دی۔

"جنت۔۔"اس نے نا چاہتے ہوئے بھی اسکی طرف دیکھا۔

"وہ بینچ چند قدموں کی دوری پہ ہی ہے۔۔۔ تھوڑی ہمت کر کے وہاں تک۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتا جنت غصہ سے قدم بڑھاتے ہوئے بینچ تک آگئی جبکہ سجیل بھی تیزی سے اسکے پیچھے پیچھے چلا۔۔۔ بینچ تک آکر وہ دو لمحے کے لیے کھڑی رہی مگر پھر درد کی شدت کو برداشت نہ کرتے ہوئے بینچ پر پاؤں اوپر کر کے بیٹھ گئی۔

"اتنی تیزی سے آؤ گی۔۔ درد تو ہو گا ہی۔۔" اسکی حالت کا بغور جائزہ لیتے ہوئے وہ بولا۔

"مجھے اگنور کر کے جتنا درد دیتے ہیں اسکے آگے تو یہ کچھ بھی نہیں۔۔۔" اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب جاری تھا۔

"اگنور؟ Just keep silence۔۔۔" وہ غصہ سے بولا اور فوراً ہی اسکا پاؤں اپنی طرف کیا اور اسکے پاؤں سے نکلتے ہوئے خون کو صاف کرنے کے لیے اپنی جیب سے فوراً ٹشو نکالا۔

"hey...What happend to you?"

وہی انگریز لڑکی ''جولی'' اور اسکا شوہر اور باقی چند لوگ اپنے کیمپ کی طرف آرہے تھے۔

"کیا ہوا؟؟ سب ٹھیک تو ہے ناں؟؟" اسکا شوہر ''دانش'' بولا۔

سب لوگ اپنے اپنے کیمپ کی طرف سونے کے لیئے چلے گئے۔

"جولی جاؤ ذرا فرسٹ ایڈ باکس لے آؤ۔۔۔" دانش آگے بڑھا اور پھر فوراً اُسے بولا۔

"او۔کے۔۔"وہ فوراً اسے اپنے کیمپ کی طرف بھاگی جو چند قدم کی دوری پہ تھا۔

وہ فرسٹ ایڈ باکس لے کر آئی تو دانش نے اسکا زخم صاف کیا اور پٹی کر دی۔اور ساتھ ہی ساتھ ایکسٹرا اجراب نکال کر اسکے پاؤں پہ چڑھا دی۔

"آپ لوگ ایسا کریں رات یہیں کیمپ میں رک جائیں۔"

"نہیں۔۔ہمیں جلدی پہنچنا ہے۔۔"سجیل تیزی سے بولا جبکہ جنت مدہوش تھی مگر درد سے وہ سی سی کر رہی تھی۔

"ایسی بھی کیا جلدی؟؟انکی حالت دیکھیں۔۔۔"دانش نے اسے سمجھانا چاہا۔جولی پانی دینا۔

"یہ لو tabletدوا سے۔"

"جنت۔۔۔میڈیسن۔۔"سجیل نے دونوں چیزیں لیں اور اسکو دیں۔میڈیسن لینے کے فوراً بعد ہی اس پر غنودگی طاری ہونے لگی۔

"اصل میں۔۔ہماری یونیورسٹی کا tour یہاں آیا ہے۔۔۔کسی کو پتہ نہیں کہ ہم یہاں ہیں۔۔اسلیئے ہمیں فوراً اپنے کیمپ کی طرف جانا ہو گا۔۔ورنہ بہت مسئلہ ہو جائے گا۔۔"

"I hope you understand."

۔۔۔وہ بے چارگی سے بولا۔

"ام م م۔۔اوکے ریلیکس۔۔۔ہماری گاڑی والا تو سو رہا ہے۔۔۔اگر آپ کچھ دیر اور رک جائیں۔۔یہاں ہمارے کیمپ میں۔۔"اس سے پہلے وہ کچھ بولتا دانش فوراً سے بولا۔

"دیکھیئے بھروسہ رکھیئے۔۔۔ہم آپ لوگوں کو بحفاظت۔۔۔"

"نہیں۔۔نہیں ایسی بات نہیں۔۔آپ نے تو بلکہ ہماری بہت ہیلپ کی ہے۔میں تو بس اس بات سے پریشان ہوں کہ۔۔"

"اوہ! its okay۔۔ہم سب سنبھال لیں گے۔۔کیوں جولی؟"اس نے جولی سے سوالیہ پوچھا اور ساتھ ہی ساتھ جنت کو دیکھا جو سجیل کا بازو پکڑے اسکے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔

"Yeah why not...."

جولی مسکرائی۔

"She is sleeping "

اس نے اسکی طرف اشارہ کیا۔

"اوہ! جنت۔۔جنت۔۔"وہ اسکی جانب دیکھ کر بولا مگر وہ تھی کہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔جولی اور دانش نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور خوب مسکرانے لگے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دانش Listen۔۔۔"جولی نے آواز دے کر اسے پکارا،دانش فوراً اسے اس کے پاس گیا۔اس نے کان میں کچھ کہا،دانش واپس آیا اور پھر سجیل سے بولا۔

"آپکو لگتا ہے ہم پہ یقین نہیں۔۔ہم آپکو فورس نہیں کرتے۔۔لیکن ہاں۔۔دو تین گھنٹے تک یہیں ہمارا ویٹ کیجیئے گا۔۔۔ہم اور ہمارا ڈرائیور ساری بات سنبھال لیں گے۔"

"لیکن۔۔۔لیکن۔۔۔؟؟"وہ فوراً بولا۔

"لیکن یہ چادر رکھنی پڑے گی۔۔"وہ ہنس کر بولا اور اپنی اوڑھی ہوئی چادر اسکو دی۔

"مگر آپ؟؟"

" اٹس اوکے۔۔۔"جولی مسکرائی اور دونوں وہاں سے چلے گئے۔

"جنت۔۔اٹھو۔۔۔جنت۔۔"اس نے اسے زور سے جھنجوڑا۔

"ہاں۔۔"اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولیں۔

"جنت۔۔ہوش میں آؤ یار۔۔۔"وہ تھک کر بولا مگر اسکی کپکپاہٹ کو محسوس کرتے ہوئے اس نے اسکا سر بینچ کے ساتھ لگایا اور اپنا جیکٹ اور جوتے اتارے۔جوتے اتار کر اس نے اسکے پاؤں میں پہنائے اور ساتھ ہی ساتھ اپنی جیکٹ اسے پہنادی اور خود دانش کی دی ہوئی چادر اوڑھ کر بیٹھ گیا۔

وہ اسکو لاپرواہی سے دیکھتے ہوئے اسکی باتیں سوچ رہا تھا جو پندرہ منٹ پہلے اس نے کیں۔ تمام انکشافات اس کے لیے جان لیوا ثابت ہوئے تھے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے جنت کی طرف دیکھا۔ وہ ٹیک لگائے ہوئے تھی۔ سردی کی شدت سے اسکی آنکھ لمحے بھر کو کھلی، فوراً سے اس نے سجیل کی اوڑھی ہوئی چادر کھینچی اور اسکے کندھے پر سر رکھ کر سو گئی۔ سجیل چاہتا بھی تو اس سے پیچھے نہ ہو پاتا۔ کچھ اسکی باتیں اور کچھ اسکا معصوم سا چہرہ اسکے دل میں اسکے لیے جذبات جگانے کے لیے کافی تھا۔ اس نے اسکو بانہوں میں لیا اور اس کے سر کے ساتھ سر لگائے خود بھی آنکھیں بند کر کے

سو گیا۔ ☆

☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں رہ گئے یہ لوگ۔۔ نمبر بھی نہیں لگ رہا اب تو۔۔۔" مہر کال پہ کال ملاتے ہوئے برابر چکر لگا رہی تھی۔

"مہر۔۔۔ بیٹھ جاؤ اسطرح تو تمھاری طبعیت بھی خراب ہو جائے گی۔۔" رمشا اسکے ساتھ ساتھ چکر لگاتے بولی۔

"یار۔۔ طبعیت خراب ہو یا نہ ہو۔۔ مگر میرا دماغ ضرور خراب ہو جائے گا۔۔۔" اس نے فون کو زور سے میز پر پٹخا۔ اور سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"دونوں کے نمبر بند جا رہے ہیں۔۔مجھے بہت ٹینشن لگی ہے یار۔۔"مہر کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے جبکہ رمشا بھی اشک بار ہوئی۔

"اماں بی کو پتہ لگا تو قتل کر دیں گی ہمیں۔۔۔"وہ خوف سے بولی اور فوراً سے موبائل کو پکڑ کر پھر سے نمبر ڈائل کیا اب کی بار بیل ہوئی تو اسکی جان میں جان آگئی۔

"Come on sajeel---pick up the phone---"

دوسری طرف سجیل نیند مس مشغول تھا آخر فون بجنے کی آواز اسکے کانوں میں پڑی وہ تیزی سے اٹھا اور فون کو ڈھونڈا۔فون اسے مل نہیں رہا تھا مگر اسکی رنگ کی آواز اسکے کانوں میں جا رہی تھی۔اچانک اسے یاد آیا کہ فون تو اسکی جیکٹ میں ہے اور جیکٹ جنت نے پہن رکھی ہے۔۔

وہ ہمت کر کے بھی اسکے مزید قریب نہ جا سکا کہ اپنا موبائل ہی نکال لے۔

"کیا ہوا؟؟"رمشا نے سوال کیا۔

"No response-"

مہر مایوسی سے بولی۔

"اس قدر لاپرواہی کی امید مجھے سجیل سے ہرگز نہیں تھی۔"

"یار۔۔ہو سکتا ہے سگنل کا پرابلم ہو۔۔۔"رمشا نے اسے تسلی دی۔

Clubb of Quality Content

علی الصبح سردی کی شدت میں مزید اضافہ ہوا ہی تھا کہ برفباری ہونے لگی۔ جنت نے برف کو اپنے چہرے پہ محسوس کیا اور فوراً اسے اٹھی۔ اپنے آپ کو کسی کے مضبوط ہاتھوں میں محسوس کرتے ہوئے اس نے اپنے بائیں کندھے کی جانب دیکھا اور ساتھ ہی اسکی طرف دیکھا۔ وہ یکدم اٹھی۔۔

اسکی ساری مدہوشی دور ہو چکی تھی۔۔۔ وہ اندر ہی اندر اپنی حرکت پہ پیشماں ہوئی مگر نشے میں اس نے اسکو کیا کہا وہ سب اسے یاد نہیں تھا۔ برفباری کو اپنے چہرے پہ محسوس کر کے سجیل بھی فوراً اسے اٹھا۔ اٹھتے ہی اسکا دھیان جنت پہ پڑا جو بنچ کے پاس منہ پلٹ کر بمشکل ہی کھڑی تھی۔ اس سے پہلے وہ اس سے کوئی بات کرتا جولی اور دانش اپنے ڈرائیور کے ساتھ پہنچے۔

"جلدی آجاؤ۔۔" دانش گاڑی کے اندر سے فوراً اسے بولا۔

جنت نے پلٹ کر دیکھا اور کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔

"یار۔۔ بھروسہ رکھو دونوں۔۔ برفباری ہو رہی ہے۔۔۔ اندر آکر بیٹھو۔۔۔" دانش پھر سے بولا سجیل آگے بڑھا ہی تھا کہ اس نے پیچھے مڑ کر جنت کو دیکھا۔

"Come on jannat"۔۔"

Clubb of Quality Content

جولی نے فوراً اسے اسے پکارا جنت نے سجیل سے نظریں ہٹائیں اور فوراً اسے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

جولی کے ساتھ جنت، جنت کے ساتھ سجیل بیٹھا۔ جبکہ دانش آگے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا۔ ساتھ ہی ساتھ دانش نے اسے پلین بتایا جس پر اس نے مہر کو میسج لکھا۔ اور اسے ساری بات سمجھا دی۔

"I am really glad to see you both... Specially your most romantic scene... "

جولی قدرے خوش دلی سے بولی اور کھلکھلائی۔

"جولی۔۔" دانش نے اسکے نام پہ زور دے کر اسے گاڑی کے شیشے سے دیکھ کر منع کیا۔ جنت نے یکدم سجیل کی طرف دیکھا جبکہ سجیل کے لبوں پہ مسکراہٹ اور آنکھوں میں اک عجیب سی چمک تھی۔

"سوری۔۔ سوری۔۔ سوری۔۔" جولی پھر سے ہنس پڑی۔

دوسری طرف مہر کو سجیل کا میسج وصول ہوا۔ وہ اسکی ساری بات سمجھ چکی تھی۔ سحری کے کوئی چار بجے تھے کہ وہ لوگ کیمپ کے آگے آموجود ہوئے۔

"بس دعا کرو کوئی تم لوگوں کو دیکھے ناں! نہیں تو۔۔۔"

"So??"

جولی نے دانش کی بات کاٹی۔

Plan...

"اور کیا۔۔"وہ بے فکری سے بولا۔

جنت اندر ہی اندر اسکے ساتھ بیٹھنے پہ خود کو کوس رہی تھی۔دل ہی دل میں وہ بھی دعا کر رہی تھی کہ کوئی انہیں نہ دیکھے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ سر سمیع اور ان کے ایک دوست باہر موجود تھے۔گاڑی کو اپنے کیمپ کے قریب دیکھ کر دونوں باتیں کرتے کرتے رکے اور ان کے قریب آئے۔ سجیل نے جنت کو اپنی چادر اتار کر اوڑھا دی۔۔دونوں نے اپنے ارد گرد چادر لپیٹی ہوئی تھی۔دونوں کو گاڑی سے باہر آتا دیکھ کر دونوں حیران ہو گئے۔جنت سے بمشکل ہی چلا جا رہا تھا۔سجیل نے اسے گرتے گرتے تھاما اور ان کے قریب جا کھڑا ہوا۔جنت اندر ہی اندر خوف سے ہل کر رہ گئی تھی۔سر سمیع نے سجیل کو گھور کر دیکھا۔اور ساتھ ہی ساتھ جنت کو جو رو رہی تھی۔

"کیا ہے یہ سب ؟؟تم لوگ اس وقت کہاں سے آرہے ہو؟؟کون ہیں یہ لوگ؟؟"سر سمیع نے سوال پہ سوال تو کیے مگر ان کے لہجے میں تلخی ضرور تھی۔

"ارے۔۔ بر فباری میں یہاں کھڑے ہونا جنت کے لیے ٹھیک نہیں۔۔۔ بیچاری کے پاؤں پہ سخت چوٹ آئی ہے۔۔۔" دانش نے اس کے پاؤں کی طرف اشارہ کیا جس پہ سجیل کے جوتے موجود تھے۔ سر سمیع نے سجیل کے جوتے اسکے

پاؤں میں دیکھے تو سجیل کو مزید گھورا جو خود ننگے پاؤں کھڑا تھا، مگر جنت کو تھامے ہوئے بھی تھا۔ سر سمیع کا بس چلتا تو دونوں کو شوٹ کر دیتے اس سے پہلے وہ کچھ بولتے دانش بولا۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں جناب۔۔ کیا ہم اندر جا کر بات کر سکتے ہیں؟؟" دانش نے عاجزانہ طور پر پوچھا۔

"Will you please give us some minute to clarify you the matter? "

سر سمیع کے خاموش رہنے پہ جولی موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے بولی جس پر سر سمیع نے اپنے دوست کی طرف دیکھا اور پھر اثبات میں سر ہلایا۔ دانش نے اپنے بنائے ہو ئے Plan کو اچھے سے Apply کیا اور ان کی غلط فہمی دور کی۔

"میں سجیل کا دوست ہوں یہ تو اچھا ہوا کہ میں یہاں تھا۔۔۔۔ ڈرائیور نہیں تھا۔۔۔ نہیں تو میں خود آجاتا۔۔۔ آپ

چاہیں تو جولی سے پوچھ سکتے ہیں۔۔"اس سے پہلے جولی بولتی سر سمیع نے فوراً اسے دونوں ک
بات کاٹی۔

"نہیں اسکی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔"انہوں نے غور سے اسکی بات سنی اور ساتھ ہی ساتھ
مہر کو کال ملائی۔

"Mehar beta! can you please come here soon?"

"Okay.... see you..."

انہوں نے فون بند کیا اور دانش سے بولے۔

"آپ نے ہماری بچی کے ساتھ احسان کر کے ہمیں اپنا غلام بنالیا ہے۔۔۔اور
سجیل۔۔ atleast مجھے ہی بتادیتے۔"مہر کیمپ میں داخل ہوئی اور اسکے ساتھ رمشا بھی۔

"مہر۔۔بیٹی۔۔اتنی بڑی بات ہو گئی اور تم نے مجھے بتایا ہی نہیں۔۔۔"

"سر۔۔وہ۔۔۔اسکے پاؤں سے بہت خون بہہ رہا تھا۔اس وقت سر سجیل ہی باہر نظر آ
ئے۔۔۔تو۔۔۔"وہ رک رک کر بولی۔

جنت نے پریشانی سے اس کو دیکھا اور باقی سب کو بھی۔

"Anyway"

"اٹس۔۔اوکے۔۔ جنت کو لے جاؤ یہاں سے۔۔۔اور ہاں۔۔ سجیل کے جوتے واپس کر دینا۔"وہ سنجیدہ تھے مگر اسکے جوتے دیکھ کر مسکرا دیئے۔

"اور ہاں جیکٹ بھی۔۔۔"وہ پھر سے ہنس دیئے جنت نے سجیل کی طرف اسپاٹ لہجہ سے دیکھا اور مہر کے ساتھ چلدی۔

"سجیل۔۔سوری جناب۔۔ ہم نے آپکو غلط سمجھا۔"

"نہیں سر۔۔اسکی کوئی ضرورت نہیں۔"سجیل بلاتاخیر بولا۔

"اچھا تو پھر ہم چلتے ہیں۔۔ان شاءاللہ پھر ملیں گے۔"دانش نے اجازت چاہی۔

"ارے۔۔نہیں۔۔رکیں آپ لوگ یہیں۔۔باہر برفباری ہو رہی ہے۔۔ابھی جانا safe نہیں ہو گا۔"سر سمیع نے انہیں کچھ دیر وہاں رکنے کی پیشکش کی۔

"شکریہ محترم۔۔۔لیکن ہماری بیگم کو ایسا موسم پسند ہے۔۔۔سو۔۔اجازت دیجیئے۔۔۔"وہ شرارتی انداز سے بولا جس پر جولی نے اسے کہنی ماری اور دونوں وہاں سے چلے گئے۔سر سمیع اسکی بات پہ کھلکھلا کر ہنس دیے۔

"چلو برخوردار۔۔۔ change کرو تم بھی جا کر۔۔۔کہیں ٹھنڈ نہ لگ جائے تمھیں۔۔۔"

"جی۔۔"وہ کسی گہری سوچ میں محو تھا مگر وہاں سے اٹھا اور چلا گیا۔

☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

مہر نے جینی کے جوتے اتارے اور اسکی ٹانگ زمین پہ بچھے لکڑی کے بستر پہ رکھی۔دونوں بر ابر اسے دیکھے جارہیں تھیں۔۔ مگر جینی ان سے نظریں چرا رہی تھی۔مہر اور رمشا نے اس سے کچھ بھی پوچھنے سے گریز کیا۔اسکے اوپر کمبل اوڑھایا اور وہ آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی تھی۔رات کے 5 گھنٹے اسکے لیے ظالم ثابت ہوئے تھے جنہیں وہ بہت اپنے ذہن سے گھر وچ کر نکال دینا چاہتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سجیل۔۔مجھے سچ سچ بتاؤ ہوا کیا ہے؟؟ وہ کوئی بات ہی نہیں کر رہی۔۔ کچھ بھی پوچھو۔۔ بس غصہ سے منہ پھلائے ہوئے ہے۔۔" اسکی سرد مہری کو دیکھتے ہوئے آخر اس نے سجیل کو فون لگایا مگر سجیل کی طرف سے اسے اپنی بات کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔

"سجیل۔۔کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے۔۔۔ ہیلو۔۔ سجیل؟؟ ہیلو؟؟" اس نے زور دے کر سوالیہ انداز میں کہا۔

وہ گہری سوچ میں محو تھا مگر اگلے ہی لمحے بولا۔

"ہاں۔۔ کیا ہوا؟؟ "

"جینی اور تمہارے درمیان کیا ہوا؟؟ سچ سچ بتاؤ مجھے ؟؟؟" اسکے لہجے میں شک صاف اور واضح تھا۔

"شک کر رہی ہو مجھ پہ ؟؟؟" اسکے سوال کا جواب اس نے سوال کی صورت دیا۔

"سحیل۔۔۔ مجھے الجھاؤ نہیں۔۔" وہ تنگ آکر بولی۔

"الجھا دیا تو تمہاری کزن نے ہے مجھے۔۔" وہ زچ ہو کر بولا۔

"کیا مطلب؟؟ "

"کوئی مطلب نہیں۔۔ اور تم مجھ پہ شک کرنا بند کرو۔۔ سمجھی۔۔" وہ ذرا غصہ سے بولا۔

"تم آجاؤ پلیز۔۔ جب سے آئی ہے گم صم ہے۔۔ خاموش ہے بالکل۔۔ تم ہی اس سے بات کرو۔۔" وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

"میں کیا بات کروں؟؟ اور پلیز۔۔ فون رکھو۔۔ مجھے تیار ہونا ہے۔۔۔ ایوبیہ کے لیئے ایک گھنٹہ تک نکلنا ہے۔۔ تم لوگ بھی تیار ہو جاؤ۔۔'

"مہر؟؟ روئے جا رہی ہے وہ۔۔ کوئی بات نہیں کر رہی وہ۔۔ تم چلو میرے ساتھ۔۔" رمشا بھاگتی بھاگتی کیمپ سے باہر آئی۔ اسکی بات دوسری طرف کال پہ موجود سحیل کے کان میں بھی پڑ چکی تھی۔

”سن رہے ہو سجو؟؟؟ تم آجاتے اگر تو۔۔“ اس سے پہلے وہ مزید کوئی بات کرتی، دوسری طرف سے فون پٹخ دیا گیا تھا۔

”فضول میں بات کا بھتنگڑ بنا رہی ہے یہ لڑکی۔۔“ وہ دانت پیستا ہوا بولا۔ مگر اگلے ہی لمحے اسکے ذہن میں رمشا کی بات گھومی۔

”رو رہی ہے وہ۔۔“

”اسکے تو پاؤں پہ بھی چوٹ لگی تھی۔۔“ وہ خود سے بولا۔ ”بھاڑ میں جائے۔۔“ اگلے ہی لمحے اس نے اپنے خیال کو جھٹکا۔

دوسری طرف مہر بھاگتے ہوئے کیمپ میں آئی۔

”کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟ کیوں رو رہی ہو ایسے؟؟؟“ اس نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

”چپ کر جاؤ نا۔۔ ایوبیہ کے لیئے سب تیار ہو رہے ہیں اور تم ہو کہ۔۔۔ تمہاری وجہ سے ہم کہیں لیٹ نہ ہو جائیں۔۔“

”مہر۔۔ مجھے واپس جانا ہے۔۔ مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔۔“

مہر اسکی بات پہ چونکی۔ اس نے اسے اپنے سے الگ کیا اور سوالیہ بولی۔

”آریوان یور سینسز؟؟؟ ہوا کیا ہے آخر؟؟ یہ بتاؤ گی کیا مجھے؟ جینی۔۔۔ کچھ پوچھ رہی ہوں میں۔۔ اسے فون کیا ہے وہ کچھ بولتا نہیں۔۔اس نے بھی غصہ سے فون پٹخ دیا۔۔اور یہاں تم۔۔۔۔“

”کچھ نہیں کہا انہوں نے؟؟“ جینی نے آنکھوں میں گہری چمک لیئے ہوئے پوچھا۔

”کچھ کہنا تھا کیا؟؟“ وہ سوالیہ بولی۔

”وہ تو نہیں بولا۔۔ تم ہی بولو۔۔کہ کیا ہوا ایسا۔۔تم دونوں کیوں ایسے بی ہیو کر رہے ہو؟؟“

”جب وہ نہیں بولے کچھ تو میں کیا کہوں؟؟“ وہ سسکتے لبوں سے بولی۔

”بلکہ انکا ذکر ہی میرے سامنے نہ کرو۔۔ مجھے انکا نام ہی نہیں سننا۔۔ بھاڑ میں جائیں وہ۔۔“

اسکے آخری لفظوں پہ مہر نیم انداز میں مسکرائی۔

”اس ہنسی کا کیا مطلب سمجھوں میں؟؟“ اس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

”اس نے بھی یہی کہا ہے۔۔مطلب۔۔تم دونوں کو ایک دوسرے سے محبت۔۔۔۔“ وہ کہتے کہتے اسکے ٹوکنے پر رکی۔

”نہیں۔۔ نہیں ہے محبت۔۔ مجھے ان سے محبت نہیں ہے۔۔“ وہ چیخ چیخ کر بولی۔

اسکے کہے لفظوں کو سنتے ہوئے وہ کیمپ کے باہر ہی رک گیا۔

"محبت نہیں ہے تو رو کیوں رہی ہو اسکے لیئے؟؟؟ اور یہ جیکٹ۔۔ یہ جیکٹ۔۔ یہ بھی تو اسی کی ہے ناں؟؟ پچھلے دو گھنٹوں سے پہنے ہوئے ہو اسے۔۔ جیکٹ گیلی ہونے کے باوجود تم نے اتاری کیوں نہیں؟؟ وجہ بتاؤ گی؟؟"

اس نے اسے خوب جھنجھوڑا۔ سجیل نے چاہا کہ وہ کیمپ میں داخل ہو۔۔ مگر مہر کے اس سے کیے گئے سوال پہ وہ رک سا گیا۔

جواباً وہ خاموش رہی۔ مگر کچھ دیر توقف کے بعد اس نے اسکی جیکٹ اتارنا شروع کی۔

"انکی جیکٹ چاہیئے تو یہ لو۔۔ مگر کبھی یہ مت کہنا کہ مجھے محبت ہے اس انسان سے۔۔"

اس کی اس بات کو وہ برداشت نہ کر پایا۔۔ کیونکہ ابھی کل رات اس نے اس سے خود اظہار کیا تھا۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ سے کیمپ میں داخل ہوا۔ جینی نے جیکٹ اتاری اور اسے زور سے زمین پہ پھینکا۔ اسکی جیکٹ اس کے پیروں میں جا گری۔

"جینی۔۔۔ یہ کیا بدتمیزی ہے؟؟؟" مہر نے غصہ سے کہا اور جیکٹ کی جانب بڑھی۔

"تم۔۔ یہاں؟؟" وہ ہکی بکی رہ گئی مگر اسکی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا تھا۔

آخر مہر نے وہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔ تاکہ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے وابستہ مسائل حل کر سکیں۔

وہ جھکا اور اپنے پاؤں پہ گری، اپنی جیکٹ اٹھاتے ہوئے اس کے قریب آیا۔

"میرے بھائی کی جیکٹ ہے یہ۔۔ آج تک میں نے اس کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جو آج۔۔" جینی نے چڑ کر بے حد طنز سے اسے دیکھا تو اسکی بات ادھوری ہی رہ گئی۔

"آخر مسئلہ کیا ہے تمہارا؟؟ بولو۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد اس سے بولا۔

"ایسے بی ہیو کر رہی ہو جیسے میں نے کل رات پتہ نہیں کیا کر دیا تمہارے ساتھ۔۔ تمہاری گھٹیا حرکت کے باوجود بھی میں چپ ہوں۔۔اور تم ہو کہ مجھے ہی۔۔" اسکی آنکھوں سے اس کا غصہ عیاں تھا۔

"آپ کو آپ کی جیکٹ مل گئی۔۔اب آپ جا سکتے ہیں۔۔" وہ بمشکل ہی اپنا سانس بحال کر پائی تھی۔

"تو تمہیں کیا لگتا ہے؟ میں یہاں اپنی جیکٹ لینے آیا ہوں؟؟" وہ چڑ کر بولا۔

"تو؟؟" اس نے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھا اور پھر خود ہی جواب اخذ کرتے ہوئے بولی۔

"تو اب آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے معافی مانگوں؟؟ تو اس بات کے لیئے معذرت کہ میں کبھی آپ سے معافی مانگوں گی۔۔" وہ ذرا اکڑ کر بولی تو اسکے چہرے پہ پڑی شکنیں یکدم مسکراہٹ میں تبدیل ہو گئیں۔

"میں تو چاہتا ہوں کہ۔۔" اب کی بار پھر اسکی بات ادھوری رہ گئی کیونکہ کیمپ میں مہر آچکی تھی۔

اسکے قدموں کی چاپ سے وہ خاموش ہو گیا۔

"سوری۔۔" دونوں کو قریب دیکھ کر مہر بمشکل ہی خود کو ضبط کر پائی تھی۔

"بیس منٹ ہیں ایوبیہ کے لیئے نکلنے میں تو۔۔"

"بات ادھوری ضرور ہے جنت۔۔ لیکن اسکے معنی ضرور مکمل ہیں۔۔" اس نے محبت سے اس کے چہرے پہ نگاہ ڈالی اور مسکراتے ہوئے اس سے دور ہٹا۔

جنت نے مہر کی طرف دیکھا اور پھر خود کو نارمل کرتے ہوئے اپنے سوٹ کیس میں سے پہننے کے لیئے کپڑے ڈھونڈنے لگی۔

"کیا ہوا تمہیں؟؟" کیمپ سے نکلتے ہوئے اسکا دھیان مہر پر پڑا جس کے چہرے کا رنگ فق تھا۔

"کچھ نہیں۔۔ کیا ہونا ہے بھلا مجھے۔۔ دیر ہو رہی ہے۔۔ تم اپنی باقی بات بعد میں پوری کر لینا۔۔" وہ زبردستی ہنسی اور پھر ذرا بے تکلفی سے بولی جس پہ وہ دھیما سا مسکرا دیا۔

سجیل کو اپنے پاس سے گزرتا ہوا اسے ایسا لگا جیسے اسکے جسم سے اسکی جان جا رہی ہو۔ ایک یہی شخص تھا جسے اس نے چاہا تھا۔

''تو محبت اسے بھی ہے۔۔'' وہ خود سے یہ الفاظ انتہائی کرب کی حالت میں کہہ پائی تھی کیونکہ حقیقت بھی تو یہی تھی۔

آنسو اسکی آنکھوں سے بہنے کے لیئے بے تاب تھے جسے اس نے اپنی آنکھوں میں بمشکل ہی روک رکھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

جوں ہی سفر کا آغاز ہوا تو سبھی کے چہروں پہ ایک الگ چمک دوڑ گئی۔ ہر طرف پہاڑ اور ان پہاڑوں سے گری وادی قابل دید تھی۔ سرد موسم اور ہلکی ہلکی برفباری بلاشبہ سفر کی رونق بڑھا رہے تھے مگر اسکے چہرے کی رونق کہیں کھو سی گئی تھی۔

''کسی کو چاہنا اور پھر اسکا کسی اور کو چاہنا کسی عذاب سے کم تو نہیں ہے۔۔ لیکن۔۔ جنت۔۔ ہے بھی تو چاہے جانے کے قابل۔۔اور سجیل جیسا انسان جنت کے لیئے ہی ہو سکتا ہے۔۔میرے لیئے نہیں۔۔'' وہ خود سے گویا ہوئی جبکہ اسکا پورا دھیان اپنے ساتھ بیٹھی جنت پہ تھا، جسے وہ رشکیہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

''تم ٹھیک تو ہو؟؟'' جنت نے اسکی نگاہوں کا رخ اپنی جانب پایا تو پوچھا۔

''کیوں؟ ایسا کیا ہے تم میں کہ تمہیں دیکھنے سے بیمار ہو جاتا ہے بندہ؟؟'' مہر نے اسکی بات کو مذاق میں اڑایا۔

"امممم۔۔ممممم۔۔" اس نے خاموشی سے اسکی طرف دیکھااور پھر بولی۔

"مہر؟؟"

"ہاں۔۔" اس نے اسکی جانب پھر سے دیکھا۔

"اس سے محبت کرتی ہو؟؟" اس کے اس سوال پر مہر کے چہرے پہ اداسی اور لبوں پہ خاموشی سی چھا گئی۔

دوسری طرف اسکے جواب کی منتظر جنت کا دل بیٹھا جارہا تھا۔کہ وہ کیا جواب دے گی؟ ہاں میں جواب دیا تو وہ کیا کرے گی؟

"مہر؟؟" اس نے پھر سے اسے پکارا۔

"ہاں۔۔" وہ اپنے خیالوں سے نکلی۔

"نہیں۔۔" وہ اسکی طرف دیکھ کر یکدم بولی۔

"پکاناں؟؟" وہ یقین کی غرض سے بولی۔

"یقین کرلو۔۔ دوست ہے وہ میرا۔۔اور بس۔۔دوستوں کی طرح چاہتی ہوں اسے اور بس۔۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔" وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کاٹتے ہوئے بولی جبکہ اسکی آواز صاف کانپ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جنت نے ایک نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور پھر اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے اپنا سر سیٹ کی پشت کے ساتھ لگا دیا۔ مہر نے یونیورسٹی میں اس سے جو بات کی تھی، وہ خود کو چاہ کر بھی وہ بات سوچنے سے روک نہ سکی۔

"میں جانتی ہوں تم کیا سوچ رہی ہو؟ ارے یار۔۔ کم آن۔۔ دوست ہے وہ میرا اور بس۔۔۔ کچھ نہیں۔۔ قسم سے۔۔" مہر نے ہنسنے کی خوب اداکاری کی۔

جنت نے آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا اور پھر سے آنکھیں بند کرتے ہوئے گاڑی میں لگے گانے کو سننے لگی۔

"کسے ایسی نگاہاں مینوں تکیا۔۔" گاڑی میں فل میوزک آن تھا۔

مہر کو ایسے لگا جیسے وہ اس سے کہہ رہی ہو۔۔ "جھوٹ آنکھوں سے جھلکتا ہے۔" تبھی اس نے فوراً سے اپنی آنکھوں میں چھپی اداسی کو دور کرنے کے لیئے گانا تبدیل کرنے کی درخواست کی۔

"ارے یہ کیا؟؟ گانا تبدیل کیجیئے۔۔ بریک اپ والی فیلینگز آ رہی ہیں مجھے۔۔۔" اس نے آگے بڑھ کر ڈرائیور سے کہا تو سبھی کا قہقہہ بلند ہوا اور سبھی نے مہر کی بات پہ اکتفا بھی کیا۔

البتہ جنت نے ایک سیکنڈ کے لیئے لاپرواہی سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔

"ہاں یہ زیادہ ہی افسردہ کر گیا ہے۔۔" سر سمیع اللہ اعوان نے کہا تو ڈرائیور کو اپنے موڈ کے برعکس چاروناچار گانا تبدیل کرنا ہی پڑا۔

وہ واپس اپنی سیٹ کی طرف آ ہی رہی تھی کہ سجیل نے ہنستے ہوئے اسے کچھ اشارہ کیا جسے وہ سمجھ گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ رمشا کے ساتھ والی سیٹ پہ آ موجود ہوئی جہاں تمام طلبہ و طالبات تالیاں بجاتے ہوئے گانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"جیسے ہو۔۔ویسے رہنا۔۔ تم سے بس۔۔یہی کہنا۔۔"

☆☆☆☆☆

☆☆☆

وہ اسکی ساتھ والی سیٹ پہ براجمان تھا۔اسے وہاں بیٹھے تقریباً پندرہ منٹ ہو چکے تھے مگر اسکی طرف سے جیسے آنکھیں نہ کھولنے کا ارادہ ہی کر لیا گیا تھا۔وہ اپنے تصور میں اسے سوچتے ہوئے بے حد پرسکون اور مسرور تھی۔

سولہویں منٹ میں اس نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھا۔

وہ یکدم چونکی۔

"آپ؟؟ یہاں؟؟ یہاں کیا کر رہے ہیں آپ؟؟" وہ ہڑبڑا سی گئی۔

"ریلیکس۔۔" اس نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھامے رکھا جسے وہ اس کے ہاتھ سے نکلوانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ہاتھ چھوڑیئے میرا۔۔" وہ زور دے کر ذرا آہستگی سے بولی۔

"کچھ دیر صبر کر جاؤ۔۔ بات کرنی ہے مجھے۔۔"

"کون سی بات؟؟" وہ ہاتھ چھوڑنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"وہی جو ادھوری رہ گئی تھی۔۔ تم نے سمجھی تو ہو گی نہیں۔۔ تو سوچا میں ہی سمجھا دوں۔۔" وہ ذرا شرارتی انداز میں بولا۔

"مجھے نہیں سمجھنا کچھ بھی۔۔ جائیں یہاں سے۔۔ اس سے پہلے کہ سر سمیع آپ کی واٹ لگا دیں۔۔" اس نے گویا اسے دھمکاتے ہوئے سر سمیع کی طرف اشارہ کیا۔ جو بچوں کے ساتھ سفر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"اوہ۔۔ میرا اتنا خیال؟؟" وہ مذاحیہ انداز میں بولا۔

"اپنا خیال ہے۔۔ آپ کا کیا ہے؟؟ کوئی کچھ نہیں کہے گا آپکو۔۔ تو برائے مہربانی۔۔" اس نے ہاتھ چھڑوانا چاہا۔

”بے فکر رہو نا۔۔ میرے مضبوط ہاتھوں میں تمہارا ہاتھ ہے۔۔ہاں تو میں چاہتا ہوں کہ۔۔۔“ وہ اسکے قریب ہوتے ہوئے بولا، جبکہ وہ اس سے تھوڑا پیچھے کو ہو رہی تھی۔

”ہاں بھئی بچو؟؟ کچھ ریفریشمنٹ چاہیئے کسی کو؟؟ ایک ٹک شاپ آ رہی ہے سامنے۔۔“ سر سمیع نے جوں ہی پیچھے مڑ کر سوال کیا تو انکا پہلا دھیان ہی سجیل اور جنت پہ پڑا۔

انکے ذہن میں رات والا منظر گھوما۔ جنت نے فوراً سے اپنا دوپٹہ اپنے اور اسکے ہاتھ پہ رکھا کیونکہ اسکا ہاتھ ابھی بھی اسکے ہاتھوں کی گرفت میں تھا۔ وہ ان سے نظریں چراتے ہوئے گاڑی سے باہر نظر آتے پہاڑوں کو دیکھنے لگی۔

انہوں نے دونوں کو شکی نگاہوں سے دیکھا اور انکے قریب آنا چاہا مگر قدم بڑھاتے بڑھاتے رک گئے۔

”نہیں سر۔۔ ایویں ہی رکیئے گا۔۔ موسم پہلے ہی خراب ہو رہا ہے۔“ یہ سجیل تھا جس نے کسی کے جواب دینے سے پہلے ہی جواب دیا۔

”ام م م م۔۔ ٹھیک ہے۔۔“ وہ نیم انداز میں مسکرائے اور چہرہ پلٹ کر دوبارہ سے سفر سے لطف اندوز ہونے میں مصروف ہوئے۔ مگر انکی چھٹی حِس ابھی بھی ان دونوں کا تعاقب کر رہی تھی۔

جنت نے کن اکھیوں سے انکی طرف دیکھا اور پھر اپنا ہاتھ یکدم پورے زور سے اسکے ہاتھ کی گرفت سے نکالا۔

"حد ہوتی ہے۔۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟؟ کیا سمجھتے ہیں؟؟ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔۔۔البتہ آپکی اس حرکت سے سر سمیع کچھ بھی سمجھ سکتے تھے۔۔"

"تو ڈر رہی ہو تم؟؟" وہ ہنسا۔

"نہیں۔۔ نہیں ڈرتی میں۔۔ سمجھے آپ۔۔اور پلیز جائیے یہاں سے۔۔ مجھے نہیں سننا کچھ بھی۔۔۔"

اس نے نظر بھر کے اسے دیکھا۔

"ڈرتی نہیں ہو۔۔تو دوپٹے سے اپنا اور میرا ہاتھ چھپایا کیوں؟؟"

اسکی شرارتی ہنسی اسکے اندر آگ کے شرارے پیدا کر رہی تھی۔

"آپ جا رہے ہیں یہاں سے کہ میں جاؤں؟؟؟" اس نے سوال کیا مگر جواب میں وہ دبے انداز میں مسکرا ہی دیا تھا۔

آخر وہ خود ہی اٹھی تو وہ اس سے پہلے موجود سیٹ پہ تھوڑا سا آگے ہو کر بیٹھا اور اسکا ہاتھ دوبارہ تھامتے ہوئے بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

”بیٹھ جاؤ۔۔ کم از کم اپنے اس چوٹ لگے پاؤں کا ہی خیال کر لو۔“ اسکے لہجے میں ذرا سختی تھی۔

سر سمیع کن آکھیوں سے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

”آپ کیا چاہتے ہیں آخر؟؟؟“ وہ تنگ آکر دوبارہ سیٹ پہ بیٹھی۔

”سمپل۔۔ جو کچھ تم نے رات میں کہا وہ سب اپنے پورے ہوش و ہواس میں بولو۔۔“ وہ بڑے آرام سے بولا تو وہ ذرا گھبرا سی گئی۔

”کیا؟؟؟ کیا؟؟ کیا بولا میں نے؟؟ “

”یہی کہ تم۔۔“ اسکے موبائل پہ بیل ہوئی تو وہ بات کرتا کرتا خاموش ہوا۔

”جی۔۔ کون؟؟“ اس نے اسے اگنور کرتے ہوئے فون اٹھایا۔

”پہچانیئے۔۔“ دوسری طرف سے اسکی گھمبیر آواز اسے سنائی دی۔

”جی۔۔“ وہ ذرا کمفیوز ہوئی۔

”نظریں جھکانے کے ساتھ ساتھ آواز دھیمی رکھنے کی قائل بھی ہیں آپ؟؟“ دوسری طرف سے شرارتی انداز میں قہقہہ لگایا گیا تھا۔

”آپ؟؟ جہانگیر؟؟“ وہ ذرا رک رک کر بولی۔

سجیل نے چونک کر اسے دیکھا۔

جنت نے کن آکھیوں سے اسے دیکھا اور پھر جہانگیر کے ساتھ بے تکلفی سے بات کرنے لگی۔

"کہاں تھے آپ؟؟ اتنے دن؟؟؟ جانتے ہیں کتنا یاد کیا میں نے آپکو۔۔۔"

جہانگیر اپنے آفس میں موجود کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا مگر اسکے کیے گئے سوال پہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"سیر ئیسلی؟؟ آپ نے مجھے یاد کیا؟؟" اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

"جی۔۔ منگنی آپ سے ہو گی تو آپ کو ہی یاد کروں گی ناں!" وہ مصنوعی ہنسی تو سجیل غصہ سے اسکے پاس والی سیٹ پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میری خوش نصیبی۔۔ خوشی ہوئی سن کر جتنا بے قرار میں آپ کے لیئے تھا اتنا آپ بھی تھیں۔۔" جہانگیر کی بات سن کر وہ خاموش ہو گئی کیونکہ اسکا پورا دھیان سجیل پہ تھا جو برہم مزاجی سے اسکے پاس سے اٹھ کر گیا تھا۔

اس نے اپنا دھیان اسکی طرف متوجہ کیا جو کال پہ اسکے جواب کا منتظر تھا۔

"نمبر کہاں سے ملا آپکو؟؟"

"مل ہی گیا۔۔ جہانگیر ہارون کوئی چیز ڈھونڈے اور اسے نہ ملے۔۔ ہو ہی نہیں سکتا۔۔" وہ ذرا فخر سے مسکرایا۔

"اوہ۔۔تو یہ بات ہے۔۔" وہ بھی مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایوبیہ پہنچتے ہی سب نے ہوٹل میں اپنا اپنا سامان رکھا۔فریش ہوئے اور کھانے کے لیئے ڈائیننگ ہال میں پہنچے۔

مہر نے کسی حد تک خود کو سمجھا لیا تھا کہ اس کی قسمت اس انسان سے وابستہ نہیں رہی اب جسے وہ صبح و شام سوچا کرتی تھی۔

"جی تو سب ٹھیک ہیں ناں؟؟" سر سمیع ڈائیننگ ہال میں موجود میز کے سامنے موجود کرسی پہ نشست سنبھالتے ہوئے سب کی طرف متوجہ ہوئے۔

"جی سر۔۔" سب کی طرف سے یکبارگی میں جواب دیا۔

"آپ سب آرام سے کھانا کھایئے۔۔ ایک گھنٹہ تیاری کے لیئے۔۔اس کے بعد ٹھنڈیانی کے لیئے نکلیں گے۔۔ اور شام میں یہاں بازار میں۔۔ ٹھیک ہے؟؟؟"

"جی سر۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔" سب سٹوڈنٹس نہایت خوش اور پر جوش تھے۔

"جنت بیٹی!" انہوں نے اسکا اداس چہرہ دیکھا تو بولے۔

"آپ کا پاؤں بہتر ہے اب؟؟؟" یہ سوال تو انکی طرف سے کیا گیا تھا لیکن جواب کا منتظر ان سے کہیں زیادہ سجیل تھا جو کافی دیر سے اسکو دیکھ رہا تھا۔

اس کے برابر میں بیٹھی مہر نے اسے کہنی مار کر ہلایا تو وہ جواب دینے کے قابل ہوئی۔

"جی۔۔ بہتر ہے سر۔ بس تھوڑی سی درد ہے۔۔"

تھوڑی ہی دیر میں بیرے گرما گرم کھانا میز پہ لگانے لگے جس کی خوشبو سے سبھی لوگ پرسکون ہوئے۔ کیونکہ "پہاڑی علاقوں کے کھانوں کی تو بات ہی الگ ہے ناں!"

"کھانا کھا لیجیئے۔۔ اسکے بعد آپکو سر سجیل پیناڈال لا دیتے ہیں۔۔" انکا کہنا تو نارمل تھا مگر در حقیقت وہ سجیل اور جنت کے تاثرات دیکھنا چاہتے تھے۔

دونوں نے یکدم نظریں اٹھا کر انکو دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو۔۔ ہال میں موجود سبھی لوگ دونوں کے مابین بے چینی اور بے ترتیبی کو نوٹ کرتے ہوئے مسکرا دیئے۔

"کیا ہوا؟؟ سر سجیل؟؟ آپ کے پاس فرسٹ ایڈ باکس ہے ناں؟؟" سر سمیع کے ساتھ بیٹھے سر واجد نے کہا۔

"جی۔۔ ٹھیک ہے۔۔" اسکی طرف سے بڑی سادگی سے جواب دیا گیا۔

کھانا لگتے ہی سبھی لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہوئے۔ مہر نے اسے اسی وقت میسج کیا۔

"کھانے کے فوراً بعد کاریڈور میں ملو مجھ سے۔۔"

اس نے میسج پڑھا اور خاموشی سے اسکی طرف دیکھ کر اثبات میں گردن ہلا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

”ہاں ! مہر۔۔ خیریت۔۔؟؟“ سحیل نے اس سے پوچھا۔

”پہلے تو میرے بلانے پہ کبھی تم نے ایسا نہیں پوچھا۔۔“ اس کے لہجے میں دکھ تھا جسے اس نے محسوس نہیں کیا۔

”نہیں۔۔وہ۔۔۔اسے میڈیسن دینی ہے ناں۔۔اس لیئے ذرا جلدی میں تھا۔۔“

”ام م م۔۔م م۔۔ اتنی فکر ہے اسکی۔۔“ اس نے شرارتی انداز میں کہا۔

”نہیں۔۔ایسی بات تو نہیں۔۔ وہ پرنسپل صاحب نے کہا تو۔۔۔“ وہ بات کرتے کرتے خاموش ہوا مگر پھر کچھ دیر بعد بولا۔

”اچھا کیا بات تھی۔۔تم نے بلایا تھا۔۔“

”ہاں ! کیا بات ہے؟؟ تم اس سے کوئی بات کرنا چاہتے تھے؟ ہو گئی بات؟؟“ وہ اہم مدعے پہ آئی۔

”وہ کچھ سنے تب ناں !“

”اگر برا نہ لگے تو پوچھ سکتی ہوں کہ کیا بات؟؟؟“ وہ ذرا ہچکچائی۔

”دوست ہو تم میری اور اس قدر بیگانہ سوال؟؟ “

”وہ مجھے لگا کہ۔۔۔کہیں۔۔کوئی پرسنل بات نہ ہو۔۔ پہلے بھی پوچھا تھا مگر تم نے بتایا ہی نہیں۔۔۔“

"اوہ۔۔وہ۔۔ بس ڈسٹرب تھا کچھ۔۔ یار۔۔مہر۔۔ تمہاری کزن میں کہیں یہ فطری مسئلہ تو نہیں کہ ایک بات کہہ کر مکر جاتی ہے یا بھول جاتی ہے۔۔" آخر اس نے بات شروع کی۔

"میں سمجھی نہیں۔۔ کیوں؟؟ کچھ ہوا کیا؟؟" وہ الجھی۔

"ہاں۔۔وہ رات میں۔۔۔" اس نے حرف بہ حرف ساری بات اسے بتائی۔ایک لمحے کے لیئے تو مہر کو لگا جیسے اسکے دل میں کسی نے زہر آلود خنجر اتار دیا ہو مگر اگلے ہی لمحے وہ اسکی بات پہ چونک اٹھی۔

"کیا؟؟کیا اس نے یہ سب کہا تم سے؟؟؟" وہ خود کو بمشکل ہی سنبھال پائی تھی۔

"ہاں۔۔ اور اب۔۔" وہ کہتے کہتے رکا۔

"اب؟؟ اب کیا؟؟" اسکا سانس بند ہو رہا تھا۔

"اب میں چاہتا ہوں کہ وہ یہ سب مجھ سے اپنے پورے ہوش و ہواس میں کہے۔"

"امممم۔۔ممم۔۔" اس نے بمشکل ہی اپنا سانس بحال کیا۔

"ہاں۔۔تو؟؟ مسئلہ کیا ہے پھر؟؟؟"

"وہی تو مسئلہ ہے۔۔ مکر رہی ہے محبت سے۔۔" وہ تاسف سے بولا۔

"ہو سکتا ہے اسے کل رات میں خود کی کہی گئی بات یاد ہی نہ ہو؟؟؟"

”نہیں۔۔ایسا ممکن نہیں۔۔ وہ بھول نہیں سکتی وہ سب۔۔ اگر بھول سکتی تو میرے نام پہ اسکا دل یوں دھڑکتا نہیں۔۔اور نہ ہی اسکی دھڑکنوں میں یوں بے ترتیبی ہوتی۔۔“ وہ ایک لمبی سانس بھر کر بولا۔

”تم اپنا کہو ناں۔۔اسکی بات چھوڑو۔۔ اس سے تم جو پوچھنا چاہتے ہو، آج پوچھ لینا۔۔ موقع بھی ہوگا اور کوئی ڈسٹرب کرنے والا بھی نہیں ہوگا۔۔ لیکن کیا تم بھی؟؟؟ “

”ہاں۔۔“ وہ نظریں جھکا کر ذرا الجائی سے مسکرا دیا تو مہر بھی زخمی انداز سے مسکرا دی۔

”تو کیا تم میری مدد کر سکتی ہو؟؟“

”ہاں۔۔ کوئی مسئلہ نہیں۔۔ لیکن یہ میڈیسن مجھے دے دو۔۔ میں دے دوں گی اسے۔۔ “ اس نے دوا اسکے ہاتھ سے لی اور وہاں سے جانے لگی۔ مگر جاتے جاتے واپس مڑی۔

”میرے میسج کا انتظار کرنا۔۔ او۔کے؟؟“اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور مسکرا دیا۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆

ٹھنڈیانی کے سفر کے دوران مہر کافی دیر تک اپنے اور سجیل کے مابین ہونے والی گفتگو کو سوچتی رہی۔ سجیل کا کہا ہوا ایک ایک حرف درست ثابت ہو رہا تھا۔

"وہ بھول نہیں سکتی وہ سب۔۔ اگر بھول سکتی تو میرے نام پہ اسکا دل یوں دھڑکتا نہیں۔۔ اور نہ ہی اسکی دھڑکنوں میں یوں بے ترتیبی ہوتی۔۔" بلاشبہ اس بات میں سو فیصد صداقت تھی۔ جنت کے سامنے سجیل کا نام لینا، اسے میڈیسن دینا۔۔ سب اسکی کہی ہوئی بات کی تصدیق کر رہے تھے۔ اب اس کے سامنے ایک مشکل کام درپیش تھا۔۔ جو کہ جنت اور سجیل کا آپس میں پیچ اپ کرنا تھا۔ وہ کبھی جنت کو دیکھتی تو کبھی سجیل کو۔۔ سجیل جو کہ بے حد مطمئن لگ رہا تھا جبکہ جنت کچھ کھچی کھچی سی لگ رہی تھی۔

ٹھنڈیانی کے سفر کے دوران اور وہاں گھومنے پھرنے کے دوران سجیل نے مہر کی ہدایت کے مطابق خود کو اس سے بات کرنے سے دور ہی رکھا۔ وہ اسے کیوں اگنور کر رہا ہے؟؟ یہ بات جنت کو اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی۔ مگر دوسری طرف اسے علینہ بھابھی کی بات اس سے دور کیے جا رہی تھی۔

"کیسے ہو بیٹا؟؟ کب سے نمبر ٹرائے کر رہا ہوں تمہارا۔۔ لگ ہی نہیں رہا تھا۔۔" راحت صاحب کافی کا مگ ہاتھ میں پکڑے لان میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"جی بھائی۔۔ سگنل پرابلم۔۔ ابھی ہوٹل میں آیا ہوں۔۔" اس نے اپنا بیگ بیڈ پہ رکھا اور بستر پہ ڈھیر ہو گیا۔

Clubb of Quality Content

”تمہارے سکیچ کی تصویر دیکھی میں نے۔۔اچھا ہے بہت۔۔ اب بتاؤ۔۔ کون ہے وہ؟؟
“ وہ دوستانہ انداز میں بولے۔

”کون؟؟“ وہ حیرانگی سے اٹھ بیٹھا۔

”وہی جو تمہارے اسکیچ میں ہے۔۔“ وہ ہنس دیئے تو وہ ذرا کنفیوز ہو گیا۔

”بیٹا۔۔ بڑا بھائی ہوں تمہارا۔۔مجھے نہیں بتاؤ گے تو کسے بتاؤ گے؟؟“

”بھائی۔۔وہ مان نہیں رہی۔۔ کیا کروں؟؟سوچا آپکو بتاؤں گا جب وہ قبول کر لے گی سب۔۔“ وہ دکھی انداز سے بولا تو راحت صاحب کھلکھلا کر ہنس دیئے۔

”تم نے ڈھنگ سے کچھ کہا نہیں ہو گا۔۔“

”بھائی۔۔منسے تو نہیں۔۔ کہا تو سب اس نے ہی تھا مگر اب وہ مکر رہی ہے۔۔“ اس کی بات سن کر وہ ششدر رہ گئے اور یقین کی غرض سے بولے۔

”اس نے کہا؟؟ تم نے یہی کہا نا ابھی؟؟ “

”جی بھائی۔۔ دو منٹ۔۔ میں ذرا باہر جا کے کال بیک کرتا ہوں۔۔ سر سمیع کے میسجز آرہے ہیں۔۔“

وہ کمرے سے باہر آیا اور کاریڈور میں سے ہوتا ہوا ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں آیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پھر وہ مکر نہیں رہی۔۔پھر وہ ڈر رہی ہے۔۔" ان کے ذہن میں اسی وقت تابینہ آئی۔وہ خود سے بولے اور اسکی دوبارہ کال کا انتظار کرنے لگے۔

"جی سر؟؟" وہ سر سمیع کے سامنے موجود کرسی پہ آبیٹھا۔

"باقی سب بازار جانے کی تیاری میں ہیں۔۔میں نے سوچا آپکے ساتھ چائے پی جائے۔۔

" انہوں نے سجیل کو گہری نظروں سے دیکھا۔

"جی۔۔کیوں نہیں۔۔ دیگی چائے منگوالیجیئے۔۔" اس نے موبائل فون نکالا اور راحت کو میسج ٹائپ کیا۔

"تو کیا کروں بھائی؟؟"

"بات کرو اس سے۔۔ اور کیا؟؟" وہ میسج ٹائپ کرتے ہوئے ہنس دیئے۔

"ہاں۔۔دعا کریں کہ بات ہو جائے۔۔" اس نے میسج ٹائپ کیا اور موبائل پینٹ کی جیب میں ڈالا۔

"کچھ پریشان ہیں آپ؟؟؟ سب ٹھیک تو ہے۔۔" سر سمیع اسکے چہرے کے بدلتے زاویے دیکھ کر بولے۔

"ن۔۔نن۔۔نہیں تو۔۔سب ٹھیک ہے۔۔" وہ زبردستی ہنسا۔

"شش وپنج کا شکار لگ رہے ہیں آپ۔۔"

انکے منہ سے خالص اردو کا لفظ سن کر وہ ہڑبڑایا۔

"کس کا شکار؟؟؟"

"شش و پنج۔۔مطلب۔۔الجھن۔۔ ٹینشن۔۔" وہ اسکے پوچھنے کے انداز پہ ہنس دیئے۔

"بہت مشکل اردو استعمال کی آپ نے۔۔میں سمجھا کسی بیماری کا نام لے لیا آپ نے۔۔" سجیل کی بات پہ وہ کھلکھلا کر ہنسے۔

"آپ آج کل جس بیماری کا شکار ہیں۔۔کچھ کچھ اندازہ ہو رہا ہے مجھے۔۔" انکی ذو معنی بات کو سن کر وہ حیرانگی سے سوالیہ بولا۔

"کیا مطلب؟؟ میں سمجھا نہیں؟؟"

"کچھ نہیں۔۔ لیکن سجیل صاحب۔۔راحت صاحب سے بہت اچھے تعلقات ہیں ہمارے۔۔اگر آپ انکے بھائی نہ ہوتے تو شاید میں آپکے بارے میں بہت جلد کوئی غلط رائے قائم کر لیتا۔۔لیکن۔۔اگر آپ واقعی سنجیدہ ہیں۔۔تو میں۔۔ سمیع اللہ اعوان آپکا بھرپور ساتھ دوں گا۔۔"

"جی؟؟؟" اس نے حیران کن نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"کچھ نہیں۔۔آئیں بائیں شائیں کریں اس بات کو۔۔چائے لیجیئے۔۔" اسکے چہرے کی پریشانی کو دیکھ کر انہوں نے بات کو مذاحیہ انداز میں بدلا۔

☆☆☆☆

ٹھنڈیانی کے سفر سے واپسی پہ تقریباً عشاء کا وقت ہو چکا تھا۔اب مہر کو سجیل سے کی گئی بات کو پورا کرنا ابھی باقی تھا۔اور وہ کام صرف آج کی رات ہی ہو سکتا تھا کیونکہ کل شام میں واپسی کا سفر تھا۔اپنے کام کو پورا کرنے کے لیئے اس نے رمشاء کو اپنے ساتھ ملایا۔رمشاء نے جوں ہی اسکے منہ سے وہ سب سنا جو سجیل اسے بتا چکا تھا،اس کی خوشی کی انتہاء نہیں تھی۔

”چلو مہر۔۔ باہر میری ایک دو تصویریں تو کھینچ دو۔۔پلیز؟؟؟“ رمشاء نے اصرار کیا۔

”یار۔۔ نہیں۔۔بازار جاتے وقت کھینچ لیں گے ناں تصویریں۔۔“ مہر نے ایک نظر جنت کو دیکھا جو بیگ میں اپنے دستانے رکھ رہی تھی۔

”بازار میں خریداری بھی تو کرنی ہے ناں!“ رمشاء نے تکرار کی۔

”اور ویسے بھی یار۔۔۔کیا فائدہ اتنا تیار ہونے کا۔۔ادھر آنے کا۔۔۔ایک دو ٹک ٹاک بھی بنانی ہے مجھے۔۔۔“ وہ رونے والے انداز میں بولی تو مہر اپنی ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے بولی۔

”جانتی تو ہو۔۔ جنت کے پاؤں میں درد ہے۔۔یہ کہاں ہمارے ساتھ باہر گھومے گی۔۔اور اوپر سے یہ تمہارا فوٹو شوٹ۔۔شیطان کی آنت جتنا لمبا ہے۔۔ “

”جلدی آجائیں گے ناں؟؟“رمشاء پھر سے بولی۔

اب کی بار مہر کی جگہ جنت بولی۔

Clubb of Quality Content

''آخر مسئلہ کیا ہے؟؟ میرا پاؤں کافی بہتر ہے اب۔۔ مہر جاؤ تم۔۔ کھینچ دو اسکی تصویریں۔۔ میں تب تک بازار کے لیئے تیار ہو جاتی ہوں۔۔''

''ہاں ٹھیک ہے۔۔ آدھا گھنٹہ لگے گا ہمیں۔۔'' رمشاء نے اسے اشارہ کیا۔ جس پہ مہر نے اسے غصہ سے گھورا۔

''اسے شک ہو جائے گا بد تمیز۔۔ چپ کر۔۔ اور بس نکل۔۔'' مہر اسکے قریب آکر بولی۔ جنت نے دونوں کو آپس میں کھس پھس کرتے دیکھا تو دونوں کو عجیب نظروں سے دیکھا۔

''یہ تمہارا جھمکا اتر رہا ہے۔۔ سیٹ کر دوں میں ذرا۔۔'' مہر ہنستے ہوئے بولی۔

''اوہ۔۔ ہاں۔۔ شکریہ۔۔ چلو۔۔ چلیں؟؟؟'' رمشاء نے اسے نظروں سے اشارہ کیا جسے سمجھتے ہوئے اس نے فوراََ سے سجیل کو میسج کیا۔

''سجیل۔۔ آجاؤ۔۔ لیکن۔۔ ذرا احتیاط پلیز۔۔ کوئی مسئلہ نہ ہو۔۔ سمجھے؟'' کمرے سے نکلتے نکلتے ہی اس نے اسکو یہ میسج بھیج دیا تھا۔ میسج کے موصول ہوتے ہی وہ طوفان کی صورت اٹھا۔ اس چیز کی پرواہ کیے بناء کہ سر سمیع جو اس سے بات کر رہے تھے، ان کی بات کو وہ ادھورا چھوڑ کر جا رہا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ اہم۔۔ دیگی چائے۔۔ جو اس نے بڑے ہی پیار سے آرڈر کی تھی۔۔ اسکا ابھی ایک گھونٹ ہی وہ حلق میں اتار پایا تھا۔

''سب ٹھیک تو ہے؟؟ آپ کی طبعیت ٹھیک تو ہے؟؟'' انہوں نے جواب طلب کیا۔

”جی۔۔۔ایک ضروری کام ہے۔۔ میں آپ سے آکر بات کرتا ہوں۔۔اگر آپ مائینڈ نہ کریں تو؟؟“ وہ جاتا جاتا رکا۔

”نہیں۔۔کوئی بات نہیں۔۔“ انہوں نے فی الحال اس سے کوئی بات نہ کی بلکہ اسے جانے دیا۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

ان دونوں کے جانے کے بعد اس نے روم لاک کیا اور خود تیار ہونے کے لیئے شیشے کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

”آج کھلے بالوں کے ساتھ کیپ پہن لوں؟؟اچھی لگے گی؟؟“ اس نے اپنا بغور جائزہ لیا اور اپنے بند بالوں کو کھولا۔

”ہاں۔۔یہ اچھا ہے۔۔“ وہ خود سے بولی اور پھر کیپ نکالنے کے لیئے اپنے بیگ کی طرف بڑھی۔

اس سے پہلے وہ کیپ نکال پاتی،دروازے پہ دستک ہوئی۔

”اتنی جلدی آگئیں؟؟“ وہ خود سے بولی۔اور دروازہ کھولنے کے لیئے بڑھی۔

”ہاں۔۔بھئی۔۔ رمشاء پانچ منٹ میں تمہارا فوٹو شوٹ۔۔“

دروازہ کھولتے ہی اسے اپنے سامنے پا کر وہ حیران ہو گئی۔

”آپ؟؟ یہاں؟؟ خیریت؟؟“ وہ بوکھلا سی گئی۔

”مہر نہیں ہے۔۔“ اتنا کہتے ہی اس نے دروازہ بند کرنا چاہا جسے اس نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے دوبارہ کھولا۔

”میں نے مہر کا نہیں پوچھا۔“

”تو؟؟؟“ اس نے دروازے پہ ہاتھ رکھا۔

”مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے۔۔“ اس نے ٹو دی پوائنٹ بات کی۔

”جی کہیئے؟؟“

”یہاں نہیں۔۔ اندر آ سکتا ہوں؟؟“ اس نے اجازت چاہی۔

”نہیں۔۔ اور پلیز۔۔ جائیے یہاں سے۔۔ پھر بازار کے لیئے دیر ہو گی تو آپ اساتذہ کرام کا لیکچر سننا پڑے گا۔“

”اور اگر اب بات نہیں سنو گی تو تب بھی لیکچر سننا پڑے گا۔۔“ وہ اسکے انداز پہ ہنس دیا۔ مگر پھر التجائیہ انداز میں بولا۔

”پلیز۔۔ صرف تھوڑی دیر۔۔“

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کو شاید سمجھ نہیں آرہا کہ مجھے آپ سے بات کرنے میں کوئی انٹریسٹ نہیں۔۔" وہ ذرا غصہ سے بولی۔

"نہ ہو۔۔ مگر مجھے ہے سمجھی۔۔" اس نے بھی اسی کہ انداز میں جواب دیا اور نیم کھلا دروازہ دھڑام سے کھولتے ہوئے اندر آموجود ہوا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟؟" اس نے حیران کن نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔

"بہتر یہی ہے کہ میری بات سن لو۔۔ "

"نہیں سننی مجھے کوئی بھی بات۔۔ آخر آپ کو سمجھ کیوں نہیں آتا۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

"بے فکر رہو۔۔ دروازہ کھلا ہے۔۔ کچھ نہیں ہو گا تمہارے ساتھ۔۔" اسکے الفاظ سننے کے بعد وہ چپ چاپ کرسی پہ آبیٹھی۔

دو منٹ کی گہری خاموشی کے بعد وہ بولی۔

"آپ بہت غلط کر رہے ہیں۔۔"

"اور جو تم نے کیا؟؟ وہ؟؟" اس نے اسے جنجھوڑنا چاہا۔

"کیا کیا ہے؟؟ آپ تو ایک بات کے پیچھے ہی پڑ گئے ہیں۔۔ فضول میں۔۔" آخر وہ تنگ آکر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"فضول تھا وہ سب کیا؟؟"

”مجھے نہیں یاد۔۔ اور اگر میں نے آپکو ایسا ویسا کچھ بول بھی دیا تھا کل رات۔۔ تو اسے سچ سمجھنے کی غلطی آپکی۔۔ سو مجھے پریشان نہ کریں اور جائیں یہاں سے۔۔“

کمرے کے باہر ان دونوں کی آتی آواز کو سر سمیع بغور سن رہے تھے۔ان کا جی چاہا کہ وہ آگے بڑھ کر سجیل کو اسے پریشان کرنے سے روکیں۔ مگر ”کل رات“ والی بات سے وہ جاتے جاتے رکے۔

”میں تب تک نہیں جاؤں گا جب تک تم مجھ سے اپنے پورے ہوش وہواس میں وہ سب نہ کہہ دو جو تم نے کل رات کہا۔۔“

”تو ٹھیک ہے۔۔ آپ رہیئے یہاں۔۔ میں ہی چلی جاتی ہوں یہاں سے۔۔“ اس نے اپنی شال کو بستر سے اٹھایا اور دروازے کی جانب بڑھی۔

اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔۔اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا۔

”تمہیں ڈر کس بات کا ہے آخر جنت؟؟“ اسکے منہ سے اپنا نام سننے کے بعد وہ بری طرح سے کانپنے لگی اور ایسا ہوتا بھی کیوں نہ؟؟ اسکا ہاتھ اسکے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں جو تھا۔

”ریلیکس۔۔“

Clubb of Quality Content

"دیکھو۔۔ تمہیں اگر کسی کا ڈر ہے تو میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔ کبھی ساتھ نہیں چھوڑوں گا تمہارا۔۔ دیکھو یہ محبت ایسے نہیں ہوتی۔۔ یہ کوئی عام چیز نہیں ہے۔۔ جس کی بے قدری کرو تم۔۔"

"پہلے تو آپ بناء اجازت کے یہاں آ گئے۔۔اس چیز کی پرواہ کیے بناء کہ کسی نے دیکھ لیا تو کیا ہو گا؟؟اور اب میرا ہاتھ۔۔ میرا ہاتھ ایسے پکڑا ہے جیسے آپ کی ملکیت ہو۔۔ اگر آپ میں ایتھیکس نام کی چیز نہیں ہے تو یقین کیجیئے۔۔آپ محبت کا کشکول لے کر بھلے ہی میرے آگے کھڑے کیوں نہ ہو جائیں۔۔ محبت کبھی بھیک میں بھی نہیں ملے گی۔۔ سمجھے آپ۔۔"

اس نے اپنا ہاتھ پورے زور سے اسکے ہاتھ سے چھڑوانا چاہا مگر اس نے غصہ سے اپنی گرفت کو مضبوط کر لیا۔

"حد ہوتی ہے بدتمیزی کی۔۔ معاف کر دیں مجھے۔۔ خدا کے لیئے۔۔" آخر وہ اس کے سامنے کمزور پڑ رہی تھی کیونکہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"محبت کو بھیک کا نام نہیں دو۔۔یہ بول کر تم میرا اور اپنا مذاق بنا رہی ہو۔۔" اس نے اسکا ہاتھ چھوڑا تو اس نے اپنے بکھرے بالوں کو درست کیا۔

''یہ سب ممکن نہیں ہے۔۔ میری منگنی ہو چکی ہے اور مجھے انہیں سے محبت کرنا ہے۔۔ آپ سے جو کچھ بولا وہ محض فضول تھا۔۔ میں ہوش میں نہیں تھی تب۔۔''

اس نے ایک لمحے کے لیئے اس پہ گہری نگاہ ڈالی اور پھر ہولے سے مسکرا دیا۔

''تم ہوش میں نہیں تھی۔۔ مگر میں تو تھا۔۔ تمہارا وہ ''محض فضول'' سا مجھ سے اظہار کرنا، میری زندگی کا حاصل ہے جنت۔۔ پلیز۔۔ میرا ساتھ دو۔۔ تمہیں کبھی شرمندگی نہیں ہوگی۔۔ ٹرسٹ می۔۔'' وہ پر اعتمادی سے بولا تو وہ ہنس دی۔

''ٹرسٹ۔۔'' اس نے اپنے آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں سے رگڑ کر صاف کیا۔

وہ اسکے اس طرح ہنسنے پہ پریشان ہوا۔

''میری خالہ نے بھی تو ٹرسٹ ہی کیا تھا آپکے بھائی پہ۔۔ اور ہوا کیا؟؟'' اب کی بار وہ دکھ سے بولی۔

''کیا؟؟ کیا کہنا چاہتی ہو تم؟؟'' وہ ذرا تلخی سے بولا۔

''مطلب صاف اور واضح ہے۔۔ انہوں نے بھی خالہ کا تنہائی میں فائدہ اٹھایا اور اب آپ بھی آ گئے۔۔ اظہار کرنے۔۔ وہ بھی اس بند کمرے میں۔۔ تنہائی میں۔۔''

''شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔ تمہیں نہیں قبول میری محبت تو نہ سہی۔۔ مگر تم میرے بھائی کے بارے میں ایسی گھٹیا بات کہو۔۔ اسکی اجازت نہیں دے سکتا تمہیں۔۔'' وہ

اسکے قریب آکر انتہائی غصہ میں بولا۔اور کیوں نہ بولتا۔۔راحت ہی وہ انسان تھا جس نے اسے باپ کی طرح پالا تھا۔

”مجھ پہ بگڑنے سے پہلے اپنے بھائی سے پوچھ لیں کہ انہوں نے میری خالہ کے ساتھ کیا کیا؟؟ اور رہی محبت قبول کرنے کی بات۔۔۔ تُف ہے مجھ پہ۔۔ جس سے آپ محبت کا دعویٰ اس بند کمرے میں کر رہے ہیں۔۔“ وہ تاسف سے بولی۔

”اور ویسے بھی دشمنوں سے محبت نہیں کی جاتی۔۔آپ یا تو مجھ سے بدلہ لینا چاہتے ہیں یا پھر آپ بھی اپنے کریکٹر لیس بھائی کی طرح۔۔۔۔“

جنت کو غصہ میں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا بول رہی ہے۔اسکے الفاظ ادھورے ہی رہ گئے جب سجیل نے اسکے منہ پہ تھپڑ دے مارا۔

"شٹ اپ۔۔جسٹ شٹ اپ۔۔"

اس نے اپنی بائیں گال پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا،اسکا بس چلتا تو اسکا خون پی جاتی۔

”جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔۔ محبت کا اظہار بھی کروں گا اور تمہیں اپناؤں گا بھی۔۔اور وہ بھی سب کے سامنے۔۔۔“ اس نے جیسے اسے الٹی میٹم دیا اور وہاں سے تیزی سے چلتا بنا مگر وہ

بت بنے اسے دیکھتے ہی رہ گئی۔اسکی آنکھیں پتھر کی مانند ہو چکی تھیں جس سے آنسو کا قطرہ بمشکل ہی نکل پایا تھا۔اسکے جاتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"کاش! میں یہاں آتی ہی ناں۔۔اور مجھے اس انسان سے محبت نہ ہوتی۔۔ میں تو مری کی محبت میں آئی تھی یہاں۔۔کیا پتہ تھا کہ یہاں کسی کی محبت میری جان لے لے گی۔۔ قطرہ قطرہ جان نکلنے کا عذاب کیا ہوتا ہے۔۔یہ سب محبت میں موت سے پہلے ہی محسوس ہوتا ہے۔۔اندازہ نہیں تھا مجھے۔۔۔"

سجیل کو وہاں سے جاتا ہوا دیکھ کر سر سمیع آگے بڑھے۔کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھلا تھا کہ وہ اسکی حالت اور اسکے منہ سے نکلنے والے الفاظ، سن کر حیران رہ گئے جو انکے دل پہ گہرے نقش چھوڑ گئے۔وہ سمجھ نہیں پارہے تھے کہ وہ کیا کریں۔۔ مگر جیسے جیسے وہ یہ سب سوچتے گئے انکی الجھن میں اضافہ ہوتا ہی گیا۔

پہلے تو انہیں لگا کہ یہ سب فضول میں ہی ہے۔۔لیکن دونوں کے مابین معاملے کی سنگینی کا منہ بولتا ثبوت آج ان کے سامنے تھا جسے وہ چاہ کر بھی جھٹلا نہیں پارہے تھے۔

تبھی چاہتے تھے کہ اس مسئلے کا حل کسی طرح سے نکالیں۔

دوسری طرف وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ غصہ سے دروازہ بند کیااور بالکنی میں آ پہنچا۔ مری کاموسم اسکے دل کاموسم کے بر عکس تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں اسے گرم، مزید گرم محسوس ہونے لگی تھیں۔اس نے کئی بار خود کو کوسا، جو کچھ دیر پہلے وہ کرکے آرہا تھا۔

”مجھے اسے تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔“ وہ خود کو ملامت کرتے ہوئے آبدیدہ ہوا۔

”مگراس نے بھی تو حد کی۔۔میرے راحت بھائی۔۔جن کے کردار کی گواہی دنیا دیتی ہے۔۔ان کے بارے میں کیوں بکواس کی اس نے؟“ اس نے خود سے سوال کیا۔

اسے راحت بھائی کو کریکٹر لیس نہیں کہنا چاہیئے تھا۔۔“ وہ اپنا ہاتھ غصہ سے کرسی پہ پٹختے ہوئے بولا۔

”اللہ کرے مرجاؤ تم۔۔مرجاؤ تم سجیل۔۔“ وہ خود کے ساتھ الجھ رہی تھی اور زار و قطار رو بھی رہی تھی۔

”نفرت ہے مجھے تم سے نفرت۔۔شدید نفرت۔۔۔۔“ وہ اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 6
بے قراری

وہ دونوں جب سے مری آئی تھیں، اماں بی بے چین اور بے قرار رہنے لگی تھیں۔انہوں نے اسے کبھی خود سے دور بھیجا بھی تو نہیں تھا۔انکے چہرے کی پریشانی کو دیکھ کر ندیم ماموں انہیں یہی کہا کرتے تھے کہ "اماں بی اب اگر اجازت دی ہے تو پر سکون رہیں۔۔دعا کریں، خیر خیریت سے واپس آئیں۔"ان کا تو بس جی چاہتا کہ وہ چوبیس گھنٹے اس سے فون پہ حال احوال دریافت کرتی رہیں مگر موسم کے باعث پہاڑی علاقے میں سگنل کا کافی پرابلم تھا، جس کے باعث انکی یہ خواہش پوری نہ ہو پاتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دونوں جب کمرے میں داخل ہوئیں تو اسکی کیفیت دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔

"کیا ہوا تمہیں؟ طبعیت تو ٹھیک ہے نا تمہاری؟" رمشاء اسکے قریب آکر بولی مگر اسکی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا تھا۔

رمشا نے مہر کی طرف دیکھا اور اشارةً اُسے اس سے پوچھنے کے لیئے کہا۔

"جینی؟ کیا بات ہے؟" مہر اسکے قریب آکر بیٹھی۔

"تم نے بھیجا تھا اسے یہاں؟" اسکی منجمد آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ بہہ نکلا۔

"جینی۔۔آخر تم کیوں ضد لگائے بیٹھی ہو؟ بھروسہ کرو اس پہ۔۔" جواباً اُس نے اسے سمجھانا چاہا۔

"مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیئے تھا۔۔میں تو یہاں مری کی محبت میں آئی تھی۔۔تو پھر کیوں میرے ساتھ یہ سب ہو رہا ہے؟" وہ اسکے گلے جا لگی۔

"تو کیوں نہیں تم ایڈمِٹ کر لیتی؟؟؟"

"ایڈمٹ؟؟ کیا؟؟" وہ اسکے گلے لگ کر رو رہی تھی مگر پھر اسکی بات سن کر اس سے الگ ہوئی۔

"ہاں! بد تمیز۔۔یور آر ان لو۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر خوشی سے بولی۔

"لو۔۔"ن۔نن۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔۔یہ نہیں ہو سکتا۔۔"اس نے منفی انداز میں گردن ہلائی۔

"کیوں ؟ کیوں نہیں ہو سکتا؟؟" وہ زچ ہو کر بولی۔

"خدا کا نام ہے جینی۔۔خود سے نظریں چرانا بند کرو۔۔ تم مان کیوں نہیں لیتی کہ تمہیں اس سے محبت ہے۔۔"

"نہیں ہے مجھے اس سے محبت۔۔ نہیں ہے۔۔۔" وہ بارہا بولی جیسے اپنے آپ کو یقین دلانا چاہتی ہو۔

"خود کو یقین دلانے کا اچھا بہانا ہے۔۔" وہ طنزیہ بولی۔

"مہر۔۔ تم اتنی جلدی بھول گئی سب ؟؟ جنت نے ابھی دشمنوں سے محبت کرنا نہیں سیکھا۔۔ سمجھی !"اس نے اپنی آنکھوں سے زارو قطار بہنے والے آنسوؤں کو رگڑ کر صاف کیا اور خود کو رونے سے باز ہی رکھا۔

مہر اسکی بات سن کر نیم انداز میں مسکرادی۔

"جنت ہی تو محبت کرتی ہے اپنے دشمنوں سے۔۔انہیں اپنا گرویدہ کرنے کے بعد۔۔ جب کوئی اسکے لیئے پلٹ کر آتا ہے وہ اسے اپنی آغوش میں سنبھال لیتی ہے۔۔"

"خیر۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ دشمن نہیں ہے۔۔ سمجھو اس بات کو۔۔"

جینی نے اسکی بات کاٹی۔

"دشمن ہی ہے۔۔ بھول گئی ہو تم جو کچھ اسکے بھائی نے تابینہ خالہ کے ساتھ کیا۔۔"

"اوہ! مائی گاڈ! خدا کا نام ہے۔۔" وہ سخت کڑے لہجے میں بولی۔

"خود سے اخذ کرنا بند کرو۔۔ تم اُس بات کو بنیاد بنا رہی ہو جو کہ ہے ہی بے بنیاد۔۔"

"تو اب تم ان کی طرف داری کرو گی؟؟ یہ کم ظرف لوگ تنہائی کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔۔ اور بس۔۔ کاش راحت انکل خالہ کا ساتھ دے جاتے۔۔"

"شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔" "تو یہی بکواس تم نے اس سے بھی کی ہو گی؟؟" وہ سوالیہ انداز میں بولی۔

جواباً وہ خاموش رہی۔

"جنت۔۔ جنت۔۔ جنت۔۔۔ کیا ہو تم۔۔ ساتھ پوپھو نے نہیں دیا تھا بالکل تمہاری طرح۔۔"

"جھوٹ۔۔ بالکل جھوٹ۔۔ یاد نہیں علینہ بھابھی نے کیا کہا تھا؟"

"یاد ہے سب یاد ہے۔۔ مگر وہ ایک ادھوری بات تھی۔۔ تم کسی ادھوری بات پہ مکمل یقین کیسے کر سکتی ہو؟"

Clubb of Quality Content

"راحت انکل نے تو اس رات ان کی جان بچائی تھی۔اصطبل کے مالک کی بھی کوئی بات ٹھیک طرح سے سنی نہیں گئی۔۔جو کچھ لوگوں نے دیکھا، بتایا، اسے سچ مان لیا گیا۔۔اصطبل کے مالک کو اسکے گاؤں واپس بجھوادیا گیا تھا تا کہ وہ کسی کو کچھ بتانہ سکے۔۔اور جانتی ہو ایسا کرنے والا اور کوئی نہیں تھا۔۔بلکہ اماں بی تھیں۔۔"

اسکی بات پہ اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"نہیں۔۔۔جھوٹ بول رہی ہو تم۔۔وہ ایسا کیوں کریں گی؟؟انہوں نے آج تک کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کی۔۔اور یہ تو پھر ان کی اپنی بیٹی کا معاملہ تھا۔۔"

"ہاں۔۔تو اسی لیئے۔۔اپنی بدنامی کے خوف سے انہوں نے راتوں رات ہی چچا الاؤ دین کو نوکری سے فارغ کر دیا تھا، کہ کہیں وہ اس بات کو پھیلا نہ دے۔"

"کچھ روز پہلے ہی سجیل کو راحت بھائی نے یہ سب بتایا۔۔میں نے بہت بار سوچا کہ تمہیں یہ سب بتادوں۔۔مگر سوچا کہ تم شاید اماں بی کے خلاف یہ سچ ہضم نہیں کر پاؤ گی۔"

جینی بت بنے، بناء آنکھوں کو جھپکائے اسکی بات سن رہی تھی۔

"راحت انکل نے تابینہ پھپھو کا اسی روز ہاتھ تک مانگ لیا تھا مگر۔۔۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کاش تابینہ۔۔ تم میرا ساتھ دے دیتی تو آج میں تنہا نہ ہوتا۔۔ کاش۔۔ بھلے ہی تم مجھ سے محبت نہیں کرتی تھی۔۔ مگر میں تو تم سے محبت کرتا تھا۔۔ میری محبت میں اتنی طاقت تو تھی ہی کہ تمہارے دل میں اپنے لیئے محبت کا احساس پیدا کر دیتا۔۔" راحت اپنے سٹڈی روم میں آتش دان سلگائے بیٹھا ہوا ماضی کی جھلکیوں میں گم تھا۔

"اماں بی آپ غلط سوچ رہی ہیں۔۔

"اللہ کی قسم۔۔۔اماں بی۔۔۔" وہ تیزی سے سر اٹھاتے ہوئے بولے جس پر تابینہ نے تھوڑی سی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور نظریں جھکا لیں۔

"میں نے اور تابینہ نے محبت کے علاوہ اور کوئی گناہ نہیں کیا۔۔۔ میں انہیں اپنی شریک حیات بنانا چاہتا ہوں۔۔۔" وہ اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"سوچنا بھی نہ کبھی۔۔۔اور اب تم اپنی منحوس شکل لے کر دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔اس سے پہلے کہ تمھیں دھکے دے کر نکالا جائے۔۔۔ جاؤ۔ دفع ہو جاؤ۔۔۔" وہ لاٹھی سے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اونچی آواز سے بولیں۔

راحت نے نظر اٹھا کر تابینہ کو دیکھا اور اشارۃً اسے اپنا ساتھ دینے کی التجا کی مگر وہ تھی کہ اماں بی سے رحم کی بھیک ہی مانگتی رہی۔

"اب اسے ٹکر ٹکر کیا دیکھ رہے ہو؟؟ کہا تابینہ تم اس کے ساتھ جانا چاہتی ہو؟؟؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرا ان کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔۔۔" راحت جو اسکی طرف سے مثبت جواب کے انتظار کی امید لگائے تھا اسکی بات پہ ششدر رہ گیا۔

وہ اس سے نظریں چراتے ہوئے ذرا سسکی لے کر بولی تھی۔

"سن لیا؟؟ اب جاؤ یہاں سے تم۔۔" اماں بی اس پہ شیر کی طرح دھاڑی تھیں کہ وہاں موجود سب سہم گئے سوائے راحت کے۔۔ اسکے ذہن میں تو تابینہ کی کہی بات ہی گھوم رہی تھی، تبھی اس نے آخری کوشش کرنا چاہی۔

"تم اچھے سے جانتی ہو تابینہ ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔ تو پھر کیوں تم اس گناہ کی سزا کے انتظار میں مجرموں کی طرح کھڑی ہو جو تم نے کیا ہی نہیں۔۔۔ اور نہ ہی میں نے۔۔۔"

"لڑکے۔۔ تم نے سنا نہیں۔۔۔ اس نے کیا کہا ہے؟؟" اماں بی نے ہنکار کر کہا تو تابینہ مزید کانپ اٹھی۔

راحت نے انتہائی لاچاری سے تابینہ کی طرف دیکھا جو بے بسی سے اس سے نظریں چرا رہی تھی۔ آخر اس نے خود کو ضبط کیا اور سے وہاں سے نکلنے کی کی۔

اس کے بعد تابینہ کے ساتھ کیا ہوا، انہیں کچھ خبر نہ ہوئی۔

"تابینہ۔۔ میرا اعتبار کیا ہوتا تم نے۔۔ کاش"!

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہے تھے کہ انکے پاس پڑے فون پہ بیل ہوئی۔ وہ تیزی سے اپنے خیالوں سے نکلے۔

''کہاں رہ گئے تھے؟؟'' فون اٹھاتے ہی انہوں نے اس سے گلہ کیا۔

''سر سمیع اللہ اعوان صاحب نے بلوایا تھا۔۔'' وہ بالکنی میں موجود کرسی پہ ٹیک لگائے افسردگی سے ان سے بات کر رہا تھا۔

''تم ٹھیک تو ہو؟؟ کیا اس نے کچھ کہا؟'' وہ اسکی افسردگی بھانپ چکے تھے۔

''نہیں۔۔۔وہ بھلا مجھے کیا کہیں گے۔۔''

''میں انکی بات نہیں کر رہا ہوں۔۔وہ اسکیچ والی لڑکی کا بتاؤ۔۔''

''کچھ نہیں بھائی۔۔ بھول جایئے اسے۔۔اور بھول جایئے کہ میں نے آپ سے ایسی کوئی بات بھی کی تھی۔'' وہ گہرے دکھ سے بولا۔ اسکا لہجہ راحت کو تجسس میں ڈال گیا تھا۔

''کیا بات ہے سجو۔۔۔ تم ٹھیک تو ہونا''!

''ہاں۔۔ میں ٹھیک ہوں۔'' اس نے دل کو تھاما اور آنسو کو ضبط کیا۔

''مجھے نہیں لگ رہا کہ تم ٹھیک ہو۔۔ میرے جِگر۔۔ کچھ تو ہوا ہے۔۔'' سجیل کی طرف سے گہری خاموشی تھی مگر پھر وہ اسے اپنا ہمدرد جانتے ہوئے بولا۔

"بھائی۔۔آپ کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا شاید مجھے۔۔محبت کا دکھ محبت میں ہارا ہوا شخص ہی سمجھ سکتا ہے۔۔"

"جانتے ہیں اس نے مجھ سے کہا کہ میرا اظہار بے مطلبی ہے۔۔میں اسکی تنہائی کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔۔اور مزید یہ کہ "تُف ہے کہ میں اس سے اظہار اکیلے میں کر رہا ہوں۔۔کسی کے سامنے اسے اپنانے کی جرأت نہیں رکھتا۔۔"اس نے چاہا کہ وہ انہیں اصل بات بتائے مگر چاہتے ہوئے بھی اصل بات نہ بتا سکا۔کیونکہ وہ انہیں دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"ٹھیک کہتی ہے وہ۔۔"انہوں نے سگار کو سلگاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس میں کیا ٹھیک ہے؟جب مجھے اس سے محبت ہے تو اسے ہی بتاؤں گا نا؟دنیا کو کیوں بتاؤں؟"وہ کرسی پر سے اٹھا اور بالکنی میں ٹہلتے ہوئے سورج غروب ہونے کے منظر کو خوب غور سے دیکھنے لگا۔

راحت صاحب اسکی بات سن کر ہنس دیے۔

"میرے جِگر۔۔۔تم نہیں سمجھو گے۔۔محبت وہ بھی تم سے کرتی ہے لکھوالو یہ مجھ سے۔۔لیکن عورت کبھی اس مرد کا اعتبار نہیں کرتی جو دنیا کے سامنے اسے اپنانے کی ہمت نہیں رکھتا۔۔"اپنے منہ سے ادا ہونے والے لفظوں سے چند سیکنڈ کے لیئے وہ بھی خاموش ہو کر رہ گئے۔کیونکہ وہ اسے وہ سب سمجھا رہے تھے جو انکی زندگی میں اسکے برعکس ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہر کے منہ سے ساری سچائی سننے کے بعد اسے اپنے ایک ایک الفاظ پہ ندامت محسوس ہو رہی تھی۔

"محبت کرتا ہے وہ تم سے۔۔ سمجھو اس بات کو جنت۔۔"

"مگر تم بھی تو۔۔۔"اس نے اس سے تکرار کی۔

"اف۔۔ لڑکی۔۔۔ میں بتا چکی ہوں تمہیں سب۔۔ میں اس کی دوست ہوں۔۔ بس۔۔ اور تم محبت۔۔ آئی سمجھ۔۔"

"مگر پھر بھی میرا اور اسکا کوئی سین نہیں بن سکتا۔۔ کسی بھی حال میں۔۔ نو اینڈ نیور۔۔ ایور۔۔۔"

"سچ جاننے کے بعد بھی؟؟"مہر تاسف سے بولی۔

"ہاں۔۔ کیونکہ میں جہانگیر کی امانت ہوں۔۔"

اسکی بات پہ مہر سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"منگنی ہوئی ہے اس سے۔۔ بس۔۔ اتار پھینک یہ انگوٹھی۔۔ اینڈ ایکسیپٹ دا پرپوزل آف سجیل۔۔"اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی اتارنا چاہی۔

"مجھے الجھاؤ مت مہر۔۔ خدا کے لیئے۔۔"اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کی طرف کھینچا۔

"خدا کے لیئے! خود کو سلجھاؤ اس سے پہلے کہ تم سجیل اور جہانگیر کے درمیان الجھ کر رہ جاؤ۔۔" وہ عاجز آ کر بولی۔

"مہر۔۔" اس سے پہلے جنت کچھ کہتی مہر نے اسے مزید بات کرنے سے منع کیا۔

"اب بس۔۔۔ بہت ہو گئی بحث۔۔۔ بہت بول چکی تم۔۔اب تم میری مانو گی سمجھی۔۔اب تم اس سے نظریں نہیں چراؤ گی۔۔ سمجھی؟" جینی اسکی بات پہ الجھ کر رہ گئی مگر اسکی یہ بات اسکے ذہن میں کافی حد تک اثر کر چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسکی طبعیت میں کچھ بہتری آئی تو وہ بھی ان دونوں کے ساتھ بازار جانے کے لیئے تیار ہوئی۔ ایوبیہ کا بازار شام کے وقت پیلے بلبوں کی روشنیوں میں آنکھوں کو بھلا لگ رہا تھا۔شدید سردی کے باعث وہاں موجود سبھی افراد جرسی، مفلر اور جیکٹ لیئے ہوئے تھے۔ سبھی طلبہ وہ طالبات وہاں کے موسم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

سجیل کے متعلق جو بدگمانی تھی، وہ اب ختم ہو چکی تھی جس کے باعث وہ خود کو ہلکا محسوس کر رہی تھی۔

"آپ۔۔ یہاں۔۔پروفیسر صاحب۔۔ کیسے ہیں آپ؟؟" دانش نے اسے پیچھے سے آواز دی تو وہ جاتے جاتے رکا اور واپس پلٹا۔

"آپ۔۔ یہاں۔۔الحمدللہ! میں ٹھیک ہوں۔۔اور آپ؟"اس نے مصافحہ کیااور اس سے بغل گیر ہوا۔

"بھلا چنگا ہوں۔۔"وہ خوش اخلاقی سے بولا۔

"لاہور سے ہیں؟؟"سجیل نے سوال کیا۔

"جی۔۔ بالکل۔۔پنجاب سے۔۔"اس نے فخریہ انداز میں جواب دیا۔اور پھر جولی سے مخاطب ہوا۔جوایک دکان میں خریداری میں محو تھی۔

"لک۔۔ مسٹر سجیل۔۔"اس نے دکان والے سے کچھ جیولری لی اور پھر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

"اوہ۔۔!یو۔۔۔"وہ خوشی سے بولی۔

"وئیر زیور کرش۔۔۔"

اصولاََ تو اسے اسکا حال پوچھنا چاہیئے تھا لیکن اسکا سوال اسکے بر عکس تھا۔

"جی۔۔۔"اس نے بھنوئیں سکیڑ کر پوچھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہہ پاتا انکے پاس سے یونیورسٹی کی لڑکیوں کا ایک گروپ گزرا جن میں مہر،رمشااور جنت بھی تھیں۔

"ہائے۔۔ مِس۔۔ہاؤ آر یو؟"جولی آگے بڑھی۔

لڑکیوں کا گروپ تو انکے پاس سے گزر گیا تھا مگر جنت کو اس نے اپنے پاس کھڑا کر لیا تھا۔ مہر اور رمشاء تھوڑی دور جا کر رکیں اور واپس پلٹیں۔

”آئی رئیلی وانٹ ٹو سی یو۔۔“

”جی۔۔ جب سے آپ دونوں میں محبت دیکھی ہے ہماری مسز تو آپ کی دیوانی ہو گئی ہیں۔۔“ دانش ہنستے ہوئے بولا۔

سجیل نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور اس نے بھی، اس کی طرف دیکھا۔ دونوں کی نظریں بے شک ایک دوسرے سے نظریں چرا رہی تھیں مگر دونوں کے جذبات میں ہم آہنگی تھی۔

”لگتا ہے ناراض ہیں آپ دونوں۔۔“ اس سے پہلے دانش اور کچھ کہتا جنت نے اسے مزید بات کرنے سے منع کیا کیونکہ مہر اور رمشاء ان کے قریب آ رہی تھیں۔

”ن۔۔ نن۔۔ نہیں تو۔۔ ناراض بھلا کیوں ہوں گے؟ بلکہ میں تو انہیں ہی ڈھونڈ رہی تھی۔“

سجیل نے یکدم نظریں گھما کر اسکی طرف دیکھا۔ ابھی جو کچھ گھنٹوں پہلے اس سے نظریں چرا رہی تھی، اب اس کے لہجے میں بدلاؤ، یقیناً یہ بات اس کے لیئے حیران کن تھی۔

”اوہ! ویری نائس۔۔“ جولی نے رشکیہ انداز میں دونوں کی طرف دیکھا۔

جنت بھی مسکرادی اور پھر اسکا تعارف مہر اور رمشاء سے کروایا۔دس پندرہ منٹ کی گفتگو کے بعد دونوں نے ان سے اس امید کے ساتھ کہ ''دوبارہ پھر ملیں گے'' اجازت چاہی۔

اب وہاں صرف مہر، رمشاء، جنت اور سجیل ہی تھے۔رمشاء نے مہر کو کہنی ماری اور وہاں سے چلنے کو کہا۔

جو کچھ وہ سجیل سے کہہ چکی تھی، اس کے بعد سجیل پاگل ہی ہوتا، جو اس سے دوبارہ بات کرتا۔ سو اس نے بھی وہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔

''سنیئے۔۔''اس نے پکارا تو وہ جاتا جاتا رکا۔

وہ اسکے سامنے آکھڑی ہوئی۔

''ایم سوری۔۔جو کچھ میں نے کہا، مجھے نہیں کہنا چاہیئے تھا۔۔ایم رئیلی سوری۔۔مجھے معاف کردیں۔۔پلیز۔۔''

وہ خاموش رہا اور وہاں سے جانے لگا۔

''رکیں پلیز۔۔''وہ پھر سے بولی۔

''جب میں آپ کو پریشان نہیں کر رہا تو امید کرتا ہوں کہ آپ کو اب اس بات سے پریشانی۔۔۔۔''

وہ اسکی بات کاٹ کر بولی۔

"پریشانی ہے نا۔۔اور ہونی بھی چاہیئے۔۔کیونکہ آپ مجھے معاف نہیں کر رہے۔۔"

وہ پلٹا اور اسکے پاس آ کھڑا ہوا۔اور آتے جاتے لوگوں کو دیکھتے ہوئے اس سے بولا۔

"کتنا آسان ہے نا تمہارے لیئے معافی مانگنا۔۔ کبھی سوچا بھی ہے کہ تم نے جو کچھ کہا وہ سن کر مجھ پہ کیا بیتی ہو گی؟؟" وہ اشک بار ہوا۔

"تبھی تو معافی مانگ رہی ہوں۔۔"اس نے ہولے سے جواب دیا۔

"میں کون ہوتا ہوں تمہیں معاف کرنے والا؟"اس نے منہ پھیر کر کہا۔

مہر اور رمشاء دور کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

"ابھی کچھ دیر پہلے تو آپ محبت کے بڑے دعوے کر رہے تھے اور اب میری طرف دیکھنا تک گوارا نہیں کر رہے آپ۔۔"اسکے لیئے اسکا لاپرواہی سے بات کرنا اور دیکھنا بلاشبہ بہت بڑی بات تھی۔

"مت بھولو کہ کچھ دیر پہلے اسی محبت کو بھیک کا نام دیا ہے تم نے۔۔ خیر! بات تو اب تبھی ہو گی جب سب کے سامنے تم سے اظہار کروں گا۔۔"اتنا کہتے ہی وہ آگے بڑھ گیا اور وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہ گئی۔

اس کے دل میں امید کے سارے چراغ تو جیسے بجھ سے گئے تھے۔مہر اور رمشاء فوراً اس کے پاس آئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

''کیا ہوا؟'' دونوں نے یکے بعد دیگرے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔۔ سردی بہت ہے چلو کافی پیتے ہیں۔۔''اس نے خود کو کافی حد تک ضبط کیے رکھا اوران دونوں سے نارمل انداز میں بولی۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھااوراسکی ہاں میں ہاں ملائی۔

☆☆☆☆☆☆

مہر نے کافی کا کپ شاپ والے سے لے کر اس کے ہاتھ میں تھمایا۔اور دوسرا کپ رمشاء کو دیا۔

''تم نہیں پیوگی؟؟؟''رمشاء نے مہر سے سوال کیا۔

''نہیں۔۔تم سے شیئر کروں گی۔۔''اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں نہیں دینے والی اپنی کافی تمہیں۔۔''اس نے اس سے تکرار کی۔

دونوں میں خوب تکرار ہو رہی تھی مگر جنت اس بات سے بیگانہ سی تھی۔

کافی کا گرم کپ ہاتھ میں لیئے وہ اپنے ٹھنڈے ہاتھوں کو اس کے ساتھ رگڑ رہی تھی۔

دونوں نے جب دیکھا کہ ان کی بحث و تکرار بھی اس پہ اثر نہیں کر رہی تو رمشاء نے اسے اشارۃً بات کرنے کے کہا۔

''کیا بات ہوئی اس سے؟''آخر مہر نے پوچھ ڈالا۔

مگر وہ خاموش رہی اور دنیا و مافیہا سے بے خبر چلتی جا رہی تھی۔

"جینی؟؟ آر یو آل رائٹ؟" رمشاء بولی۔

"ہاں۔۔ ٹھیک ہوں۔۔ بس پریشان ہوں بہت۔۔ میرا چہرہ تک دیکھنا گوارا نہیں اس شخص کو۔۔ کہتا تھا مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔ سچ میں محبت کرتا ہی ہے۔۔ محبت ہوئی نہیں اسے۔۔"

وہ سرد آہ بھر کر بولی۔

اس کی بات سن کر مہر اور رمشاء دونوں جز بز ہو کر رہ گئیں۔

"ہوئی ہے محبت۔۔" پیچھے سے آتی ایک آواز پہ تینوں یکدم رکیں۔ اور پیچھے پلٹ کر دیکھا۔

اس نے تھوڑی سی دیر کیئے بناء ہی مہر اور رمشاء کو آنکھ کے اشارے سے اس کے پاس سے ہٹنے کے لیئے کہا۔ اور خود اسکے سامنے، اسکے قدموں میں آبیٹھا۔

وہاں سے آنے جانے والے لوگ، دونوں کے قریب رک گئے۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ اٹھیں پلیز۔۔" اس نے ارد گرد لوگوں کا مزید ہجوم اکھٹے ہوتا دیکھا تو ذرا ازوردے کر بولی۔

"یہی تو چاہتی تھی تم۔۔ سب کے سامنے اظہار کروں۔۔ تو۔۔ مس جنت کبیر خان۔۔ سجیل علی آج آپ سے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار کرتا ہے۔۔"

"مجھ سے شادی کرو گی۔" اس نے اپنی جیب سے انگوٹھی نکالی اور اسکے سامنے پیش کی۔

مہر اور رمشاء کے چہرے پہ خوشی کے آثار نمودار ہوئے۔

لوگوں کا مزید ہجوم اکھٹا ہوا تو سر سمیع بھی اس طرف آموجود ہوئے۔

"سییے یَس۔۔"انہوں نے جنت کو ہاں کہنے کے لیئے کہا تو اس نے حیرانگی سے انکی طرف دیکھا۔

"ہاں۔۔بیٹا ہاں کہو۔۔سب کے سامنے اظہار کر رہا ہے یہ۔۔سو فیصد سچا اظہار۔۔"

"خوش نصیب ہو کہ تم دونوں کی محبت کی دشمن دنیا نہیں۔۔۔تم دونوں کی پاک محبت کو اللہ پاکیزہ بنا دے۔۔آمین۔۔"انہوں نے دعائیہ کلمات کہے اور سجیل کو اسے انگوٹھی پہنانے کا کہا۔

اس کے ہاتھ پہ جہانگیر کی پہنائی ہوئی انگوٹھی پہلے سے ہی موجود تھی جسے اس نے اپنے ہاتھ کی دوسری انگلی میں پہن رکھا تھا۔ورنہ وہ اسے جلانے کے لیئے جب جب اسکے سامنے آتی تھی،انگوٹھی اسکے ہاتھ کی تیسری انگلی میں ہی موجود ہوتی تھی۔

"واؤ۔۔۔"جولی اس منظر پہ خوشی سے جھوم اٹھی۔اس نے فوراً سے اپنا ہینڈی کیم آن کیا اور اس خوبصورت منظر کو اپنے کیمرے میں محفوظ کیا۔تاکہ وہ اسے دانش کو دکھا سکے جو اس وقت اس منظر سے غائب تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام کا کھانا لالہ زار ہوٹل میں تھا۔ شام میں جو کچھ بیچ بازار ہوا تھا، دونوں سبھی کی نظروں کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ دونوں ایک دوسرے سے بات کرنا چاہتے تھے مگر دونوں کو ہی ایک دوسرے سے بات کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔

"پیٹ بھر کر کھانا کھایئے گا سب۔۔ آج کا کھانا، کھانا نہیں ٹریٹ ہے۔۔ سر سجیل کی طرف سے۔۔" سر سمیع کھلکھلا کر ہنسے۔

سجیل کھانا کھاتے کھاتے رکا۔

"جی۔۔ آج کی پے منٹ آپکی طرف سے۔۔" وہ ہنسے۔

سجیل تھوڑا سا کنفیوز ہوا مگر پھر بولا۔

"شادی کا کھانا کھایئے گا پلیز۔۔ یہاں بہت مہنگا پڑے گا مجھے۔۔" وہ بھی انہیں کے انداز میں شرارتی انداز میں بولا تو سبھی کھلکھلا کر ہنس دیئے۔

اس کی طرف سے یہ سنتے ہی جنت اپنے دل کی دھڑکنوں اور انکی بے ترتیبی کو بمشکل ہی کنٹرول کر پائی تھی۔

"جب کسی کی محبت آپکو دل سے محسوس ہوتی ہے تو آپ بھلے ہی دنیا کے سامنے سکون سے بیٹھے کیوں نہ ہوں۔۔ مگر آپ کا دل آپکے اپنے ہاتھوں سے نکلتا ہوا محبوب کی گلی میں رقص

کرتا ہے۔۔اسی کے نام کی مالا جپتا ہے۔۔اسی کے چہرے کا عکس بُنتا ہے۔۔وہ کچھ بھی کہے،اسکا کہا ہوا ہر لفظ آپ کے دل کی آرزو بن جاتی ہے۔"

ایسا کچھ حال بھی اسکا تھا۔جہاں وہ سجیل سے دور بھاگتی تھی،اب وہ اس سے بات کرنے کو بے چین ہو رہی تھی۔

"بے چین ہونا مجھ سے بات کرنے لیئے؟"اس کے موبائل فون پہ بیپ ہوئی۔

اس نے میسج کھولا تو کسی نئے نمبر سے میسج تھا۔وہ سمجھ گئی تھی کہ "یہ کون ہے؟"

اس نے میسج کا جواب دینے سے پہلے اسکی طرف دیکھا جو اسکے سامنے والی میز پہ موجود تھا۔وہ لجائی سے مسکرائی تو وہ ہنس دیا۔

"جی۔۔لیکن سب عجیب عجیب نظروں سے دیکھ رہے ہیں ہمیں۔۔"اس نے بھی میسج ٹائپ کیا اور اسے بھیج دیا۔

"ہاں۔۔یہ تو ہے ہی۔۔لیکن بے فکر رہو۔۔میں ہوں نا۔۔"اس نے پر اعتماد لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے میسج ٹائپ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پچھلے دو دن سے جو مسئلہ چل رہا تھا،وہ اب حل ہو چکا تھا۔دونوں بے حد پر سکون تھے۔

ایوبیہ سے واپسی کا سفر شروع ہوا تو دونوں کو کسی نے ساتھ بیٹھنے نہ دیا بلکہ خوب تنگ کیا کہ وہ

دونوں ساتھ بیٹھ نہ سکے۔ سو دونوں کے دل میں جو بھی بات تھی وہ ان کے دل میں ہی رہی۔

مہر کن آکھیوں سے دونوں میں آنکھوں ہی آنکھوں میں ہونے والی تکرار کو دیکھتے ہوئے زخمی انداز سے مسکرا رہی تھی مگر جنت کے لیئے دعاگو بھی تھی کہ ”اسکی آنے والی زندگی میں آسانیاں ہوں۔“

گھر آتے ہی اماں بی نے دونوں بچیوں کو بے پناہ محبت سے سینے سے لگایا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مری سے نہیں جنگ سے زندہ واپس لوٹی ہیں۔

”کیسا رہا سفر؟؟“ علینہ دونوں کے کمرے میں چائے اور ہلکا پھلکا کھانے کو لے کر آئی۔

اس نے ٹرے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور دونوں کے پاس آ کر بیٹھی۔

”بہت اچھا۔۔بے حد خوبصورت۔۔“ مہر محبت سے بولی۔

”تم کیوں چپ چپ ہو؟؟“ وہ جنت کو موبائل میں کھویا ہوا دیکھ کر بولی۔

”ن۔نن۔۔نہیں۔۔چپ تو نہیں۔۔“ اس نے موبائل پر سے نظریں ہٹا کر اسے جواب دیا۔

”بھئی تم تو بہت خوش نصیب ہو جو تمہیں اتنا پیار کرنے والا انسان ملا ہے۔۔“ علینہ کے منہ سے اتنا ادا ہوا ہی تھا کہ دونوں نے حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

''کیا؟؟آپ کو سب پتہ ہے ؟؟آپ کو یہ سب کیسے پتہ چلا؟؟ پلیز بھابھی اماں بی کو تو نہیں بتایا آپ نے ؟؟'' جنت نے گھبرا کر ایسے کہا جیسے اسکی کوئی بہت ہی بڑی چوری پکڑی گئی ہو۔

''اف ف۔۔ ہو۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں ؟؟ منگیتر ہے تمہارا نہ کہ بوائے فرینڈ۔۔'' وہ اسکی سادگی پہ ہنسی۔

''منگیتر۔۔'' وہ یکدم چونکی۔اور مہر کی طرف دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا۔

''ہاں۔۔تو؟؟ تم کیا سمجھی ؟؟'' وہ ہنسی۔

''کیا جہانگیر بھائی سے ملی ہیں آپ ؟؟'' مہر نے فوراً سے پوچھ ڈالا۔

''ہاں۔ہماری کمپنی کے ساتھ جوائنٹ وینچر کیا ہے ہارون انکل نے۔۔۔ سو میٹینگ تھی۔۔اسی میں ملاقات ہوئی تھی اس سے۔۔اور وہ محترم۔۔۔ شماز کے سکول فرینڈ نکلے۔۔'' وہ خوزی سے ان دونوں کو بتارہی تھی۔

''میں نے فون نمبر دیا تھا تمہارا اسے۔۔ فون تو کیا ہوگا اس نے۔۔''

''جی۔۔'' اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔

اب اسکی سمجھ میں آنے لگا تھا کہ وہ کس کی بات کر رہی تھی اور جہانگیر کو کیسے اسکا نمبر ملا؟

''بڑا ہی سادہ انسان ہے۔۔اور اخلاق میں تو اس کا ثانی نہیں کوئی۔۔پہلے تو اسے دیکھ کر لگا کہ بڑا ہے تم سے عمر میں۔۔ لیکن کوئی نا۔۔ چھ،سات سال کا فرق کوئی فرق نہیں ہوتا۔۔

میچیور انسان ہے۔۔قدر کرے گا تمہاری۔۔جانتی ہو مجھے لگتا تھا کہ شاہ ویز تمہارے لیئے پرفیکٹ رہے گا۔۔لیکن جہانگیر سے مل کر لگا کہ یہی ہے وہ انسان۔۔جو ہماری جنت کی زندگی کو جنت بنا دے گا۔۔"علینہ نے اسکی تعریف میں ایک لمبی تقریر جھاڑی اور وہ دونوں ایسے سنتی گئیں جیسے کوئی سبق ہو۔

"ام م م۔۔م م۔۔بھابھی۔۔شاہ ویز کہاں ہے؟؟"مہر نے گویا بات کا رخ پلٹا۔اور ٹرے میں سے چائے کا کپ اٹھا کر جنت کو دیا۔

"فیصل آباد کے ہیڈ آفس میں ابو جی نے اسے مستقل بھجوا دیا ہے۔۔"

"فیصل آباد۔۔کیوں؟؟وہاں تو تایا ابا جی خود چکر لگایا کرتے تھے نا۔۔اب اسے کیوں مستقل بھیج دیا؟"مہر نے حیرانگی سے دریافت کیا۔

"بلاوجہ کی ضد۔۔سو ابو جی نے سختی سے تاکید کی ہے اسے کہ وہ کچھ عرصہ وہیں رہے۔۔"اس نے ایک نظر جنت کی طرف دیکھا اور مہر کو اشارۃً وجہ سمجھائی۔

"اور اب جناب ہیں کہ ملنے آنے کے لیئے بھی قاصر ہیں۔۔امی آئے دن اسے کہتی ہیں کہ ایک دفعی آکر شکل ہی دکھا جائے مگر وہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔"علینہ کے لہجے میں دکھ تھا۔

"ام م م۔۔بھابھی۔۔بہت بدل گیا ہے وہ۔۔وہ ایسا نہیں تھا جیسا ہو گیا ہے۔۔"آخر جنت کی طرف سے اسکے لیئے کچھ ادا ہوا۔

''تم سمجھاؤ نا اسے۔۔''

''میری بات سمجھ آئے تب نا؟''اس نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا اور پھر بولی۔

''مجھے کبھی کبھی دکھ ہوتا ہے اسے دیکھ کر۔۔۔ لیکن یہ سب اسکا اپنا انتخاب ہی ہے۔۔

دیکھیں بھابھی! ہم کسی سے ہنس کر بات کر لیں تو اس کا یہ مطلب تھوڑی نا ہوتا ہے کہ ہمیں اس سے محبت ہو گئی ہے؟ محبت ایسے تھوڑی نا ہوتی ہے؟ دیکھیں آپ اور شماز بھائی کیا ایک دوسرے کے بناء رہ سکتے ہیں اکیلے؟؟؟''جنت کے سوال پہ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

''نہیں۔۔۔''

''ہاں! تو یہ کون سی بھلا محبت ہے جس میں وہ میرے بناء اور میں اسکے بناء رہ رہی ہوں؟؟ آپ صحیح کہتی ہیں کہ اس کی یہ بلاوجہ کی ضد ہے۔۔اور بس۔۔اور اس بات کو اس نے انا کا مسئلہ بنالیا ہوا ہے۔''

علینہ کی حیرت قابلِ دید تھی۔جو لڑکی کبھی محبت کا ذکر نہیں کرتی تھی، آج محبت پہ لیکچر دے رہی ہے۔۔بلاشبہ یہ بات قابلِ تفکر تھی۔

''ہماری جنت تو بڑی بڑی باتیں کرنے لگی ہے۔۔جہانگیر کے ایک فون کا یہ کمال۔۔''وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

جہانگیر کے بار بار ذکر پہ جنت الجھ الجھ کر رہ جاتی تھی۔اسکا جی چاہتا کہ وہ چیخ چیخ کر ساری دنیا کو بتادے کہ جہانگیر اسکا کوئی نہیں لگتا اور جو اسکا سب کچھ ہے وہ صرف اور صرف سجیل ہے۔مگر ایسا صرف وہ سوچ ہی سکتی تھی۔

دوسری طرف شاہویز تک ان دونوں کے ٹرپ پہ جانے کی خبر پہنچ چکی تھی،وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اس کے بارے میں جنت کے کیا تاثرات ہیں۔اسی لیئے وہ رات دن اپنی ماں کی منت سماجت کرتا کہ "وہ اماں بی سے رشتے کے لیئے بات کریں۔" اور اسکی ماں اسکو یہ کہہ کر ٹال دیتی کہ۔۔"ایسا ممکن نہیں۔۔جب تک کہ جنت اسٹینڈ نہ لے۔

فیصل آباد وہ اپنی خوشی سے نہیں آیا تھا۔اسکا خیال تھا کہ کچھ عرصہ جنت سے دور رہے گا تو اسکے دل میں اسکے لیئے پریشانی اور محبت پیدا ہو جائے گی۔۔وہ اسے ڈھونڈنے لگے گی۔۔مگر وہ غلط تھا۔وہ پریشان تو تھی مگر اسکے دل میں اسکے لیئے محبت کوسوں دور تھی۔

جب سے وہ ٹرپ سے آئی تھی،چوبیس سو گھنٹے صرف سجیل کو ہی سوچتی رہتی۔اسکی طبعیت میں تغیر تقریباً سبھی گھر والوں نے محسوس کیا تھا۔سامعیہ بیگم کو لگا کہ یہ سب شاید شاہویز کو لے کر ہے۔۔تبھی وہ دل ہی دل میں مطمئن تھیں کہ جلد ہی جنت خاموشی توڑے گی اور شاہویز کے لے لیئے خود ہی اماں بی سے بات کرے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''بہت مشکل سے آیا ہوں۔۔سب سے نظر بچا کر۔۔جب بات کرنے کے لیئے کوئی مسئلہ نہیں تھا، تب تو تم ٹھیک طرح سے بات کرتی نہیں تھی۔۔''وہ ہنسا۔

''شاید اسے ہی محبت کہتے ہیں۔۔''وہ ذرا الجائی سے بولی اور اپنے سامنے موجود بلند و بالا پہاڑوں کو دیکھنے لگی۔

''میں نے سوچا نہیں تھا، کہ یہاں میں وہ سب پالوں گی جس کی ایک عام لڑکی صرف خواہش ہی کر سکتی ہے۔۔''وہ دل ہی دل میں خود سے بولی اور اسے محبت سے دیکھنے لگی۔

یہ انکی مری میں آخری شام تھی۔ غروبِ آفتاب اور سرخ مائل آسماں اور فضا میں شامل مسرور ہوا دونوں کی محبت کو بڑھا رہی تھی۔

''ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟ ایسے ہی دیکھنا تھا تو تصویر واٹس ایپ کر دیتا ہوں۔۔دیکھتی رہنا۔۔''وہ کھلکھلایا تو وہ اپنے خیالوں سے نکل کر مسکرا دی۔

''نہیں۔۔بس ایسے ہی۔۔''

''اپنا بہت سا خیال رکھنا ہے تم نے۔۔امتحانات کے فوراً بعد میں بھائی کو رشتے کے لیئے بجھواؤں گا۔۔''وہ اسکے چہرے کی پریشانی سمجھ چکا تھا۔

''لیکن یہ سب کیسے ممکن ہو گا؟؟ کیا ممکن ہو گا بھی؟؟''اس نے یکے بعد دیگرے سوال کیے۔

''کیوں ممکن نہیں ہو گا؟؟ بولو۔۔۔''

''آپ جانتے ہیں اچھے سے۔۔ خالہ اور راحت بھائی۔۔'' وہ مایوسی سے بولی۔

وہ اسکے ادھورے لفظ سمجھ چکا تھا تبھی کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

''مجھ پہ بھروسہ رکھنا۔۔تابینہ آپی اور بھائی بھی ایک ہوں گے اور ہم دونوں بھی۔۔'' وہ پر اعتمادی سے بولا جیسے بڑی کوئی آساں بات ہو۔

''کچھ بھی ہو۔۔ لیکن! میں آپ کو کھونا نہیں چاہتی۔ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ ہر حال میں میرا ساتھ دیں گے۔۔''

''بھروسہ رکھو۔۔'' وہ مسکرایا۔

''نہیں پھر بھی۔۔ میں جانتی ہوں کہ ہمارا اگلا سفر بہت کٹھن ہے۔۔ وعدہ کریں کہ میرا ساتھ کبھی نہیں چھوڑیں گے۔۔'' اسکے لہجے کی نمی دیکھ کر وہ پریشان ضرور ہوا۔اس نے چاہا کہ اسکے ہاتھوں پہ اپنا ہاتھ رکھ کر اسے تسلی اور امید دلا سکے مگر اسکی محبت اسے ہاتھ لگانے سے روک رہی تھی۔

اس نے اسکی آنکھوں کو بغور دیکھا اور اسے اطمینان دلانے کی غرض سے مسکرایا۔

وہ اپنے اور اسکے مابین ہونے والی آخری اور مختصر سی ملاقات کو سوچ رہی تھی۔ وہ پر اعتماد اور مطمئن تھی کہ سحیل نہت جلد کوئی نہ کوئی فیصلہ ضرور لے گا۔ لیکن پچھلے تین چار دنوں سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسکی اس سے بات ہی نہیں ہو پا رہی تھی اور اسکی وجہ ''امتحانات'' تھے۔امتحانات کی وجہ سے دونوں ہی مصروف تھے۔

آج کی رات اسکی پریشانی میں اضافہ اس بات سے ہوا جب دوپہر کے کھانے میں اماں بی نے اعلان کیا کہ اسکے امتحانات کے فوراََ بعد کی لڑکے والے تاریخ مانگ رہے ہیں۔وہ یہ بات جلد از جلد سجیل تک پہنچانا چاہتی تھی۔لیکن سجیل سے بات نہیں ہو پا رہی تھی۔

مہر کمرے میں داخل ہوئی تو اسے موبائل پہ نگاہیں گاڑھے دیکھ کر اسکے پاس بیٹھ گئی۔اسکے موبائل واٹس ایپ اکاؤنٹ میں سجیل کی چیٹ کھلی تھی۔

''بتایا اسے ؟؟''مہر سوالیہ بولی۔

''کیسے بتاؤں ؟؟ صبح سے آن لائن ہی نہیں ہے وہ۔۔سنگل ٹِک لگ رہا ہے۔۔''وہ حد درجہ پریشانی سے بولی۔

''نمبر پہ کال کر لو نا!''اس نے اپنی طرف سے مشورہ دیا جس پہ جنت دکھ سے مسکرا دی۔

''یہ دیکھ۔۔پچاس مرتبہ کر چکی ہوں۔۔لیکن نو آنسر۔۔''

مہر نے اسکی آنکھوں میں بغور دیکھا جو آنسوؤں سے بھر چکی تھیں۔

''بھروسہ رکھو اس پہ۔۔وہ ساتھ دینے والوں میں سے ہے۔۔اور ویسے بھی وہ کون سا کوئی نہیں ملنے والا صبح؟ صبح پیپر کے بعد ملتے ہیں اس سے۔۔بلکہ تم تو رہنے ہی دو۔۔کچھ کہو گی

نہیں اسے۔۔بس ایسے ہی کہہ دو گی کہ ”کوئی بات نہیں۔۔“میں خبر لیتی ہوں اس کی صبح۔۔تمہاری آنکھ میں اس کی وجہ سے آنسو آئیں تو کیوں؟؟“

”ریلیکس۔۔ریلیکس۔۔مہر۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔میں جانتی ہوں کہ وہ ساتھ دیں گے میرا۔۔پریشانی اس بات کی ہے کہ وہ ٹھیک تو ہیں؟؟ کبھی ایسا ہوا نہیں۔۔میری ایک فون کال پہ وہ مجھے کال کرتے ہیں اور آج۔۔“وہ بات کرتے کرتے رو دی۔

”اف۔ف۔ف۔۔کیا ہو گیا ہے؟؟سب ٹھیک ہو گا۔۔“اس نے اسے گلے سے لگا یا مگر اگلے لمحے خود بھی پریشان تھی کہ ایسا کیا ہوا جو سحیل رابطہ نہیں کر پایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح ہوئی تو اسکی نگاہیں امتحانی سنٹر میں سحیل کو ہی ڈھونڈ رہی تھیں۔لیکن اسکا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔خیر آخری پرچہ جیسے تیسے کرکے گزرا۔دونوں نے پوری یونیورسٹی میں اسے ڈھونڈ لیا۔آخر پروفیسر سمیع اللہ اعوان سے پوچھنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

”اوہ!میری بیٹی۔۔سحیل فیصل آباد کیمپس میں کل ہی گیا۔پی پی ایس سی کے امتحانات ہیں ناں۔۔تو وہاں کنٹرولنگ کے لیئے انہیں بھیجا ہے۔۔“ان سے انہیں یہ بات معلوم ہوئی تو دونوں کے دل کو سکون ملا کہ۔۔”شکر ہے وہ خیریت سے تو ہے۔“

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف سجیل ہر جگہ اپنا موبائل ڈھونڈ ڈھونڈ کے تقریباََ پاگل ہو ہی چکا تھا۔ جنت سے کل سے اسکی بات نہیں ہوئی تھی، سو اسکا پاگل ہونا تو بنتا ہی تھا۔ اچانک اسکو یاد آیا کہ کل رات جس آدمی سے اسکی ٹکر ہوئی تھی کہیں موبائل اسکے سامان میں نہ چلا گیا ہو۔

''کاش! وہ یہاں آجائے آج۔۔'' وہ اسی جگہ جا کھڑا ہوا جہاں اسکا ٹکراؤ ایک اجنبی شخص سے ہوا تھا۔

''جنت تو پریشان ہو گی۔۔اور بھائی۔۔بھائی تو۔۔''

ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک آدمی اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔

''آپ؟؟ سجیل صاحب ہیں؟؟''

''جی۔۔جی۔۔'' وہ فوراََ بولا۔

''سوری۔۔یہ آپکا موبائل۔۔شاید کل آپکی پینٹ کی جیب سے گر گیا تھا۔۔اور مجھے لگا شاید میرا موبائل ہے۔۔ تبھی اپنے تھیلے میں ڈال لیا۔'' وہ شرمندہ تھا۔

''مجھے غلط نہ سمجھیئے گا۔۔یہ دیکھیئے۔۔میرا موبائل۔۔بالکل آپکے جیسا ہے۔۔اور اس پہ کور دیکھیئے وہ بھی میرون۔۔''

''اوہ! اٹس۔۔او۔۔کے۔۔'' سجیل نے اس کے ہاتھ سے موبائل لیا اور تسلی آمیز لہجے میں بولا۔

''آپ کو غلط کیونکر سمجھوں گا بھلا؟ آپ غلط ہوتے تو یہاں موبائل لے کر نہ آتے۔۔ بائے داوے۔۔ آپ میرا نام کیسے جانتے ہیں؟؟'' وہ اہم بات پہ آیا۔

''اوہ! وہ۔۔۔'' وہ ہنسا۔

''کسی محترمہ کی کال تھی۔ پوری رات کال کرتی رہی ہیں محترمہ۔۔۔''

''جنت۔۔'' وہ زیر لب ذرا آہستگی سے بولا اور مسکرایا۔

''بہت محبت کرتی ہے آپ سے۔۔ بات کر لیجیئے گا۔۔''

''جی۔۔۔ بہت بہت شکریہ آپکا۔۔ اصل میں لاہور سے آیا ہوں یہاں ڈیوٹی تھی امتحانات سنٹر میں۔۔ صبح لیٹ اٹھا، جلدی میں تھا کہ کہیں لیٹ نہ ہو جاؤں۔۔ شام میں علم ہوا کہ میرا تو موبائل ہی غائب۔۔'' وہ ہنسا۔

''واؤ۔۔ لاہور سے۔۔ میں بھی لاہور سے ہوں۔۔ یہاں ہماری اپنی فرنچائز ہے۔۔ یہاں بھیج دیا ابا نے۔۔ لیکن کھانے پینے کو ہوٹل کا کہاں بھاتا ہے ہم لوگوں کو جنہیں گھر کے کھانے کی عادت ہو۔۔ سو صبح صبح گروسری کرنے نکلا تھا۔ آفس جلدی پہنچنا تھا اسی لیئے۔۔ پتہ ہی نہ چلا کہ میں نے تھیلے میں آپکا موبائل بھی ڈال لیا ہے۔۔'' اس نے ایک لمبی تفصیل بتائی جس پہ دونوں کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

''اچھا لگا آپ سے مل کر۔۔'' سجیل نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھا کر اس سے مصافحہ کیا۔

"مجھے بھی۔۔" وہ بھی مسکرایا۔

"کہاں ٹھہرے ہیں آپ؟"

"کیمپس کے ہاسٹل میں۔۔ کل ڈیوٹی کا آخری دن ہے۔۔ پھر شام میں واپسی۔۔" سجیل کی بات سن کر اس نے اسے اپنے ہاں کھانے کی دعوت دی۔

"تو آج شام میری طرف آیئے۔۔ بلکہ ایسا کریں میرے ساتھ ہی چلیئے۔۔ میری سزا کے طور پہ میرے ہاتھ کا بنا کھانا کھائیں۔۔"

"یہ سزا ہو گی؟؟" سجیل اسکے مزاحیہ انداز پہ خوش خلقی سے بولا۔

"جی۔۔ اور دیکھیئے۔۔ انکار مت کیجیئے گا۔۔"

اس نے ساتھ ہی ساتھ اسے "نہ" کرنے سے روکا۔ تو اسے ہامی بھرنا ہی پڑی۔

شاہ ویز صبح گیارہ بجے برانچ کا انچارج سنبھالتا تھا۔ اس سے پہلے وہ اپنے لیئے کھانے پینے کا بندوبست خود کر کے جاتا۔ بچپن سے ہی سامعیہ نے انہیں باہر کے کھانوں کی عادت نہیں ڈالی تھی۔۔ شروع کے دنوں میں فوڈ پانڈا سے آرڈر منگوا منگوا کر وہ تنگ آ چکا تھا کیونکہ اسکی طبعیت فاسٹ فوڈ کھانے کے باعث خراب رہنے لگی تھی۔ علی الصبح اسکی یہی روٹین ہوتی کہ وہ صبح صبح واک کے لیئے جاتا اور جمعہ کی صبح خریداری کرنے کے لیئے۔۔

سجیل سے ٹکرانے کے بعد اس نے اپنا بکھرا ہوا سامان اکٹھا کیا۔۔ موبائل پہ دھیان پڑتے ہی وہ حیران تھا۔۔ "یہ یہاں کیسے ؟؟" مگر اگلے ہی لمحے اس نے زمین پر سے وہ موبائل اٹھا کر اپنے تھیلے میں رکھا اور گھر آ گیا۔

موبائل پوری رات تھیلے میں پڑا رہا۔۔ دوپہر کا کھانا بنانے لگا تو تھیلے میں سے کسی چیز کی وابریشن اسے سنائی دی۔ تھیلے کو ٹٹولا تو اندر سے موبائل پایا جس پہ کال آ رہی تھی۔

"جنت" موبائل کی اسکرین پہ اسکا نام ظاہر ہوتے ہی اسکے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی جو اگلے ہی لمحے غائب ہو گئی تھی جب اسکا دھیان کچن کی سلیب پہ پڑے اپنے موبائل پہ پڑی۔

"یہ کس کا موبائل ؟؟" وہ خود سے بولا۔

"جنت۔۔"

کال کوئی دو تین بار آئی تو نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے کال ریسیو کی۔

وہی آواز، وہی پریشانی جسکا اس نے سوچ رکھا تھا، اسے اسکی آواز میں محسوس ہوئی مگر اسکے اپنے لیئے نہیں تھی۔۔ اسکے دل کے تار تو جیسے ٹوٹ گئے۔

"سجیل۔۔ شکر ہے آپ نے کال ریسیو کی۔۔۔ کہاں ہیں آپ ؟؟ اگر ڈیوٹی کے لیئے اچانک جانا پڑ ہی گیا تھا تو مجھے ایک میسج ہی کر دیتے۔۔ مجھے بتا دیتے۔۔ نہ کال ریسیو کر رہے ہیں اور نہ

ہی کسی میسج کا جواب۔۔ جانتے ہیں جہانگیر کے گھر والے شادی کی تاریخ مانگ رہے ہیں۔۔"

جو بات بتانا ضروری تھی اس نے وہ بتائی مگر دوسری طرف سے گہری خاموشی تھی۔

سجیل۔۔ بات تو کریں۔۔ ہیلو۔۔۔ سجیل؟؟ ہیلو۔۔۔۔" وہ بار بار بول رہی تھی۔ اسکی طرف سے جواب نہ پا کر اسکا دل اندر ہی اندر رو رہا تھا۔

اسکی آواز میں نمی کی جگہ اب کپکپاہٹ نے لے لی تھی۔

شاہ ویز نے اتنا سنا ہی تھا کہ فون فوراً سے بند کیا۔ یہ کیسا انکشاف تھا جو اس صورت میں ہونا تھا۔ سامعیہ نے تو اسے جنت کی یاد سے بھی دور رہنے کے لیئے کہا تھا مگر یہ کونسا سچ تھا جس کا اسے ایسے سامنا کرنا تھا۔ اس نے سوچا نہیں تھا۔

اس نے فون کو سائیڈ پہ رکھا اور اپنے کانوں سے سنے لفظوں اور آواز کو جھٹلانے لگا۔

"نہیں۔۔۔ یہ میری جنت نہیں ہو سکتی۔۔۔ نہیں۔۔۔" وہ ڈائننگ ٹیبل پہ آ کر بیٹھا۔

اسے موبائل پہ دوبارہ سے بیپ کی آواز سنائی دی۔ اس نے لاپرواہی سے موبائل کو دیکھا اور اپنا سر پکڑ کر رو دیا۔

"نہیں۔۔ یہ سب جھوٹ ہے۔۔ نہیں۔۔۔"

اس نے خود کو اس سچ پہ جھوٹا یقین دلانا زیادہ مناسب سمجھا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ شاید یہ وہ "جنت نہ ہو۔"

اس نے خود کو ضبط کیا اور اس انسان کو کھوجنے کے لیئے نکل پڑا جس کا یہ موبائل ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

شام میں سجیل نے شاہ ویز کے گھر پہ ہی کھانا کھایا۔اس مختصر سی ملاقات میں دونوں کی آپس میں اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔۔شاہ ویز خود کو جو جھوٹا یقین دلا رہا تھا، وہ سب بھی اس پہ عیاں ہو گیا تھا۔جوں جوں سجیل اسے اپنے اور جنت کے بارے میں بتاتا جا رہا تھا، شاہ ویز کے دل پہ زہر آلود خنجر چل رہے تھے۔اسکا جی چاہا کہ وہ اسی کھانے میں اسکے لیئے زہر ڈال دے۔۔مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔وہ محبت میں ضرور ہارا تھا مگر پر امید آج بھی تھا۔۔اس بات کو لے کر کہ "سجیل اور جنت کو وہ کبھی ایک نہیں ہونے دے گا۔۔بلکہ اس بات کو اپنی طاقت بنائے گا۔"اس کے ذہن میں کیا چل رہا تھا؟اس کے ارادوں سے بے خبر، سجیل اسے اپنی محبت کی داستاں اسکے بتانے پہ سنا رہا تھا۔

اسکی طرف سے کھانا کھا کر وہ واپس آیا تو جنت کو واٹس ایپ پہ میسج کیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔موبائل گم گیا تھا۔۔"سجیل نے ایک وائس میسج میں ساری تفصیل اسے بتائی جسے سن کر وہ پریشان ہوئی۔لیکن پر سکون تھی کہ سجیل سے بات ہو پائی ہے۔

مگر اگلے ہی لمحے جو کچھ اس نے سجیل کو بتایا، سجیل پریشان ہوا۔

قسط نمبر 7

بھروسہ

”اتنی جلدی؟؟آج ہی تو آخری پیپر تھا تمہارا۔۔“

”مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔آپ پلیز۔۔جلد ہی کوئی نہ کوئی حل نکالیں۔۔“اس نے میسج ٹائپ کیا اور رونے والی سمائیلی بنا کر اسے بھیج دیا۔

”بھروسہ رکھو جنت۔۔میں صبح ہی بھائی سے بات کرتا ہوں۔۔“

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”سجیل!کب آئے تم؟؟“وہ کھانے کی میز پہ بیٹھتے ہوئے اس سے سوالیہ بولے۔

”صبح۔۔“اس نے پانی گلاس میں ڈالا اور خانساماں سے بات کرتے ہوئے بولا۔

''خیریت۔۔آپ آج آفس نہیں گئے؟؟''اس نے پانی کا ایک گھونٹ بھرا۔

''نہیں۔۔''اس سے پہلے وہ وجہ پوچھتا انہوں نے خود ہی وجہ بتانا مناسب سمجھا۔

''موسم کی وجہ سے طبعیت ذرا بوجھل سی تھی۔۔دو بجے کے بعد جاؤں گا۔''

''امممم۔۔۔بابا۔۔آج شام میں پلیز کھانے میں کچھ دیسی بنا لیجیئے گا۔۔''اس کی فرمائش پہ راحت نے غور سے اسے دیکھا اور مسکرا دیا۔

''یہ پاستہ کھانا ذرا مشکل ہے۔۔''وہ ڈونگے میں چمچ سے پاستے کو ہلاتے ہوئے بولا۔

''دو دن کیا ہاسٹل میں رہے۔۔دیسی کھانا یاد آگیا۔۔''

''یہی سمجھ لیجیئے بھائی۔۔لیکن رات میں گھر کا بنا کھانا ہی نصیب ہوا ہے۔''

''واہ۔۔کس کے گھر سے؟؟''وہ شرارتی انداز سے بولے۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہے ہیں۔۔دوست مل گیا تھا ایک۔۔بلکہ کل ہی دوست بنا ہے۔۔''وہ خوشی سے مسکرایا۔

''کیا مطلب؟؟کل دوستی ہوئی اور اسی رات تم اس کے گھر؟؟''انکے لہجے میں تفشیش تھی۔

''پریشان کیوں ہو گئے آپ۔۔بہت اچھا انسان ہے وہ۔۔جانتے ہیں میرا موبائل گم گیا تھا اور وہ مجھے لوٹانے کے لیئے چلا آیا۔''اس نے مختصراً اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ انہیں بتایا۔تو وہ کچھ حد تک مطمئن ہوئے۔

"اور کیسا جا رہا ہے تمہارا شوق ؟؟" انہوں سلاد کی پلیٹ میں سے ٹماٹر اٹھایا اور کھانے لگے۔

"بہت اچھا۔۔" وہ اسکے موڈ کے پیشِ نظر بولا۔

"وہ بھائی۔۔ مجھے۔۔۔ مجھے آپ سے کچھ بات کرنا تھی۔۔ کچھ بتانا تھا۔۔ "

"ہاں۔۔ کہو۔۔۔ بلکہ مجھے بھی کچھ پوچھنا تھا تم سے۔۔ تو پہلے تم کہو۔۔۔" وہ اس اتفاق پہ مسکرائے۔

"نہیں۔۔ آپ کہیں۔۔ بلکہ پوچھیئے۔۔"

"امممم۔۔ کون ہے وہ؟؟ انکا سوال وہ اچھے سے سمجھ گیا تھا مگر پھر بھی انجان بنتے ہوئے بولا۔

"کون ؟؟"

"بیٹے۔۔ جس سے محبت ہو۔۔ اسکے متعلق کوئی پوچھے تو "کون" نہیں کہتے۔۔" انکی بات پہ اس نے بات کا سیدھا سیدھا جواب دینے کی بجائے تجسس پیدا کرنے کی کوشش کی۔

"آپ جانتے ہیں اسے اچھے سے۔۔"

"میں جانتا ہوں؟؟ اچھے سے؟؟" انہوں نے بھنوئیں سکیڑ کر سوالیہ انداز سے پوچھا۔

"جی۔۔ اچھا کھانا تو ڈالیئے۔۔۔ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔" اس نے پاستہ کا ڈونگا انکے سامنے کیا۔

"او۔کے۔" انہوں نے چمچ سے پاستہ اپنی پلیٹ میں نکالا۔

"ہاں تو تم بتا رہے تھے کہ میں جانتا ہوں۔۔بتاؤ؟"

"جی۔۔بھائی۔۔وہ تابینہ آپی کی بھانجی۔۔جنت کبیر ہے۔۔" وہ خوشی سے بولا تھا مگر راحت اپنے منہ میں ڈالا گیا پاستہ بمشکل ہی نگل پایا تھا۔

"کیا؟؟آر۔۔یو۔۔آل رائٹ؟؟ سجیل؟؟؟" وہ حیرت کے مارے بوکھلا سے گئے۔

"تو؟؟اس میں اتنا ری ایکٹ کرنے والی کیا بات ہے بھائی جان؟؟" وہ الجھتے ہوئے بولا۔

"میرے ری ایکشن سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ سب ہوا کیسے؟؟؟ پتہ نہیں کس راستے پہ چل پڑے ہو تم۔۔بھول جاؤ اسے۔۔" سجیل چاہتے ہوئے بھی کچھ بول نہ پایا۔

"میرا حال تمہارے سامنے ہے۔۔وہ کڑکی پتہ نہیں سیریس ہے بھی کہ نہیں۔۔وہ کبھی تمہارا ساتھ نہیں دے گی۔۔" وہ برابر بولے چلے جا رہے تھے کہ سجیل نے پانی کا گلاس بھرا اور انہیں دیا۔

"ریلیکس۔۔پانی پیجیئے۔۔۔" وہ نیم سا مسکرایا۔

انہوں نے گھٹا گھٹ پانی پیا اور پریشانی سے بولے۔

"تم مسکرا رہے ہو؟؟میں تمہیں جو سمجھانا چاہ رہا ہوں، وہ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آ رہا؟؟"

"ہو گیا؟؟؟" وہ ہنسا۔

''اب میری بات سنیئے۔۔۔آپ کے تمام خدشات غلط ثابت ہونگے۔۔اور ہاں رہی بات سیریس ہونے کی۔۔تو کل ملواتا ہوں آپ کو اس سے۔۔آپ خود دیکھیں گے کہ وہ کتنی سیریس ہے۔۔''وہ پورے وثوق سے بولا۔

''سجیل۔۔یہ سب ہوا کیسے ؟؟کہاں ملے تم اس سے ؟؟''وہ ابھی بھی تجسس میں تھا۔

سجیل نے ایک لمبی تمہید باندھتے ہوئے انہیں ساری بات از بر بتائی جس پہ وہ حیرانگی سے اسکا چہرہ دیکھتے رہ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''کون ؟؟''ایک نامعلوم نمبر اسے صبح سے پریشان کیے جا رہا تھا۔آخر اس نے فون اٹھایا اور پوچھ ڈالا کہ وہ کون ہے۔

''وہی جو تم سے محبت کی بھیک مانگتا رہا مگر تم نے۔۔''

''تو تم ہو۔۔''جنت فوراً سے بولی۔

''کہاں ہو تم ؟؟جانتے ہو ممانی جان کتنی پریشان رہتی ہیں تمہیں لے کر۔۔آخر کیوں تم اپنی ضد پہ اڑے ہو ؟؟؟بعض اوقات جیسا ہم چاہتے ہیں ویسا نہیں ہو سکتا۔۔سمجھو اس بات کو۔۔''اسکی بات کے پیشِ نظر اس نے نرم لہجے میں اس سے بات کرنا مناسب سمجھا۔

"کیاواقعی تم نہیں جانتی کہ میں کہاں ہوں؟؟"اس کے سوال پہ اسکی طرف سے گہری خاموشی تھی۔

"میں نے سوچا تھا تم۔۔میری عدم موجوگی میں میرے لیئے بے قرار ہو گی تم۔۔لیکن میں غلط تھا۔۔غلط تھا میں۔۔"

"میں تمہارے ساتھ مغزماری نہیں کر سکتی۔۔میں نے ہمیشہ دوستی کا وعدہ کیا تھا۔۔محبت کی کوئی شرط نہیں تھی سمجھے۔۔اوراب مجھے فون نہ کرنا تم۔۔پلیز۔میں پہلے ہی بہت اپ سیٹ ہوں۔۔"

"جانتا ہوں تمہاری پریشانی۔۔۔"

"وہاٹ ایور۔۔۔"اس نے اسے خوب سنائی اور فون غصہ سے پٹخ دیا۔

"ارے۔۔ارے۔۔ارے۔۔کس کو اتنی سنائی جارہی ہے۔۔سجیل کو؟؟"اس نے شراتی انداز سے سوال کیا۔

"اللہ نہ کرے۔۔"وہ فوراً بولی۔

"پھر؟"

"شاہ ویز۔۔عجیب ہے۔۔عجیب عجیب باتیں کر رہا ہے۔۔میری تو سمجھ سے باہر ہے۔۔یہ ایسا تو نہیں تھا۔۔قسم سے۔۔بہت مایوس کیا ہے شاہ ویز نے مجھے۔۔"وہ دکھ سے بولی۔

''امم مم۔۔ م م۔۔ اچھا۔۔ سجیل کی کال آئی تھی مجھے۔۔ تمہارا نمبر بزی جا رہا تھا تو مجھے کال کر دی اس نے۔۔''مہر نے تفصیلاً بتایا تو اسکے افسردہ چہرے پہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

''ہاں۔۔ تو کوئی بات نہیں۔۔ کیا کہا اس نے؟؟''

''راحت بھائی تم سے ملنا چاہ رہے ہیں۔۔''مہر نے بناء تمہید باندھے اس سے کہا۔

''راحت بھائی؟؟''وہ پریشان ہوئی۔

''مگر ہم کیسے مل پائیں گے ان سے؟؟؟''

''ہم نہیں۔۔۔ تم۔۔۔''اس نے واضح کیا۔

''نہیں مہر۔۔ ایسے تو نہ کہو۔۔ میں اکیلی کیسے مینیج کر سکتی ہوں سب۔۔ تم بھی چلنا نا۔۔ پلیز۔۔''اس نے گویا منت کی تو وہ ہنس پڑی۔

''اچھا بابا۔۔ اچھا۔۔۔ میں ساتھ ہوں تمہارے۔۔۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ کیسے ہو گا یہ سب؟؟''وہ اہم بات پر آئی۔

''وہی نا۔۔۔ اب تو ایگزیمز بھی ختم ہو گئے۔۔ باہر جانے کا بہانا بھی تو کوئی نہیں بن سکتا۔۔''

'' میں کرتی ہوں کچھ۔۔۔ تم پریشان نہ ہو۔''مہر نے اسکے پریشان چہرے کی طرف دیکھا اور کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہرا نہیں کچن میں سبزی بناتا دیکھ کر انکے قریب آکر بیٹھی اور انکے کام میں انکی ہیلپ کروانے لگی۔

"تائی جان۔۔کیا بنا رہی ہیں؟؟ "

"کدو کا حلوہ بنا رہی ہوں۔۔" وہ بادام پستہ کاٹتے ہوئے بولیں۔

"واہ۔۔۔کس کے لیئے؟؟"

"شاہ ویز کے لیئے۔۔سردیوں کے آغاز میں ہی فرمائش کرتا تھا مجھ سے۔۔اب جب سے اس کے ابا نے اسے فیصل آباد بجھوایا ہے،تب سے وہ بھی یہاں کا رستہ بھول گیا ہے۔۔شاید میرے ہاتھ کا بنا حلوہ کھا کر ہی اسے ماں کی یاد آجائے۔۔" وہ آبدیدہ ہوئیں۔

"تائی جان۔۔پریشان نہ ہوں۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔کیوں نہیں آئے گا بھلا۔۔۔ضرور آئے گا وہ۔۔" وہ تسلی آمیز لہجے میں بولی تو انہوں نے اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو دوپٹے کے پلو سے صاف کیا۔

"اچھا۔۔تائی جان۔۔وہ ٹیلر کو کپڑے دینے کب جائیں گے؟؟" وہ اہم مدعے پہ آئی جس کے لیئے وہ انکے پاس آئی تھی۔

''ابھی تو نہیں۔۔۔ بہت کام ہے۔۔ ڈرائیور کے ہاتھ بجھوا نہیں سکتی۔۔ کیونکہ ایمل سدرہ کے جوڑے تین تین، چار چار ہیں اور اوپر سے ہر جوڑے کی ڈیزائننگ الگ الگ۔۔ یہاں سے فرصت ملے تب نا۔۔ اچھا۔۔ ایک کام کرو نا تم۔۔ جنت اور تمہارے جوڑے بھی تو آن سلے ہیں نا کچھ؟؟''

''جی۔۔۔ جی۔۔۔'' اس نے تھوڑی سی دیر کیے بناء جواب دیا کیونکہ وہ ان سے یہی تو سننا چاہتی تھی۔

''تو آپ جب فارغ ہوں بتائیے گا۔۔ ہم دونوں بھی آپ کے ساتھ چلیں گے۔۔''

''ہاں۔۔ یہ ٹھیک رہے گا۔۔ اسی بہانے میرا پلین بھی جلدی بن جائے گا۔۔''

''بن جائے گا؟؟'' وہ زیرِ لب بولی۔

''نہیں دیر ہو جائے گی۔''

''کیا؟؟'' سامعیہ نے سوال کیا۔

''وہ۔۔ شادی میں دن ہی کتنے ہیں۔۔ ابھی تیاری شروع کریں گے تو کچھ بنے گا نا۔۔ اور ٹیلر کا تو آپ کو پتہ ہے نا۔۔ نخرے کرے گا سوٹ واپس دینے میں۔۔ ''

''اچھا۔۔ اچھا۔۔ بس۔۔ بس۔۔'' وہ اسکے انداز پہ مسکرا دیں۔

''شام میں چلتے ہیں۔۔ ٹھیک ہے؟؟ ''

Clubb of Quality Content

"جی۔۔جی۔۔" وہ خوشی سے بولی۔

آخر گھر سے باہر جانے کا کوئی طریقہ نکل ہی آیا لیکن راحت سے ملنے کا منصوبہ کیسے بنایا جائے؟ یہ بات یقیناً پریشان کن تھی۔

تین چار گھنٹے سوچ بچار کے بعد آخر وہ منصوبہ بھی بن ہی گیا۔

دونوں میں فیصلہ یہ ہوا تھا کہ تائی جان کے ساتھ ٹیلر کے پاس تو جائیں گے لیکن پھر وہاں سے پارلر جانے کا بہانہ بنا کر راحت سے مل لیں گی۔ سامعیہ دونوں کو اپنی سگی بیٹیوں کی طرح چاہتی تھی، سو دونوں جانتی تھیں کہ وہ انکو پارلر جانے کی اجازت تو دیں گی ہی، ساتھ ہی ساتھ یہ بات اماں بی سے پوشیدہ رکھیں گی۔ دونوں اچھے سے جانتی تھیں کہ اگر اماں بی سے پارلر جانے کی اجازت لی تو وہ صاف صاف کہیں گی۔ "پارلر والی نگہت کو فون کر لو۔۔ باہر جانے کی ضرورت نہیں۔۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

مہر اور جنت نے اسے دیکھا تو ہکا بکا رہ گئیں، یہ تو وہی شخص تھا جس نے شدید بارش میں انہیں گھر ڈراپ کیا۔ راحت کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔

راحت نے اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔۔وہ خو بخو اپنی ماں اور خالہ تابینہ کی کاپی تھی۔انہیں کی طرح خوبصورت۔۔ معصوم اور پر کشش۔۔راحت کی نظروں کا شارہ دونوں سمجھ گئے تھے، تبھی سجیل اور مہر نے ایک دوسرے کو دیکھا اور راحت اور جنت سے دور کسی میز پہ بیٹھ گئے۔

"بیٹی کیا ساتھ دوگی میرے بھائی کا؟؟"اس کے منہ سے پہلا سوال یہی نکلا تھا جس پہ جنت نے سانس بھر کر انکی طرف دیکھا اور نیم انداز میں مسکرادی۔

"آپکو کیا لگتا ہے؟؟"

"مجھے کیا لگتا ہے اس سے کہیں زیادہ اہم آپکا جواب ہے بیٹے۔۔مجھے تو یہ بھی لگتا تھا کہ وہ میرا ساتھ دے گی۔۔ مگر۔۔"وہ لمبی آہ بھر کر بولے اور پھر چپ کر گئے۔

"میں ساتھ دوں گی۔۔آزمالیجیئے۔۔"وہ فخریہ انداز سے بولی تو وہ اسکے معصوم چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرادیئے۔

"محبت میں ہم انسانوں کی روِش نہیں آزمانا۔آزماتا تو وہ سوہنا رب ہے۔۔تو کیا جب تمہیں وہ رب آزمائے گا تب تم اس آزمائش پہ پورا اترو گی؟؟ "

"کیا مطلب؟؟میں سمجھی نہیں۔۔۔"وہ تناؤ کا شکار ہوئی۔اس کی باتیں کیا معانی بیان کر رہی تھیں وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"اگر سجیل تمہاری زندگی میں نہ۔۔۔" اس سے پہلے انکی بات مکمل ہوتی، اس نے جھٹ سے انکی بات کاٹی۔

"نہیں ہوگا ایسا کبھی بھی۔۔ مجھے یقین ہے۔۔ کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔ لیکن اگر آپ نہیں چاہتے تو یقین مانیئے۔۔ میں کوشش کروں گی کہ سجیل کو بھول جاؤں۔۔" اسکے چہرے پہ مایوسی کے آثار دیکھ کر راحت کا

دل پسیج کر رہ گیا۔

"اتنا آسان ہے اسے بھول جانا؟؟" راحت کے سوال پہ وہ تذبذب کا شکار ہوئی۔ راحت اپنے ہر سوال سے اسے الجھا رہا تھا۔

اسے تو لگا تھا راحت سے ملنا بڑی آسان بات ہے حالانکہ وہ جانتی بھی تھی کہ اسکا انٹرویو لینے والا شخص، محبت میں ہارا ہوا انسان ہے۔

"نہیں۔۔۔ آسان تو بالکل بھی نہیں ہوگا۔۔ لیکن شاید آپ جانتے نہیں کہ اس رشتے کی بنیاد ہی کھوکھلی ہوتی ہے، جس کی جڑیں مضبوط نہ ہوں۔۔ میں اتنی سمجھدار نہیں ہوں۔۔ لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ گھر والوں کی رضامندی کے بناء ہم کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔۔" اسکے جواب پہ وہ لاجواب ہو کر رہ گیا، کیونکہ یہی الفاظ وہ پہلے بھی کسی کے منہ سے سن چکا تھا۔

"اور اگر گھر والے نہ مانے تو؟؟ "

"سجیل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ منالیں گے سب کو۔۔۔اور آپ ساتھ دیجیئے گا نا ہمارا۔۔پلیز۔۔" اسکے جواب پہ راحت بچوں کی طرح ہنس دیا۔

"اس قدر یقین۔۔۔جبکہ یہ رشتہ تو کیا؟ یہ بات بھی ناممکن سی ہے۔۔" وہ خود سے بولا۔

"کیا سوچنے لگے؟ خالہ کے لیئے کوئی پیغام ہے تو آپ کہہ سکتے ہیں۔۔۔۔ "

اس کی بات پہ اس نے یکدم آنکھیں جھپکائیں۔

"اسے کہنا۔۔" وہ کچھ دیر سوچتے ہوئے پھر سے بولے۔

"کہ۔۔اپنا خیال رکھے۔۔" انکے حلق سے بمشکل ہی ادا ہوا تھا۔

انکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں جو بہنے کے لیئے بے تاب تھیں مگر ضبط اتنا تھا کہ وہ ان آنسوؤں کو پی گیا۔اور وہ اسے بس دیکھتی ہی رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

راحت سے ملنے کے بعد وہ خود کو ہلکا محسوس کر رہی تھی۔امید کی ایک کرن جاگی تھی۔ لیکن وہ پریشان تھی تو گھر والوں کے ایک ہی ذکر پہ "جنت کی شادی کی تیاریاں شروع کر دیں۔۔ ایک دو دن تک تاریخ پکی کر دی جائے گی۔۔وغیرہ۔۔وغیرہ۔۔

مہر نے لیمپ آن کیا اور کمرے کی بتیاں بجھاتے ہوئے جنت کے برابر میں آبیٹھی، جہاں وہ بیٹھی گہری سوچ میں محو تھی۔

''کہاں گم ہو تم؟'' وہ کمبل اوڑھتے ہوئے اس سے سوالیہ بولی اور لیٹ گئی۔

''کہیں نہیں۔۔'' وہ اپنے ہی خیالوں میں مگن، اپنے بالوں کو انگلی پہ گول کرتے ہوئے بار بار سیدھا کر رہی تھی۔

''اتنی پریشانی کس بات کی ہے آخر؟'' اس نے اسکے چہرے کو بغور دیکھا تو اس نے اپنے کھلے بالوں کو جوڑے کی شکل دی اور کیچر لگاتے ہوئے اسکے ساتھ لیٹ گئی۔

''پریشانی تو ہو گی ہی نا!'' کاش وہ مجھے پہلے مل جاتا۔۔جب اماں بی نے مجھ سے میری پسند پوچھی تھی تو اس کا بتادیتی۔۔'' وہ حسرت بھرے لہجے میں بولی تو مہر کھلکھلا کر ہنسی۔

''ملا تو تھا۔۔''

''ہاں۔۔ مگر محبت نہیں ہوئی تھی۔'' وہ افسردگی سے بولی۔

''اور اماں بی نے بھی جیسے پوچھا۔۔وہ کوئی پوچھنا نہیں ہوتا۔۔ سمجھی۔۔خانہ پوری ہی کی تھی انہوں نے۔۔اگر اتنا ہی ہے تو ابھی جا کر انکو سب بتادو۔'' وہ طنزیہ بولی۔

''مذاق بنا رہی ہو میرا۔۔تم تو مذاق بناؤ گی ہی۔۔تمہاری محبت جو تھا وہ۔۔۔'' اسکی بات میں حقیقت تھی، جس پہ مہر دل پسیج کر رہ گئی۔

Clubb of Quality Content

اس نے چاہا کہ اسکی اس بات پہ اس سے احتجاج کرے لیکن اس نے خاموشی کو ہی غنیمت جانا۔

"سوری۔۔ مہر۔۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔ لیکن تم چاہو تو تم میری جگہ اس سے۔۔۔" کچھ منٹ بعد مہر کی خاموشی سے اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

"مطلب جو کوئی بھی ہو۔۔۔ ایک بات اپنے ذہن میں بٹھالو۔۔ اسے تم سے محبت ہے۔۔ اس نے اظہار تم سے کیا ہے۔۔" اس نے تیزی سے اسکی بات کاٹی۔

"اور ہاں مرد جب محبت کا اظہار کرتا ہے تو وہی محبت پائیدار ہوتی ہے۔۔ ویسے بھی میرے اور اس میں محبت سے کہیں زیادہ دوستی کا رشتہ ہے۔۔ جس پہ مجھے فخر ہے۔۔ آج کے بعد یہ بات نہ کرنا پلیز۔۔۔" اس نے بناء تمہید باندھے اس سے جو کچھ کہا تھا جینی بمشکل ہی اس سے نظریں ملا پائی تھی۔

"مہر۔۔ ایم۔ سوری۔۔"

"اِٹس۔ او۔ کے۔" مہر نے اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو تیزی سے صاف کیا اور موبائل کو میز پر سے اٹھایا جس پہ بیپ کی مسلسل آواز آ رہی تھی۔ میسج دیکھتے ہی وہ فوراََ سے اٹھ بیٹھی اور گہری سوچ میں پڑ گئی۔

Clubb of Quality Content

''کس کا میسج ہے؟'' جنت نے اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑی دیکھیں تو اسکے موبائل پہ نظریں جمادیں۔

اسکی موبائل اسکرین پہ سحیل کی چیٹ اوپن تھی جس پہ میسج لکھا تھا:

'' بھائی۔۔تابینہ آپی سے ملنا چاہتے ہیں۔۔کوئی راہ نکالو۔۔جب تک راحت بھائی اور تابینہ پوپھو کی غلط فہمی دور نہیں ہو جاتی۔۔تب تک میں کوئی فیصلہ نہیں لے سکتا۔۔یہ دونوں ایک ہو جائیں تو ہمارے لیئے آگے کی منزل بہت آسان ہو گی۔''

جنت نے اتنا پڑھا تھا کہ وہ بھی مہر کی طرح پریشانی سے اٹھ بیٹھی۔

''یار! یہ سب کیسے ممکن ہو گا؟ راحت بھائی کی خالہ سے ملاقات۔۔امپاسبل۔۔''

''کچھ بھی ناممکن نہیں ہے جنت۔۔کچھ سوچو کہ سب کیسے ممکن بنایا جاسکے گا؟'' مہر کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

دوسری بار بیپ ہوئی تو دوں اپنے خیالوں سے نکلیں۔

''وقت بھی کم ہے، کچھ نہ کچھ سوچو پلیز۔۔۔بہتر یہی ہے کہ کل ہی کوئی صورت نکالو۔۔''

''چلو۔۔۔کوئی ترکیب سوجھ نہیں رہی اور ان صاحب کو دیکھو۔۔'' مہر زچ ہو کر بولی۔

''ایک وہ جو تمہارا منگیتر۔۔۔ جلدی شادی کی آخر آئی ہوئی ہے۔۔۔اور یہاں اِس کو دیکھو۔۔جیسے یہ کام اتنا آسان ہو جیسے منہ میں نوالا ڈالنا۔ ''

''پھر اب ؟؟؟'' جنت نے اسکو دیکھ کر سوالیہ کہا۔

''پھر اب کیا۔۔ تم ذرا کال ملاؤ اس مجنوں کو۔۔''

جنت نے اپنا موبائل اٹھایا اور اسے کال ملائی۔

دوسرے طرف سے پہلی ہی بیل پہ فون اٹھایا گیا۔

''شکر ہے تم نے کال کی۔ میسج کا جواب کیوں نہیں دے رہی؟'' اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

''اسلام ُعلیکم۔۔''

''وعلیکم السلام۔۔ تم ٹھیک ہو؟؟'' وہ فکرمندی سے بولا۔

''جی۔۔ میں نے میسجز دیکھے نہیں۔۔ مہر سے پتہ چلا ابھی۔۔''

''ہاں تو پھر؟؟''

''بہت مشکل ہے یہ سب۔۔ خالہ تو گھر سے باہر ایک قدم بھی نہیں نکالتیں۔۔اور نہ ہی وہ باہر آنے کے لیئے تیار ہوں گی۔۔اور اوپر سے چوکیدار۔۔ اگر انہیں بازار کے بہانے لے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بھی آئیں تو چوکیدار شکایت لگانے میں پہلے سے ہی اول ہے منحوس۔۔۔"اسکو در پیش مسئلوں کی ایک لمبی فہرست سن کر وہ عاجز آ کر بولا۔

"وہ نہیں آسکتیں تو نو ایشو ایٹ آل۔۔راحت بھائی آجائیں گے۔۔"

"کیا؟ کیا کہا؟؟ راحت بھائی آجائیں گے ؟؟ ہر گز نہیں۔۔اماں بی کو پتہ چل گیا تو۔۔۔"اسکی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اسکے پاس موجود مہر کا بھی حال کچھ ایسا ہی تھا۔

"لو اب یہ بھی ممکن نہیں۔۔تو پھر ممکن ہے کیا جنت۔۔مجھ سے محبت نبھالو یا پھر اپنا یہ اماں بی فوبیا۔۔یا پھر بھول جاؤ مجھے تم۔۔"وہ ذرا خفگی سے بولا۔

"نہیں۔۔سجیل۔۔سنیں۔۔"

"سنو۔۔"اسکے انداز میں تھکن سی تھی۔اس سے پہلے وہ بولتی سجیل صاف اور واضح الفاظ میں بولا۔

"اب تمہیں میں مکرنے نہیں دوں گا سمجھی۔۔میرے پاس ایک بہترین پلین ہے۔۔بس تم دونوں کو الرٹ رہنا ہو گا۔۔او۔کے۔فائن ؟"وہ سوالیہ انداز میں بولا۔

"او۔کے۔فائن۔۔"اس نے اسے ساری تفصیل بتائی اور فون رکھ دیا۔

اس نے اس سے جو منصوبہ سنا تھا،وہ اسکی زبانی مہر کو بتانے لگی جسے سن کر مہر پریشان ہوئے بنا نہ رہ سکی۔

”یار۔۔جنت۔۔اِٹس تو رِسکی۔۔“

”ہاں۔۔لیکن کرنا تو پڑے گا۔۔ہائی رِسک، ہائے ہر افٹ۔۔“اس نے اسے وہ سب کہا جو تھیوری وہ لیکچر میں سجیل سے سمجھ چکی تھی۔

”تو آخر اسکے لیکچر میں سے صرف یہی سنا تم نے۔۔اف ف۔۔اس سے اچھا کچھ نہ سنا ہوتا۔۔“مہر مذاحیہ انداز میں ہنسی تو وہ بھی ہنس دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

رات بہت گہری ہو چکی تھی۔دونوں حسبِ معمول شب کی تاریکی کی پرواہ کیے بنا تابینہ سے ملنے کو نکلیں، آخر سجیل کے منصوبے کو عملی جامہ جو پہنانا تھا۔منصوبے کے مطابق سجیل کو فون کیا گیا۔اسے فون کرتے ہی دونوں اپنے کمرے سے نکلیں۔ٹی۔وہ لاؤنج میں موجود گھڑی کی ٹِک ٹِک سے دونوں کے قدم لڑکھڑائے اور رک سے گئے۔بلاشبہ وہ اس سے پہلی بار ملنے کو نہیں جارہی تھیں لیکن آج کے دن اگر کچھ اونچ نیچ ہو جاتی تو دونوں کی دنیا تباہ ہو سکتی تھی۔

گھڑی پہ تقریباً ایک بجے کا وقت ہو رہا تھا۔آخر دونوں دبے قدم ٹی۔وی لاؤنج سے ہوتے ہوئے دروازہ کھولتے ہی باہر گیراج میں آموجود ہوئیں۔اسی اثناء میں اسکے موبائل پہ بیل

ہوئی جسے اس نے فوراََ منقطع کیا اور سجیل کو ''ویٹ'' کا میسج کر دیا۔اس نے موبائل کی وائبریشن آن کی اور پھر دونوں پیچھے کے دروازے تک آ پہنچیں، مگر وہاں تو چوکیدار ٹہل رہا تھا۔

''پتہ تھا مجھے۔۔یہ نہیں سوئے گا۔۔'' جنت کے چہرے پہ افسردگی کے آثار دیکھ کر مہر ذرا مذاحیہ انداز میں آہستگی سے بولی۔

''کیوں نہیں سوئے گا؟ مہر کے ہاتھ سے بنی چائے اس نے ابھی پی ہی نہیں ہو گی۔۔'' چند لمحے رک کر دونوں اسے دیکھتی رہیں کہ ابھی یہ بیہوش ہو لیکن نہیں۔۔

''لو۔۔جناب نے چائے پی ہی نہیں۔۔وہ دیکھ تھرماس سے کپ بھر رہا ہے ابھی۔۔'' مہر کا جی چاہا کہ وہ کسی ڈنڈے کو اس کے سر پہ دے مارے تاکہ وہ بیہوش تو ہو۔

سجیل کی طرف سے بار بار فون آرہا تھا جس پہ دونوں مزید اپ سیٹ ہو رہی تھیں۔

''رک جاؤ تھوڑی دیر۔۔'' مہر نے فون اٹھا کر ذرا آہستگی سے کہا۔

''میں اور بھائی باہر ہیں۔۔تمہاری کال کا انتظار کر رہے ہیں۔۔او۔کے۔'' وہ گاڑی کے اندر بیٹھا تھا اور راحت اسکے برابر میں تھا۔وہ اس انتظار میں تھا کہ کب یہ دوری ختم ہو اور کب اسکی تابینہ سے ملاقات ہو۔

کوئی دس پندرہ منٹ بعد جب انہیں رستہ صاف معلوم ہوا تو سجیل کو اندر آنے کے لیئے کہا گیا۔دونوں چوکیدار کے پاس سے دبے قدم گزرے اور تابینہ کے کوارٹر کے باہر آ کھڑے ہوئے۔

"اتنی دیر لگا دی اسے بیہوش کرنے میں؟؟" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"بیہوشی کی دوا سے بیہوش کرنا تھا۔۔ڈنڈا مار کے نہیں۔۔" مہر لڑنے والے انداز میں بولی تو جنت نے دونوں کو روکا۔

"اف ف ف۔۔ہو۔۔صورتحال تو دیکھ لیں آپ دونوں۔۔لڑ کیوں رہے ہیں ایسے؟ "

وہ تینوں انکے کوارٹر کے دروازے تک پہنچ گئے مگر راحت دروازے سے کچھ دیر فاصلے پہ کھڑا رک سا گیا۔اس نے اوپر سے لے کر نیچے تک سارے کوارٹر کا جائزہ لیا اور اپنے خیالوں میں محو ہو گیا۔

"میرے کمرے میں جوتے اتار کے آیئے گا پلیز۔۔۔مانا کہ مجھے گھڑ سواری سکھاتے ہیں آپ۔۔لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو سر پہ بٹھا لیا جائے۔۔"اسکے منہ سے ادا ہونے والے یہ تیکھے الفاظ سن کر راحت مسکرا دیا۔

"بھائی؟؟" سجیل نے پلٹ کر دیکھا اور انہیں پکارا تو وہ زمانہ حال میں واپس آئے۔

"یہ رہا خالہ کا مکان۔۔ مطلب کوٹھری۔۔" جنت اتنا بولی اور پھر تینوں خود ذرا سائیڈ پہ ہو لیئے تو راحت آگے بڑھتا ہوا اسکے کمرے کے دروازے کے پاس جا ٹھہرا۔

اندر کیسے جائے؟؟ اس سے کیا کہے گا؟ اسکا سامنا کیسے کرے گا؟ اسکے سوالوں کا جواب کیسے دے گا؟ یہ سب سوال اسکے ذہن میں جنم لے رہے تھے مگر اگلے ہی لمحے اسکے ذہن میں پیدا ہونے والے جواب نے ان سوالات کی نفی کر دی۔

"میں نے تو ساتھ نبھانا چاہا تھا۔۔ تم ہی اپنے گھر والوں کو یقین دلانے پہ ڈٹی رہی۔۔ اگر یہ سب ہی ہونا تھا تو تم نے میرا ساتھ قبول کیوں نہ کیا؟"

دوسری طرف وہ اپنے کمرے میں موجود تن تنہا، اپنی سوچوں میں محو لیمپ کی روشنی میں بیٹھی تھی۔ جب اس پہ الزام لگا تھا، تب اسکی عمر کوئی اٹھارہ انیس سال تھی۔ پندرہ سال بعد بھی وہ خوبصورت اور جوان دکھائی دے رہی تھی مگر زمانے کی تلخیوں کے آثار ابھی تک اس کے چہرے سے عیاں ہوتے تھے۔ کوئی رات ایسی نہ گئی تھی جب اس نے وہ سب یاد نہ کیا ہو جو کچھ بیت چکا تھا۔

"کاش راحت۔۔ آپ آجائیں۔۔" وہ خود سے گویا ہوئی۔

"ویسے ہی میرا ساتھ دینے جیسے ہمیشہ آپ نے میرا ساتھ دیا ہے۔۔ لیکن آخری مرتبہ ساتھ۔۔۔ تو میں نہیں دے سکی۔۔"

ابھی وہ یہ سب سوچ رہی تھی کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔دستک کوئی دو تین بار ہوئی لیکن وہ چارپائی سے ٹَس سے مَس نہ ہوئی۔

دستک پھر سے دی گئی۔

اس کی بے قراری کو دیکھ کر تینوں بھی دروازے کے پاس آ کھڑے ہوئے۔

راحت کا حال تینوں کے سامنے تھا۔تینوں اسکے چہرے کی طرف نگاہ ٹکائے ہوئے اسے حسرت سے دیکھ رہے تھے مگر وہ دروازہ کھلنے کا منتظر تھا۔

"تابینہ۔۔۔دروازہ کھولو۔۔تابینہ۔۔"دوسری طرف باہر کھڑا وہ دروازے کے ساتھ الجھ رہا تھا۔

آخر کھڑکی میں آتی ہوا نے شدت اختیار کی تو وہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے اپنی سوچ سے آزاد ہوئی اور کھڑکی بند کرنے کے لیئے اٹھی۔کھڑکی بند کرتے ہی وہ واپس پلٹی ہی تھی کہ دروازے پہ آہستہ سے ہونے والی دستک پہ وہ ششدر رہ گئی۔

"اس وقت؟؟"اس نے دیوار پہ لگی بوسیدہ مگر وقت ٹھیک بتانے والی گھڑی کو دیکھا۔وہ سمجھ گئی کہ اس وقت یہاں کون آیا ہوگا۔ویسے بھی جب سے ان بچیوں نے ہوش سنبھالا تھا،اس سے ملنے وہی دونوں آیا کرتی تھیں۔

"بچیو۔۔ابھی کچھ دن پہلے ہی تو تم لوگ آئی ہو۔۔اگر کسی نے دیکھ لیا تو غضب ہو جائے گا۔"اس نے دروازہ کھولا تو اسے اپنے سامنے پا کر وہ ششدر رہ گئی۔

"غضب تو آج سے پندرہ سال پہلے ہو چکا ہے۔۔اب۔۔"اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتا،تابینہ نے فوراََ سے دروازہ بند کرنا چاہا۔

"جایئے یہاں سے۔۔"

"تابینہ۔۔پلیز۔۔میری بات سنو۔۔تابینہ۔۔"انہوں نے زبردستی دروازہ کھولا، جسے وہ بند کرنا چاہ رہی تھی۔

"کیسے آئے ہیں یہاں؟؟اور کیوں؟؟؟"وہ غصہ سے اس پہ ہنکاری۔

"پوپھو۔۔خالہ۔۔"دونوں یکے بعد دیگرے آگے بڑھیں۔

" ہم لائیں ہیں انہیں یہاں؟؟؟"مہر نے صاف گوئی سے جواب دیا کیونکہ وہ اسکی نظروں سے محسوس ہوتے سوال کو سمجھ چکی تھی۔

"کیوں؟؟"وہ حد درجہ اذیت سے بولی۔

"تم لوگوں کو پتہ بھی ہے کہ کتنی بڑی حماقت کی ہے تم لوگوں نے۔۔اور آپ؟آپ بھی؟؟"اسکے لہجے میں راحت کے لیئے شکایت واضح تھی جسکی آنکھوں سے آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

"محبت حماقت تو نہیں ہوتی آپو۔۔" سجیل کمرے میں داخل ہوتے ہی بولا۔

"تم۔۔؟؟" وہ ماتھے پہ بل ڈالتے ہوئے استفہامیہ انداز میں بولی۔اس کے ذہن میں ماضی کی ایک بات گھومی۔

"تم ہمیشہ مجھے آپو ہی کہنا۔۔اچھا لگتا ہے تمہارے منہ سے۔۔" سجیل تب کوئی پانچ یا چھ سال کا تھا مگر اسے ابھی بھی یاد تھا کہ تابینہ نے اسے یہ کہا تھا، تبھی اس نے اسے "آپو" کہہ کر مخاطب کیا۔

"سجیل ہے یہ۔۔" راحت نے ہولے سے جواب دیا۔

"سجیل۔۔" وہ روتے روتے مسکرادی۔اسکی آنکھوں سے خوشی کے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔

"میرا بچہ کتنا بڑا ہو گیا۔۔" وہ اسکے قریب آئی اور اسکے رخساروں کو چھوتے ہوئے بولی۔

"ہاں! لیکن آپ ویسی کی ویسی ہیں۔۔اب بھی کوئی پرواہ نہیں بھائی کی۔۔۔" اس نے اسکی آنکھوں میں بغور دیکھا جس میں اسے دیکھنے کی خوشی قابلِ دید تھی۔

اسکی بات سے طنز اور شکوہ واضح تھا۔

تابینہ کچھ دیر تو اسے دیکھتی رہی مگر پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

"آپ لوگ جائیں یہاں سے۔۔اگر یہ مجھ سے معافی مانگنے آئے ہیں تو میں نے معاف کیا انہیں۔۔مجھے کوئی گلہ نہیں کسی سے بھی۔۔یہ سب میرا اپنا انتخاب ہی ہے۔۔جو ہونا تھا، وہ ہو گیا۔۔ماضی کی ایک غلطی تھی، جو گناہ بن گئی۔۔" وہ ذرا تفصیل سے بولی تو تینوں ذرا سائیڈ پہ ہو لیئے۔وہ چاہتے تھے کہ دونوں اپنے معاملات خود سلجھائیں۔

راحت نے بے انتہاء صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسکی ساری بات سنی مگر "گناہ" کا لفظ سن کر اسکا دماغ سٹپٹا سا گیا۔

"نہ غلطی تھی۔۔نہ گناہ۔۔ایک حادثہ تھا جسے سمجھا نہ گیا۔اصطبل کے مالک کی بات بھی نہیں سنی ان ظالم لوگوں نے۔۔" وہ خونخوار لہجے میں بولے مگر پھر خود کو ضبط کرتے ہوئے مزید بولے۔

وہ نظریں جھکائے انکی بات سنتی گئی۔

"اور رہی بات معافی کی۔۔تو معافی مانگنے آیا ہی کون ہے؟؟ میں تو تمہیں تم سے مانگنے آیا ہوں۔۔" تابینہ نے یکدم نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

" معافی تو تمہیں مانگنی چاہیئے ساتھ تو تم نے نہیں دیا تھا۔۔۔ان لوگوں کے سامنے کبھی تم اپنی بے گناہی ثابت نہیں کر سکو گی۔۔"

"نہ سہی۔۔۔ مگر مجھے ایسے آپ کا ساتھ نہ پہلے قبول تھا اور نہ اب۔۔۔" اس نے سسکتے لبوں سے دوٹوک بات کی۔

"بے گناہی تبھی ثابت ہوتی ہے جب کسی گواہ کی بات سنی جائے۔۔اور ان لوگوں نے تو کبھی تمہاری نہیں سنی۔۔ تم یہاں اس حال میں ہو گی اندازہ نہیں تھا مجھے۔۔۔" اب کی بار وہ رو دیئے۔

تابینہ کے لیئے اسکی ایسی حالت نا قابل دید تھی۔ چالیس سال کا نوجوان جب پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے تو دنیا ہل کر رہ جاتی ہے۔اس عمر میں تو انسان دنیا کے ساتھ آنکھیں ملا کر جینا سیکھ جاتا ہے۔۔ مگر وہ راحت تھا جو تابینہ کے انتظار میں اپنے دل کی راحت کا منتظر تھا۔

اس نے خود کو بہت حد تک بکھرنے سے سنبھالا اور پھر اسکی حالت کے پیشِ نظر بولی۔

"یہ حال تو بہت بہتر ہے راحت۔۔ میں یہاں سکون میں ہوں۔۔ پتہ ہے جب کسی مجرم کو سزا دی جاتی ہے تو جیل کی بند کوٹھری سورج کی روشنی تک سے محروم کر دی جاتی ہے۔۔ کم از کم۔۔ یہاں ایسا تو نہیں ہے۔۔ صبح کی کرن آنکھوں میں پڑتی ہے تو آنکھوں کو سکون ملتا ہے اور رات میں چاند کی چاندنی آنکھوں کو راحت دیتی ہے۔۔ لیکن۔۔" بولتے بولتے اسکے الفاظ حلق میں پھنس گئے اور اسکی آنکھوں سے ضبط کے باوجود آنسو بہہ نکلے۔

"لیکن۔۔ میں تو نہیں ہوں ناں۔۔" اسکے ادھورے لفظوں کو اس نے مکمل کیا تو وہ بولی۔

”ہاں۔۔ نہیں ہو۔۔ مگر نہ ہو کر بھی تم ہو۔۔ میرے دل سے کبھی تم گئے ہی نہیں۔۔ کبھی بھولے ہی نہیں تم مجھے۔۔ سورج طلوع ہونے سے غروب ہونے تک مجھے صرف تمہارا ہی تو انتظار تھا۔۔ بہت دیر کر دی آنے میں۔۔“ آخر محبت تھی جو دفن کر دینے کے باوجود زندہ ہونے لگی تھی۔

”نہیں۔۔ تابینہ۔۔ نہیں ہوئی دیر۔۔“ وہ پر امید لہجے میں بولا اور پھر اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے پورے وثوق سے بولا۔

”جیسے تم چاہتی ہو، ویسے ہی تمہیں اپناؤں گا۔۔۔ بے گناہ ماننا ہوگا ہم دونوں کو انہیں۔۔۔ اور اب کی بار تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔“ اس نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے عہد کیا۔

تینوں ان سے ذرا فاصلے پہ کھڑے تھے مگر ان دونوں کے مابین ہونے والی گفتگو سن کر وہ بھی روئے بنا نہ رہ سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک ہلچل اور بے سکونی کسی حد تک سبھی کے دل سے دور ہو گئی تھی لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ اصل مسئلہ تو ابھی شروع ہونے والا ہے۔ علی الصبح جب سب کی آنکھ کھلی تو سبھی نے گھر

میں خوب رونق سنی۔ایمل، سدرہ خوشی سے چہک رہی تھیں اور سامعیہ کے تو پاؤں ہی زمین پہ نہیں ٹِک رہے تھے۔

”کیا ہوا ہے نیچے ؟؟ بڑے قہقہوں کی آوازیں آرہی ہیں ؟“ مہر نے جنت سے پوچھا جو ابھی ابھی کمرے میں مارننگ ٹی لے کر آئی تھی۔

”وہی آیا ہے۔۔“ اس نے منہ بسور کر جواب دیا۔

”کون ؟؟ شاہ ویز ؟؟“ اس نے خود سے اخذ کیا تو جینی نے اثبات میں گردن ہلا دی۔

”شکر ہے یہ کل نہیں تھا۔۔ ویسے آگئی اسے عقل۔۔ اس نے تو کبھی آنا نہیں تھا ؟“

”مجھے کیا پتہ۔۔ البتہ اسے دیکھ کر لگ نہیں رہا کہ اسے کوئی غم، دکھ یا پچھتاوا رہے۔۔ اور گھر والے تو نظریں بچھائے ہیں اس پہ۔۔“ اس نے چائے کا کپ اٹھا کر منہ کو لگایا۔

”اور اماں بی ؟؟ ان کا کیا ردِ عمل ہے ؟؟“ مہر نے تجسس سے پوچھا۔

”دیکھا نہیں میں نے۔۔ میں نے تو چائے بنائی اور سب سے نظریں بچاتے بچاتے اوپر آنے کی کی۔“

اس کی بات سن کر مہر خاموش ہو کر رہ گئی۔

ناشتے کی میز پہ ایک عرصے بعد رونق تھی اور اسکی بنیادی وجہ شاہ ویز تھا۔اماں بی میز کی جانب آرہی تھیں کہ اسے ندیم صاحب کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر مسکرا دیں۔

""تم۔۔میں بھی کہوں اتنی رونق صبح صبح۔۔ہونا ہو یہ شرارتی لڑکا ہی آیا ہوگا۔۔خیر۔۔کب آئے؟؟"انہوں نے اپنی لاٹھی کرسی کے ساتھ لگائی اور خود کرسی پہ بیٹھ گئیں۔

شاہ ویز اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے سامنے اپنا سر کیا۔جس پہ انہوں نے شفقت سے ہاتھ پھیرا۔

""فجر کے بعد ہی آیا ہے میرا بچہ۔۔"سامعیہ میز پہ ناشتہ لگاتے ہوئے بولی۔

""اور کیسا چل رہا ہے وہاں سب؟؟""

""جی اماں بی۔۔بہتر۔۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔اسکے لہجے کی تبدیلی دیکھ کر اماں بی ذرا پرسکون ہوئیں۔

""دیکھو بچے۔۔۔اب وہاں کا سارا انظام تمہارے ہی ذمے ہے۔۔لیکن اپنی ماں سے ملنے آتے جاتے رہا کرو۔۔"انہوں نے نصیحت کی۔

""اور آپ سے؟؟اس کا مطلب۔۔آپ نے مجھے ذرا سا بھی یاد نہیں کیا۔۔"وہ رونے والے انداز میں بولا۔

""نن۔۔نہیں میرے بچے۔۔یاد تو ہو تم۔۔تمہی سے تو رونق ہے۔۔امید ہے اب۔۔تم اپنی پرانی عادت سے دور رہو گے۔۔"ان کے لہجے میں پر امیدی تھی لیکن شاہ ویز نے طنزیہ مسکرانے پہ ہی اکتفا کیا۔

ابھی انکے مابین باتوں کا سلسلہ شروع ہوا ہی تھا کہ سیڑھیوں سے مہر اور جنت کی آمد ہوئی۔

اس نے چاہا بھی کہ وہ اسے دیکھے مگر چاہ کر بھی نہ دیکھا۔ جنت اور مہر کے لیئے یہ بات حیران کن تھی کہ اس نے ان دونوں کو دیکھا تک بھی نہیں۔

"کیسے ہو تم؟؟ بتایا بھی نہیں تم نے آنے کا۔۔" آخر مہر نے خود ہی اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

"میرا اپنا گھر ہے۔۔ بتا کر کیوں آتا بھئی؟؟" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا لیکن طنز واضح تھا جسے سب نے ہی محسوس کیا۔

"بتا دیتے بھئی تو آپکا بڑا اچھا استقبال کر سکتے تھے ہم۔۔ کیوں مہر آپی؟؟" سدرہ نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل۔۔ ٹھیک کہہ رہی ہے سدرہ۔۔ پتہ ہے تمہیں سب کتنا یاد کرتے تھے۔۔" علینہ بھابھی نے بھی بات چیت میں حصہ ڈالا تو شماز ہنستے ہوئے بولا۔

"بالکل۔۔ تمہاری بھابھی تو تمہارے لیئے لڑکیاں دیکھ رہی ہیں۔۔" وہ شرارتی انداز میں بولا تو ندیم نے اسے گھورا۔

"اماں بی ہیں ناں۔۔ شاہ ویز کے لیئے لڑکی ڈھونڈنے کے لیئے۔۔ "

ندیم کے جواب پہ سامعیہ جز بز ہو کر رہ گئی۔

"سب نے یاد کیا۔۔ ٹھیک کہہ رہی ہیں ناں۔۔" اس کے معنی خیز سوال کو علینہ سمجھ چکی تھی، تبھی اس نے اسے میٹھے فرائی ہوئے بریڈ کا ہاٹ پاٹ دیا۔

"یہ کھاؤ تم۔۔ تمہارے فیورٹ۔۔ "

جنت کا جی چاہا کہ وہ ابھی اٹھے اور اسے بتائے کہ اس نے اسے کتنا مِس کیا۔ لیکن اسے احساس ہی نہیں کہ جنت کے لیئے اس کے اس دوست کی کتنی اہمیت ہے اور اسکا ساتھ اب اسکے لیئے اور کتنا ضروری ہو گیا ہے۔

"کاش! شاہ ویز تم میرا ساتھ دے دو تو کتنا اچھا ہو جائے ناں۔۔ ہمیشہ تم نے میرا ساتھ دیا ہے لیکن اب تم دوست کم دشمن زیادہ سمجھتے ہو مجھے۔۔۔" وہ خود سے گویا ہوئی۔ لیکن علینہ کے بلانے پہ وہ اپنے خیال سے نکلی۔

"لو ناتم بھی۔۔ یاد ہے بچپن میں تم لوگ جب ہمارے گھر آتے تھے تو۔۔ تم دونوں میٹھے بریڈ کے آخری سلائس پہ جھگڑتے تھے۔۔"

مہر نے علینہ کو گھور کر دیکھا کہ آخر کیوں وہ یہ سب باتیں کر رہی ہیں۔

"جی یاد ہے۔۔ بہت اچھا تھا بچپن۔۔ اب تو دوست دشمن سمجھتے ہیں۔۔" وہ ذرا آہستگی سے بولی لیکن آواز شاہ ویز تک ضرور پہنچ گئی تھی۔ وہ اسے بناء دیکھے ہولے سے مسکرایا مگر اندر ہی اندر رنجیدہ ضرور تھا کیونکہ وہ اس سے منسوب ہر سچ سے خوب واقف تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"جنت۔۔۔راحت انکل نے کیا سوچا پھر؟؟" مہر پودوں کو پانی دیتے ہوئے اس سے بولی، جو کیاریوں میں موجود پیلے پتوں کو ہرے پتوں سے الگ کر رہی تھی۔ جاڑے کا موسم تھا۔ ہلکی پھلکی دھوپ تھی جس میں دونوں لان میں موجود پودوں کی دیکھ ریکھ کر رہی تھیں۔

"سجیل سے بات ہوئی ہے۔۔ کہہ رہا تھا کہ راحت انکل جب سے تابینہ خالہ سے ملے ہیں، وہ بے حد بے قرار ہیں۔۔ جانتی ہو وہ آج ندیم ماموں سے ملنے جانے والے تھے۔"

"تو؟؟" مہر پودوں کو پانی دیتے دیتے رکی۔

"لیکن سجیل نے کہا کہ ان سے ملنے کا فائدہ نہیں۔۔ بہتر یہی ہے کہ انہیں گھر آنے دیا جائے۔" وہ نارمل انداز میں بولی جیسے کوئی عام بات ہو۔

مہر نے واٹرنگ کین کو نیچے رکھا اور اسکی طرف دیکھ کر حیرانگی سے بولی۔

"کیا کہہ رہی ہو تم؟؟ گھر آنے دیا جائے؟؟ یہ کیسے ممکن ہے؟؟"

"کیوں ممکن نہیں۔۔ وہ گھر نہیں آئیں گے تو کیسے ہوگا سب ممکن؟؟؟" وہ تناؤ کا شکار ہوئی۔

"جینی۔۔ یہ سب اتنا آسان نہیں ہے۔۔ اماں بی سے بات کرلو گی تم کیا؟؟ بولو؟" مہر نے سوالیہ کہا۔

"تم ہوناں ؟؟ یاد ہے تم نے ایک دفعہ کہا تھا کہ تم سجیل کو پانے کے لیئے ایسی گیم کھیلو گی کہ تابینہ خالہ اور راحت بھائی ایک ہو جائیں گے اور تمہیں وہ مل جائے گا۔" اس نے تفصیل سے کہا تو مہر گہری سوچ میں پڑ گئی۔

اب دونوں کے مابین گہری خاموشی تھی۔ تبھی جنت بولی۔

"مہر۔۔ میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتی۔۔ صرف یاد دلا رہی ہوں کہ ۔۔ کیا تھی وہ گیم ؟؟ کیا تم مجھے ۔۔" اس سے پہلے وہ مزید بولتی مہر نے اسکا ہاتھ تیزی سے پکڑا اور لان سے لاؤنج میں آئی اور لاؤنج سے ہوتے ہوئے اماں بی کے کمرے میں ۔۔ جنت رستے میں اس سے پوچھتی رہی کہ "کیا کر رہی ہو ؟؟ مہر کیا ہو گیا ہے ۔۔" لیکن وہ تھی کہ اس کی بات سنے بناء ہی اسے اماں بی کے کمرے میں لے گئی۔ شاہویز لاؤنج میں بیٹھا، ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ ان دونوں کو ایسے اماں بی کے کمرے میں جاتا دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اتوار کا دن تھا سو سبھی افراد ناشتے کے بعد گھر پہ موجود تھے۔ کیا ہنگامہ ہونے والا تھا سبھی اس سے بے خبر تھے۔ سوائے مہر اور جنت سے۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ دونوں کے بناء اجازت کمرے میں داخل ہونے پہ وہ چونکیں۔ انہوں نے قرآنِ پاک کی تلاوت مکمل کی اور اسے قرآنِ پاک کی ریل میں رکھا اور انکی طرف دیکھ کر پریشانی سے بولیں۔

"کیا ہوا؟؟ سب ٹھیک تو ہے؟؟" ان کی پریشانی واجب تھی کیونکہ دونوں کی انٹری جو دھماکے دار تھی۔

"جی۔۔وہ جنت نے آپ سے کچھ بات کرنا تھی۔۔" مہر نے ذرا رک رک کر کہا۔

"ہاں۔۔ کہو؟ کیا بات ہے؟؟" وہ اپنی کرسی پہ بیٹھی تھیں، مگر دونوں کے چہرے کی ہوائیاں اڑی دیکھ کر لاٹھی کا سہارا لے کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

مہر نے اسکی طرف دیکھ کر اشارے سے بات کرنے کے لیئے کہا۔ مگر وہ چپ رہی۔ اماں بی دونوں کے چہرے کی طرف بغور دیکھنے لگیں۔

"کچھ بولو گی بھی اب؟؟؟" ان کے لیئے انتظار اب محال تھا۔

مہر نے غصہ سے اسے دیکھا، جو اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مسل رہی تھی۔

"جنت؟؟ بیٹی۔۔ بولو؟ کیا بات ہے؟ کچھ چاہیئے؟ کوئی فرمائش ہے تو بلا جھجک بولو۔۔ اب بھلا اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟؟ "

"نہیں۔۔ نانو۔۔ کچھ نہیں چاہیئے۔۔" جنت نے کانپتے ہونٹوں سے کہا، لیکن اماں بی کو اسکے بات کرنے کے انداز پہ پیار سا آگیا۔ وہ انہیں نانو تبھی کہتی تھی، جب ان سے لاڈو پیار زیادہ وصول کرنا ہوتا تھا، یا کوئی فرمائش ہوتی تھی۔

اماں بی اسے دیکھ کر مسکرادیں۔ لیکن خاموشی بدستور رہی تو انہیں چارو ناچار کہنا ہی پڑا۔

''مہر۔۔ تم ہی بتادو۔۔ آخر بات ہے کیا؟ تم دونوں تو آج مجھے مار کر ہی رہو گی۔۔ ''

اب کی بار جنت نے بولنا چاہا مگر اس سے پہلے وہ کچھ کہتی، مہر فوراً سے بولی۔

''اماں بی! یہ کام ہم نہیں کر سکتیں۔۔ مگر ہاں! آپ کے ایک حکم پہ کسی کی زندگی وابستہ ہے۔۔''

انہوں نے عجیب نظروں سے دونوں کو دیکھا۔

''کیا کہنا چاہتی ہو، صاف صاف کہو۔'' وہ تنبیہی انداز میں بولی۔

''تابینہ پوپھو بے قصور ہیں۔'' اس نے صاف لفظوں میں کہا جس پہ انکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس سے بھی زیادہ وہ اسکی حوصلہ مندی کو دیکھ کر حیران تھیں۔

''گستاخی معاف اماں بی۔ لیکن۔۔۔ آپ نے ان کے ساتھ جو کچھ بھی کیا، وہ سراسر غلط تھا۔۔''

''مرے ہوئے لوگوں کے بارے میں برا نہیں کہا جاتا۔۔ سو جاؤ دونوں یہاں سے۔۔''

انہوں بہت حد تک صبر کیے رکھا اور انتہائی صبر سے ان دونوں کو یہ بات سمجھائی۔

''برا کون کہہ رہا ہے اماں بی۔۔ جنت تم بھی کچھ بولو ناں۔۔'' مہر نے مزید تکرار کی۔

''تم دونوں کو سمجھ نہیں آرہا کہ میں نے کیا کہا؟'' وہ ذرا زور دے کر بولیں، مگر ان کے لہجے کی سختی صاف واضح تھی۔

''اور مری نہیں ہیں وہ۔۔یہ سب تو آپ نے سب سے ہمیں بتانے کے لیئے کہا تھا۔''وہ مزید بولی۔

''کیا جانتی ہو تم ؟؟''انہوں نے خونخوار نظروں سے انہیں دیکھا۔

قسط نمبر 8

حقیقت

''آپ نے انکی کسی بات پہ یقین نہیں کیا۔جو لوگوں نے دیکھا،جو بتایا،اسی کو ہی سچ مان لیا۔۔ یہ نہیں سوچا کہ آپکی بیٹی کو اس وقت آپ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ''

''بس۔۔۔بند کرو اپنی بکواس۔۔میں کچھ کہہ نہیں رہی تمہیں۔۔تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تم جو جی میں آئے کہو۔۔''وہ اونچی آواز سے بولی تھیں،جس میں مردانہ وجاہت صاف جھلک رہی تھی۔

ایک لمحے کے لیئے تو دونوں خوف سے کانپ کر رہ گئیں۔ مگر مہر کا حوصلہ نہیں ٹوٹا تھا۔ جنت تو اسکے ساتھ کھڑی اسے وہاں سے جانے کے لیئے اشارۃً بول رہی تھی۔

انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اپنی چھڑی کا مضبوط سہارا لیے فوراً سے کمرے سے باہر آئیں۔ وہ دونوں بھی انکے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر آئیں۔ شاہ ویز نے حیران کن نگاہوں سے ان کو دیکھا جو غصہ سے لال پیلی ہو رہی تھیں۔

"کہاں ہو تم سب کے سب ؟؟ ندیم ؟ نعیم ؟ زیبا ؟؟" انکی ایک آواز پہ سارے گھر والے جمع ہو گئے تھے۔

"کیا ہوا ؟؟ سب ٹھیک تو ہے ؟؟" ندیم نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"آپ ٹھیک تو ہیں ؟؟" نعیم نے بھی پریشانی کا اظہار کیا۔

"اپنی اولاد کو سنبھالو۔۔۔ میں پوچھتی ہوں یہ ہوتی کون ہے مجھ سے سوال کرنے والی۔۔"

انہوں نے مہر کی طرف اپنی چھڑی سے اشارہ کیا۔

"کیا ہوا ؟؟" زیبا بھی سب کام چھوڑ کر بھاگی بھاگی آئی۔

"کیا کہا ہے تم نے ؟؟ اماں بی بچی ہے۔۔ ایسے ہی کچھ بول دیا ہو گا۔۔ کیا بولا ہے تم نے ؟؟؟"

وہ معاملے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ مگر مہر نے فی الحال خاموش رہنے کو ہی غنیمت جانا۔

''وہ زندہ ہے یہ بات ان دونوں کو کیسے پتہ ہے؟؟ کس نے بتایا انہیں سب؟؟'' وہ ان سب پہ جیسے ہنکاریں، سبھی کا سانس خشک ہو گیا تھا، وہ سمجھ گئے تھے کہ وہ کس کی بات کر رہی ہیں۔

''اماں بی۔۔ ہم میں سے کوئی بھی اسکا ذکر کہاں کرتا ہے؟؟'' اب کی بار سامعیہ کی طرف سے جواب آیا جسے انہوں نے چپ کروا دیا۔ انہوں نے شاہ ویز کی طرف دیکھا، جس نے انہیں چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ علینہ بھی اندر ہی اندر پریشان ہوئی۔

''زیبا۔۔ پوچھو اس سے ناہنجار سے۔۔ کس نے اس کو یہ سب بتایا؟ ''

''جی۔۔ جی۔۔''

''بولو۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟'' وہ ڈرتے ڈرتے بولی۔

''تم جانتی نہیں ابھی کہ تمہاری اس بد تمیزی کی سزا کتنی بڑی ہو سکتی ہے۔۔'' نعیم صاحب تنبیہی انداز میں بولے۔

''ابا۔۔ میں نے کوئی بد تمیزی نہیں کی۔۔ سوائے اسکے کہ پوپھو بے قصور ہیں۔۔ انکی زندگی کے دس سال، انکی وجہ سے جاتے رہے۔۔ کیا انہیں کوئی حق نہیں تھا کہ اپنی صفائی میں کچھ کہتیں؟؟'' اسکی آواز بے شک لرز رہی تھی مگر وہ پر اعتماد تھی۔ جنت اسکے ساتھ کھڑی بس حیرت سے سب تماشا دیکھ رہی تھی۔

''لو سن لیا؟؟ اب یہ مجھ سے۔۔ مجھ سے جواب مانگے گی۔۔'' وہ چیخ کر بولیں۔

”مہر۔۔جاؤتم اپنے کمرے میں۔۔جنت۔۔بہن کو لے کر جاؤاوپر۔۔“ندیم ماموں اماں بی کے غصہ سے خوب واقف تھے، تبھی بولے۔

”تایاابا۔۔آج اگر میں بھی چلی گئی نا۔۔تو سمجھیں بہت سی زندگیاں برباد ہو نگیں۔خدارا سمجھیں اس بات کو۔۔“اس نے جیسے منت کی ہو۔

نعیم صاحب کی برداشت سے اب یہ سب باہر ہو چکا تھا۔ تبھی انہوں نے مہر کو ایک چانٹا رسید کر دیا۔

”چاچو۔۔کیا کر رہے ہیں آپ؟“شماز نے آگے بڑھتے ہوئے ان کے ہاتھ کو روکا۔جسے انہوں نے اسکی گرفت سے نکالا۔

شماز ان کے غصے کے آگے بے بس ہوا۔

”تہذیب نام کی کوئی چیز نہیں تم میں۔۔اماں بی گھر کہ بڑی ہیں۔۔ہم نے آج تک اس انداز میں بات نہیں کی ان سے تو تم کون ہوتی ہو؟؟“تھپڑ پڑتے ہی اسکا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔اس سے پہلے وہ ایک اور تھپڑ اسے مارتے جنت نے انہیں روکا۔

”ماموں۔۔ نہیں۔۔“جنت کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ سبھی نے اسے غور سے دیکھا۔کیونکہ اسکے علاوہ اور کسی میں نعیم کو روکنے کی ہمت پیدا نہیں ہوئی تھی۔

"کیاہو گیا ہے آپکو۔۔بیٹی ہے یہ آپ کی۔۔ایسا بھی کیا کر دیا اس نے جو آپ اس سے یہ برتاؤ کر رہے ہیں؟؟" اسکے حوصلے کو دیکھ کر اماں بی نے اسے بغور دیکھا۔انکے ذہن میں ایک ایک بات آرہی تھی کہ کیسے وہ انکی آنکھوں میں دھول جھونک کر واک کے بہانے سے باہر جایا کرتی تھیں۔اب وہ اچھے سے سمجھ چکی تھیں کہ دونوں تابینہ سے ہی ملنے جایا کرتی تھیں۔

"تم چپ رہو۔۔ تمہیں بھی یہ لڑکی اپنی طرح۔۔۔۔"اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کر تیں، جنت نے ان کی بات کاٹی۔

"کچھ نہیں کیا اس نے۔۔۔اور ماموں آپ۔۔کیا ہو گیا ہے آپ کو؟؟اس نے وہی سب کہا ہے جو آج سے دس سال پہلے آپ کو کہنا چاہیئے تھا۔۔اور آپ اس کو مار رہے ہیں؟؟ کیوں؟؟ کیا کیا ہے اس نے آخر؟؟" وہ ان پہ پھٹ پڑی تھی۔

"کتنا آسان ہے نا ابا مجھ پہ ہاتھ اٹھانا۔۔بیٹی ہوں نا آخر۔۔جب یہ گھر آئے ہر مہمان کو بے عزت کرتا تھا، تب تو کسی سے اس پہ ہاتھ نہیں اٹھایا۔۔"مہر خوب رو رہی تھی۔اسکی بات کا اشارہ صاف شاہ ویز کی

جانب تھا، جس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"بیٹی ہوں نا۔۔ مجھ پہ ہاتھ تو اٹھائیں گے آپ۔۔ کیا ہی اچھا ہوتا ابا۔۔آپ نے اپنے انہی ہاتھوں سے اپنی بہن کو دفن کر دیا ہوتا۔۔انہیں بھی تو آپ دونوں بیٹی کہتے تھے نا۔۔"اسکا

صاف اشارہ اپنے ابا اور تایا کی طرف تھا۔اماں بی کا بس نہیں چل رہا تھا، نہیں تو وہ ابھی اور اسی وقت اسے شوٹ کر دیتیں۔

"اماں بی آپ لوگوں کی باتوں کو کیسے اہمیت دے سکتی ہیں آخر۔۔قرآنِ پاک میں بھی لکھا ہے نا کہ "جب کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اسکی خوب تحقیق کر لیا کرو۔" وہ سسک کر بولی۔

"نانو۔۔ٹھنڈے دماغ سے ایک دفعہ ہماری بات تو سن لیں۔۔" آخر جنت انکے قریب آئی اور ان کی منت سماجت کرنے لگی۔

"اماں بی! میں شرمندہ ہوں آپ سے۔۔آپ اسے اسکی بدتمیزی کے لیئے جو چاہے سزا دے سکتی ہیں۔۔"نعیم نے اتنا کہا اور وہاں سے چل دیئے۔زیبا بھی انکے پیچھے پیچھے ہو لی۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ؟؟ رکیں تو۔۔"

اماں بی نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر مہر کو، جس کی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔

ندیم اور سامعیہ بھی منظر سے غائب ہوئے اور زیبا کے ساتھ چل دیئے، تاکہ نعیم کو سمجھا سکیں۔آخر چند لمحے کے سکوت کے بعد انکی طرف سے شماز کو حکم صادر ہوا۔

"جاؤ۔۔جا کر کوارٹر سے اسے بلا کر لاؤ۔۔۔"

جب تک تابینہ نہیں آئی تھی، اماں بی لاٹھی زمین پہ ٹکائے کھڑی رہیں۔انکی حالت کے پیشِ نظر سبھی نے انہیں بیٹھنے کے لیئے کہا مگر انکے لیئے آرام و سکون محال تھا۔ان کے مطابق تابینہ کا صرف گھر کے بڑوں کو ہی علم تھا اور شماز کو۔۔وہ گہری سوچ میں مبتلا تھیں کہ آخر کس کے بہکانے پہ نوجوان لڑکیاں بغاوت پہ اتر آئی ہیں۔

"اماں جانی۔۔بیٹھیے۔۔"شاہ ویز نے انہیں اپنے مضبوط ہاتھوں کا سہارا دیا۔

"پانی لے کر آؤان کے لیئے۔۔"

اس نے غصہ سے دونوں کو گھورا تو دونوں وہاں سے چلی گئیں۔

اماں بی بیٹھ تو گئیں لیکن ابھی تک پندرہ منٹ پہلے ہونے والے حادثے کے زیرِ اثر تھیں۔شاہ ویز نے انہیں بغور دیکھا۔

"موقع اچھا ہے۔۔"اس نے دل ہی دل میں خود سے کہا۔

"اماں جانی۔۔ایک بات بتانا تھی آپکو۔۔"ابھی اس نے یہ کہا ہی تھا کہ جنت پانی کا گلاس لے آئی۔اس نے احترام سے انکے سامنے پیش کیا لیکن گلاس ان کی بجائے شاہ ویز نے پکڑا۔

"تم جاؤ۔۔"اس نے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی۔جب سے وہ آیا تھا۔ابھی پہلی مرتبہ اسے غور سے دیکھا تھا اور مسکرایا بھی۔اسے عجیب ضرور لگا مگر وہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔

وہ کچن میں مہر کے پاس ہی بیٹھ گئی جو زار و قطار رو رہی تھی۔اب دونوں کو انتظار اتھا تو صرف تابینہ کے آنے کا۔

شاہ ویز نے انہیں پانی کا گلاس پیش کیا۔جسے انہوں نے پکڑا اور بمشکل صرف ایک گھونٹ ہی حلق سے اتار پائی تھیں۔

"کیا بتا بتانی تھی تم نے؟ بولو؟"

"اماں بی۔۔۔آپ اگر تحمل سے میری بات سنیں تو۔۔۔"وہ ذرا ڈرتے ہوئے بولا تھا۔

"تحمل؟؟"وہ زخمی انداز سے مسکرائیں۔

"ابھی جو کچھ ہوا۔۔اسے تحمل سے سنا ہے تو کیا تمہاری بات تحمل سے نہیں سنوں گی؟ بولو؟ کیا بات ہے؟"انہوں نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا جو بے حد افسردہ تھا۔

وہ انکے سامنے والی کرسی پہ آموجود ہوا اور ان سے تفصیلاََ بات کرنے لگا۔جسے سن کر وہ چکر کھا کر رہ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مہر۔۔۔چپ کر جاؤ نا پلیز۔۔"دوسری طرف وہ اسے چپ کروانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

”مجھے دکھ اس بات کا نہیں کہ ابا نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا۔۔مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ کیا ہم بیٹیاں اتنی بے مول ہوتی ہیں کہ کوئی بھی انکے بارے میں کچھ بھی کہے گا اور وہ مان لیں گے؟ بناء تصدیق کے؟؟ کیوں جنت؟ آخر کیوں؟“ وہ پھر سے زار و قطار رو دی۔ جنت نے اسکی آنکھوں سے آنسو صاف کیے اور اسے اپنے گلے سے لگا یا۔

”شماز بھائی ابھی تک نہیں آئے؟ پوپھو کو لے کر؟“ آخر اسے روتے روتے یاد آیا۔

شماز کو وہاں سے گئے تقریباً آدھ گھنٹہ ہو گیا تھا، مگر نہ ہی وہ آیا اور نہ ہی تابینہ۔۔آخر اتنی دیر کیونکر ہو گئی؟ دونوں ہی پریشان تھیں۔ تبھی مہر کے کہنے پہ جنت نے اسے فون کیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ تو ہسپتال میں داخل ہیں۔

”میں وہاں پہنچا تو وہ زمین پہ بے ہوش پڑی تھیں۔ اسی وقت انہیں ہسپتال لے آیا۔“

”بھائی اطلاع تو کی ہوتی؟“ جنت کے چہرے پہ پریشانی صاف عیاں تھی جس نے مہر کو بھی پریشان کر دیا۔

”کیا ہوا؟“ اس نے فون رکھا تو مہر نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

”خالہ ہسپتال میں ہیں۔۔بتا رہے ہیں کہ انکی طبعیت زیادہ خراب تھی تو وہ انہیں فارم ہاؤس کے دروازے سے ہی ہسپتال لے گئے۔

دونوں نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا اور فوراََ سے باہر آکر سبھی گھر والوں کو اطلاع دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"بھائی آخر آپ میرے ساتھ چلتے کیوں نہیں؟؟ میں ہوں نا! سب سنبھال لوں گا۔۔"

سجیل انہیں منانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"تم بچے ہو ابھی۔۔ جانتے نہیں ہو ان لوگوں کو۔۔" وہ گہری سوچ میں محو تھے۔

"تو پھر کیسے ہو پائے گا سب؟؟" وہ الجھا۔

ابھی وہ ان سے بحث و تکرار میں مصروف ہی تھا کہ اسکے موبائل پہ بیپ ہوئی۔ میسج شماز کی طرف سے تھا۔

"راحت بھائی کو لے کر ابھی اور اسی وقت آئیں۔۔ اگر اب وہ نہ آئے تو شاید ساری عمر انہیں پچھتانا پڑے گا۔"

پیغام کے موصول ہوتے ہی وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔ شماز نے ایک عرصے بعد اسے میسج کیا تھا، اور میسج تھا بھی، تابینہ کے متعلق۔۔ پریشانی تو واجب تھی۔

"کس کا میسج ہے؟؟" راحت نے اسکے چہرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا، تبھی اس نے موبائل انکے سامنے پیش کر دیا۔

پیغام پڑھتے ہی وہ بے حد پریشانی کا شکار ہوئے۔"آخر وہاں ایسا کیا ہوا ہے؟" وہ خود سے گویا ہوئے۔

"کسی کو ہمارے جانے کا علم تو نہیں ہوا؟" ان کے سوال پہ سجیل بولا۔

"پتہ نہیں؟ کال کر رہا ہوں۔۔دونوں میں سے کوئی بھی فون نہیں اٹھا رہا۔۔"

آخر اس نے شماز کو کال ملائی۔

"سب ٹھیک تو ہے وہاں؟ شماز؟"

"ن۔نن۔نہیں۔۔کچھ بھی ٹھیک نہیں۔۔پوپھو ہسپتال میں ہیں۔۔" شماز کا سانس کافی پھولا ہوا تھا۔

"ہسپتال؟؟ کیا ہوا؟" سجیل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ہی ساتھ راحت بھی، وہ حیرت سے اسکا منہ دیکھنے لگا۔

سجیل کا فون بند ہوا تو راحت نے اس سے دریافت کیا۔

"کیا ہوا؟"

"آپو۔۔" وہ آگے کی کہانی بمشکل ہی اپنی زبان سے بیان کر پایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کچھ ہی دیر میں سب کے سب وہاں پہنچ چکے تھے۔شماز ایمر جنسی وارڈ کے باہر ڈاکٹر کا انتظار کر رہا تھا۔

"کیا ہوا؟؟؟"مہر نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔

"پتہ نہیں۔۔ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ان کے دماغ کو کسی بات سے شدید جھٹکا پہنچا ہے۔۔اور یہ انہیں ابھی سے نہیں۔۔بہت پہلے سے ہے۔۔اور ابھی انکی حالت کے متعلق کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔"

اس نے ایک نظر گھر کے سبھی افراد کو دیکھا،جو وہاں موجود تھے۔اور پھر مہر اور جنت کی طرف دیکھ کر دونوں کو اشارۃََ وہاں سے اپنے ساتھ آنے کو کہا۔ سبھی نے اس چیز کو محسوس کیا مگر اگنور کرنا ہی مناسب سمجھا۔

بھلے ہی ان کو تابینہ سے جتنے بھی مسائل تھے، مگر اسکی طبعیت کا سن کر سبھی وہاں آموجود ہوئے ماسوائے اماں بی کے۔۔جو گھر پہ شاہویز کے ساتھ تھیں۔

"تمہاری بات میں اگر صداقت نہ ہوئی تو؟"انہوں نے اس سے پوچھا۔

"تو آپ جو چاہے، سزا دے سکتی ہیں۔۔لیکن بھروسہ رکھیئے۔۔اس کی نوبت نہیں آئے گی۔۔"وہ پورے وثوق سے بولا۔

''ام م م۔۔'' وہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور پی ٹی سی ایل فون کے پاس رکھی فون ڈائریکٹری اٹھاتے ہوئے اس میں سے کچھ ڈھونڈنے لگیں۔وہ بھی حیران تھا کہ آخر وہ ڈھونڈ کیا رہی ہیں۔

کوئی پانچ دس منٹ بعد انہیں نمبر ملا۔

''اس نمبر پہ کال کرو۔۔اور بات کرواؤ میری۔۔''

''مگر یہ ہیں کون؟''اس نے تفشیشی انداز سے پوچھا جو انہیں اچھا نہ لگا۔

''تمہیں جتنا بولا ہے،اتنا کرو۔۔''

''جی۔۔''اس نے ان سے مزید بحث کی بجائے،ان کے کہے ہوئے نمبر پہ کال کی۔

دوسری طرف شماز ان دونوں کو ڈانٹ رہا تھا۔

''جانتی بھی ہو تم دونوں کی وجہ سے پوپھو کس حال میں جا پہنچی ہیں؟آخر تم لوگوں کو کس نے بتایا ان کے بارے میں؟؟اور کب سے یہ سلسلہ جاری ہے ان سے ملنے کا؟؟''اس نے ان دونوں کو آڑے ہاتھوں لیا۔

''بھائی۔۔وہ ٹھیک تو ہو جائیں گی؟؟''جنت نے گھبراتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

''مجھے میرے سوال کا جواب دو۔۔نہ کہ مجھ سے سوال کرو۔۔''وہ غصہ سے بولا۔

''شماز؟کیا ہو گیا ہے آپکو؟دونوں پہلے ہی گھبرائی ہوئی ہیں۔۔''علینہ فوراً سے آگے بڑھی۔

”اور جو ہم پریشان ہیں وہ؟ تم نہیں جانتی کہ ان دونوں نے رات کو کیا کیا؟“

علینہ نے ان دونوں کی طرف دیکھا تو دونوں اس سے نظریں چرانے لگیں۔علینہ سمجھ چکی تھی کہ دونوں پوپھو سے ملنے ہی گئی ہوں گی۔

”تو کیا ہو گیا؟؟ پوپھو سے ملنے میں مجھے نہیں لگتا کہ کوئی حرج۔۔؟؟“

”تو تم نے بتایا نہیں سب؟“ وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا تو وہ خاموش ہو کر رہ گئی۔

”مجھے یہ بتاؤ راحت انکل وہاں کیوں آئے تھے؟؟ بولو؟“ وہ ان دونوں سے بولے تو علینہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

”کیا؟ راحت انکل؟؟ “

”ہاں۔۔اور اب کوئی جھوٹ نہ بولنا۔۔کیونکہ سب جان چکا ہوں میں۔۔“ اس سے پہلے دونوں کوئی بہانہ گڑھتیں اس نے دونوں کو وارن کیا۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور گہری سوچ میں پڑ گئیں۔

ابھی ان سب میں بحث چل ہی رہی تھی کہ انہیں ایمرجنسی روم کے باہر کچھ آوازیں سنائی دیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا کرنے آئے ہو تم یہاں؟ تمہاری وجہ سے ہماری بہن کا یہ حال ہے۔۔میں پوچھتا ہوں آخر کس نے بلایا تمہیں یہاں؟"نعیم صاحب اسکے گریبان کو پکڑے بولے، سہیل نے چاہا کہ وہ انہیں روکے مگر راحت نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے قریب آنے سے روکا۔

شماز فوراً سے آگے بڑھا۔

"چچا جان۔۔ چھوڑیں پلیز۔۔کیا کر رہے ہیں آپ؟؟"اس نے انکے ہاتھوں سے اسکا گریبان چھڑوایا۔

"میں نے بلایا ہے انہیں یہاں۔۔پوپھو کی حالت کے ذمہ دار آپ ہیں۔۔یہ نہیں۔۔ "

نعیم نے خونخوار نظروں سے دونوں کو دیکھا۔اسی اثناء میں ایمرجنسی روم سے ڈاکٹر صاحب باہر آئے۔

"کیسی ہیں وہ؟"جنت نے آگے بڑھتے ہی پوچھا۔

"یہ اماں بی کون ہیں؟ محترمہ بار بار ایک ہی بات دہرا رہی ہیں۔۔"اماں بی راحت اور میں بے قصور ہیں۔۔"یہ راحت کون ہے؟ "

"جی۔۔"راحت صاحب فوراً سے آگے بڑھے۔ سبھی گھر والوں نے اسکی طرف غصہ سے دیکھا۔

"آپ مل لیجئے ان سے۔۔ ان کی حالت کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔ سیریس کنڈیشن ہے ان کی۔۔ اور ہو سکے تو یہ۔۔ اماں بی۔۔ ان کو بھی بلا لیجیئے۔۔" ڈاکٹر کے چہرے پہ کافی حد تک مایوسی تھی۔

راحت نے سجیل کو دیکھا۔ سجیل نے نظروں ہی نظروں میں انہیں پر امیدی کا احساس دلایا اور انکے پاس جانے کا اشارۃً کہا۔ اس نے ادھر اُدھر نگاہ دہرائی تو جنت اور مہر دونوں روتی ہوئی دکھائی دیں۔ اس نے چاہا کہ وہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بناء ان کے پاس جائے مگر اردگرد اسکے گھر والوں کا لحاظ رکھتے ہوئے چپ چاپ سائیڈ پہ ہی کھڑا رہا۔

دوسری طرف اماں بی کو فون کیا جا چکا تھا۔ اب وہ آتیں یا نہیں، اس کے متعلق کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ سب کا خیال تھا کہ وہ نہیں آئیں گی مگر ایسا نہ ہوا۔ کوئی آدھ گھنٹے بعد وہ وہاں شاہ ویز کے ہمراہ آ پہنچیں۔ سب ہی انکی آمد پہ حیران تھے۔

"کہاں ہے وہ؟؟" انکی ضبط کا عالم تھا کہ وہ خود کو سنبھالتے ہوئے لاٹھی کی مدد سے ایمرجنسی روم کی جانب بڑھیں۔ اماں بی کو دیکھتے ہی سبھی کی جان میں جان آئی۔

سب نے شاہ ویز کی طرف دیکھا جو انکے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ ندیم صاحب نے اس سے پوچھنا چاہا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ جسے اس نے ایک جملے میں جواب دے کر انہیں پر سکون کرنا ہی مناسب سمجھا۔

"اپنے حصے کی سزا کاٹ چکی ہیں پوپھو۔۔ سمجھ لیجیئے انکی سزا ختم ہوئی۔۔"

اسکی بات سن کر مہر اور جنت کی روتی آنکھوں میں خوشی کی لہر دوڑی۔شاہ ویز نے چند لمحے کے لیئے جنت کو دیکھا جس کے چہرے پہ مسکراہٹ کھل اٹھی تھی۔

"تمہاری سزا سمجھو شروع ہوئی۔۔" وہ اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالتے ہوئے مسکرایا جس نے مسکراتے ہوئے سجیل کو دیکھا۔۔ جیسے کہہ رہی ہو۔۔"محبت کی پہلے کامیابی مبارک۔"

سجیل کا دھیان شاہ ویز پہ پڑا تو وہ خوش ہوا۔

"یہ تو وہی ہے۔۔" وہ خود سے بولا۔

شاہ ویز نے اسے کن اکھیوں سے دیکھا۔اس سے پہلے سجیل اس سے ملتا مہر بولی۔

"تھینک یو شاہ ویز۔۔ تم نے انہیں منا لیا۔۔بہت بہت شکریہ تمہارا۔۔" مہر اسکے قریب آکر بولی تو نعیم صاحب نے معنی خیز نظروں سے دونوں کو گھورا۔

"چچا جان کی طرف سے سوری۔۔اس کے لیئے۔۔۔"اس نے اپنے رخسار کو ہاتھ لگا کر اسے ہنسانے کی کوشش کی، جسکی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے۔

"سوری۔۔کہ میں نے اس سب میں تمہارا ذکر۔۔"

"آں۔۔ہاں۔۔اِٹس۔۔او۔۔کے۔۔" وہ ہنسا۔جنت کو اسکا یہ انداز عجیب لگا۔

دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہنس ہنس کے باتیں کرتا دیکھ کر ندیم ماموں گہرے انداز سے مسکرا دیے۔ انہوں نے نعیم کی جانب دیکھا۔ دونوں بھائیوں نے بناء ایک دوسرے سے بات کیے ان دونوں کے بارے میں ایک الگ ہی رائے قائم کرلی۔

وہ اندر داخل ہوئی ہی تھیں کہ تابینہ کو بیڈ پہ نیم بے ہوشی کی حالت میں اور راحت کو اسکے پاس بیٹھے گڑگڑاتے ہوئے پایا۔

"آپ جائیں یہاں سے۔۔۔ آخر آپ یہاں آئے ہی کیوں ہیں؟؟ مجھے سکون سے مر جانے دیں۔۔ اللہ کا واسطہ ہے آپ کو۔۔" وہ انتہائی تکلیف اور اذیت میں تھی۔

تبھی راحت کو اپنے پیچھے ایک سایہ محسوس ہوا۔ وہ فوراً اٹھا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو گھبرا گیا۔ اسکی نظریں تو کیا اسکے قدم بھی انہیں دیکھ کر ساکت ہو گئی تھیں۔ وہ یہاں آسکتی ہیں، اس نے یہ سوچا نہیں تھا۔

انہوں نے ایک نظر اسے دیکھا۔ مضبوط دکھائی دینے والی "بیگم" ٹوٹ چکی ہیں۔ اسکی حالت دیکھتے ہوئے ان کے ذہن میں "چچا الاؤ دین" کے کہے الفاظ گھومنے لگے۔

"بی بی۔۔ آپ نے مجھ سے کچھ بھی پوچھے بناء مجھے ملازمت سے فارغ کر دیا۔۔ گھوڑا پہاڑی سے نیچے دریا میں جا گرا تھا۔۔۔ بیٹی کی حالت اس رات بہت خراب تھی۔ میں ان کے پاس ہی تھا۔۔۔ ہڑتال کی وجہ سے رستے سارے بند تھے اور ہسپتال بھی۔۔ تو انہیں وہاں رکنا پڑا۔

پوری رات راحت بابا انکا خیال رکھتے رہے۔۔۔وہاں موجود سب لوگوں کی نظروں کو میں پڑھ چکا تھا۔۔ جانتا تھا کہ یہ لوگ آپ تک کوئی اور کہانی بیان کر دیں گے۔۔ میں نے بہت بار آپ سے ملنا چاہا۔۔ لیکن مجھے چوکیدار نے سب بتا دیا۔۔اور یہ بھی کہا کہ اگر میں آپ کے سامنے گیا تو شاید آپ مجھے مار نہ دیں۔۔اس نے مجھے بتایا کہ آپ مجھے ان دونوں کے جرم میں شریک سمجھتی ہیں۔۔ جبکہ۔۔۔ یہ جرم تھا ہی نہیں۔۔۔یہ تو صرف احساس تھا۔۔ جو راحت بابا کے دل میں ان کے لیئے تھا۔"

چچا کی فون پہ کہی گئی ایک ایک بات ان کے ذہن میں گھوم رہی تھی۔انکی خشک آنکھیں نم ہوئیں اور زار و قطار بہنے لگیں۔

"دس سال۔۔۔دس سال۔۔ایک ناکردہ جرم کی سزا میں تم نے گزارے اور اف تک نہ کہا۔۔" وہ سسکتے لبوں سے بولیں تو راحت نے یکدم اپنی نظریں انکے چہرے کی طرف گھمائیں۔اور دلبرداشتہ ہوتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

"تمہیں ٹھیک ہونا ہوگا۔۔ میری بچی۔۔۔" انکی آواز اسکے کان میں پڑی ہی تھی کہ اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولیں۔

"بہت دیر لگا دی اماں بی۔۔بہت دیر۔۔۔" وہ بمشکل ہی بول پائی تھی۔

"دیر تو واقعی ہوگئی ہے۔۔" وہ آہ بھر کر بولیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن۔۔ تمہاری ماں ہے ناں۔۔ تمہاری زندگی کے دس سال تو میں واپس نہیں دے سکتی مگر۔۔"اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتیں وہ بولی۔

"کچھ مت کہیں۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔ آپ آ گئیں۔۔ یہی کافی ہے۔۔" وہ نیم لہجے میں بولی۔

دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

کافی دیر تک وہ اسکے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیے بیٹھی رہیں۔

راحت ایمرجنسی سے باہر آیا تو سبھی اسکی جانب بڑھے مگر وہ سبھی کے درمیان سے تیزی سے گزر گیا۔ سجیل اسکے پیچھے پیچھے گیا۔

سبھی ایمرجنسی کی طرف بھاگے۔۔ یہ دیکھنے کہ تابینہ ٹھیک تو ہے۔ جس انداز سے راحت ان کے پاس سے گزرا تھا، ان سب کی حیرانگی قابلِ دید تھی۔

باہر موجود ہر انسان اندر کا منظر دیکھ کر رو رہا تھا۔

"یہ سب ہماری وجہ سے ہی ہو رہا ہے۔۔ کاش خالہ کو راحت بھائی سے ملوایا نہ ہوتا۔۔" جنت لب بھینچتے ہوئے مہر سے بولی۔

"اشش۔۔" شماز فوراً سے ان دونوں کے قریب آیا۔

''خبر درار۔۔ بھول کے اب ذکر بھی کیا۔۔ کوئی نہیں جانتا اس سب کے بارے میں۔۔ بڑی مشکل سے سب ٹھیک ہوا ہے۔۔اب تم لوگ پلیز۔۔۔۔'' وہ دونوں کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا تو شاہ ویز نے آنکھیں گول کرتے ہوئے تینوں کو گہری نظر سے دیکھا۔

''دعا کرو کہ وہ ٹھیک ہو جائیں۔۔'' اسکی بات سن کر دونوں خاموش ہو کر رہ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''مہر۔۔ مہر۔۔ کہاں ہو؟؟'' وہ اسے تقریباً پورے گھر میں ڈھونڈ چکی تھی مگر اسکا کہیں نام ع نشاں نہیں تھا۔

''کیا بات ہے؟؟ کیا ہو گیا ہے؟؟'' زیبا فوراً سے کچن سے باہر نکلی۔

''کچھ نہیں ممانی۔۔وہ۔۔ مہر کہیں نظر نہیں آ رہی۔۔'' وہ ذرا رک رک کر بولی۔

''ہاں۔۔ تمہاری پوپھو کے پاس ہے۔۔'' وہ نارمل انداز سے بولیں۔

''پوپھو کے پاس؟؟'' وہ ذرا زور دے کر بولی۔

''ہاں صبح ہی ہسپتال سے ڈسچارج ہوئی ہے۔۔ تم سو رہی تھیں تب۔۔اماں بی کے روم میں ہیں۔۔ جاؤ جا کر مل آؤ۔۔ بلکہ رکو۔۔ یہ یخنی لیتی جاؤ۔۔'' وہ بھی انکے ساتھ، انکے پیچھے پیچھے کچن میں ہو لی۔ وہ انکی بات پہ ابھی تک حیران تھی۔

"اماں بی نے مجھے بلوایا ہے۔۔" سجیل سے ابھی ابھی وہ فون پہ بات کر کے ہی آ رہی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟؟ ساری کایا ہی پلٹی ہوئی ہے یہاں تو۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا مجھے تو۔۔" وہ خود سے بولی۔

"یہ لو۔۔" زیبا نے کوئی دو تین مرتبہ اس سے کہا لیکن اسکی نظریں سامنے دیوار پہ جمی تھیں، اور ذہن کسی اور ہی سوچ میں گم تھا۔

"جنت۔۔۔ بیٹی؟؟ کیا ہوا؟؟ تم ٹھیک تو ہو؟؟" اس نے ذرا او نچی آواز میں کہا تو اس نے ذہن کو جھٹکا دے کر اپنے آپ کو سوچوں سے آزاد کیا۔

"جی ممانی۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ لائیے۔۔" اس نے یخنی پکڑی اور کچن سے باہر آئی۔

باہر آتے ہی اسکا پہلا دھیان شاہ ویز پہ پڑا، جو خوبصورت انداز سے مسکرا رہا تھا۔ وہ چند لمحے کے لیئے رکی مگر پھر فوراً سے آگے بڑھی۔

"رکو۔۔ کزن۔۔ ایک لاپرواہ سا شخص۔۔ تمہارے انتظار میں کب سے کھڑا ہے یہاں۔۔" اسکی بات سن کر وہ رکی اور پلٹ کر اسے دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟؟" اس سے پہلے وہ کچھ بولتی، وہ خود ہی بولا۔

"تھوڑی ہی دیر میں سجیل آنے والا ہے۔۔" اسکا نام سنتے ہی یخنی کا پیالہ اسکے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچا، جسے اس نے فوراً سے پکڑا۔

"کیا ہوا؟ تم تو ایسے پریشان ہو رہی ہو جیسے میں نے کسی عجیب و غریب چیز کا نام لے لیا ہو؟ خیر۔۔دو منٹ۔۔"اس نے پیالے کی طرف اشارہ کیا، جو ٹھنڈا ہو رہا تھا اور وہاں سے فوراً اماں بی کے روم میں یخنی پکڑاتے ہی باہر آ گیا۔

وہ وہیں کھڑی بدستور حالت میں اسکا انتظار کر رہی تھی۔

"آخر تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ صاف صاف کہو نا۔۔"وہ سامنے آیا تو وہ بلاتاخیر بولی تو وہ ہنس دیا۔

"کیسے جانتے ہو تم اسے؟؟"

"کسے؟؟"اس نے انجان بننے کی کوشش کی تو وہ زچ ہو کر بولی۔

"شاہ ویز۔۔تم اچھے سے جانتے ہو کہ میں کس کی بات کر رہی ہوں۔۔"

"امممم۔۔"وہ اسکی حالات کے پیشِ نظر مسکرایا اور کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"بہت محبت کرتی ہو اس سے؟؟"

اسکے یہ الفاظ اس پہ بجلی طرح برسے تھے۔وہ ششدر ہو کر رہ گئی۔

"ریلیکس۔۔۔ریلیکس کزن۔۔"وہ زخمی انداز میں مسکرایا۔

"مجھے تو لگا تھا تمہارے اس پتھر دل پہ شاید ہی کبھی محبت کی بوند ٹپکے۔۔لیکن بہت خوشی ہوئی یہ جان کر کہ۔۔۔"اس نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو رگڑ کر صاف کیا اور مسکرا دیا۔

اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے باہر لاؤنج میں لے گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیسے جانتے ہو تم یہ سب ؟اور تم نے کسی کو بتایا تو۔۔۔"وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔

"بے فکر رہو۔۔کوئی نہیں جانتا۔۔لیکن میں کیسے جانتا ہوں شاید یہ تم اچھے سے جانتی ہو گی۔۔"

"میں جانتی ہوں؟بنو مت۔۔صاف صاف بات کہو۔۔ "

وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

"اسکے نمبر پہ تمہاری کال دیکھ کر لگا، جیسے تم نے مجھے کال کی ہو۔۔"اسکی اسی بات پہ اسے ساری کہانی سمجھ آچکی تھی۔اسے سب سمجھ آنے لگا تھا کہ سجیل کا گم ہوا موبائل فون۔۔آخر کس کے پاس تھا اور جب اس نے بات کی تو کیوں دوسری طرف سے کوئی بولا نہیں۔

"خیر۔۔جنت۔۔

"ایک گڈ نیوز ہے۔۔پوپھو کی شادی کی شادی ہو رہی ہے۔۔"وہ اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"راحت انکل سے۔۔۔"وہ اسکے چہرے پہ موجود سوال کو سمجھتے ہوئے خود ہی بولا اور وہاں سے جانے لگا۔

"رکو۔۔"اسکے پکارنے پہ وہ پلٹا۔

"تم نے اماں بی کو راضی کیا انکے لیئے؟؟" وہ خود سے اخذ کرتے ہوئے استفہامیہ انداز میں بولی تو اس نے محبت سے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی، مسکرایا اور وہاں سے چل دیا۔

اسکی خاموشی اور مسکراہٹ سے وہ یہ سب تو سمجھ گئی تھی کہ اسی نے ہی اماں بی کو راضی کیا ہے۔۔ لیکن یہ بات ضرور اسے مضطرب کیے ہوئے تھی کہ آخر اماں بی نے اس کی بات کیسے مان لی؟

مہر نے اسے گم صم دیکھا تو لاؤنج سے ہوتے ہوئے باہر لان میں آئی۔

" اوئے۔۔ ہیلو؟؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟ ناشتہ کر لیا؟؟ "

"ناشتہ لگے گا تو سب کے ساتھ مل کر میں بھی کر لوں گی ناشتہ۔۔" وہ سادہ انداز میں بولی۔

"ناشتہ تو کر لیا ہے سب نے۔۔ تمہیں جگاتی رہی مگر تم کافی سکون سے سو رہی تھی۔۔ تو۔۔"

"تو کیا مطلب؟ میں سمجھی نہیں۔۔" وہ الجھی۔

"میرے بناء ہی؟ اماں بی نے کچھ کہا نہیں؟؟؟ کہ مجھے بلا لاؤ تم یا کچھ اور پوچھا ہو؟؟ "

"ارے۔۔ کیا ہو گیا ہے جنت؟؟ جانتی ہو پھوپھو جب سے آئی ہیں۔۔ ایک منٹ کا ہوش نہیں ہے کسی کو۔۔ اب ضروری بھی نہیں کہ ناشتہ تمہارے بناء کیا ہی نہ جائے۔۔" وہ مذاحیہ انداز میں بولی۔

”مہر۔۔کچھ تو ہے۔۔ورنہ یہ تو تم بھی اچھے سے جانتی ہو کہ اماں بی۔۔۔“اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتی، مہر چڑ کر بولی۔

”اف۔۔ہو۔۔کیا ہو گیا ہے؟؟سب ٹھیک ہے۔۔ “

جنت نے اسے گہری نظر سے دیکھا، جیسے کچھ ٹٹولنا چاہتی ہو۔

”بلایا ہے اسے اماں بی نے آج دن میں۔۔“اس نے دیر کیے بناء ہی اسے بتایا۔

”تو؟؟اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟“مہر اسکی کیفیت کو دیکھتے ہوئے تقریباََ پاگل ہونے کے قریب تھی۔

”دیکھو جنت۔۔طوفان گزر چکا ہے۔۔اور اب بس۔۔سکون ہی سکون ہو گا۔۔وہ آج اس سے پوپھو اور راحت بھائی کے رشتے کی بات کرنے والی ہیں۔۔“

اس نے بڑے سکون سے اسے سمجھایا مگر وہ کسی اور ہی سوچ میں محو تھی۔

”مہر۔۔مجھے نجانے کیوں بے چینی سی محسوس ہو رہی ہے۔۔ایسے لگ رہا ہے جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے۔۔ “

”اف ف ف۔۔ایک تو تمہارے اندیشوں سے میں بہت تنگ ہوں۔۔۔شادی کی بات کے لیئے اب وہ راحت بھائی کو بلانے سے رہیں۔۔“

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

”مہر۔۔پوری بات تو سنو یار۔۔۔اماں بی پچھلے دس سالوں سے مانی نہیں۔۔اور اب اتنی جلدی کیسے مان گئیں؟اور وہ بھی اب؟جب کہ خالہ ابھی پوری طرح سے صحت یاب بھی ہوئی نہیں؟“

”جنت۔۔میری جان۔۔پوپھو کی حالت تو تمہارے سامنے ہے۔۔انکا علاج صرف اور صرف راحت بھائی ہیں۔۔ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ انکے دماغ کی رگیں بہت متاثر ہو رہی ہیں۔۔یہ تو شکر ہے۔۔اللہ کا کہ اماں بی مان گئیں۔۔شاہ ویز نے ہی انہیں منایا ہے۔۔راحت بھائی کے لیئے۔۔“

”ام م م۔۔م م۔۔بتایا اس نے۔۔اور یہ بھی کہ وہ میرے اور سجیل کے بارے میں جانتا ہے۔۔“

”کیا؟؟“اس کی اس بات سے تو اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”نہیں۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے؟تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔“

”نہیں۔۔مہر۔۔یہ غلط فہمی نہیں ہے۔۔اس نے کہا کہ۔۔۔“اس سے پہلے وہ اسے پوری بات بتاتی مہر سر پکڑتے ہوئے بولی۔

"اسکی کسی بھی بکواس پہ کان دھرنے کی ضرورت نہیں۔۔ خود سے ہی اندازے لگانا تو اسکا معمول ہے۔۔ اس وقت ہمارا پورا فوکس۔۔ صرف اور صرف پوپھو کی شادی پہ ہونا چاہیئے۔۔ سمجھی۔۔"

اسکی بات سن کر وہ وہیں چپ کر کے رہ گئی۔ مگر اسکی کہی گئی اگلی بات پہ اس نے اثبات میں سر ہلانے پہ ہی اکتفا کیا۔

"ایک عرصے سے میں اسی کوشش میں لگی تھی۔۔ اور اب اگر ہم نے شاہ ویز کی کسی بات پہ کان دھرے تو ہم اپنے مقصد سے پیچھے ہٹ سکتی ہیں۔۔ سمجھ رہی ہو نا؟؟"

"ہاں۔۔" اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور کچھ سوچنے میں مصروف ہو گئی۔

وہ بالکنی میں کھڑے ان دونوں کو دیکھ کر اندر ہی اندر مسکرا رہا تھا۔

"سب کچھ پلاننگ کے مطابق ہی ہو رہا ہے۔۔ اب۔۔ اس کو پٹانا باقی ہے اور بس۔۔ پھر سجیل کو۔۔" اسکے ذہن میں ایک الگ ہی منصوبہ جنم لے رہا تھا، جس سے سبھی ناواقف تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پچھلے آدھ گھنٹے سے اماں بی اسکے ساتھ ڈرائنگ روم میں بات کرنے میں محو تھیں۔ باہر موجود ہر ایک کی بے چینی میں اضافہ ہو رہا تھا کہ آخر گفتگو اتنی طویل کیوں ہو گئی ہے۔۔ و گرنہ وہ تو مختصر بات کرنے کی قائل ہیں۔

"تم سوچ سمجھ کر آج ہی اپنا فیصلہ بتا کر جاؤ۔۔ تمہیں۔۔ بھائی کی خوشی زیادہ عزیز ہے یا اپنی؟؟؟"

وہ نظریں جھکائے ادب سے انکے سامنے بیٹھا تھا۔ مگر انکے اس جذباتی سوال پہ اس نے یکدم نگاہیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"گستاخی معاف۔۔ لیکن میں سمجھا نہیں۔۔"

"تمہیں اور اسے کیا لگتا ہے کہ ہمارے پیٹھ پیچھے تم لوگ کچھ بھی کرو گے اور ہمیں کانوں کان خبر نہیں ہو گی؟؟" وہ ذرا تحمل سے بولی تھیں مگر انکے لہجے میں کافی حد تک سختی تھی۔

ان کے منہ سے نکلنے والے ان لفظوں نے تو جیسے اسکے دل کی دھڑکن تقریباً بند ہی کر دی تھی۔

"سب جانتی ہوں میں۔۔ ہم شادی کی تیاریاں کر رہے ہیں اسکی۔۔ لیکن اس سب میں۔۔ تم۔۔۔ بے باکی دیکھ چکی ہوں میں اسکی۔۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولیں۔

”عزیز ہے وہ مجھے۔۔اور میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے سامنے مہر کی طرح بغاوت پہ اتر آئے۔۔

ویسے بھی میں۔۔ ”بیگم“ زبان کی پکی ہوں۔۔ جہاں اسکا رشتہ طے کیا ہے ان لوگوں کو زبان دے چکی ہوں۔۔۔اسکے منگیتر کے بیرونِ ملک سے آتے ہی اسکا نکاح کر دینا ہے۔ “
ان کی باتیں سن کر اسکا سانس حلق میں اٹک کر رہ گیا تھا، مگر پھر تھوڑی سی ہمت کرتے ہوئے بولا۔
”میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میری وجہ سے اسے کبھی کوئی۔۔“اسکی بات ادھوری ہی رہ گئی کیونکہ وہ اپنی جگہ سے فوراََ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔
”خیر۔۔تم سوچ سمجھ کر فیصلہ لے سکتے ہو۔۔ کل تک کا ہم تمہیں وقت دیتے ہیں۔۔۔ کل اگر تم شگن کی مٹھائی لے آؤ۔۔ تو ہم سمجھ لیں گے کہ تم نے ہماری نواسی کو اپنی محبت سے دستبردار کر دیا ہے۔۔اور ہم تمہیں راحت کے لیئے تابینہ کا رشتہ دے دیں گے۔۔ تمہیں اپنے بھائی کی قسم اگر تم نے اپنی بات سے مکرنے کی کی تو؟ امید ہے ہم دونوں میں ہونے والی گفتگو اس کمرے سے باہر نہیں جائے گی۔۔“انہوں نے دوٹوک بات پورے وثوق سے کی اور بڑے سکون سے وہاں سے باہر آ گئیں۔

Clubb of Quality Content

اماں بی تو باہر آچکی تھیں۔۔ لیکن وہ وہیں بیٹھا کافی دیر تک سوچتا رہا کہ کیا کرے؟ سب گھر والوں نے ان سے پوچھنا چاہا مگر انکے چہرے پہ اطمینان کو دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ شاہ ویز ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ ساتھ ہی ساتھ باورچی، جس کے ہاتھ میں چائے کی ٹرے اور اس میں کچھ لوازمات موجود تھے۔

"رکھ دو۔۔ اور جاؤ یہاں سے۔۔" اس نے باورچی سے کہا اور اسکے قریب آ بیٹھا۔

"چائے لیجیئے جناب۔۔ ان شاءاللہ بہت جلد میں بھی آپکو اپنے گھر کا کھانا کھلاؤں گا۔۔ میرا مطلب ہے پوپھو کی شادی کا کھانا۔۔" وہ کھلکھلایا۔

لیکن اسکی طرف سے پھیکی سی مسکراہٹ پیش کی گئی تھی۔

"کیا ہوا آپکو؟؟ پریشان کیوں ہیں؟؟" اس نے اسکا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"شاہ ویز صاحب۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہ شادی ہو پائے گی۔۔" وہ قدرے مایوسی سے بولا۔

"کیوں؟؟ ایسا کیا ہوا؟ دیکھیں سجیل صاحب۔۔ اماں بی نے جو بھی کہا ہے، وہ مان لیجیئے۔۔ کچھ مشکل تو انہوں نے کہا نہیں ہو گا۔۔ اور ویسے بھی۔۔ پوپھو کی حالت تو آپکے سامنے ہے۔۔ انہیں راحت انکل کی۔۔۔۔۔" وہ تفصیلاً بولا۔

"لیکن میں سودا کیسے کر سکتا ہوں؟" وہ رونے والے انداز سے بولا۔

"کیسا سودا؟؟ میں سمجھا نہیں؟؟"

"ایک محبت کے بدلے دوسری محبت کا سودا؟ کیا بھیک ہے یہ محبت۔۔" وہ خود کو بمشکل ہی ضبط کر پایا تھا۔

"میں سمجھا نہیں؟؟" اسکے اندر ایک سکون کی لہر دوڑی مگر پھر انجان بنتے ہوئے بولا۔

"تو آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا کہا؟؟" وہ استفہامیہ انداز میں بولا۔

"نہیں۔۔ لیکن آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔۔ ہو سکتا ہے میں آپکی کچھ ہیلپ کر سکوں۔۔" اس نے ہمدردانہ انداز میں کہا۔

"سوری شاہ ویز صاحب۔۔ مجھے لگتا ہے۔۔ مجھے اب یہاں سے جانا چاہیئے۔۔ تابینہ آپو سے کہہ دینا کہ جیسے زندگی گزار رہی ہیں۔۔ ویسی ہی گزار دیں۔۔ انہیں تو عادت ہو گئی ہے۔۔ لیکن وہ شاید میرے بناء مر جائے۔۔ میں اسکا بھروسہ توڑ نہیں سکتا۔۔" وہ بے انتہاء دکھ سے بولا اور وہاں سے آناََ فاناََ غائب ہو گیا۔

اسکے جانے کے بعد وہ اسکے کہے گئے لفظوں کو سوچتا رہا مگر پھر شاطرانہ انداز میں خود سے بولا۔

"بھروسہ تو ٹوٹے گا۔۔ ضرور ٹوٹے گا۔۔ بھروسہ ہوتا ہی ٹوٹنے کے لیئے ہے۔۔ یہ محبت۔۔ بھیک میں دینی ہی پڑتی ہے۔۔ اور تمہیں بھی دینی پڑے گی۔۔"

دوسری طرف وہ لان سے ہوتا ہوا گیراج تک آیا جہاں اس نے گاڑی پارک کی تھی۔ جنت نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ عجلت میں اسے دیکھ ہی نہ سکا اور وہاں سے گاڑی لے کر نکل گیا۔

''آخر ایسا کیا ہوا؟ جو یہ اتنا غصہ میں ہے۔۔''اس نے اسکا نمبر ڈائل کیا۔ کئی مرتبہ بیل ہوئی لیکن اسکی طرف سے فون ریسیو نہ کیا گیا۔

''کم۔۔آن۔۔ سجیل۔۔ پک اَپ دا فون۔۔''وہ خود کے ساتھ الجھ رہی تھی۔

آخر پندرھویں کال پہ فون ریسیو کیا گیا۔

''کیا ہوا آپکو؟؟ مجھ سے ملے بنا ہی چلے آئے؟ کیوں؟؟ ''

اس کے اس احمقانہ سوال پہ وہ سر پیٹ کر رہ گیا۔

''تمہارے گھر میں منکر نکیر کا پہرہ ہوتا ہے۔۔اب اس میں تم سے ملنے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے؟''

''کچھ ہوا ہے کیا؟؟ اتنا موڈ کیوں آف ہے؟ اماں بی نے کیا کہا؟؟''آخر اسکی طرف سے اہم سوال کیا گیا۔

''جنت۔۔پلیز۔۔بعد میں بات کریں؟''وہ التجائیہ انداز میں بولا۔

''ابھی کیوں نہیں؟؟''اس نے تکرار کی۔

"کچھ کام ہے۔۔"اس نے بہانہ گڑھا۔

"ام م۔۔ کل آرہے ہیں نا؟ شگن کی مٹھائی لے کر؟؟ مجھ سے ملے بناء نہیں جایئے گا۔۔"وہ بچوں کی طرح معصومانہ انداز میں بولی تو وہ زخمی انداز میں مسکرادیا۔

"یہ کس نے کہا؟؟"

"اماں بی نے۔۔ کہہ رہی تھیں بات ہوگئی ہے آپ سے۔۔"وہ خوشی سے پھولے نہیں سمارہی تھی۔

"ام م۔۔اپنا خیال رکھنا۔۔ شام میں کال کروں گا۔۔"اس نے فون رکھنا ہی زیادہ مناسب سمجھا۔

"سمجھا تھا یہ عورت اب سیدھی راہ پہ آجائے گی۔۔ لیکن نہیں۔۔ایک بیٹی کو تو بسانے چلی ہیں۔۔ لیکن دوسری بیٹی کی بیٹی کو تباہ کرنے۔۔ کم از کم۔۔اپنی عمر کا ہی لحاظ رکھ لیا ہوتا۔۔" بیگم۔۔"وہ زہر آلود لہجے میں خود سے بولا۔

"کس سے باتیں کر رہے ہو؟؟"راحت کچن میں آکر بولا، جہاں وہ سبزی کاٹتے ہوئے خود کے ساتھ الجھ رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اپنا سارا غصہ سبزی پہ اتار رہا تھا۔

اسکی طرف سے جواب نہ پاکر راحت نے اسے قدرے غور سے دیکھا۔

''کیا کر رہے ہو تم ؟؟ گاجر دھوئے بناء کون کاٹتا ہے ؟؟'' وہ زور دے کر بولے تو وہ رکا اور انکی طرف دیکھ کر بولا۔

''یہ لیجیئے آپ ہی کاٹیئے۔۔''اس نے اتنا کہا اور وہاں سے یہ جا وہ جا۔ جبکہ وہ اسے پیچھے سے پکارتے ہی رہے۔

اس سے پہلے وہ اس سے کچھ پوچھ پاتے، اس نے انہیں کچھ پوچھنے کا موقع ہی نہ دیا۔

انہوں نے سبزی ایک سائیڈ پہ کی اور اپنا فون جیب سے نکالا۔

''اسے کیا ہوا؟ وہاں ایسا کیا ہوا جو۔۔'' وہ اندر ہی اندر پریشان تھے، تبھی انہوں نے شماز کو کال لگائی۔

''کیسے ہو تم ؟؟ وہاں سب ٹھیک تو ہے۔۔''

''یہاں تو سب ٹھیک ہے۔۔ لیکن آپکو کیا ہوا ؟؟ لگتا ہے سجیل نے خوشی کی خبر نہیں سنائی۔۔ یا خوشی کی خبر سن کر آپ ہڑبڑا سے گئے ہیں۔۔''اس نے انہیں خوب تنگ کیا۔

''خوشی کی خبر ؟؟'' وہ تھوڑا کنفیوز ہوئے۔

''مبارک ہو۔۔ اماں بی مان گئی ہیں۔۔ سجیل سے ساری باتیں طے کر لی ہیں انہوں نے۔۔ کل شگن کی مٹھائی بھیج دیجیئے گا۔۔''

اسکی طرف سے سنائی جانے والی خبر واقعی اسکے لیئے خوش کن ثابت ہوئی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کیسے ری ایکٹ کرے۔ آنسو اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ بہنے لگے تھے۔۔

مگر پھر وضو کرنے کے لیئے واش بیسن تک آئے۔ شیشے میں نظر آتے اپنے کھِلتے چہرے کو دیکھ کر وہ خود پہ رشک کرنے لگے۔۔

"میرے مالک۔۔ شکریہ "تیرے کن کا۔۔" وہ دل ہی دل میں بولے۔

وضو کے بعد انکے منہ سے اظہارِ تشکر کا یہ جملہ جوں ہی اسکے کان میں پڑا تو وہ ساکت ہو کر رہ گیا۔

وہ تو شکرانے کے نوافل ادا کرنے چلے گئے لیکن اسکی تو زندگی جیسے قضا ہونے جا رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔ یہ غلط ہے سب۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔" وہ اپنی جگہ سے تیزی سے ہلا اور اپنے کمرے میں آ کر بیڈ پہ ڈھیر ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہو رہا ہے؟؟" وہ کچن میں عشاء کے بعد، کل آنے والے مہمانوں کے لیئے رَس ملائی تیار کر رہی تھی کہ وہ اسکے پاس آ دھمکا۔

"تم اس وقت ؟؟ یہاں ؟ سوئے نہیں ابھی تک ؟"اس نے حیرت سے دریافت کیا۔اور ساتھ ساتھ رَس ملائی کے لیئے آٹا گوندھنے لگی۔

"نہیں۔۔ نیند نہیں آرہی یار۔۔آؤ باتیں کریں۔۔ "

اس نے اسکی بے تکلفی پہ اسے گھور کر دیکھا۔

"تم ٹھیک تو ہو؟آج کچھ ایکسٹرا ہی خوش لگ رہے ہو؟"اب کے وہ رس ملائی کے چھوٹے چھوٹے پیڑے بنا رہی تھی۔

"ہاں۔۔ کرائم پارٹنر نظر نہیں آرہی تمہاری؟"اس کے سوال سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کس کا پوچھ رہا ہے۔

"اسکے منگیتر کی کال آئی ہے۔۔اسی سے باتیں کر رہی ہے۔۔"اس نے اسکے منہ کی طرف دیکھ کر اسے چڑاتے ہوئے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے اپنا غصہ پی گیا۔

"کب فارغ ہو گی تم؟؟اور یہ علینہ بھابھی کہاں ہیں آخر؟؟انہیں کہو نا۔۔"

"علینہ بھابھی کو اور بہت سے کام ہوتے ہیں۔۔ تمہیں کوئی ضروری کام ہے تو کہو۔۔نہیں تو میرے فارغ ہونے تک انتظار کر سکتے ہو۔۔"وہ اسے تنگ کرتے ہوئے بولی۔

"کزن۔۔کوئی بات نہیں۔۔ مجھ سے کام پڑے گا تو میں بھی یہی کہوں گا۔۔ "

''بلیک میل نہ کرو۔۔ سنتی ہوں بات تمہاری۔۔'' وہ اسکے چہرے پہ خفگی کے آثار کو محسوس کرتے ہوئے بولی۔

''ویسے۔۔ تمہیں مجھ سے کام۔۔ عجیب ہے۔۔ خیر۔۔ کافی بیٹ کرو۔۔ کافی پیتے ہیں۔۔ پھر باتیں کرتے ہیں۔۔'' اس نے رس ملائی ڈونگے میں نکالی اور کافی کے لیئے دودھ چولہے پہ رکھا اور کپ بورڈ سے کپ نکالے۔

دوسری طرف وہ اسے فون کر کر کے تھک چکی تھی، لیکن دوسری طرف سے فون ریسیو نہیں کیا جارہا تھا۔ بھلے ہی اس نے اس سے شام میں فون کرنے کا کہا تھا مگر شام سے رات ہو چکی تھی مگر اس نے نہ تو کال کی اور

نہ ہی کال ریسیو کی۔

''رات گئے وہ سوچتا رہا کہ آخر کیا کرے؟

''بہت مشکل ہے فیصلہ لینا۔۔'' وہ اپنے موبائل کی اسکرین کو دیکھتے ہوئے بولا، جو بار بار اسکی کال کی وجہ سے روشن ہو رہی تھی۔

اسکے ذہن میں ایک ایک بات گھوم رہی تھی۔ کیسے راحت نے تنہا زندگی کو اپنا مقدر سمجھ لیا تھا؟ اسکے دن اور رات۔۔ سب کے سب اسکے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے مت چھوڑنا پلیز۔۔"اسے اسکا عکس نظر آیا۔وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔اور بالکنی کی طرف بڑھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔اسی اثناء میں اسکے کمرے کا دروازہ کھٹکا۔

وہ بالکنی سے واپس مڑا اور دروازے تک جا پہنچا۔دروازہ کھولا تو سامنے راحت کو پایا۔

"بھائی؟آپ۔۔اس وقت؟"

"ہاں تو؟؟اس میں حیرانگی کی کیا بات ہے؟"وہ کھانے کا ٹرے پکڑے اندر آئے اور صوفے کے سامنے موجود میز پہ ٹرے رکھ دیا۔

"چلو آؤ۔۔"وہ خود صوفے پہ بیٹھے اور اسے بھی ساتھ بیٹھنے کو کہا۔

وہ خاموشی سے بیٹھا اور کھانا کھانے میں انکا ساتھ دینے لگا۔

"دس بج چکے ہیں۔۔تمہارا انتظار کر کے ہی آیا ہوں یہاں۔۔بہت بھوک لگی تھی ناں۔۔"

وہ شرارتی انداز سے بولے۔

انکے چہرے پہ اس نے آج سے پہلے اتنی طمانیت محسوس نہیں کی تھی۔

"جی۔۔ذرا کام تھا یونیورسٹی کا۔۔وہی کر رہا تھا۔وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا۔۔"اس نے بات گول مول کرنے کی کوشش کی تو وہ ہنس کر بولے۔

Clubb of Quality Content

''بیٹا۔۔بھائی ہو تم میرے۔۔ایک عرصے سے سمجھتا ہوں تمہیں۔۔کچھ نہ کچھ تو ہے جو تم مجھے نہیں بتا رہے؟''اب کی بار وہ ذرا سنجیدگی سے بولے کیونکہ اسکے چہرے پہ غم کے بادل صاف چھائے نظر آ رہے تھے۔

''نہیں بھائی کچھ نہیں۔۔''وہ زبردستی مسکرایا۔

''امممم۔۔ممم۔۔''وہ اسکے چہرے پہ نظر ڈال کر چپ ہو گئے۔

''بھائی۔۔آپ خوش تو ہیں ناں؟''آخر وہ بولا۔

''خوش؟؟''وہ گہری سانس لیے بولے۔

''خوشی کا تو پتہ نہیں۔۔لیکن سکون سے ہوں۔۔اور یہ سکون اپنے لیئے نہیں۔۔اسکے لیئے ہے۔۔بہت اذیت کاٹی ہے اس نے۔۔''

اس نے انکے چہرے کی طرف دیکھا جو ابھی بھی زخمی انداز سے مسکرا رہا تھا۔

''امم۔۔بھائی۔میں چاہتا ہوں کل ہی آپکا ان سے نکاح کر دیا جائے۔۔''وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

''کل؟؟یہ کیسے ممکن ہے؟ابھی تو وہ ٹھیک بھی نہیں ہوئی؟''اسکی بات پہ حیرانگی قابلِ دید تھی۔

سجیل انکی بات پہ کھلکھلا کر ہنسا تو انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے گھور کر دیکھا۔

''ارے بھائی! یہ کیسی محبت ہوئی اور کیسا احساس؟ کہ انکے ٹھیک ہونے تک آپ انہیں اپنائیں گے نہیں؟ انکا انتظار کریں گے؟''

''تم کیا کہنا چاہتے ہو؟'' وہ اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔

''ہونا چاہیئے تو یہ کہ۔۔ نکاح کریں۔۔ اپنی امانت کو اپنے پاس لے آئیں۔۔ دیٹس۔اٹ مائی لارڈ۔۔'' وہ سر کو ذرا خم دے کر بولا۔

''امممم۔۔ شرارتی بچہ۔۔ سیدھا یہ کیوں نہیں کہتے کہ اپنی امانت تک پہنچنے کے لیئے پہلے بھائی کی امانت کو گھر لانا ضروری ہے۔۔''

وہ کھلکھلا کر ہنسا مگر اسکی آخری بات پہ اسکے چہرے کی مسکراہٹ یکدم غائب ہوئی۔ اور آنکھیں انسوؤں سے بھر گئیں۔ لیکن اسکے پاس خود کو راحت کے سامنے مضبوط دکھانے کے سوا کوئی اور راستہ نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''کیا؟؟؟'' مہر کے ہاتھ سے گرم کافی کا کپ گرتے گرتے بچا۔

''پاگل ہو گئے ہو تم؟ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔ تمہارا وہم ہے یہ سب۔۔'' اس نے کافی کو میز پہ رکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

سب گھر والے تو گہری نیند سو رہے تھے اور وہ دونوں کچن میں بیٹھے الجھ رہے تھے۔

''اسکی شادی جہانگیر سے ہی ہو گی۔۔ جہانگیر بس اگلے ہفتے ہی آرہا ہے اٹلی سے۔۔ تم فضول میں اپنے اس چھوٹے سے ذہن کو شاطرانہ باتوں اور منصوبوں میں ضائع کر رہے ہو۔۔'' اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

''کس کو بے وقوف بنا رہی ہو؟'' اس نے بڑے سکون سے کافی کا کپ منہ کو لگایا۔

''بیٹھو۔۔ کافی پیو۔۔ سکون سے بات کرتے ہیں۔۔''

اسکا پر سکون لہجہ اسے کافی دہشت دلا رہا تھا۔ اسکے ذہن میں جنت کی کہی بات گھومی جو آج صبح اس نے اسے بتائی تھی۔ مگر اس نے آئیں بائیں شائیں ہی کر دی تھی۔

''بیٹھو۔۔'' وہ پھر سے بولا تو وہ خاموشی سے کرسی پہ بیٹھی۔

''تمہارے جیسا جگرا نہیں میرے اندر۔۔ تم نے اسے جنت کو سونپ دیا لیکن میں جنت اسے سونپ نہیں سکتا۔۔''

اس کی یہ بات سن کر تو اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

''اب یہ سوال مت کرنا کہ میں کیسے جانتا ہوں سب۔۔'' اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتی، اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے کچھ بھی پوچھنے سے منع کیا۔

قسط نمبر 9

نصیب

"ایک محبت کرنے والا، دوسرے محبت کرنے والے کی نظر کو خوب سمجھتا ہے۔۔ خیر۔۔ کام کی بات کی طرف آتے ہیں۔۔"

اس نے بھنویں سکیڑتے ہوئے اسے دیکھا۔

"کل وہ ضرور آئے گا۔۔ اور تم اسے یعنی کہ جنت کو اس سے دور رکھو گی۔۔ اور خود اسکے یعنی کے سجیل سے خوشگوار تعلقات استوار کرو گی۔۔ دیٹس اِٹ۔۔" اس کی بات ختم ہوئی تو وہ بولی۔

"اس سے کیا ہو گا؟؟؟"

اسکے سوال پہ وہ مسکرایا جیسے کوئی لطیفہ ہو۔

"تمہارا کام بھی ہو جائے گا اور میرا بھی۔۔" وہ کندھوں کو اچکاتے ہوئے نارمل انداز میں بولا۔

"بتاؤ پھر؟؟" وہ استفہامیہ انداز میں بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

”مجھے چاہ نہیں میرے کام کی۔۔اور یہ محبت نصیب سے ملتی ہے۔۔تمہاری طرح چالیں چل کر نہیں۔۔اور بے فکر رہو۔۔اماں بی کی بات وہ کبھی نہیں مانے گا۔۔سمجھے۔۔“وہ دانت پیستے ہوئے غصہ سے اٹھی تو وہ بھی اٹھا اور اسے روکتے ہوئے بولا۔

”یہ میری بات کا جواب نہیں۔۔مہر۔۔“

”اللہ کی قسم شاہ ویز۔۔“وہ پلٹی اور اسکے چہرے کی طرف دیکھ کر خونخوار لہجے میں بولی۔

”جو حرکت تم نے کی ہے۔۔تم اگر میرے کزن نہ ہوتے تو تمہارے منہ پہ زوردار تھپڑ ضرور مارتی۔۔اور یہی تمہارے لیئے جواب ہوتا۔۔“

”جانتا ہوں۔۔محبت کی توہین کرنے والوں کے لیئے تھپڑ سے بہتر کوئی جواب نہیں۔۔لیکن یہ کہاں کا دستور ہے کہ کوئی کسی کی بچپن کی محبت کو چھینے؟؟“اسکی آواز میں لغزش اور بے قراری تھی۔

”دیکھو شاہ ویز۔۔وہ تم سے محبت نہیں کرتی۔۔اس نے تم سے کبھی محبت کی ہی نہیں۔۔اسکے دل میں صرف وہی ہے۔۔ سمجھو اس بات کو۔۔اور ختم کر دو یہ کھیل۔۔اماں بی کو صاف صاف بتادو کہ جنت کے رشتے کے لیئے بار بار تمہاری طرف سے پریشانی، تمہاری اپنی وجہ سے تھی۔۔اسکی یہ وجہ نہیں تھی کہ اسے سجیل سے محبت ہے۔۔اس سے تو وہ ٹرپ کے دنوں میں ہی ملی ہے۔۔اس سے پہلے تو وہ اسے ٹھیک طرح سے جانتی تک نہیں تھی۔۔“

وہ اسکے چہرے کی طرف بغور دیکھ کر بولی اور اب کی بار اسے پیار سے سمجھانے لگی مگر بے سود۔۔

''شاہ ویز۔۔ محبت قربانی مانگتی ہے۔۔اس نے تو تمہاری محبت کو قبول ہی نہیں کیا۔۔دوست سمجھتی ہے وہ تمہیں اور تم اب اس طرح سے۔۔'' وہ تلملائی۔

اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید بات کرنے سے روکا۔

''میرے لیئے اپنی بچپن کی محبت سے دستبردار ہونا اتنا آساں نہیں۔۔''اس نے اتنا کہا اور وہاں سے چلا گیا اور وہ جاتے ہوئے اسکی پشت کو دیکھتی ہی رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اسکی باتوں کے حصار میں رات گئے تک رہی۔ علی الصبح نماز پڑھتے ہی اسکی دعا میں صرف جنت کا نام ہی نکلا۔ جس محبت کو پانے کے لیئے اس نے ہمیشہ دعائیں کی تھیں،اب اسکا کسی اور کے ہو جانے کی دعا کرنا بلاشبہ بڑے دل جگر والی بات تھی۔ مگر وہ مہر تھی جس میں بلا کا حوصلہ تھا۔

''اللہ کرے سجیل اماں بی کی باتوں میں نہ آئے۔۔اللہ کرے۔۔'' وہ دل ہی دل میں دعا گو تھی۔

دوپہر کے کھانے کی تیاریاں مکمل کرتے ہی دونوں تیار ہونے کے لیئے کمرے میں آئیں۔

جنت جس چاؤ سے تیار ہو رہی تھی اسکی آنکھیں نم سی ہو گئیں اور دل غمگیں ہونے لگا۔

”کوئی کیسے اتنا بڑا ظلم کر سکتا ہے؟ کیسے؟؟“ وہ زیرِ لب خود سے بولی۔

”کتنی خوش ہے نا یہ۔“

اسکا اپنی طرف یوں ٹکٹکی باندھے دیکھنا اسے ذرا عجیب لگا۔

”ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟“

”نہیں۔۔کچھ نہیں۔۔ایسے ہی۔۔“ وہ پلکیں جھپکائے بولی۔

”چلو تیار ہو جاؤ تم بھی۔۔ مہمان آنے والے ہیں۔۔“

”بات ہوئی اس سے؟“ مہر نے سوال کیا۔

”نہیں۔۔پتہ نہیں کہاں غائب ہے۔۔اتنی کالز کر لیں مگر نو آنسر۔۔“ وہ ذرا سنجیدگی سے بولی لیکن پھر فوراََ سے نارمل ہوتے ہوئے بولی۔

”تیاری میں مصروف ہوں گے شاید۔۔ خیر۔۔آج کوئی ترکیب سوچ نا۔۔کیسے ملا جائے ان سے؟ مجھے بہت سی باتیں کرنا ہیں ان سے۔۔پلیز۔۔ “

”ام م۔۔سوچتی ہوں کچھ۔۔ہو سکتا ہے وہ آئے ہی نا؟ تو؟؟“ وہ حفظِ ماتقدم بولی۔

"ایسا نہ کہو۔۔مہر۔۔خالہ کی زندگی میں سکون آجائے۔۔کیا تم ایسا نہیں چاہتی؟اور وہ آئے گا بھی کیوں نہیں؟؟ایک عرصے سے اس نے چاہا ہے کہ انکو انکی خوشی مل جائے اور اب جب مل رہی ہے انہیں خوشی تو وہ آئے گا نہیں؟امپاسبل۔۔۔راحت بھائی سے بے حد پیار کرتا ہے وہ۔۔"اس نے اسے ایسے سمجھایا جیسے مہر تو یہ جانتی ہی نہیں تھی۔ تبھی مہر کو اسکے انداز پہ ہنسی آگئی۔

وہ ذرا آہستگی سے مسکرائی اور پھر سنجیدگی سے بولی۔

"تم سے زیادہ پیار کرتا ہے ان سے؟"مہر کی بات پہ وہ کانوں میں جھمکا ڈالتے رکی تھی۔

"میرا اور انکا مقابلہ کب سے ہو گیا مہر؟؟بھائی کی جگہ بھائی کی ہے اور میری جگہ میری۔۔"

"پھر بھی۔۔اگر؟؟"

"اف ف۔۔ہو۔۔کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ظاہر ہے بھائی سے تو مجھ سے زیادہ ہی محبت کرتا ہے نا پاگل۔۔"جنت کو مہر کے مکرر سوال پہ ہنسی آگئی تھی۔

ابھی دونوں باتیں ہی کر رہی تھیں کہ علینہ روم میں داخل ہوئی۔

"تم لوگوں کی نا ختم ہونے والی میٹنگ ختم ہو جائے تو تشریف لے آؤ۔۔راحت انکل کے گھر سے شگن کی مٹھائی آگئی ہے۔۔"

علینہ نے جو خبر ابھی دونوں کو دی تھی، اس سے جنت کا چہرہ تو خوشی سے کھل اٹھا۔اس نے مہر کو دیکھا، ایسے جیسے کہہ رہی ہو۔۔"لو آگئی شگن کی مٹھائی۔۔"اسکے برعکس مہر کا چہرہ اتر گیا تھا۔

"ایسے کیسے کر سکتا ہے وہ۔۔"وہ خود سے زیرِلب بولی۔

"اور یہ مہر تم؟ تیار ہو جاؤ تم بھی۔۔اور تم۔۔میڈم۔۔ منگنی کی انگوٹھی ضرور پہن لینا۔۔"علینہ نے دونوں کو باری باری نصیحت کی اور جانے لگی۔

"بھابھی۔۔"مہر نے اسے پکارا تو وہ جاتے جاتے رکی۔

"کتنے مہمان آئے ہیں؟؟؟"

"کچھ زیادہ نہیں۔۔راحت بھائی، انکا بھائی اور دو تین دوست ہیں انکے۔۔اور ہاں۔۔انکے ایک دوست کی بیوی بھی ہے ساتھ میں۔۔"

"ام م م۔۔اچھا۔۔چلیں ہم آتے ہیں۔۔"

"ہاں جلدی آؤ۔۔پوپھو کو تیار بھی کرنا ہے۔۔"وہ جلدی میں تھی سو جانے لگی مگر اب کے جنت نے اسے بلایا۔

"خالہ کو تیار کیوں۔۔آج تو بات پکی نہیں ہو گی؟؟"

”ہاں۔۔ابھی تک تو یہی پتہ تھا۔۔لیکن اماں بی کے فیصلے ہیں بیٹا۔۔انکی سمجھ ابالوگوں کو نہیں ہوتی تو ہمیں کیا ہو گی؟اور ویسے بھی راحت انکل کا بھائی۔۔کیانام ہے اسکا۔۔“اس سے پہلے وہ ذہن پہ زور دے کر بولتی تبھی جنت تیزی سے بولی۔

”سجیل۔۔“

علینہ نے نظریں پھاڑ کر ایک لمحے کے لیئے اسے دیکھا جس کے منہ سے اسکا نام بے پناہ اپنائیت سے لیا گیا تھا۔

علینہ کے اسے گھور کر دیکھنے پہ اسے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا۔اس نے مہر کی طرف بے چارگی سے دیکھا تو مہر نے فوراً ہی سوال کر ڈالا۔

”جی۔۔سجیل نام ہے۔۔کیوں کیا ہوا بھابھی؟“

”ہاں۔۔وہ۔۔اسی نے ہی کہا کہ آج ہی نکاح چاہیئے۔۔مزید یہ کہ بڑا ہی اچھا جوڑا بھی لائے ہیں پوپھو کے لیئے۔۔“

جنت اور مہر نے ایک دوسرے کو دیکھا۔جنت تو خوش تھی لیکن مہر کی سمجھ میں سب آ رہا تھا کہ سجیل ایسا کیوں کر رہا ہے۔

”اچھا۔۔اب مجھے تم لوگوں نے باتوں میں الجھا دیا نا۔۔آجاؤ جلدی۔۔میں تب تک پوپھو کو تیار کرتی ہوں۔۔تم لوگ ہیلپ کے لیے آجاؤ۔۔او۔۔کے۔۔“

”واہ۔۔ سجیل نے واقعی اچھا فیصلہ لیا ہے۔۔ نہیں تو اماں بی کا کیا پتہ کہ بعد میں انکار کر دیں۔۔“ اسکے جاتے ہی جنت نے پر جوش لہجے میں بولی۔

”سچ کہوں نا مہر۔۔ سب خواب لگ رہا ہے۔۔ کل تک اماں بی نے اس مسئلے کو مسئلہ کشمیر بنایا ہوا تھا مگر اب ایسے لگتا ہے جیسے۔۔ یہ مسئلہ کبھی مسئلہ تھا ہی نہیں۔۔“

مہر نے اس کے معصوم چہرے پہ نگاہ ڈالی اور زخمی انداز میں مسکراتے ہوئے اسکے پاس سے ہٹ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تابینہ کو تینوں نے مل کر دلہن کی طرح سجایا تھا۔اپنی عمر کے پیشِ نظر وہ آج بھی بیس سال کی گڑیا لگتی تھی۔ویسے بھی پینتیس سال کی عمر بھی کوئی زیادہ عمر نہیں تھی۔بیماری اور پریشانی کے باعث اسکی صحت خراب ہوتی جا رہی تھی۔لیکن اماں بی کا پیار اور راحت کا ملنے والا ساتھ اسکے دل سے ماضی کی یادوں کو کوسوں دور لے گیا تھا۔

سجیل نے جو فیصلہ لیا تھا،اس سے سبھی خوش تھے مگر اسکے پیچھے وہ کیا قربان کرنے جا رہا ہے اسکا اندازہ کسی کو نہیں تھا۔سوائے مہر کے۔۔ اسکا جی یہ سوچ سوچ کر غم سے بھرتا جا رہا تھا کہ جنت کو وہ کیسے سنبھالے گی؟

اس نے چاہا کہ وہ ابھی اور اسی وقت، اس سب کی مخالفت کرے۔اور اماں بی سے کہہ دے کہ اس سے محبت کی قربانی نہ مانگیں۔ مگر کچھ دن پہلے ہونے والے ہنگامے کو سوچ کر اسکے اٹھتے قدم رک سے گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نکاح مکمل ہوا تو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔

''بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔''اماں بی اسکے سامنے بیٹھی تھیں۔

وہ ہلکے سبز رنگ کے لباس میں بے حد خوبصورت اور معصوم لگ رہی تھی۔اسکے ساتھ ساتھ ہلکا ہلکا میک اپ،اسکے چہرے کی رونق میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔

''آپ کو چھوڑ کے جانے کو جی نہیں چاہ رہا۔۔''وہ افسردگی سے بولی تو مہر اور جنت اسکے قریب آکر بیٹھ گئیں۔

''خالہ۔۔ہم آئیں گے نا آپ سے ملنے۔۔''جنت بولی تو اماں بی نے اسے خوب گھور کر دیکھا۔

''پوپھو۔۔اداس نہیں ہوتے۔۔خوشی کا دن ہے آج تو۔۔''اس نے بھی انہیں سمجھایا۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہے مہر۔۔بہت احساس کرتی ہیں دونوں تمہارا۔۔" انہوں نے اسے جتایا تو وہ خوشی سے مسکرادی۔

"اور آپ؟؟" وہ مسکراتے مسکراتے ذرا آہستگی سے بولی۔

اب کے دونوں کے مابین گہری خاموشی تھی۔ جنت اور مہر نے دونوں کو بغور دیکھا۔اسی اثناء میں شاہ ویز کمرے میں داخل ہوا۔جو دونوں کی گفتگو سن چکا تھا۔

"پوپھو۔۔احساس نہ ہوتا تو اماں بی آپ کی خوشی کا خیر مقدم کرتیں؟؟" وہ انکے قریب آیا اور اپنی بازوؤں سے انکے ارد گرد گلے کا ہار بنا کر بولا۔

"چلو۔۔تم دونوں۔۔امی بلا رہی ہیں دونوں کو۔۔" اس نے ان دونوں کو دیکھا تو فوراً بولا۔

دونوں تیزی سے وہاں سے اٹھیں اور وہاں سے چلی گئیں۔اسکے بعد وہ خود بھی وہاں سے چلا گیا۔

اماں بی اسے محبت سے بس دیکھتی گئیں۔کہنے کو جو لفظ ان کے پاس تھے،ان سے وہ خوب واقف تھی۔ مگر ان کے منہ سے پھر بھی سننا چاہتی تھی۔اپنے دل کی تسلی کے لیئے۔۔

"اماں بی۔۔کیا کبھی آپ نے مجھے یاد نہیں کیا؟؟" آخر کو وہ خود ہی سوالیہ بولی تو وہ سرد آہ بھر کر کچھ دیر توقف کے بعد بولیں۔

"یاد۔۔ہاں۔۔بہت یاد کیا۔۔" انکی آنکھیں بھر آئیں۔

''شاہینہ کے جانے پہ تو صبر آ ہی گیا تھا۔۔ لیکن تمہارے جانے پہ چاہ کر بھی یہ دل صبر نہ کر پایا۔۔''

انکی بات پہ اسکی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہنے لگے۔

''کہہ دینے سے بھلا کوئی کب مرتا ہے؟؟ جب تک سانسیں چل رہی ہوں۔۔ زندہ رہنا پڑتا ہے۔۔''تابینہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

''کاش۔۔ وہ منحوس دن آیا ہی نا ہوتا۔۔''

''اشش۔۔ بس۔۔۔ اور نہیں۔۔''آخر اماں بی اسکی حالت دیکھ کر فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھیں اور اسے اپنے سینے سے لگا یا۔

''مجھے معاف کر دو میری بیٹی۔۔ تمہیں اپنے سے دور بھیجنے کو جی نہیں چاہ رہا۔۔ لیکن۔۔''

''اماں بی۔۔ مجھے آپ سے دور کہیں جانا بھی نہیں۔۔ مجھے کہیں نہ جانے دیں۔۔''وہ ان کے سینے سے الگ ہو کر انکے چہرے کی طرف دیکھ کر بولی۔

''دنیا کہ یہی ریت ہے بچے۔۔ ہم اسکے گنہگار ہیں۔۔ اسکا کفارہ تمہیں اسے سونپ کر ہی ہم ادا کر سکتے ہیں۔۔ اور وہ تمہارا بہت خیال رکھے گا۔۔ ہم سے بھی کہیں زیادہ۔۔''انہوں نے اسکے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے اسے سمجھایا جو اسکے رخساروں پہ چمک رہے تھے۔

ابھی وہ دونوں باتیں کر ہی رہی تھیں کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔ زیبا اور سامعیہ اندر داخل ہوئیں اور انکے ساتھ علینہ، ایمل اور سدرہ بھی تھیں۔ تینوں نے ان دونوں کو خوب غور سے دیکھا۔ اور پھر آپس میں آنکھوں ہی آنکھوں میں بات کرتے ہوئے رشکیہ انداز سے مسکرائیں۔

"پوپھو۔۔ آپکے بچے۔۔ میرا مطلب۔۔ جن کو قرآنِ پاک پڑھایا۔۔ وہ سب آئے ہیں آپ سے ملنے۔۔" اسکی بات سن کر وہ خوشی سے کھل اُٹھیں۔

"کھانا کھا رہے ہیں۔۔ آپ سے ملنے آتے ہیں ابھی۔۔" ان کے سوال کرنے سے پہلے ہی اس نے جواب دیا تو وہ مسکرا دیں۔

اسکے چہرے پہ پھیلی اداسی کسی حد تک دور ہو چکی تھی۔ جیسا اس نے سوچا تھا، ویسا پا لینا بلاشبہ کسی خوشی سے کم نہ تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اور سنائیے؟ کیسی جا رہی ہے جاب؟" اسکے سوال پہ وہ اپنے خیالوں سے نکلا۔

شاہ ویز نے اسے چائے کا کپ پکڑایا اور اسکے قریب مسکراتے ہوئے بیٹھ گیا۔

"اچھی۔۔" چائے کا کپ پکڑتے وہ بمشکل ہی مسکرایا تھا۔

"کچھ پریشان لگ رہے ہیں آپ۔۔" اس نے گہری نگاہ اس پہ ڈالی جسکا دھیان صرف اور صرف راحت پہ تھا، جو بے حد سکون سے مسکرا رہا تھا۔

راحت سفید لباس میں ملبوس بے حد ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ اور اس پہ پہنی بلیک جیکٹ اسکے حسن میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔

"نہیں۔۔ پریشان کیوں ہوں گا میں؟" وہ ہنسا۔

"ام م۔۔ راحت بھائی کو دیکھ رہے ہیں نا؟ کتنے خوش لگ رہے ہیں نا۔۔ پو پھو بھی ایسے ہی خوش ہیں۔۔ آپ انہیں دیکھیں گے نا تو آپ کو اور خوشی ہو گی۔۔" وہ پر جوش لہجے میں بولا۔

اور خود بھی چائے پینے کے لیئے کپ ٹرے میں سے اٹھاتے ہوئے اسکے سامنے دوبارہ آ بیٹھا۔

"ام م۔۔ ظاہر ہے۔۔ خوشی تو واجب ہے نا ان دونوں پہ شاہ ویز صاحب۔۔ دس سال کی اندھیری رات کے بعد۔۔ صبح کا سویرا آنکھوں کے سامنے ظاہر ہونا کسی معجزے سے کم تو نہیں۔۔" اسکے لہجے سے اسکے دل کا حال صاف عیاں تھا۔

"اور آپ کہیئے؟ کب جا رہے ہیں فیصل آباد؟؟" آخر اس نے بات بدلنے پہ ہی اکتفا کیا۔

"بس۔۔ دو ہفتوں تک۔۔" وہ چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولا۔

"جنت کی شادی ہے نا۔۔ اسلیئے۔۔۔"

سجیل چائے پیتا پیتا رکا۔اس نے اسپاٹ لہجے میں اسے دیکھا جو یہ خبر پر جوش لہجے میں اسے بتا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”حد ہوتی ہے ہر بات کی۔۔۔اتنے میسج کیے ہیں اسے کہ باہر آ جاؤ۔۔کسی بہانے سے ہی۔۔لیکن مجال ہے کوئی میسج کر دے۔۔۔بس بھابھی مل گئی نا اسے۔۔“کمرے میں آتے ہی اس نے اپنا جوتا اتارا اور اسکو ٹھوکر مارتے ہوئے بیڈ پہ آ بیٹھی۔مہر نے جوتے کہ طرف نگاہ دہرائی جو اسکے پاؤں سے ٹھوکر کھا کر صوفے کے نیچے چلا گیا تھا۔

”کیا ہو گیا ہے؟؟“بلاشبہ وہ جانتی تھی لیکن پھر بھی انجان بنتے ہوئے سوالیہ بولی۔

”ہونا کیا ہے۔۔عجیب ہے سجیل۔۔آخر کیوں کر رہا ہے وہ ایسا؟؟“وہ الجھ کر رہ گئی مگر اگلے ہی لمحے اس نے مہر کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اپنا فون دینا۔۔“اس نے اسکے ہاتھ سے اسکا فون تقریباً چھینا ہی تھا مگر پاسورڈ دیکھ کر سوالیہ بولی۔

”پاسورڈ؟“

مہر نے موبائل پکڑا اور پاسورڈ انٹر کرتے ہوئے اسے فون واپس کیا۔

اسکی طرف سے کی جانے والی پہلی کال پہ ہی اس نے فون ریسیو کیا۔

''ہیلو۔۔'' وہ تھکے تھکے لہجے میں بولا۔

''کہاں ہیں آپ؟؟ اور یہ میرا فون کیوں ریسیو نہیں کر رہے اور نہ ہی کسی میسج کا جواب؟'' وہ شدید غصہ میں تھی۔

''بزی تھا۔۔ کہو کیسی ہو تم؟'' وہ نارمل انداز میں بولا۔

''کیسی ہوں گی؟ یہ آپ اچھے سے جانتے ہیں۔۔'' وہ طنزیہ بولی۔

''ضروری کام تھا اس لیئے کال ریسیو نہیں کر پایا۔'' اس نے گویا بہانہ گڑھا۔

''مجھ سے بھی ضروری کام تھا؟'' اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

مہر اسکے سامنے کھڑی ساری گفتگو سن رہی تھی۔

''جنت۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔ بیسوں کام ہوتے ہیں۔۔ تم خوامخواہ مجھے پریشان کر رہی ہو۔'' وہ اسکے شدید ترین ردِ عمل پہ حیران ہو کر رہ گیا۔

''میں خوامخواہ پریشان کر رہی ہوں؟؟ ''

''بعد میں بات کرتے ہیں۔۔ جب تمہارا غصہ ختم ہو جائے گا۔۔'' اس نے فون رکھا اور پھر موبائل کو بند کرتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے، خود بستر پہ آلیٹا۔

دوسری طرف فون کے بند ہونے پہ، اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کیا لیکن نمبر بند آرہا تھا۔

”آخر ایسا کیا ہو گیا ہے؟ کیوں کر رہے ہیں یہ ایسا؟ مہر تم ہی بتاؤ؟ میں نے ایسا کیا کہہ دیا؟“

جنت بچوں کی طرح روتے ہوئے بولی۔

”جنت۔۔بیٹھ جاؤ۔۔“اس نے اس کے ہاتھ سے اپنا فون لیا اور اسے آرام سے بیٹھنے کو کہا۔

لیکن اسکے اندر کہاں سکون تھا؟ سجیل سے بات کرنے کے بعد اسکی بے چینی میں اور اضافہ ہو رہا تھا۔

”میں نے کہا تھا نا تم سے۔۔شاہ ویز سب جانتا ہے۔۔اسی نے ہی سجیل سے کچھ کہا ہو گا۔۔ورنہ۔۔ سجیل۔۔ مجھ سے بات کیے بناء رہتے نہیں۔۔دو دن سے انتظار کر رہی ہوں۔۔اب غصہ بھی نہ کروں تو کیا کروں؟؟“اسکے لہجے میں نمی تھی۔

مہر نے اسکی بات سنی اور بے بسی سے اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔آخر وہ اس سے کہتی بھی تو کیا؟ وہ جو کہہ رہی تھی بالکل ٹھیک کہہ رہی تھی۔بھلے ہی شاہ ویز نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا مگر اس سارے فساد کی جڑ بھی شاہ ویز ہی تھا۔

دروازے پہ دستک ہوئی تو اس نے دروازہ کھولا۔

”تم؟اس وقت؟؟“مہر اسکی خلافِ توقع آمد پہ حیران تھی۔

”ہاں۔۔اماں بی نے بلایا ہے۔۔صرف تمہیں۔۔“وہ ذرا زور دے کر بولا۔

اسکا دھیان اندر کمرے میں تھا، جہاں جنت بیڈ پہ بیٹھی خود کے ساتھ الجھ رہی تھی۔ جنت نے منہ بسورتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جسکا دھیان اندر کمرے کی طرف ہی تھا۔

مہر نے اسکی نظروں کا تعاقب کیا جو جنت پہ تھیں۔ اس نے جنت کو دیکھا اور پھر شاہ ویز کی طرف دیکھ کر بولی۔

"انہیں کہو۔۔ مہر سو گئی ہے۔۔ صبح سن لوں گی ان کی بات۔۔" اس نے دروازہ بند کرنے کی ہی کی تو اس نے اپنے ہاتھ کی مدد سے دروازے کو بند ہونے سے روکا۔

"میں تو یہ جھوٹ نہیں کہوں گا۔۔ "

مہر کا جی چاہا کہ اسکی شاطرانہ مسکراہٹ پہ اسکا منہ ہی نوچ لے۔ آخر چارو ناچار اسے اسکے ساتھ جانا ہی پڑا۔

"تم نے پھر کوئی بکواس کی ہو گی ان سے؟" وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے اسکے چہرے کی طرف دیکھ کر بولی۔

"نہیں۔۔ قسم لے لو۔۔ بلکہ میں نے تو انہیں سمجھایا ہے۔۔"

اسکی طرف سے دوبارہ پیش کی جانے والی مسکراہٹ سے اس نے اسے گہری نظر سے دیکھا اور پھر لاپرواہی سے اسے دیکھتے ہوئے اماں بی کے کمرے تک پہنچی۔

وہ بیڈ پہ بیٹھی تسبیح کرنے میں مشغول تھیں۔

"جی۔۔اماں بی۔۔اسلام و علیکم۔۔آپ نے اس وقت بلایا؟ سب ٹھیک تو ہے؟" وہ احتراماً بولی۔

اماں بی اسکی شکل پہ بارہ بجے دیکھ کر ذرا مسکرا دیں۔

"تو کیا تمہیں بلانے کے لیئے وقت دیکھنا ہوگا؟"

"نن۔۔نہیں۔۔بالکل بھی نہیں۔۔آپ حکم کریں۔۔" وہ تیزی سے بولی۔

"تم جاؤ یہاں سے۔۔" انکا دھیان شاہویز پہ پڑا تو اس کی طرف دیکھ کر بولیں۔ وہ فوراً ہی وہاں سے چلا گیا۔

"ہاں۔۔تو کیسی ہو تم؟" انہوں نے تسبیح سائیڈ ٹیبل پہ رکھی اور اسکی جانب متوجہ ہوئیں۔

"جی۔۔اللہ کا شکر ہے۔۔ٹھیک ہوں۔۔"

"بیٹھو یہاں میرے پاس۔۔" انہوں نے اپنا کمبل ہٹایا اور بیڈ پہ اسے اپنے پاس بیٹھنے کے لیئے جگہ دی۔

"مہر۔۔پچھلے دنوں جو کچھ بھی ہوا۔۔اسکے لیئے تمہارا شکریہ ادا کرنا تھا۔۔تم اگر مجھ سے بات کرنے نہ آتی تو شاید میں الاؤدین کو کبھی فون نہ کرتی اور وہ مجھے کبھی وہ سب نہ بتاتا جو ہمارے لیئے جاننا بے حد ضروری تھا۔۔" وہ اظہارِ تشکر سے بولیں۔

مہر کے چہرے پہ مسکراہٹ دوڑی۔

"موڈا چھا ہے۔۔ جنت کی بات بھی کر دیتی ہوں ابھی۔۔" وہ دل ہی دل میں خود سے بولی۔

"اچھا۔۔ تو مجھے تم سے جنت کے حوالے سے بات کرنا تھی۔۔" وہ اپنے خیال سے نکلی۔ جو بات اس نے اپنے دل میں کہی تھی، وہ انکے ہونٹوں پہ تھی۔

"جی؟؟؟"

"کل ولیمے کی تقریب کے لیئے جانا ہے راحت کی طرف۔۔ میں نہیں چاہتی کہ جنت وہاں جائے۔۔ لیکن شاہ ویز کا کہنا ہے کہ ایسے عجیب لگے گا۔۔ سب گھر والے جائیں اور وہ نہ جائے۔۔ تو۔۔ تم اس بات کا خیال رکھنا کہ وہ منگنی کی انگوٹھی پہن کر جائے۔۔" اس نے انہیں بغور دیکھا جن کی آنکھیں یہ بات کرتے ہوئے عجیب معنی ہی بیان کر رہی تھیں۔

"میں یہ سب اس سے ضرور کہتی۔۔ لیکن لا ابالی کی عمر ہے اسکی۔۔ نا سمجھ ہے۔۔ بس کچھ دن کی بات ہے۔۔ جہانگیر کے آتے ہی نکاح کی ڈیٹ فکس کر دیں گے۔۔"

"جی۔۔۔" اس نے انکی ہاں میں ہاں ملائی۔

"اماں بی۔۔ کچھ کہنا تھا آپ سے۔۔" آخر اس نے کچھ کہنے کی ہمت کی۔

"جانتی ہوں۔۔ شاہ ویز بتا چکا ہے مجھے سب۔۔" اسکی بات سننے سے پہلے ہی انہوں نے اسے جیسے آگاہ کرنا ہی مناسب سمجھا۔

"جاؤ۔۔ آرام کر لو۔۔"

وہ انکے پاس سے اٹھی اور باہر آگئی۔

''اسکا مطلب ہے اس نے انہیں میرے حوالے سے کچھ نہیں بتایا۔۔'' وہ خود سے بولی اور پھر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں آگئی۔

''کیا کہا انہوں نے ؟؟'' جنت نے اسے دیکھتے ہی سوال کیا۔

''کچھ نہیں۔۔ صبح ولیمے کے لیئے جانا ہے۔۔اسی کے لیئے ہدایت دے رہی تھیں۔۔'' وہ بیڈ پہ آکر بیٹھی اور لیمپ آن کرتے ہوئے کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔

''ولیمے کے لیئے۔۔۔واؤ۔۔اسکا مطلب۔۔'' وہ اندر ہی اندر خوش ہوئی۔

''فون بند کرو اور ٹائم سے سو جاؤ۔۔ صبح جلدی اٹھنا ہے۔۔ ''

''ام م۔۔دو منٹ۔۔ایک میسج کر لوں بس۔۔'' جینی نے ایک تفصیلی میسج ٹائپ کیا، اسے بھیجا اور فون سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بھلے ہی ان کی شادی دو دن کے اندر پلین کی گئی تھی۔اسکے باوجود کمرے کو نہایت خوبصورت انداز سے سجایا گیا تھا۔دونوں بے حد خوش تھے۔

''آخر میں نے تمہیں پا ہی لیا تابینہ۔۔۔'' کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکے منہ سے خوشی سے ادا ہوا۔

تابینہ روایتی انداز میں سر جھکائے بیٹھی تھی، مگر گھونگھٹ نکالنے سے اس نے گریز ہی کیا۔

وہ اسکے قریب آکر بیٹھ گیا۔

''اتنی دیر لگادی آنے میں؟ مجھے تو لگا تھا۔۔ آپ میرے پاس آنے میں ایک منٹ بھی نہیں لگائیں گے۔۔'' اس نے گلہ کیا تو وہ مسکرا دیا۔

''ایسے کیوں مسکرا رہے ہیں؟ پتہ ہے پچھلے آدھے گھنٹے سے نماز پڑھنے کے بعد سے اس کمرے کی دیواروں کو دیکھ رہی ہوں۔۔''

''اللہ کا شکر ادا بھی تو کرنا تھا۔۔ وہیں بزی تھا۔۔'' وہ محبت الٰہی میں سرشار ہوتے بولا تو وہ رشک سے مسکرا دی۔

اس نے آنکھیں بند کیں اور آیت الکرسی پڑھنے لگی۔ وہ اسکے اس عمل پہ حیران رہ گیا کہ آخر کیا پڑھ رہی ہے۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور اپنے اور اسکے اوپر دم کیا تو وہ مسکرا دیا۔

''آیت الکرسی پڑھ کر دم کر دیں مجھ پہ۔۔'' راحت کے ذہن میں اس رات والی بات گھومی، جب اپنی طبعیت کے باعث اس نے اسے آیت الکرسی کا دم کرنے کا کہا تھا۔

''تو۔۔ ابھی تک یہ عادت ہے تمہاری۔۔'' وہ اپنے خیال سے نکلا۔

"ہاں۔۔تو کیوں نہ ہو؟ اسی آیت الکرسی نے میری ہمیشہ حفاظت کی ہے۔۔مجھے کسی ایسا کا ہونے سے دور رکھا، جس کے لیئے میری کوئی اہمیت نہ ہوتی۔۔"

راحت اسکی بات سن کر رشکیہ انداز میں مسکرایا۔

"اچھا۔اب زیادہ مسکرائیں نہیں۔۔میری منہ دکھائی دیں؟" وہ بچوں کی طرح معصومانہ انداز میں ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولی۔

"منہ دکھایا ہے کب ہے؟" وہ شرارت سے بولا تو اس نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔

"اب کیا ڈرامائی انداز اختیار کروں؟؟"

"ظاہر ہے۔۔اب عمر رسیدہ تو ہیں نہیں ہم۔۔" دونوں کھلکھلا کر ہنسے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سجیل خوش تھا۔۔کیونکہ اسکا بھائی خوش تھا۔اس دن کے آنے کا اس نے ہمیشہ انتظار کیا تھا مگر اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ دن اسے کیا قربانی دے کر ملے گا۔پوری رات، اسکی بے قراری اور بے چینی میں گزری تھی۔جس جنت کے منہ سے، وہ محبت کا اظہار سننے کے لیئے تڑپ رہا تھا، آج اسے اپنی اس ضد پہ رہ رہ کر افسوس ہو رہا تھا۔لیکن اگلے ہی لمحے، جنت کے ساتھ گزارے چند لمحات اسے، اسکی طرف کھینچ رہے تھے۔چار و ناچار اسے اپنا فون آن کرنا ہی پڑا۔

فون آن کرتے ہی اسے اسکی طرف سے میسج موصول ہوا۔

"سجیل۔۔مجھے اگنور کیوں کر رہے ہیں آپ؟ مجھ سے نہیں رہا جاتا آپ کے بناء۔۔آپ سے بات کیے بناء نہیں رہ سکتی میں۔۔اور آپ کے بناء بھی نہیں۔۔مجھے چھوڑیئے گا نہیں۔۔پلیز۔۔میں جانتی ہوں۔۔میں نے غصہ میں بات کی آپ سے۔۔مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔مجھے معاف کردیں آپ۔۔پلیز۔۔کل میں آپ سے ضرور ملوں گی۔۔بہت سی باتیں کرنا ہیں آپ سے۔۔بہت کچھ بتانا ہے۔۔اپنا خیال رکھیئے گا۔۔صرف اور صرف۔۔آپکی جنت۔۔"

اس نے میسج پڑھا تو دل پسیج کر رہ گیا۔چند آنسو اسکی آنکھوں سے بہہ نکلے، جنہیں اس نے فوراََ صاف کیا۔

"نہیں۔۔میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔۔نہیں۔۔ہرگز نہیں۔۔"اس نے خود سے کہا اور کچھ سوچتے ہوئے تہیہ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ولیمے کی تقریب شام میں تھی۔ سبھی وہاں جانے کے لیئے خوش تھے۔اماں بی کافی دنوں سے اسکی حرکات و سکنات کو غور کر رہی تھیں۔اور آج تو کچھ زیادہ ہی تھا۔انہوں نے اسکا تفصیلی جائزہ لیا مگر ہاتھ میں موجود انگلی پہ انگوٹھی نہ پا کر اسے روک کر بولیں۔

"رکو۔۔"اس سے پہلے وہ گاڑی کے اندر بیٹھتی اماں بی نے اسے روکا۔

وہ ذرا پریشان ہوئی۔مہر نے اماں بی کی طرف دیکھا جن کا دھیان، جنت سے زیادہ مہر کی طرف تھا۔مہر سمجھ گئی تھی انہوں نے اسے جنت کو جو ہدایت دینے کے لیئے کہا تھا مگر وہ اسے کہہ نہیں پائی تھی۔

"جی؟"

"منگنی کی انگوٹھی کہاں ہے تمہاری؟ پہن کر آؤ وہ۔۔"انہوں نے حکمیہ انداز میں کہا تو اس نے مہر کی طرف دیکھا۔

چارو ناچار اسے بیگ میں سے انگوٹھی نکالنا ہی پڑی۔

چھ نشستوں پہ مشتمل گاڑی میں تقریباً گھر سے سبھی افراد بیٹھے تھے۔علینہ، شماز، ایمل اور سدرہ الگ گاڑی پہ آرہے تھے۔

وہ گاڑی کے اندر انکے پیچھے والی سیٹ پہ آکر بیٹھی تو انہوں نے اسے مزید ہدایت دی۔

"یہ اترے نہیں تمہارے ہاتھ سے۔۔" ان کے لہجے میں سختی تھی، جس پہ تقریباََ سبھی نے سنجیدگی سے انکی طرف دیکھا۔

"اب گاڑی چلا بھی لو۔۔ شاہ ویز؟ یہاں کوئی کنڈکٹر نہیں جس کی اجازت کے انتظار میں ہو تم۔۔" انہوں نے اپنا موڈ خوشگوار کیا تو سبھی کھلکھلا کر ہنس دیئے۔

شاہ ویز نے گاڑی کے شیشے سے انہیں دیکھا اور مسکرادیا۔ کیونکہ وہ خوبخواسی کے انداز سے بولی تھیں۔

"جی۔۔" وہ ہنسا اور گاڑی چلادی۔

شاہ ویز سے اتنی محبت آج کل کچھ زیادہ ہی جاگ رہی ہے ان کے دل میں۔۔۔ نوٹ کیا ہے تم نے؟" جنت اسکے کان میں بولی تو مہر نے اثبات میں گردن ہلادی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک عرصے بعد اسکے گھر کی رونق بحال ہوئی تھی۔ ہر طرف خوشی ہی خوشی تھی۔ جنت کی نظریں بس اسی اک کو ڈھونڈنے میں لگی ہوئی تھیں جو اسکی دنیا تھا۔ سبھی گھر والے تابینہ سے ملے۔ اسکا بارونق چہرہ سبھی کے لیئے خوش آئین ثابت ہوا۔ سبھی اسکے ارد گرد ہجوم میں

کھڑے ہو گئے۔ تصاویر بنانے کا سلسلہ شروع ہوا تو اسکی نگاہیں ہر سو سجیل کو ہی ڈھونڈ رہی تھیں، جسکی اسے صرف ایک جھلک ہی نظر آئی تھی۔

آخر وہ اسے دور سے آتا دکھائی دیا تو وہ فوراً بھاگی۔ وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ شاہ ویز اس پہ نظر رکھے ہوئے ہیں۔ وہ اسٹیج کی اس جانب جا رہا تھا جہاں مہمانوں میں سے کوئی نہیں تھا۔ وہ اسکے پیچھے پیچھے آئی۔ وہ صحن تک پہنچا تو اس نے ارد گرد نظر دہرائی۔ کسی کو نہ پا کر اس نے اسے پکارنا ہی مناسب سمجھا۔

"اشش ؟؟ سنیئے۔۔"

وہ یکدم مڑا۔ اسے اپنی سامنے پا کر وہ حیران تھا۔

"تم۔۔ یہاں ؟" وہ بوکھلا سا گیا۔

"جاؤ یہاں سے۔۔ اس سے پہلے کہ کوئی دیکھے ہمیں یہاں۔۔"

"تو؟ کوئی دیکھ لے تو کیا؟ اب تو سب آسان ہو گیا ہے نا۔۔" وہ بچوں کی طرح بولی اور مسکراتے مسکراتے اسکے قریب آئی۔

"پتہ ہے کتنا یاد کیا میں نے آپکو۔۔ اور آپ ہیں کہ۔۔" اس نے گلہ کیا تو وہ نظریں چرانے لگا۔

"خیر۔۔ کوئی بات نہیں۔۔ مبارک ہو بہت بہت۔۔" وہ پر جوش انداز سے بولی۔

"تمہیں بھی مبارک ہو۔۔" اس نے اسکے چمکتے دمکتے چہرے کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

"میں تو مبارکباد تبھی وصول کروں گی جب آپ اماں بی سے ہماری بات کریں گے۔۔" وہ ذرا الجائی سے بولی تو وہ ہولے سے مسکرایا۔۔ لیکن اماں بی کے ذکر پہ اس کے ذہن میں اماں بی کی کہی ایک ایک بات گھومنے لگی۔

"ارے کیا ہوا؟ کہاں گم ہیں؟ تعریف نہیں کریں گے میری؟" وہ اپنا ہلکے بھورے رنگ کا لباس اسے ذرا شوخی سے دکھاتے ہوئے بولی۔ جوں ہی اس نے ٹھوری پہ ہاتھ رکھ کر اداکاری کی تو اسے اسکے ہاتھ میں موجود انگوٹھی نظر آئی۔

"کچھ تو کہہ دیں اب۔۔" وہ اسکے اسپاٹ لہجے پہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"اچھا چلیں چھوڑیں۔۔ مجھے آپ سے ضروری بات کرنا تھی۔۔ آپ پلیز۔۔ ایک دو دن تک راحت بھائی سے بات کریں۔۔ جانتے ہیں۔۔ اگلے ہفتے جہانگیر پاکستان آرہے ہیں۔ اس سے پہلے وہ آئیں آپ۔۔" اسکی بات ادھوری رہ گئی جب وہ بولا۔

" مبارک ہو۔۔ تو پھر کب کر رہی ہو شادی؟"

اسکے سوال پہ وہ ہکا بکا رہ گئی۔

"کیا؟"

"ہاں۔۔ تو اچھا ہے نا۔ کب کر رہی ہو پھر شادی؟" وہ ایسے بولا جیسے دل پہ کوئی بھاری بھر کم پتھر رکھا ہو۔

"آپ کو لگتا ہے ابھی تک غصہ ہے مجھ پہ۔۔میں نے سوری تو کیا تھا آپ سے۔۔"

وہ الجھتے ہوئے نیم انداز میں مسکرائی۔

"اب ایسی بات تو نہ کریں کہ میرا دم ہی نکل جائے۔۔"اب کی بار اسکی زبان کانپ رہی تھی۔

اسکی آواز میں موجود لغزش کو اس نے واضح طور پہ محسوس کیا مگر پھر بھی جان بوجھ کر بولا۔

"کیوں؟؟ منگنی کی انگوٹھی جس کے نام کی پہنے ہوئے ہو،اصولاََ شادی بھی تو اسی سے کرنی چاہیے۔۔"

اس نے فوراََ اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کو دیکھا۔

"رات کو تم نے غصہ سے بات کی اور ابھی مجھے جلانے کے لیئے یہ انگوٹھی پہن آئی ہو۔۔"

"نن۔۔نہیں۔۔ایسا نہیں ہے سجیل۔۔یہ۔۔یہ اماں بی نے زبردستی پہنائی ہے۔۔ورنہ میں تو کبھی بھی۔۔"اس نے اپنی انکھوں کے کناروں کو ہاتھ سے رگڑ کر صاف کیا۔

"واہ! کتنا آسان ہے نا تمہارے لیئے یہ سب کہنا۔۔تمہارا کیا ہے؟ یہاں میں بات کروں بھائی سے اور وہاں تمہیں تمہاری اماں بی سختی سے حکم دے دیں کہ شادی تو جہانگیر سے ہی کرنی ہے۔۔"وہ اماں بی کے لہجے میں ہی بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جنت کے لیئے اسکا یہ روپ برداشت کرنا بے حد مشکل تھا۔وہ ابھی بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اس سے ایسی کیا غلطی ہو گئی ہے جو سجیل کا یہ ردِ عمل ہے۔

"مجھ سے غصہ ہیں نا آپ؟تو دیکھیں۔۔ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ رہی ہوں۔۔"وہ بے بسی سے اسکے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی مگر وہ پھر بھی ٹس سے مَس نہ ہوا۔

مہر دور سے کھڑے یہ سب دیکھ رہی تھی۔اسکا جی چاہا کہ ابھی اور اسی وقت سجیل کے منہ پہ زوردار تھپڑ رسید کرے۔لیکن وہ وہاں کھڑی پوری صورتحال کا بغور جائزہ لے رہی تھی۔

آخر وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"اس سب کی کوئی ضرورت نہیں جنت۔۔جاؤ یہاں سے۔۔کوئی آرہا ہے شاید۔۔"اس نے ذرا زور دے کر کہا تو وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔

"ابھی تو جا رہی ہوں۔۔لیکن آپ کو رستہ بدلنے نہیں دوں گی۔۔مائنڈ اِٹ۔۔"

اسکے جاتے ہی مہر نے تیزی سے قدم بڑھائے اور اسکے قریب جا کھڑی ہوئی جو منہ پلٹے اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو صاف کر رہا تھا۔

"واہ۔۔"مہر نے طنزیہ انداز میں تالی بجائی۔

"جی چاہتا ہے کہ تمہارے منہ پہ زوردار تھپڑ ماروں تاکہ تمہارے اندر کا اداکار باہر نکلے۔۔"

وہ دانت پیس کر بولی۔

''کیا مطلب؟''اس نے گویا پھر سے اداکاری کرنا چاہی۔

''اپنی ساری اداکاری اسی کے لیئے رہنے دو۔۔''اس نے اسے للکار کر کہا۔

''میں سمجھا نہیں۔۔''

اب کی بار وہ زچ ہو کر بولی۔

''تھپڑ پڑے گا اب تمہیں مجھ سے۔۔''

''خود کو آخر سمجھتے کیا ہو تم؟؟ بہت بڑے ایکٹر ہو؟ بہت حوصلہ ہے تم میں۔۔خود کی محبت سے دستبردار ہونا؟اسے بتایا کیوں نہیں کہ تمہیں منگنی کی انگوٹھی کا غصہ نہیں۔۔بلکہ تم تو قسم کی زنجیروں میں بندھے ہو۔''

اسکی بات سن کر وہ ہڑبڑا سا گیا۔

''کیا کہنا چاہتی ہو تم؟صاف صاف کہو۔۔''

''صاف صاف تو تمہیں کہنا چاہیئے۔۔''اس نے اسکے سوال پہ ہی سوال داغا۔

''کتنی عجیب بات ہے سجیل۔۔تم۔۔تم جیسا انسان۔۔کیسے کسی کی باتوں میں آ گیا۔۔کتنا بھروسہ اور یقین دلایا تھا تم نے اسے۔۔اور آج۔۔اسکا سب یقین تم نے مٹی میں ملا دیا۔۔؟ میں پوچھتی ہوں آخر تم نے اماں بی کی بات مانی ہی کیوں؟ کیوں لیا اتنا بڑا فیصلہ تم نے؟''

اس نے ابھی جو انکشاف کیا تھا،اس پہ اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”تمہارا استعمال کیا گیا ہے۔۔اور بس۔۔“

وہ اسے خوب کوس رہی تھی مگر وہ تھا کہ ایک بھی لفظ بولنے سے قاصر تھا۔ مجرموں کی طرح بس اسکی باتیں سنتا ہی گیا، جس سے اسکے غصے میں اور اضافہ ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”دیکھو بیٹے۔۔ میں اسے یہاں لے تو آئی ہوں۔۔امید کرتی ہوں تم اس سے دور رہو گے۔۔اور ہاں۔۔ ہمیں دھوکہ دینے اور اپنی بات سے مکرنے کی کوشش ہر گز نہ کرنا۔۔ ہم محبت کے دشمن نہیں ہیں۔۔ لیکن اپنے اصول تمہارے لیئے بدل نہیں سکتے۔۔ تمہیں تمہارے بھائی کی خوشی عزیز تھی سو ہم نے تمہیں دی۔۔ لیکن جنت۔۔اس کے لیئے اس سے بہتر کوئی نہیں، جسے ہم نے اسکے لیئے چنا ہے۔۔ تمہارے لیئے وہ عزیز ہوتی تو تم کبھی ہماری کہی ہوئی بات کو قبول نہ کرتے۔۔“ وہ لان میں ٹہلتے ہوئے ان کی کہی بات کو سوچ رہا تھا۔

راحت نے اسے علی الصبح لان میں ٹہلتے دیکھا تو حیران رہ گیا۔ موسم بھی شدید سرد تھا۔اور وہ اس وقت باہر؟ یقیناََ وہ حیران تھا۔ آخر وہ اسکے قریب آیا۔

"سجو؟؟؟ کہاں گم ہو تم؟" راحت نے اسے بلایا مگر اسکی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ تبھی اس نے اسے ہاتھ لگاتے ہوئے بلایا۔

"کہاں گم ہو؟ تمہاری اطلاع کے لیئے عرض ہے۔۔ شدید ٹھنڈ ہے یہاں۔۔ اندر چلو۔۔"

"جی۔۔" وہ گم سم لہجے میں بولا تو راحت کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا۔

وہ اسکے کہنے پہ اندر آ تو گیا لیکن ڈائننگ ٹیبل پہ گم سم حالت میں بیٹھا رہا۔

"شام میں تیار ہو جانا۔۔ تابینہ کو لینے جانا ہے۔۔" انہیں لگا کہ وہ اس بات پہ خوشی سے جھلملا اٹھے گا مگر سب اس کے برعکس ہوا تھا۔

"نہیں بھائی۔۔ بہت کام ہے۔۔ آفس کا۔۔ اور ویسے بھی یونیورسٹی میں وائیوا شروع ہو رہے ہیں۔۔ مشکل ہے وقت نکال پاؤں۔۔" وہ آسودہ سی حالت میں بولا۔

"کچھ ہوا ہے؟" انہوں نے بلا تمہید سوال کیا۔

"نہیں۔۔ کچھ نہیں۔۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں سوچ رہا تھا تمہاری اور اسکے رشتے کی بات تابینہ سے کر دوں۔۔ باقی سب وہ سنبھال لے گی۔۔"

"نہیں۔۔ نہیں بھائی۔۔ مجھے شادی نہیں کرنی۔۔ "

وہ حیران ہوئے۔

Clubb of Quality Content

''شادی نہیں کرنی؟؟ یا اس سے نہیں کرنی۔۔کیا مطلب میں سمجھوں اس بات کا؟''

''جو بھی سمجھیں۔۔بس میرے سامنے شادی کا ذکر مت کیجیئے گا آج کے بعد۔۔'' وہ جھنجھلایا اور وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

انکے سامنے پہلی مرتبہ اسکا یہ ردِ عمل تھا۔

''بیٹھو۔۔'' انہوں نے اسے نرم لہجے میں کہا۔

خانساماں دونوں کے لیئے گرم گرم چائے لے کر آیا۔اس نے سجیل کو بغور دیکھا اور پھر راحت سے کچھ کہنا چاہا لیکن چائے رکھتے ہی وہ وہاں سے چلا گیا۔

راحت نے اسکے سامنے چائے کا کپ رکھا اور پھر سوالیہ بولا۔

''تو لڑائی ہوئی ہے تم دونوں کی؟'' وہ نیم انداز میں مسکراتے ہوئے بولے۔انکے لہجے میں شرارت واضح تھی۔

''نہیں بھائی۔۔اور پلیز۔۔آپ بھی کیا؟؟ میں اٹھ کر چلا جاؤں کیا؟؟'' وہ تنگ آکر بولا تو راحت ہکا بکارہ گیا۔

''سجو؟؟ ''

''صبح صبح کیوں اس ٹاپک کو لے کر بیٹھ گئے ہیں؟ پلیز چائے پیجیئے۔۔'' وہ تقریباً رونے والے انداز میں بولا مگر پھر خود کو نارمل کیا اور انہیں چائے پینے کے لیئے اشارۃً کہا۔

Clubb of Quality Content

آخر چاروناچار اسے خاموش رہنا ہی پڑا۔اس نے چائے کا کپ منہ کو لگایا اور اسکی طرف بغور دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں محو ہو کر رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کل شام سے وہ کمرے سے باہر نہیں آئی تھی۔ صبح ناشتے کی میز پہ بھی وہ موجود نہیں تھی۔اماں بی نے اسکے متعلق دریافت کیا تو یہی جواب سننے کو ملا کہ ”اسکی طبعیت ٹھیک نہیں۔۔“

”بلا کر لاؤ اسے۔۔“ وہ حکمیہ انداز میں مہر سے بولیں تو وہ تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی اٹھی اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر کمرے تک آگئی۔

”تم دونوں کے ٹیسٹ کب ہیں؟“ انہوں نے ایمل سدرہ سے پوچھا۔

”جی۔۔کل سے اور ایک ہفتے بعد ختم ہو جائیں گے۔۔“ دونوں نے انکے سوال پہ فوراً جواب دیا کہ کہیں ان کی کلاس نہ لے لی جائے۔

”ٹھیک۔۔ایک ہفتے بعد دو دن کی چھٹی کی درخواست دے دینا۔۔“

”جی۔۔لیکن۔۔“ سدرہ نے سوال کیا۔

''ارے شادی ہے تمہاری بہن کی۔۔ چھٹی تو کرنا ہو گی نا۔۔'' وہ اس کے سہمے انداز پہ ہنس پڑیں۔

''جہانگیر کی ماں سے بات ہوئی ہے۔۔ آرہا ہے وہ اگلے ہفتے۔۔'' انہوں نے سب کو اطلاع دی۔ سبھی انکی بتائی گئی خبر پہ خوش تھے۔ ماسوائے شاہ ویز کے۔۔

''ایک کانٹا ہٹایا ہے۔۔ اب دوسرا ابھی آرہا ہے۔۔'' وہ اپنے ہاتھوں کو دباتے ہوئے اپنے غصے پہ بمشکل ہی قابو کر پایا تھا۔

جب تک جنت نہیں آئی تھی، کسی نے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ وہ آئی تو سب کی جیسے جان میں جان آئی۔

''شکر ہے کھانا تو نصیب ہوا ہمیں۔۔ کیا ہوا تمہیں؟'' شماز شرارتی انداز میں بولا۔

وہ کرسی پہ مہر کے برابر میں بیٹھی۔ اور سب کو سلام کیا۔

''اصولاََ تو دیر سے تابینہ کو آنا چاہیئے تھا لیکن۔۔'' زیبا نے بات کرنے کے لیئے منہ کھولا ہی تھا کہ نعیم صاحب نے ہنکار کرا سے چپ کروا دیا۔

کسی نے بھی اسکی بات کو خاطر میں نہ لایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سب نے کھانا، کھانا شروع کیا اور وہ صرف کپ میں چائے ڈال کر ان میں رَس ڈبوتی رہ گئی۔
وہ اس اذیت میں تھی جس میں چائے میں رس ڈوبنے سے کہیں زیادہ خود کے ڈوبنے کی فکر زیادہ تھی۔

اماں بی اسے بغور دیکھ رہی تھیں۔ ناشتے سے فارغ ہوتے ہی، وہاں سے سب کے جانے کے بعد انہوں نے اسے اپنے پاس روک لیا۔

"تمہاری آنکھیں کیوں سرخ ہو رہی ہیں؟ روتی رہی ہو کیا؟؟" انہوں نے جو بھی کہا تھا بالکل ٹھیک کہا تھا۔ لیکن اسکی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

وہ سمجھ گئیں کہ سجیل نے ان کی بات پہ عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس چیز کی بے شک انہیں خوشی تھی لیکن جنت کا ایسا حال ان سے دیکھا نہیں جا رہا تھا۔

"جو بھی کر رہی ہوں تمہارے بھلے کے لیئے کر رہی ہوں میری بچی۔۔" انہوں نے اسے دیکھا اور دل ہی دل میں خود سے بات کی۔

"جاؤ۔۔ جا کر آرام کرو۔۔"

اس نے انکی طرف دیکھا اور کچھ بھی کہے بناء وہاں سے چلی آئی۔

مہرا نکے قریب آئی۔ تھوڑی سی ہمت جمع کرتے ہوئے اس نے ان سے بات کرنا شروع کی۔

"گستاخی معاف۔۔آپ سے اس کی یہ حالت نہیں دیکھی جارہی۔۔تو آپ اسے اسکی خوشی کیوں نہیں سونپ دیتیں؟"

اماں بی کی سمجھ میں اسکی بات آچکی تھی۔وہ تھوڑا آبدیدہ ضرور ہوئیں مگر پھر اسے دیکھ کر تفصیلاََ بولیں۔

"میں دشمن نہیں ہوں اسکی۔۔میرا دل دھڑکتا ہے اسکو دیکھ کر۔۔لیکن یہ اپنا اچھا، برا سمجھتی نہیں۔۔جس کے لیئے یہ اپنا یہ حال بنائے ہوئے ہے، وہ کسی صورت اسکے قابل نہیں ہے۔۔"

مہر انکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔وہ خاموش رہی جب تک کہ انکی بات مکمل نہ ہوئی تھی۔

"اسے اگر ہماری جنت عزیز ہوتی تو وہ کبھی میری بات نہ مانتا۔۔وہ یہ بھی تو کہہ سکتا تھا کہ اسے ہماری تابینہ بھی چاہیئے لیکن جنت کے بغیر نہیں۔۔۔بے شک اس نے میری بات کا مان رکھا ہے۔۔اور اسکے لیئے ہم اسکے شکر گزار ہیں۔لیکن جنت کے لیئے وہ مناسب نہیں۔۔کل کو کوئی بھی اسے کوئی بھی قسم دے گا تو کیا وہ ہماری جنت کو چھوڑ دے گا؟

"اماں بی۔۔گستاخی معاف۔۔"وہ ذرا نرم لہجے میں بولی۔

"ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو۔آپ نے قسم ہی ایسی دی کہ اور کوئی بھی ہوتا، وہ بھی یہی کرتا۔۔۔"

''کوئی بھی ہوتا تو یہی کرتا۔۔البتہ خاص ہوتا تو ایسا نہ کرتا۔ خیر۔۔جو بھی ہے۔۔ہمیں وہ جنت کے لیئے بھلا نہیں لگا۔۔''

اس سے پہلے وہ کوئی اور سوال کرتی اماں بی نے اپنی بات کو مزید جاری رکھا۔

''ہم تمہارے شکر گزار ہیں کہ تمہاری وجہ سے تابینہ کے حوالے سے ہمارے دل میں موجود غلط فہمی دور ہو گئی۔۔ لیکن ہم جانتے ہیں مہر بیٹی۔۔اب کے جس نے بھی مجھ تک خبر پہنچائی ہے،اسکی میں نے خوب تصدیق کی ہے۔۔ورنہ ہمارے اصول اگر اپنی بیٹی کے لیئے نہیں بدلے تو جنت کے لیئے کیسے بدلتے؟؟''

اس نے خاموشی سے انکی بات سن تو لی مگر ان سے بحث کرنے کی ہمت نہ کر سکی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

راحت تابینہ کو لینے آیا اور ہو کر چلا بھی گیا۔اس نے مہر سے بات کرنا چاہی لیکن بات نہ کر پایا۔تابینہ نے بھی اسکا الجھا الجھا انداز محسوس کیا تھا لیکن سمجھ نہ پائی کہ ایسا کیوں ہے؟

مہر کمرے میں آئی تو اسے کمرے میں نا پا کر ٹیرس پہ آئی۔جہاں وہ کھلے آسمان تلے چاند،ستاروں کو دیکھے جا رہی تھی۔

"تمہیں اندازہ بھی ہے۔۔راحت پوچھا اور تابینہ پوچھو تمہارا کتنا انتظار کر کے گئے ہیں؟ ایمل کو بھی تم نے یہ کہہ کر واپس بجھوا دیا کہ "مجھے نہیں ملنا کسی سے۔۔" یہ کیا بات ہوئی؟؟" مہر کا غصہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔

"نہیں ملنا تو نہیں ملنا۔۔اب زبردستی ہے کیا؟" وہ لڑنے والے انداز میں بولی اور ٹیرس سے اندر کمرے میں آئی۔

"جنت۔۔تم خوامخواہ ری ایکٹ کر رہی ہو۔۔"

"میں ری ایکٹ کر رہی ہوں؟ تم جانتی بھی ہو کہ میں کس حال میں ہوں؟ اور یہاں ہر ایک کو خوشیاں سوجھ رہی ہیں۔۔" اسکی لفظوں میں دکھ تھا۔

"جنت۔۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔۔کم از کم۔۔اسکی وجہ سے تم اپنا ایسا حال تو نہ کرو۔۔جب اسے احساس نہیں ہے تو بھول جاؤ اسے۔۔"

جنت نے اپنے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے ہی تھے کہ اسکی بات پہ اسکے قدم رک سے گئے۔ اس نے پلٹ کر اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی۔

"بھول جاؤں؟ زندگی ہے وہ میری۔۔بھول جاؤں؟ اتنا آسان ہے بھولنا؟ مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ وہ مجھ سے چاہتا کیا تھا؟ جب ساتھ نہیں دے سکتا تھا تو پھر کیوں آیا میری زندگی میں؟؟ کیوں؟؟" وہ بمشکل ہی خود کو رونے سے روک پائی تھی۔

''سچ کہوں نا۔۔تو دل نہیں مان رہا کہ وہ مطلب پرست ہو سکتا ہے۔۔کچھ تو ہے۔۔جو وہ مجھ سے چھپا رہا ہے۔۔تم ہی پوچھو نا اس سے۔۔''

اسکی حالت دیکھ کر مہر دل پسیج کر رہ گئی۔

''میں سچ میں مر جاؤں گی مہر۔۔اسے بولو ایک مرتبہ مجھ سے بات کر لے۔۔۔وہ جیسا کہے گا میں ویسا ہی کروں گی۔۔مگر میرا ساتھ نہ چھوڑے۔۔مجھے نہ چھوڑے۔۔''روتے روتے وہ بیڈ پہ آبیٹھی۔اسکی حالت غیر ہو رہی تھی۔

مہر فوراََ سے آگے بڑھی۔

''سنبھالو خود کو۔۔اللہ سے دعا کرو۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔''اس نے اسے گلے سے لگایا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

''دعا ہی تو کر رہی ہوں۔۔یا مجھے سکون مل جائے۔۔یا وہ مل جائے۔۔لیکن کچھ بھی نہیں مل رہا۔۔''

''جنت مایوس نہیں ہوتے۔۔اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔۔''اس نے اسے پیار سے سمجھایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مایوس نہیں ہوں۔۔بے چین ہوں مہر۔۔پریشان ہوں۔۔اس بات سے پریشان ہوں کہ وہ مجھ سے منہ موڑ رہا ہے۔۔اس بات پہ کہ میں نے انگلی میں انگوٹھی جہانگیر کی دی ہوئی پہنی ؟

انگلی میں انگوٹھی کسی کی بھی ہو لیکن میرے دل میں تو وہی ہے نا؟اس بات پہ اتنا ناراض ہو گیا ہے کہ مجھے خود سے دور کر رہا ہے۔۔کیوں؟؟" وہ سسکی لیتے ہوئے اس بات سے بے خبر کہ وہ سب جانتی ہے،اسے ساری داستاں سنا رہی تھی۔

مہر اسے سنبھالنے اور سمجھانے سے قاصر تھی۔مہر اسکے پاس سے اٹھی۔وضو بنایا اور اسے سورہ یٰسین سنانے لگی تاکہ اسکے دل کو سکون مل سکے۔

مہر نے سورہ یٰسین کی تلاوت خوش الحانی سے کی۔قرآنِ پاک کے لفظوں میں اور اسکی آواز میں اتنی تاثیر تھی کہ جنت اسکی گود میں سر رکھے،روتے روتے سو گئی۔یٰسین مکمل کرتے ہی اس نے اسکے چہرے پہ پھونک ماری اور اسکا سر تکیہ پہ رکھ کر اسے کمبل اوڑھا دیا۔

اس نے اپنا موبائل پکڑا تو اسکی طرف سے ڈھیروں میسجز تھے۔جس میں صرف اور صرف جنت کی خیریت ہی دریافت کی گئی تھی۔بجائے اسکے کہ وہ اسے ریپلائی کرتی،اس نے ڈائریکٹ اسے کال ہی کی۔

پہلی بیل پر ہی اسکی طرف سے کال ریسیو کی گئی۔

''کیوں پوچھ رہے ہو اب اسکا؟ زندہ ہے وہ۔۔ مری نہیں ہے ابھی۔۔ مر جائے گی تو تمہیں اطلاع مل جائے گی۔۔'' مہر کی آواز میں دکھ کے ساتھ ساتھ غصہ بھی تھا۔

''مہر۔۔ ایسا تو نہ کہو۔۔ اللہ نہ کرے اسے کچھ ہو۔۔'' وہ جھٹ سے بولا جیسے اسکے دل سے کسی نے دھڑکن چھین لی ہو۔

''کیوں؟ کیوں نہ کہوں؟ یہی تو چاہتے ہو نا تم۔۔ تو ایک کام کرو۔۔ مار دو اسے اپنے ہاتھ سے۔۔ اسکی یہ حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔۔ اذیت میں ہے وہ۔۔ بس سانس نکلنے کا انتظار ہی کر رہی ہے۔۔ تو سوچو۔۔ جب اسے حقیقت کا علم ہو گا کہ اسکی محبت نے اسے بھیک میں دے دیا تو کیا بیتے گی اس پہ؟ سوچا ہے کبھی؟'' وہ اس پہ پھٹ پڑی تھی۔

''مہر۔۔۔ میری اور اسکی محبت کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟ ہو جائے گا اسے کسی اور سے بھی پیار۔۔ لیکن بھائی تو پچھلے دس سال سے ان کے انتظار میں تھے۔۔ بہت مشکل سے انہیں انکی عبادتوں کا حاصل ملا ہے۔۔ میری وجہ سے اب۔۔'' وہ حد درجہ اذیت کا شکار تھا مگر پھر التجائیہ انداز میں سے بولا۔

اور پلیز۔۔ تم اسے کچھ نہیں بتاؤ گی۔۔ پلیز۔۔ ٹھیک ہو جائے گی وہ۔۔ ''

''میں نہیں بتاؤں گی۔۔ لیکن جو سودا تم نے کیا ہے۔۔ وہ بات زیادہ دیر تک چھپ نہیں سکے گی۔۔ رہی بات اسکے ٹھیک ہونے کی، تو یہ بات تو تم بھی اچھے سے جانتے ہو کہ اسکا علاج تم سے ہو۔۔ تم دوا ہو اسکی۔۔'' اس نے اسے خوب سنائیں۔

''مہر۔۔ تم تو سمجھو نا مجھے۔۔ دوست ہو نا میری۔۔ تو پلیز تمہیں میری جنت کا خیال رکھنا ہو گا۔۔'' وہ تڑپ کر بولا۔

''کیوں؟ کیوں خیال رکھوں میں اسکا؟ تمہاری جنت ہے نا۔۔'' اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔

''ہماری دوستی میں ایک دوسرے کی محبت کا خیال رکھنا شامل نہیں۔۔ بہتر یہی ہے کہ تم اسے خود آکر سنبھالو۔۔ ہر قسم سے آزاد کر دو خود کو۔۔ اور اسے اپنانے آجاؤ۔۔'' اس نے منت کی تو وہ تھک ہار کر بولا۔

''میرے بس میں نہیں مہر۔۔ میں چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہا ہوں۔۔ میں نے اسے پانے کے لیئے ہاتھ پاؤں مارے تو۔۔ راحت بھائی کی زندگی سے تابینہ آپو کو بھی چھین لیا جائے گا۔۔ ہم دونوں میں سے کوئی تو خوش رہے۔۔'' وہ زخمی انداز سے مسکرا دیا۔ اور وہ اسے سمجھا سمجھا کر بے بس ہو کر رہ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جہانگیر کے گھر والوں کو تاریخ طے کر کے گئے ہوئے دو دن ہو گئے تھے۔ لیکن برائیڈل ڈریس ابھی تک لیا نہیں گیا تھا۔ مسز ہارون کی طرف سے فون پہ یہ کہا گیا کہ "وہ اپنی بہو کو لہنگا اور جیولری اپنی مرضی سے دلوانا چاہتی ہیں۔۔" سو اسی کے مطابق ہی عمل کیا گیا۔ جہانگیر کے آنے میں ابھی دو دن باقی تھے۔ اور اس سے اگلے دو دن بعد کی شادی کی تاریخ مقرر کی گئی۔

"تیار ہو جائیں۔۔ شاپنگ کے لیئے جانا ہے۔۔ جہانگیر بھائی کی امی آ رہی ہیں آپکو لینے۔۔" سدرہ نے کمرے میں آتے ہی یہ خبر دونوں کو سنائی۔

"کیا مصیبت ہے۔" جنت دانت پیستے ہوئے بولی تو مہر نے اسے مزید بات کرنے سے روکا۔

"آ رہے ہیں ہم۔۔ جاؤ تم۔۔" اس نے سدرہ کو وہاں سے بھیجنے کی ہی کی۔

"مہر۔۔ مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔۔" وہ چڑ کر بولی۔

"کیوں؟ کیوں نہیں جانا تمہیں؟ تمہیں ایک بات بتاؤں؟ پوپھو بھی آ رہی ہیں شاپنگ کے لیئے۔۔ اور ہو سکتا ہے ساتھ میں وہ ہو۔۔" وہ ذرا آہستگی سے بولی تو اسکے اداس چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی۔

"واقعی؟؟؟"

"ہاں۔ می اور سامعیہ تائی جان تو پہلے ہی مصروف ہیں تو۔۔۔اماں بی سے ندیم ماموں نے انہیں کہلوایا ہے کہ وہ جہانگیر بھائی کی امی کے ساتھ شاپنگ کے لیئے جائیں۔۔"

اسکی بات سن کر وہ فوراً سے بیڈ پر سے اٹھی اور مارکیٹ جانے کے لیئے تیار ہونے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نگاہیں تلاش میں ہیں صرف تمہاری

چلے آؤ کہ تمہیں دیکھے کئی دن ہو گئے

پچھلے کئی دنوں سے اس نے اسکی نہ شکل دیکھی اور نہ ہی آواز سنی۔ راحت کے لیئے بھی یہ بات ہضم کرنا مشکل تھی کہ جو سجیل، جنت کے لیئے بے قرار تھا، اب اسے ایسا کیا ہو گیا کہ اسکے دل میں اسکی چاہ ہی نہیں رہی۔ تابینہ شاپنگ کے لیئے راحت کے ساتھ آئی تھی۔ اسے تو لگا تھا کہ سجیل ساتھ ہو گا لیکن وہ نہیں تھا۔

مسز ہارون اسے بے حد محبت سے ملی۔ دلہن کے لیئے لہنگا دیکھا گیا اور پھر اسے، اس لہنگے کو ایک دفعہ پہن کر چیک کرنے لیئے کہا گیا۔ بادل نخواستہ اسے لہنگا پہننا ہی پڑا۔

دوسری طرف مہر مال کی بیسمنٹ میں راحت کے ساتھ بیٹھی کافی شاپ میں اسے گزرے دنوں کے احوال سے آگاہ کر رہی تھی۔ راحت کی حیرانگی میں مزید اضافہ ہوتا گیا جیسے جیسے مہر اسے سب بتا رہی تھی۔

''اتنا کچھ ہو گیا۔۔ اور مجھے تم لوگوں میں سے کسی نے بھنک تک نہ پڑنے دی۔۔'' وہ دکھ سے بولے۔

اب انکی سمجھ میں سب آرہا تھا کہ کیوں آج کل سجیل ان سے اتنی بے نیازی سے بات کر رہا ہے؟ کیوں اسکے چہرے پہ اداسی چھائی ہوئی ہے؟

''میں نے بہت سمجھایا اسے۔۔ لیکن وہ میری کوئی بات سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔ کہنے لگا۔۔ میری اور اسکی محبت کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟ ہو جائے گا اسے کسی اور سے بھی پیار۔۔ لیکن بھائی تو پچھلے دس سال سے ان کے انتظار میں تھے۔۔ بہت مشکل سے انہیں انکی عبادتوں کا حاصل ملا ہے۔''

"پاگل ہے وہ۔۔۔رشتہ کیا دنوں کے حساب سے اہم ہوتا ہے؟ محبت۔ محبت ہوتی ہے۔۔چاہے اسے محسوس کیے ایک لمحہ ہی کیوں نہ گزرا ہو۔" مہر نے بھی اسکی بات پہ اکتفا کیا۔

بہر حال راحت نے فون نکالا اور اس پہ کچھ ٹائپ کرنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ شیشے کے سامنے مری مری سی حالت میں کھڑی اپنا بغور جائزہ لے رہی تھی۔ مسکراہٹ تو اسکے چہرے سے کوسوں دور تھی۔اسکے ذہن میں سجیل کی کہی ایک ایک بات گھوم رہی تھی۔۔اور اسکے الفاظ۔۔"میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔۔بھروسہ رکھو مجھ پہ۔۔" درد سے اسکا سر پھٹا جا رہا تھا۔۔آ آخر اس نے اپنا ہاتھ ڈریسنگ پہ پٹخا اور "ڈریس اپ روم" سے باہر آئی۔

اس سے پہلے وہ ان تک پہنچتی اسکا دھیان سامنے سے آتے سجیل پہ پڑا۔اسکے چہرے پہ آسودہ سی مسکراہٹ دوڑی۔اپنا وہم جانتے ہوئے وہ آگے بڑھتی گئی۔اسکے پاس سے گزری تو اندازہ ہوا۔۔یہ تو وہی ہے جس کا اسے انتظار تھا۔۔اسکے قریب سے گزرتے ہوئے وہ رکی۔اور پلٹ کر اسکی طرف دیکھا۔اور دیکھتی رہی۔

"اسکے نام کا لباس ضرور اوڑھا ہے میں نے۔۔ لیکن دل میں صرف آپ ہی ہیں۔۔" اسکے خاموش لب، اسے یہ کہنے کے لیئے بے تاب تھے۔

آخر اس نے ہی خاموشی توڑی۔

"مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں کچھ بھی۔۔ خود کو سنبھالو۔۔ ہمارا ساتھ یہیں تک کا تھا۔۔ "

اسکی بات سن کر وہ زخمی انداز سے طنزیہ مسکرائی۔

"ایسا بھی کیا ہو گیا کہ نوبت یہاں تک آگئی؟ میں کیا کیا ہے؟ کیا مجھے میرا قصور؟ میرا جرم جاننے کا کوئی حق نہیں؟؟" وہ رونے والی انداز میں بولی۔

"شاید مجھ پہ اعتبار کرنا۔۔"

اس نے گہرے دکھ سے اسے دیکھا۔

"آپ پہ اعتبار ہی تو میری زندگی کا حاصل تھا۔۔ کیا کہتے تھے۔۔ بھروسہ رکھو جنت۔۔ میں سب سنبھال لوں گا۔۔ "

وہ نظریں جھکائے مجرموں کی طرح اسکی بات سنتا رہا اور وہ تھی کہ اس سے اپنے ساتھ کیے گئے ظلم کا حساب مانگتی رہی۔

Clubb of Quality Content

"تابینہ خالہ کی شادی کے دن سے ہی آپ ایسا بی ہیو کر رہے ہیں۔۔ایسا کیا ہوا ہے؟ شاہ ویز نے اگر کچھ کہا ہے تو۔۔"

"کچھ نہیں کہا اس نے۔۔اور اسے تو یہ بھی نہیں پتہ کہ فون پہ بات کرنے والی جنت تم ہو۔۔" سجیل نے اسکی غلط فہمی دور کی۔

"پھر؟؟" وہ سوچ میں پڑ گئی۔کیونکہ کچھ دن پہلے اس نے جنت کو خود سب بتایا تھا کہ وہ سجیل اور اسکے رشتے کے متعلق جانتا ہے۔

سجیل گہری سوچ میں مگن ہوا اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"تمہارے دل میں اگر میرے لیئے تھوڑا سا بھی احترام موجود ہے تو تمہیں آگے بڑھنا ہوگا۔۔۔"

"آپ نے کیا احترام میری محبت کا؟ تو میں کیوں کروں؟؟" وہ جارحانہ انداز میں بولی۔

"اور پلیز۔۔مجھے اب کوئی لیکچر مت دیجیئے گا۔۔نہ تو یہ کلاس روم ہے اور نہ ہی آپ اب میرے ٹیچر ہیں۔۔سو۔۔مجھے مت سمجھائیں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔۔" اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور اسکے پاس سے ہوتے ہوئے وہاں سے آناً فاناً غائب ہوگئی۔

وہ تو چلی گئی لیکن، وہ اسکے کہے گئے لفظوں کے حصار میں کافی دیر تک رہا۔

ان دونوں کے مابین ہونے والی گفتگو کو تابینہ سن چکی تھی۔ شاپنگ سے واپسی پہ، پورا رستہ وہ ان دونوں کی باتوں کو ہی سوچتی رہی۔ راحت نے اس سے دریافت کرنا چاہا لیکن اس نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔

تابینہ چائے بنانے کچن میں گئی تو راحت نے سجیل کو آڑے ہاتھوں لیا۔

"تم سے مجھے اس قدر بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔۔"

وہ زمین پہ نگاہیں ٹکائے کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا۔

"اتنا بڑا فیصلہ تم نے اکیلے لے لیا؟ اور اسے بتایا تک نہیں؟"

"بھائی پلیز۔۔ جو جیسے چل رہا ہے، چلنے دیں۔۔۔ آپ شاید میری مجبوری کو نہ سمجھ پائیں۔۔"

"سمجھتا ہوں تمہاری مجبوری۔۔" وہ غصہ سے بولے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے یہ سب اتنا آسان ہے؟ تم نے محبت کو آخر سمجھ کیا رکھا ہے؟ اماں بی نے تمہیں کہا کہ بھائی کی خوشیوں کے بدلے اپنی محبت سے دستبردار ہو جاؤ تو تم نے حامی بھر لی؟؟"

اس نے نظر اٹھا کر انہیں بے انتہاء مجبوری اور لاچاری سے دیکھا۔

"تو یہ بات تھی۔۔" تابینہ کچن سے باہر آ کر حیرانگی سے بولی۔

اسکی اچانک آمد پہ دونوں نے یکبارگی سے اسے دیکھا۔

"تابینہ۔۔" راحت نے کچھ کہنا چاہا، جسے اس نے ہاتھ کے اشارے سے چپ کروادیا۔

"سب جانتی ہوں میں۔۔ لیکن یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی بے رخی کی آخر وجہ کیا ہے؟ سجیل۔۔ کیا تم نے یہ نہیں سوچا کہ تمہارے اس فیصلے سے اس پہ کیا بیتے گی؟ آج اسکی حالت مجھ سے دیکھی نہیں گئی۔۔ کیسے وہ تمہیں بار بار یاد دلا رہی تھی کہ تمہی نے کہا تھا کہ "وہ تم پہ بھروسہ کرے۔۔" اسکی آنکھیں بھر آئیں تو راحت فوراً سے آگے بڑھا۔

"تم پریشان نہیں ہو۔۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔۔"

اس سے پہلے وہ اس سے بات کرتا وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا اور انہیں جاتا ہوا یہ کہہ گیا کہ۔ "مجھے ڈسٹرب نہ کریں۔۔" دونوں اسے بے نیازی سے جاتا ہوا دیکھ کر حیران رہ گئے۔

"یہ کیا کہہ کر گیا ہے راحت؟؟ اسے ڈسٹرب نہ کریں؟؟ آپ نہیں جانتے کہ اسکی کیا حالت تھی۔۔ زندگی اور موت کے درمیان الجھی ہوئی ہے وہ۔۔ دکھ تو اس بات کا ہے کہ ہماری وجہ سے یہ سب ہوا۔۔ اور دکھ تو زیادہ اس بات کا بھی ہے کہ اماں بی نے اتنی بڑی بات کہہ دی؟ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ سب انہوں نے۔۔۔" اسکے رونے سے اسکے آدھے الفاظ اسکے حلق میں ہی اٹک کر رہ گئے۔

"یہی وجہ تھی کہ میں تمہیں یہ سب نہیں بتارہا تھا۔۔پلیز سنبھالو خود کو۔۔"

"کیسے سنبھالوں؟؟مجھ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے اسکی حالت؟؟"

اسکے رونے کی آواز ذرا اور بلند ہوئی تو چار و ناچار اسکے کمرے سے باہر آنا پڑا۔

"آپو۔۔اتنا بھی بڑا ظلم نہیں کردیا میں نے۔۔شادی ہوگی اس سے تو بھول جائے گی مجھے۔۔" وہ ذرا اونچی آواز سے بولا تو راحت نے اسے خوب گھورا۔

"اور اگر اس بات پہ بھی آپکا دل نہیں مانتا تو۔۔ چھوڑ دیجیئے راحت بھائی کو۔۔اپنا لیتا ہوں میں اسے۔۔اور اس سے بھی پوچھ لیں اگر اپنی اماں بی کی مرضی کے بناء میرے ساتھ شادی کر سکتی ہے تو ابھی اور اسی وقت اس سے نکاح کرنے کو تیار ہوں۔۔"

اسکے لفظوں کا مفہوم راحت کی سمجھ میں تو آگیا تھا لیکن تابینہ نے حیرت سے سوالیہ نظروں اسے گھورا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟؟"

"سجیل۔۔چپ رہو۔۔" راحت نے ہنکار کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"نہیں۔۔راحت۔۔آپ چپ رہیئے۔۔ سجیل۔۔کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا؟؟" بات مکمل کرواپنی۔۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسری طرف وہ دروازے کے باہر کھڑی ان دونوں کی گفتگو سن رہی تھی۔دونوں کی بحث تکرار میں تبدیل ہوئی تو اسے تشویش ہوئی۔

"یہ سب تمہارا ہی کیا دھرا ہے۔۔تم یہ سب نہ کرتے تو یہ سب نہ ہوتا۔۔آج تمہاری وجہ سے وہ مجرم بنا بیٹھا ہے۔۔اور تم۔۔تم نے یہ دوستی نبھائی؟ سجیل نہ سہی۔۔لیکن جنت تو تمہارے بچپن کی ساتھی تھی نا؟؟؟اس کے ساتھ برا کرتے تمہیں اس پہ ترس نہ آیا؟"مہر اسے خوب سنا رہی تھی۔

"میں نے کچھ برا نہیں کیااور یہ تم۔۔اپنا والیم تھوڑا نیچے رکھو۔۔تمہاری اصلیت سے ابھی وہ واقف نہیں۔۔تم یہ سوچو۔۔تمہارا سچ اگر جان لے گی تو سوچو۔۔تمہارا کیا ہوگا؟؟؟"اب کے وہ اسے دھمکی دینے پہ اتر آیا تو وہ اس پہ آ جھپٹی۔

"کون سا سچ؟کیا اصلیت ہے میری؟ "

معاملے کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے وہ دروازہ کھولتے ہی اندر داخل ہوئی۔

"کس بارے میں بات کر رہے ہو تم دونوں؟کیسی اصلیت؟کیا کیا ہے تم نے شاہویز؟؟ بولو؟؟"دونوں یکدم خاموش ہوئے اور اسکی طرف سے سوال پہ سوال بڑھنے لگے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

''جینی۔۔ تم جاؤ یہاں سے۔۔''مہر معنی خیز انداز سے بولی لیکن اس نے اسکی بات کو اگنور کرتے ہوئے اسے ہی وہاں سے جانے کے لیئے کہہ دیا۔

''مجھے اس سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔۔اِف یو ڈونٹ مائنڈ۔۔''اس نے اسی کے انداز میں اس سے کہا۔

''جینی۔۔ یہ تمہیں الجھا دے گا اپنی باتوں سے۔۔ اسکی باتوں میں نہ آنا پلیز۔۔''وہ دروازے تک جاتے ہوئے بولی تو جنت زور دے کر بولی۔

''مہر۔۔ بچی نہیں ہوں میں۔۔ لیکن مجھے اس سے وہ سب پوچھنا ہے جو اس نے کیا۔۔ یہ میری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔۔''

مہر چلی تو گئی لیکن دروازے کے پاس کھڑی رہی۔

''ہاں۔۔ تو تم۔۔ بولو۔۔ کیا کیا تم نے؟ کیا ہے اصلیت مہر کی؟''وہ خونخوار لہجے میں اس سے بولی۔

''میں نے کچھ نہیں کیا سمجھیں۔۔''اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے واضح کیا۔

بلکہ۔۔ یہ تمہاری دوست۔۔ دوست نما دشمن۔۔ مہر۔۔ اسی نے کیا ہے سب۔۔''

''شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔ تم ہوتے کون ہو اسے میری دشمن کہنے والے؟''وہ چیخ کر بولی۔

"چلو دوست سہی۔۔جانتی ہو کیا۔۔کہ وہ سجیل سے محبت کرتی ہے۔۔"وہ طنزیہ انداز میں مسکرایا۔

"ہاں۔۔جانتی ہوں۔۔پھر؟"اس نے اسے ٹھوک کر جواب دیا تو وہ کچھ دیر کے لیئے ساکت ہو کر رہ گیا۔

مہر کو جینی کی پر اعتمادی پہ پیار سا آ گیا۔سو وہ منظر سے ہٹ گئی۔

آخر اس کے ذہن میں عین وقت ایک اور شیطانی چال نے جنم لیا۔وہ کچھ دیر توقف کے بعد تھوک نگلتے ہوئے بولا،جب وہ وہاں سے جانے لگی۔

"اپنی محبت کو پانے کے لیئے اس نے اسے تم سے دور کیا ہے۔۔ "

اسکے یہ الفاظ اسکے کانوں میں پڑے ہی تھے کہ وہ جاتے جاتے رکی۔اسکی آنکھیں حیرت کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور سانس گلے میں اٹک کر رہ گیا۔اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا تو وہ فوراً بولا۔

"میری پوری بات سن لو۔۔پھر فیصلہ تمہارے ہاتھ میں۔۔"

جو بات وہ اسے کہہ چکا تھا،اس کے آگے اسکا بولنے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا تھا،سو وہ چپ رہی۔

اماں بی کو لفظ بہ لفظ، حرف بہ حرف وہ بتا چکی ہے۔۔اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ اماں بی۔۔ایسے ہی تابینہ پوپھو اور راحت پوپھا کے رشتے کے لیئے مان گئیں؟ سجیل سے انہوں نے ڈیل کی کہ اگر وہ اپنی محبت سے دستبردار ہو جائے تو اسکے بھائی کو رشتہ دے دیا جائے گا۔۔اور اماں بی۔۔ان کو تم اب ظالم مت سمجھ بیٹھنا۔۔انہوں نے بھی اسکا امتحان لیا۔۔لیکن وہ اس میں کھرا نہیں اترا۔۔کر دیا قربان تمہیں۔۔تمہاری محبت کو دے دیا بھیک میں۔۔"اسکے منہ سے ایک ایک نکلا لفظ اس پہ قیامت ڈھا رہا تھا۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔تم غلط کہہ رہے ہو۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔سجیل ایسا نہیں کر سکتا۔۔"وہ بارہا بولی تو وہ غصہ سے بولا۔

"اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو کل تمہارے ہاتھ پہ جہانگیر کی بجائے، سجیل کے نام کی مہندی لگنی چاہیئے تھی نا۔۔اب بھی تمہیں سمجھ نہیں آرہا؟ میں بے بہت سمجھایا۔۔مہر کو۔۔لیکن۔۔" بات کرتا کرتا وہ چپ کیا۔کیونکہ وہ اسکے اندر کا تجسس بڑھانا چاہتا تھا۔

"لیکن؟"وہ سسکی بھر کر بولی۔

"لیکن۔۔وہ کہنے لگی۔۔دیکھو شاہ ویز۔۔تمہاری طرح مجھ میں حوصلہ نہیں اپنی محبت کو قربان کرنے کا۔۔"

جنت کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہنے لگے۔قسمت کی ستم ظریفی سے کہیں زیادہ اسے مہر کا اپنا دوست ہونے پہ ترس آیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح مسز ہارون اپنی چند عزیزاؤں کے ہمراہ مہندی کا شگن لے کر پہنچ چکی تھیں۔چائے کا کپ خالی ہوا تو انہوں نے بات کرنے کی اجازت چاہی۔

”اماں جی۔۔آپکی اجازت ہو تو ہم دونوں بچوں کی مہندی کی رسم اکٹھے کر لیں؟اصل میں جہانگیر کے۔۔۔“انکی بات ادھوری رہ گئی جب اماں بی نے گردن ہلا کر اثبات میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔۔ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔۔“زیبا اور سامعیہ نے یکے بعد دیگرے انکے چہرے کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو۔

اماں بی نے ان دونوں کی آنکھوں سے ابھرتے سوالوں کو محسوس کیا تو بولیں۔

”دیکھیں بہن۔۔ہمارے ہاں مہندی کی رسم میں لڑکا نہیں آتا۔۔آپ چاہیں تو خود آ سکتے ہیں۔۔لیکن آپ سے ایک گزارش ہے۔۔زیادہ ہلہ گلہ اور شور شرابے سے پرہیز کیجیئے گا۔۔

اور وقت کا بھی خاص خیال رکھیئے گا۔۔ ہمیں امید ہے آپ ہماری بات کا احترام کریں گی۔۔"

وہ بارعب انداز سے میں ذرا نرمی سے بولیں تو مسز ہارون مسکرا دیں۔

"جی۔۔ ٹھیک ہے۔۔" انکے ساتھ آئی رشتے دار مہندی کی رات آنے کی اجازت ملنے پہ خوشی سے مسکرا دیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سامعیہ نے چاہا کہ مہندی کا جوڑا خود اسے دے کر آئے لیکن دل میں ابھرنے والی حسرتوں نے اسکے قدم اور ہاتھ روک دیئے۔ اسی لیئے اس نے علینہ کی مدد طلب کی اور اسکے ہاتھ مہندی کا جوڑا اسکے کمرے میں

بجھوا دیا۔

"کل رات سے تمہارا یہی حال ہے۔۔ ایک لمحے کے لیئے بھی تمہاری آنکھیں خشک نہیں ہوئیں۔۔ آخر کیا کہا ہے اس نے تم سے ؟ مجھے کیوں نہیں بتا رہی آخر ؟؟؟" بجائے اسکے کہ وہ اس سے لڑتی یا اس کی کسی بات کا جواب دیتی، وہ چپ چاپ بیٹھے بس روئے جا رہی تھی۔

"تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی جنت ؟ جنت۔۔ کچھ تو بولو۔۔ کیوں مجھے پریشان کر رہی ہو تم ؟؟" وہ چپ رہی تو اسکی بے چینی اور بے قراری میں مزید اضافہ ہونے لگا۔

”جینی۔۔کچھ پوچھ رہی ہوں میں۔۔“وہ زچ ہو کر بولی۔اس سے پہلے وہ اس سے کچھ پوچھ پاتی علینہ کمرے میں داخل ہوئی۔

”جنت۔۔یہ لو اپنا مہندی کا جوڑا۔۔بھجوایا ہے مسٹر آئی ٹی انجینئر نے۔۔“علینہ شرارتی انداز میں بولی اور اسکا مہندی کا جوڑا بیڈ پہ رکھنے کے بعد اسکے پاس آکر بیٹھ گئی۔

”تم کیوں کھڑی ہو میڈم؟؟بیٹھ جاؤ۔۔“علینہ اسے کھڑا دیکھ کر ہنس دی کیونکہ وہ دونوں ہاتھ باندھے اسکے سامنے کھڑی تھی۔

مہر اسکے پاس آکر بیٹھ گئی۔

”ارے۔۔ارے۔۔ارے۔۔اسے کیا ہوا؟یہ کیوں رو رہی ہے؟؟“اس نے بہت حد تک ضبط کیا لیکن خود کو رونے سے روک نہ سکی۔

”بھابھی۔۔کیا ہو گیا ہے؟آپ تو ایسے پوچھ رہی ہیں۔۔جیسے آپ پہ یہ وقت آیا ہی نا ہو۔۔“ مہر نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

”اللہ نہ کرے۔۔یہ وقت کسی پہ آئے۔۔جو مجھ پہ آیا ہے۔۔“وہ سنجیدگی سے بولی تو علینہ نے حیرانگی سے مہر سے استفسار کیا۔

”کیا ہوا اسے؟؟“

جواباً مہر نے کندھے اچکاتے ہوئے اشارۃً کہا کہ ”پتہ نہیں۔۔“

’’جینی۔۔کوئی پریشانی ہے؟؟‘‘علینہ نے پریشانی سے دریافت کیا۔

’’نہیں۔۔پریشانی بھلا کیا ہو گی؟ بھابھی آپ بھی نا۔۔جب لڑکی کی شادی ہوتی ہے تو میکہ چھوڑتے رونا تو آتا ہی ہے۔۔‘‘مہر نے مذاق میں بات ٹال دی لیکن علینہ کے دل کو تسلی نہ ہوئی۔

’’رخصت میں بھی ہوئی ہوں۔۔لیکن ایسا حال نہیں تھا میرا۔۔‘‘

’’آپکی تو لو میرج تھی نا۔۔‘‘اس نے پھر سے اسے چھیڑا۔جنت اسکے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھی۔شاید یقین کرنا چاہتی تھی کہ ’’کیا واقعی مہر ویسی ہی ہے۔۔جیسا شاہ ویز نے اس سے کہا تھا۔‘‘

’’اف ف ف۔۔دیکھو جنت۔۔اگر اس بات کا رونا ہے نا کہ لو میرج نہیں ہوئی تو تم مجھ سے بھی زیادہ خوش قسمت ہو۔۔کیونکہ تمہارا رشتہ اللہ نے بھیجا ہے۔۔تم نے خود نہیں تلاش کیا اور نہ ہی تمہیں تلاش کرنا پڑا۔۔خود سوچو۔۔جس جہانگیر نے،شاہ ویز سے اتنا بے عزت ہو جانے کے بعد بھی تمہارے لیئے رشتہ بھیجا،وہ تمہیں کتنا خوش رکھے گا؟ سچ کہوں نا۔۔میں حیران تھی جب تمہاری منگنی کا سنا۔۔کہ کیسے ہو گئی یہ منگنی؟؟ لیکن امی نے بتایا پھر کہ شاہ ویز نے انکا بھی وہی حشر کیا۔۔جو وہ ہر ایک کا کرتا تھا۔۔لیکن جہانگیر تو پھر جہانگیر ہے نا۔۔ پورے جہاں میں اسکی نظیر کہاں۔۔‘‘علینہ نے اسے کسی استانی کی طرح درس دیا اور آخر میں

مذاحیہ انداز میں اسکی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے وہاں سے مہر کو ہدایات دیتے ہوئے چلی گئی۔

''خیال رکھنا اسکا۔۔اور شام میں پارلر والی آجائے گی۔۔اس سے پہلے سارے ضروری کام ختم کر لینا۔۔اور ہاں۔۔ مہندی ابھی ہی لگادو۔۔اسکے ہاتھوں پہ۔۔رنگ تو چڑھے گا نا۔۔''

وہ اسے ہدایات دیتے ہوئے چلی تو گئیں لیکن جنت کا منہ اسی طرح لٹکا رہا اور مہر بے بسی سے بس اسکا چہرہ تکتے رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''کیا سوچا پھر آپ نے؟؟''تابینہ انہیں ٹیرس میں ٹہلتے ہوئے دیکھ کر بولی۔

وہ کافی کشمکش و پیچ کا شکار لگ رہے تھے۔تابینہ کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

''تم بتاؤ؟؟ مجھے چھوڑ سکتی ہو؟''اس نے سوال کا جواب سوال میں دیا تو وہ گہری سوچ میں پڑ گئی۔

''شاید سوچ رہی تھی کہ اتنی مرادوں سے تم ملے ہو۔۔اب کیسے تمہیں چھوڑ دوں؟''

''بولو؟تابینہ؟؟''انہوں نے مکرر سوال کیا۔

''راحت کوئی صورت نہیں نکل سکتی؟''وہ مجبور ہو کر بولی۔

"ہاں۔۔اگر وہ بغاوت کردے تو۔۔۔ "

انکے کہے لفظ اس کے لیئے کسی قیامت سے کم نہیں تھے۔وہ جو کہہ رہا تھا،وہ کہنے کے لیئے عام بات ہو سکتی ہے مگر کرنے کے لیئے ناممکن۔آخر وہ اپنا انجام جو دیکھ چکی تھی۔

"ہم نے کچھ نہیں کیا تھا۔۔ایک شک نے ہماری زندگی کے دس سال لے لیئے۔۔تو سوچیں اگر اس نے بغاوت کی تو اسکا انجام کیا ہو گا؟"

"وہ کر پائے گی بغاوت؟؟"راحت نے یقین کی غرض سے پوچھا۔

"نہیں۔۔جس ماں کی وہ بیٹی ہے،اس نے آج تک بغاوت نہیں کی تو یہ۔۔امپاسبل۔۔۔"

تابینہ کی بات سن کر وہ اور گہرے صدمے میں چلا گیا۔

آخر ایسا کیا کرے کہ سب ٹھیک ہو جائے؟وہ جانتا تھا اگر تابینہ کو چھوڑتا ہے تو اسکے پاس سے اسکی اپنی خوشی تو جاتی رہے گی۔۔لیکن بدلے میں بھائی کی خوشی چاہ کر بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہر اسے مہندی لگانے کے لیئے اسکے قریب بیٹھی ہی تھی کہ اس نے شکایتی نظروں سے اسے گھورا۔اسکے ذہن میں شاہ ویز کی کہی گئی ساری باتیں گھوم رہی تھیں۔لیکن وہ اس سے کچھ بھی پوچھنے سے گریزاں تھی۔اسے ابھی بھی ان باتوں پہ یقین نہیں آرہا تھا۔

''خالہ کو کہو کہ وہ آجائیں۔۔''اس نے مہندی کی کون ابھی ہاتھ میں پکڑی ہی تھی کہ اسکے منہ سے فرمائش سب کر وہ الجھی۔

''شام میں آئیں گی نا۔۔تھوڑا سا ٹائم ہی تو باقی ہے۔۔آجائیں گی۔۔''اس نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور مہندی لگانے لگی۔

''پھر بھی۔۔تم انہیں کہہ دو۔۔پلیز۔۔اور انہیں بھی لے آئیں۔۔''وہ لمبی آہ بھر کر بولی تھی۔

اسکے سوال کی اہم وجہ جان کر اسکا دل بھر آیا۔

''جینی۔۔مت کرواسے یاد۔۔بھول چکا ہے وہ تمہیں۔۔بہتر یہی ہے کہ تم بھی اسے بھول جاؤ۔۔اور آگے بڑھ کر اسکی بے وفائی کا منہ توڑ جواب دو اسے۔۔''

اسکی نصیحت پہ اسکے ذہن میں شاہ ویز کے کہے الفاظ گونجے۔

''اپنی محبت کو پانے کے لیئے تم سے تمہاری محبت چھینی ہے اس نے۔۔''

Clubb of Quality Content

"بھابھی ٹھیک کہتی ہیں۔۔ جہانگیر جیسا کوئی نہیں ہے۔۔ اپنے نصیب پہ تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے نا کہ ایسے تم۔۔"

"پلیز۔۔ مہر۔۔۔ مجھے نہیں چاہیئے تمہاری کوئی نصیحت۔۔ بلوادو اسے ایک بار۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے آخری کوشش کرنی ہے۔۔" وہ سر پکڑ کر بولی، لیکن پھر اسکی منت سماجت کرنے پہ اتر آئی۔

"کیسی کوشش؟؟" مہر نے حیرانگی سے دریافت کیا۔

"اپنی محبت کو بھیک میں دینے سے روکنے کی کوشش۔۔"

وہ جس انداز میں بولی تو وہ پریشان ہو کر رہ گئی۔

"جنت۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن چاہ کر بھی کچھ کہہ نہ سکی۔

دن ڈھلتے ہی مہندی کی تقریب کے لیئے مہمانوں کا تانتا بندھنا شروع ہو گیا۔ مہندی کے جوڑے میں ملبوس وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ لیکن اسکے چہرے پہ چھائی افسردگی اسکے حسن کو کم کر گئی تھی۔

"میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔۔ تمہیں اظہار کرنا ہوگا۔۔ تم اپنی بات سے مکر نہیں سکتی اب۔۔ میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔۔ مجھ پہ بھروسہ رکھو۔۔" اسکے منہ سے نکلا ایک ایک لفظ اس کے ذہن کے گرد منڈلا رہا تھا۔ اسکی یادوں نے اسے گھیر رکھا تھا۔

کمرے کا سکوت مہر کے داخل ہونے پہ ٹوٹا۔اسکے ساتھ ساتھ راحت اور تابینہ بھی تھے۔اس نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اسکی سرخ آنکھیں اسکے اندر کا حال بتانے کے لیے کافی تھیں۔

''اتنی دیر لگادی آپ لوگوں نے آنے میں؟''اسکی آنکھیں آنسوؤں سے پھر سے تر ہونے لگی تھیں۔

راحت اور تابینہ اسکے سوال پہ جز بز ہو کر رہ گئے۔

''وہ نہیں آئے؟؟''اس نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں اور کوئی نہیں تھا۔

''جنت۔۔''مہر نے زور دے کر اسکا نام لیا۔لیکن وہ چپ نہ کی۔

''اپنے گھر کی چابیاں دیجیئے۔۔''اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس سے سوال کیا۔راحت نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔

''تم اس وقت کہاں جاؤ گی؟کیا ہو گیا ہے تمہیں؟''مہر اسکے بچگانہ سوال پہ اسے ڈانٹ کر بولی۔

''خالہ۔۔آپ تو سمجھ سکتی ہیں نا؟پلیز مجھے ان سے ملنا ہے۔۔اس سے پہلے دیر ہو جائے۔۔''وہ منمنائی۔

اسکا روتا چہرہ ان سب کے لیئے ناقابلِ برداشت تھا۔

راحت نے خاموشی سے اپنی جیکٹ کی جیب سے چابیاں نکال کر اسے تھمادیں۔تابینہ نے اسکے ردِ عمل پہ حیرانگی کا اظہار کیا۔

اس نے چابیاں پکڑیں اور وہاں سے نکل گئی۔

پارلر والی جو ابھی وہاں اسے تیار کرنے کے لیئے پہنچی ہی تھی۔اس نے اسے روکا اور اس کی منت سماجت کرتے ہوئے اس سے اسکی چادر لی اور نظر بچا کر گھر کے پچھلے گیٹ سے باہر نکل گئی۔باہر رمشاء گاڑی میں اسکا انتظار کر رہی تھی۔مہر اسکا پیچھا کرتے باہر نکلی۔رمشا کو اسکی مدد کرتا دیکھ کر اسے اور بھی غصہ آیا۔

پریشانی تو اس بات کی تھی کہ وہ آج کی شام اتنا بڑا رسک لے رہی ہے۔۔کچھ ہی گھنٹوں میں مہندی کی تقریب شروع ہونے والی تھی۔لیکن اسے اس چیز کی کہاں پرواہ؟اسکا دل تو کسی پرندے کی طرح ہاتھوں سے نکلتا جارہا تھا۔

شاہویز اسکی ایک ایک حرکت پہ نظر رکھے ہوئے تھا۔سب کچھ اسکے منصوبے کے تحت ہی ہو رہا تھا۔مہر پہ اسکا دھیان پڑا تو اس نے اپنا آخری سوچا ہوا منصوبہ ذہن میں لایا اور اس پہ عمل کرنے کی ٹھانی۔

Clubb of Quality Content

کئی روز سے وہ اسے میسج پہ میسج کر کے پریشان کر رہا تھا مگر وہ اسکی کسی بات پہ کان نہیں دھر رہا تھا۔ لیکن اب وہ پاکستان آ چکا تھا اور ویسے بھی اب اسکے پاس ثبوت کے طور پہ اسے دکھانے کے لیئے بھی تھا۔

"جہانگیر بھائی۔۔آپ کو تو پہلے ہی آگاہ کیا تھا۔۔لیکن آپ نے پھر بھی شادی کے لیے ہاں کر دی۔۔اگر آپ کو میری بات پہ یقین نہیں تو ایک ایڈریس آپکے نمبر پہ میسج کیا ہے میں نے۔۔وہاں جا کر آپ

چیک کر سکتے ہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟" وہ ذرا اونچی آواز میں بولا تھا۔ تا کہ اسکی کہی بات مہر کے کانوں میں پڑ جائے۔

مہر کو جب یہ ساری بات معلوم ہوئی تو وہ ہکا بکا رہ گئی۔

"پاگل ہو گیا ہے یہ لڑکا۔۔" اس نے اسی وقت اپنے قدم بڑھائے اور اس کے پاس گئی۔ جہاں بالکنی میں وہ کھڑا فون پہ بات کر رہا تھا۔ اس نے غصہ سے اس سے فون چھینا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

قسط نمبر 10

محبت بھیک نہیں۔۔

"کیا کر رہے ہو تم؟؟ پاگل ہو گئے ہو؟؟" وہ اس پہ چیخی۔

"اشش۔۔ آہستہ بولو۔۔ کیونکہ اونچا بولنا فی الحال تم افورڈ نہیں کر سکتی۔۔" اسکی شیطانی مسکراہٹ اسے مزید اشتعال دلا رہی تھی۔

"جس کے پاس وہ گئی ہے وہ تو کبھی اسکا ساتھ دے گا نہیں۔۔ اور یہ بغاوت کر نہیں سکے گی۔۔ رہی بات۔۔ جہانگیر کی۔۔ تو وہ اب اتنا بھی گیا گزرا نہیں کہ سب سچ جاننے کے بعد اس سے شادی کرے۔۔" وہ خوشی سے مسکراتے ہوئے بولا۔

اب پیچھے رہا میں۔۔ تو میرے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہو گا گھر والوں کے پاس۔۔ سو تمہیں مائی ڈئیر کزن میری شادی کی تیاری کرنی چاہیئے۔۔ کوئی تو ہو میری شادی کی تیاری کے لیئے۔۔ آفٹر آل تم ہی تو میری ہمراز ہو۔۔ اب امی سے کیا کہوں؟؟" وہ مسکرایا۔

''بند کرو اپنی بکواس۔۔ ابھی اور اسی وقت جہانگیر بھائی کو فون لگاؤ۔۔ انہیں بتاؤ جو کچھ بھی تم نے ان سے کہا ہے سب تمہارا اپنا پھیلایا ہوا رائتہ ہے۔''اس نے اسکے منہ پہ زوردار تھپڑ رسید کیا۔ جس کا اسے اثر نہ ہوا۔ کیونکہ اسکی تو اسے اب عادت ہو چکی تھی۔

''تمہیں اگر مسئلہ ہے تو تم خود کہہ دو۔۔''وہ للکار کر بولا اور وہاں سے چل دیا۔

''پاگل انسان۔۔ حد ہوتی ہے بے شرمی کی۔۔ اس کا مطلب اسی نے اسے مشورہ دیا کہ اس وقت، وہ اس سے ملنے جائے۔۔ تاکہ یہ پیچھے سے اپنا کام بخوبی کر لے۔۔ اور یہ بے وقوف۔۔ اسکی باتوں میں آگئی۔۔''اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھا۔''کیا کروں؟؟''اس نے اپنے دل سے پوچھا۔

اگلے ہی لمحے اسکے دل میں جہانگیر کے متعلق سنی گئی اچھائی ذہن میں آئی تو اس نے اسے کال لگائی۔ جسے وہ ریسیو نہ کر سکا۔ آخر اس نے وائس میسج بھیجنے پہ ہی اکتفا کیا۔

جہانگیر ابھی گاڑی لے کر نکلا ہی تھا کہ گاڑی میں اسکے موبائل پہ بیپ ہوئی۔ اس نے فون اٹھایا اور بات کی۔

''ڈیڈ۔۔ آپ لوگ چلے جائیں۔۔ میں آتا ہوں کچھ دیر تک۔۔ آپکو میسج کروں گا۔۔ مجھے ریسیو کر لیجیئے گا۔۔''

’’لیکن۔۔جانو۔۔تم اس وقت ہو کہاں؟سب دوست تو تمہارے یہاں ہیں؟‘‘مسٹر ہارون پریشان ہوئے۔

’’ڈیڈ۔۔ایک دوست ہے۔۔اسے لینے جارہا ہوں۔۔آتا ہوں۔۔‘‘اس نے جلدی میں فون بند کیا اور کار ڈرائیو کی۔

موبائل پہ دوبارہ سے رِنگ ہوئی۔اس نے اگنور ہی کیا۔فون بار بار بجا تو اس نے اپنے سائیڈ والی سیٹ پر سے فون اٹھا کر دیکھا تو کسی اجنبی نمبر سے اسے میسج موصول ہوا۔اور کچھ کال بھی تھیں، جسے اس نے فی الحال اگنور کیا لیکن وائس میسج کو ڈرائیو کرتے ہوئے پلے کیا۔

وائس میسج پلے تو ہوا لیکن اس میں بتائی جانے والی کہانی اس کہانی سے بالکل مختلف تھی، جو شاہ ویز اسے بتا چکا تھا۔مہر کی ایک ایک بات پہ وہ ششدر رہ گیا۔

ادھر شاہ ویز ساری بات سن چکا تھا۔اس نے جنت کو میسج کرتے ہوئے صاف صاف بتادیا کہ مہر ساری بات جہانگیر کو بتا چکی ہے۔۔مبادا کہ وہ اسکے پیچھے آئے۔۔سو جتنا جلدی ہو سکتا ہے وہ اس کو منا کر اسکے ساتھ فوراً واپس آئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ آتش دان سلگائے راکنگ چیئر پہ بیٹھا تھا۔آنسو ٹپ ٹپ اسکی آنکھوں سے بارش کی صورت بہہ رہے تھے۔اسی اثناء میں بادل زور سے گرجا جس سے اس تک گیٹ کھلنے کی آواز نہ آسکی۔

''کیا حال ہوگا اسکا اس وقت؟کیسے سنبھال پا رہی ہوگی وہ خود کو۔۔''وہ خود سے بولا۔

دوسری طرف وہ گھر میں داخل تو ہوگئی لیکن اسکا کہیں نام و نشان نہیں تھا۔اس نے تقریباً ہر کمرہ چیک کیا لیکن وہ کہیں بھی نہیں تھا۔آخر ایک کمرے کے باہر اسکے قدم اپنے آپ رک سے گئے۔اس نے دروازہ کھولنا چاہا لیکن بے سود۔وہ سمجھ گئی کہ وہ اسی کمرے میں ہے۔سو اس نے دستک دی۔

بار بار دستک ہونے پہ اس نے دروازہ کھولا۔

''اتنی جلدی آگئے آپ لوگ؟سب ٹھیک تو۔۔۔''اس اپنے سامنے پاکر وہ ششدر رہ گیا۔اسکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

''کچھ بھی ٹھیک نہیں۔۔''اس نے اندر آنے کی کوشش کی لیکن اس نے اسکا رستہ روکا۔

''تم۔۔یہاں؟اس وقت؟کیسے آئی ہو یہاں؟اور کیوں؟آج تو تمہاری مہندی۔۔۔''اسکے الفاظ ادھورے رہ گئے جب اس نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"سوال کرنے کا حق آپ کھو چکے ہیں پروفیسر سجیل علی صاحب۔۔۔" اسکے لہجے میں طنز صاف واضح تھا۔

دونوں کاریڈور میں کھڑے الجھ رہے تھے۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" اس نے گویا پھر سوال کیا تو وہ طنزیہ مسکرائی۔

"کہہ چکی ہوں آپ سے۔۔ سوال کرنے کا حق کھو چکے ہیں آپ۔۔ سوال تو مجھے کرنا ہے آپ سے۔۔ کیونکہ بھیک تو مجھے چاہیئے آپ سے۔۔ محبت کی بھیک۔۔" اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔

سجیل نے آگے بڑھنا چاہا لیکن اس نے اسے ہاتھ کے اشارے سے آگے بڑھنے سے روکا۔

"بس۔۔ بہت ہو گیا کھیل تماشا۔۔ بہت ہو گیا ڈرامہ۔۔ اب کیا آپ اپنی اداکاری سے باہر نکل آئیں گے؟؟" اس نے سوالیہ انداز میں کہا تو اسے مزید تشویش ہوئی۔

"سب جانتی ہوں میں۔۔ سب۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ تو وہ مزید گھبرا سا گیا۔

"جنت۔۔ گھر جاؤ واپس۔۔ پلیز۔۔ آخر اس وقت تم۔۔۔"

اس کے سوال پہ سوال کرنے کی عادت پہ آخر وہ زچ ہو کر اہم بات پہ آئی۔

”آپ ہوتے کون ہیں؟ اکیلے فیصلہ لینے والے؟ یہ محبت تو ہماری محبت ہے نا؟ تو پھر آپ نے کیسے؟؟“ جس دکھ اور اذیت سے وہ بول رہی تھی، سجیل کا دل کٹ کر رہ گیا۔

”جنت۔۔پلیز۔۔تم نہیں جانتی کہ میری کیا مجبوری۔۔“ اس نے بولنا چاہا لیکن اس نے اسکی بات کاٹ دی۔

”مجبوری؟؟ اسی مجبوری کا تو میں نے سوچا تھا۔۔تو پھر کیوں کہا کہ آپ مجھ سے محبت کا اظہار سننا چاہتے ہیں؟ کیوں مجھے امیدیں دلاتے رہے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا جنت۔۔مجھ پہ بھروسہ رکھو جنت۔میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔۔کیوں؟؟ آخر کیوں؟؟ دور تھی نا آپ سے؟ تو کیوں مجھے اپنے قریب کیا۔۔“ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور وہ بے بسی سے اسے سنبھالنے سے قاصر رہا۔

”خدا کے لیئے۔۔مجھے چھوڑیں نہیں؟ خدا کے لیئے؟؟“ اب کی بار اس نے کسی فقیر کی طرح اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تو اسکی روح کانپ اٹھی۔

”جنت۔۔یہ کیا کر رہی ہو تم؟؟“ اس نے اسکے جڑے ہاتھوں کو پکڑا۔

”شاید اسی سے آپکا دل پگھل جائے؟ میرے بس میں آپ کے بناء رہنا نہیں ہے۔۔آپ کیوں نہیں سمجھ رہے؟ دیکھیں۔۔وہ سب مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔میری خوشی کو

ضرور اہمیت دیں گے۔۔آپ ایک مرتبہ میرے ساتھ چلیں تو؟؟" اس نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے اپنی گرفت میں لیا اور اسے اپنے ساتھ لے کے جانے لگی۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے ٹی وی لاؤنج میں آئی ہی تھی کہ اس نے پوری قوت سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

"یہ سب بچوں کا کھیل لگتا ہے تمہیں؟؟ کہا نا۔۔ نہیں ممکن یہ۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔" وہ اس پہ جھنجھلایا تو وہ سہم کر رہ گئی۔

اسکی حالت پہ سجیل کی آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے۔ لیکن اس نے اسے ذرا برابر بھی اپنی حالت محسوس ہونے نہ دی۔

بادل پھر سے گرجا لیکن دونوں کو اسکی پرواہ آخر کہاں تھی؟

"اگر یہ ممکن نہیں تو میرا یہاں سے جانا بھی ممکن نہیں۔۔ آپ کو لیئے بناء میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گی۔ سمجھے آپ۔۔" اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"فائن۔۔ تو محبت چاہیئے نا تمہیں؟ تو ٹھیک ہے۔۔ کر واپنے گھر والوں سے بغاوت۔۔ قسم ہے مجھے اسی وقت تم سے نکاح کروں گا۔۔" اسکی شرط سنتے ہی اسکی اوسان خطا ہو گئے۔

اس نے شرط ہی ایسی رکھی تھی کہ اسکے بس کی بات نہیں تھی۔

"کر سکتی ہو میرے لیئے یہ؟ بولو؟ اپنی اماں بی کے خلاف جا سکتی ہو؟ تو ٹھیک ہے۔۔ مجھے بھی تمہیں اپنانے میں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔۔"

اسکی کہی ایک ایک بات پہ اسکا دماغ گھوم سا گیا۔ اسکی زبان گنگ ہو کر رہ گئی۔ یہ شرط سجیل رکھ سکتا ہے؟ اسکے لیئے یقین کرنا اب بھی ناممکن تھا۔

"بولو؟؟" اس نے اسے جنجھوڑ کر پوچھا تو وہ اس سے دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"کتنی غلط تھی میں۔۔ سمجھی تھی آپ مجھ سے پر خلوص اور بے لوث محبت کرتے ہیں۔۔ لیکن آپ۔۔" وہ دکھ سے بولی۔۔ مگر پھر کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولی۔

"محبت میں شرط تو منافق لوگ رکھتے ہیں سجیل صاحب۔۔ اگر ایسے آپ مجھ سے میری محبت کا ثبوت مانگ رہے ہیں تو۔۔ جائیں۔۔ آپکی محبت کو جنت کبیر خان بھاڑ میں جھونکتی ہے۔۔" اس نے بے انتہاء اذیت سے اتنا کہا اور وہاں سے نکل آئی۔

وہ وہاں سے نکل تو آئی لیکن باہر شدید سردی میں شام کی بارش اسکی منتظر تھی۔ اسکی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے؟ کہاں جائے؟ اسے گھر سے باہر ائے تقریباً ایک گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تھا۔ اسی اثناء میں اسکے موبائل پہ بیپ ہوئی۔ جسے اس نے اگنور کیا۔ اور فوراً سے رمشا کے ساتھ گاڑی میں آ کر بیٹھی۔

"کہاں ہیں وہ؟؟" رمشا نے گیٹ کی جانب نظر دوڑا کر پوچھا۔

"کہیں نہیں۔۔" اس نے بے انتہاء اذیت سے کہا تو اس کے ماتھے پہ الجھن کی شکنیں پڑ گئیں۔

وہ تو اپنا سب کچھ داؤ پہ لگا کر اسے لینے آئی تھی، جو صرف اسی کا تھا، اسے لینے آئی تھی۔ لیکن وہ اب "کہیں نہیں؟" یہ سن کر اسکا دل پسیج کر رہ گیا۔

گھر کے باہر ایک گاڑی کب سے رکی ہوئی تھی جو کہ اسی کی منتظر تھی۔ گاڑی ان سے ذرا فاصلے پہ کھڑی تھی جس سے وہ بے خبر تھیں۔ لیکن وہ انہیں گہرے غور سے دیکھ رہا تھا۔

اسکے ذہن میں کبھی شاہ ویز کی کہی باتیں آتیں، تو کبھی مہر کی۔۔

"وہ اسکے ساتھ کبھی نہیں آئے گا۔۔ جنت کی محبت اسکا بچپنا ہے اور بس کچھ نہیں۔۔ سمجھتی نہیں ہے وہ۔۔ اسے لگتا ہے، جیسا وہ چاہتی ہے، ویسا پالے گی۔ اس سے محبت بھیک کی طرح مانگے گی تو، وہ کبھی انکار

نہیں کرے گا۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی کہ قدرت کو یہ سب منظور نہیں۔۔ آپ نے تو اسے دیکھا ہے نا۔۔ شاہ ویز کی بد تمیزی کے باوجود بھی آپ نے رشتے کے لیئے انکار نہیں کیا۔۔ تو یقین مانیں۔۔ آپ ہی وہ واحد انسان ہیں جو ساری زندگی اسکا ساتھ دے سکتے ہیں۔۔ شاہ ویز کی کہی گئی کسی بھی بات پہ یقین مت کیجیئے گا۔۔" وہ اسکی ایک ایک بات ذہن میں لاتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ آخر مہر کی کہی باتیں شاہ ویز کی کہی باتوں پہ غالب آ گئیں۔ اس نے فوراً

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے گاڑی کو اسٹارٹ کیا اور انکے پیچھے پیچھے چل دیا جن کی گاڑی برق رفتاری سے چل رہی تھی۔

"جنت۔۔وقت پہ شاید ہی ہم پہنچیں۔۔" رمشا گاڑی کی اسپیڈ تیز کرتے ہوئے بولی لیکن وہ ایک الگ ہی دنیا میں مگن تھی اسے بھلا کیا پرواہ۔۔وہ وقت پہ پہنچے یا وقت اس پہ پہنچتا۔ گو یا وہ خود کو ہر برے وقت کے لیئے تیار کر چکی تھی۔

"میرے ساتھ بھی شاید خالہ والا سلوک کیا جائے گا۔۔"

رمشاء اسکے گمان پہ آبدیدہ ہو کر رہ گئی۔

"اچھا ہے۔۔مجھے تکلیف میں دیکھنے سے مجھ سے زیادہ تکلیف اسے ہو گی۔۔" وہ تقریباً حواس باختہ ہو چکی تھی۔

"جنت۔۔پلیز۔۔خود کو سنبھالو۔۔اور اگر کوئی کچھ بھی کہے گا تو یہی کہو گی تم کہ میں اور تم آئسکریم کھانے کے لیئے باہر گئے تھے۔۔ سمجھی۔۔باقی سب میں سنبھال لوں گی۔" اس نے جو مشورہ دیا، جنت کا جی چاہا اس پہ قہقہہ لگا کر ہنسے۔

"آئسکریم۔۔" اسکی روح تک اندر سے زخمی ہو چکی تھی، اور اب یہاں آئسکریم کا بہانہ۔۔بلاشبہ ایک مضحکہ خیز بات تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہال مہمانوں سے بھرا ہوا تھا لیکن دلہن کا کہیں اتا پتا نہیں تھا۔۔اماں بی کو تشویش ہوئی تو وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئیں اور مہر کو بلا بھیجا۔مہمانوں سے اٹھ کر وہ آئی تھیں یہ کوئی چھوٹی بات نہیں تھی۔دھیرے دھیرے گھر کے سبھی افراد انکے بلانے پہ انکے کمرے میں آموجود ہوئے۔

"جی۔۔آپ نے بلایا؟" زیبا نے انتہائی ادب سے انکے سامنے کھڑی تھی۔

"ہاں۔۔جنت کہاں ہے؟؟" انکے نرم لہجے میں غصہ کی جھلک صاف نظر آرہی تھی۔

"جنت۔۔تیار ہو رہی ہو گی۔۔کمرے میں۔۔کیوں کیا ہوا؟؟ "

زیبا کے چہرے کی بے فکری انہیں مزید اشتعال دلا رہی تھی۔

"نہیں ہے وہ کمرے میں۔۔پوچھو اپنی بیٹی سے۔۔کہ کہاں ہے وہ؟؟" باہر موجود مہمانوں کی موجودگی کے باعث وہ ذرا آہستگی سے بولیں لیکن انکی آنکھوں سے خون اور غصہ کی آمیزش صاف جھلک رہی تھی۔

مہر جو سب کے پیچھے کھڑی تھی۔انکی بات پہ وہیں کی وہیں ساکت ہو کر رہ گئی۔اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔وہ سمجھ گئی کہ اب اسکی خیر نہیں۔شاہ ویز نے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی اور اندر ہی اندر فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔

"مہر؟؟ادھر آؤ۔۔"نعیم صاحب اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے انکے سامنے لائے۔

"جواب دو اماں بی کو۔۔جو وہ پوچھ رہی ہیں۔۔"

"ابا۔۔وہ کمرے میں ہی ہے۔۔تیار۔۔"وہ سہمتے ہوئے بول رہی تھی۔

اماں بی کو اسکی بے باکی پہ شدید غصہ آیا تو وہ چیخ کر بولیں۔

"کہا نا میں نے۔۔وہ نہیں ہے کمرے میں۔۔کہاں گئی ہے وہ؟اسی سے ملنے گئی ہے نا؟بولو؟"انکا اشارہ جس طرف تھا،وہ بخوبی سمجھ چکی تھی۔راحت اور تابینہ کی جیسے جان ہی نکل ہی گئی۔

"کس سے؟؟"ندیم صاحب نے فوراً پوچھا۔

"بلوایا ہے میں نے اسے بھی۔۔آج میں دو ٹوک بات کروں گی۔۔راحت۔۔میں نے تمہارے بھائی کو مجبور نہیں کیا تھا۔۔اس کے سامنے امتحان رکھا تھا۔۔جس میں اس نے اپنی مرضی سے جس چیز کا فیصلہ لیا اسے سونپ دی۔۔اب وہ ہمیں کیوں ساری دنیا کے سامنے رسوا کرنا چاہتا ہے؟"انہوں نے بے بسی سے اس سے سوال کیا۔

"آپ جیسا سمجھ رہی ہیں۔۔ ویسا کچھ بھی نہیں ہے اماں بی۔۔ خدا کے لیئے کوئی ایسا فیصلہ مت کیجیئے گا کہ۔۔۔" تابینہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔

"اپنے ہی فیصلے سے گھبرا گئی ہوں میں۔۔" انکے لہجے میں دکھ تھا۔

اسی اثناء میں کمرے کا دروازہ کھلا اور سجیل اندر داخل ہوا۔

"تو آج۔۔ آج یہ لوگ ہی مجھے اپنا فیصلہ بتا دیں۔۔" انہوں نے دروازے سے داخل ہوتے سجیل کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا تو سب اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

"کہاں ہے وہ؟؟" نعیم صاحب فوراً سے آگے بڑھ کر اسکا گریبان پکڑ کر بولے۔

"کون؟؟" وہ حیرت سے بولا۔

"تم سے ہی ملنے آئی تھی ناوہ؟ تو کہاں ہے؟" وہ دانت پیستے ہوئے بولے۔

"دیکھیں۔۔ آپ۔ مجھ سے ایسے برتاؤ نہیں کر سکتے۔" اس نے ان کے ہاتھ سے اپنا گریبان چھڑوایا۔

"ہمارے ساتھ دغا کرتے تمہیں شرم نہیں آئی؟" اماں بی جنجھلائیں۔

"کوئی دغا نہیں کیا میں نے۔۔ ہاں آئی تھی وہ میرے پاس۔۔ اور میں نے بھیج دیا تھا اسے واپس۔۔" آخر اس نے بولنے کی جسارت کی۔

"وہ ابھی تک نہیں آئی۔۔" سامعیہ ممانی جان نے فکر مندی سے کہا۔

مہر نے فوراََ سے رمشا کو میسج کیا اور گھر کے اندر موجود ساری تفصیلات سے آگاہ کیا۔

"گاڑی خراب ہو گئی تھی۔۔بس آرہے ہیں۔۔گھر کے پاس ہی ہیں۔۔" رمشا نے میسج ٹائپ کیا اور گھر کے باہر گاڑی روکی۔

"کیا ہوا؟؟؟" جنت نے نم آنکھوں سے پوچھا۔

"وقت ہم پر آپہنچا ہے۔۔تمہارا گمان ٹھیک ثابت ہو گیا ہے۔۔اور وہ بھی یہاں آچکے ہیں۔۔" رمشا کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ایسا ہی کچھ حال جنت کا تھا۔

دوسری طرف جہانگیر مہمانوں میں آچکا تھا۔اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ساتھ ہی ساتھ اسکا دھیان گھر کے اندر موجود صورتحال پہ تھا۔رمشا اور جنت کا اس نے جہاں تک ہو سکا پیچھا کیا لیکن رات گہری ہونے کے باعث،وہ گاڑی کے زیادہ آگے نکلنے کی وجہ سے انکی گاڑی کی پہچان نہ کر سکا۔ تبھی وہ فوراََ یہاں چلا آیا تاکہ۔۔اگر کوئی مسئلہ ہو بھی تو وہ اسے سنبھال سکے۔

اماں بی کو ہال سے گئے ہوئے تقریباََ آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا۔تب سے گھر کا کوئی بھی فرد باہر مہمانوں میں نظر نہیں آرہا تھا۔آخر اس نے ہمت کرتے ہوئے کسی رشتے دار کو بلایا اور اس سے اماں بی کے کمرے کا راستہ پوچھا۔

کمرے میں دونوں داخل ہوئیں تو کمرے کے اندر جنگ کا ساسماں تھا۔اسکی شکل نظر آتے ہی نعیم صاحب آگے بڑھے۔

"کہاں تھی تم؟؟کہاں تھی؟؟" وہ اس پہ ذرا زور سے چلائے۔

"نعیم۔۔۔باہر مہمان ہیں۔۔آہستہ۔۔۔" زیبا آگے بڑھی اور انہیں مزید غصہ کرنے سے روکا۔

"میں پوچھتا ہوں اسے اتنا بڑا قدم اٹھاتے ہماری عزت کا ذرا خیال نہیں آیا؟ "

قریب تھا کہ وہ اپنا ہاتھ اس پہ اٹھا دیتے، تبھی زیبا نے انکا ہاتھ پکڑتے ہوئے انہیں اس سے دور کیا۔

"کوئی اسے کچھ نہیں کہے گا۔۔" اماں بی کی اچانک آتی آواز نے سبھی کو ہلا کر رکھ دیا۔انکا جتنا اس پہ مان تھا۔آج اسکی بغاوت نے سب توڑ کر رکھ دیا تھا۔

"کہاں تھی تم؟؟" انہوں نے ذرا آہستگی سے سوال کیا۔لیکن وہ چپ رہی۔انہوں نے مکرر سوال کیا۔لیکن وہ پھر بھی چپ رہی۔

"میں نے پوچھا۔۔اب تک کہاں تھی تم؟؟؟؟" اب کی بار وہ اس پہ چیخ کر بولیں تو اسکی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہنے لگے۔

یہ سب برداشت کرنا،اب نعیم صاحب کے بس سے باہر تھا۔انہوں نے زیبا سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور اسکے منہ پہ زوردار تھپڑ رسید کیا۔

"تمہیں شرم نہیں آئی۔۔گھر کی دہلیز پار کرتے ہوئے؟؟

اماں بی فوراََ سے اٹھیں۔

"نعیم۔۔" تھپڑ لگا تو اسکے منہ پہ تھا لیکن چوٹ انکے دل پہ لگی تھی۔

سجیل بھی فوراََ سے آگے بڑھا۔جنت نے اپنے گال پہ ہاتھ رکھا۔تھپڑ پڑنے کا دکھ تو اسے تھا ہی۔۔لیکن سجیل کی پرواہ دیکھ کر اسکے دل میں امید کی ایک کرن جاگی۔

"کوئی اس پہ ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔۔سمجھے آپ سب۔۔کوئی ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔۔" وہ نعیم صاحب کے سامنے آ کھڑا ہوا۔اور اسے اپنے پیچھے اپنی بازوؤں سے گھیرے میں لے لیا۔

"اتنا ہی تمہیں احساس تھا تو کیوں ہاتھ نہیں مانگا اسکا؟کیوں میری ہر بات پہ آمین کہی؟اتنا حوصلہ ہوتا تو میرے امتحان پہ کھڑے اترتے تم۔۔" اماں بی کی بات میں دم تھا۔

جنت اس سے فوراََ کو پیچھے ہولی۔اب کے اسکی سمجھ میں سب آنے لگا تھا کہ اسکے ساتھ ہوا کیا ہے۔

"مجھے استعمال کیا بس۔۔تو وہ سب۔۔محبت نہیں تھی۔۔۔" اسکے دل نے اس سے سرگوشی کی۔

جہانگیر باہر کھڑا سب سن رہا تھا۔اس کا جی چاہا کہ وہ اندر جا کر سارے مسئلے کا ''دی اینڈ'' کر کے، خود واپس لوٹ جائے۔۔ لیکن اسے اماں بی کا فیصلہ اندر جانے سے روکے ہوا تھا۔ لیکن وہ خود اس سب میں الجھ کر رہ گئی تھیں۔ تبھی اس نے دروازے پہ دستک دی اور اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔

''جہانگیر۔۔'' سبھی کے منہ سے یکدم اسکا نام نکلا۔

''لو بھئی۔۔ شاہ ویز۔۔ آپکو آپکی ہونے والی شادی مبارک۔۔''شاہ ویز اندر ہی اندر فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔

''پریشان ہونے کی بات نہیں۔۔ آپ فیصلہ کیجئے۔۔ مجھے اپنی فیملی کو یہاں سے لے کر جانا ہو گا؟؟ یا جنت کو یہاں سے لے کر جانا ہو گا؟؟''اس کے سوال پہ سبھی پریشان ہو کر رہ گئے۔ سبھی نے الجھتے ہوئے اسکے چہرے پہ سوالیہ نگاہ ڈالی۔شاہ ویز جو ابھی دو منٹ پہلے خوش ہوا تھا، اسکا سوال سن کر اسکے چہرے کی مسکراہٹ جاتی رہی۔

''تم۔۔۔''اماں بی کی سوالیہ نگاہیں اس پہ اٹھی ہی تھیں کہ وہ آسودگی سے مسکرایا۔

''سب جانتا ہوں میں۔۔ اور پھر بھی۔۔ مجھے آپکے فیصلے کا انتظار ہے۔۔ آپ کہیں گی تو جہانگیر یہاں سے چلا جائے گا۔۔ اور آپ ہی کہیں گی تو جنت کے ساتھ چلا جاؤں گا۔۔ بلا خوف و خطر فیصلہ کیجیئے۔۔

کیونکہ میری فیملی کچھ نہیں جانتی۔۔اور ہاں۔۔آاپکی عزت پہ کوئی حرف نہیں آئے گا۔۔میں کہہ دوں گاان سے۔۔کہ مجھے شادی نہیں کرنی۔۔"

اسکی باتیں بے شک سچی تھیں۔۔لیکن کوئی اتنا میٹھااور شریف کیسے ہو سکتا ہے؟ایک لمحے کے لیئے سب اسکی بات پہ ششدر رہ گئے۔جنت نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔جیسے یقین کرنا چاہتی ہو کہ وہ واقعی انسان ہے یا کوئی فرشتہ؟؟؟۔اگلے لمحے ہی اس نے سجیل کو دیکھا جو اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔

اب کے سب کو انتظار تھا تو انکے فیصلے کا۔انہوں نے لاٹھی زمین پہ ٹکائے ایک نظر اسکی طرف دیکھا تو دوسری نگاہ سجیل پہ ڈالی۔سجیل نے خاموشی سے سبھی کی طرف دیکھا اور اماں بی کی مشکل آسان کرنے کی کی۔

وہ جانتا تھا اسکے یہ قدم جنت کے دل سے محبت کا نام ونشاں ہمیشہ کے لیئے مٹا دیں گے۔۔لیکن پھر بھی وہ بوجھل قدموں سے اسکے پاس سے گزرا۔

اسے تو لگا تھا،اب کے وہ اسکا ساتھ دے گا۔۔لیکن یہ کیا ہوا؟وہی اس سے جان چھڑوا کے جا رہا تھا۔جس کے لیئے اس نے اتنا بڑا فیصلہ لیا آج وہ ہی اتنا بڑا فیصلہ لے کر اسے چھوڑنے جا رہا ہے۔اس نے ہیرو تو اسے مانا تھا لیکن آج اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ "جسے ہیرو مان لیا جائے وہ ہیرو نہیں ہوتا۔۔ہیرو تو وہ ہوتا ہے جو آپکا مان رکھے۔"

اسکے اٹھتے قدم صاف بتارہے تھے کہ وہ ہمیشہ کے لیئے اسے اپنی محبت کی زنجیروں سے آزاد کر کے جا رہا ہے۔مہر نے بھی حیرانگی سے اسے دیکھا کہ اب تو سب آسان ہونے جا رہا تھا۔اماں بی کے فیصلہ سنانے سے پہلے اس نے آخر فیصلہ کیوں لے لیا؟

"ٹھہرو۔۔۔" وہ اونچی آواز سے بولی تو وہ اسکے پاس سے جاتا ہوا رکا۔

اسے روکنے پہ سبھی نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔اوراس سے بھی زیادہ جہانگیر۔

"کہیں اسے محبت کا واسطہ سے کر روک نہ لے۔۔" اسکے دل نے اسے اس خدشے کا خوف دلایا۔

وہ اسکے قریب آئی اور اسکے منہ پہ زناٹے دار تھپڑ رسید کیا۔اور وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گئی۔اسکے اس ردِ عمل پہ وہاں موجود سبھی لوگ ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے روز اسکے نکاح کی رسم سادہ انداز میں ہی ہوئی۔شاہ ویز نے جیسا سوچا تھا،ویسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔اسکی سب منصوبہ بندی اکارت ہو کر رہ گئی۔

وہ مری مری سی حالت میں بیڈ پہ بیٹھی،کل ہوئے واقعے کو سوچ رہی تھی۔"کتنا کچھ ایک دن میں ہی بدل گیا۔" وہ سرد آہ بھر کر خود سے بولی۔

"مہر کہاں ہے؟" زیبا ممانی اسکے پاس آکر بیٹھیں تو اس نے ان سے پوچھا۔

"وہ جہاں کہیں بھی ہے۔۔اب سے تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔۔ سمجھیں؟" انہوں نے شدید غصہ کا اظہار کیا تو وہ جز بز ہو کر رہ گئی۔

کچھ ہی دیر میں اسکی رخصتی کا پیغام آیا تو اس نے اسے ادھر اُدھر دیکھا مگر مہر اسے کہیں بھی نہ ملی۔نہ تو وہاں کہیں تھی اور نہ ہی شاہ ویز۔ خیر۔۔بہت سے شکوے و شکایات، من ُمٹی تلے دبائے، وہ وہاں سے رخصت ہو گئی۔

"بہت بہت مبارک ہو تم دونوں کو۔۔" مسٹر ہارون خوشی سے بولے۔انہوں نے فرنٹ مرر سے جنت کو دیکھا جو نظریں جھکائے مسز ہارون کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"تم ٹھیک ہو بیٹی؟؟" نورین نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"جی۔۔" وہ اپنی ہی الگ دنیا میں محو تھی۔سو "جی" میں ہی جواب دے کر دوبارہ خاموش ہو گئی۔

"دلہن تو تم ہو ہی۔۔لیکن یہاں تو ہم لوگ ہیں نا۔۔تمہارے اپنے۔۔جہانگیر سے کہیں زیادہ تم ہمیں عزیز ہو۔۔سو ہم سے جھجھکنے کی ضرورت نہیں۔۔" وہ بے انتہاء چاہت سے بولی تو اس نے انکی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور آنکھیں بھر آئی۔

"اوہ۔۔مائی سویٹ ڈاٹر۔۔۔ڈونٹ کرائے۔۔فیل می لائک یور مام۔۔۔"انہوں نے پیار سے اسکا ہاتھ پکڑا اور اپنے ہونٹوں سے لگا کر چوما۔ جہانگیر نے فرنٹ مرر سے ان دونوں کے مابین محبت کو دیکھا تو مسکرا دیا۔

انہوں نے اسکے ہاتھ پہ پیار کیا تو اسے اور رونا آ گیا۔

"جانتی ہوں تم کیوں اداس ہو؟"انکی بات پہ دونوں نے ایک دوسرے کو شیشے سے دیکھا۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ دونوں نے ایک دوسرے کو بامعنی انداز سے دیکھا تھا۔

"گھر والوں سے دور ہونا بے شک بہت بڑا دکھ ہوتا ہے۔۔ لیکن یہ دنیا کی ریت ہے۔۔ ہر بیٹی کو رخصت ہو کر آنا پڑتا ہے۔۔"ان کی ایک ایک بات سے ممتا جیسی شرینی ٹپک رہی تھی۔

اسے تو لگا تھا کہ دنیا کی ہر محبت سے وہ ہاتھ دھو بیٹھی ہے۔۔اس کے اپنے اس سے رخ موڑ بیٹھے ہیں۔۔ لیکن یہ کیسی محبت تھی؟ جو اسے پرایاؤں میں نظر آنے لگی ہے۔

اس نے رشکیہ انداز سے انہیں دیکھا اور نیم انداز میں مسکرا دی۔

اس نے گاڑی کو بریک لگائی تو وہ بات کرتے کرتے چونکیں۔

"کیا آ گیا گھر؟؟"وہ اپنے ہی سوال پہ بعد ازاں ہنسیں۔

"جی۔جنابِ نورِ جاناں۔۔اب اندر چل کر بہو سے باتیں کر لیجیئے گا۔۔"مسٹر ہارون نے گاڑی سے اترتے ہوئے انہیں قدرے بے تکلفی سے چھیڑا۔

”اشش۔۔بہو ہے سامنے۔۔آپ بھی نا۔۔اب بیٹے کے رومانس کے دن ہیں۔۔ہمارے نہیں۔۔“انہوں نے ذرا سختی سے انہیں تاکید کی لیکن ساتھ ہی ساتھ کھلکھلا کر ہنس بھی رہی تھیں۔

دونوں گاڑی سے باہر آ چکے تھے۔اس نے اپنی سی کوشش کی۔اور اپنے وزنی لہنگے کو سنبھالتے ہوئے گاڑی سے باہر آنے لگی۔تو مسز ہارون نے اسے روکا اور جہانگیر کو اشارۃ اسکا ہاتھ پکڑ کر گاڑی سے اتارنے کے

لیئے کہا۔وہ تو ایسے آگے بڑھا، جیسے انکے حکم کے انتظار میں ہی تھا۔گھر کے اندر موجود چند رشتہ داروں نے انکا شاندار استقبال کیا اور اسے گھر کے اندر بے پناہ خوشی سے لا یا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”کتنا کچھ بدل گیا نا۔۔سب بدل گیا۔۔وہ جو کہتا تھا مجھ پہ بھروسہ رکھو۔۔آج اپنے ہی بھروسے کی مار۔۔مار گیا مجھے۔۔اور وہ جس پہ ذرا برابر بھی مان نہیں تھا۔۔اس نے مجھے میری حقیقت جاننے کے بعد بھی اپنا لیا۔۔لیکن۔۔“اسکے ذہن میں ایک سے بھر کر ایک باتیں گھوم رہی تھیں۔اور اس سے بھی کہیں زیادہ اسکے ذہن میں جنم لینے والے خدشات اسے الجھا رہے تھے۔

"لیکن کیوں ؟؟ کہیں یہ سب مجھ سے بدلہ لینے کے لیئے تو نہیں ؟؟" وہ خود کے اندازے سے ہی سہم کر رہ گئی تبھی دروازے کا لاک کھلا اور وہ اندر داخل ہوا۔

سنہری میرون رنگ کے لباس میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ لیکن اسکے چہرے پہ خوف کی کیفیت صاف ظاہر تھی۔

"ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔" وہ مسکراتے ہوئے اسکے قریب آکر بولا تو اس نے نگاہیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔

"اتنی حیران نہیں ہوں۔۔ اور نہ ہی پریشان۔۔ میرے بارے میں اچھی رائے ہی قائم کیجیئے گا پلیز۔۔۔" وہ اسکے قریب آکر بیٹھا۔

اس نے گردن ہلا کر اثبات میں جواب دیا۔ اور اس سے ذرا پیچھے کو ہولی۔

"دیکھیں مسز جہانگیر۔۔ آپ مطمئن رہیئے۔۔ آپکی اجازت کے بناء میں۔۔"

"ن۔۔ نن۔۔ نہیں۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔۔" اس نے فوراََ سے اسکی بات کاٹی۔

"دیکھیں۔۔ مسز جہانگیر۔۔ آپ کے ساتھ قسمت نے بہت بڑا مذاق کیا ہے۔۔ اور شاید اچھا بھی۔۔" وہ مسکرایا اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد استفہامیہ انداز میں بولا۔

"اللہ پاک جب بھی کوئی چیز آپ سے لیتا ہے تو اسکے بدلے میں بہت اچھی چیز آپ کو عطا کرتا ہے۔۔ اس بات پہ تو ایمان رکھتی ہیں نا آپ ؟"

''آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ اچھے ہیں؟'' آخر اس نے بولنے کی جسارت بمشکل ہی کی۔

اسکے چہرے پہ پھیکی پھیکی سی مسکراہٹ تھی لیکن وہ اس میں بھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

''تو کیا میں اچھا نہیں ہوں؟؟؟'' اس نے کندھے اچکا کر سوال کیا۔

''پتہ نہیں۔۔ لیکن بھیک میں ملی ہوئی محبت کو اپنانے والے کو کیا کہتے ہیں؟ میں نہیں جانتی۔۔'' اس کی آواز میں نمی تھی۔

اسکی بات سن کر وہ کچھ لمحے کے لیئے خاموش ہو کر رہ گیا۔ اس سے کیا کہے؟ اور کیسے کہے؟ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

''تو پھر آپ نے نوافل بھی ادا نہیں کیے ہونگے؟؟'' وہ خود سے اخذ کرتے ہوئے بولا۔

''آپ کے ساتھ میں اب ایسی بھی کوئی بات نہیں تھی کہ میں نوافل بھول جاتی۔۔'' اسکی بات سن کر وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگا۔

''سینس آف ہیومر تو کافی اچھا ہے آپ کا۔۔ خیر۔۔ میرے مام ڈیڈ کچھ نہیں جانتے۔۔ کل جو کچھ ہوا، انہیں اس کے بارے میں علم نہیں۔۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ انہیں۔۔''

''جی۔۔۔'' اسکی ادھوری بات وہ اچھے سے سمجھ چکی تھی، تبھی فوراً بولی۔

"جنت۔۔بہت پیاری ہیں آپ۔۔بے حد معصوم۔۔لیکن آپ سے ایک گزارش ہے۔۔"

وہ چپ ہوا تو اس نے ذرا دل تھام کر اسے آگے کی بات کرنے کی اجازت دی۔

"محبت کو بھیک سمجھنا چھوڑ دیں۔۔محبت بھی ہوتی تو آج شاید آپ مجھے نہ ملتیں۔۔محبت تو دعا ہے۔۔جسے صرف رب سے طلب کیا جاتا ہے۔۔اور وہ رب اسے آپکی جھولی میں ڈال دیتا ہے۔۔کیسے ڈال دیتا ہے؟ شاید یہ آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں۔۔"وہ اسکی ذو معنی گفتگو کو اچھے سے سمجھ چکی تھی۔

"مہر جہانگیر کو سب بتا چکی ہے۔"شاہ ویز کے کہے گئے الفاظ اسکے ذہن میں گھومنے لگے۔

"مہر نے آپ کو اور کیا بتایا؟"وہ ذرا دل تھام کر بولی۔

"کچھ نہیں۔۔"اس نے لاپرواہی سے کہا تو اسے اور تشویش ہوئی۔

اس سے پہلے وہ مزید کوئی بات کرتی، وہ اس کے پاس سے اٹھا اور چینج کرنے چلا گیا۔

"اس کا مطلب شاہ ویز نے جو کچھ کہا، سب سچ تھا۔۔"اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"مہر۔۔کیوں کیا تم نے ایسا؟؟"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ولیمے کی تقریب خوب دھوم دھام سے منعقد ہوئی۔ شہر کے بڑے بڑے بزنس مین کے ساتھ ساتھ مشہور شخصیات بھی دعوت پہ مدعو تھیں۔ جو کچھ کل ہوا تھا، اسکا علم صرف زیتون خانم کی فیملی کو ہی تھا۔ سوچار و ناچار انہیں ولیمے کی تقریب کے لیئے اپنی عزت رکھنے کی خاطر آنا ہی پڑا۔ وہ اس پوری تقریب میں بھی مہر کو ہی ڈھونڈتی رہی۔ لیکن وہ الگ کسی کونے میں بیٹھی، اپنی ماں کی ہدایت پہ عمل کر رہی تھی۔

''اس سے دور رہنا اب۔۔ شادی ہو گئی ہے اسکی۔۔ اب اسکے کسی مسئلے میں پڑنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔۔'' زیبا کی کل کی نصیحت اسکے ذہن میں آئی تو اسکے اٹھتے قدم سٹیج کی جانب بڑھنے سے رکے۔ حالانکہ جنت کا متلاشی نظروں سے اسے ڈھونڈنا، وہ سمجھ رہی تھی۔

جہانگیر اسکے اندر کی بے قراری سمجھ رہا تھا۔ اس نے نظریں گھما کر اسے دیکھا جو اسکے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔

''کسی کو ڈھونڈ رہی ہیں آپ؟'' وہ نہایت معزز انداز سے سوالیہ بولا۔

''مہر کو۔۔ میری کزن۔۔ ہر جگہ دیکھ چکی ہوں۔۔ وہ کہیں نہیں۔۔'' وہ ہولے سے اسکے کان میں بولی۔

''ام م۔۔ بہت اچھی بانڈنگ ہے آپ دونوں میں؟'' اس کے سوال نے اسے ایک دفعہ پھر سے پریشان کر دیا۔

"خیر۔۔میں نے دیکھا ہے انہیں۔۔ویٹ۔۔" وہ اسکے پاس سے اٹھا اور ہال میں موجود مہمانوں کی جانب بڑھا۔

کسی سے مصافحہ کیا تو کسی سے بغل گیر ہوا۔ تبھی اسکا دھیان کونے میں لگائے گئے میز کی جانب پڑا۔ مہر اندر ہی اندر الجھتے ہوئے اپنی انگلیاں مسل رہی تھی۔ وہ اسکے قریب آیا اور ادب سے سلام پیش کیا۔

"کیسی ہیں آپ؟؟ میں کب سے آپکو ہی ڈھونڈ رہا تھا۔۔یہ لیجیئے آپکی امانت۔۔" اس نے جیب سے چند نئے پانچ ہزار کے نوٹ اسکی ہتھیلی میں رکھے تو اسکی حیرت قابل دید تھی۔

"ارے۔۔۔پریشان ہو گئیں آپ تو۔۔دیکھیں سالی صاحبہ۔میں بھلے ہی زیادہ وقت پاکستان سے باہر رہا ہوں۔۔لیکن پاکستان کی چھوٹی سی چھوٹی رسم کو انجوائے کرنا چاہتا ہوں۔۔اب نہ تو آپ نے دودھ پلائی کی رسم کی اور نہ ہی جوتا چھپائی۔۔لیکن مجھے تو لاگ دینا ہے نا آپ کو۔۔" اسکی کہی بات پہ وہ شرمندہ سی ہو کر رہ گئی۔

"سوری۔۔جیجو۔۔اصل میں۔۔میرا مطلب۔۔آپ تو جانتے ہیں کہ شادی کن حالات میں ہوئی۔۔نہیں تو۔۔" اس نے بولنا چاہا لیکن جہانگیر نے اسے چپ کروا دیا۔

"بے فکر رہیئے۔۔مجھے کوئی گلہ نہیں۔۔آپکی وجہ سے مجھے میری جنت مل گئی ہے۔۔اس سے بڑا تحفہ کیا ہو گا؟ اپنی۔۔وے۔۔وہ آپکو ڈھونڈ رہی ہے۔۔اس سے مل آیئے۔۔"

''نہیں۔۔بھائی۔۔میں اس سے مل نہیں سکتی۔۔''اس نے بلاتا خیر ہی کہا۔

''کیوں؟ مجھے کب سے شاہ ویز جنت کو لے کر مس گائیڈ کر رہا تھا۔۔ لیکن میں نے تو اسکی کسی بات پہ کان نہیں دھرا۔۔ جبکہ جنت کو جانے مجھے کوئی دو تین ماہ ہی ہوئے ہونگے۔۔ آپ تو بچپن کی ساتھی ہیں نا اسکی؟؟ تو پھر آپ اس بدگمان کیوں ہیں؟'' وہ ذرا دکھ سے بولا تو اس نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے اسکی بات کی تردید کرنا چاہی۔ کہ۔''ایسی بات نہیں۔۔''

آپ کے سب گھر والے ہی تقریباً اس سے کھچے کھچے سے ہیں۔۔ دل غم سے بھرا ہے اسکا لیکن پھر بھی۔۔ آپ دیکھ سکتی ہیں کہ کیسے وہ مسکرا رہی ہے۔۔ سب کو اپنا یہ روپ دکھا کر وہ اندر ہی اندر خود کو دکھ دے رہی ہے۔۔ جو کہ مجھ سے دیکھا نہیں جا رہا۔ ''

''بہت خوش قسمت ہے جنت۔۔ کہ اسے آپ ملے ہیں۔۔ لیکن میں اس سے مل نہیں سکتی۔۔ کیونکہ امی نے سختی سے منع کیا ہے۔۔'' وہ معصومانہ انداز سے بولی تو جہانگیر کھلکھلا کر اسکی سادگی پہ ہنسا۔ تو وہ ذرا کنفیوز ہوئی۔

''امی کا حکم ہے۔۔۔ ام م۔۔ لیکن انہیں پتہ چلے گا تب نا؟'' وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

''کیا مطلب؟؟'' وہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

''دیکھیں مہر۔۔ سجیل نے بھروسہ توڑا ہے اسکا۔۔ لیکن پھر بھی دل سے سجیل کو نکال نہیں پا رہی وہ۔۔ مجھ پہ اتنی جلدی اعتبار نہیں کر پائے گی وہ۔۔ سو مجھ سے اپنا حال بھی کبھی شیئر

نہیں کر سکتی۔۔آپ اس سے ایک دفعہ مل لیں تو۔۔ہو سکتا ہے اسکے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے؟میں نہیں چاہتا کہ وہ دل کی باتیں دل میں رکھے اور نفسیاتی مریضہ بن جائے۔۔"

مہر اسکی بات گہرے غور سے سن رہی تھی۔ساتھ ہی ساتھ اسکے ذہن میں علینہ کی کہی بات آئی۔

"عمر میں بھلے ہی بڑا ہے جہانگیر۔۔لیکن میچور انسان ہے۔۔قدر کرے گا ہماری جنت کی۔۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسٹیج سے تھوڑی دیر کے لیئے اس نے اسے ڈرائنگ روم میں آنے کا پیغام کسی ملازم کے ہاتھ بجھوایا۔اسکے دل کی دھڑکنیں تقریباً تیز ہو ہی چکی تھیں۔آخر ایسا کیا ہوا جو مجھے اکیلے میں بلوایا۔خیر وہ اسٹیج سے اٹھی اور ڈرائنگ روم میں آئی۔جہاں اس نے دونوں کو مسکراتے ہوئے اسکا منتظر پایا۔مہر نے اسے دیکھا تو بھاگتے ہوئے اسکے گلے جا لگی۔مہر کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ اسکی آنکھوں سے آنسو تک جاری ہو گئے۔جنت نے اس سے الگ ہو کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا،جیسے یقین کرنا چاہتی ہو کہ واقعی یہ مہر ہے۔جہانگیر وہاں سے ایک طرف ہو لیا۔

''کیسی ہو تم؟؟'' مہر نے محبت سے اسے دوبارہ گلے لگایا۔

''کیسی ہو سکتی ہوں؟ تم نے واقعی گیم ایسی کھیلی کہ خالہ کو انکی محبت مل گئی اور تمہیں تمہاری محبت مل جائے گی۔۔'' اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں لیکن ضبط کا یہ عالم تھا کہ آنسو کا ایک بھی قطرہ بہہ نہ سکا۔

مہر نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔

''اوہ۔۔ تو شاہ ویز نے یہ۔۔۔'' وہ سب سمجھ گئی تھی۔

''اس نے کچھ بھی کہا۔۔ اور تم نے مان لیا؟؟'' وہ لڑنے والے انداز میں بولی۔

''تو کیا غلط کہا ہے؟ مہر۔۔ میں نے تم سے پوچھا بھی تھا کہ اگر تمہیں وہ پسند ہے تو۔۔۔۔''

''شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے تم کچھ بھی بولو گی تو میں سنتی رہوں گی؟ ساتھ اس نے نہیں دیا۔۔ میں نے ہر ممکن کوشش کی تم دونوں کا ساتھ دینے کی۔۔ بھروسہ اس نے توڑا نہ کہ میں نے۔۔'' اس نے اسے خوب ڈانٹ پلائی تو چپ ہو کر رہ گئی۔ کیونکہ مہر کا کہا گیا ایک لفظ بھی غلط بات یا جھوٹ کی عکاسی نہیں کرتا تھا۔

''سچ کہوں تو۔۔ بھروسہ تو اس نے میرا بھی توڑ دیا۔۔ مجھے اس سے یہ امید نہیں تھی۔۔ اماں بی کچھ بھی کہتیں۔۔ کچھ بھی۔۔ محبت کرتا تو محبت سے دستبردار نہ ہوتا۔۔ جانتی ہو۔۔ اماں بی۔۔ نے صرف اسے آزمایا تھا۔۔ اور بس۔۔ لیکن وہ۔۔ انکی آزمائش پہ کھرا نہ اترا۔''

وہ بولتی گئی اور جنت اس کی ایک ایک بات بمشکل ہی سن پائی تھی۔

"لیکن کیوں؟اس نے ایسا کیوں کیا مہر؟؟" اسکی زبان سے بمشکل ہی یہ ادا ہوا تھا۔

"سچ کہوں تو دل مانتا ہی نہیں۔۔جی چاہتا ہے اونچا اونچا روؤں۔۔ چیخ چیخ کر اس سے حساب مانگوں جو اس نے میرے ساتھ کیا۔۔" آخر اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ ہی نکلے جنہیں اس نے اپنے ہاتھوں سے تیزی سے اپنے رخسار پر سے صاف کیا۔

"لیکن نہیں۔۔مجھے رونا بالکل بھی نہیں ہے۔۔وہ میرے بناء خوش ہے تو مجھے بھی خوش رہنا ہو گا۔۔" جہانگیر باہر کھڑا سب سن رہا تھا۔اسکا جی چاہا کہ وہ ابھی اسکے پاس جا کر اسے گلے لگا لے، لیکن وہ کھڑا ان دونوں کی گفتگو ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

"جنت۔۔خوش نصیب ہو تم کہ تمہارا نصیب خوبصورت ہے۔۔جہانگیر جیسا انسان اللہ نے تمہاری قسمت میں لکھا ہے۔۔"

اسکی بات سن کر اسکے افسردہ چہرے پہ یکدم مسکان پھیل سی گئی۔اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔

"سوری۔۔کہ میں نے تم پہ شک کیا۔۔" وہ شرمندگی سے بولی۔

"کوئی بات نہیں۔۔شاہ ویز جیسے انسان کے بہکاوے میں جو بھی آجائے۔۔مشکل ہے پھر اسکا انسان بننا۔۔" اس نے بات شرارتی انداز میں ہنس کر ٹال دی۔

"تو گویا۔۔اب میں انسان بن گئی ہوں نا۔۔" جنت بھی اسی کے انداز میں بولی اور ہنسنے لگی۔
ایک عرصے بعد دونوں کھلکھلا کر ہنسیں تھیں۔ لیکن جنت تو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہنس رہی تھی۔

مہر ہنستے ہنستے سنجیدہ ہوئی اور ترس کھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔

"کاش! سجیل تم اسکے ساتھ یہ سب نہ کرتے۔۔کاش۔۔"

وہ وہاں سے جانے لگی تو جنت نے اسے پیچھے سے آواز دے کر روکا۔

"مہر۔۔۔"

"اسے کہنا۔۔ محبت بھیک نہیں ہے۔۔ محبت تو دعا ہے۔۔اسے مانگا تو صرف میں نے ہی تھا۔۔اس نے نہیں۔۔اگر اس نے مجھے اللہ سے مانگا ہوتا تو آج شاید۔۔" وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

مہر نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا اور وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گئی۔

جہانگیر کے کانوں میں دیر تک اسکے الفاظ گونجتے رہے۔ "اسے کہنا۔۔۔اگر اس نے مجھے اللہ سے مانگا ہوتا تو آج شاید۔۔"

وہ دل ہی دل میں خوش ہوا۔

Clubb of Quality Content!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محبت کی کامیابی بھلے ہی ادنی تھی۔۔ لیکن اسکے لیئے اسکا پیش بہا قیمتی خزانہ تھی۔رات گئے، وہ اس کے کہے گئے لفظوں کو سوچتا رہا۔

”محبت بھیک نہیں ہے۔۔ محبت تو دعا ہے۔۔“”محبت بھیک نہیں ہے۔۔ محبت تو دعا ہے۔۔“”محبت بھیک نہیں ہے۔۔ محبت تو دعا ہے۔۔“

جیسے جیسے وہ سوچتا جاتا، ویسے ویسے ہی اسکے چہرے کی مسکراہٹ کشادہ ہوتی جارہی تھی۔

”خیر ہے ؟اتنا کیوں مسکرایا جارہا ہے ؟؟“مسٹر ہارون اسکے قریب آکر بیٹھ گئے۔

”لیجیئے۔۔آپ دونوں کی چائے۔۔“نورین بیگم نے چائے میز پہ رکھی اوران دونوں کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

”بیگم یہیں ہے تمہاری بلالو اسے بھی۔۔۔“ہارون صاحب نے دوستوں کی طرح اسے چھیڑا۔

”بہت تھک گئی ہے وہ۔۔ابھی تو سوگئی ہوگی۔۔“اس نے گھڑی پہ نگاہ ڈالی جس پہ تقریباً ایک بج رہا تھا۔

"ہاں ٹائم تو کافی ہو گیا ہے۔۔ چلو۔۔ کوئی بات نہیں۔۔ آہستہ آہستہ عادی ہو جائے گی تمہاری طرح لیٹ نائٹ جاگنے کی۔۔" انہوں نے اسے پھر سے چھیڑا۔

"مام۔۔ ڈیڈ کو سمجھایئے نا۔۔ مجھے تنگ نہیں کریں۔۔ میں نے تنگ کیا نا تو معافیاں مانگیں گے پھر آپ دونوں ہی۔۔۔" اس نے شرارتی انداز میں اسے ڈرایا تو دونوں ہی کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

"جانو۔۔۔ ہمارے دن گئے۔۔ اب تمہاری باری۔۔" انہوں نے بھی اسے تنگ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

"مام۔۔ آپ تو جانتی ہی ہیں کہ یہاں ہی میں جاگتا ہوں۔۔ آپ لوگوں کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا اچھا لگتا ہے نا۔۔ ورنہ اٹلی میں تو میں جلدی سو جاتا ہوں۔۔"

اس نے گویا لمبی تمہید باندھی تو دونوں اور ہنس دیئے۔ ان کے قہقہوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو اسکی آنکھ کھل گئی۔ "اس وقت۔۔" اس نے خود سے کہا۔ اور بستر کی دوسری طرف نگاہ دوڑائی۔ جہانگیر وہاں نہیں تھا۔

"جانو۔۔۔ ایک بات کی سمجھ نہیں آئی مجھے۔۔۔ اپنی بہو کے گھر والے اسے مکلاوے کے لیئے لے کر نہیں گئے؟؟ یہ تو یہاں کی رسم ہے نا۔۔" نورین نے چائے کا گھونٹ بھرا اور اس سے پوچھا۔

جنت جو ابھی کمرے سے باہر آئی ہی تھی، انکی بات سن کر وہیں کھڑی رہ گئی۔

جہانگیر بھی ایک لمحے کے لیئے کنفیوز ہوا مگر پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"اوہ مام۔۔۔آپ بھی نا۔۔یہ سب پرانی رسمیں ہیں۔۔انکو مانتا ہی کون ہے؟" وہ مذاحیہ انداز میں ہنسا۔

"کیوں؟ تمہیں بھی تو پاکستان کی رسمیں پسند تھیں؟ نہ دودھ پلائی ہوئی اور نہ ہی جوتا چھپائی۔۔اور اب نہ ہی۔۔۔"

"اف۔۔مام۔۔چھوڑیں آپ بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی ہیں۔۔" وہ چِڑ کر بولا مگر پھر خود ہی ہنس دیا اور شرارتی لہجے میں بولا۔

"خیر ہے؟ ہمیں بھیج کر پرائیویسی چاہیئے آپ دونوں کو۔۔ایک ہفتے کی ہی بات ہے۔۔چلے جائیں گے ہم اٹلی۔۔"

"لو۔۔ہو گیا یہ شروع۔۔" ہارون صاحب نے فوراََ چائے ختم کی اور وہاں سے اٹھے۔ان کے ساتھ ہی نورین بھی اٹھی اور انکے ساتھ ہولی۔

"بیٹھئے نا۔۔۔ارے مام۔۔۔آپ کہاں چلیں؟؟" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

ہنستے ہنستے اچانک اسکا دھیان اوپر پڑا تو سیڑھیوں کے پاس جنت کو کھڑے ہوئے پایا۔وہ ہنستے ہنستے رکا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''سوئیں نہیں آپ؟؟'' وہ کمرے میں آیا تو وہ شیشے کے پاس بیٹھی بالوں کو ہیئر برش کی مدد سے سلجھا رہی تھی۔

''سو رہی تھی۔۔ لیکن اٹھ گئی۔۔'' وہ ذرا مسکراتے ہوئے بولی۔

''ہمارے شور کی وجہ سے؟ اصل میں، میں جب یہاں آتا ہوں تو۔۔ ''

''نو۔۔ نو۔۔ اِٹس۔ او۔ کے۔۔'' اس نے اسکی بات کاٹی۔

''بہت اچھا لگا۔۔ آپ لوگوں کو ایک ساتھ دیکھ کر۔۔ امی ابا جان کا پیار دیکھ کر۔۔ ہمارے گھر میں تو ماموں جان بارعب انداز میں بات کرتے ہیں اور ممانی جان ان سے دب کر رہ جاتی ہیں۔۔''

اسکی بات سن کر اس نے اسے مسکرا کر دیکھا اور مزید بولا۔

''یہی تو محبت ہوتی ہے میاں بیوی کے درمیان۔۔ میں آئیڈیلائز کرتا ہوں ان دونوں کو۔۔ جانتی ہیں آپ۔۔ دونوں کی لو میرج ہوئی ہے۔۔'' وہ ہنستے ہنستے اسے سب بتا رہا تھا اور وہ گہری دلچسپی سے اسکی بات سن رہی تھی۔

''میں بھی چاہتا تھا کہ انہی کی طرح میری لائف بھی ہو۔۔خوش و خرم۔۔۔لیکن۔۔'' وہ کہتے کہتے رکا تو جنت کے ماتھے میں پریشانی کی شکنیں پڑنے لگیں۔

''خیر۔۔جسے میں نے چاہا، اسے اللہ سے مانگا اور اس نے مجھے دے ہی دیا۔۔''

''مانگا کیوں؟؟؟ منگیتر تو تھی ہی آپکی؟؟ ''

''مانگنا ضروری تھا۔۔اس نے مجھے بہت کچھ کہہ کر بھڑکانا چاہا۔۔لیکن میرا دل نہ مانا۔۔پھر مہر نے۔۔اس نے مجھے سب سچ بتایا۔تو اندازہ ہوا کہ آپ کے ساتھ کتنا برا ہوا۔۔'' وہ دکھ سے بولا۔

وہ اسکی طرف دیکھتی گئی۔اسے لگا کہ ایک یہی انسان ہے جو اسکی کیفیت محسوس کر رہا ہے۔

''کس نے بھڑکایا؟؟'' آخر وہ اہم سوال پہ آئی۔

''وہی جس نے مجھے پہلے دن ہی بے عزت کیا تھا۔۔'' اس نے صاف صاف بتایا تاکہ وہ شاہ ویز کی اصلیت جان لے کہ اس نے، اسے نہ صرف مہر کے بارے میں بھڑکایا بلکہ جہانگیر کو اسکے خلاف بھی بھڑکایا۔

''شاہ ویز۔۔'' وہ لب بھینچ کر بولی۔اسکے شاہ ویز کے متعلق انکشاف پہ اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”لیکن۔۔ جنت۔۔ میں ٹپیکل پاکستانی مردوں جیسا نہیں ہوں کہ عورت سے قصور سرزد ہوا تو اسے گناہگار مان لوں۔۔ محبت ہونا ایک عام سی بات ہے۔۔ ہم مرد بھی تو محبت کرتے ہیں۔۔ کسی ایک سے نہیں۔۔ آئے روز کسی نہ کسی سے۔۔“ وہ اپنی ہی بات پہ کھلکھلا کر ہنسا مگر پھر سنجیدہ ہو کر بولا۔

”عورت تو کسی ایک سے ہی محبت کرتی ہے۔۔ اور اسے ہی مانگتی ہے۔۔ منت مانگتی ہے۔۔ اسے پانے کی دعائیں مانگتی ہے۔۔ لیکن۔۔ وہ یہ نہیں سمجھتی کہ مرد۔۔ نا محرم مرد۔۔۔ جسے وہ اپنا سب کچھ سمجھتی ہے وہ اسے کبھی بھی، کہیں بھی داؤ پہ لگا سکتا ہے۔۔ آپ کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا مجھے زیادہ کچھ پتہ نہیں۔۔ لیکن اگر وہ آپکا اس رات ساتھ دے دیتا تو اللہ کی قسم میں وہاں سے چلا آتا۔۔“

وہ اسکی بات خاموشی سے سنتی گئی۔ ایک لفظ بھی اسکے منہ سے ادا نہ ہو پایا۔ وہ بس یہی سوچتی گئی کہ ”کوئی اتنا اچھا کیسے ہو سکتا ہے؟؟

اس نے اسکے چہرے کی طرف بغور دیکھا اور چاہا کہ وہ کچھ تو کہے۔۔ لیکن وہ نظریں جھکائے شرمندگی سے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔ نظریں ملاتی بھی تو کیسے؟ وہ سب کچھ اسکے بارے میں جانتا تھا لیکن پھر بھی اس نے اسے اپنایا۔ اپنا نام دیا۔

"میری محبت کو لفظوں میں ہی ابھی تسلیم کیا ہے تم نے۔۔کاش میں تمہیں یہ پروف بھی کر پاؤں کہ محبت دعا ہے۔۔رب کی دین ہے۔۔کاش "!

☆☆☆☆☆☆☆

کیا جہانگیر اسکے لیئے دنیا کا الگ مرد ثابت ہوگا؟

کیا وہ اسکا بھروسہ جیت پائے گا؟

کیا وہ اسے سمجھا پائے گا کہ "محبت دعا ہے۔"

یا وہ بھی سب مردوں جیسا ہی ثابت ہوگا؟

کیا اٹلی میں۔۔ایک نئے ماحول میں وہ اپنی ماضی کی تلخ یادوں کو بھلا پائے گی؟

یا اٹلی میں ایک نئے امتحان کا اسے سامنا کرنا ہوگا؟

محبت بھیک ہے شاید" کا دوسرا حصہ "محبت دعا ہے۔"

محبت دعا ہے (سیزن 2)
از قلم عظمیٰ ضیاء

قسط نمبر 11

- **دیکھ دنیا میری نظر سے**

ثمینہ ہارون اٹلی جانے کے لیئے پیکنگ میں اسکی ہیلپ کروا رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ اسے جہانگیر کی پسند و ناپسند بھی بتا رہی تھی۔

بڑے لاڈ و پیار سے پالا ہے ہم نے اسے۔۔ وہ تمہیں بڑی محبت سے رکھے گا۔۔ تمہارے لاڈ اٹھائے گا۔۔ بالکل اپنے ڈیڈ کی طرح۔۔ "

وہ ذرا الجائی سے مسکرا دیں تو جینی کو بھی ہنسی آ گئی۔ "جانی سے میں نے کہا ہے وہ شام میں جلدی آ جائے گا۔۔ پھر تم اپنے گھر والوں سے بھی مل آنا۔۔۔"

انکی بات پہ اسکے چہرے کی مسکان اداسی میں تبدیل ہوئی۔

"کیا ہوا؟؟" انہوں نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

"نہیں۔۔ کچھ نہیں۔۔" اس نے نفی میں گردن ہلائی اور نیم انداز میں مسکرا دی۔

"اچھا تم اداس ہو یہاں سے جانے پہ۔۔" ان کے خود سے لگائے گئے اندازے پہ اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔

"ایسا ہونا تو ایک فطری بات ہی ہے۔۔ جانتی ہو جب میں انکے ساتھ اٹلی گئی تھی تو پورا پورا دن روتی رہتی تھی۔۔ گھر والوں کی بہت یاد آتی تھی۔۔ انکی لاڈلی جو تھی۔۔" وہ تھوڑا سنجیدہ ہوئیں مگر پھر خود ہی مسکرا دیں۔

"لیکن اِنہوں نے مجھے کبھی ان سب کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔۔ بے فکر رہو۔۔ جانو بھی اپنے ڈیڈ کی ہی طرح تھا۔۔" انکی طرف سے دی جانے والی تسلی پہ وہ ہولے سے مسکرا دی۔

"آپ دونوں کیوں نہیں چلتے ہمارے ساتھ؟؟" اس نے بیگ میں پرفیوم اور میک اپ کی چیزوں کو بالترتیب رکھتے ہوئے سوال کیا۔

اسکی طرف سے کیے جانے والے سوال پہ وہ بے اختیار ہنس دیں، جیسے اس نے کوئی مذاحیہ بات کی ہو یا لطیفہ سنایا ہو۔ وہ ذرا کنفیوز ہوئی۔

"یہ بھی رکھو۔۔" انہوں نے ڈریسنگ سے ڈیئوڈرنٹ اٹھا کر اسے دی اور پھر مزید بولیں۔

"ہم عید کے بعد آئیں گے۔ انشاءاللہ۔۔۔ بھلا ہم کباب میں ہڈی کیوں بنیں؟؟" وہ اپنی ہی بات پہ کھلکھلا کر ہنس دیں۔

اب اسے سمجھ آئی کہ وہ کیوں ہنس رہی تھیں۔

"نہیں۔۔امی جی۔۔ایسا کیوں سوچتی ہیں آپ؟؟ آپ ساتھ ہو نگی تو ہمیں اچھا لگے گا۔۔" اسکے اندازِ محبت پہ وہ پیار بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔

"البتہ جانو کو اچھا نہیں لگے گا۔۔" وہ پھر سے بے اختیار ہنس پڑیں۔

جنت کو وہ اپنی ساس کم، اپنی یونیورسٹی کی کوئی دوست زیادہ معلوم ہو رہی تھی۔ جو اس سے بے تکلف ہو رہی تھی۔

"خیر۔۔رادھا دیدی ہیں وہاں۔۔ ہمارے ساتھ ہی گھر ہے انکا۔۔۔ وہ تمہارا خیال رکھیں

گی۔"

پیکنگ مکمل ہوئی تو وہ اسکے ساتھ کچھ دیر کے لیئے گپ شپ کرنے کے لیئے بیٹھ گئیں۔

☆☆☆☆☆

دورانِ سفر تو وہ خاموش رہی۔ لیکن جوں ہی اس نے گاڑی اسکے گھر کے پاس پارک کی تو اسکے دل میں ہلچل سی مچ گئی۔

"مجھے نہیں لگتا کہ ہمیں ان سے ملنے جانا چاہیئے۔۔" آخر اس کے منہ سے کچھ نکلا۔

"بے فکر رہو۔۔ بغیر بتائے نہیں جا رہے ہم۔۔ شماز کو بتایا ہے میں نے کہ ہم آ رہے ہیں۔۔" وہ تسلی آمیز لہجے میں بولا لیکن اسکی سوئی وہیں اٹکی تھی۔

"لیکن۔۔ میں کیسے ؟؟؟" وہ الجھن کا شکار ہوئی۔

جہانگیر نے جیسے اسکی بات کو ان سنا کر دیا تھا۔ اس نے گاڑی کی چابی کو اپنی جیب میں رکھا اور گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے باہر آیا۔

"سنیں۔۔" وہ بھی گاڑی سے باہر آئی۔

اس سے پہلے وہ آگے بڑھتا۔ اس نے اس سے گزارش کی۔ "واپس چلتے ہیں پلیز۔۔۔"

"واپس جانے کے لیئے نہیں لایا ہوں تمہیں۔۔ آئے ہیں تو مل کر جائیں گے۔۔" جہانگیر اسکے قریب آیا اور اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے اندر لے گیا۔

جوں ہی دونوں لان سے لاؤنج میں داخل ہوئے تو جہانگیر کو بہت اچھے سے خوش آمدید کہا گیا۔ لیکن جنت کے ساتھ سب ہی تقریباً کھچے کھچے سے تھے۔ سوائے علینہ اور شاز کے۔

بزرگوں میں صرف ندیم ماموں ہی تھے جنہوں نے شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پہ پھیرا۔

سامعیہ ممانی نے ندیم صاحب کو اسکے سر پہ ہاتھ پھیرتے دیکھا تو وہ بھی آگے کو بڑھیں اور اسکو گلے سے لگانے کے بعد اسکا ماتھا چومنے لگیں۔

سرخ جوڑے اور ہلکی پھلکی جیولری کے ساتھ وہ کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔ جبکہ جہانگیر سفید لباس میں خاصا ڈیسنٹ معلوم ہو رہا تھا۔

"آپ سب کو بہت یاد کر رہی تھی جنت۔۔ سوچا آپ سے ملوانے لے آؤں۔۔" جہانگیر کی بات پہ کمرے میں چھائی گہری خاموشی ٹوٹی۔ اسکے بات کرنے کا انداز اسکی شخصیت کو مزید نکھار رہا تھا۔

"اسکا اپنا گھر ہے۔۔ جب مرضی آئے۔۔" آخر نعیم ماموں کا دل پسیجا تو انکے منہ سے بے حد محبت سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔

زیبا نے حقارت آمیز نگاہوں سے اسے دیکھا جو جہانگیر کو عجیب لگا۔ لیکن اس نے اگنور کرنا ہی زیادہ مناسب سمجھا۔

اس نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی۔ اسکے چہرے پہ پریشانی کے آثار دیکھ کر وہ

سمجھ گیا تھا کہ وہ کیوں چاروطرف بے قراری سے دیکھ رہی ہے۔

"اماں بی کہاں ہیں؟؟انہیں بلوادیں۔۔" اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

اسکی بات پہ سبھی خاموش ہو کر رہ گئے۔

اس نے چاہاکہ وہ ان سے ابھی اور اسی وقت انکے رویے کے متعلق بازپرس کرے مگر وہ جنت کو دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"جاؤ آپ مہر سے مل آؤ۔۔" اس نے جنت سے کہا تو زیبا ممانی نے اسے روکنا چاہا لیکن نعیم صاحب نے اسے جب گھور کر دیکھا تو اسکی جرأت نہ ہوئی کہ کچھ کہہ سکے۔

اس نے ماموں کی طرف دیکھا تو انہوں نے اسے اشارۃً اسکے پاس جانے کی اجازت دیدی۔

وہ وہاں سے گئی تو جہانگیر نے بات شروع کی۔

"دیکھیں ماموں جان۔۔میں نے پوری عزت اور محبت سے اپنایا ہے جنت کو۔۔ سب کچھ جاننے کے باوجود۔۔ اصولاً تو مجھے اسکے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیئے۔۔جو آپ سب اس سے کر رہے ہیں۔۔" ابھی اسکی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ندیم صاحب فوراً بولے۔

"نہیں۔۔بیٹا ایسی بات تو نہیں ہے۔۔ جنت آج بھی ہمیں اتنی ہی عزیز ہے جتنی پہلے تھی۔۔"

انکی بات سن کر وہ نیم انداز سے مسکرایا۔

"بھابھی۔۔اماں بی سے کہیں کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔۔" علینہ ڈرائنگ روم میں اسکے لیئے چائے لے کر آئی تو جہانگیر اس سے بولا۔

علینہ نے شماز کو دیکھا تو شماز نے اشارۃًاسے اماں بی کو بلانے کے لیئے کہا۔

دوسری طرف جینی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔کہاں وہ چہکتے ہوئے پورے گھر میں گھوما کرتی تھی اور آج۔۔آج اسے یہ گھر بیگانہ بیگانہ سالگ رہا تھا۔

بیٹیاں جب رخصت ہو جائیں تو اگلے روز ہی اسے اپنا میکا پرایا پرایا سالگنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا اسے بھی محسوس ہو رہا تھا۔

جو کچھ پچھلے دنوں بیتا تھا وہ سب اسکی آنکھوں کے سامنے بار بار آرہا تھا۔وہ اپنے ہی سایے سے یکدم گھبرا سی گئی۔ماتھے پہ پریشانی کے مارے پسینہ بہنا شروع ہو چکا تھا۔اس نے ریلنگ پہ ہاتھ رکھا اور اپنا سانس بحال کرتے ہوئے بمشکل ہی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آئی۔

حسبِ معمول دروازہ کھلا تھا۔مہر لیپ ٹاپ پہ اپنی پریذنٹیشن کی تیاری میں مصروف تھی۔ جنت اندر داخل ہوئی۔اس نے اپنا پسینہ صاف کیا اور اپنا موڈ خوشگوار کیا۔

"یار ایمل بعد میں آنا۔۔ابھی میں بہت بزی ہوں۔۔" دروازے کی آواز سے جب محسوس ہوئی تو وہ بولی۔

"صبح پریزنٹیشن۔۔ "اسکی بات ادھوری رہ گئی جب اس نے اسے دیکھا۔

"تم یہاں؟؟" وہ کرسی پر سے فوراً اُٹھی۔

"تم بزی ہو تو میں جاؤں یہاں سے؟؟" جنت نے شرارتی انداز میں کہا۔

"خبردار۔۔ تم جا کر دکھاؤ تو۔۔" مہر نے بھی اسی کے انداز میں اسے کہا۔

"دھمکی۔۔۔" جنت نے قہقہہ لگایا۔

"ہاں بالکل۔۔" مہر اسکے گلے جا لگی۔

"جانتی ہو کتنا مِس کیا میں نے تمہیں۔۔ مجھے تو لگا تھا کہ میں کبھی تمہیں مل ہی نہیں پاؤں گی شاید۔۔۔" اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

جنت اس سے الگ ہوئی اور اسکے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے بولی۔

"مجھے بھی ایسا ہی لگا تھا۔۔ لیکن دیکھو۔۔ آ گئی ہوں نا۔۔۔" وہ خوشی سے مسکرائی تو مہر کا چہرہ بھی خوشی سے جھلملا اٹھا۔

"شاہویز کہیں نظر نہیں آیا مجھے؟؟" اسکے ذکر پہ مہر کا جی کھٹا ہو گیا۔

"چھوڑو اسے۔۔ دفع کرو۔۔ وہ آیا ہی یہاں فساد پھیلانے کے لیئے تھا۔۔ چلا گیا واپس فیصل آباد۔۔"

اس نے اسے بیڈ پہ بیٹھنے کے لیئے اشارۃً کہا۔

"مہر۔۔اس نے جہانگیر کو نجانے کیا کیا کہا ہے؟" وہ رونے والے انداز میں بولی۔

"ڈونٹ ووری۔۔ جانتی ہوں میں۔۔اور یہ سب ابھی کی بات نہیں ہے۔۔" اس نے تسلی آمیز لہجے میں اس سے کہا۔

"خیر۔۔اچھی لگ رہی ہو تم۔۔ بال کس نے بنائے؟؟" مہر اسکے بالوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔

"امی جی نے۔۔" اس نے بے حد محبت سے کہا۔

اسکے لہجے سے ثمینہ کے لیئے شیرینی ٹپکتے دیکھ کر مہر کو بے حد خوشی ہوئی۔

"اور بتاؤ۔۔ جہانگیر بھائی تمہارا خیال تو رکھتے ہیں نا؟؟؟تم خوش تو ہو نا؟؟؟ "

"ہاں۔۔بہت خوش ہوں میں۔۔ بہت خیال رکھتے ہیں وہ میرا۔۔لیکن۔۔" اسکے ہنستے مسکراتے چہرے پہ اداسی سی پھیل گئی۔

"لیکن؟؟" مہر کا دل بیٹھ سا گیا۔

"لیکن کیا؟؟سب ٹھیک تو ہے؟؟"

"سب ٹھیک ہے۔۔ لیکن میں بہت کنفیوز ہوں جہانگیر کو لے کر۔۔وہ میرا ہر سچ جانتے ہیں لیکن انہیں اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔میرے ماضی سے انہیں کوئی غرض ہی نہیں۔۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟؟"

Clubb of Quality

اسکی بات سن کر مہر نے ایک لمحے کے لیئے اسے بغور دیکھا اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد سوالیہ بولی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟؟؟ ایسا کیوں ہوگا؟؟"

"مجھے اٹلی لے جا کر شاید نوکرانی نہ بنالیں۔۔ مجھ سے میرے ماضی کا اس سے اچھا بدلہ لینے کے علاوہ اور کوئی وجہ۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتی مہر چڑ کر بولی۔

"تم اور تمہارے گمان۔۔ اللہ کا واسطہ ہے جنت۔۔۔" اس نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑے۔

"مجھے تو ہنسی آرہی ہے اس بات پہ۔۔ وہ شخص تمہاری خاطر پوری دنیا سے لڑ گیا۔۔ لیکن تم ہو کہ۔۔" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"خیر۔۔ کبھی بھولے سے بھی یہ بات جہانگیر بھائی سے نہ کہہ دینا سمجھی۔۔۔"

☆☆☆☆☆

"ماموں جان۔۔ ہم دونوں کل اٹلی جا رہے ہیں۔۔ میں نہیں چاہتا کہ ہم اپنی زندگی کا آغاز اماں بی کی دعاؤں کے بغیر کریں۔۔" ابھی وہ ان سے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اماں بی ڈرائنگ روم میں اپنی لاٹھی کا سہارا لیے ہوئے داخل ہوئیں۔

انکی آمد پہ سبھی یکبارگی میں کھڑے ہوئے۔

"میری دعائیں تم دونوں کے ساتھ ہیں۔" وہ اس کے سامنے موجود صوفے پہ آکر

براجمان ہوئیں۔
انکے بیٹھتے ہی سبھی باری باری بیٹھے۔
''اماں بی۔۔ گستاخی معاف۔۔ کیا آپ جنت کو معاف نہیں کر سکتیں؟؟ آپ سب اسکے اپنے ہیں۔۔ لیکن آج آپ سب۔۔ایسا لگ رہا ہے جیسے۔۔'' اسکے الفاظ انکی بات کرنے پہ ادھورے رہ گئے۔
''دیکھو بیٹا۔۔ ہم نے اسکی شادی تم سے کر دی۔۔یہی کافی ہے اسکے لیئے۔۔ وگرنہ یہ بات تو وہ بھی اچھے سے جانتی ہے کہ۔۔جو غلطی اس نے کی ہے اسکی سزا ہمارے ہاں کیا ہوتی ہے۔۔'' وہ بارعب انداز میں بولیں۔
''آپ کے ہاں اسکی محبت غلطی تھی۔۔ لیکن میرے لیئے اسکی محبت اسکا بچپنا۔۔''
انکی مردانہ وجاہت کے باعث ہر کوئی ان سے بحث و تکرار سے گریز ہی کرتا تھا۔لیکن یہ جہانگیر تھا۔۔جہانگیر ہارون احمد۔۔جو کسی کے ساتھ زیادتی ہوتے ہوئے کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔اور یہاں تو بات اسکی بیوی کی تھی۔
''آپ سب کیوں ایک ہی زاویے سے سوچتے ہیں؟ کیا اسکی غلطی اتنی بڑی ہے؟؟'' اسکی بحث و تکرار پہ ندیم اور نعیم صاحب حیران رہ گئے۔اور اس سے بھی زیادہ اماں بی۔انہوں نے چاہا کہ وہ اسے ابھی اور اسی وقت چلتا کریں لیکن اسکا ان سے داماد کا رشتہ تھا۔وہ کسی صورت

اسکے ساتھ ویسے پیش نہ آسکیں جیسے وہ سب سے پیش آتی تھیں۔

"بے ادبی کے لیئے معذرت اماں بی۔۔ لیکن پلیز۔۔خدا کے لیئے۔۔ خدا کے لیئے۔۔اس پہ ترس کھایئے۔۔ایک بار اس سے مل لیجیئے۔۔" اب کے وہ انکے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔

علینہ باہر کھڑی سب سن رہی تھی۔وہ رشکیہ انداز میں مسکرائی۔

"ایک وہ تھا جو اسے بے آبرو کر کے چلتا بنا۔۔اور ایک یہ ہے کہ اسکی آبرو کے لیئے ہاتھ جوڑ رہا ہے۔۔"

اسی اثناء میں وہ دونوں اسکے قریب آ کھڑی ہوئیں۔اندر کا منظر ان سب کو صاف نظر آرہا تھا۔ وہ اماں بی کے سامنے اسکی معافی کے لیئے التجا کر رہا تھا۔مہر نے معنی خیز نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔جیسے کہنا چاہتی ہو کہ "دیکھو۔۔کوئی نوکرانی کے لیئے یہ سب کرتا ہے؟؟" جواباً جنت اس سے نظریں چراتے ہوئے رہ گئی۔

"اسکا گناہ اتنا بڑا تو نہیں کہ آپ سب اس سے نظریں پھیر لیں۔۔ ایک دفعہ اسکو دیکھیں۔۔کیا آپ کو اس پہ ترس نہیں آتا؟؟" وہ مکرر بولا تو اماں بی کی آنکھیں تو بھر آئیں مگر وہ ضبط کیے ہوئے تھیں۔

"کیا اسے ہم سب پہ ترس نہیں آیا؟؟گھر کی دہلیز پار کرتے ہوئے اسے ایک لمحے کے لیئے

بھی ہمارا خیال نہ آیا؟؟" انکی آواز لرز رہی تھی۔

"دہلیز پار؟؟" انکی بات پہ اسکا دماغ سٹپٹا سا گیا۔

اب کے اسکی سمجھ میں سارا معاملہ آنے لگا۔

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔۔اگر ایسا ہوتا تو وہ واپس آتی ہی کیوں؟؟ مجھ سے شادی کرتی ہی کیوں؟؟"

"اماں بی چھوڑیں نا۔۔اب یہ داماد ہے اس گھر کا۔۔اور جب یہ ہماری بیٹی پہ اتنا بھروسہ رکھ سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں؟؟" شماز انکے قریب آکر بولا تو انہوں نے اسے گھور کر دیکھا۔

بلاشبہ وہ اپنے فیصلے لینے کی خود عادی تھیں۔کسی کا مشورہ یا نصیحت انہیں کسی صورت بھی روا نہیں تھا۔

"اماں بی۔۔پلیز۔۔ اپنی روایات کو چھوڑ دیں نا پلیز۔۔۔" علینہ تھوڑی سی ہمت کرتے ہوئے کمرے کے اندر داخل ہوئی۔

"آپ کی پسند سے ہی تو اس نے شادی کی ہے۔۔اب آپ۔۔ "

"جی۔۔ بہو بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے اماں بی۔۔" ندیم صاحب کی حمایت پہ علینہ اور شماز کے چہرے پہ مسکراہٹ دوڑی۔

اماں بی کی آنکھوں سے آنسو بارش کی صورت بہنے لگے تھے۔وہ چاہ کر بھی خود کو قابو نہ کر

سکیں۔

جنت کی برداشت سے یہ سب اب باہر تھا۔وہ ڈرائنگ روم میں تیزی سے داخل ہوئی۔

''کوئی انہیں مجبور نہیں کرے گا۔۔آپ نہیں چاہتیں مجھ سے بات کرنا۔۔نہ کریں۔۔ نہیں معاف کرسکتیں تو نہ کریں۔۔ لیکن پلیز۔۔آپ ایسے روئیں تو نہیں۔۔'' وہ انکے قدموں میں آ کر بیٹھی۔

وہاں موجود تقریباً سبھی کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو چکی تھیں۔زیبا جو اس سے شدید نفرت کرنے لگی تھی،اسکا دل بھی پسیج گیا۔

مہر نے آگے بڑھ کر اسے پکڑنا چاہا لیکن جہانگیر کے منع کرنے پہ وہ وہیں رک گئی۔

''مجھے لگتا ہے ہمیں یہاں سے چلنا چاہیئے۔۔''

وہ وہاں سے باہر آیا اور اسکے ساتھ ساتھ وہاں موجود سبھی لوگ اسکے پیچھے پیچھے باہر آئے۔

اب ڈرائنگ روم میں صرف اماں بی اور جنت تھی۔

''آپ اتنی سنگدل کیسے ہو سکتی ہیں؟ مجھ سے تو بہت محبت کرتی تھیں نا آپ؟؟ کیسے مجھے چھوڑ سکتی ہیں آپ؟؟'' وہ انکے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

''میرے بناء تو آپ کھانا نہیں کھاتی تھیں۔۔ مجھے دیکھے بناء آپ کو چین نہیں آتا تھا۔۔اور

اب؟میں مانتی ہوں مجھ سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے۔۔ لیکن میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا، جس کی وجہ سے آپ کو۔۔'' اس سے پہلے وہ مزید بول پاتی، اماں بی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

''میرا دل تھی تم۔۔ میرا یقین، میرا بھروسہ۔۔ میرا مان تھا تم پہ۔۔ لیکن تم نے۔۔'' وہ کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولیں اور بے ضبط رو دیں۔

''مجھے معاف کر دیں۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔'' وہ انکے قریب کھڑی ہو کر بولی۔

''میں یہاں سے جا رہی ہوں۔۔ پھر نجانے کب ملوں۔۔ ہو سکتا ہے ملوں ہی نا۔۔ ''

اسکی بات پہ انہوں نے تڑپ کر اسے دیکھا اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ جہاں وہ اسکی شکل دیکھنے کی روادار نہیں تھیں، اب وہ اسے اپنے سینے سے لگائے زار و قطار رو رہی تھیں۔

''میری شاہینہ کی نشانی ہو تم۔۔ تم سے تو میں ہوں۔۔''

باہر موجود سب لوگ یہ منظر دیکھ کر روتے روتے ہنس پڑے۔ جہانگیر کے چہرے پہ طمانیت کی لہر دوڑی۔ وہ پر سکون ہو کر فاتحانہ انداز میں مسکرایا اور ساتھ ہی ساتھ شماز اور علینہ کا شکر ادا کیا جنہوں نے اسکا ساتھ دیا۔ وہ خوش تھا کہ اب وہ اٹلی پر سکون ہو کر جا سکتا ہے۔ اماں بی کا اسے معاف کرنا جہانگیر ہی کی مرہونِ منت تھا کیونکہ ایسا کبھی ہوا ہی نہیں تھا کہ جہانگیر کچھ چاہے اور وہ نہ ہو۔ اور اسکی ایک خاص وجہ اسکا پر خلوص ہونا تھا۔

مہر اسکے قریب آئی اور تشکر یہ انداز میں اسے دیکھ کر مسکرائی۔اور آہستگی سے اسے کچھ کہا تو وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ چاہتی تھی کہ تابینہ خالہ سے اسکی ایک مرتبہ ملاقات ہو جائے لیکن سجیل کے وہاں ہوتے ہوئے وہ جہانگیر کے ساتھ وہاں نہیں جانا چاہتی تھی۔ گزشتہ روز جو کچھ بھی ہوا۔اسکا ذمہ دار وہ راحت اور تابینہ کو کسی حد تک سمجھتی تھی۔ لیکن بعدازاں اسے سمجھ آگیا کہ وہ دونوں آخر کیا کر سکتے تھے جب سجیل ہی نہیں کچھ چاہتا تھا۔

اپنے گھر والوں سے ملنے کے بعد واپسی پہ وہ خود کو بے حد پر سکون محسوس کر رہی تھی۔ وہ جہانگیر کو تشکرانہ انداز سے دیکھتے ہوئے نیم انداز میں مسکرا رہی تھی جبکہ وہ ڈرائیونگ میں مصروف تھا۔اسکا دھیان اپنی جانب پا کر وہ شرارتی انداز سے بولا۔

"نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا؟؟؟"

اس کی بات پہ وہ آہستگی سے مسکرائی۔

"شکریہ آپکا۔۔سچ میں اماں بی سے مل کر دل کو سکون سا مل گیا ہے۔۔بہت شکریہ کہ آپ مجھے یہاں۔۔ان سے ملوانے لے آئے۔۔"

"کوئی بات نہیں۔۔"

اس کے ذہن میں مہر کی بات آئی۔

"ہو سکے تو تابینہ پو پھو سے بھی ملوانے لے جایئے گا۔۔ پو پھو بہت یاد کر رہی ہیں اسے۔۔۔"

"کیا ہوا؟؟" اسکے بلانے پہ اس نے اپنے خیال کو جھٹکا۔

"کچھ نہیں۔۔ کسی اور سے ملنا ہو تو کہو؟؟ "

جنت نے حیران کن مگر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟؟ اس میں حیرانگی کی کیا بات ہے؟؟ تمہاری خالہ ہیں نا؟؟ انکی طرف جانا ہے تو کہو؟؟" اس نے تو دی پوائنٹ بات کی۔

وہ ابھی تک اسکی طرف حیران کن نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟؟ مسز؟؟ کیوں مجھے نظر لگانے کا ارادہ ہے؟؟" وہ شرارتی انداز میں مسکرایا۔

"گاڑی چلانے دیں۔ مسز۔۔ کہیں ایکسیڈنٹ نہ ہو جائے۔۔" اسکی طرف سے ایک اور قہقہہ بلند ہوا۔

اس وقت جنت کو اسکی ہنسی زہر لگ رہی تھی۔ اسکا جی چاہا کہ وہ ابھی اور اسی وقت اسکی ساتھ والی سیٹ پر سے اٹھ جائے۔

"آپ واقعی اتنے اچھے ہیں یا اچھا بننے کی ایکٹینگ کرتے ہیں؟؟" آخر اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو ہی گیا تھا۔

اسکی بات پہ اس نے گاڑی کی اسپیڈ ذرا آہستہ کی اور اسکی طرف دیکھ کر بولا۔

"ایکٹینگ دکھانے کے لیئے بیوی ہی رہ گئی ہے کیا؟؟؟" اس نے گویا اسکی بات کو مذاق میں ٹالا۔

"آپ کسی بھی بات کو سیریس کیوں نہیں لیتے آخر؟؟ میں بات کیا کر رہی ہوں اور آپ ہیں کہ۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

"جانِ جانو۔۔ زندگی بہت بے وفا سی چیز ہے۔۔ اس میں سیریس ہو گئے تو سمجھو گئے کام سے۔۔" وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

"خیر۔۔" وہ اسکے ہر جواب سے عاجز آچکی تھی۔

"مجھے کسی اور سے ملنے نہیں جانا۔۔آپ گھر چلیں۔۔" اس نے التجائیہ انداز میں کہا۔

"جو حکم میرے آقا۔۔۔" وہ پھر سے مسکرا دیا۔

اس نے ایک لمحے کے لیئے اس کے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی جو گاڑی کے شیشے سے باہر کے مناظر کو خوب غور سے دیکھ رہی تھی۔اسکا معصوم چہرہ آج بھی اسکے دل کی دھڑکن کو بند کرنے کے لیئے کافی تھا۔

جنت کو اسکی نگاہیں اپنے چہرے پہ محسوس ہوئیں تو وہ بولی۔

"گاڑی سامنے دیکھ کر چلائیں پلیز۔۔۔"

"جنت۔۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو محسوس نہ کیا کرو۔۔ مجھے تم پہ بھروسہ ہے۔۔ بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ تم ایک دفعہ۔۔ایک دفعہ اس سے مل لو۔۔ہو سکتا ہے کہ تم۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتا جنت نے غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ چپ کر گیا۔

"آپکی اطلاع کے لیئے عرض ہے وہ یہاں نہیں ہے۔۔ فیصل آباد چلا گیا ہے۔۔ وہاں لے چلیں؟؟" اسکی بات میں طنز واضح تھا۔

اس نے گاڑی گھر کے قریب پارک کی تو وہ فوراً سے باہر نکلی۔ جبکہ وہ اسے پکارتا ہی رہ گیا۔

"جنت۔۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔ میری بات تو سنو۔۔"

"کیا سنوں؟؟ بیوی ہوں آپکی۔۔ حرام ہے مجھ پہ اب اسکا ذکر بھی کرنا۔۔" وہ تھوڑی دیر رکی اور پھر پلٹ کر بولی۔

"جنت۔۔ جانتا ہوں میں لیکن۔۔ میں چاہتا تھا کہ تم۔۔۔"

اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتا وہ تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے اسکے سامنے سے آناً فاناً غائب ہو گئی۔

******

اس نے آفس کا کام ختم کیا اور اپنے لیپ ٹاپ کو بیگ میں بند کرتے ہوئے میز پہ رکھا۔

"چلو۔۔ یہ کام بھی ہو گیا۔۔ چائے پیتے ہیں اب۔۔اور مسز کو اپنے ہاتھ کی چائے پلا کر اس

سے معافی مانگتے ہیں۔۔"وہ خود سے کہہ رہا تھا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ جنت نے چائے کا کپ اسکے سامنے والی میز پہ رکھا اور خود سامنے صوفے پہ بیٹھ گئی۔

"اللہ کی شان۔۔۔ابھی میں سوچ ہی رہا تھا چائے کے بارے میں۔۔۔"وہ قدرے تصرف سے مسکرایا۔

جنت اسکے سامنے سے اٹھی اور وہاں سے جانے لگی۔

"کہاں جا رہی ہیں مسز؟؟؟"

اسکے اچانک وہاں سے اٹھنے پہ وہ سوالیہ بولا۔

آپ نے چائے کے بارے میں سوچا۔چائے بنانے والی کے بارے میں تھوڑی نا۔۔"وہ منہ بنا کر بولی۔

"صدقے جاؤں اس ادا کے۔۔۔تمہاری سوچ سے نکلا ہی کب ہوں؟چائے کا بھی سوچا تو تب بھی تمہیں ہی سوچا مسز۔۔۔"

اس کی بات پہ وہ جاتے جاتے رکی۔

"آپ بے وقوف نہیں بنا سکتے مجھے۔۔۔"وہ بچوں کی طرح بولی تو جہانگیر نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا۔

"لو۔۔بیو قوف کیوں بناؤں گا؟ مسز بنالیا ہے یہی کافی ہے۔۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولا۔

"شکریہ آپکا۔۔اور۔۔" وہ بات کرتے کرتے کنفیوز ہوئی۔

"اور؟؟؟" اس نے چائے کا گھونٹ بھرا تو عش عش کرتے رہ گیا۔

"واہ۔۔مزا آگیا۔۔۔ خیر۔۔اور کے آگے کیا بات تھی؟ کہو؟؟"

"ایم سوسوری فار مائی بیہیو ئیر۔۔" اسکے چہرے پہ افسردگی کے بادل صاف نظر آرہے تھے۔

جہانگیر نے اسے ایک نظر دیکھا تو دھیما سا مسکرا دیا۔

"ادھر آؤ۔۔ بیٹھو یہاں۔۔۔" اس نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کے لیئے جگہ دی۔

"تم کسی بھی انداز میں مجھ سے بات کر سکتی ہو۔۔آئی وِل ناٹ مائنڈ۔۔" وہ اسکے برابر میں بیٹھی تو وہ ذرا محبت سے بولا۔

وہ اسکے پاس سے تھوڑا کھسک لی۔

"نہیں۔۔کسی بھی انداز میں کیسے بات کر سکتی ہوں آپ سے؟؟ بڑے ہیں آپ مجھ سے۔۔ آپکا ادب تو لازم ہے نا۔۔"

اسکی بات سن کر جہانگیر قہقہہ لگا کر ہنسا تو اس نے پریشان کن نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تو یہ وجہ ہے میرا ادب کرنے کی؟؟" وہ ہنستے ہوئے بمشکل ہی اس سے پوچھ پایا۔

Clubb of Quality

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور بھی وجہ ہے نا۔۔۔"

"جیسے؟؟"وہ رومانٹک انداز میں بولا۔

"آپ میرے شوہر ہیں۔۔آپکا ادب کروں گی تو اللہ بھی مجھ سے خوش ہو گا۔۔"

اسکی بات سن کر وہ کچھ دیر توقف کے بعد سوالیہ بولا۔

"ویسے کتنا بڑا ہوں گا میں تم سے؟؟"

"دیکھنے میں تو لگتا نہیں۔۔لیکن بھابھی بتا رہی تھیں کہ دس سال بڑے ہیں آپ۔۔"اسکے چہرے پہ موجود سنجیدگی اسے عجیب لگی۔

"ہاں۔۔وہ تو ہوں۔۔کوئی مسئلہ ہے اس میں؟؟"

"ن۔نن۔۔نہیں۔۔مسئلہ کیوں ہو گا۔۔بلکہ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی۔۔آپ عمر میں بڑے ہو کر بھی یہ نہیں جانتے کہ بیوی سے کیا بات کرتے ہیں اور کیا نہیں۔"

اس نے لگی لپٹی کی بجائے صاف بات کہی۔

اسکی ذو معنی بات پہ وہ چونکا۔

اس سے پہلے وہ اس سے مزید سوال کرتا گھر کے مرکزی دروازے سے ثمینہ اور ہارون مسکراتے ہوئے داخل ہوئے۔

"آ گئے آپ لوگ؟؟؟جانتے بھی ہیں کہ کل ہم نے چلے جانا ہے۔۔ہمیں ٹائم دینے کی

بجائے آپ دونوں خود کو ٹائم دے رہے ہیں۔۔دس از ناٹ فیئر مام ڈیڈ۔۔"وہ شکایتی انداز میں بولا۔

جنت کو اسکی بات پہ ہنسی آگئی۔

"ریلیکس ہو جاؤ۔۔"ثمینہ نے جھٹ سے کہا۔اور ساتھ ہی ساتھ اسکے ہاتھ میں ایک گفٹ تھما دیا۔

وہ سمجھ گیا کہ یہ سب کیا ہے۔

"کرسٹی آنٹی کو ایسٹر کا تحفہ دینا۔اور یہ نیہا کے لیئے۔۔تم نے تو کچھ لیا نہیں ہو گا اس کے لیئے۔۔۔"

جنت ان کے مابین ہونے والی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اوہ۔۔تھینک یو مام۔۔تسی گریٹ او۔۔"

اسکے مسکا لگانے پہ ہارون صاحب مسکرائے۔

"دونوں باپ بیٹا ایک جیسے ہو۔۔مسکا لگانے میں ایک نمبر۔۔"

ان کا دھیان جنت پہ پڑا تو وہ ہنستے ہنستے رکیں۔

"کرسٹی ان کے دوست کی بیوی ہے۔۔اور نیہا ر ادھا دیدی کی بیٹی۔۔"

ان کے بتانے پہ جنت نے مسکرانے پہ ہی اکتفا کیا۔

"خیر۔ بہت تھک گئے۔۔چائے مل جائے گی ہمیں بھی؟؟؟"وہ صوفے پہ نیم دراز ہوئیں۔

"جی۔۔جی۔۔میں لاتی ہوں۔۔۔"وہ وہاں سے کچن میں چلی آئی۔

"ڈیڈ۔۔میرے بعد میری مام کا بہت ساخیال رکھنا۔۔ "وہ التجائیہ انداز میں بولا۔

"یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے؟؟"ہارون صاحب بولے۔

"ہاں ہے تو نہیں۔۔لیکن آپ دن بہ دن ہینڈسم ہوتے جارہے ہیں۔۔کہیں انکل نواز کی طرح آپ بھی۔۔۔"جنت کی آمد پہ وہ ادھوری بات کرتے کرتے رک سا گیا۔

"ارے بیٹا۔۔ہماری اتنی جرات۔۔زندگی عزیز ہے مجھے۔۔اور تمہاری ماں بھی۔۔"وہ مزاحیہ انداز میں بولے۔

جنت نے باری باری دونوں کو چائے دی اور انکے سامنے بیٹھ گئی۔

"انہوں نے چائے کا گھونٹ بھرا تو اسے ڈھیروں دعائیں دیں۔

"نواز کو تمہاری شادی کا نہیں بتایا۔۔سرپرائز دینا اسے۔۔"

"جی۔۔"اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔

اسکا دھیان جنت پہ تھا۔اس کے ذہن میں ابھی بھی اس سے ہونے والی گفتگو گردش کررہی تھی۔

وہ چاہتا تھا کہ ابھی اور اسی وقت وہ اس سے گفتگو کا سلسلہ وہیں سے جوڑے جہاں ختم کیا تھا لیکن مام ڈیڈ کے سامنے لحاظ رکھنا پڑا۔

"پانی لا دو۔۔"اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جی۔۔"وہ وہاں سے اٹھی اور کچن میں چلی گئی۔

"کیا ہے جانو۔۔۔خود لے آتے۔۔ابھی تو بیٹھی ہے وہ ہمارے پاس۔۔"

انہوں نے اسے جھاڑ پلائی۔

"اب تم بھی چلے جاؤ۔۔"ہارون صاحب کی بات پہ وہ مسکرایا۔ثمینہ نے دونوں باپ بیٹے کو مسکراتے دیکھا تو ہنس دی۔

"بالکل آپ کی طرح ہے۔۔بس بہانہ چاہیئے بیوی کے آگے پیچھے گھومنے کا۔۔۔"

ان کی طرف سے بھی قہقہہ بلند ہوا۔

******

"تم نہیں جاؤ گی ائیر پورٹ۔۔ سمجھی۔۔"زیبا نے اسے سختی سے منع کیا۔

"امی۔۔پلیز۔۔سب نے اسے معاف کر تو دیا ہے۔اب آپ خوامخواہ ہٹلر کا رول پلے نہ کریں پلیز۔۔"وہ عاجز آکر بولی۔

"کوئی شرم لحاظ نہیں تم میں۔۔ماں ہوں تمہاری۔۔اس کے لیئے اپنی ماں سے الجھ رہی ہو

تم۔۔ ہٹلر بنا رہی ہو۔۔ "غصہ کے مارے زیبا کا منہ لال ہو چکا تھا۔

"امی تو آپ سمجھ جائیں نا۔۔ پلیز۔۔ اسے میرا انتظار ہو گا۔" وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

"دیکھو مہر۔۔ اسے معاف کر دینے کا ہر گز مطلب نہیں کہ اسے گلے سے لگا لیا جائے۔۔ اس سے رابطے میں رہنے کی میں تمہیں اجازت نہیں دے سکتی۔۔ سمجھی! بہتر یہی ہو گا کہ کل یونیورسٹی سے سیدھا گھر واپس آؤ۔۔ "اس نے تاکیدی انداز میں کہا۔ اور اسے خود سے مزید بحث کرنے کے لیئے اشارۃً منع کیا۔

جواباً اس نے منہ بسور کر اسے دیکھا اور اپنی انگلیاں مسلتے ہوئے رونی صورت بنا کر اس کے کمرے سے باہر آ گئی۔

شماز لاؤنج میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ اس پہ نظر پڑتے ہی اس نے ٹی وی ریموٹ سے ٹی وی کو بند کیا اور اسے بلایا۔

"رکو۔۔۔"

وہ سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے رکی۔

"کیا ہوا تمہیں؟؟" وہ اسکے پاس آیا۔

"نہیں کچھ نہیں۔۔ "اس نے خود کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"تو آنکھ میں کچھ چلا گیا ہو گا؟؟؟؟" اس نے سوال کی بجائے جواب میں کہا تو وہ بوکھلائی۔

"ہاں۔۔ن۔ نہیں۔ نہیں۔۔رو رہی ہوں۔۔"اس نے صاف لفظوں میں کہا۔

"یہ ہوئی نا بات۔۔اب وجہ بھی بتا دو۔۔"وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

"بھائی۔۔ جینی کل جا رہی ہے۔ مجھے ائیر پورٹ جانا ہے اسے سی آف کرنے لیکن امی ہیں کہ۔۔۔"وہ رونی صورت بنا کر بولی۔

میرا بھائی ہوتا نا تو مجھے کسی کی منت سماجت کرنا ہی نہ پڑتی۔۔" اب کے اس نے جذباتی انداز میں کہا تو شماز کا دل بھر آیا۔

""تو کیا میں تمہارا بھائی نہیں؟؟ "

""نہیں۔۔آپ تو ایمل اور سدرہ کے بھائی ہیں نا۔۔ "اب کے وہ جانتی تھی کہ شماز اسکے جذباتی حملے میں ضرور پھنسے گا۔

"کل کتنے بجے جانا ہے؟؟؟"

وہ جھٹ سے بولی کہ کہیں وہ سوال ہی نہ بدل دے۔"صبح دس بجے۔۔"

اس کے بتائے گئے وقت پہ وہ کچھ دیر کے لیئے گہری سوچ میں پڑ گیا۔ مگر پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"یونیورسٹی سے تمہیں میں پک کر لوں گا۔۔"

"لیکن آپ کا آفس؟؟؟"اس نے اسے ایسے یاد دلایا جیسے اسے یاد ہی نہ ہو۔

"میری پیاری بہن۔۔آم کھاؤ۔۔پیڑ کیوں گن رہی ہو؟؟ تمہیں ائیر پورٹ جانا ہے نا۔۔ میں لے چلوں گا۔۔بس وقت کی پابندی کرنا۔۔"اس نے پر سکون ہو کر اسے اپنے ساتھ کا یقین دلایا۔

" اب کے بعد کبھی نہ کہنا تمہارا کوئی بھائی نہیں۔۔ سمجھی۔۔"اس نے قدرے خفگی سے کہا اور پھر مسکرا دیا۔

" " کبھی نہیں کہوں گی۔۔"

جواباً مہر بھی اسے دیکھ کر تشکرانہ انداز میں مسکرا دی۔

****

اس سے پہلے وہ پانی لے کر باہر آتی، وہ کچن میں داخل ہوا۔مقابل سے سامنا ہوا ہی تھا کہ اسکے ہاتھ سے گلاس گرتے گرتے بچا۔

"میں آ ہی رہی تھی۔۔"اس نے گھبراتے ہوئے وضاحت پیش کی۔

"ریلیکس مسز۔۔۔آچکی ہو تم۔۔میری زندگی میں۔۔"وہ نیم انداز میں مسکرایا۔اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی شرارت تھی۔

جنت نے لجاتے ہوئے اسے دیکھا اور پھر نظریں جھکا کر رہ گئی۔

"میں جانتا ہوں تم ہرٹ ہو میری بات سے۔۔۔مجھے تم سے وہ سب نہیں کہنا چاہیئے تھا۔

ہمارے رشتے کی کسوٹی تو ماضی کو بھلا کر آگے بڑھنا ہے نا۔۔ وعدہ ہے میرا۔۔ آج کے بعد میں کبھی وہ بات نہیں کروں گا جو تمہیں دکھ دے۔۔ اور جس سے ہمارا رشتہ کمزور ہو۔۔" وہ اسکے چہرے کی طرف محبت سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے تم اور تمہارا ساتھ چاہیئے۔ اور۔۔ اپنے بچوں کے لیئے جنت۔۔" وہ شرارتی انداز میں مسکرایا اور دھیرے دھیرے اسکے قریب آیا کہ اس نے ہاتھ میں پکڑے پانی کے گلاس کو اپنے اور اسکے مابین کرتے ہوئے کہا۔

"پانی۔۔۔" وہ لجائی سے مسکرائی تو وہ بھی مسکرا دیا۔

ہارون صاحب جو کچن کے دروازے تک آئے ہی تھے دونوں کی باتیں سن کر واپس لوٹ گئے۔

"ماضی۔۔۔ کیسا ماضی۔۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا۔۔ جانی نے یہ سب کیوں کہا ہو گا بھلا۔۔۔" وہ خود سے بولے۔

"کیا ہوا؟؟؟ چینی نہیں لائے؟؟" ثمینہ کے پکارنے پہ وہ اپنی سوچ سے نکلے۔

"نہیں۔۔۔ ایسے ہی پیو۔۔" انکی بات پہ اس نے انکا چہرہ بغور دیکھا اور پھر مسکرا دیں۔

"میں جانتی ہوں۔۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور شرارت بھری نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"بس کرو۔۔ ماں ہو تم اسکی۔۔ کوئی دوست یا سہیلی نہیں۔۔" انہوں نے جیسے اسے یاد دلایا۔

"ہاں۔۔تو اسے بھی سمجھایا کریں نا۔۔جب وہ ماں باپ کو تنگ کرتا ہے۔۔" وہ وہاں سے جاتے جاتے رکی۔

"آپ پریشان کیوں ہیں؟؟؟"

"نہیں۔۔ایسے ہی۔۔نواز کے بارے میں سوچ رہا تھا۔" ہارون صاحب کسی گہری سوچ میں ہی تھے۔

"کیا سوچ رہے ہیں؟؟پریشانی کی بات تو نہیں؟؟" وہ تفتیشی انداز میں بولیں۔

"یاد ہے جب ہم رشتہ لینے گئے تھے تو کیا ہوا تھا؟؟" ثمینہ نے ذہن پہ زور ڈال کر انہیں جواب دیا۔

"ہاں۔۔یاد تو ہے۔۔لیکن اس سب میں نواز بھائی صاحب کا۔۔" انہوں نے اسکی بات کاٹی۔

"سوچ رہا ہوں۔۔نواز کے کہنے پہ اتنی بے عزتی کے بعد رشتہ جوڑ تو لیا۔۔لیکن کہیں جنت اسکے بارے میں جاننے کے بعد کوئی ایسا فیصلہ نہ لے لے کہ جہانگیر۔۔۔"

"اللہ خیر کرے۔۔نواز بھائی صاحب اب انڈر ورلڈ کے ڈان تو ہے نہیں کہ جنت کوئی سنگین فیصلہ لے گی۔بلکہ دیکھنا وہ تو انہیں مل کر بہت خوش ہو گی۔۔" وہ تسلی آمیز لہجے میں بولیں تو وہ ذرا پر سکون ہوئے۔

"ہمارا بیٹا اسکے ساتھ بہت خوش ہے ثمینہ۔" وہ رشکیہ انداز میں مسکرائے تو ثمینہ نے بھی اثبات میں گردن ہلائی اور مسکرادی۔

******

ائیرپورٹ کے مرکزی دروازے پہ کھڑے وہ بار بار پیچھے کی جانب دیکھ رہی تھی۔ جہانگیر اسکی بے قراری اور بے چینی کو سمجھ رہا تھا۔ اسے بھی انتظار تھا کہ اس کے گھر سے کوئی تو آئے۔ مگر بے سود۔ دور دور تک کسی کا بھی نام و نشان نہ تھا۔

"چلیں؟؟؟" وہ سوالیہ بولا۔

"ہاں۔۔" وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھے جا رہی تھی لیکن اسکے بلانے پہ بمشکل ہی سیدھی ہو کر آگے کی طرف بڑھی۔

اسی اثناء میں ایک سایہ اسے اپنے پاس محسوس ہوا جو دیوانہ وار پیچھے کی جانب اس سے آ لپٹا تھا۔

اسے دیکھ کر اسکے اداس چہرے پہ مسکان سی پھیل گئی۔

"مہر۔۔۔" اس نے اسے سینے سے لگایا۔

"مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔۔" وہ آنکھوں میں گہری چمک لیئے بولی۔

اس نے آگے بڑھ کر جہانگیر کو سلام کیا تو اس نے اپنا شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پہ پھیرا۔

"اور کوئی نہیں آیا؟"اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سوالیہ پوچھا۔

"شماز بھائی۔۔"اس نے دور سے آتے شماز کی طرف اشارہ کیا جو گاڑی کو پارک کرتے ہوئے انکی جانب آرہا تھا۔

شماز نے اسکے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ پھیر کر اسے بھائی جیسے مضبوط سہارے کا یقین دلایا۔

بلاشبہ وہ باقی گھر والوں کی بھی منتظر تھی لیکن ان دونوں کے آجانے پہ ہی وہ مطمئن تھی۔

شماز سوٹ کیس اور اٹیچی کیس اٹھانے میں جہانگیر کی مدد کرنے لگا تو دونوں کو تھوڑی دیر دکھ سکھ بانٹنے کا موقع ملا۔

"مہر۔۔ مجھ سے رابطے میں رہنا۔۔ پلیز۔۔اور ہاں۔۔اماں بی کا خیال رکھنا اچھے سے۔۔ انہیں اتنا پیار دینا کہ انہیں لگے ہی نا کہ جنت کہیں گئی ہے۔۔"وہ اپنی ہی بات پہ مسکراتے مسکراتے اداسی سے اشک بار ہو گئی۔

"تم ہمیشہ ہمارے ساتھ ہو۔ سمجھی۔۔"اس نے اسے اپنے گلے سے لگایا۔

وہ اسکے گلے لگی خود کو بے حد پر سکون محسوس کر رہی تھی کہ اچانک ایک شخص اسے اپنا تعاقب کرتا ہوا نظر آیا۔

جوں جوں وہ آگے بڑھتا گیا اسے صاف اور واضح طور پہ معلوم ہونے لگا کہ یہ کون ہے۔

وہ جانا پہچانا شخص اسے دیکھ کر زخمی انداز سے مسکرا رہا تھا۔

"سجیل۔۔۔"اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا جس پہ مہر چونکی۔

وہ اس سے فوراًا الگ ہو کر بولی۔

"کیا ہوا؟؟"

جنت نے اسے جواب دینے کی بجائے اس جانب اشارہ کیا جہاں سے وہ آ رہا تھا۔

اسے وہاں دیکھ کر مہر کو شدید غصہ آنے لگا۔اور اس سے بھی کہیں زیادہ غصہ جنت کو آ رہا تھا۔

مہر نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے وہاں سے لے کر منظر سے غائب ہو گئی۔

"یہ۔۔یہ تو فیصل آباد تھا نا۔۔یہاں کیسے ؟؟؟"جنت نے استفسار کیا۔

"کچھ پتہ نہیں۔۔"وہ کندھوں کو اچکاتے ہوئے بولی۔

"کہیں تم نے۔۔" مہر کے چہرے کے زاویے بدلتے دیکھ کر جنت نے اپنا سوال وہیں ختم کیا۔

"بھروسہ رکھو مجھ پہ۔۔"وہ اسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتے ہوئے بولی۔

"ایم سوری۔۔"

اس کی زبان میں لغزش کو محسوس کرتے ہوئے جنت تاسف سے بولی۔

لیکن اسے یہ بات ابھی بھی کھٹک رہی تھی کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے؟

اب کہ وہ اس کے بالکل سامنے آموجود ہوا۔بھلے ہی وہ دور تھا۔لیکن اسکا دور سے نظر آنے

والا دھندلا چہرہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔

وہ دور سے کھڑا بس اسے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہی رہ گیا۔اسے اتنے دنوں بعد دیکھنے پہ اسکی آنکھوں میں گہری چمک تھی۔

اسکی ہٹ دھرمی پہ مہر نے اسے دانت پیستے ہوئے دیکھا۔لیکن وہ تھا کہ اپنے خیالوں کی الگ دنیا میں ہی محو تھا۔

جنت تھی کہ اسے لاپرواہی سے دیکھتے ہوئے ائیر پورٹ کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گئی جہاں شماز اور جہانگیر سامان سائیڈ پہ رکھ رہے تھے۔

"میں پوچھتی ہوں اس سے۔۔یہ اب کیا لینے آیا ہے یہاں۔۔۔"

مہر نے آؤ دیکھا نا تاؤ فوراََ سے اسکی جانب بڑھی۔

جس قدر غصہ سے وہ وہاں سے گئی تھی،صاف لگ رہا تھا کہ وہ اس سے بات کرنے سے پہلے اسے زوردار تھپڑ رسید کرے گی۔

"مہر۔۔رکو۔۔مہر۔۔"

جنت نے اسے اپنے پاس سے تیزی سے گزرتے دیکھا تو وہ ہکا بکا رہ گئی۔

وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے بھاگی۔

"کیا ہوا؟؟" جہانگیر نے اسے مہر کے پیچھے جاتے دیکھا تو بولا۔

"وہ۔۔اپنا بیگ باہر بھول گئی ہے۔۔اور موبائل بھی۔۔" وہ جاتے جاتے رکی اور اسے جواب دے کر خود بھی اسکے پیچھے ہو لی۔

"مسئلہ کیا ہے تمہارا؟؟ اب کیوں آئے ہو؟؟" وہ اسکے پاس جاتے ہی کاٹ کھانے کو بولی۔
جنت جو اسکے پیچھے پیچھے آ رہی تھی اسے سجیل کے ساتھ الجھتے دیکھ کر قریبی ستون کے پیچھے چھپ گئی۔

"ایک دفعہ اس سے بات کر لینے دو مجھے۔۔" وہ بے حد اذیت سے بولا۔
اس نے اسے غصہ سے دیکھا اور پھر بولی۔

"بات کر لینے دوں؟؟ پاگل ہو تم؟؟؟ اسے بے عزت کر کے دل بھرا نہیں تمہارا؟ جواب ساری دنیا کے سامنے۔۔۔"

اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتی سجیل نے اسکے سامنے اپنے ہاتھ جوڑے۔ جس پہ اس نے ترس بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

اس کی حالت کے پیشِ نظر اس سے چند قدم دور کھڑی جنت کی آنکھوں سے آنسوؤں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اس نے خود کو ضبط کیا تو آنکھوں سے آنسو اس کے دل پہ آ گرے جس کی تکلیف میں اسکا دل کٹ کر رہ گیا۔

"مہر۔۔پلیز۔۔مجھے ایک دفعہ اس سے ملنا ہے۔صرف ایک دفعہ۔۔پلیز۔۔۔"

مہر نے الجھ کر اسے دیکھا۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 12

- تم سنگ جو چلے

"جاؤ یہاں سے پلیز۔۔۔"وہ زچ ہو کر بولی۔

"پلیز۔۔مہر ایک دفعہ۔۔۔آخری دفعہ۔۔۔"وہ گڑگڑایا۔

"تمہیں اگر شماز بھائی نے دیکھ لیا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔"اس نے اسے سمجھانا چاہا مگر وہ تھا کہ اس سے ملنے پہ بضد تھا۔

اسے اسکے جانے کی کوئی امید نظر نہیں آرہی تھی تو وہ خود ہی آگے بڑھی۔

جیسے جیسے وہ تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے اسکے قریب آرہی تھی اسکے دل کی دھڑکنیں بند ہونے کو تھیں۔

اسے اپنے سامنے پا کر اس نے سکھ کا سانس لیا۔

مہر اسے آتا دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"آپ خود کو کیا سمجھتے ہیں؟؟؟ کیوں ملنا ہے اب؟؟؟ آپکو کیا لگتا ہے مسٹر سجیل کہ آپ کے مطابق ہی سب ہو گا؟؟ میں کٹھ پتلی نہیں ہوں سمجھے آپ۔۔ جیتی جاگتی انسان ہوں۔۔ جسے آپ جیسے مرد سے بھیک نہیں چاہیئے۔۔نہ تعلق کی اور نہ محبت کی۔۔"وہ آگ بگولہ تھی۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رو دے لیکن وہ اسکے سامنے اپنے آپ کو کسی صورت کمزور پیش نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ اسے کوس رہی تھی اور وہ تھا کہ اسکے چہرے کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا

تھا۔

شاید یہ سوچ رہا تھا"نجانے پھر کبھی تمہیں دیکھنا نصیب ہو نا ہو۔"

"چلو مہر۔۔۔"اس نے مہر کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے جانے لگی۔

"مجھے معاف کر دو۔۔۔"اسے جاتا دیکھ کر بلاتاخیر اس کے منہ سے نکلا۔

وہ جاتے جاتے رکی۔"معافی۔۔"وہ زخمی انداز میں مسکرائی۔

"معافی تو آپکو شاید روزِ قیامت بھی نہیں ملے گی۔۔"اس نے اتنا کہا اور اسکے سامنے سے آناً فاناً غائب ہو گئی۔

" جن کے جانے سے جاتی تھی جان۔۔ان کا جانا بھی سہا ہے ہم نے۔۔"اس کے اندر اسکے دل کی آواز گونجی، جس سے اسکا سانس لینا محال ہو گیا۔

****

اٹلی آتے ہی اسکے دل میں موجود سب وہم ختم ہو گئے۔اسکے سارے گمان اور اندازے غلط ثابت ہوئے۔۔جہانگیر اسکے لیئے ایک آئیڈیل شوہر ثابت ہوا تھا۔لیکن اسکے دل میں کہیں نہ کہیں ایک خالی پن ضرور تھا۔جو اسے اکثر بے چین کر دیتا تھا۔

رادھا دیدی اور انکے گھر والے سبھی اسے اپنے گھر کا فرد سمجھتے تھے۔جہانگیر آفس جاتا تو رادھا

دیدی ہی وہ واحد تھیں جو اسکا خیال رکھتی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سمپلن پارک کا ماحول بھلے ہی پر سکون تھا لیکن اسکے دل میں اٹھنے والا شور اسے بے چین سا کر گیا تھا۔

"اس لاپرواہ شخص کی لاپرواہی نے مجھے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔۔اور اب یہ اسکے پیچھے پڑ گیا۔۔۔" کال منقطع ہوئی تو وہ خود سے الجھنے لگی۔

وہ جب سے اٹلی آئی تھی، ہر سہ پہر سمپلنگ پارک ضرور آیا کرتی تھی۔اور اسکی وجہ اس پارک کا خوبصورت اور دلفریب منظر تھا۔

اسے یہاں آئے ایک ماہ سے زائد کا عرصہ ہو گیا تھا لیکن پاکستان سے اسکی خبر کسی نے نہ لی۔ آج اچانک آنے والی کال نے اسکے چہرے پہ مسکراہٹ تو بکھیری ہی تھی لیکن وہ مسکراہٹ جس تیزی سے اسکے ہونٹوں پہ آئی تھی، اتنی ہی تیزی سے غائب ہو گئی تھی۔

"اسے آج میری ضرورت ہے لیکن۔۔میں کہاں اور وہ کہاں؟؟ میلوں کا فاصلہ لمحوں میں کیسے کم کروں؟؟ مہر۔۔میری پیاری۔۔" اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"کاش کہ میلوں کا فاصلہ پلکیں جھپکنے میں طے ہو جاتا۔۔کاش میں تمہارے پاس ہوتی۔۔

تمہیں گلے لگا پاتی۔۔ تمہارے آنسو صاف کر پاتی۔۔ کاش۔۔"

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ اسے ایک شخص اپنے سامنے آتا ہوا دکھائی دیا۔اسکا دور سے نظر آنے والا دھندلا چہرہ اسے مزید واضح ہوا تو وہ اپنی جگہ سے فوراً اُٹھی،اپنے آنسو صاف کیے اور جہانگیر کو کال ملائی۔

"کہاں رہ گئے آپ؟؟"

"کیا ہوا؟؟ تم گھبرا کیوں رہی ہو؟؟" وہ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے پارک کی جانب ہی آرہا تھا۔

"ایک شخص کافی دیر سے مجھے دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔۔اور اب تو وہ میرے پاس بھی آرہا ہے۔۔ میں نے آپ کو کال ملائی تو وہ تھوڑا فاصلہ پہ رک گیا ہے۔۔ پلیز آپ جلدی آئیں۔۔۔" اسکے لفظوں سے اسکی گھبراہٹ صاف ظاہر ہو رہی تھی۔

"یہاں کیا بزرگ آدمی چھیڑتے ہیں؟؟" وہ اسکے بچگانہ سوال پہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو میں آجاؤں کیا؟؟"

"ظاہر ہے۔۔"

"کچھ نہیں ہوتا۔۔۔جہاں بٹھا کر گیا تھا،وہیں بیٹھ جاؤ۔۔ میں یہاں قریب ہی ہوں۔۔آرہا ہوں بس۔۔" اس نے کال منقطع کی اور گاڑی کو پارک کے باہر پارک کرتے ہوئے گاڑی

سے باہر آیا۔

"میں آپ سے کچھ بات کر سکتا ہوں بیٹی؟؟" وہ شخص اسکے پاس آکر بولا تو وہ مزید سہم کر رہ گئی لیکن بیٹی لفظ پہ اسکے دل کو ذرا حوصلہ ملا۔

"جی۔۔آپ کون ہیں؟؟" اس نے دریافت کیا۔

"میں۔۔" اس نے سوالیہ انداز میں کہا اور مسکرایا۔

"آپ پاکستان سے ہیں؟ "

"جی۔۔" اس نے سادہ سے انداز میں جواب دیا۔لیکن اس شخص کی خوشی قابل دید تھی۔

"میرا پیارا پاکستان۔۔" وہ گہری سانس لے کر بے پناہ محبت سے بولا۔

اسے اسکے لہجے میں پاکستان کے لیئے شیرینی واضح محسوس ہو رہی تھی۔ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اسکا پاکستان سے صدیوں پرانا رشتہ ہے۔

"اور لاہور سے؟؟" اس نے تجسس سے اگلا سوال پوچھنے میں ذرا سی بھی دیر نہ کی۔

اب کے اس کے سوال پہ اسکا حیران ہونا بنتا تھا۔اس سے پہلے وہ جواب دیتی،اسے پارک کے داخلی دروازے سے جہانگیر داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا۔بناء کچھ کہے ہی وہ اس شخص کے پاس سے سائیڈ پہ ہوئی اور تیز قدم بڑھاتے ہوئے جہانگیر کی جانب جانے لگی۔

اسکے جواب کا منتظر شخص اس کے ردِ عمل پہ جز بز سا ہو کر رہ گیا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر

دیکھنا چاہا کہ وہ کس کے پاس جا رہی ہے؟

"جہانگیر ہارون۔۔" اب کے اس کے چہرے پہ طمانیت تھی۔ اس نے اس کے پاس جانے سے فی الوقت گریز ہی کیا اور وہاں سے واپس ہو لیا تھا۔

"ہارون۔۔تو تم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔۔" وہ دل ہی دل میں خود سے بولے۔ان کے چہرے کی مسکراہٹ ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر مزید گہری ہوتی گئی۔

وہ اسکے سینے سے جا لگی تو وہ مسکرا دیا۔

"کہاں چلے گئے تھے آپ۔۔آپ جانتے بھی ہیں کہ مجھے اکیلے ڈر لگتا ہے یہاں۔۔ پندرہ منٹ کا بول کر گئے تھے اور آدھا گھنٹہ ہو گیا۔۔ "

"تبھی تو گیا تھا۔۔۔" وہ ذو معنی الفاظ میں بولا۔

"کیا مطلب؟ کہاں گئے تھے؟؟" وہ اس سے الگ ہو کر سوالیہ انداز سے بولی۔

"اتنی محبت سے مجھ سے ملی ہو، شکرادا تو کرنا بنتا ہی ہے اس انسان کا جس سے تم ڈری ہو۔۔" وہ کھلکھلا کر ہنسا۔

"تو مذاق اڑا رہے ہیں آپ میرا؟؟؟" وہ شکایتی انداز میں سوالیہ بولی۔

"ارے نہیں مسز۔۔۔ سرپرائز ہے نا۔۔۔گھر جا کر بتاؤں گا کہ کہاں گیا تھا۔۔۔" وہ ہنسا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے پارک سے باہر مسکراتا ہوا لے گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں ہیں؟؟؟" اس نے کچن سے اسے آواز لگائی لیکن اسکی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

"سنیں۔۔۔ کہاں ہیں؟؟؟"

"آ رہا ہوں بس۔۔۔۔ دو منٹ۔۔" اس نے جھولے کو کمرے میں نصب کیا اور کمرے سے اونچی آواز لگائی۔

"کھانا ریڈی ہے۔۔ آجایئے۔۔" اس نے میز پہ کھانا لگایا اور اسے دوبارہ سے آواز لگائی اور کرسی پہ بیٹھ کر اسکا انتظار کرنے لگی۔

"کچھ خاص بنایا ہے؟؟" وہ ڈائننگ ٹیبل کے پاس آیا اور اسکے برابر والی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

"خاص تو کچھ بھی نہیں۔۔"

"یہی بنا سکی ہوں اتنے کم وقت میں۔۔" وہ ذرا منہ لٹکا کر اداسی سے بولی تو اس نے اسکی دلجوئی کی۔

"ارے نہیں۔۔۔ بہت اچھا ہے یہ تو۔۔" اس نے پلیٹ میں سے پیز اپرا ٹھا یا اور اسکو کھانے لگا۔

"کہاں سے سیکھا یہ سب؟؟"

"یوٹیوب سے۔۔" وہ ذرا نروس ہوتے ہوئے بولی۔

"واؤ۔۔ لو تم بھی۔۔" وہ مزے سے پراٹھا کھاتے ہوئے بولا۔

"جی۔۔۔ "

اسکے چہرے پہ بے شک مسکراہٹ تھی لیکن اسکا انداز اسے بے قرار کر گیا تھا۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟؟" آخر اس نے سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔" وہ اداسی سے بولی۔

وہ چائے پیتا ہوا رکا۔ کپ میز پہ رکھا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر کمرے میں لے گیا۔ اسکے اس انداز پہ وہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔

"کیا ہوا ہے؟؟ آپ ایسے؟؟" وہ کمرے میں آئی تو وہاں رکھے جھولے کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"کیسا لگا سرپرائز؟؟ "

"بہت اچھا۔۔۔ یہ تو وہی ہے نا جو ہم نے کل دیکھا تھا۔۔" وہ استفہامیہ انداز میں بولی۔

"ہاں۔۔۔ اور تم نے مہنگا ہونے کی وجہ سے منع کر دیا تھا۔۔" وہ مذاحیہ انداز میں بولا۔

"مہنگا تو اچھا خاصا ہے یہ۔۔ پتہ ہے پاکستانی پچاس ہزار کے قریب بنتا ہے۔۔" اسکے

معصومانہ اندازے پہ وہ کھلکھلا کر ہنسا۔

"میری زندگی۔۔ تمہارے لیئے ہی تو ہے یہ سب۔۔ بس خوش رہا کرو۔۔" وہ اسکے گالوں کو تھپتھپاتے ہوئے بولا تو وہ نیم انداز میں مسکرا دی۔

"رات میں جلدی آجایئے گا۔۔"

"تم کہو تو جاتا ہی نہیں ہوں۔۔" وہ رومانٹک انداز میں بولا تو وہ شرما گئی۔

"نہیں ایسا کب کہا میں نے۔۔ بس آپ جلدی آجایئے گا۔۔"

"چلو رات میں تیار ہو جانا۔۔ کہیں باہر کھانا کھاتے ہیں۔۔" وہ مسکرایا اور اسے وِداع کرتے ہوئے، وہاں سے چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی۔۔ مجھے ابا سے بات کرنے دیں پلیز۔۔۔" مہرا سکی منت سماجت کر رہی تھی، مگر ان کا ایک ہی جواب تھا۔

"ابھی جنت کا قصہ پرانا نہیں ہوا جو تم اب ہمارے سر پہ خاک ڈالنے کی تیاری کر رہی ہو۔۔"

"امی معافی مانگ کر تو گئی ہے وہ آپ سب سے۔۔ اب اور کتنا آپ اسے۔۔۔۔"

"لگتا ہے تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔" زیبا کا بس چلتا تو اسکی بے باکی پہ اسکے منہ پہ

تھپڑ رسید کر دیتی۔

"مجھے پاپا سے بات کرنی ہے۔۔" اس نے جیسے اپنا فیصلہ سنایا۔

"کیا بات کرنی ہے مجھ سے؟؟؟" انکی گھمبیر آواز سنتے ہی دونوں سہم گئیں۔

"کہو مہر بیٹی؟؟ پیسے چاہیئں یا کوئی اور بات ہے؟؟" وہ اسکے قریب بیٹھے اور بڑے لاڈ سے سوالیہ بولے۔

"نہیں۔۔ پاپا۔۔۔ پیسے نہیں چاہیئں۔۔ پاپا۔۔۔ مجھے شادی۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرنے کی جسارت کر پاتی، زیبا نے اسکی بات کاٹی۔

"کہہ رہی تھی شادی کا فنکشن مارکی یا میرج ہال میں کرنا ہے۔۔ میں نے تو اب سمجھایا ہے اسے۔۔ جب گھر کا لان ہے۔۔ گھر میں اچھا خاصا انتظام ہو سکتا ہے تو۔۔"

"بس۔۔ اتنی سی بات۔۔۔" وہ انکی بات پہ کھلکھلا کر ہنسے۔

"مہر۔۔ جیسے تم چاہتی ہو، ویسا ہی ہو گا میری بچی۔۔ جب دولہا تمہاری مرضی کا ہے تو شادی کی تقریب بھی تو تمہاری مرضی سے ہو گی نا؟" وہ اسکے سر پر پیار بھرا ہاتھ پھیر کر بولے تو وہ حیران ہی رہ گئی۔

"پاپا۔۔ لیکن۔۔" اس نے بولنا چاہا مگر زیبا نے اسکو دوبارہ سے ٹوکا۔

"ارے مہر۔۔ بس بھی کرو۔۔ تمہاری مرضی سے ہی سب ہو گا۔۔" انہوں نے دھمکی

آمیز نگاہوں سے اسے گھورا اور وہاں سے جانے کے لیئے اشارۃً کہا۔

اسکے وہاں جانے کے بعد زیبا نے سکھ کا سانس لیا۔

"کیا ہوا؟؟ کوئی پریشانی ہے کیا؟؟؟" اسکی حالت کے پیشِ نظر نعیم صاحب نے دریافت کیا۔

"نہیں۔۔ پریشانی کیا ہونی ہے؟" وہ بمشکل ہی مسکراتے ہوئے بات کو آئیں بائیں شائیں کر پائی تھیں۔

*****

دوسری طرف وہ اندر ہی اندر خود سے الجھ رہی تھی۔ اسی اثناء میں اس کے موبائل پہ بیپ ہوئی۔ اس نے بلاتاخیر فون اٹھایا۔

"آخر کیوں سمجھ نہیں آرہا امی کو۔۔ آخر کیسے وہ میرے ساتھ یہ سب کر سکتی ہیں؟؟" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"کیا ہوا؟؟ ایسے کیوں رو رہی ہو تم؟؟" جنت کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔

"تو کیا کروں؟؟ میری بات سننے والا کوئی نہیں ہے یہاں۔۔"

"کیوں کوئی نہیں ہے؟ ماموں سے بات کرو۔۔ اماں بی سے بات کرو۔۔"

"امی بات کرنے دیں گی تب نا؟ کچھ بھی کہوں تو یہی جواب سننے کو ملتا ہے۔۔" ابھی جنت کا

قصہ پرانا نہیں ہوا جو تم اب ہمارے سر پہ خاک ڈالنے کی تیاری کر رہی ہو۔۔ "

اسکی بات سن کر جنت کا دل بھر آیا۔ لیکن اس نے اپنے دکھ سے زیادہ مہر کی بات کو سننا زیادہ مناسب سمجھا۔

"شاہ ویز سے بات کرو۔۔ آخر وہ کیوں یہ سب کر رہا ہے؟؟؟"

"اس سے کیا بات کروں؟؟؟ وہ تو کسی سے بھی بات نہیں کر رہا۔۔۔" وہ روتے ہوئے بولی۔

"مہر۔۔۔ میری جان۔۔ اپنا خیال رکھو پلیز۔۔" آخر وہ بھی رونے لگی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" اس نے فون رکھا اور اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو تیزی سے صاف کرتے ہوئے موبائل کو دوبارہ سے پکڑا اور شاہ ویز کا نمبر نکالا۔

"یہ انسان جان بوجھ کے کر رہا ہے۔۔۔ آخر کیسے سب لوگ اتنا بڑا فیصلہ لے سکتے ہیں۔۔ وہ بھی مہر کی مرضی کے بناء؟؟"

اسکی طرف سے بیل جا تو رہی تھی مگر کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔ آخر اس نے دوبارہ سے فون ملایا۔

"فون اٹھاؤ شاہ ویز۔۔۔" اسکے غصے میں شدید اضافہ ہو رہا تھا۔

دوسری طرف وہ شاور لے کر واش روم سے باہر آیا تو موبائل پہ بار بارِ رنگ ہوتا دیکھ کر پریشان ہوا۔

نمبر اسکے لیئے نیا تھا، سو اس نے فون اٹھانے میں جلدی کی۔ ابھی اس نے فون کان کے ساتھ لگایا ہی تھا کہ وہ بولی۔

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟؟؟ آخر اس نے تمہارا کیا بیگاڑا ہے؟؟" عین ممکن تھا کہ وہ اسے گالم گلوچ سے بھی نواز دیتی مگر یہ سب اسکی تربیت میں شامل نہیں تھا۔

"اوہ۔۔ تو تم ہو۔۔" اسکے لبوں پہ فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ اس نے موبائل کو اسپیکر پہ ڈالا اور خود ٹی شرٹ پہننے لگا۔

"جانتا تھا کوئی اور مجھ سے سوال کرے نہ کرے۔۔ مگر تم ضرور سوال کرو گی۔۔ خیر۔۔ پہنچ گئی خبر تم تک؟؟؟"

"شاہ ویز۔۔ تمہارا اب کا کھیل انتہائی گھناؤنا اور گھٹیا ہے۔۔ خدا کے لیئے بس کر دو۔۔۔" وہ تنبیہی انداز میں بولی۔

اس کے یہ الفاظ سنتے ہی اس نے فون کا اسپیکر بند کیا اور فون کو دوبارہ کان کے ساتھ لگایا۔

خدا کے لیئے مہر کے ساتھ یہ ظلم نہ کرو۔۔۔" اس نے اسے خوب ڈانٹ پلائی مگر پھر التجائیہ انداز میں بولی۔

"بس۔۔بس۔۔۔ بہت ہو گیا۔۔ ظلم تو میرے ساتھ ہو رہا ہے۔۔ مجھ سے پوچھے بناء ہی ابا نے اسے میرے ماتھے پہ چپکا دیا ہے۔۔۔اور تم کہہ رہی ہو کہ اس پہ ظلم ہو رہا ہے؟؟" آخر وہ ہار چکا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟؟ کیا مطلب ہے اس بات کا؟؟ شاہ ویز؟ میں کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے۔۔۔" وہ اس سے مکرر سوال پہ سوال کیے جا رہی تھی مگر وہ تھا کہ بت بنا اسکی آواز سنتا رہ گیا۔

"شاہ ویز؟؟ کچھ پوچھا ہے میں نے۔۔۔ کیسا ظلم؟؟اور وہ بھی تمہارے ساتھ؟؟"

"کیا یہ میرے ساتھ ظلم نہیں کہ میں نے جسے پسند کیا، انہیں اس پسند کا احساس نہیں ہوا؟؟ اور جسے میں نے پسند ہی نہیں کیا اسے میرے گلے باندھ رہے ہیں۔۔۔" وہ اسکی ذو معنی گفتگو کو سمجھ رہی تھی۔

Clubb of Quality Co

"میری بات سنو شاہ ویز۔۔مجھے اپنی فضول بکواس میں الجھاؤ نہیں۔۔۔ٹو دی پوائنٹ بات کرو۔۔"

"تمہیں تو میری ہر بات ہمیشہ ہی بکواس لگی ہے۔۔" وہ زخمی انداز میں مسکرایا مگر پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا۔

"خیر۔۔۔ابا اور چچا کو لگتا ہے کہ میں اور وہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔۔"

”وہاٹ ؟؟“ وہ اسکی بات پہ حیران رہ گئی۔

”ایسا کیوں ؟؟ “

”یاد ہے تمہیں۔۔پوپھو جب ہسپتال تھیں۔۔تب میں اماں بی کو ہسپتال لے کر آیا تھا۔۔مہر نے میرا شکریہ ادا کیا اور ہماری مختصر سی گفتگو نے ان دونوں کے ذہنوں میں نجانے کس غلط فہمی کو جنم دے دیا۔۔میں نہیں جانتا۔۔“ وہ مجبور اور لاچار ہوتے ہوئے بولا۔

”تو؟تم نہیں جانتے؟؟؟ اب تو جانتے ہو نا سب ؟؟ تو منع کردو شادی کے لیئے۔۔“ اس نے صاف لفظوں میں بات کی۔

”میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔“ وہ کندھے اچکاتے ہوئے نفی میں گردن ہلا کر بولا۔

"تو پھر فیصل آباد والے گھر میں چلے جاؤ۔۔۔"

اس کے آئیڈیا پہ وہ طنزیہ ہنسا۔

"وہیں تھا۔۔ابا نے حکم دیا کہ یہاں آؤں۔۔اب مجھے کیا خبر تھی کہ یہاں کیا سیاپا میری جان کو پڑنے والا ہوگا۔۔" وہ تنگ آکر بولا۔

"تم چاہو تو اس سیاپے سے جان چھوٹ سکتی ہے تمہاری۔۔۔"اس نے اسے سمجھانا چاہا۔

"میرے چاہنے یا نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔میں کچھ نہیں کر سکتا۔۔"اس نے گویا خود کو مجبور پیش کیا۔

"وجہ جان سکتی ہوں میں ؟؟"اس کی بات پہ وہ چپ رہا تو وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

"کیوں ؟ کیوں ایسا نہیں کر سکتے تم ؟؟؟ بولو ؟؟ "

"سمجھ گئی۔۔ تم سب گھر والوں کی گڈ بکس میں رہنا چاہتے ہو۔۔ تمہیں سب اچھا کہیں۔۔ تو سنو۔۔ تم اچھے ہو۔۔ بہت اچھے ہو۔۔ اگر تم معصوم لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ کھیلنا بند کردو تو۔۔۔"

وہ بڑے تحمل سے اسکی ہر بات برداشت کر رہا تھا۔۔ مگر اسکے اس الزام پہ وہ پھٹ پڑا۔

"زندگی کے ساتھ کھیلنا کیا ہوتا ہے یہ اب میں بتاؤں گا تمہیں۔۔ اور ہاں۔۔ آج کے بعد مجھے فون کرنے کی جرأت نہ کرنا۔۔ سمجھی۔۔" اس کے لہجے میں دھمکی واضح تھی۔

اس نے فون رکھا اور غصے سے لال پیلا ہوتے ہوئے کمرے سے باہر آیا۔

دوسری طرف وہ اسکے منہ سے دھمکی آویز الفاظ سن کر ڈر چکی تھی۔

☆☆☆

☆☆☆☆

وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ، وہ اسکے کمرے کی طرف ہی آرہا ہے۔ رو رو کر اسکا برا حال ہو چکا تھا، مگر کوئی اسکی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔ آخر اماں بی سے بات کرنے کی جرأت کی

ہی تھی کہ وہاں اسے اپنی شادی کی تاریخ سننے کو ملی۔ جنت سے فون پہ بات کرنے کے بعد وہ اپنی ماں سے نظریں بچاتے بچاتے اماں بی کے کمرے میں پہنچ تو گئی تھی مگر وہاں اس سے پہلے وہ کوئی بات کر پاتی۔۔اسکے سر پہ بم پھوڑ دیا گیا۔

****

وہ اسکے کمرے میں بناء دستک دیئے ہی جارحانہ انداز میں داخل ہوا کہ وہ گھبرا گئی۔

"آخر مسئلہ کیا ہے تمہارا؟؟ کیا ظلم کیا ہے میں نے تمہارے ساتھ بولو؟؟؟ کیا میں نے ان سب سے کہا ہے کہ تمہیں میرے گلے باندھ دیں؟؟" اس نے اسے بازو سے زور سے پکڑا۔

وہ اسکی غیر متوقع آمد پہ ششدر رہ گئی۔

اسکے گیلے بالوں سے ٹپکتا پانی اسکے بازو پہ گر رہا تھا،اور وہ اپنے آپکو اسکی گرفت سے آزاد کروانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی مگر ناکام رہی۔

"اور یہ رونا؟؟ کس بات کا ہے؟؟ بڑی بولڈ بنتی پھرتی ہو ناتو۔۔۔" اس نے اسے پھر سے جنجھوڑا۔

اپنے حق کے لیئے آواز اٹھاؤنا۔تاکہ میری جان خلاصی ہو تم سے۔۔" وہ قدرے حقارت سے بولا تو اسکی آنکھیں مزید پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔" اس نے اپنے بازو کی گرفت کو اسکے ہاتھ سے آزاد کروایا۔

"کوئی شرم لحاظ نام کی چیز ہے تم میں کہ نہیں؟؟ کیا طریقہ ہے یہ؟؟" اس نے اسکے بالوں کی طرف دیکھا جو ابھی تک گیلے تھے۔ان سے ٹپکنے والے پانی کے قطرے اسکے ہاتھ تر کر گئے تھے۔

"ابھی تو کچھ نہیں کیا میں نے۔۔ لیکن یاد رکھنا۔۔ مجھ سے اچھے کی امید مت رکھنا اب تم۔۔" اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور وہاں سے جانے ہی لگا تو وہ بولی۔

"امید اور تم سے۔۔ اتنی گئی گزری سوچ نہیں ہے میری شاہ ویز نعیم احمد۔۔ میرے ساتھ کچھ بھی برا کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ مہر ندیم احمد تمہاری ٹکر کی بندی ہے۔۔ سمجھے۔۔۔" اس نے پوری ہمت اور دلیری سے اسکی بات کا منہ توڑ جواب دیا تھا۔

"وہ چلی گئی ہے اب یہاں سے۔۔ بہتر یہی ہوگا کہ اس سے دور رہو۔۔" اسکے زہر خندہ لہجے کو دیکھ کر وہ دانت پیستے ہوئے رہ گئی۔

"کیوں۔۔ بڑا غصہ آرہا ہے مجھ پہ؟؟؟" وہ اسکے قریب بڑھتا ہوا بولا۔

"جی چاہتا ہے کہ تمہارا منہ نوچ لوں۔۔ گھٹیا ہو تم۔۔" وہ بے اختیار بولی۔

اپنے لیے یہ الفاظ سنتے ہی اسکا مزید خون کھولنے لگا۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتا ندیم صاحب کمرے میں داخل ہوئے۔

"تم یہاں؟؟اور یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے تم نے؟؟" کمرے کا دروازہ کھلا دیکھا تو وہ وہاں آموجود ہوئے۔

انکی اچانک آمد پہ دونوں کے ہی سانس خشک ہو گئے۔ مگر مہرا ابھی تک پورے حوصلے سے کھڑی تھی۔

"تایا جان۔۔یہ ہی یہاں چلا آیا ہے۔۔پوچھیں اس سے۔۔ "

اسکی دیدہ دلیری پہ شاہ ویز کا جی چاہا اسکا منہ نوچ لے۔اور وہ تھی کہ اس انتظار میں تھی کہ ابھی اسے ڈانٹ پڑے گی۔ تو وہ انہیں مزید بھی کچھ بتا سکے گی مگر سب کچھ اسکے بر عکس ہی ہوا تھا۔

"مانا کہ تم دونوں کی شادی طے ہو گئی ہے۔۔لیکن رسم رواج بھی تو کسی چیز کا نام ہے۔۔" انہوں نے دونوں کو ذرا پیار سے سمجھایا۔

"تم دونوں شادی تک ایک دوسرے سے دور رہو تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔۔" اب کے ان کے لہجے میں ذرا سختی تھی۔

"تایا ابا۔۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔جیسا آپ سمجھ رہے ہیں۔۔میں اور یہ۔۔میرا مطلب ہے ہم دونوں۔۔۔" وہ ذرا کنفیوز ہوئی۔

شاہ ویز اسکے چہرے کی طرف نگاہ گاڑھے ہوئے تھا۔اس سے پہلے وہ کچھ اور کہہ پاتی،انہوں

نے اسکی بات کاٹی۔

”جانتے ہیں ہم سب۔۔ تبھی تو تم دونوں کی شادی کا فیصلہ کیا ہے ہم سب نے۔۔ “

ان کے لہجے میں سختی واضح جھلک رہی تھی۔انہوں نے اتنا کہا اور شاہ ویز کی طرف گھور کر

دیکھا تو وہ وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گیا۔

"خوش رہو۔۔۔"

انہوں نے اسکی طرف دیکھا اور محبت سے اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈال کر وہاں سے چلے

گئے۔

"بس خوش رہنے کی دعائیں ہی دے سکتے ہیں یہ لوگ۔۔خوش رہنے نہیں دیں گے۔۔۔"

وہ اندر ہی اندر جل کڑھ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

”اب آ بھی جاؤ۔۔تم اور تمہاری تیاری۔۔۔“ وہ اسے لان میں آوازیں دے دے کر

تقریباً تھک چکا تھا۔

”بس آگئی۔۔“ اس نے سونے کے کنگن پہنے اور باہر آئی۔

آپ نے بھی عین وقت پہ بتایا کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ کیا کروں؟؟“اس نے دوپٹہ سر پہ

اوڑھااور اسکے ساتھ گیٹ سے باہر آئی۔

''اب مجھے کیا پتہ تھا؟وہ آج ہی انوائٹ کر دیں گے؟ ڈیڈ کے بہت اچھے دوست ہیں۔۔ میں انہیں انکار بھی تو نہیں کر سکتا تھا۔'' وہ گاڑی میں بیٹھا اسٹیرنگ پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔

''نہیں۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔مسئلہ تو یہ ہے کہ انکو میں نجانے کیسی لگوں؟؟'' وہ اسکے برابر آکر بیٹھی اور پھر سوالیہ بولی۔

''میں اچھی تو لگ رہی ہوں؟؟کچھ عجیب تو نہیں لگ رہا؟؟کہیں انہیں میں۔۔۔''

'' ریلیکس۔۔ریلیکس۔۔۔ مجھے اچھی لگتی ہو تم۔۔اور اس سے بڑھ کر کیا بات ہوگی۔۔'' وہ رومانٹک انداز میں بولا۔

''آپ بہت اچھے ہیں۔۔'' وہ اسکی بات پہ مسکرا دی اور خود کی قسمت میں رشک کرنے لگی۔

''جانتا ہوں۔۔۔'' وہ شرارتی انداز میں بولا۔

''اچھا میں تمہیں۔۔انکل نواز کے متعلق بتا دوں۔۔ پاکستان،لاہور سے ہیں۔۔ڈیڈ کے بہت اچھے دوست ہیں۔۔دونوں یہاں اکٹھے ہی آئے تھے۔۔ڈیڈ نے ایم بی اے کیا اور یہاں اکاؤنٹینٹ لگ گئے اور انکل نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری مکمل کی تو یہاں بہت اچھے ہسپتال میں انکی جاب لگ گئی۔اور اب تو ماشاءاللہ سے انکا اپنا ہسپتال ہے یہاں۔۔''

اسکی باتیں سننے کے بعد وہ گہری سوچ میں محو ہوئی تو جہانگیر فوراً بولا۔

"کرسٹی آنٹی سے شادی کرنے کے بعد ان کے ڈیڈ نے اپنے ہسپتال کا انچارج انکل نواز خان کو سونپ دیا۔۔ بس تب سے یہاں ہیں۔۔"

"ام م م۔۔۔ کبھی پاکستان نہیں آئے وہ؟؟" اس نے کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں۔۔ پاکستان میں انکا شاید کوئی نہیں۔۔" اس نے اسکے چہرے پہ بغور دیکھا اور پھر سامنے موجود راستے کی طرف دیکھنے لگا۔

"خیر۔۔ مام اور ڈیڈ آتے جاتے رہیں گے۔۔ بس کاروبار کے سلسلے میں، انہیں وہاں رہنا پڑ رہا ہے۔۔۔"

اسے ماحول میں سنجیدگی محسوس ہوئی تو ہنستے ہوئے بات بدلتے ہوئے بولا۔

"مام نے خاص طور پہ تاکید کی ہے کہ تمہارا خیال رکھوں۔۔ اور ڈیڈ نے کہا کہ نواز انکل کی طرف آتے جاتے رہنا۔۔ تم بور نہیں ہو گی۔۔۔"

اس نے گاڑی کو مزید ریس دی اور نواز خان کے گھر کے باہر گاڑی کو روکتے ہوئے اسکی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ جواباً وہ بھی مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆

شادی میں صرف کم دن ہی تھے۔ مہر تقریباً ہر حربہ آزما چکی تھی لیکن اسکا کوئی حربہ کام نہیں آ رہا تھا۔ نعیم صاحب سے بات کرنے کا موقع ملا بھی تو اسکی ماں نے اسے بات کرنے نہ

دی۔اماں بی سے بات کرنا چاہی تو انہوں نے،اسکے سامنے شادی کی تاریخ کا اعلان کر دیا۔۔ تایا ندیم سے بات کرنے کا موقع ملا تو انہوں نے بھی اسکی بات مکمل طور پہ نہ سنی۔ جنت سے بھی وہ کسی قسم کی مدد مانگنے سے گریزاں تھی۔شماز سے بات کرنے کا خیال جوں ہی اسے آیا تو اسکے دل نے اسکی مخالفت کر ڈالی۔"وہ سگا بھائی ہے اسکا۔۔وہ تمہارا ساتھ بھلا کہاں دے گا؟؟؟"

وہ خاصی الجھ چکی تھی۔الجھن کی اس گتھی کو وہ کیسے سلجھائے وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

"اب صرف ایک ہی صورت ہے۔۔میرا مر جانا ہی اس مسئلے کا حل ہو گا۔۔۔" وہ پودوں کو پانی دیتے ہوئے گہری سوچ میں محو تھی۔

وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ کوئی اسکا تعاقب بھی کر رہا ہے۔۔اماں بی کو اسکے رویے میں تبدیلی پچھلے کئی دنوں سے نظر آ رہی تھی۔جب انہوں نے اسے سامنے شادی کی تاریخ کا اعلان کیا تو اسکے چہرے پہ خوشی کا کوئی آثار نہیں تھا۔اسی دن سے ہی وہ اسے لے کر گہری تشویش کا شکار تھی۔

"اس سب کا حل اگر میری موت سے وابستہ ہے تو۔۔"

ابھی اس نے یہ سوچا ہی تھا کہ اماں بی پکارے جانے پہ اسکا سانس رک سا گیا۔اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے۔

"سنو لڑکی۔۔۔۔" ان کے کے پکارنے پہ وہ اپنی ہی سوچ سے سہم کر رہ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 13

●میرا کیا قصور؟

"سنو۔۔لڑکی۔۔ اس پودے پہ اتنا پانی کیوں انڈیل رہی ہو؟؟؟اسے اتنے پانی کی ضرورت نہیں؟؟ کن خیالوں میں ہو تم آج کل۔۔ میں کئی دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں

تمہیں۔۔ جب سے تمہارا رشتہ طے ہوا ہے۔۔ تم اپنے حواسوں میں ہی نہیں ہو۔۔" انہوں نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"جی۔۔۔" وہ اپنے خیالوں سے نکلی۔ ابھی جو کچھ وہ سوچ رہی تھی، صرف سوچ ہی سکتی تھی۔ اس نے پودے کو پانی دینا بند کیا اور سیدھی کھڑی ہو گئی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟؟" ان کی مکرر آواز اس کے کانوں میں پڑی ہی تھی کہ وہ مزید بوکھلائی۔

"ک۔ک۔کچھ۔۔ بھی نہیں۔۔" اس کے ذہن میں ماضی کا منظر گردش کرنے لگا۔ اس نے اپنے کندھے تک آئے بالوں کو کانوں کی لو کے پیچھے کیا۔

"تم نے کون سا کہیں جانا ہے؟ شادی کے بعد بھی تو یہیں رہنا ہے۔۔ تو پھر پریشانی کس بات کی ہے تمہیں؟؟" انہوں نے خوب غور سے اس پہ نگاہ ڈال کر پوچھا۔

"نہیں۔۔ وہ پریذنٹیشن کا سوچ رہی تھی۔۔" اس نے تیزی سے جواب دے کر بات بدلی۔

"وہ مجھے۔۔ یونیورسٹی جانا تھا۔۔"

"ہاں۔۔ تو جاؤ۔۔ بلکہ ایسا کرو۔۔ تابینہ کو فون کیا ہے میں نے۔۔۔ تمہیں وہیں سے لے لے گی۔۔ اس کے ساتھ بازار جا کر اپنی مرضی کے شادی کے جوڑے لے آنا۔۔"

ان کی بات پہ وہ خاموش ہو کر ہی رہ سکتی تھی۔

"تمہاری ماں اور تائی کے پاس لاکھوں اور کام بھی ہیں کرنے کے۔۔اور مجھ میں اب اتنی ہمت کہاں کہ بازار کے دھکے کھاتی پھروں۔۔ تابینہ آخر کب کام آئے گی۔اور کچھ بھی چاہیئے ہو تو بلا جھجھک لے آنا۔" اب کے وہ ذرا پیار سے بولیں اور وہاں سے چلی گئیں۔

"جب لڑکا میری مرضی کا نہیں تو جوڑے اپنی مرضی کے لے کر کیا کروں گی۔۔" وہ دانت پیستے ہوئے بے حد غصہ سے بولی۔

اسے اس وقت سب کی پیار بھری باتیں کسی زہر سے کم معلوم نہیں ہو رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆

نواز خان کی فیملی سے مل کر اسے بے حد اچھا لگا۔لیکن اب اسے انتظار تھا تو نواز خان کا۔۔ کھانے کی میز پہ سبھی انکا انتظار کر رہے تھے جوں ہی نواز خان ہسپتال سے واپس لوٹے تو، وہ انہیں دیکھ کر ششدر رہ گئی۔

"کیا ہوا؟؟" جہانگیر نے اسکے چہرے کی طرف بغور دیکھا۔

"یہ جولی کے ڈیڈ ہیں۔۔" کرسٹی نے فوراً تعارف کروایا۔

"جی۔۔" وہ ذرا کنفیوز ہوئی۔

"چلو کھانا شروع کرو۔۔" انہوں نے دونوں کو یکے بعد دیگرے کہا۔

"جولی اور دانش کہاں ہیں؟؟" جہانگیر نے ان سے سوال کیا۔

"پاکستان گئے تھے اور اب ترکی۔۔۔ایک دو دن تک واپس آنے والے ہیں۔۔" انہوں نے جگ سے پانی گلاس میں ڈالا اور نواز خان کے سامنے رکھا۔

جنت تو بس بنا آنکھیں جھپکائے انہی کی طرف دیکھتی گئی۔اسکے ذہن میں وہی منظر بار بار آرہا تھا۔جب وہ پارک میں اسے ملے تھے اور اسکے قریب آنا چاہ رہے تھے۔لیکن وہ ان سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔نواز خان

کا جی چاہا کہ وہ ابھی اور اسی وقت اسے اپنے گلے سے لگا لیں، لیکن وہ چاہ کر بھی ایسا نہ کر سکے۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟؟" اسکے چہرے کی بدحواسی کو وہ محسوس کر چکا تھا، تبھی اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔

"ن۔نن۔۔نہیں۔۔کچھ نہیں۔۔" وہ ابھی تک نواز خان کو قدرے غور سے دیکھے جا رہی تھی۔

"بیٹی۔۔فیل اِٹ یور اون ہوم۔۔" آخر نواز خان نے تسلی آمیز لہجے میں اسے کہا تو وہ نیم انداز میں مسکرا دی۔

ایک جانا پہچانا سا چہرہ اسے اس میں دِکھ رہا تھا مگر وہ اسکے چہرے کو اپنے کسی اپنے سے جوڑنے سے قاصر ہی رہی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''میری کسی کو پرواہ نہیں۔۔کوئی سمجھتا ہی نہیں مجھے۔۔۔کہ میں کیا چاہتی ہوں۔۔زندہ رہوں گی تب کریں گے نا میری شادی۔۔۔'' وہ مری مری سی حالت میں خود سے بولی۔

اس نے واٹرنگ کین سائیڈ پہ رکھی اور اپنے بکھرے بالوں کو سمیٹتے ہوئے اپنے کمرے میں آئی اور یونیورسٹی کے لیئے تیار ہونے لگی۔

ابھی اس نے کپڑے تبدیل ہی کیے تھے کہ اس کے کمرے کا دروازہ بجا۔

''جلدی کرو۔۔میں زیادہ دیر تمہارا انتظار نہیں کر سکتا۔۔''

وہ شیشے کے سامنے کھڑی بالوں کو کنگھی کر رہی تھی۔اس کی آواز پہ اس کے ماتھے پہ شکنیں اور گہری ہوتی چلی گئیں۔اس نے بالوں کو کیچر لگایا اور اپنی ضروری چیزیں اٹھا کر کمرے سے باہر آئی۔

''میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں گی تمہیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں۔۔'' وہ قدرے بے نیازی سے بولی اور اس کے پاس سے ذرا سائیڈ پہ ہوتے ہوئے سیڑھیاں اترنے لگی۔

''ٹھیک کہا تم نے زحمت۔۔زحمت ہی تو ہو تم۔۔۔لیکن مجھے کوئی شوق نہیں تمہیں لے کر گھومتا پھروں۔۔اماں بی نے اگر نہ کہا ہوتا تو۔۔''

"ورنہ میری بلا سے تم بھاڑ میں جاؤ۔۔آئی ڈیم کیئر۔۔۔" اس کی بے نیازی پہ وہ بھی اکڑ کر بولا۔

"اب بڑا حکم ماننا یاد آرہا ہے تمہیں۔۔ ہمیشہ تو انکے حکم کی عدولی کرتے آئے ہو۔۔اب بھی صحیح۔۔کیا فرق پڑتا ہے تمہیں۔۔" اس کے ایک ایک لفظ سے زہر ٹپک رہا تھا۔

"پڑتا ہے فرق۔۔انکی حکم عدولی کا ہی نتیجہ ہے کہ۔۔آج یہ حال ہے میرا۔۔"

وہ بے حد دکھ سے بولا۔اس کی حالت پہ مہر قہقہہ لگا کر ہنسی۔

"اب بھی حکم عدولی کرلو تو تمہارے لیئے زیادہ مناسب ہوگا۔۔"

وہ اسکی ذو معنی گفتگو اچھے سے سمجھ رہا تھا۔اس نے غصہ سے اسے دیکھا اور اسکے پاس سے ہو کر گزرا۔

"آجاؤ۔۔انتظار کر رہا ہوں۔۔"

اسکا اب کا لہجہ التجائیہ تھا جسے وہ نہ سمجھ سکی۔مگر پھر اسکے پیچھے پیچھے،اسکے ساتھ ہولی۔اندر ہی اندر اسے اماں بی پہ بھی غصہ آرہا تھا جنہوں نے اسے،اسکے ساتھ بھیجنے کا حکم دیا۔

☆☆☆☆☆☆

وہ کئی مہینوں بعد یونیورسٹی آئی تھی۔اسکے وہاں آنے کا مقصد خود کو گھر کے گھٹن زدہ ماحول

سے دور کرنا تھا۔ وہ کتاب اپنے سامنے رکھے لائبریری میں بیٹھی تھی۔ بظاہر تو اسکی نگاہیں کتاب پہ تھیں۔ مگر اسکی نظروں کے سامنے شاہویز کا دیا ہوا مشورہ گردش کر رہا تھا۔

"تم کہیں بھاگ کیوں نہیں جاتی؟؟؟"

اسکے اس مشورے نے اسکا دماغ ہلا کر رکھ دیا تھا۔

"کوئی مشکل بات تو نہیں کی میں نے۔۔۔"

شاہویز جو اسٹیئرنگ پہ ہاتھ رکھے بیٹھا تھا، گاڑی کو یونیورسٹی کے قریب یکدم بریک لگاتے ہوئے بولا۔

وہ آگے کی طرف گرتے گرتے بچی۔

"تم جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اور کس سے کہہ رہے ہو؟؟" اسکا جی چاہا کہ اسکا خون پی جائے۔

"ہاں۔۔ جانتا ہوں۔۔ ابھی تم میرے پلے بندھی نہیں ہو۔۔ تو تمہاری ذمہ داری مجھے سونپ دی ہے انہوں نے۔۔ نجانے بعد میں کیا ہوگا؟؟؟"

"اتنا احساس ہے نا تو۔۔ تم کیوں نہیں چلے جاتے کہیں؟؟ بولو؟؟؟" اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"چلا جاتا۔۔۔ ضرور چلا جاتا۔۔ اگر میری ماں کی قسم مجھ سے نہ بندھی ہوتی۔۔۔" وہ

مجبور، لاچار اور بے بس ہوتے ہوئے بولا تو مہر کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"دیکھو۔۔ مہر۔۔ بات صاف اور سیدھی ہے۔۔ میں اپنی زندگی میں اسکی جگہ کسی اور کو نہیں دے سکتا۔۔ مانا کہ میں نے کل بہت بدتمیزی کی ہے تم سے۔۔ لیکن میرا مقصد تم سے یا کسی اور سے بدلہ لینا ہرگز نہیں ہے۔۔ خدا کے لیئے میری بات کو سمجھو۔۔ اور چلی جاؤ یہاں سے۔۔ کچھ دنوں کی ہی تو بات ہے۔۔"

وہ بڑے پیار سے اس سے التجا کر رہا تھا مگر اسکا حال اسکے برعکس ہی تھا۔

"شاہ ویز۔۔۔ کسی کا تو ساتھ دے جاؤ۔۔ جنت کے لیئے بھی تم نے سٹیپ نہیں لیا۔۔ یہی کہتے رہے کہ اسے محبت ہو گی تو گھر والوں کو بتاؤ گے۔۔ تو دیکھو اسے محبت ہو گئی۔۔ لیکن تم سے نہیں کسی اور سے۔۔ اور تم

نے کیا کیا؟؟ صرف کوشش؟؟ اور وہ بھی ایسی کوشش۔۔ جس میں صرف خسارہ ہی خسارہ تھا۔۔" مہر کی آنکھوں سے آنسوؤں بارش کی صورت بہہ رہے تھے۔

"آج تم انکی قسم نبھا رہے ہو۔۔ لیکن کل کو اسی قسم کا تمہیں کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔۔ تو بہتر ہے نا کہ تم ابھی سے۔۔۔"وہ اسے سمجھاتے سمجھاتے عاجز آچکی تھی۔

"دیکھو۔۔ہم دونوں گھر والوں سے بات کرتے ہیں۔۔کہ جو وہ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے ہم دونوں میں۔۔" آخر کچھ سوچتے ہوئے وہ تفہیمی انداز میں بولی تھی۔

شاہ ویز نے خاموشی سے اسکی بات کو سنا اور کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا۔

"فیصلہ تمہارا۔۔کل فیصل آباد کی ٹکٹس لے آؤں گا۔۔جانا چاہو تو۔۔کل تیار رہنا۔۔میں اس سے زیادہ اور کوئی مدد نہیں کر سکتا تمہاری۔۔"

"میری مدد؟؟یا اپنی؟؟ کم از کم اس چیز کا ہی لحاظ کر لو کہ میں تمہاری کزن ہوں۔۔" اسکی آنکھوں سے غصہ صاف عیاں ہو رہا تھا۔

"اسی چیز کا ہی تو لحاظ ہے۔۔کیونکہ تم شاید نہیں جانتی کہ بعد میں۔۔۔" وہ ادھوری بات کرتے ہوئے، گاڑی سے باہر آ نکلا۔

وہ بھی اسکے پیچھے باہر کو آئی۔

"کیا بعد میں؟؟ بات پوری کرو اپنی۔۔"

وہ اس سے پیٹھ پھیر کر کھڑا تھا۔

"دیکھو۔۔تم بہت اچھی ہو۔۔لیکن ہم دونوں ایک دوسرے لے لیئے نہیں بنے۔۔ میں لاکھ برا سہی مگر تمہارے ساتھ کچھ بھی برا کرنے کا ارادہ نہیں ہے میرا۔۔ فیصل آباد والے گھر میں تم جب تک چاہے، سکون سے رہنا۔۔میں یہاں کسی کو علم تک نہیں ہونے دوں گا کہ

"تم۔۔"

اس سے پہلے وہ بات پوری کرتا۔۔ مہر نے خود کو بمشکل ہی ضبط کیا اور اس کے پاس سے آناً فاناً غائب ہو گئی تھی۔

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ اسکی باتوں کے حصار میں تھی۔

"مرنا آسان ہے یا گھر سے بھاگ جانا؟؟" اس کا ضمیر اس سے بار بار یہی سوال کر رہا تھا۔

دوسری طرف اسکے موبائل پہ بار بارِ رنگ ہو رہی تھی، موبائل سائلنٹ موڈ پہ ہونے کی وجہ سے وہ بے خبر تھی۔ آخر اسکا دھیان موبائل پہ گیا، جس کی اسکرین بار بار روشن ہو رہی تھی۔

تابینہ یونیورسٹی کے باہر کھڑی، راحت کے ساتھ گاڑی میں موجود اسکا انتظار کر رہی تھی۔

اس نے فوراً موبائل اور بیگ اٹھایا اور وہاں سے نکلی۔

"کہاں رہ گئی تھی؟؟ کب سے کال کر رہے ہیں تمہیں۔۔" اسکے گاڑی میں بیٹھتے ہی تابینہ نے سوال کیا۔ وہ گاڑی کی پچھلی نشست پہ بیٹھی تھی۔ "کہیں نہیں۔۔" لیکن اس نے بے دلی سے جواب دیا۔

راحت نے تابینہ کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور پھر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"کیا ہوا؟؟ طبعیت ٹھیک ہے؟؟" تابینہ نے پیچھے مڑ کر پریشانی سے دریافت کیا۔

"نہیں۔۔ پوپھو۔۔ سر میں شدید درد ہے۔۔" اس کی سرخ آنکھوں سے اسکے اندر کا حال واضح ہو رہا تھا۔ لیکن وہ اسے کچھ بھی کہنے سے قاصر تھی، اگر راحت سامنے نہ ہوتا تو وہ ضرور اس کے گلے لگ کے روتی۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

اسکے چہرے کی پریشانی کو واضح محسوس کرتے ہوئے وہ مارکیٹ سے واپسی پہ اسے اپنے گھر لے گئی تھی۔

"جب سے سجیل یہاں سے گیا ہے۔۔ گھر ہی خالی خالی سا ہو گیا ہے۔۔" تابینہ نے چائے کا مگ اسے دیا اور اسکے برابر میں بیٹھ گئی۔

"پوپھو۔۔ سب انتظار کر رہے ہونگے میرا۔۔ راحت بھائی سے کہیں نا۔۔ کہ مجھے چھوڑ آئیں۔۔"

"بے فکر رہو۔ بھابھی کو بتا دیا ہے کہ تم یہیں ہو۔۔۔ میں اور وہ دونوں تمہیں چھوڑ کر آئیں گے۔۔" انہوں نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا۔

انکا پورا دھیان اسکے اترے ہوئے چہرے پہ تھا۔

"پریشان ہو؟؟"

"ن۔نن۔۔ نہیں تو۔۔پریشانی کیسی؟؟؟" وہ زبردستی مسکرائی۔

"میں کب سے نوٹ کررہی ہوں۔۔تم کچھ پریشان سی ہو۔۔ کوئی مسئلہ ہے تو، تم مجھے بتا سکتی ہو۔۔ شیئر کرو مجھ سے۔۔" اس نے انکی طرف دیکھااور پھوٹ پھوٹ کررودی۔

"پوپھو۔۔میں مرنا چاہتی ہوں۔۔مجھے نہیں جینا پوپھو۔۔۔ کیا یہ بھی کوئی زندگی ہوئی؟ جس کا فیصلہ میرے اختیار میں نہیں؟؟" اسکی آواز بھرا گئی۔

اسکی حالت کو دیکھ کرتابینہ گھبرا کررہ گئی۔

"سنبھالو خود کو مہر۔۔۔ کیا ہوا ہے؟؟ سب ٹھیک تو ہے؟؟ کیا تم اس شادی سے خوش نہیں؟؟"

"پوپھو۔۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے۔۔لیکن گھر والے ہیں کہ۔۔۔" وہ پھر سے رودی۔

"پوپھو۔۔آپ بات کریں نا پلیز۔۔۔ میں نے بہت کوشش کی۔۔لیکن میری کوئی سنتا ہی نہیں۔۔ امی سب جانتی ہیں۔۔لیکن وہ بھی۔۔ "

روتے روتے اسکی ہچکی بندھ سی گئی۔لیکن اسکی آخری بات پہ تابینہ کا دل بھر آیا۔

"بھابھی نے کچھ نہیں کیا؟؟"

”کیانا؟؟ مجھے چپ کروا دیا۔۔اور بس۔۔۔“

تابینہ نے اسکے اداس چہرے کی طرف مایوسی سے دیکھا اور پھر سوالیہ انداز میں بولی۔

”جنت سے بات ہوئی تمہاری؟؟“

”ہاں۔۔ کافی دن ہوئے۔۔اسے بتایا ہے سب لیکن وہ بھی آخر کیا کر سکتی ہے میرے لیئے؟؟“ وہ مزید رونے لگی۔

تابینہ نے اسے اپنے ساتھ لگایا اور اسکو دلاسا دینے لگی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔میری بچی۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔

*****

”تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں آخر کہ میری بیٹی کی تمہارے بیٹے سے شادی ہو گئی ہے؟؟“ انہوں نے انکی خوب کلاس لی۔

”پر سکون ہو جاؤ۔۔ میں نے سوچا وہاں آکر تمہیں سر پرائز دوں گا۔۔“ ہارون صاحب نے جان خلاصی کرتے ہوئے کہا۔

”سرپرائز۔۔لالے۔۔ تمہارا سرپرائز کا دورانیہ اتنا لمبا ہوتا ہے؟؟ کتنے عرصے سے وہ یہاں ہے۔۔اور تم نے مجھے بتانا مناسب نہیں سمجھا۔۔وہ تو آج میں نے انہیں دیکھ لیا نہیں تو تم نے۔۔۔“

"اچھا بس بس۔۔لالے کی جان۔۔۔ بس کرو۔۔ آج ہی بھیجتا ہوں تمہاری طرف کھانے پہ۔۔دیکھ لینا اسے بہت قریب سے۔۔اور ہو سکے تو اسے بتا بھی دینا کہ وہ تمہاری بیٹی ہے۔۔" ہارون صاحب کے مشورے پہ وہ گہری سوچ میں محو ہو کر رہ گئے۔

جہانگیر اور جنت کے جانے کے بعد وہ اپنی اور ہارون کے مابین ہونے والی گفتگو کو سوچنے میں محو ہوئے۔انکی سوچ کا حصار ہارون صاحب کی کال پہ ٹوٹا۔

انہوں نے فون اٹھایا تو دوسری طرف سے ہارون صاحب حسبِ معمول بلا تکلف بولے۔

"لالے کی جان۔۔ کدھر غائب ہے؟؟ "بیٹی کیا ملی؟ دوست کو بھول گئے؟؟؟"

"نہیں۔۔ہارون تم سوچ نہیں سکتے کہ تم نے مجھے آج کتنی بڑی خوشی دی۔۔۔سچ میں۔۔ میری بیٹی۔۔آج اسے اپنے سامنے دیکھا تو دل کو سکون سا مل گیا۔۔" نواز خان فون پہ اپنے دل کا حال اس سے کہہ رہے تھے۔

"نواز لالے! میرے یار! تجھ پہ میری جان بھی قربان۔۔"

"تم نے سچ میں دوستی کا حق ادا کر دیا۔۔" نواز صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ ممکن ہوتا تو وہ فون پہ ہی انکے پاؤں پکڑ کر شکر بجالاتے۔

"بتایا اسے کہ تم اس کے باپ ہو؟؟؟" ہارون صاحب کے سوال پہ وہ خاموش ہو کر رہ گئے۔

انہوں نے مکرر سوال کیا تو وہ بولے۔

"میں کیسے اسے بتاؤں؟؟ کس منہ سے اسے بتاؤں کہ میں اسکا باپ ہوں؟ جب کہ میں نے تو کبھی اسکی خبر تک ہی نہیں لی۔۔" وہ آبدیدہ ہوئے۔

"لالے کی جان۔۔ خود کو کیوں اذیت میں ڈال رہے ہو؟؟ مت بھولو کہ میرے بتانے سے پہلے تک، تو تم جانتے ہی نہیں تھے کہ تمہاری بیٹی زندہ ہے۔۔ تو پھر خود کو کیوں تم قصور وار گردان رہے ہو؟؟" انہوں نے بڑے پیار سے نواز خان کو سمجھایا۔

"ہارون۔۔ مجھ سے بڑا بدنصیب نہیں کوئی۔۔ مجھے چاہیئے تھا کہ۔۔ ایک دفعہ تو۔۔ کم از کم ایک دفعہ تو اسکے ننھیال والوں سے بات کرتا۔۔ لیکن انہوں نے بھی تو مجھے کچھ نہیں بتایا۔۔" وہ ماضی کی غلطیوں کو کسی صورت بھی بھلا نہیں پا رہا تھا۔

"لالے کی جان۔۔ وہ آتو گئی ہے نا تمہارے پاس۔۔ اور میں نے بھی تو تم سے اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کیا ہے۔۔ وہ اب یہاں ہے۔۔ جب چاہے۔۔ اس سے ملو۔۔" ہارون صاحب نے انکی دلجوئی کی۔

"ام م۔۔ جہانگیر کو پتہ ہے سب؟؟" نواز صاحب کے دل میں بات آئی تو انہوں نے پوچھنے میں ذرا سی بھی دیر نہ کی۔

"نہیں۔۔ فی الحال تو نہیں۔۔ اسے بتانے کا موقع ہی نہیں ملا۔۔ جنت ماشاءاللہ سے ہے ہی

اتنی پیاری کہ تمہارا تعارف کروانا ضروری ہی نہیں لگا کہ وہ تمہاری بیٹی ہے۔۔

ہاہا۔۔" انہوں نے بات کا رخ بدلا اور قہقہہ لگا کر ہنس دیئے۔

انکی بات سن کر نواز خان بھی مسکرا دیئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆

وہ کافی دیر سے اسے کال کیے جا رہا تھا مگر وہ تھی کہ دنیا ومافیہا سے بے خبر بالکنی میں ٹہل رہی تھی۔ وہ ابھی تک اسکی طرف سے دیئے جانے والے مشورے کے زیرِ اثر تھی۔

"کیا مجھے اسکی بات مان لینی چاہیئے؟؟ کیا گھر سے جانا ٹھیک رہے گا؟؟ کیا کروں؟؟" وہ حد درجہ الجھ چکی تھی۔

بیسوں دفعہ کال کرنے کے باوجود بھی اسکی طرف سے فون ریسیو نہیں کیا گیا تھا۔ وہ لان میں آیا اور اسکے کمرے کے سامنے کھڑا ہوا۔ بالکنی میں اسے وہ ٹہلتی ہوئی دکھائی دی۔ اس نے اسے دیکھتے ہی اسکی جانب ہاتھ لہرایا تو وہ اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"کال؟؟" اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے فون اٹھانے کے لیئے کہا۔

وہ فوراً کمرے میں آئی اور فون اٹھایا۔

"تم جو چاہتے ہو، میں ویسا نہیں کر سکتی۔۔" اس نے فون اٹھاتے ہی اسے اپنا فیصلہ سنایا۔

"خدا کے لیئے۔۔ مہر۔۔" وہ مجبور ہو کر بولا۔

"کتنے خود غرض ہو تم۔۔ اپنے گھر کی عزت کو بھاگ جانے پہ اکسا رہے ہو؟ بجائے اسکے کہ سب گھر والوں کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔۔۔" اسکا جی چاہا کہ وہ اسکا خون پی جائے۔

"تمہارے ساتھ ہوں نا۔۔ لیکن اس وقت میں اس پوزیشن میں نہیں کہ۔۔۔"

"شٹ اپ۔۔" اس نے فون بند کیا اور موبائل کو بیڈ پہ زور سے پٹخا۔

"حد ہوتی ہے۔۔" وہ اسکی بات سن کر سلگ کر رہ گئی تھی۔

"دیکھو مہر۔۔ میری بات کو سمجھو۔۔ میں تمہارا برا نہیں چاہتا۔۔ تو سوچو۔ میں کیسے تمہارے ساتھ برا کر سکتا ہوں؟؟ کل مہندی ہے اور پرسوں بارات۔۔ ہمارے پاس سوچنے کے لیئے زیادہ وقت نہیں ہے۔۔ مجھے میری امی کی قسم۔۔ تمہاری عزت پہ حرف آنے سے پہلے میں اپنی جان دے دوں گا۔۔ ٹرسٹ می۔۔" اس نے فوراً ایک تفصیلی میسج ٹائپ کیا اور اسے بھیج دیا۔

شش و پنج کی گرہ مضبوط سے مضبوط ہوتی گئی اور اسکے لیئے فیصلہ لینا انتہائی مشکل ہو گیا تھا۔ مگر اگلے ہی لمحے اسکے اندر کے انسان نے اسے جنجھوڑا۔

"جب وہ ساتھ ہے تو ڈر کس بات کا ہے تمہیں؟؟ تمہارے پاس سوچنے کے لیئے زیادہ

وقت ہے ہی نہیں مہر۔۔تو سوچ کیا رہی ہو؟ کیا شادی کر لو گی اس سے؟؟ کیا کر لو گی اس کے ساتھ گزارا؟؟"

وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"کل کو پچھتانے سے بہتر ہے میں اسکی بات ہی مان لوں۔۔" مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود کو ہمت دی اور پوری طاقت سے اپنی جگہ سے ہلی۔

"میں آرہی ہوں۔۔" اس نے اسے مختصر سا میسج بھیجا اور اپنے بیگ میں چیزیں رکھنے لگی۔

میسج دیکھتے ہی اسکے چہرے پہ خوشی اور اطمینان کی لہر دوڑی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے اتنا بڑا قدم اٹھا تو لیا تھا لیکن اسکے نتائج سے شاید واقف نہ تھی۔ شاہ ویز نے اسے فیصل آباد چھوڑا اور اسے سمجھا بجھا کر واپس آگیا۔ اسے فیصل آباد آئے تقریباً دو دن سے زائد ہو چکے تھے لیکن شاہ ویز نے اسے ایک بار بھی کال نہ کی۔ جو کال بھی کی، اسی نے ہی کی۔ موبائل فون آن تو رکھ سکتی نہیں تھی، اس لیئے پی ٹی سی ایل سے ہی اسے فون کر کے گھر میں موجود صورتحال کو جاننے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

موبائل رِنگ کیا تو وہ فوراً سے موبائل کی جانب بھاگا۔ سامعیہ نے اسکے اندر کی بے چینی کو

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

محسوس کیا تو اسے سر تا پا دیکھا۔

"دیکھو۔۔۔میں نے تمہیں پہلے بھی کہا ہے۔۔مجھے فون نہ کرو۔۔ میں شام میں تمہیں خود کال کروں گا۔۔" اس نے پہلی بیل پہ ہی فون اٹھایا اور نیم آواز میں بولا۔

اس سے پہلے وہ استفسار کرتی، وہ فون رکھ چکا تھا۔

سامعیہ چائے لیے اسکے کمرے میں آئی۔اسکی فون پہ ہونے والی گفتگو وہ سن چکی تھی۔

"کون ہے فون پہ؟؟ کس سے بات کر رہے تھے؟؟" سامعیہ نے اسے شکی مگر سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"ایک دوست ہے۔۔ ایسے ہی تنگ کر رہا ہے۔۔" اس نے چائے کا مگ انکے ہاتھ سے پکڑتے ہوئے بات کو گھمانا چاہا مگر سامعیہ کی نگاہیں اس پر سے کسی صورت ہٹ نہیں رہی تھیں۔

"امی۔۔اب کیا ہو گیا ہے آپ کو؟؟؟ آپ تو ایسے گھور رہی ہیں جیسے کسی کا قتل کر دیا ہو میں نے۔۔۔" وہ زچ ہو کر بولا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے؟؟" ان کے سوال پہ وہ بوکھلا سا گیا۔اس سے پہلے وہ کچھ بول پاتا انہوں نے مکرر سوال کیا۔

"یا تم ہی اس سب کے پیچھے۔۔"

اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کر پاتیں وہ جھٹ سے بولا۔

"امی۔۔ کیا ہو گیا ہے آپکو؟؟ میں کیوں کرنے لگا یہ سب؟؟؟" وہ ذرا رک رک کر بولا۔

وہ کوئی ایک منٹ تو اسکے چہرے کی جانب دیکھتی رہیں۔اور پھر معنی خیز انداز سے بولیں۔

"شاہ ویز۔۔اگر مجھے کہیں سے بھی یہ پتہ چلا کہ اس سب کے پیچھے تم ہو تو۔۔۔"

"امی۔۔۔ نہیں ہے ایسا۔۔۔" وہ زور دے کر بولا۔

"تمہارے تیور اچھے سے سمجھتی ہوں۔۔ ماں ہوں تمہاری۔۔ سمجھتی ہوں جب جب تم جھوٹ بولتے ہو تو بمشکل ہی مجھ سے آنکھ ملا پاتے ہو۔۔ اور ویسے بھی ہمارے گھر کی بیٹیاں اتنی بے باک نہیں ہوئیں کہ اتنا بڑا قدم اٹھائیں۔۔"

"امی۔۔ مجھ پہ کبھی یقین کیا ہے آپ نے؟؟؟" وہ ذرا بد تمیزی سے بولا۔

"ادب، لحاظ بھول چکے ہو تم؟؟؟ یہ کیا طریقہ ہے ماں سے بات کرنے کا؟؟؟" ندیم صاحب کمرے میں داخل ہوئے۔

"ابا۔۔" وہ زیرِ لب بولا اور تھوڑا سا گھبرایا بھی۔

اسکے لب پوری طرح سے کپکپا رہے تھے کیونکہ اسکا فون پھر سے رِنگ کرنے لگا تھا۔اس نے چائے کا مگ میز پہ رکھا اور فون کو بند کر کے دوبارہ پینٹ کی جیب میں ڈالا۔

"مانا کہ تمہارے ساتھ اچھا نہیں ہوا۔۔ لیکن بہت جلد ہم اسے ڈھونڈ نکالیں گے۔۔ میں

نے رپورٹ درج کروادی ہے پولیس اسٹیشن میں۔۔" وہ ذرا مایوسی سے بولے۔

"پولیس اسٹیشن۔۔۔" اسکے ماتھے پہ اب کے پسینہ واضح طور پہ بہنے لگا تھا جسے سامعیہ نے خوب غور سے دیکھا۔

"ہاں۔۔۔ نعیم الگ پریشان ہے۔۔کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔ وہ ہم سے کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن ہم میں سے کسی نے اسکی کوئی بات نہیں سنی۔۔۔ ہوسکتا ہے وہ کسی مصیبت میں ہو۔۔" وہ رونے والے انداز میں بولے۔

"کیونکہ دل مانتا ہی نہیں کہ ہماری مہرا اتنا بڑا قدم اٹھا سکتی ہے۔۔"

انکے الفاظ سن کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"ابا۔۔۔ وہ آجائے گی۔۔آپ نے پولیس اسٹیشن میں خوامخواہ۔۔۔میرا مطلب ہے۔۔اس سب کی کیا ضرورت تھی؟؟ وہ آجائے گی۔۔" وہ تھوک نگلتے ہوئے بمشکل ہی بول پایا تھا۔

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ آجائے گی؟؟؟" سامعیہ کے سوال پہ اس نے انہیں خوب گھورا۔

سوال بھلے ہی سامعیہ نے کیا تھا لیکن جواب کے منتظر ندیم صاحب تھے۔

"ظاہر ہے۔۔جب گئی خود ہے تو خود ہی آجائے گی؟؟ ایک تو آپ سب۔۔شادی میری ٹوٹی ہے اور مجھ ہی پہ شک۔۔۔" وہ غصہ سے بولا اور اپنے پیروں کو پٹختے ہوئے وہاں سے باہر

نکل آیا۔

"اسے کیا ہوا ہے؟؟؟" ندیم صاحب اسکے ردِ عمل پہ حیران رہ گئے۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے اسکا۔۔اور کچھ نہیں۔۔" وہ زیرِ لب بولیں۔

☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے سے باہر آیا۔لان میں آتے ہی اس نے پینٹ کی جیب سے فون نکالا اور اسے فون کیا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟؟ بولا تو ہے کہ شام میں فون کروں گا۔۔" وہ سخت برہم مزاجی سے بولا۔

Clubb of Quality Content

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 14

- **میری راہیں تنہا تنہا**

"شاہ ویز۔۔۔ یہ تم کس انداز میں بات کر رہے ہو؟؟ کیا ہوا ہے؟؟" اسکی آواز حلق میں ہی دب کر رہ گئی تھی۔

"پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کروادی ہے ان لوگوں نے۔۔" وہ زہر آلود لہجے میں بولا۔

"پولیس۔۔۔" اسکی آواز کانپنے لگی۔

"ہاں۔۔ پولیس۔۔ برائے مہربانی۔۔ اپنا نمبر آن کرنے کی غلطی نہ کرنا۔۔ پلیز۔۔ پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے ہیں یہ تمہیں۔۔ کیونکہ انہیں ایسا لگتا ہے کہ تمہیں کسی نے کڈنیپ کیا ہے۔۔ اور ابا نے تو کہا کہ۔۔ وہ ہم سے کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن ہم میں سے کسی نے اسکی کوئی بات نہیں سنی۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ کسی مصیبت میں ہو۔۔"

اسکی بات سن کر اسکی آنکھوں میں آئے آنسو ٹپ ٹپ اسکی آنکھوں سے بہنے لگے۔

"اور پاپا؟؟؟" وہ سسکتے ہوئے بولی۔

"نہیں تو چپ سی لگ گئی ہے۔۔۔" وہ تھوڑا نارمل ہوا۔

"شاہ ویز۔۔ اب کیا کریں؟؟ پلیز تم آجاؤ یہاں۔۔ تم نے تو کہا تھا کہ ایسا ویسا کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔ تو اب یہ۔۔۔" وہ کمزور پڑ چکی تھی۔

"میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ آسکوں۔۔ میں سب سنبھالتا ہوں یہاں۔۔ تم پلیز۔۔۔ خود کو ریلیکس رکھو۔۔ جب تک میں فون نہ کروں۔۔ مجھے فون نہ کرنا پلیز۔۔۔" اس نے التجائیہ انداز میں کہا اور فون رکھ دیا۔

اسکی طرف سے بتائی جانے والی ہر بات اسکے ذہن میں گھوم رہی تھی۔ اس نے پہلے سوچا کہ وہ تابینہ کو کال کرے لیکن چاہ کر بھی نہ کر سکی۔ آخر اسکے ذہن میں جنت کا نام آیا۔

ویسے بھی جنت سے بات کیے اسے کافی دن ہو گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پچھلے کئی دنوں سے اسکی اس سے بات نہیں ہوئی تھی۔ جب جب اسکے نمبر پہ کال کرتی، نمبر بند ہی آتا۔ اسکے لیئے یہ بات کافی تشویشناک تھی۔ اس سے بات کیے بناء اسکا دن نہیں گزرتا تھا۔ ہر شام وہ اپنے پورے گزارے ہوئے دن کا حال اس سے کہتی تھی۔ لیکن اب وہ کہاں

تھی؟کس حال میں تھی؟اسے کچھ معلوم نہ تھا۔گھر کے نمبر پہ کال کرتی تو سب کو معلوم ہو جاتا کہ وہ ابھی بھی مہر کے ساتھ رابطے میں ہے۔

چارو ناچار اسے تابینہ کو کال کرنا ہی پڑی، جہاں سے اسے معلوم پڑا کہ وہ گھر سے بھاگ چکی ہے۔ ”مہر گھر سے بھاگ سکتی ہے؟؟“ یہ بات ہضم کرنا اسکے لیئے ناممکن سا تھا۔ ”وہ کس کے ساتھ بھاگی ہے؟“ یہ سوال اسے کسی صورت سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔آخری مرتبہ جب اسکی اس سے بات ہوئی تھی،تب وہ شاہ ویز کے ساتھ اپنی شادی کی بات کو لے کر کافی پریشان تھی۔

علی الصبح نماز کی ادائیگی کے بعد وہ جہانگیر کے لیئے کافی بنانے کچن میں گئی تو اسکے موبائل پہ رِنگ ہوئی۔ موبائل بار بار بجا تو جہانگیر نے اسکا فون اٹھایا اور کچن میں لے گیا۔

”پاکستان سے کسی کی کال ہے تمہارے لیئے۔۔“ اس نے موبائل اسے پکڑایا۔

”پاکستان سے؟؟“ وہ زیرِ لب بولی۔

اس نے فون اٹھایا تو دوسری طرف اسکی آواز سن کر وہ ششدر رہ گئی۔

”مہر۔۔“ وہ سکتے میں آ گئی۔

جہانگیر نے اسے اشارۃََ وہاں سے جانے کے لیئے کہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پچھلے کئی دنوں سے جنت مہر کو لے کر پریشان ہے۔

وہ اسکے سامنے سے اوجھل ہوئی تو وہ کافی بنانے میں مصروف ہوا۔

”کہاں تھی تم؟؟ جانتی ہو کتنی کالز کیں میں نے تمھیں۔۔۔“ اس نے بے حد پریشانی سے استفسار کیا۔

”جنت۔۔“ وہ نمی والے انداز میں بولی۔

”جو سب کہہ رہے ہیں۔۔ کیا واقعی سب سچ ہے؟؟“ اس نے بلاتاخیر سوال کیا تو دوسری طرف سے گہری خاموشی تھی۔

”کس کے ساتھ؟؟؟“ اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

”شاہ ویز۔۔“ اس نے ایک لفظ میں جواب دیا۔

”مہر یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟؟ ہوش میں تو ہو؟؟؟“ اس نے ابھی ایک منٹ پہلے جو اسے بتایا تھا، وہ سن کر جنت کا دماغ سٹپٹا سا گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اسکے علاوہ اور کوئی آپشن بھی تو نہیں تھا۔۔" وہ بے انتہا لاچاری اور کمزوری سے بولی۔

"واہ۔۔ صدقے جاؤں تمہارے۔۔اسکے ساتھ نہیں رہ سکتی۔۔ لیکن اسکے ساتھ بھاگ سکتی ہو۔۔ حد ہے مہر۔۔" جنت کا جی چاہا کہ وہ فون میں ہی ایک گھونسا اسکے منہ پہ مار دے۔

"جنت۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی کیا کروں؟؟ وہ بتا رہا تھا کہ تایا ابا اور ابا مجھے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے ہیں۔۔" اسکی آواز لرز رہی تھی اور آنکھوں سے بارش کی صورت آنسو بہنے لگے تھے۔

"جینی۔۔پلیز۔۔" اسکی آواز حلق میں ہی دب کر رہ گئی۔

میلوں دور فاصلے پہ بھی وہ اسکی سسکیوں کو محسوس کر سکتی تھی۔

"مہر۔۔تم دونوں نے بہت غلط قدم اٹھایا ہے۔۔"

"تبھی تو نکلنا چاہتی تھی ان لوگوں سے۔۔" وہ رو رو کر بے حال ہو چکی تھی۔

"بے وقوفی کی ہے تم نے۔۔چاہے جیسا بھی تھا۔۔وہ لوگ تمہارے اپنے تھے۔۔"

''میں نہیں مانتی ان لوگوں کو اپنا، اپنا۔۔ نہیں مانتی۔۔ میں نے ہر ایک سے بات کرنے کی کوشش کی۔۔سب کو بتانا چاہا لیکن کسی نے میری ایک نہ سنی۔۔ وہ کیا سمجھتے ہیں کہ میرے ساتھ بھی تمہارے جیسا سلوک کریں گے؟؟ اور شاہ ویز نے تو میرا ساتھ دیا ہے۔۔'' وہ چیخ چیخ کر بولی تو جنت کو اس پہ اور غصہ آیا۔

''بس کرو۔۔ اپنی بے وقوفی کو زیادہ جسٹی فائی کرنے کی ضرورت نہیں۔۔یہ ساتھ دینا کوئی ساتھ دینا نہیں ہوتا۔۔اسکے ساتھ بھاگ کر فیصل آباد آنے سے بہتر تھا کہ تم اس سے شادی کر لیتی۔۔''

مہر سسکیاں بھرتے ہوئے رہ گئی۔اس نے بمشکل ہی اپنا سانس بحال کیا۔اسکی سسکیوں کی آواز اس تک صاف پہنچ رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

''پھر سے وہی سب دہرایا جا رہا ہے۔۔پھر سے زیتون ہاؤس میں عزت کی دھجیاں بکھریں گی۔۔پھر سے۔۔'' وہ اپنی لاٹھی کا سہارا لیتے ہوئے اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا منہ دکھاؤ گی زیتون بیگم سب کو؟؟ جنت کو تو بغاوت سے روک لیا، لیکن مہر۔۔اس نے تو تمہیں کانوں کان خبر تک نہ ہونے دی۔۔اگر وہ نہ ملی تو کیا منہ دکھاؤ گی سب کو؟؟ کیا؟؟؟" ان کا اپنا ضمیر ان سے بازپرس کر رہا تھا۔عزت کی دھجیاں بکھرنے کے خوف سے ان کے ماتھے سے پسینہ بہنے لگا، جسے وہ بار بار اپنے ہاتھوں سے صاف کر رہی تھیں۔

لاٹھی جیسے مضبوط سہارے کی گرفت انکے ہاتھ سے کمزور ہوتی گئی اور وہ کرسی پہ آ کر ڈھے گئیں۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆

"جنت۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کیا کروں؟؟ وہ بتا رہا تھا کہ تایا ابا اور ابا مجھے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے ہیں۔۔"

مہر سے گزشتہ روز ہوئی بات نے اسے الجھا کر رکھ دیا تھا۔ اسکا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔نہ تو وہ جہانگیر سے ٹھیک سے بات کر رہی تھی اور نہ ہی اس نے فون پہ کسی سے بات کی تھی۔

وہ کافی دیر اسکے پاس بیٹھا رہا لیکن اس نے اس سے کسی قسم کی کوئی بات نہ کی۔اسے ایسا گمان ہوا کہ اسے یہ احساس ہی نہیں کہ اسکے علاوہ اسکے بیڈروم میں جہانگیر بھی موجود ہے۔

"پاکستان میں کچھ ہوا ہے؟؟" آخر اس نے اس سے سوال کیا۔

"ن۔۔نن۔۔نہیں۔۔کچھ نہیں۔۔۔" وہ اپنے خیالوں سے نکلی اور اپنی آنکھوں کو ملتے ہوئے بولی۔

"تم چاہو تو مجھ سے شئیر کر سکتی ہو۔۔۔" وہ اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔

اس نے خاموشی سے اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی تو وہ مزید بولا۔

"جانِ جانو۔۔۔ مجھ سے نہیں کہو گی تو کس سے کہو گی؟؟ ہو سکتا ہے میں تمہاری ہیلپ کر سکوں۔۔"

"وہ۔۔مہر۔۔وہ اصل میں۔۔ اسکا فون آیا کہ۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتی جہانگیر کے فون پہ بیل ہوئی۔

"شماز۔۔۔" وہ زیرِلب بولا۔

اسکے فون اٹھاتے ہی شماز کی طرف سے دی جانے والی خبر سے اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"کیا؟؟؟کب ؟؟ کب ہوا یہ ؟؟؟"

اس کے منہ سے سننے والے ان لفظوں نے جنت کو بیقرار کردیا تھا۔اس نے اشارۃً جہانگیر سے پوچھنا چاہا جو فون پہ شماز سے بات کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔میں کچھ کرتا ہوں۔۔ ڈونٹ وری۔۔" اس نے تسلی آمیز لہجے میں کہا اور فون رکھ دیا۔

"کیا ہوا؟؟سب ٹھیک تو ہے ؟؟" اسکا دل دہلنے لگا۔

"جنت۔۔کیا ہمارا رشتہ ایسا ہے کہ تم مجھے اپنے سے منسلک کسی چیز کے بارے میں نہیں بتا سکتی؟؟کیا میں تمہاری زندگی میں اہم نہیں ہوں ؟؟" اسکے سوالوں میں دکھ صاف اور واضح جھلک رہا تھا۔

"نہیں۔۔ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔ شماز بھائی نے کیا کہا؟؟" وہ اہم بات پہ آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

''تمہارے لیئے میں اتنا اہم ہوں کہ میرے لیئے تم اپنی اماں بی کے پاس نہیں جاسکتی؟؟'' وہ ذو معنی الفاظ میں بولا، جسے وہ سمجھ نہ سکی۔

''سن چکا ہوں، جو تم مہر سے کہہ رہی تھی۔۔''کہ تم مجھے چھوڑ کر نہیں آسکتی۔''اسکی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔

وہ اب بھی اسکی بات کو سمجھ نہ سکی۔

''لیکن۔۔ میرے لیئے۔۔ تم اور تمہاری خوشی اہم ہے۔۔اس لیئے تم کچھ دن کے لیئے اپنی اماں بی کے پاس ہو آؤ۔۔''

اب کے اسکی سمجھ میں کچھ کچھ آنے لگا تھا۔

''اماں بی۔۔کیا ہوا انہیں؟؟'' وہ بے اختیار بولی۔

''وہ تمہیں بہت یاد کر رہی ہیں۔۔ ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ۔۔'' اسکے ادھورے الفاظ اسکے دل پہ قیامت کی صورت برسے تھے۔

وہ زار و قطار رونے لگی۔

''بے فکر رہو۔۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔ کل ہی تمہاری ٹکٹ کنفرم کرواتا ہوں۔۔'' اس نے اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے تسلی دی۔

''اور آپ؟؟'' وہ روتے روتے بچوں کی طرح بولی۔

اسکی سادگی کا تو وہ شروع دن سے ہی دیوانہ تھا۔

''میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔ ہمیشہ۔۔'' اس نے اسکی آنکھوں سے زار و قطار بہنے والے آنسوؤں کو بے پناہ محبت سے صاف کیا۔

''ابھی کام کا بہت برڈن ہے۔۔اسلیئے شاید میں نہ جا پاؤں۔۔ لیکن تمہارا جانا ضروری ہے۔۔ میں بہت جلد آجاؤں گا۔۔''

اس نے اسکی آنکھوں میں دیکھا، جو کسی صورت خشک نہیں ہو رہی تھیں۔

''اور ویسے بھی۔۔ میں تو تمہارے ساتھ ہوں ہی۔۔ ہمیشہ۔۔'' اس نے اسے ہنسانے کی کوشش کی لیکن وہ نیم انداز میں صرف مسکرا ہی پائی تھی۔ جو خبر اسے دی گئی تھی اس میں وہ کیسے مسکرا سکتی تھی۔

Clubb of Quality Content

☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح اسکی پلین کی ٹکٹ کنفرم ہوئی اور دوسرے روز وہ پاکستان میں آموجود ہوئی۔ پاکستان ائیرپورٹ پہ پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلا کام فیصل آباد والے گھر کے "پی ٹی سی ایل والے نمبر پہ فون" کرنے کا کیا۔

بیل بار بار بج رہی تھی لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔ جس سے اسکی پریشانی میں مزید اضافہ ہو رہا تھا۔ اسی اثناء میں ایک گاڑی اسکے پاس آکر اس انداز میں رکی کہ اسکے ہاتھ سے اسکا موبائل گرتے گرتے بچا۔

اندر موجود شخص اسے ظالم اور جابر نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ جوں ہی اسکی نگاہیں اس سے چار ہوئیں تو اسے اندازہ ہوا کہ گاڑی کے اندر بیٹھا شخص آخر ہے کون؟

وہ گاڑی سے باہر آیا اور اسکا سامان گاڑی کی ڈکی میں پھینکتے ہوئے اپنی سیٹ پہ آموجود ہوا۔ اسکے اس ردِ عمل پہ تو وہ ہکی بکی رہ گئی۔ اسکا ویلکم اس انداز میں ہوگا اسے اندازہ نہیں تھا۔

"اماں بی کیسی ہیں؟؟ کیا ہوا ہے انہیں؟؟" گاڑی کی پچھلی نشست پہ بیٹھتے ہی اس نے اسکا حال پوچھنے کی بجائے یہ سوال کیا۔

"ہارٹ اٹیک۔۔" اس نے ایک لفظ میں جواب دیا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔

"کیا؟؟ کیسے؟؟ ایسا بھی کیا ہو گیا کہ۔۔۔" وہ بے اختیار بولی۔

"ہسپتال جا کر خود پتہ کر لینا۔۔۔"اس نے کھا جانے والے انداز میں کہا۔

"مہر آ گئی واپس؟؟"

اسکے سوال پہ وہ بوکھلا سا گیا کہ اسکا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا۔ اسکی حالت کے پیشِ نظر جنت طنزیہ انداز میں مسکرائی۔

اسکی طنزیہ مسکراہٹ وہ فرنٹ مرر سے دیکھ سکتا تھا۔"کیسے جانتی ہو تم یہ سب؟؟ "

"تسلی سے گاڑی چلاؤ۔۔پہلے اماں بی سے ملنا ہے مجھے۔۔۔ پھر تمہیں دیکھتی ہوں۔۔" وہ بڑے سکون سے بولی لیکن اسکے دھمکی آمیز لہجے سے وہ خوفزدہ ہو کر رہ گیا تھا۔

ہسپتال پہنچتے ہی اس نے اماں بی سے ملاقات کی اور باقی سب گھر والوں سے بھی ملی۔ اسکا چہرہ دیکھنا ہی تھا کہ اماں بی کی حالت میں بہتری آنے لگی، جسکی وجہ سے گھر کے سبھی افراد مطمئن ہو گئے۔

☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

وہ ہسپتال کے لان میں علینہ کے برابر میں بیٹھی، اسکی طرف سے دی جانے والی ہر بات پہ افسوس کرتی رہ گئی۔

"مہر یہ قدم اٹھائے گی۔۔ ہمیں اندازہ نہیں تھا۔۔"

"بھابھی۔۔ اس نے آپ سے بھی کچھ نہیں کہا؟؟" جنت کے سوال پہ علینہ مایوسی سے بولی۔

"نہیں۔۔ کچھ بھی نہیں کہا۔۔ لیکن وہ پریشان ضرور تھی۔۔ مجھے لگا کہ یہ سب نیچرلی ہے۔۔ شادی سے پہلے تو ایسا ہوتا ہی ہے۔۔ ابھی کچھ دن پہلے تابینہ پھپھو ساتھ جا کر شادی کی شاپنگ کر کے آئی ہے۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

''گھر میں کسی کو نہیں پتہ؟؟'' اس نے علینہ کی طرف بغور دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

''ظاہر ہے۔۔ کسی کو پتہ ہوتا تو ہم اسے اٹھانے دیتے یہ قدم؟؟؟ ''

''بھابھی۔۔ گھر میں ہی ہے ہم سب کا مجرم۔۔۔'' آخر وہ بول ہی پڑی۔

''کون۔۔'' علینہ نے حیرانگی سے اسے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

''وہی۔۔ جس سے اسکی شادی ہونے جا رہی تھی۔۔'' اس نے صاف اور واضح انداز میں اس سے کہا۔

''کیا؟؟ جانتی بھی ہو کہ تم کیا کہہ رہی ہو؟؟؟ ''

''جی۔۔اچھے سے جانتی ہوں۔۔ اور یہ بھی جانتی ہوں کہ وہ انسان خود کو بچانے کے چکر میں اسے بے آبرو کرنے پہ تُلا ہے۔۔'' وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

''آن بلیوایبل۔۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟؟ شاہ ویز۔۔ شاہ ویز کیوں کرے گا یہ سب؟؟''

"بھابھی۔۔ وہ چاہتا ہی نہیں تھا اس سے شادی کرنا۔۔ اس نے ایک یہی کام ہی نہیں کیا بلکہ میری زندگی کے ساتھ ہوئے ہر حادثے میں اسی کا ہاتھ ہے۔۔" اس نے ذرا تفصیل سے کہا تو علینہ نے تفشیشی انداز سے اسے دیکھا۔

جنت نے الف سے لے کر یے تک اسے ساری کہانی جوں کی توں بیان کر دی۔ جسے سن کر علینہ کی حیرانگی قابل دید تھی۔ ورنہ اسے تو لگتا تھا کہ شاہ ویز جیسا انسان بے حد معصوم اور شریف ہے۔

"جنت۔۔ اسے بولو کہ وہ ابھی اور اسی وقت وہاں سے نکل کر آئے۔۔"

"کیسے کہوں بھابھی؟؟ وہ فون ہی نہیں اٹھا رہی۔۔ اور اسکا اپنا نمبر تو کب سے بند ہے۔۔" جنت رونے والے لہجے میں بولی۔

"اور کوئی طریقہ نہیں کیا؟؟؟ جنت اماں بی کی حالت بہت خراب ہے۔۔ مہر کی طرف سے دیے جانے والے صدمے نے انکی کمر توڑ دی ہے۔۔ انہوں نے خود کو بہت مضبوط دکھانے کی کوشش کی۔۔ لیکن کل صبح انکی طبعیت بگڑ گئی۔" علینہ کی آنکھیں بھر آئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

''بہت پیار کرتی ہیں تم دونوں سے۔۔ تمہیں دیکھ کر تو انہیں سکون آ ہی گیا ہے۔۔ لیکن جب تک مہر کو نہ دیکھ لیں گی انہیں کسی صورت سکون نہیں ملے گا۔۔''

علینہ کی باتیں سن کر وہ بھی دل پسیج کر رہ گئی۔

''میں شماز سے کہوں؟ وہ وہاں جا کر اسکا پتہ کریں؟؟ یا ماموں سے کہوں؟؟'' اسکے ذہن میں اچانک سے ترکیب آئی۔

''نہیں۔۔ نہیں بھابھی۔۔۔'' اس نے قطعیت سے کہا۔ ''ایسے تو پریشانی اور بڑھ جائے گی۔۔''

''تو پھر؟؟ اس تک یہ خبر پہنچنا بے حد ضروری ہے کہ اسکے پیچھے کیا کہرام برپا ہو گیا ہے؟''

''میں کچھ کرتی ہوں۔۔ لیکن آپ پلیز شاہ ویز سے کچھ نہیں کہیں گی۔۔ اسے پتہ چل گیا تو وہ۔۔'' وہ ادھوری بات کرتے ہوئے اسے ساری بات سمجھا گئی تھی۔

''بے فکر رہو۔۔ لیکن جنت۔۔ پلیز۔۔ کچھ کرو۔۔''

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

کل رات سے وہ بیسوں مرتبہ جنت اور شاہ ویز کا نمبر ڈائل کر چکی تھی، لیکن دونوں میں سے کسی کا نمبر نہیں لگ رہا تھا۔ جب نمبر ڈائل کرتی تو دوسری طرف سے صرف ایک "بیپ" سنائی دیتی اور کال منقطع ہو جاتی۔ وہ جان چکی تھی کہ فون خراب ہو چکا ہے۔ لیکن کیا کرے؟ کیسے رابطہ کرے؟ یہ سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹنے لگا تھا۔ نمبر آن کرنے کا سوچتی تو شاہ ویز کی طرف سے سنائی جانے والی خبر سے اسکا منہ کلیجے کو آ جاتا۔

"پولیس میں رپورٹ درج کروادی ہے۔"

"نمبر آن کروں یا نہ؟؟ پولیس نے اگر میرے موبائل کی لوکیشن ٹریس کر لی تو؟؟؟"

ان سب وسوسوں سے اب اسکی طبعیت خراب ہونے لگی تھی۔

دوسری طرف جنت علینہ کو تسلی تو دے چکی تھی کہ وہ جلد از جلد کچھ نہ کچھ کرتی ہے لیکن کیسے؟؟ کیسے ہوگا سب؟ وہ اس الجھن سے خود کو نکالنے سے قاصر تھی۔ ہسپتال کے لاؤنج میں وہ ٹہل رہی تھی اور اسکا دماغ بھی کسی ترکیب کو سوچنے میں مکمل طور پہ حرکت میں تھا۔ تبھی اسکے ذہن میں ماضی کی کچھ جھلکیاں گردش کیں۔

Clubb of Quality Content

"وہ بھی توفیصل آباد والے گھر پہ گیا تھا۔۔ شاہ ویز کے ساتھ ڈنر وہیں تو کیا تھا۔۔" وہ خود سے زیرِ لب بولی۔

ایک ترکیب ذہن میں آئی تو تھی لیکن اس ترکیب پہ عمل کرنا انتہائی مشکل کام تھا۔

"اس سے رابطہ۔۔۔" وہ خود سے اتنا ہی بول پائی تھی مگر اگلے ہی لمحے اس نے اپنے خیال کو جھٹکا۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔۔"

اسکے ذہن میں اپنے ہی کہے لفظ گونجے۔

"اب حرام ہے اسکا ذکر کرنا بھی۔"

"گھر کی عزت بچانے کی خاطر۔۔ مہر کو واپس لانے کی خاطر۔۔ تمہیں یہ کرنا ہوگا۔۔"

مگر ایک دل کی آواز ایسی بھی تھی جس نے اسے اس سے رابطہ کرنے پہ مجبور کر دیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم کون سا اس سے محبت میں اسے کال کرو گی؟؟ مدد ہی تو مانگنی ہے۔۔ ایک وہی ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے۔۔اب کہ شاہ ویز پہ بھروسہ کرنا بے کار ہے۔۔ جبکہ تم اسکی ساری اصلیت جان چکی ہو۔"

وہ اپنے ہی فیصلے پہ الجھ کر رہ گئی تھی۔

رات گئے تک وہ اپنے ہی کیے گئے فیصلے سے الجھتی رہی۔ "کیا کروں؟؟" اس نے خود سے سوال کیا۔

اس نے اسے کال کی لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔ کوئی دو تین دفعہ کال کرنے کے بعد وہ سمجھ چکی تھی کہ یہاں سے بھی مدد ملنے کا کوئی چانس نہیں۔

دوسری طرف وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر بے سود ہو کر غنودگی کی حالت میں بستر پہ لیٹا تھا۔ چارجنگ پہ لگا فون بار بار روشن ہوتے دیکھ کر چار و ناچار اسے بستر پر سے اٹھنا ہی پڑا۔

"اس وقت؟ کون ہو سکتا ہے؟؟" اس نے خود سے سوال کیا اور موبائل کی جانب بڑھا۔

موبائل ہاتھ میں لیتے ہی اسکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔

"جنت۔۔" اسکے دل کی دھڑکنیں تیز، بہت تیز ہونے لگی تھیں۔

"اس وقت۔۔اور پاکستان کا نمبر۔۔۔" اس نے خود سے سوال کیا۔

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ فون دوبارہ سے بجا۔اس نے پہلی کال پہ ہی فون ریسیو کیا۔

دوسری طرف سے گہری خاموشی تھی۔

"کون؟؟؟" اس نے ڈرتے سہمتے سوال کیا۔

کون کہے جانے پہ اسکا خون کھول اٹھا تھا۔"جنت جہانگیر بات کر رہی ہوں۔۔" وہ ذرا پر اعتمادی سے بولی۔

اسکی آواز سن کر اسکے بے چین دل کو قرار سا مل گیا۔لیکن اسکے نام کے تعارف پہ اسکا دل پارہ پارہ ہو کر رہ گیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟؟" اسکے آواز میں موجود لغزش کو وہ فون پہ بھی محسوس کر سکتی تھی، تبھی وہ اہم مدعے پہ آئی۔

"کچھ کام تھا آپ سے۔۔"

”کہو۔۔“ اس نے ایک لفظ میں جواب دیا۔

”فیصل آباد والے گھر کا تو پتہ ہے نا آپکو۔۔“

”ہاں۔۔ جانتا ہوں۔۔ میرے ہاسٹل سے بیس منٹ کی ڈرائیو پہ ہے۔۔ لیکن تم۔۔۔ میرا مطلب۔۔ تم ٹھیک تو ہو؟ کچھ ہوا ہے کیا؟؟ “

”مہر۔۔ مہر وہاں پہ ہے۔۔ اکیلی۔۔“ اسکی بے قراری دیکھ کر وہ فوراََ سے بولی۔ کیونکہ اسکی اپنے لیے پرواہ دیکھ کر اسکا دل اسکے لیئے نرم پڑے، وہ یہ نہیں چاہتی تھی۔

”مہر؟؟“ اب کے اسکا دماغ سٹپٹا سا گیا۔

”وہ وہاں؟؟ کیوں؟؟ مجھے پوری بات بتاؤ۔۔ تسلی سے۔۔“ وہ بیڈ پہ آ بیٹھا۔

اسکی طرف سے بتائی جانے والی ایک ایک بات پہ اسکے دماغ کی بتیاں روشن ہو رہی تھیں۔ مہر اتنا بڑا قدم اٹھا سکتی ہے؟ اسکے لیئے یہ سوچنا بھی محال ہو رہا تھا لیکن ایسا سننا بلاشبہ حیرانگی کی بات تھی۔ جیسے جیسے وہ اسے ساری بات بتاتی جا رہی تھی، اسے شاہ ویز پہ بے انتہاء غصہ آ رہا تھا۔ اس سے بھی زیادہ غصہ اسے مہر پہ آ رہا تھا، جس نے بناء سوچے سمجھے بے وقوفی کا کام کر دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے فون رکھا تو وہ گہری سوچ میں محو ہو گیا۔ کہ کیسے وہ اس ساری صورتحال کو سنبھالے۔ ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ اسے اسکی طرف سے واٹس ایپ پہ وائس میسج موصول ہوا۔

"میں جانتی ہوں کہ یہ بہت رِسکی ہوگا آپکے لیئے۔۔ لیکن اگر آپ میرے اس مشکل وقت میں میرا ساتھ دیں گے تو آپکا یہ احسان جنت جہانگیر کبھی نہیں بھولے گی۔" اسکی آواز میں اذیت اور التجا کی ملی جلی آمیزش نے اسکے جنجھوڑ کر رکھ دیا۔ وہ اپنی جگہ سے فوراً سے اٹھا اور گاڑی کی چابی دراز میں سے نکالتے ہوئے شرٹ کی جیب میں ڈالی۔ اور اپنی منزل پہ نکل گیا۔

پندرہ بیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ گھر کے باہر آموجود ہوا۔ رات کے قریب گیارہ بجے وہ اسکے گھر کے سامنے اپنی گاڑی میں موجود اندر جانے کی ترکیب سوچ رہا تھا۔

"دروازہ ناک کروں؟؟" اس نے خود سے سوال کیا۔

"نہیں۔۔ ایسے تو وہ کبھی بھی میری بات نہیں سنے گی۔۔" اس نے گویا خود کو جواب دیا۔

"کیا کیا جائے؟؟ پیزا۔۔ ڈلیوری۔۔" اس نے موبائل نکالا اور پیزا ڈلیوری کو کال کی۔

اب وہ گاڑی میں کھڑا پیزا ڈلیوری کا انتظار کر رہا تھا۔ کوئی پندرہ، بیس منٹ بعد وہ وہاں آموجود ہوا۔ اس سے پہلے وہ گھر کی بیل بجاتا، سجیل فوراً سے گاڑی سے باہر نکلا۔

"جی۔۔ میں نے پیزا ایک کروایا تھا۔۔ شاہ ویز۔۔" اس نے ساتھ ہی ساتھ، جس نام سے ڈلیوری کا کہا، اسی سے اسے اپنا تعارف کروایا۔

اس نے اسے پیزا تھمایا، جسے اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر اس کی فرنٹ سیٹ پہ رکھا۔

اسکی اس حرکت پہ پیزا ڈلیوری بوائے کے ماتھے پہ پریشانی کی شکنیں سی پڑ گئیں۔ اب کے وہ رقم کے لئے اسکا منہ دیکھنے لگا۔

"ایک۔۔ ایک منٹ بھائی۔۔ آپ یہاں رکیں گے؟؟ اپنی بائیک پہ ہی؟؟ وہ میرے پاس اصل میں چینج نہیں۔۔ تو میں آپکو گھر سے لا کر پے منٹ کرتا ہوں۔۔" اس نے بہانہ گڑھا اور گھر کی بیل بجائی۔

دوسری طرف بیل بجنے پہ اسکے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں اور آنکھیں باہر کو آنے لگیں۔

"پولیس۔۔۔" اسکے کانپتے ہونٹوں سے نکلا۔

وہ لاؤنج سے ہوتے ہوئے فوراً سے لان میں آئی۔ رو رو کر اسکا برا حال ہو چکا تھا۔

"ایکسکیوز می۔۔ پیزا ڈلیوری بوائے ہوں۔۔ شاہویز سر نے آرڈر بک کروایا ہے۔۔" گیٹ کے نیچے سے وہ اسکے قدموں کو دیکھ چکا تھا، تبھی وہ آواز بدل کر بولا۔

"نہیں چاہیئے۔۔۔" اس نے دروازے میں موجود مرر سے دیکھا تو بائیک کے پاس پیزا بوائے کھڑا نظر آیا۔

"دروازہ کھولو۔۔پلیز۔۔۔۔" اب کے وہ اپنی آواز میں بولا۔

"کون؟؟ میں آپکو نہیں جانتی۔۔" اس نے ذرا آہستگی سے پوچھا۔

اس نے مرر سے دیکھنے کی کوشش کی لیکن وہ اسے کہیں بھی نظر نہیں آرہا تھا۔

"سجیل۔۔۔ اور پلیز۔۔اب دروازہ کھول دو۔۔ جانتا ہوں مہر۔۔ یہ تمھی ہو۔۔ سو پلیز۔۔ خدا کا نام ہے۔۔" اس نے التجائیہ انداز میں کہا اور دروازے کے سامنے آیا۔

پیزا ڈلیوری بوائے بائیک پہ بیٹھا، یہ سب بڑے انہماک سے دیکھ رہا تھا۔

"بھائی کیا بات ہے؟؟ آپ تو۔۔۔"

بیوی ہے میری۔۔ناراض ہے۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ اور پوچھتا، سجیل نے اسے پانچ سو کی بجائے ہزار کا نوٹ تھما کر اشارۃً وہاں سے جانے کا کہا۔

"کوئی مسئلہ ہے تو کہیئے ؟؟ میری ہیلپ چاہیئے تو۔۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ جتنی ہیلپ چاہیئے تھی۔۔آپ کر چکے۔۔۔" وہ زور دے کر ذرا سختی سے بولا تو پیزا ڈلیوری بوائے نے اپنی بائیک وہاں سے گھمائی۔اور وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گیا۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

"ابھی تک اس نے بتایا نہیں کچھ۔۔ اب تک تو بتا دینا چاہیئے تھا۔ یااللہ سب خیر ہی ہو۔۔ مہر وہاں نہ ہوئی تو۔۔۔" اسکے دل میں ہول اٹھنے لگے۔

"آپی۔۔۔کچھ چاہیئے تو بتایئے۔۔" ایمل نے اسے لان میں ٹہلتے دیکھا تو سوالیہ بولی۔

"کافی کا ایک کپ بنا دو مجھے۔۔" وہ تھکن سے چور ہو کر بولی۔

"امممم۔۔۔" ایمل کچن میں جاتے جاتے رکی۔

"کیا ہوا؟؟ کچھ کہنا ہے؟؟؟" جنت اسکے رکے قدموں کو سمجھ چکی تھی، تبھی سوالیہ بولی۔

"آپی۔۔ اماں بی ٹھیک تو ہو جائیں گی نا؟؟؟" اسکی آنکھوں میں نمی واضح جھلک رہی تھی۔

جنت نے اسے فوراً گلے سے لگایا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔بے فکر رہو۔۔"

"مہر آپی نے کیوں کیا ایسا؟؟ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔دعا کریں نا وہ آ جائیں۔۔ دیکھیں اماں بی کے بغیر گھر کتنا خالی سا ہے۔۔۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا ایمل۔۔میری جان۔۔" جنت نے اسے اپنے سے الگ کیا اور اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے دلاسہ دیا۔

"اچھا میں آپکے لیئے کافی لاتی ہوں۔۔" اس نے خود کو نارمل کیا اور وہاں سے چلی گئی۔

کئی دیر تک وہ اسکے کہے گئے لفظوں کو سوچتی رہی۔

"واقعی مہر۔۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔ تمہارے اس ایک غلط قدم کی وجہ سے پورا گھر ٹینشن میں ہے۔۔"

****

دوسری طرف وہ اسکے سامنے کھڑا اسے غصہ سے گھور رہا تھا۔

”کوئی اندازہ ہے تمہیں کہ تم نے کیا کیا ہے؟؟“

”ٹھیک کیا ہے میں نے۔۔جو کچھ بھی کیا ہے۔۔ اور تم۔۔تم بھی جاؤ یہاں سے۔۔“ وہ ہٹ دھرمی سے بولی تو وہ اپنا ہاتھ غصہ سے دباتا ہی رہ گیا۔

”مہر۔۔۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اور کچھ نہیں۔۔۔ بہتر یہی ہو گا کہ ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ واپس چلو۔۔۔بلکہ تم واپس جا رہی ہو میرے ساتھ۔۔“ وہ حکمیہ انداز میں بولا۔

”تم ہوتے کون ہو آخر مجھ پہ اپنا فیصلہ امپوز کرنے والے؟؟“ وہ خونخوار لہجے میں بولی۔ اسکی سرخ آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔

”میں کون ہوتا ہوں؟؟“ وہ زخمی انداز سے مسکرایا۔

Clubb of Quality Content

”میں کون ہوں؟۔مجھے یہ تم جیسی احسان فراموش لڑکی کو بتانا بھی نہیں۔۔جسے اپنے گھر والوں کی عزت کا ہی پاس نہیں۔۔اس سے میرا رشتہ ہو گا بھی کیوں؟؟“ وہ طنزیہ انداز میں بولا۔اسکے ایک ایک لفظ نے اسکے دل پہ نشتر چبھونے کا کام کیا۔

”بہتر یہی ہو گا کہ اپنا سامان اٹھاؤ۔۔اور میرے ساتھ چلو۔۔۔“ وہ دوبارہ سے بولا لیکن وہ اسکی کہی گئی بات کے زیرِاثر بت بنی کھڑی رہی۔

اس نے اسکا ہاتھ زور سے پکڑا اور صوفے پہ موجود اسکا بیگ دوسرے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے اسے گیٹ کے باہر تک لے آیا۔

وہ پتھر کی صورت بنے اسکے ساتھ چلتی جا رہی تھی۔اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسے فرنٹ سیٹ پہ بٹھایا۔اور خود ڈرائیونگ سیٹ پہ آبیٹھا۔

اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔جبکہ اسکی طرف سے آنسو بہانے کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری تھا۔

”رونا بند کرو۔۔“ اس نے گاڑی میں رکھے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر اسے دیا لیکن وہ تھی کہ اسے دیکھنے سے قاصر تھی۔

اس نے ٹشو پکڑا اور اپنی آنکھوں کو صاف کرنے لگی۔

"بھوک لگی ہوگی تمہیں۔۔ کھالو اسے۔۔۔" اس نے پیزے کا ڈبہ اسکے سامنے کیا۔ تو اس نے اپنے ہاتھ سے اسے اشارۃً منع کیا۔

"مہر۔۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے کچھ نہیں کھایا ہوگا۔۔۔ سو پلیز۔۔۔۔"

اس نے ایک نظر ڈبہ پہ ڈالی اور دوسری نظر اس پہ۔۔ اس نے آنکھوں کے اشارے سے اسے کھانے کے لیئے کہا تو اس نے ڈبہ کھولا۔

دو دن بعد اسکے منہ میں رزق کا نوالا گیا تھا۔ ورنہ وہ صرف پانی پہ ہی گزارا کر رہی تھی۔ جیسے جیسے وہ پیزا کھاتی جا رہی تھی اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوتا گیا۔ اسکا دل اندر ہی اندر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا کہ اسکی ہچکی بندھ گئی۔

سجیل نے ترس کھا کر اسے دیکھا اور لب بھینچ کر رہ گیا۔ اس نے فوراً سے پانی کی بوتل اسکے سامنے کی۔ جسے اس نے آناً فاناً اسکے ہاتھ سے پکڑا اور ایک ہی گھونٹ میں خالی کر دیا۔

کچھ دیر بعد جب وہ تھوڑا سنبھلی تو اس نے اس سے بات شروع کی۔

"مہر۔۔بہت افسوس ہو رہا ہے مجھے۔۔ ایٹ لیسٹ مجھے تو بتا سکتی تھی؟ کیا اتنا بیگانہ ہو گیا ہوں میں تمہارے لیئے کہ تم اپنی کسی پرابلم میں بھی مجھے حصہ دار نہیں بنا سکتی؟؟"

اس نے اسے خوب سنائیں لیکن وہ چپ ہی رہی۔اسے آج بھی اچھے سے یاد تھا کہ جنت کا آخری پیغام دینے کے بعد مہر نے اسے خود کی دوستی سے بھی دستبردار کر دیا تھا۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے؟مہر؟؟ کیا دوستی توڑ دینے سے اتنی آسانی سے ٹوٹ جاتی ہے؟کیا ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں حصہ دار بھی نہیں بن سکتے ہم؟؟"

"نہیں۔۔نہیں بن سکتے حصے دار۔۔سمجھے۔۔نہیں بن سکتے۔۔۔" وہ اس پہ زخمی شیرنی کی طرح دھاڑی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"محبت میں کافر ہونے والوں سے بھلا کون دوستی رکھ سکتا ہے؟؟اور ویسے بھی کافروں سے تو دوستی رکھنے سے اللہ نے بھی منع کیا ہے۔۔"

اب کے اس نے اسکی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی۔تم یہاں کیوں آئے ہو؟آخر کس نے تمہیں یہاں بھیجا؟؟"

''وہی۔۔ جس کی محبت میں کافر ہوا ہوں۔۔اسی کے کہے کی لاج رکھنے کے لیئے آیا ہوں۔۔'' وہ بے حد ٹوٹ چکا تھا۔

باہر سے مضبوط نظر آنے والا سجیل کتنا ٹوٹ چکا ہے یہ اسے ،اسکے کہے گئے لفظ،اسے صاف اور واضح بتا رہے تھے۔

''کیا؟؟ اس نے تم سے کہا؟؟'' وہ شاکڈ تھی۔

جواباََ اس نے اثبات میں گردن ہلائی تو اسکی آنکھوں میں آئے آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے، جسے اس نے تیزی سے اپنی آنکھوں کے کناروں سے رگڑ کر صاف کیا۔

''وہاں سب ٹھیک تو ہے۔۔'' اسکے بچگانہ سوال پہ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

''تمہیں کیا لگتا ہے؟ تمہارے بھاگنے کے بعد وہاں سب موج میں ہوں گے؟؟ بہت اچھا کام کیا ہے تم نے؟؟؟'' اسکے طنز پہ اس نے رونی صورت بنا کر اسے دیکھا۔

''بھاگی نہیں ہوں میں۔۔ یہاں بھی میرا گھر ہے۔۔مجھے بس اس سے شادی نہیں کرنی تھی۔۔اس لیے یہاں چلی آئی۔۔''

سجیل نے مایوس کن نگاہوں سے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس نے تمہیں استعمال کیا ہے اور بس۔۔ اور یہ گھر سے بھاگنا ہی ہوتا ہے مس مہر نعیم احمد۔۔"

"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟؟؟" وہ چونکی۔

"مطلب صاف اور واضح ہے۔۔ وہ وہاں خود کو مظلوم ثابت کیے ہوئے ہے۔۔ جسے تم ڈیفنڈ کر رہی ہو اسے تم اور تمہاری زندگی۔۔ اس سب سے اسے کوئی غرض نہیں۔۔" اس نے زور دے کر کہا۔

"لیکن۔۔ اس نے تو کہا تھا کہ وہ میری عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہے۔۔ ہم دونوں ہی ایک دوسرے سے شادی نہیں کرنا چاہتے تھے سجیل۔۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی حل تھا بھی نہیں۔۔" اس سے پہلے سجیل کچھ بولتا اس نے مزید کہا۔

"گھر والے بھی ہماری کوئی بات سن نہیں رہے تھے۔۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔۔ مجبور تھی میں۔۔"

"اپنی بے وقوفی کو مجبوری کا نام مت دو مہر۔۔ تم سے اس قدر بے وقوفی کی توقع نہیں تھی مجھے۔۔" وہ مایوسی سے بولا۔

”وہاں وہ خود کو بچا رہا ہے۔۔خدانخواستہ اگر کچھ بھی ہوتا ہے نا۔۔تو وہ اپنے پہ بات لے گا ہی نہیں۔۔“ اس کی بات سن کر وہ کافی حد تک خوفزدہ ہو کر رہ چکی تھی۔

"نہیں۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔اس نے تائی امی کی قسم کھائی ہے کہ وہ میری عزت پہ حرف نہیں آنے دے گا۔۔ "

اس کی بات سن کر وہ گاڑی چلاتا چلاتا رکا اور کچھ دیر توقف کے بعد اسکی طرف دیکھ کر گہرے انداز سے بولا۔

"مہر۔۔جب خود پہ بنتی ہے نا تو ساری قسمیں، سارے وعدے اور سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔۔بھلے ہی اس نے اپنی ماں کی قسم کھائی ہے لیکن وہ اپنی ماں کی نظروں میں گرنے کی بجائے انکی کھائی ہوئی قسم توڑنے کو ترجیح دے گا۔۔ "

اس نے تفصیلی انداز میں کہا اور گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کر دی۔

اسکی بات سن کر اس نے مایوسی سے اسے دیکھا اور گاڑی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر کے شاویز کی کہی ایک ایک بات کو سوچنے لگی۔۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 15

- **راہِ نجات کہاں؟؟؟**

لاؤنج میں بیٹھے بیٹھے وہ تھک چکی تھی۔ایمل کی لائی ہوئی کافی پینے کے بعد اسے نیند تو نہیں آئی لیکن اسکی آنکھیں نیند کے بوجھ سے سوجھ ضرور چکی تھیں۔سامعیہ ممانی جان نے تہجد کے نوافل ادا کیے اور پھر اس سے بات کرنے کے لیئے لاؤنج میں آئیں۔

"کچھ دیر آرام کر لیتی بیٹا۔۔" انہوں نے ذرا محبت سے اس سے کہا۔

"نہیں ممانی جان۔۔ ٹھیک ہوں۔۔ ہسپتال سے خیر خیریت کی خبر آجائے پھر پر سکون ہو کر سوتی ہوں۔۔" وہ آنکھوں کو ملتے ہوئے بولی اور انہیں اپنے پاس بیٹھنے کے لیئے جگہ دی۔

"اللہ پاک بہتر کرے گا۔۔ تمہارے ماموں سے بات ہوئی ہے ابھی۔۔ بتا رہے تھے کہ انکی حالت بہتر ہے، لیکن ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ

انکا بلڈ پریشر کنٹرول میں نہیں آرہا۔۔"

ان کی بات سن کر اسکی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا۔

”تم نے کال کی گھر؟؟“ ان کے سوال پہ وہ چونکی۔

”اوہ۔۔ نہیں۔۔ یاد ہی نہیں رہا۔۔۔ صبح کروں گی۔۔ بلکہ وہ کہہ رہے تھے کہ ڈیڈ مجھے لینے صبح آئیں گے۔۔“

”امم۔۔م م۔۔“ وہ چپ رہیں۔ مگر پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولیں۔

”دعا کرو مہر کہیں سے آجائے بس۔۔۔“ ان کی بات پہ اسے یاد آیا کہ اس نے تو ابھی تک سجیل سے پوچھا ہی نہیں کہ مہر اسے ملی کہ نہیں؟ وہ اسے لے کر آ بھی رہا ہے کہ نہیں۔

اس نے فوراََ سے اپنا فون نکالا اور میسج ٹائپ کیا۔

”تمہارے ماموں نے پولیس میں بھی رپورٹ درج کروائی ہے۔۔ تصویر بھی دی ہے۔۔ پولیس کا کہنا ہے کہ وہ جلد ہی مل جائے گی۔“

”پولیس میں رپورٹ۔۔“ وہ میسج ٹائپ کرتے کرتے انکی بات سن کر رکی۔

”ہاں۔۔۔ بلکہ مجھے تو کسی پہ شک بھی ہے۔۔“ وہ ذومعنیٰ الفاظ میں بولیں۔

"کس پہ؟؟" اس نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"اپنے بیٹے پہ۔۔ وہ چاہتا ہی نہیں تھا کہ اس سے شادی کرے۔۔ ہو سکتا ہے اسی نے اسے۔۔۔" وہ اپنی ہی بات پہ خوفزدہ ہو کر رہ گئیں۔

انکی بات سن کر جنت کو نہ موبائل کا ہوش رہا اور نہ ہی اس بات کا کہ اس نے سجیل سے کچھ پوچھنا تھا۔

"ممانی جان۔۔ آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے؟؟"

"اسکی ایک ایک حرکت صاف بتا رہی ہے۔۔ ماں ہوں اسکی۔۔ سمجھتی ہوں اسے۔۔ اچھے سے سمجھتی ہوں اسے۔۔ بس دعا کرتی ہوں کہ اس سب میں شاہ ویز کا ہاتھ نہ ہو بس۔۔ مہر جہاں بھی ہو بس خود ہی واپس آ جائے۔۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا ممانی جان۔۔" وہ تسلی آمیز لہجے میں بولی۔

اسی اثناء میں اسکے موبائل پہ بیپ ہوئی۔ سجیل کی طرف سے تسلی آمیز میسج تھا۔

"بے فکر رہیں مسز جہانگیر۔۔ ہم آ رہے ہیں۔۔"

"بی کیئر فُل۔۔ماموں نے پولیس میں بھی رپورٹ درج کروائی ہے۔۔ اسکی تصویر بھی ہے پولیس کے پاس۔۔" جنت کی طرف سے موصول ہونے والے میسج نے تو اسکی ہوائیاں اڑا دی تھیں۔

"پولیس۔۔۔" وہ زیرِلب بولا۔سامنے ناکے پہ پولیس کھڑے دونوں کو روکنے کے لیئے اشارہ کررہی تھی۔

"کیاہوا؟؟؟" اس نے سامنے نظر دوڑائی تو اسکی ہوائیاں بھی اڑ سی گئیں۔

"دعا کرو کچھ نہ ہی ہو۔۔"

"تمہارے تایاابا نے پولیس میں بھی رپورٹ درج کروائی ہے۔۔۔"

"میں نے تو۔۔میں نے تو موبائل بھی آن نہیں کیا پھر۔۔۔" اسکے منہ سے بمشکل ہی ادا ہوا تھا۔

"تصویر ہے تمہاری ان کے پاس۔۔۔" وہ بھی بوکھلایا ہوا تھا۔

اسے خوف اس بات کا تھا کہ وہ اگر کسی کام میں پکڑا گیا تو راحت اور تابینہ کا رشتہ خطرے میں پھر سے آجائے گا،جو کہ وہ نہیں چاہتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے آناً فاناً اپنے دوپٹے سے اپنے چہرے کو ڈھکا۔ آنسوؤں سے اسکی چادر تر ہو رہی تھی۔

”سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ بس تم یہ نقاب مت ہٹانا۔۔“ اسکی حالت کو وہ اچھے سے محسوس کر سکتا تھا۔ تبھی اس نے اسے دلاسا دیا۔

اس نے اپنے موبائل کو ڈبل لاک گیا اور ناکے پہ موجود پولیس کے کہنے پہ گاڑی روکی۔

”اس وقت کہاں جا رہے ہیں آپ؟؟“ انسپکٹر بارعب انداز میں بولا۔

”جی۔۔ لاہور۔۔“ اس نے فوراً سے کہا تا کہ ان لوگوں کو تھوڑی تسلی مل جائے۔

”لاہور۔۔“ وہ زیرِ لب بولا۔

”لاہور میں تو آ چکے ہو؟“ اب کے وہ نیم انداز میں مسکرایا اور پھر سوالیہ انداز میں بولا۔

آگے کے کیا ارادے ہیں بادشاہو۔۔۔ اور یہ ساتھ میں لڑکی کون ہے؟؟ “

”یہ۔۔“ سجیل کا سانس خشک ہو چکا تھا مگر پھر بھی وہ ہمت کرتے ہوئے بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں یونیورسٹی آف لاہور میں پروفیسر ہوں۔۔فیصل آباد پی پی ایس سی کی ڈیوٹی کے لیئے گیا تھا۔۔گھر میں ذرا ایمرجنسی تھی۔۔سو اس وقت آنا پڑا۔۔"

"پروفیسر صاحب۔۔ خوشی ہوئی آپ کے بارے میں جان کر۔۔۔ لیکن ہمیں آپ کی تفصیلات کا اچار یا مربہ نہیں ڈالنا۔۔جو سوال کیا ہے۔۔اسکا جواب دیں پروفیسر صاحب۔۔" وہ پہلے تو نرمی سے بولا مگر پھر تیکھے انداز میں اس پہ جھاڑا۔

"محترمہ۔۔آپ۔۔ برائے مہربانی نقاب ہٹائیے۔۔۔" اب کے وہ مہر سے بولا تو اسکی ٹانگیں خوف سے کانپنے لگیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

ہسپتال میں اماں بی کی حالت میں کچھ بہتری آئی تو تھی لیکن وہ پھر سے مہر کا بار بار پوچھے جا رہی تھیں۔کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔

"دیکھیں۔۔پیشنٹ کی حالت پھر سے خراب ہوتی جا رہی ہے۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کومہ میں چلی جائیں۔۔" ڈاکٹر نے بے حد عجز و انکساری سے تابینہ سے کہا۔

Clubb of Quality Content

"کیا کروں؟؟ کیا کروں؟؟؟" وہ خود سے سوالیہ بولی۔

"آپ۔۔ پلیز۔۔ یہ۔۔ مہر جو کوئی بھی ہیں انہیں بلوادیں۔۔ مریض پہ جتنی مرضی دوائیاں اثر کرلیں لیکن جب تک وہ اس سے بات نہیں کرلیتیں، جسے وہ پکار رہی ہیں ان کی حالت میں بہتری آنا ناممکن سی بات ہے۔۔"

ندیم اور نعیم صاحب کچھ دیر کے لیئے گھر چلے گئے تھے۔اماں بی کے پاس راحت تابینہ اور علینہ ہی تھیں۔

"وہ اسے آنے میں ذرا ٹائم لگے گا۔۔بیرونِ ملک سے جو آنا ہے۔۔"علینہ نے بڑی صفائی سے جھوٹ گڑھا۔

"ہاں تو؟ مسئلہ کیا ہے اس میں؟؟ آپ انہیں بتادیں کہ وہ آنے والی ہیں۔۔ کوئی تو جائے انکے پاس۔۔ انہیں بتائے یہ جاکر۔۔ڈاکٹرز کی دوائیوں میں اتنا اثر نہیں جتنا آپ لوگوں کی انہیں تسلی دینے میں ہوگا۔۔۔" ڈاکٹر کے نزدیک انکی خود ساختہ بات بلاشبہ ایک عام سی بات تھی۔ لیکن ان کے لیئے یہ کام اتنا ہی محال تھا جتنا ڈاکٹر کے لیئے کہہ دینا آسان تھا۔

"جی۔۔ میں چلتی ہوں آپ کے ساتھ۔۔" تابینہ فوراََ سے آگے بڑھی۔

علینہ اور راحت نے یکدم نگاہیں اٹھا کر تابینہ کو دیکھا جس نے ڈاکٹر کے ساتھ ایمرجنسی وارڈ میں جانے کی حامی بھری تھی۔

☆☆☆

☆

جنت کے کان میں فجر کی آذان پڑی تو وہ بیڈ پر سے اٹھی۔ "الصلوٰۃ خیر من النوم" مؤذن کی پکار میں اتنی شیرینی تھی کہ نیند کے غلبے کے باوجود اسے اٹھنا ہی پڑا۔

اس نے موبائل ٹٹولا لیکن سجیل کی طرف سے کوئی ریپلائے نہیں کیا گیا تھا۔ جس سے اسکی بے چینی میں مزید اضافہ ہوا۔

"یااللہ۔۔ سب خیر کرنا۔۔ یااللہ۔۔ مدد کرنا۔۔" وہ پریشانی سے بولی۔

اس نے موبائل ایک سائیڈ پہ رکھا اور وضو کرنے کے بعد نماز پڑھنے لگی۔

"یااللہ۔۔ خیر رکھنا۔۔" دعا میں ہاتھ باندھتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہوا۔

اس کے دل میں ایک ہلچل سی مچی ہوئی تھی۔ جیسے کچھ برا ہونے والا ہے۔

دعا مانگنے کے بعد اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو پیالے کی صورت چھپایا۔ کچھ ان کہی باتیں جو وہ کہہ نہ سکتی تھی، اس نے دل ہی دل میں اللہ سے کیں۔

"سنبھالو اپنی اولاد کو۔۔۔ کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا اس نے مجھے۔۔۔" انہوں نے ایک جھٹکے میں ہی اسکا ہاتھ چھوڑا تو وہ صوفے پہ جا گری۔

نعیم صاحب کی زوردار آواز گھر میں گونجی تو سبھی گھر والے لاؤنج میں آ جمع ہوئے۔

اس نے فوراً سے جائے نماز تہہ لگایا اور دروازہ کھولتے ہی نیچے کی طرف بھاگی۔

نیچے کا منظر صاف اور واضح تھا۔

زیبا کھڑی زاروقطار رو رہی تھی کیونکہ نعیم صاحب اسے ایک سے بڑھ کر ایک باتیں سنانے میں لگے ہوئے تھے۔

"اگر ایسی کوئی بات تھی ہی تو یہ بتاتی ہمیں۔۔ اس کے ساتھ گھر سے بھاگنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟؟" ندیم صاحب نے تلخ انداز میں سوالیہ کہا۔

انکے ہاتھ کا اشارہ صاف سجیل پہ تھا، جسے شماز نے پکڑا ہوا تھا۔

''اب راحت بھائی ہی فیصلہ کریں گے۔۔ اس انسان نے پہلے بھی ہماری عزت کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی اور اب۔۔ پھر۔۔ ''

اپنے پہ یہ الزام برداشت کرنا اسکے بس سے باہر تھا، تبھی وہ شماز کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے بولا۔

''میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جو آپ سب لوگ مجھ پہ ایسے گھناؤنے الزام لگائیں۔۔''

''کچھ نہیں کیا؟؟؟ تمہارے ساتھ پکڑی گئی ہے یہ۔۔۔ اب بھی تم کہتے ہو۔۔ کچھ نہیں کیا؟؟'' نعیم صاحب خونخوار لہجے میں کہا۔

''مجھے۔۔'' جنت کو سیڑھیوں سے اترتا دیکھ کر وہ بات کرتے کرتے رکا۔

''ہاں۔۔ بولو؟ ہے کوئی جواب تمہارے پاس؟؟'' نعیم صاحب کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ان دونوں کی یہ حرکت انہیں اشتعال دلا رہی تھی۔

مگر وہ تھا کہ جنت کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔اگر وہ انہیں سچ بتاتا تو جنت مشکل میں آسکتی تھی۔اسی لیئے اس نے حفظِ ماتقدم چپ رہنا ہی مناسب سمجھا، بھلے ہی وہ اسے کوس رہے تھے۔

شور اسکے کانوں میں پڑا تو وہ تیزی سے بھاگتا ہوا لاؤنج میں آیا۔

"مہر۔۔۔ یہاں۔۔" اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

اس نے دوسری طرف نگاہیں گھما کر دیکھا تو سجیل کو مجرموں کی طرح گھر والوں کے سامنے کھڑے پایا۔

"میں اس فساد کی جڑ کو ہی ختم کیے دیتا ہوں۔۔" وہ وہاں سے آناً فاناً غائب ہوئے اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔

انکے اٹھتے قدم صاف بتا رہے تھے کہ وہ کوئی سنگین قدم اٹھانے کہ درپہ ہیں۔

"بھائی صاحب۔۔انہیں سمجھائیں۔۔ اللہ کے لیئے۔۔ میری بیٹی کو بچا لیجیئے۔۔" وہ ندیم صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑے گڑگڑانے لگی۔

"بھابھی۔۔ آپ ہی کچھ کیجیئے نا۔۔۔" اب کے زیبا سامعیہ کے پاس آئی۔

"تایا ابا۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔ سجیل بے قصور ہے۔۔ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا کہ آپ لوگوں کو شرمندگی ہو۔۔تایا ابا۔۔ میں مر جاؤں گی لیکن اپنے پہ یہ الزام نہیں برداشت کر سکتی۔۔" وہ زار و قطار رو رہی تھی کہ اسکی ہچکی بندھ گئی۔

''مرنا تو تمہیں ہوگا ہی۔۔ اس گھناؤنے کام کے بعد تمہارا زندہ رہنا ہمارے لیے گالی ہوگا۔۔۔'' وہ اپنے کمرے سے باہر آئے۔انکے ہاتھ میں پسٹل دیکھ کر سبھی آگے بڑھے۔

''کوئی آگے نہیں آئے گا۔۔۔'' انہوں نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو سب جہاں تھے وہیں ٹھہر گئے۔

اسی اثناء میں گھر میں راحت اور تابینہ داخل ہوئے۔ابھی وہ مرکزی دروازے پہ ہی کھڑے تھے کہ انہیں مہر روتے ہوئے نظر آئی، جس کے ماتھے پہ نعیم نے پسٹل تانی ہوئی تھی۔

''کیا ہے یہ سب؟؟'' تابینہ بے پرواہی سے آگے بڑھی۔

''یہ سب تمہارے اس لاڈلے کا کیا دھرا ہے۔۔'' نعیم صاحب نے پسٹل سے سجیل کی طرف اشارہ کیا۔

راحت اور تابینہ نے جوں ہی سجیل کو وہاں پایا تو ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

''تم۔۔یہاں۔۔۔''راحت صاحب کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''نعیم۔۔۔ عقل سے کام لو۔۔ چھوڑو اسے۔۔'' ندیم صاحب آگے بڑھے۔

Clubb of Quality Content

"کیسے چھوڑدوں اسے؟؟جس نے مجھے کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا؟؟" انکی آواز میں غصہ اور اذیت کی ملی جلی آمیزش تھی۔

"پاپا۔۔میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔" اب کے وہ ایسے بولی کہ تابینہ کو اس میں اپنا آپ دکھائی دیا۔

اس کے سر پہ موجود کالی چادر زمین پہ جا گری تھی۔اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

"آپ کو تو لگتا تھا کہ یہ کسی مصیبت میں ہو گی۔۔یہ ایسا ویسا کچھ نہیں کر سکتی۔۔تو یہ دیکھیئے۔۔ دیکھیئے۔۔ مصیبت میں تو ہمیں ڈال دیا ہے اس نے۔۔۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔۔" انہوں نے ٹریگر پہ فنگر رکھی۔

"بس کیجیئے۔۔ بھائی صاحب۔۔بس کیجیئے۔۔۔" وہ فوراً آگے بڑھی اور انکے ہاتھ کو پوری قوت سے نیچے کیا۔

"وہ کچھ کہنا چاہتی ہے۔۔ایٹ لیسٹ اسکی بات تو سن لیجیئے۔۔۔کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے؟؟ "

انکے ہاتھ میں موجود پسٹل زمین پہ جا گری، جسے شمازنے فوراً اٹھایا۔

Clubb of Quality Content

سب کی جان میں جیسے جان آگئی ہو۔سب نے سکھ کا سانس لیا۔شماز آگے بڑھا اور اسکے سر کی چادر کو زمین سے اٹھاتے ہوئے اسکے سر پہ اوڑھا دیا۔

اس نے اسے بھائی جیسے مضبوط سہارے کا یقین دلایا۔کیونکہ بھائی بھلا بہنوں کو کہاں بے آبرو ہوتا دیکھ سکتے ہیں؟

"کیا کہنا چاہتی ہو؟؟بولو۔۔" اس نے اسکے آنسو صاف کیے اور اسے اپنے مضبوط سہارے کا یقین دلایا۔

"اس نے تمہیں ورغلایا ہے؟؟دھمکایا ہے یا کچھ اور۔۔" اس نے سجیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔نہیں ہے ایسا کچھ بھی۔۔۔" وہ چیخ کر بولی۔

"آپ سب لوگ آخر ہر بات کو خود سے اخذ کیوں کر لیتے ہیں؟؟ اس نے نہیں ورغلایا مجھے۔۔ ورغلایا تو اس نے ہے مجھے۔۔۔ اور اب دیکھو۔۔" اس کے ہاتھ کا اشارہ صاف شاہ ویز کی طرف تھا،جو اپنی ماں کے پیچھے چھپ رہا تھا۔

اسکی بات سن کر سبھی نے شاہ ویز کی طرف دیکھا۔

"سامنے آؤنا۔۔بتاؤان سب کو۔۔ تائی امی کے پیچھے کیوں چھپ رہے ہو؟؟؟" وہ اسے للکار کر بولی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہے شاہ ویز؟؟؟؟" تایا ابا نے ذرا اونچی آواز میں پوچھا۔

وہ سامنے آیا۔اس کی گہری خاموشی انہیں مزید اشتعال دلا رہی تھی۔

"بولو۔۔۔" وہ اس پہ چیخے۔

"میں نے ورغلایا ہوتا تو اسکی جگہ میں ہوتا۔۔" اس نے سامنے کھڑے سجیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس کی ذو معنی بات سن کر وہ ہکا بکا رہ گئی۔

اسکے ذہن میں اسکے الفاظ گھومے۔"مجھے میری امی کی قسم۔۔ تمہاری عزت پہ حرف آنے سے پہلے میں اپنی جان دے دوں گا۔۔ٹرسٹ می۔۔"

اسکی آنکھیں آنسو سے بھر آئیں۔

"کم از کم۔۔اپنی ماں کی کھائی ہوئی قسم کا ہی لحاظ کر لو۔۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سامعیہ نے سوالیہ نظروں سے شاہ ویز کو دیکھا۔

"تم کیا کہہ رہی ہو؟؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔" اس نے انجان بننے کی اداکاری کی تو جنت فوراً سے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آئی۔

"اب تو سچ بول دو تم۔۔۔" اس نے اسے جنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"ماموں جان۔۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔انجان بننے کی ایکٹنگ کر رہا ہے۔۔۔"

سامعیہ نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دوبارہ دیکھا۔

"امی۔۔مجھے نہیں پتہ کہ یہ کیا کہہ رہی ہے۔۔"

"سجیل۔۔آپ بتاتے کیوں نہیں انہیں سب؟؟ میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں آپکو۔۔" جنت نے اس سے روبرو بات کی تو وہ وہیں ساکت ہو کر رہ گیا۔

راحت کی سمجھ میں سب آنے لگا تھا، لیکن سجیل کی خاموشی نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔

"اوہ۔۔۔ تو یہ بات ہے۔۔" شاہ ویز ہنسا۔

سبھی نے اسکی طرف الجھتے ہوئے دیکھا۔

''تو تم ہی نے اسے ورغلایا۔۔'' وہ جنت کے قریب آکر بولا۔

''بند کرو اپنی بکواس۔۔'' جنت نے چیخ کر کہا۔

''سجیل نے تو صرف میری ہیلپ کی ہے۔۔اسے واپس لانے میں۔۔جہاں تم اسے چھوڑ آئے تھے۔۔''

اب کے اسکا سانس پھول سا گیا۔اپنے بچاؤ کی کوئی ترکیب اسے سمجھ نہ آئی تو اس نے ایک اور چال چلی۔

''یہ کیسی ہیلپ ہے؟؟جو رات کے اس پہر کی گئی۔۔"وہ تمسخرانہ انداز میں بولا تو سجیل نے دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا۔

"مدد مدد ہوتی ہے،اسے تم جیسا بے حس انسان نہیں سمجھ سکتا۔۔"

''مدد۔۔'' شاویز پھر سے طنزیہ بولا اور مسکرایا۔

ندیم اور نعیم کے دل میں کسی حد تک وہ غیر اخلاقی بات کو جنم دینے میں کامیاب رہا۔اس سے پہلے وہ کوئی ری ایکٹ کرتے راحت صاحب آگے بڑھے۔

"ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔۔" وہ اسکے منہ پہ زوردار تھپڑ رسید کرتے ہوئے بولے۔

تھپڑ منہ پہ پڑتے ہی سجیل کی آنکھ سے آنسو چھلکا۔اس نے نگاہیں اٹھا کر بے حد اذیت سے جنت کو دیکھا اور وہاں سے چلا گیا۔

"ماموں جان۔۔ ممانی جان۔۔یہ سب بکواس ہے۔۔ اس نے تو جہانگیر کو بھی۔۔ "

"لو۔۔ سارے الزام مجھ پہ ہی ڈال دو۔۔جو اپنے گھر بیٹھا ہے۔۔" وہ اسکی بات کاٹ کر بولا۔

سب نے جنت کی طرف مایوسی سے دیکھا۔جیسے وہ ہی ان کی گنہگار ہو۔

"بھائی صاحب۔۔ میں شرمندہ ہوں آپ سے۔۔" راحت صاحب،ندیم اور نعیم صاحب کے سامنے شرمندگی سے ہاتھ جوڑے کھڑے تھے۔

جنت اور مہر دونوں نے ایک دوسرے کی طرف مایوسی سے دیکھا۔

کبھی کبھی ہم جس چیز سے بچنا چاہتے ہیں۔۔اسی چیز میں ایسے پھنس جاتے ہیں کہ ہمیں کوئی راہِ نجات نظر نہیں آتی۔ایسا کچھ بھی ان دونوں کے ساتھ ہوا تھا۔بے قصور ہوتے ہوئے بھی کوئی ان کی بات کا یقین نہیں کر رہا تھا۔اسکی وجہ جنت کا ماضی تھا یا ان دونوں کا بیٹی ہونا؟

فون بجا، جسے ایمل نے ریسیو کیا تھا۔علینہ سے ہونے والی مختصر بات کے بعد اس نے فون رکھا۔

"اماں بی۔۔" وہ انکے پاس بھاگتی ہوئی آئی۔

سبھی کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔

"کیا ہوا؟؟" یکے بعد دیگرے سب نے سوال کیا۔

"ریلیکس۔۔۔وہ اب ٹھیک ہیں۔۔ انہوں نے مہر آپی اور شاہ ویز بھائی کو بلوایا ہے۔۔"

اسکی طرف سے سنائی جانے والی بات پہ انکی حیرانگی قابل دید تھی۔ تبھی تابینہ نے انکا شش و پنج دور کیا۔

"میں ان سے مل کر آئی ہوں۔۔اور انہیں یہ بتا کر آئی ہوں کہ مہر میری طرف تھی۔ وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیئے میری طرف آگئی۔۔اور یہ کہ اس نے مجھے آپکی قسم دی تھی کہ آپکو اس بارے میں کچھ نہ بتاؤں۔۔"

ندیم اور نعیم جن کے چہرے غصہ سے لال ولال ہو رہے تھے اسکی بات سن کر دونوں نے سکھ کا سانس لیا۔اور ایک دوسرے کو بے حد سکون سے دیکھا۔

اب کے ان کے ذہن میں کیا چل رہا تھا، کسی کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔

"اسے اندر لے جاؤ۔۔" نعیم صاحب نے اپنی گھمبیر آواز میں کہا۔

"شماز۔۔جاؤ مولوی کو لے کر آؤ۔۔" ندیم صاحب کی بات سن کر سب ششدر رہ گئے۔

"جب تک آپ میری بات نہیں سن لیتے میں کہیں نہیں جاؤں گی۔۔" زیبا آگے بڑھی اور اسے کمرے میں لے جانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

شاہویز جواب تک خود کے بچاؤ پہ فاتحانہ انداز میں مسکرا رہا تھا، اسکے چہرے کی ہوائیاں اُڑ گئیں۔

Clubb of Quality Content

”تم سے آج تک کچھ نہیں مانگا میں نے۔۔ تم اگر۔۔“ ندیم صاحب نے التجائیہ انداز میں کہا۔

”اماں بی کی خاطر۔۔“

وہ انہیں کیا جواب دیتا؟ اس کی زبان گنگ ہو کر رہ گئی۔

کبھی کبھی ہم جس چیز سے بچنا چاہتے ہیں، وہی ہمارے مقدر میں لکھ دی جاتی ہے۔ جس چیز کو ہم برا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ وہی چیز ہمارے سامنے آ کھڑی ہوتی ہے کہ اسے اپنانے کے سوا ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”سچ سچ بتاؤ کیا کیا ہے تم نے؟؟“ سامعیہ نے تلخ لہجے میں اس سے پوچھا۔

”میں نے کیا کیا ہے؟ کر تو آپ لوگ رہے ہیں۔۔ میرے ساتھ ظلم۔۔“ وہ ڈریسنگ پہ موجود چیزوں کو اٹھا اٹھا کر پھینک رہا تھا۔

”اسی کے ساتھ کر دیتے نا۔۔ جس کے ساتھ آئی تھی۔۔“

”میں تم سے کیا پوچھ رہی ہوں؟؟ تمہارا نام بار بار کیوں لے رہی تھی وہ اور جنت؟؟ “ انہوں نے اسے بازو سے پکڑ کر جنجھوڑا۔

”مجھ سے تو اللہ واسطے کا بیر ہے سب کو۔۔ جا رہا ہوں میں یہاں سے۔۔ نہیں کرنا مجھے اس سے کوئی نکاح وکاح۔۔ تماشا بنا کر رکھ دیا ہے میرا۔۔“

اسی اثناء میں ندیم صاحب کمرے میں داخل ہوئے اور اسکے منہ زناٹے دار تھپڑ رسید کیا۔

”تماشا تو تم نے بنا کر رکھا ہے۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں کبھی سچ نہیں جان پاؤں گا؟“ انکی سرخ آلود آنکھوں سے غصہ صاف جھلک رہا تھا۔

”جی چاہتا ہے کہ تمہاری جان لے لوں۔۔“

شاہویز نظریں جھکائے کھڑا رہا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ اب اسکا کھیل ختم ہو چکا ہے۔

سامعیہ فوراً آگے بڑھی۔

”کیا کر رہے ہیں آپ؟ جوان بچہ ہے۔۔ اس پہ ہاتھ تو نہ اُٹھائیں۔۔“ انہوں نے اسکا ہاتھ پکڑا۔

"تو کیا کروں؟ کیا کروں؟ وہاں وہ ہر ایک سے رحم کی بھیک مانگ رہی ہے۔۔ لیکن کوئی اسکی بات نہیں سن رہا۔۔ اب نعیم کو کیا کہوں کہ اس کا قصوروار تابینہ کا دیور نہیں بلکہ اسکا اپنا بھتیجا ہی ہے۔۔" وہ بے حس ہو کر بولے۔

"آپ کو یہ سب۔۔ "

"یہ جاننا تمہارے لیئے ضروری نہیں۔۔ ضروری یہ ہے کہ اب کیا کریں؟ میں اس بچی کے ساتھ سب جاننے کے باوجود ناانصافی کیسے ہونے دوں؟؟" سامعیہ کے ادھورے لفظوں کو سمجھتے ہوئے، وہ بولے۔

"ابا۔۔ مولوی صاحب آگئے ہیں۔۔" شماز نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آتے ہوئے بولا۔

کمرے میں موجود صورتحال ایک الگ ہی معنی بیان کر رہی تھی۔

"کیا ہوا؟؟ آپ اتنے غصہ میں کیوں ہیں؟؟ "

-

-

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

۔

جاری ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

قسط نمبر 16

●تیرا ملنا اک سزا

"پاپا۔۔آپ مجھے مار دیں۔۔ لیکن یہ نکاح۔۔یہ نکاح نہیں کر سکتی میں۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"نکاح تو اسے ہر حال میں کرنا ہی ہوگا۔۔ سنبھالو اس کو۔۔" انہوں نے زیبا سے کہا۔

"میں مر جاؤں گی پاپا۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں میں مر جاؤں گی۔۔۔" وہ چیخ چیخ کر بولی۔اسکی پر زور آواز اس تک صاف آ رہی تھی۔وہ باہر کھڑا اپنے باپ کے غصہ کا شکار ہو رہا تھا۔

"میری عزت کی اگر تمہیں پرواہ نہیں تو ابھی اور اسی وقت تم اور تمہاری ماں یہاں سے جا سکتے ہیں۔۔" دونوں بھائیوں کی طرف سے یکے بعد دیگرے اپنی اپنی اولادوں کو یہی دھمکی دی گئی۔

سامعیہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔اپنے بیٹے کے گناہ کی سزا آخر وہ کیوں سہیں؟؟ ہمارے معاشرے میں یہ تو روزِ اول سے ہی ہوتا آیا ہے۔۔والدین کی لاڈلی اولاد ہی اسکی آزمائش کی وجہ بن جاتی ہے۔۔

انکے منہ سے یہ دھمکی آمیز لفظ سنتے ہی زیبا کی جان حلق کو آ گئی۔

"چادر اوڑھاؤ اس کے سر پہ۔۔۔اور اسے کہو اپنی زبان کو لگام دے۔۔۔" وہ ذرا للکار کر بولے اور وہاں سے چلتے بنے۔

"امی۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔امی۔۔۔آپ تو جانتی ہیں نا۔۔۔اپنی تربیت پہ یقین کریں امی۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔" وہ زیبا کے سینے کے ساتھ لگی سسک کر بول رہی تھی۔

اب کے اگر اسکے رونے کی آواز ذرا بھی باہر جاتی تو عین ممکن تھا کہ یہ سب اسکی ماں کو بھگتنا پڑتا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

****

دوسری طرف جنت نے اپنا بیگ پیک کیا اور گھر کے مرکزی دروازے تک آئی جہاں اس نے راحت اور تابینہ کو مایوس کن حالت میں کھڑے ہوئے پایا۔

”کہاں جا رہی ہو تم ؟؟“ تابینہ نے فوراً سوال کیا۔

”اپنے گھر۔۔اور ویسے بھی۔ جہاں سچ کی کوئی عزت نہیں۔۔وہاں جنت کا رکنا، جنت کی توہین ہے۔۔

آپ سب مہر کے ساتھ یہ زیادتی ہوتے دیکھ سکتے ہیں مگر میں نہیں۔۔“ اس نے اتنا کہا اور اپنا بیگ لیئے دروازے سے باہر آئی۔

”مگر مہر۔۔۔“ تابینہ نے جیسے اسے یاد دلایا۔

"کاش! کاش! میں ان سب کو یہ ظلم کرنے سے روک سکتی۔۔کاش۔۔۔" اسکی آواز بھر اِسی گئی۔

"جنت۔۔۔اسے تمہاری ضرورت ہے۔۔پلیز نہ جاؤ۔۔۔"تابینہ نے گویا اسکی منت کی مگر اس پہ اسکا بھی اثر نہ ہوا۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

”میں اس ظلم میں آپ سب کی حصے دار نہیں بن سکتی۔ میسج کر دیا ہے میں نے اسے۔۔اور ویسے بھی آپ سب ہیں نا۔۔اسکے ساتھ۔۔۔۔“ وہ ذرا طنزیہ بولی مگر پھر راحت پہ نظر پڑتے ہی وہ جاتے جاتے رکی۔

”اور آپ۔۔آپکو اسے تھپڑ نہیں مارنا چاہیئے تھا۔۔“

اسکی بات سن کر راحت نے اسے بغور دیکھا۔

”بھلے ہی وہ محبت میں منکر رہا ہے۔۔لیکن عزت بچانے میں اس نے اپنا ایمان بیچا نہیں۔۔ سچ میں۔۔بہت دکھ ہوا آج۔۔ اگر اس سب کا حل نکاح ہی ہے تو شاہویز سے ہی کیوں؟ سجیل کے لیئے کیوں ہاتھ نہیں مانگا آپ نے مہر کا؟تا کہ کوئی اور تابینہ اندھیری کھائی میں نہ گر سکے۔۔“ اس نے اتنا کہا اور وہاں سے نکل گئی۔

اسکے یہ الفاظ راحت کے دل پہ جا کر لگے تھے۔

وہ جو کہہ رہی تھی، بالکل ٹھیک کہہ رہی تھی۔تابینہ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو چکی تھیں۔

راحت صاحب کافی دیر تک جنت کی کہی ہوئی بات کو سوچتے رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆

''کوئی مجھے بتائے گا بھی کہ ہوا کیا ہے آخر؟؟'' شماز نے پوچھا لیکن ان میں سے کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔

سامعیہ اور شاہ ویز کا سانس خشک دیکھ کر وہ مکرر بولا۔ ''کچھ ہوا ہے؟؟'' وہ استفہامیہ انداز میں بولا۔

''نہیں۔۔'' ندیم صاحب نے بے بسی سے جواب دیا۔

''اگر اتنی بڑی قربانی دے ہی رہے ہیں تو مایوسی کیسی؟؟ مانا کہ اس سے غلطی ہوئی ہے ابا۔۔ لیکن مجھے یقین ہے اس پہ۔۔ کہ اس نے ایسا ویسا کچھ نہیں کیا۔۔'' وہ تفہیمی انداز میں بولا۔

''قربانی۔۔'' وہ زیرِ لب انتہائی دکھ سے بولے کہ انکی آنکھوں کے کنارے تر ہو گئے۔ بھائی کو کھو دینے کا خوف انہیں سچ بتانے سے روکے ہوئے تھا۔

"امی! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ مہر ہمارے گھر کی بیٹی ہے۔۔ اس نے کچھ برا نہیں کیا۔۔ میں گواہی دے سکتا ہوں اسکے کردار کی۔۔ ہاں۔۔ جانے انجانے میں غلطی ضرور ہو گئی ہے اس سے۔۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپ سب۔۔۔" شماز بولتا گیا اور وہ شرمندگی کے مارے زمین میں گڑھے جا رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھو شاہ ویز۔۔پہلے بھی تو اسکی شادی تم سے طے تھی۔۔تو اب بھی تو تم سے ہو رہی ہے۔۔۔مانا کہ غلطی کر بیٹھی ہے وہ۔۔اب اسکا یہ مطلب نہیں کہ اسکے ساتھ تابینہ پھوپھو جیسا سلوک کیا جائے۔۔" بات کرتے کرتے وہ رُکا۔ مگر پھر کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولا۔

"اللہ کی قسم! اگر اسکے ساتھ تابینہ پھوپھو جیسا سلوک کرنے کا کسی نے سوچا بھی تو میں چھوڑوں گا نہیں کسی کو۔۔۔" اسکا اشارہ صاف شاہ ویز پہ تھا۔اسکے لہجے میں دھمکی واضح تھی۔

تینوں نے یکبار گی سے شماز کو دیکھا جو مہر کو لے کر بے انتہاء پوزیسیو ہو رہا تھا۔آخر اس نے اسکو اپنی بہن کہا تھا۔نہ صرف کہا تھا۔بلکہ بہن مانا بھی تھا۔

اس نے خود کو نارمل کیا اور مزید بولا۔"خیر۔۔۔مولوی صاحب کو ڈرائنگ روم میں ٹھہرایا ہے۔۔نکاح کی تیاری کیجیئے۔۔۔"

☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

نعیم صاحب نے گاڑی پارک کی اور گھر کے مرکزی دروازے تک آئے۔

ندیم صاحب پچھلے پندرہ منٹ سے لاؤنج میں انکے آنے کے انتظار میں ٹہل رہے تھے۔ جوں ہی وہ لاؤنج میں داخل ہوئے تو وہ بلا تمہید باندھے بولے۔

”نعیم۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ ہم یہ سب ٹھیک کر رہے ہیں۔۔ اماں بی نے دونوں بچوں سے ملنا ہی ہے نا۔۔ تو اسکے لیئے نکاح کی کیا ضرورت ہے؟؟ اماں بی کے ٹھیک ہوتے ہی ہم ان کے سامنے دونوں بچوں کا نکاح کر دیں گے۔۔“ ندیم صاحب ذرا نظریں چراتے ہوئے بولے، جیسے وہ کچھ چھپا رہے ہوں۔

”تو آپ انکار کر رہے ہیں؟؟“ نعیم صاحب کی بات سن کر وہ فوراً سے بولے۔

”نہیں۔۔ نہیں۔۔ انکار نہیں۔۔ لیکن یہ سب۔۔“ وہ الجھتے ہوئے بولے۔

”میں ابھی اماں سے مل کر آیا ہوں۔۔ انہیں بتا کر آیا ہوں کہ دونوں بچوں کا مقررہ تاریخ پہ ہی نکاح کر دیا گیا تھا۔۔ اور اب وہ ان دونوں کے انتظار میں ہیں۔“

”سجیل کے لیئے آپ مجھے مہر دے دیجیئے۔۔“ راحت نے موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے کہا۔

دونوں بھائیوں نے یکدم نگاہیں اسکی طرف کیں۔ شماز بھی حیران تھا۔

ندیم صاحب کو اب انتظار تھا تو نعیم صاحب کے فیصلے کا۔

"تم ہمارے گھر کے داماد ہو، ہمارے لیئے قابلِ احترام ہو۔۔ لیکن تمہارے بھائی نے جو حرکت کی ہے۔۔اسکے لیئے میں کبھی بھی معاف نہیں کر سکتا اسے۔۔" قدرے ضبط سے کام لیتے ہوئے وہ بولے۔

"لیکن۔۔میرا مطلب ہے کہ۔۔مہر نہیں چاہتی یہ نکاح۔۔تو۔۔" انکے ادھورے لفظ ادھورے ہی رہ گئے۔

"ہرگز نہیں۔۔ اس انسان کو اپنی عزت کیسے سونپ دوں۔۔جسے ہماری عزت کا پاس نہیں۔۔۔"

"عزت۔۔بھائی صاحب۔۔کیسی عزت؟؟ آپکی بیٹی خوش نہیں ہے۔۔بیٹی کی خوشی عزت سے بڑھ کر ہوگی؟؟" تابینہ نے بھی انہیں سمجھایا۔

اس ساری صورتحال میں ندیم صاحب چپ ہی تھے۔مگر پھر موقع کی نزاکت بھانپتے ہوئے انہیں بولنا ہی پڑا۔

"راحت اور تابینہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔"

انکے منہ سے یہ ادا ہوا ہی تھا کہ وہاں موجود سبھی لوگوں نے یکبارگی میں ایک دوسرے کو دیکھا۔اس سب میں سب زیادہ حیران شماز تھا۔

Clubb of Quality Content

"یہ آپ کہہ رہے ہیں؟؟ آپ؟؟ میرا اپنا بھائی میرے خلاف ہو سکتا ہے۔۔اندازہ نہیں تھا مجھے۔۔" نعیم صاحب دکھ سے بولے۔

"ایسا نہیں ہے۔۔بخدا۔۔ایسا نہیں ہے۔۔" ندیم صاحب نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے اسے خود کی حالت سمجھانا چاہی مگر وہ کسی کی بھی بات سننے سے قاصر تھے۔

لاؤنج میں چند لمحات کے لیئے گہری خاموشی تھی۔اسی اثناء میں شاہویز جو کمرے سے سب سن رہا تھا، باہر آیا۔

"بولو۔۔تمہیں کوئی اعتراض ہے؟؟" اب کے نعیم صاحب نے اس کے روبرو آکر سوال کیا تو اسکا سانس پھول گیا۔

وہ انہیں کیا جواب دے؟ انہیں کیا کہے؟ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔اس نے ایک نظر اپنے باپ کو دیکھا اور پھر نعیم صاحب سے بولا۔

"چچا جان۔۔میں واقعی اسکے قابل نہیں ہوں۔۔تو۔۔" وہ ذرا رک رک کر بولا۔

"قابل تو وہ تمہارے نہیں ہے۔۔" وہ فوراً سے بولے۔

شماز نے اپنے باپ کو گہرے غور سے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا کہ آخر ان کے فیصلے میں تبدیلی کیونکر آگئی۔

شاہویز کیسے کمزور پڑ گیا؟ یہ سب اسکی سمجھ سے باہر تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس سے پہلے وہ ان سے کچھ پوچھ پاتا، ایمل کمرے سے بھاگتی ہوئی باہر اسکا پیغام اسکے لیئے لے کر آئی۔

" شماز بھائی۔۔۔۔۔شماز بھائی۔۔ مہر آپیہ نے بلایا ہے آپکو۔۔ "

☆☆☆☆☆☆

☆☆

وہ اسے دیکھتے ہی دیوانہ وار اس سے جا لگی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"شماز بھائی۔۔ پلیز۔۔ ان سب کو روکیں۔۔ پلیز۔۔۔ کوئی میری بات نہیں سن رہا۔۔ اللہ کا پکا وعدہ۔۔ میں نے کچھ بھی غلط نہیں کیا۔۔" وہ بچوں کی طرح بولی۔ جیسے بچپن میں اس سے کسی بھی بات میں خود کو سچا ثابت کرنے کے لیئے "اللہ کا پکا وعدہ" کہا کرتی تھی۔

اس نے اسکے سر پر ہاتھ دیا اور اسکے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے اسکے آنسوؤں کو صاف کیا جن سے اسکا چہرہ تر ہو چکا تھا۔

"میری پیاری بہن۔۔ تمہارا بھائی، تمہارے ساتھ ہے۔۔ "اسکی بات سن کر وہ خوشی سے مسکرائی۔

"مجھے پتہ تھا۔۔ کوئی مجھے سمجھے یا نہ سمجھے۔۔ میرا بھائی، میرا ساتھ دے گا۔۔"

"اماں بی تمہارا اور اسکا انتظار کر رہی ہیں۔۔" وہ نظریں جھکاتے ہوئے بولا۔

اسکے الفاظ کیا معنی بیان کر رہے تھے، وہ سب سمجھ چکی تھی۔اسکے چہرے پہ آئی مسکان آسودگی میں بدل گئی۔

''آپ بھی۔۔۔'' وہ شکایتی انداز میں بولی۔

''مجھے تم پہ یقین ہے مہر۔۔ لیکن اس وقت۔۔وقت کی ضرورت یہی ہے کہ۔۔''

''بس کیجیئے۔۔۔ آپ نے بہن کہا تھا نا مجھے۔۔بس کہا ہی تھا۔۔ سمجھا نہیں۔۔'' اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔اس سے پہلے وہ کچھ بولتا، وہ مزید بولی۔

''تو ٹھیک ہے۔۔ بنا لیجیئے ایک مجبور انسان کا تماشا۔۔ ایک لاش تیار ہے دفن ہونے کے لیئے۔۔۔'' اس نے بیڈ پہ رکھا سرخ دوپٹہ اسکے سامنے کیا۔

''اپنے ہاتھوں سے اوڑھائیے۔۔تاکہ کل کو آپ کو جب حقیقت کا علم ہو گا تو یہی سرخ رنگ آپ کو آپ کے بہن کے ارمانوں کے قتل کی یاد دلائے گا۔۔۔'' اسکے الفاظ سن کر وہ ہل کر رہ گیا۔

اس نے بمشکل ہی خود کو نارمل کیا اور چاروناچار اسکے ہاتھ سے سرخ دوپٹہ لے کر اسکے سر پر اوڑھا دیا۔اسکی آنکھوں سے بہنے والے آنسو اسکی آنکھوں میں ہی منجمد ہو کر رہ گئے۔

تھوڑی ہی دیر میں قاضی صاحب کو کمرے میں لایا گیا۔اسکی نگاہیں صرف اور صرف شماز پہ ہی تھیں۔امید کی ایک آخری کرن ابھی بھی باقی تھی لیکن وہ اس سے نظریں چرائے خاموش کھڑا رہا۔

جوں ہی شاہ ویز کمرے میں داخل ہوا تو وہ اسکی طرف بڑھی۔شاہ ویز کا سانس تقریباً خشک ہو چکا تھا۔وہ بمشکل ہی اس سے نظریں ملا پا رہا تھا۔ایک التجا اسکے دل میں تھی۔"کاش! مہر تم انکار کر دو۔۔کاش۔۔۔"

وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اگر وہ اپنے باپ کی دھمکی سے بندھا ہے تو وہ بھی اسی کیفیت سے گزر رہی ہے۔

اس سے پہلے وہ اس سے بازپرس کر پاتی نعیم صاحب نے غصہ سے ہنکارا۔قاضی صاحب کی موجودگی میں وہ کوئی تماشا نہیں چاہتے تھے تبھی اسے اپنی غصہ سے لال ہوتی آنکھوں سے دھمکایا۔وہ جہاں کھڑی تھی،وہیں کھڑی رہی۔

زیبا نے آگے بڑھ کر سفید چادر اسے اوڑھائی۔پاس موجود صوفے پہ وہ یکدم ڈھیر سی ہو گئی۔ایک بے جان مورت۔۔ایک زندہ لاش۔۔اب تو وہ رو رو کر بھی تھک چکی تھی۔

"مہر ندیم احمد آپکو بحق مہر پچاس ہزار سکہ رائج الوقت شاہ ویز نعیم احمد کے نکاح میں دیا جاتا ہے۔۔آپکو قبول ہے؟"

نہایت بے دردی سے اسکی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ نکلا تھا۔ مگر وہاں موجود کسی کا دل بھی نہیں پسیجا۔

اس نے ایک نظر اپنے باپ پہ ڈالی۔ "پاپا پلیز۔۔۔ایسا نہ کیجیئے۔۔۔۔"اس کے اندر کی آواز ان سے ہمکلام تھی۔

جواباً نعیم صاحب نے نہایت غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھا۔انکے ہاتھ کا مٹھی کی صورت بند ہونا دیکھ کر وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اپنے غصہ کو کس قدر ضبط کر رہے ہیں۔

"قبول ہے۔۔۔"کانپتے ہونٹوں کے ساتھ اسکے منہ سے ادا ہوا تھا۔شاہ ویز جو نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔اسکے قبول کہنے پہ ہل کر رہ گیا۔

اسے امید تھی کہ وہ ضرور انکار کر دے گی۔ مگر یہ کیا؟ ساری گیم ہی پلٹ گئی۔وہ خود اس سب میں جکڑ چکا تھا۔

اس نے بمشکل ہی قلم سنبھالا اور قاضی صاحب کی بتائی گئی تین جگہوں پہ بے دلی سے دستخط کیے۔ جیسے جیسے وہ دستخط کرتی جا رہی تھی شاہ ویز کا خون کھولتا جا رہا تھا۔

وہ چاہ کر بھی اس شکنجے سے خود کو نکال نہیں پا رہا تھا۔بچاؤ کی ہر ممکن صورت ناممکن ہو چکی تھی۔

اب دستخط کی باری کے شاہ ویز کی تھی۔اسکے دستخط نکاح نامے پہ پا کر اس نے مایوسی سے قلم پکڑا جو قاضی صاحب نے اسکے ہاتھ میں تھمایا۔

ندیم صاحب کی غصہ سے لال ہوتی آنکھیں دیکھ کر وہ چاہ کر بھی بغاوت نہ کر پایا۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

- **میرا آخر کون ہے؟**

ہسپتال میں دونوں شماز کے ساتھ داخل ہوئے۔اسے مل کر علینہ کی جان میں جان آئی۔

''شکر ہے تم آگئی۔۔'' اسے دیکھتے ہی وہ بولی۔''پتہ ہے وہ کب سے تمہارا پوچھ رہی ہیں۔۔''

اس نے اسے گلے لگانا چاہا لیکن وہ اس سے دور ہی رہی۔

علینہ نے اشارۃً شماز سے وجہ جاننا چاہی، لیکن اس نے اسے پریشان ہونے سے اشارۃً منع کیا۔

وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ اسکے ساتھ آخر ہوا کیا ہے؟

اماں بی نے دونوں کوایک ساتھ دیکھا توانکا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔" کہاں چلی گئی تھی تم؟؟
" انہوں نے اسے گلے سے لگایا، لیکن وہ مٹی کی مورت بنے انہیں بس دیکھنے لگی۔

"ہم تمہیں دور تھوڑی نا بھیج رہے تھے؟؟" اب کے انہوں نے اسکا ماتھا چوما۔

"اللہ تم دونوں کی جوڑی ہمیشہ سلامت رکھے۔۔آمین۔۔"

انکی بات پہ علینہ نے حیرانگی سے شماز کی طرف دیکھا۔شماز نے اسے دیکھا اور وہاں سے باہر نکل آیا۔

وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے باہر آئی۔

"کب ہوا یہ سب؟؟" اس نے حیرانگی سے استفسار کیا۔

"آج صبح۔۔" وہ بے دلی سے بولا۔

"ابھی جنت ہو کر گئی ہے۔۔اس نے تو مجھے ایسا کچھ بھی نہیں بتایا۔۔" اسکی حیرانگی ابھی بھی برقرار تھی۔

"وہ اس سب میں شامل نہیں تھی۔۔"

اب کے اسکی حیرانگی میں مزید اضافہ ہوا۔"جنت مہر کی زندگی کے اتنے اہم فیصلے میں شامل نہیں؟ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟؟" اس نے دل میں خود سے سرگوشی کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شماز کی طرف سے گزشتہ رات ہونے والی ہر بات کو سن کر اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"اتنا سب۔۔اتنی جلدی۔۔یہ سب تو غلط ہے شماز۔۔۔" اس نے اسے کہا تو شماز نے مایوس کن نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔

"کچھ غلط نہیں ہے اس میں۔۔سوائے اس کے، مہر کا گھر سے بھاگ جانا۔۔شکر ہے شاہ ویز نے اسے اپنا لیا۔۔ورنہ ہم کسی کو منہ دکھانے کا لائق نہ ہوتے۔۔۔"

یہ کیا؟؟ مجرم کو ہی مسیحا مانا جا رہا تھا۔۔ایسے کیسے ممکن ہو گیا؟علینہ کا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا۔اس نے چاہا کہ اس سے مزید بات کرے مگر اسکی حالت کے پیشِ نظر وہ خاموش ہی رہی۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

اماں بی ہسپتال سے گھر آ چکی تھیں۔گھر میں موجود ہر صورتحال کا وہ بخوبی جائزہ لے رہی تھیں۔ کس کا کیا رویہ ہے؟؟ اور کسے کس سے مسئلہ ہے؟ انہیں سب کا لہجہ صاف سمجھ آ رہا تھا۔

"میری عدم موجودگی میں ان دونوں کے نکاح کے علاوہ اور کیا ہوا ہے گھر میں ؟“علینہ انکے لیئے سوپ لے کر گئی تو انہوں نے اس سے استفسار کیا۔

”اور کیا ہوگا؟؟ نکاح ہی ہوا ہے۔۔تابینہ پھپھو نے بتایا تو تھا آپکو۔۔“ انکے سوال پہ وہ بھلے ہی پریشان ہو گئی تھی، لیکن خود کو نارمل کرتے ہوئے مسکرائی۔

”امممم۔۔تو پھر آئے کیوں نہیں دونوں ابھی تک میرے پاس؟؟ میں نے کافی دیر سے دونوں کو پیغام بجھوایا ہے۔۔لیکن ابھی تک میرے پاس دونوں میں سے ایک بھی نہیں آیا؟؟ “

”جی۔۔“ اس نے انجان بننے کی کوشش کی۔

”ایمل کہاں ہے؟ ابھی تھوڑی دیر پہلے۔۔میں نے اسے کہا ہے کہ دونوں کو بلا کر لائے۔۔ بلاؤ اسے ذرا۔۔ میں پوچھوں ذرا اس سے۔۔“ اب کے وہ اپنی بارعب آواز میں بولی۔

”جی۔۔“ اس نے گلاس میں پانی ڈالا اور انکی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے انکے کمرے سے باہر آئی۔

باہر آتے اس نے ایمل کے بارے میں شماز سے پوچھا۔

”کچن میں گئی ہے۔۔“ وہ ناشتہ کی میز پہ ناشتہ کر رہا تھا۔

"امم م۔۔وہ فوراََ سے کچن میں پہنچی۔

"تم نے ان دونوں کو اماں بی کا پیغام نہیں دیا؟؟؟" "اس نے چائے کا کپ اس کے ہاتھ سے پکڑا۔

"بول کر تو آئی ہوں۔۔مگر مہر بھابھی نے تو۔۔" وہ افسردہ ہوئی۔

"کیا؟؟" علینہ نے سوالیہ پوچھا۔"اچھا۔۔رکو۔۔میں شماز کو چائے دے آؤں۔۔آ کر تم سے بات کرتی ہوں۔۔"

وہ اسکے پاس سے ہوتے ہوئے باہر آئی۔چائے ناشتے کی میز پہ رکھی تو شماز نے اسے خوب گہری نظر سے دیکھا۔اس سے پہلے وہ اس سے کچھ پوچھ پاتا،وہ دوبارہ کچن میں واپس آئی جہاں ایمل اسکے واپس آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"ہاں۔۔اب بولو۔۔کیا کہا اس نے تمہیں؟؟"

"میں نے بھابھی کہا تو مجھے غصہ سے ڈانٹ دیا۔۔کہنے لگیں کہ۔۔میں تمہاری کوئی بھابھی وابھی نہیں ہوں۔۔آج کے بعد مجھے بھابھی کہا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔" اس نے اسکی زبانی ساری بات جوں کی توں بتائی۔

"اور؟؟" علینہ کو حیرانگی ہوئی۔

"اور کیا؟؟ میرے منہ پہ دروازہ بند کر دیا۔۔" وہ منہ بسورتے ہوئے ذرا اداسی سے بولی۔

''اور شاہ ویز؟؟؟'' اس نے سوال کیا۔

''اتنی عزت افزائی کے بعد اب شاہ ویز بھائی کے کمرے میں کون جاتا؟ وہاں تو اس سے زیادہ بے عزتی ہونی تھی۔۔'' وہ ذرا منہ بنا کر بولی۔

''اچھا۔۔ تم پریشان نہ ہو۔۔ میں کرتی ہوں بات۔۔'' وہ وہاں سے باہر آئی تو شماز نے اسے پیچھے سے پکارا۔

''سب ٹھیک تو ہے؟؟ پریشان لگ رہی ہو۔۔'' وہ چائے کا گھونٹ بھرتے بھرتے رکا۔

''سب ٹھیک ہے۔۔ آپ سب نے جو سیاپا ڈالا ہے، اسی کا حل ڈھونڈ رہی ہوں۔۔'' اس نے اتنا کہا اور تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

''علینہ رکو۔۔'' اس نے ذرا اونچی آواز لگائی تو وہ سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے رکی۔

''کیسا سیاپا؟؟ بتاؤ گی کچھ؟؟'' وہ اٹھا اور اسکے پاس آیا۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

وہ اسکے کمرے میں آئی تو وہ حسبِ معمول تیار ہونے میں مصروف تھا۔

''اس سے اچھا میں یہاں آتا ہی نہیں۔۔'' اس نے خود سے کہا۔

''ہاں۔۔ لیکن اب تم یہاں آچکے ہو۔۔'' وہ اسکے سامنے آتے ہی بولی۔

"آپ۔۔ یہاں۔۔" اس نے قدرے حیرانگی سے سوال کیا۔

"مزید یہ کہ تم اب نکاح بھی کر چکے ہو۔۔ تو اپنی ذمہ داریاں اب نہیں سنبھالو گے تو آخر کب سنبھالو گے؟؟؟" اس نے مزید استفسار کیا۔

"بھابھی پلیز۔۔۔ میں نہیں مانتا اس سب کو۔۔" وہ اپنے ہاتھ پہ گھڑی باندھتے ہوئے الجھ کر بولا۔

اسکے سفید شفاف چہرے پہ پریشانی کی شکنیں صاف عیاں تھیں۔

"تو؟ کیوں کیا نکاح؟ کیوں کیے دستخط؟ اگر وہ تمہیں اتنی ہی بری لگتی ہے تو۔۔" وہ ذرا تلخ انداز میں بولی۔

"میں نے کب کہا وہ بری ہے؟" وہ چڑ کر بولا۔

"تو؟؟ پھر مسئلہ کیا ہے؟؟" قریب تھا کہ وہ اپنا سر پیٹ ڈالتی۔

"مسئلہ نہیں مسائل۔۔ اور وہ ہیں آپ لوگ۔۔ آپ لوگوں کی خود ساختہ اور من گھڑت باتیں۔۔ جس کا خمیازہ ہم دونوں بھگت رہے ہیں۔۔"

اس کی طرف سے کی جانے والی بدلحاظی بلاشبہ علینہ کے لیئے کوئی عام بات نہیں تھی۔ لیکن وہ جو کہہ رہا تھا، کیوں کہہ رہا تھا؟ وہ اس سب میں ضرور الجھ کر رہ گئی تھی۔

دوسری طرف شماز اس سے بحث میں الجھا ہوا تھا۔ ''مہر۔۔ مجھے تم سے اس بات کی توقع نہیں تھی۔۔'' وہ مایوسی سے بولا۔

''اور مجھے بھی آپ سے اُس سب کی توقع نہیں تھی۔'' وہ ڈنکے کی چوٹ پہ بولی تو شماز نے قدرے غور سے اسے دیکھا۔

''مہر۔۔ اماں بی بلا رہی ہیں تمہیں۔۔ اس سے پہلے کہ انہیں کوئی شک ہو۔۔ بہتر ہے کہ تم۔۔''

''ہاں تو؟؟ بہتر ہے ناکہ ان کا شک یقین میں بدل جائے۔۔ وہ جان جائیں آپ سب کی اصلیت۔۔'' وہ بدتمیزی سے بولی تو شماز نے اسے آنکھوں کے کناروں کو گول کرتے ہوئے گھورا۔

''اور کیا ہے اصلیت ہماری؟؟''

''یہ تو میں انہیں ہی بتاؤں گی۔۔ کہ کیسے آپ سب نے مجھے مجبور کیا۔۔۔'' اس نے میز پہ موجود اپنے نوٹس اٹھائے، دوپٹہ ٹھیک سے اوڑھا اور وہاں سے جانے لگی۔

''رکو۔۔۔ تم انہیں کچھ نہیں بتاؤ گی۔۔'' وہ اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔

''بتاؤں گی میں۔۔ انہیں سب بتاؤں گی۔۔ اور آپ سب میں سے کوئی مجھے روک کر دکھائے تو صحیح۔۔۔'' وہ اکڑ کر بولی۔

”ہاں تو انہیں یہ بھی بتانا کہ تم تابینہ پھپھو کے ہاں نہیں گئی تھی۔۔بلکہ۔۔“ وہ ادھوری بات کرتے کرتے رک گیا۔

”بلکہ ؟؟؟“ وہ دکھ سے بولی۔

”شماز بھائی۔۔آج یہ بات میں آپ سے آخری بار کہہ رہی ہوں۔۔اللہ کا پکا وعدہ۔۔ میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔“ اسکے کانپتے لبوں نے اسکا ساتھ نہ دیا تو وہ رونے لگی۔

دوسری طرف علینہ نے خود کو اس سے مزید بحث کرنے سے دور ہی رکھا۔

”خیر۔۔اماں بی بلا رہی ہیں تمہیں اور اسے بھی۔۔“

علینہ کی بات سن کر وہ اپنا بیگ اٹھاتے اٹھاتے رکا۔

”کیوں ؟؟“

”کیوں سے کیا مطلب ؟؟ اب عمران خان تو ہو نہیں تم۔۔کہ تمہیں بلانے کے لیئے اسپیشل نوٹس دیا جائے۔۔“ اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

”اچھا۔۔آتا ہوں۔۔“ وہ منہ بنا کر بولا۔

”برائے مہربانی۔۔یہ جو منہ پہ بارہ بجا رکھے ہیں اس پہ وہی وقت لاؤ، جو ابھی بج رہا ہے۔۔“ وہ جاتے جاتے رکی اور پلٹ کر بولی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆

وہ اماں بی کے پاس داخل ہوا تو اسے وہاں پہلے سے ہی موجود پایا۔

اماں بی اس سے بڑے لاڈ و پیار سے باتیں کر رہی تھیں۔ ”کب سے بلوایا ہے میں نے۔۔“

”جی۔۔میں بس آ ہی رہی تھی۔۔“ اس نے اپنا لہجہ درست کیا اور نیم انداز میں مسکرائی۔

”ام م۔۔کہاں ہے وہ؟؟“ انہوں نے بڑی محبت سے اسکے بارے میں دریافت کیا۔ کہاں وہ کرخت مزاج خاتون؟ اور کہاں یہ نرم دلی۔۔اسے یہ سب ہضم نہیں ہو رہا تھا۔انہیں جواب دینے کے لیئے وہ اپنا گلہ صاف کرنے لگی۔

اس سے پہلے وہ جواب دیتی، شاہ ویز کو دروازے پہ کھڑا دیکھ کر اماں بی نے اسے اندر آنے کے لیئے کہا۔

”تم۔۔آؤ تم بھی۔۔“

وہ انکے سامنے جھکا تو اماں بی نے اسکے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ پھیرا۔ اس نے جھکے ہوئے سر سے ایک نظر مہر کو دیکھا اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔مہر نے بے پرواہی سے اسے دیکھا۔وہ اسے حتی المقدور جتنا اگنور کر سکتی تھی، اس نے کیا۔

Clubb of Quality Content

"یہ کیا؟؟ تم دونوں کہاں جانے کی تیاری میں ہو؟؟" اس کے ہاتھ میں بیگ تھا، تو مہر کے ہاتھ میں نوٹس۔۔

"جی۔۔یونیورسٹی۔۔" مہر نے انہیں جیسے آگاہ کیا ہو۔

انکے ماتھے پہ پریشانی کی شکنیں نمودار ہوئیں۔

"یونیورسٹی سے چھٹیاں لے لو کچھ دن کی۔۔ اور تم۔۔ تمہارے باپ سے میں بات کر لیتی ہوں۔۔ کہیں جانے کی ضرورت نہیں تم دونوں کو۔۔" انہوں نے حکمیہ انداز میں کہا۔

"لیکن۔۔ میرا آج پیپر ہے۔۔" اس نے بہانہ گڑھا تو وہ خاموش ہو کر رہ گئیں۔

"جی۔۔اور میری بھی میٹینگ ہے۔۔۔" اس نے بھی فوراََ سے کہا۔

"اچھا مجھے دیر ہو رہی ہے میں چلتی ہوں۔۔" اماں بی کے اگلے حکم نامے کی بو اسے محسوس ہو رہی تھی، تبھی وہ وہاں سے فوراََ اُٹھی۔

"رکو۔۔۔"انکے پکارنے پہ وہ جاتے جاتے رکی۔

"کس کے ساتھ جا رہی ہو؟؟" انکے سوال پہ اسکے لیئے آزمائش تھی۔

"جی ڈرائیور کے ساتھ۔۔ "

"جاؤ۔۔۔" انہوں نے شاہ ویز کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھ کر کہا۔ جسے وہ بخوبی سمجھ تو چکا تھا لیکن پھر بھی انجان بننے کی کوشش کر رہا تھا۔

”جی؟؟“

”جی۔۔ آج سے اسکا ہر چھوٹے سے چھوٹا کام تمہاری ذمہ داری ہے۔۔ سمجھے۔۔۔“ انہوں نے یہ بات دونوں کو دیکھ کر کہی، جیسے دونوں کے اندر کچھ ٹٹولنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

”میں چلی جاؤں گی۔۔ اسے خوامخواہ زحمت ہو گی۔“ مہر نے واضح الفاظ میں ان سے کہا۔

ان سے بات کرنا، دیوار میں سر دے مارنے کے مترادف تھا۔

”شاہ ویز۔۔ہمارے گھر کی رحمت کیا زحمت ہو گی تمہارے لیئے؟؟“ اس کے چہرے کے بدلتے زاویے انہیں بہت کچھ سمجھا رہے تھے۔

”ن۔نن۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔“ وہ ذرا رک رک کر بولا۔

”ام م م۔۔ تو جاؤ۔۔اب دیر نہیں ہو رہی؟؟“ وہ نیم انداز میں مسکرائیں تو دونوں یکے بعد دیگرے وہاں سے چلے گئے۔

”دونوں میں بزرگوں کا شرم لحاظ ہے یا بات کچھ اور ہے، جو دونوں ایک دوسرے سے کھچے کھچے سے ہیں؟؟“ ان کے جانے کے بعد وہ خود سے محوِ گفتگو ہوئیں۔وہ ایک عمر گزار چکی تھیں۔اگلے کا رویہ کیسا ہے؟ وہ پل بھر میں سمجھ جاتی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 17

- ## مجھے آزاد کردو

پورا رستہ دونوں خاموش رہے۔ شاہ ویز کے موبائل پہ بار بار آنے والی کال سے ماحول میں میں پھیلی خاموشی ختم ہوئی۔ وہ بار بار کال ڈسکنیکٹ کر رہا تھا، جو اسے بہت عجیب لگ رہا

تھا۔لیکن پھر بھی اس نے اس سے بات کرنا گوارانہ کیا۔جیسے جیسے وہ کال ریجیکٹ کررہا تھا، اسکے غصے کی شدت شدید سے شدید تر ہوتی جارہی تھی۔آخر شماز نے اسے میسج بھیجا۔

"ابا تمہاراانتظار کررہے ہیں جلدی پہنچو۔۔۔"اس نے غصہ سے موبائل ڈیش بورڈ پہ رکھا۔

"جو گھنٹی میرے گلے باندھی ہے اسکا کیا کروں؟"اس نے نہایت کرخت انداز میں خود سے کہا۔کیونکہ وہ یہ خود سے ہی کہہ سکتا تھا۔

یونیورسٹی کے پاس پہنچتے ہی اس نے گاڑی روکی۔وہ گاڑی سے اتری تو اس نے اس سے بات کرنے کی جسارت کی۔

"مجھے کال کردینا میں آجاؤں گا لینے۔۔"

اس نے اسکی بات کو ان سنا کیا اور گاڑی سے باہر آتے ہی، گاڑی کا دروازہ زور سے بند کیا کہ اسکے کان پھٹ گئے۔دروازہ بند ہونے کی زوردار آواز سے وہ ہل کررہ گیا۔اسکے اس انداز میں ہی اسکے لیئے واضح طور پہ جواب تھا۔

اس نے پلکیں جھپکا کر اسے دیکھا جواب یونیورسٹی کے مین گیٹ سے اندر داخل ہورہی تھی۔وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ بہت بڑی مصیبت میں پھنس چکا ہے۔گاڑی چلاتے ہوئے وہ صرف وصرف اس مسئلے سے نکلنے کی ترکیب کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

☆

جنت کے اٹلی جانے میں چند روز ہی باقی تھے۔ وہ کسی نہ کسی طرح مہر سے ملنا چاہتی تھی لیکن کوئی صورت نہیں بن پا رہی تھی۔ اگلی صبح اسکا میسج موصول ہوتے ہی اس نے اپنا ہینڈ بیگ اور موبائل لیا اور وہاں سے ڈرائیور کے ساتھ یونیورسٹی کے لیئے نکل گئی۔

وہ یونیورسٹی کے لان میں بیٹھی اسکا انتظار کرتے ہوئے خوبصورت پھولوں کو بغور دیکھ رہی تھی۔

''سب کچھ بدل گیا۔۔ سب کچھ۔۔'' اس نے آنکھیں موند کر خود سے سرگوشی کی تو اسکی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ بے انتہاء اذیت سے بہہ نکلا۔

اس نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو رگڑ کر صاف کیا اور داخلی دروازے کی جانب اپنی نظریں جما دیں۔ وہ داخل ہوئی ہی تھی، کہ مہر اپنی جگہ سے فوراً سے ہلی۔ اسکا دھندلا چہرہ اسے واضح ہوتا گیا تو وہ اسکی جانب بھاگی اور اسکے سینے سے جا لگی۔

''جینی۔۔۔'' اس سے مل کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''مہر۔۔ مہر۔۔'' جنت نے اسے خود سے الگ کیا اور اسکے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے اسے بے بسی سے دیکھنے لگی۔

"سب بدل گیا جنت۔۔سب بدل گیا۔۔۔"

"ایم۔۔سوری۔۔میں تمہارے لیئے چاہ کر بھی کچھ نہ کر سکی۔۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ ماموں ندیم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔۔" وہ تاسف سے بولی۔

اسکی بات سن کر اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور اسکی کہی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"میں وہاں سے آنے سے پہلے انہیں سب بتا کر آئی تھی۔۔" اس نے اسکا تجسس دور کرتے ہوئے اسے بتایا۔

"کیا؟؟" وہ حیران ہو کر رہ گئی۔

"وہ سب جانتے ہیں؟؟"

"ہاں۔۔ سب جانتے ہیں وہ۔۔ لیکن افسوس ہے مجھے کہ انہوں نے تمہارے حق میں کچھ نہیں کہا۔۔" وہ قدرے مایوسی اور افسردگی سے بولی۔

اسکی بات سن کر وہ مزید رو پڑی۔

جنت نے اسے سنبھالا اور لان میں موجود بنچ پر بیٹھا دیا۔

"جنت۔۔ایسے کیوں کیا تایا ابا نے؟؟ انہوں نے کیوں کیا میرے ساتھ ایسا؟؟" وہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔

"یہ تو میں بھی سمجھ نہیں پائی۔۔" اس نے اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر وہ اسکے گلے سے لگی روتی رہی۔ وہ اتنا روئی کہ اس کی ہچکی بندھ گئی۔ جنت نے اسے پانی پلایا اور پر سکون کیا۔

کچھ دیر بعد وہ نارمل ہوئی تو جنت نے اس سے مزید سوال کیا۔"اماں بی ٹھیک ہیں؟؟"

"ہاں ٹھیک ہیں۔۔ بالکل۔۔انکی فکر میں میری زندگی ختم کردی سب نے۔۔"

اور وہ؟ میرا مطلب اس سے بات ہوئی؟؟"وہ ذرا رک رک کر بولی تھی۔

"نہیں۔۔ لیکن۔۔وہی چھوڑ کر گیا ہے یہاں۔۔"

"مہر۔۔ کیسے رہو گی اس کے ساتھ؟؟"اسکی فکر بجا تھی۔

"مجھے رہنا بھی نہیں اس کے ساتھ۔۔"اس نے قطعیت سے جواب دیا۔

اس نے سمجھنے کی کوشش کی۔"مطلب رخصتی نہیں ہوئی؟؟"

"نہیں۔۔"

"مہر۔۔مجھے تمہاری بہت فکر رہا کرے گی یار۔۔ تمہاری حالت دیکھ کر میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔۔اور تم پہ تو یہ سب بیت رہا ہے۔۔"

"کاش۔۔یہی حال میرے اپنوں کا بھی ہوتا۔۔کاش۔۔"

"مہر۔۔میں تمہیں یہ نہیں کہوں گی کہ صبر کرو۔۔ شاید تمہیں ابھی صبر آئے بھی نہ۔۔ لیکن اتنا کہوں گی کہ اتنا صبر بھی نہ کرنا کہ ظالم تمہیں مظلوم سمجھ کر تم پہ ظلم کرتا ہی جائے۔۔"

"مجھے لگتا تھا کہ۔۔میں۔۔مہر نعیم احمد اپنے لیئے ہر دیوار سے ٹکرا جاؤں گی۔۔ لیکن۔۔مجھے کیا پتہ تھا؟ وہ دیوار میرے اپنے ہی ہونگے؟؟؟ جانتی ہوں کہ میرا قصور بہت بڑا ہے۔۔ لیکن وہ بھی تو اس میں برابر کا حصے دار تھا۔۔ پھر مجھے ہی کیوں سزا سنائی گئی؟؟ اسے کیوں نہیں؟ اسے کیوں نہیں؟؟"

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

یونیورسٹی کے باہر تقریباً آدھے گھنٹے سے کھڑا وہ اسکا انتظار کر رہا تھا۔

"اسکے ساتھ جو کچھ بھی تم نے کیا ہے۔ یہ مت بھولنا کہ میں بھول چکا ہوں۔۔اب کے اسکے ساتھ تم نے کچھ بھی برا کیا تو ایک بات یاد رکھنا۔۔اسکا قرض تمہاری ماں کو چکانا ہو گا ۔میرا احترام تو تمہارے دل میں ہے ہی نہیں لیکن اپنی ماں کی عزت تو کرتے ہو نا؟" آفس میں داخل ہوتے ہی انکی نصیحت آمیز دھمکیوں کا سلسلہ جاری ہوا۔

"اور سب سے اہم بات! اماں بی کے لیئے کسی بھی قسم کا سٹریس، انکی جان لے سکتا ہے اور اگر تمہارے کسی عمل سے میری ماں کو سٹریس پہنچا تو اپنا انجام سوچ لینا تم۔۔"

جیسے جیسے ندیم صاحب کی باتیں اسکے دماغ پہ حاوی ہوتی جا رہی تھیں۔ ویسے ویسے وہ غصے سے آگ بگولہ ہو رہا تھا۔

"نہ کال اٹھا رہی ہے اور نہ ہی باہر آ رہی ہے۔۔" وہ غصہ سے بھرا ہوا تھا۔

اسی اثناء میں ایمل کی کال پہ وہ ذرا نارمل ہوا۔

"بھائی آتے ہوئے پریذنٹیشن پیکجز تو لیتے آیئے گا۔۔ ان پہ نوٹس بنانے ہیں مجھے۔۔" اسکے فون اٹھاتے ہی اس نے فرمائش ڈال دی۔

"او۔کے۔۔ مہر کو یونیورسٹی سے لیتے ہی۔۔" اس سے پہلے وہ فون رکھتی، اس کی بات پہ وہ رکی۔

"کسے؟ مہر بھابھی کو؟ وہ تو کب کی گھر آ گئی ہیں۔۔" اس نے اسے اطلاع دی تو اس نے اپنا فون رکھ دیا۔

"عجیب ہے یہ۔۔ نجانے یہ لڑکی میرے کس گناہ کی سزا ہے؟؟" وہ ہاتھ کی پشت کو گاڑی کے شیشے پہ مار کر بولا۔ شیشہ تو ٹوٹنے سے بچ گیا، لیکن اسکے ہاتھ میں شدید درد ہونے لگا تھا اور

اسکی آنکھیں بے حسی اور اذیت سے سمندر کی مثل بھر سی گئیں۔ جن میں طوفان آنے سے پہلے گہری خاموشی صاف عیاں تھی۔

وہ گھر آیا تو نعیم صاحب نے اسے بڑے لاڈ سے گلے لگایا۔ وہ سیکنڈ فلور کے کاریڈور سے کھڑی یہ منظر دیکھ کر اندر ہی اندر جل کڑھ رہی تھی۔

"پاپا۔۔آپ میرے سر پہ تو محبت بھرا ہاتھ نہ رکھ سکے۔۔ لیکن اپنی بیٹی کے دشمن کے ساتھ۔۔۔" وہ زیر لب قدرے دکھ سے خود سے بولی۔

وہ بمشکل ہی ان کا اپنا پن برداشت کر پایا تھا۔ اس نے ان سے جان چھڑوائی اور فوراً سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر والے کمرے کی جانب بڑھا۔ جوں ہی اسکا دھیان مہر پہ پڑا، اسکا سفید شفاف چہرہ غصہ سے لال ہو چکا تھا۔ مہر نے لاپرواہی سے اسے دیکھا، جیسے اسے دھتکار رہی ہو۔ اور وہاں سے تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔

کمرے میں آتے ہی اس نے اپنا بیگ ایک سائیڈ پہ پھینکا اور خود کے ساتھ اُلجھنے لگا۔

"کیا مصیبت ہے یہ ؟؟؟"

ایمل نے دروازے پہ دستک دی تو اس نے ذرا نارمل ہوتے ہوئے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

"ہاں آجاؤ۔۔ "

"بھائی چائے پہ سب انتظار کر رہے ہیں آپکا۔۔اماں بی کب سے آپ کا پوچھ رہی ہیں۔۔ "

"ابھی تو آیا ہوں۔۔ کیا ایک لمحے کے لیئے بھی مجھے اس گھر میں سکون نہیں مل سکتا کیا؟؟؟

"وہ غصہ سے لال پیلا ہو رہا تھا۔

"بھائی۔۔اس قدر خراب موڈ کیوں ہے آپکا؟ کچھ ہوا ہے کیا؟؟"اس نے سادگی سے پوچھا تو

وہ مزید چڑا۔

"اور کچھ ہونا باقی ہے؟؟ پاگل ہو جاؤں گا میں۔۔ تنگ کر رکھا ہے ابا نے اور انکی دھمکیوں

نے۔۔اور اوپر سے یہ عذاب۔۔ مہر۔۔"وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

"دھمکی؟؟ کیسی دھمکی؟؟"اس نے سمجھنے کی کوشش کرنا چاہی۔

"کچھ نہیں۔۔ تم جاؤ۔۔انہیں بول دو کہ میں سو رہا ہوں۔۔"اس نے اسے بہانہ بتا تو دیا

مگر اگلے ہی لمحے ندیم صاحب کے سوالات سے بچنے کے لیئے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس نے مسکرا کر اسکی طرف دیکھا اور اسکے آگے آگے چل دی۔

وہ باہر آیا تو نیچے لاؤنج میں سبھی گھر والے ایک ساتھ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔وہ

خراماں خراماں قدم بڑھاتے ہوئے سیڑھیاں اترا،سب کو سلام کیا اور ندیم صاحب کے برابر

میں آکر بیٹھ گیا۔

"سناؤ؟ کیسا رہا دن؟"نعیم صاحب نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔

"جی۔۔چچا جان۔۔ٹھیک۔۔ "

"ہم لوگ تم دونوں کی شادی کی رسم کا سوچ رہے ہیں۔۔"ان کی اگلی بات سن کر وہ تو جیسے سکتے میں آگیا۔مہر جو سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھی،انکی بات سن کر اس کے پاؤں،وہیں منجمد ہو کر رہ گئے۔

"ہاں۔۔تم دونوں کا نکاح میرے سامنے نہ سہی مگر،شادی کی رسم میرے سامنے ہو گی تو میرے اس بے چین دل کو ذرا سکون آجائے گا۔۔ "

انکی بات پہ سب نے انکی طرف دیکھا۔

"اماں بی۔۔آپ بے چین کیوں ہیں؟؟"ندیم صاحب کا دل دھل کر رہ گیا۔

"بس پتہ نہیں۔۔مہر کے چہرے پہ ویسی خوشی نہیں ہے،جیسی ہونی چاہیئے۔۔شاید اس لیئے کہ اسکا نکاح تم لوگوں نے سادگی سے کر دیا۔۔"انکے اندازے پہ سبھی حیران تو تھے مگر انکے اگلے خودساختہ اندازے پہ مہر کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ گیا۔

"مہر آپی۔آیئے نا۔۔"ایمل نے چائے کی ٹرے میز پہ رکھی تو اسکا دھیان اسکی طرف پڑا جو سیڑھیوں کی گرل کو پکڑے کھڑی تھی۔

"ہاں۔۔آؤ۔۔"اماں بی نے اسے پکارا۔

وہ انکے پاس گئی تو انہوں نے شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پر پھیرا۔

"سدا سہاگن رہو۔۔"انکی طرف سے دی جانے والی دعا، اسکے لیئے دعا نہیں بلکہ بد دعا تھی، ایسی بد دعا جس سے وہ ہر ممکن صورتحال چھٹکارا پانا چاہتی تھی۔

"یہاں۔۔میرے سامنے بیٹھو دونوں۔۔" ان کی فرمائش پہ شاہ ویز کا جی چاہا کہ وہ اپنے ساتھ بیٹھنے والی کا سر پھاڑ دے۔۔اور ایسا ہی کچھ حال مہر کا بھی تھا، جب اماں بی نے دونوں کو ایک ساتھ بیٹھنے کا حکم نامہ جاری کیا۔

"علینہ۔۔مٹھائی لے آؤ۔۔"علینہ نے شو گر پاٹ میز پہ رکھا اور انکے حکم پہ عمل کرتے ہوئے فریج سے مٹھائی نکال کر لائی۔

"ابھی رمضان میں چند روز باقی ہیں۔۔لیکن۔۔"وہ کہتے کہتے رکی اور کچھ دیر توقف کے بعد بولیں۔

عید کے دوسرے روز شادی کی رسم ہو گی۔۔"آخر انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا۔

"جی۔۔بہتر۔۔"ندیم اور نعیم صاحب نے انکی ہاں میں ہاں ملائی۔

زیبا کا سارا دھیان مہر پہ تھا جو شاہ ویز کے برابر میں بیٹھی غصہ سے اپنی انگلیاں کاٹ رہی تھی۔

جبکہ سامعیہ نے ایک نظر شاہ ویز کو دیکھا جس کی ناک غصہ سے سرخ ہو چکی تھی۔

"چلو بھئی منہ میٹھا کرو۔۔"نعیم صاحب اٹھے اور باری باری سب کے سامنے مٹھائی کی پلیٹ کرتے ہوئے مسکرا دیئے۔

انہوں نے برفی کا ایک پیس اٹھایا اور شاہ ویز کا منہ میٹھا کروایا،اسکے برابر میں بیٹھی مہر کے سامنے مٹھائی کرتے ہی انہوں نے برفی کا ٹکڑا اسی پلیٹ میں واپس رکھ دیا تاکہ انہیں مہر کو کھلانا نہ پڑے۔

انہوں نے پلیٹ کو میز پہ رکھا اور وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گئے۔

انکے اس عمل سے تقریباً سبھی حیران تھے۔اماں بی نے ماتھے پہ تیوری چڑھاتے ہوئے نعیم کو دیکھا،جو انہیں مہر سے کچھ کھچا کھچا سا محسوس ہو رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے اسے؟؟"انہوں نے زیبا سے استفسار کیا۔

"کچھ نہیں۔۔"وہ زبردستی ہی مسکرا پائی تھی۔

"تو یہ نعیم۔۔مہر سے۔۔"انکی الجھن،انکے چہرے پہ واضح تھی۔

"نہیں۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔مہر کو برفی کہاں پسند ہے؟؟نہیں تو وہ اسے کھلا دیتے۔۔"

اس کی من گھڑت بات پہ وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد بولیں۔

"مہر۔۔"

"جی۔۔"انکے پکارنے پہ،اس نے فوراً سے "جی" کہا۔

"تم خوش ہو نا؟"انہوں نے یقین کی غرض سے پوچھا۔

سوال بھلے ہی انہوں نے کیا تھا، مگر گھر کے سب افراد اسکے جواب کے منتظر تھے۔

اس نے انکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ضبط کے باوجود اسکی آنکھیں بھر آئیں تو وہ پریشان ہوئیں۔

انکا سوال انکے کان میں پڑ چکا تھا، تبھی وہ فوراً کمرے سے باہر آئے۔

"اماں بی۔۔ بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے؟ کیوں خوش نہیں ہو گی بھلا۔۔"نعیم صاحب نے بات کا رخ بدل کر مہر کو اشارۃً وہاں سے جانے کے لیئے کہا۔

تین چار روز بعد انہوں نے اس پہ نگاہ ڈالی تھی۔انکا دیکھنا ہی تھا کہ وہ فوراً وہاں سے اٹھی اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کمرے میں آگئی۔

"اسے کیا ہوا؟"انہوں پریشانی سے استفسار کیا۔

"شرما گئی ہے۔۔"انہوں نے گویا بات کو رخ دوبارہ بدلا۔تو وہ چپ چاپ سب کا منہ دیکھنے لگیں۔

گھر کے سبھی افراد ہی تقریباً ان سے نظریں چرا رہے تھے۔اور وہ سبھی کی آنکھوں میں چھپا راز ڈھونڈ رہی تھیں۔وہ سمجھ چکی تھیں کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔۔ مگر کیا ہے؟ یہ وہ چاہ کر بھی پتہ نہیں لگا پا رہی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

*****

دیر رات وہ اماں بی کی باتوں کو سوچتا رہا۔ مہر کا بدلا تاثر انہیں ایک الگ ہی کہانی بیان کر رہا تھا۔
اگر انہیں کسی بھی چیز کی بھنک لگ جاتی تو وہ مشکل میں آسکتا تھا۔
وہ اس قدر الجھ رہا تھا کہ گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز اسکے کانوں میں زہر گول رہی تھی، جس سے وہ بیزار ہونے لگا تھا۔ ابھی وہ ایک ٹک ٹک سے بیزار تھا کہ اسی اثناء میں اسکے موبائل پہ بیپ ہوئی۔
"باہر آؤ۔۔ لاؤنج میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔۔" اسکی طرف سے دھمکی آمیز میسج کیا گیا، جسے سن کر وہ اٹھ بیٹھا۔
"میں جانتی ہوں۔۔ تم جاگ رہے ہو۔۔ اس سے پہلے میں آؤں۔۔ بہتر ہو گا کہ تم۔۔۔"
اس نے ادھورا میسج کرتے ہوئے اسے صاف اور واضح انداز میں دھمکی دی تھی۔
اسکے دونوں میسج پڑھتے ہی وہ آگ بگولہ ہو کر رہ گیا۔
"عذاب۔۔ عذاب نہیں بلکہ عذاب الیم ہے یہ۔۔" وہ اپنے ساتھ ہی الجھ رہا تھا۔
دوسری طرف وہ لاؤنج میں بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی۔ وہ گہرے اندھیرے میں روشن ہوئے پیلے بلب کو بغور دیکھ رہی تھی۔ پورے گھر میں کافی گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ گھڑی کی ٹک ٹک کے ساتھ اب اسے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے، اسکے قدموں کی چاپ

سنائی دی۔ لیکن پھر بھی اس نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ وہ سیڑھیاں اترا اور دھیرے دھیرے اسکے قریب آیا۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟؟ رات کے اس پہر تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے؟؟"

لاؤنج میں موجود خاموشی کا سکوت ٹوٹا۔

وہ خاصا سیخ پا ہوا۔ عین ممکن تھا کہ وہ غصہ سے چیختا مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

دوسری طرف وہ بڑے سکون سے اٹھی اور اسکے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ خاموشی اسکے لبوں پہ ابھی بھی برقرار تھی۔ جس سے وہ مزید چڑ گیا تھا۔ "یہاں رات کے اس پہر کسی نے ہمیں دیکھ لیا تو تمہیں اندازہ ہے کہ کیا ہو گا؟؟" وہ ذرا آہستہ آواز میں بولا مگر اس کا چہرہ غصے سے خاصا سرخ ہو چکا تھا۔

طنزیہ مگر زخمی مسکراہٹ اسکے لبوں پہ آرکی تھی۔ وہ اسکے قریب آ کھڑی ہوئی۔

"کیوں؟؟ نکاح میں ہوں تمہارے۔۔ کسی بھی وقت، کہیں بھی۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتی اس نے اس کی بات کاٹی۔

"شٹ اپ۔۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔" وہ اس سے چند قدم دور ہوا۔

"زیادہ اترانے کی ضرورت نہیں۔۔ تمہارے باپ کی وجہ سے یہ سزا کاٹ رہا ہوں میں۔ مجھے کوئی شوق نہیں تھا تم سے نکاح کرنے کا۔ "

"سزا۔۔ہا۔ہا۔ہا۔۔"اسکی بات سن کر وہ اذیت سے مسکرائی تو اس نے جواب مانگتی نظروں سے اسے گھورا۔

"مسٹر شاہ ویز ندیم احمد۔۔۔تو؟سزا سے نکل آؤ۔ دے دو طلاق مجھے۔۔"اس نے بڑے آرام سے کہا، جیسے بڑی ہی کوئی عام بات ہو۔

اسکے الفاظ سنتے ہی اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔۔اور سانس پھول سا گیا۔

"کیوں؟؟کیا ہوا؟"اس نے طنزیہ کہا۔

"نہ تو تم مجھے پسند کرتے ہو۔۔اور نہ ہی میں تمہیں۔۔تو پھر اس رشتے کا مقصد؟؟"وہ استفہامیہ انداز میں بولی۔

"پاگل ہو تم؟؟؟یہ سب اتنا آسان نہیں۔۔بہتر تو یہ تھا کہ تم اس سجیل کے ساتھ آئی ہی نہ ہوتی۔۔"وہ ذرا آہستہ سے دانت پیس کر بولا تو اس نے ترس کھا کر اسکی طرف دیکھا۔

"افسوس ہے تم پہ۔۔اور افسوس ہے تمہارے مرد ہونے پہ۔۔۔"اسکی آنکھیں اسے وحشت دلا رہی تھیں۔

"خود تو یہ تسلیم کر نہ سکے کہ تم ہی تھے جس نے مجھے گھر سے جانے کا مشورہ دیا۔۔اور جس نے مجھے اس رات بحفاظت گھر پہنچایا اس پہ الزام؟"اس کی آواز بھرا سی گئی۔

نہ چاہتے ہوئے بھی وہ قدرے تحمل سے اسکی بات سنتا چلا گیا۔

"کاش۔شاہ ویز۔کاش۔تم سب کو بتادیتے کہ میں گھر سے بھاگی نہیں تھی بلکہ تم نے مجھے فیصل آباد جانے کا کہا۔۔ تمہیں سب معلوم تھا۔۔کیوں نہیں کہا سب سے؟؟"اس کی آواز ذرا اونچی ہوئی تو وہ اسکے قریب آیا۔

"ذرا آہستہ۔۔"اس نے ہاتھ کے اشارے سے کہا اور پھر مزید بولا۔

"زیادہ بھاؤ کھانے کی ضرورت نہیں۔۔ کہا تھا ساتھ دوں گا۔۔یہ نہیں کہا تھا کہ تم مجھے پھنساؤ گی تو تمہارا ساتھ دوں گا۔۔"اس نے یکدم ہی پینترا بدلا تھا۔

"تم سے زیادہ چیپ انسان میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔تمہاری وجہ سے،میرا قصور نہ ہوتے ہوئے بھی،میں میرے سب گھر والوں کی نظروں سے گر گئی ہوں۔۔ میرے پاپا۔۔وہ تو میری طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کر رہے۔۔"آخر اسکی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ بے انتہاء اذیت سے بہا تو اس کے اندر ندامت کی ہلکی سی لہر پیدا ہوئی۔

"اور تم۔۔تم سب کی نظر میں ہیرو بن گئے۔۔میرا قصور تمہاری حقیقت جانتے ہوئے بھی، صرف تم پہ اعتبار کرنا تھا۔۔"وہ سسک کر بولی۔

"خیر۔۔مجھے ابھی اور اسی وقت چھوڑ دو۔۔"اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور اپنا سانس بحال کرتے ہوئے بولی تو وہ گہری سوچ میں محو ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اسکے ساتھ جو کچھ بھی تم نے کیا ہے۔ یہ مت بھولنا کہ میں بھول چکا ہوں۔۔اب کے اسکے ساتھ تم نے کچھ بھی برا کیا تو ایک بات یاد رکھنا۔۔اسکا قرض تمہاری ماں کو چکانا ہو گا ۔میرا احترام تو تمہارے دل میں ہے ہی نہیں لیکن اپنی ماں کی عزت تو کرتے ہو نا؟"

"اور سب سے اہم بات! اماں بی کے لیئے کسی بھی قسم کا سٹریس، انکی جان لے سکتا ہے اور اگر تمہارے کسی عمل سے میری ماں کو سٹریس پہنچا تو اپنا انجام سوچ لینا تم۔۔"

ندیم صاحب کی کہی ایک ایک بات اسکے دماغ میں گردش کرنے لگی تھی۔اسکے ہاتھ پاؤں تقریباً ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔

"شاہ ویز۔۔کچھ کہہ رہی ہوں میں۔۔ خود کو آزاد کر دو نا اور مجھے بھی۔۔پلیز۔۔آزاد کر دو اس سزا سے۔خدا کے لیئے۔۔مجھے طلاق دے دو۔۔ کہو تین لفظ اور مجھے اور خود کو اس عمر قید سے رہائی دے دو۔" وہ اسکے سامنے کھڑی گڑگڑائی۔

اس نے نظر بھر کر اسکی طرف دیکھا۔وہ مہر جو مضبوط نظر آتی تھی، وہ کیسے اسکے سامنے کمزور پڑ گئی؟ وہ اس سے چھٹکارا تو چاہتا تھا مگر اسکے باپ کے کہے لفظوں نے تو جیسے اسکی زبان پہ تالے ڈال دیئے تھے۔

"سن رہی ہوں میں۔۔ تم کہو۔۔" وہ آنکھوں کو بند کیے، اس سے التجائیہ انداز میں بولی۔

اس نے کچھ کہنے کے لیئے جوں ہی لب کھولے ہی تھے کہ لاؤنج میں موجود بڑا بلب روشن ہوا ،جس سے پورے لاؤنج میں دن جیسا اجالا ہو گیا۔

وہ سایہ جو پچھلے دس منٹ سے انکی باتیں قدرے انہماک سے سن رہا تھا، آخر کمرے کے دروازے سے باہر آیا جس کی آواز نے دونوں کی گفتگو کے درمیان خلل پیدا کر دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 18

- حقیقت !

"چپ کر جاؤ۔۔ کوئی شرم لحاظ باقی نہیں رہا تم لوگوں میں ؟" ان کی زوردار آواز لاؤنج میں گونجی تو دونوں سہم کر رہ گئے۔

وہ لاٹھی کا سہارا لیئے بمشکل ہی کھڑی تھیں۔

"اماں بی ! آپ۔۔" شاہ ویز کا سانس خشک ہو کر رہ گیا۔ دوسری طرف مہر کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

"میرے کمرے میں آؤ۔۔" اب کے انہوں نے ذرا آہستگی سے کہا مگر حکم واضح صاف اور واضح جھلک رہا تھا۔

دونوں انکے قدموں کی پیروی کرتے کرتے انکے کمرے میں آئے۔

شاہ ویز نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔ جواباً اُس نے بھی تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہاں تو کیا مسئلہ ہے تم لوگوں کے درمیان ؟؟" وہ لاٹھی کا سہارا لیئے دیوان کے پاس کھڑی تھیں۔

"اماں بی ! پلیز بیٹھ جائیں۔۔ آپ کی طبعیت پہلے ہی۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتا، انہوں نے آنکھیں گول کرتے ہوئے شکایتی انداز سے دونوں کو خوب گھورا۔

"میری طبعیت کا اگر تم دونوں کو ذرا سا بھی احساس ہوتا تو رات کے اس پہر تم لوگ۔۔"وہ دکھ سے بولیں۔

"نہیں۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔جیسا آپ سمجھ رہی ہیں۔۔ہم تو صرف بات ہی کر رہے تھے۔۔"شاہ ویز نے بات کو چھپانا چاہا۔

"بات۔۔بات یا فیصلہ؟؟"اب کے مہر کا سانس بھی پھول سا گیا۔

"کیا تم دونوں کا نکاح زبردستی کیا گیا ہے؟؟" وہ استفہامیہ انداز میں بولیں تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔اس سے پہلے مہر کچھ بولتی شاہ ویز تیزی سے بولا۔

"اماں بی۔۔پلیز بیٹھ جائیے۔۔"اس نے مکرر کہا جس پہ وہ اسے کاٹ کھانے کو بولیں۔

"اتنا دَم ہے مجھ ادھیڑ عمر بڑھیا میں کہ تمہاری حقیقت سن کر کم از کم زمین پہ نہیں گروں گی۔۔"انہوں نے اسکے اپنے آگے بڑھتے ہاتھوں کو ایک ہی جھٹکے سے پیچھے کیا تو اسکی گھڑی اتر کر زمین پہ گرتے ہوئے،انکی کرسی کے نیچے جا گری۔

"مہر۔۔تم بتاؤ مجھے۔۔جو کچھ میں نے سنا ہے سب سچ ہے کیا؟؟"وہ لاٹھی کو زمین پہ مضبوطی سے ٹکائے بولیں۔

مہر نے ایک نظر اٹھا کر انکی طرف دیکھا جو انکی جواب کی منتظر تھیں تو دوسری نگاہ شاہ ویز پہ ڈالی جو آنکھوں کے اشارے سے اسے خاموش رہنے کا کہہ رہا تھا۔

"میں تم سے بات کر رہی ہوں۔۔ مہر۔۔" وہ اسکے قریب آکر ذرا اونچا بولیں تو وہ خوفزدہ ہو کر رہ گئی۔ خوف میں اسکے منہ سے کچھ نکل نہ پایا سوائے "جی" کے، جو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بمشکل ہی کہا تھا۔

"آج تمہیں کسی کا خوف نہیں ہونا چاہیئے۔۔ کیونکہ تم میرے سامنے ہو۔۔ میں تمہاری بات سنوں گی بھی اور تمہیں ان سب کے ڈھائے ہوئے ظلم سے نکالوں گی بھی۔۔" انہوں اپنے دوسرے ہاتھ کی مدد سے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے، اپنے مضبوط سہارے کا احساس دلایا۔

"تابینہ کے بعد۔۔ اب تم۔۔ میں اپنی بچیوں کے ساتھ کسی قسم کا ظلم نہیں ہونے دوں گی ۔۔" انکی آنکھیں بھر آئیں اور آواز بھرا سی گئی تو مہر نے انکا ہاتھ پکڑ کر انہیں کرسی پر بٹھایا۔

"ایک غلطی ہوئی تھی مجھ سے۔۔ اپنی بیٹی کی بات نہ سن کر۔۔ لیکن یہ سب اب دہرایا نہیں جائے گا۔۔"

ان کے لہجے میں ندامت عیاں تھی۔

"اماں بی۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔ آپ خوامخواہ پریشان۔۔" اس نے پھر سے بولنے کی کوشش کی تو وہ جنجھلائیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے تم سے کچھ نہیں پوچھا۔۔ تم کچھ بتانا ہی چاہتے ہو تو صرف اتنا بتاؤ۔۔ کیا تم نے اسے گھر سے بھگایا؟؟"انہوں نے دوٹوک بات کی۔

اسکا سانس پھولنے لگا تھا اور جسم پریشانی سے پسینے میں شرابور ہونے لگا۔

"اماں بی۔۔ اصل میں۔۔ وہ۔۔۔"

"ہاں یا نا؟؟"انہوں نے اسے مزید بحث سے روکا۔

اس نے ایک نظر مہر کو دیکھا جو قدرے طمانیت سے اماں بی کے پاس بیٹھی اسکے جواب کے انتظار میں تھی۔ تو دوسری نظر اماں بی پہ ڈالی جن کی گہری کالی آنکھیں اسے وحشت دلا رہی تھیں۔

اس نے مجرموں کی طرح اثبات میں سر ہلایا۔

"جاؤ یہاں سے۔۔"وہ حکمیہ انداز میں بولیں۔

"مگر۔۔ آپ۔ آپ میری پوری بات تو۔۔"وہ کانپتے ہوئے بولا۔

"بولو۔۔۔ کیا ہے تمہاری پوری بات؟؟ "وہ قدرے سکون سے سوالیہ انداز میں بولیں۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا مہران سے التجائیہ انداز میں بولی۔

"یہ جھوٹ بولے گا آپ سے۔۔ اماں بی! اس کی کوئی بات مت سنیئے گا۔۔ پلیز۔۔ اماں بی ۔۔ یہ پھر سے ایک نئی کہانی بنا دے گا، جیسے اس نے جنت کی دفعہ بنائی تھی کہ وہ گھر سے

بھاگ گئی ہے۔۔ جبکہ ایسا نہیں تھا۔۔ وہ گھر سے ہرگز بھاگی نہیں تھی۔۔ بلکہ وہ تو اسے اسکی محبت اسکے منہ پہ مارنے کے لیئے گئی تھی، تاکہ وہ جہانگیر بھائی کے ساتھ سینسیئر ہو کر رشتہ قائم کر سکے۔۔" وہ بے ضبط بولتے ہوئے ، بے اختیار رو دی۔

اسکے ایک ایک انکشاف پہ اماں بی حیران تھیں۔

"اماں بی۔۔ سجیل نے بھی کچھ غلط نہیں کیا تھا۔۔ اس نے جنت کو اس رات اپنے گھر آنے پہ بھی واپس بجھوا دیا تھا۔ اسکے دل میں کوئی میل نہیں تھا۔۔ اگر ہوتا تو وہ جنت کو وہیں روک رکھتا۔ اماں بی! کدورت اگر کسی کے دل میں تھی تو اسکے۔۔۔" وہ اسکی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

اسکی ایک ایک بات پہ وہ ہکا بکا رہ گیا۔ وہ حیران تھا کہ آخر وہ کیسے اتنا سب ایک ساتھ بول سکتی ہے؟

"اور اماں بی۔۔ وہ سجیل ہی تھا، جو مجھے فیصل آباد سے لے کر آیا۔۔ میں یہاں آئی تو اس نے سارا الزام مجھ ہی پہ ڈال دیا۔۔ اور خود بری الذمہ ہو گیا۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اسکا ایک ایک انکشاف اماں بی کے دل پہ قیامت کی طرح ثابت ہوا تھا۔

"ابھی بھی تمہیں اپنی صفائی میں کچھ کہنا ہے؟؟" انہوں نے اسکی طرف خوب گہرے غور سے نگاہ ڈالی، جو ان سے نظریں چرا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اماں بی۔۔مجھے اس کے نکاح میں نہیں رہنا۔۔ اماں بی پلیز۔۔ میں نے آپکو بتانے کی بہت بار کوشش کی لیکن مجھے سب گھر والوں نے۔۔"اسکے ہاتھ کی چوڑیاں کرسی سے جا لگیں تو زمین پہ بکھر گئیں، جس کی اس نے پرواہ نہ کی۔

وہ انکی گود میں سمٹ آئی۔

وہ مہر جوان سے گھبرا جایا کرتی تھی، ڈر جایا کرتی تھی، آج انکے گلے لگ کر خوب زارو قطار سے رو رہی تھی۔اور انکا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

"کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہو گی۔۔کسی کے ساتھ بھی نہیں۔۔"انہوں نے اسکا ماتھا چوم کر اسکے آنسو صاف کیے۔

دوسری طرف انکی نگاہیں شاہ ویز پہ تھیں، جو انکے قریب آ رہا تھا۔

"اماں بی۔۔پلیز۔۔مجھے ایسے تو نہ دیکھیئے۔۔"وہ انکے گھٹنوں کو پکڑے بولا۔ "مجھے معاف کر دیں۔۔پلیز۔۔"

"تمہاری ہر غلطی کو میں نے تمہارا بچپنا سمجھ کر معاف کیا ہے۔۔لیکن یہ غلطی۔۔ غلطی نہیں ہے۔۔گناہ ہے۔۔تم نے میری معصوم بچیوں کی زندگی کے ساتھ بہت بڑا کھیل کھیلا ہے۔۔ورغلایا ہے مجھے۔۔"وہ اس سے پیچھے کو ہو لیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مجرموں کی طرح انکے سامنے بیٹھا پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

"کوئی ایسا فیصلہ نہ کیجیئے گا کہ میری امی کی زندگی۔۔"وہ کمزور ہوا۔

مہر نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"ایک اور نیا بہانہ ہے اس کا۔۔اسے نہ تائی جی کا خیال ہے اور نہ کسی اور کا۔۔"اس سے پہلے مہر اپنی بات پوری کرتی اماں بی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔

"پوری بات بتاؤ لڑکے۔۔ تمہاری ماں کا اس سب میں کیا؟؟؟"انہوں نے تیکھے لہجے میں استفسار کیا۔

"ابا نے کہا کہ اگر۔۔"اس نے انکی زبانی ساری بات تفصیلی طور پہ انہیں بتائی تو وہ گہری سوچ میں پڑ گئیں۔

دوسری طرف مہر کو اس پہ رہ رہ کر غصہ آرہا تھا۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا، نہیں تو وہ اسکے منہ پہ زوردار طمانچہ مارتی کہ اسے ساری قسمیں یاد آجاتیں، جو کبھی اس نے اسکے سامنے بھی کھائی تھیں۔

****

*

Clubb of Quality Content

"کیسی ہیں جانِ جانو۔۔ پاکستان جاکر بھول گئی ہیں کیا؟؟" جہانگیر آفس سے فارغ ہوا تو واپسی پہ ڈرائیو کرتے وقت اس سے کال پہ محو گفتگو ہوا۔

"آپ کو بھول جانے کا جرم نہیں کرسکتی میں۔۔" وہ شرارتی انداز میں بولی۔

"امم۔۔یہ جرم کبھی کرنا بھی نہیں۔۔ عمر قید سناؤں گا سیدھا۔۔۔" وہ حسبِ معمول نارمل انداز میں بولا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"ہر سزا سر آنکھوں پہ۔۔" وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

"امم۔۔تو دھیرے دھیرے مجھ جیسی ہورہی ہیں آپ۔۔ گڈ چینج۔۔" اس نے اسے سراہا۔

"اور بتائیے۔۔کیسے ہیں وہاں سب؟ اماں بی کی طبعیت کیسی ہے اب؟ "

"سب ٹھیک ہیں۔اور اماں بی بھی بہتر ہیں اب۔۔ان شاءاللہ دو تین روز تک آجاؤں گی۔۔" اسکی بات سن کر وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔

"لیکن کب؟ میں پلین ٹکٹ کنفرم کروادیتا ہوں۔۔"

"اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ ڈیڈی ہیں نا یہاں۔۔وہ کروادیں گے۔۔آپ بس سرپرائز کا انتظار کریں۔۔" وہ شوخ انداز میں بولی تو وہ رشکیہ انداز میں مسکرایا۔

"ٹھیک ہے جناب۔۔ ویسے ممی بہت خوش ہیں تم سے۔۔"

"اور ممی کا بیٹا۔۔" وہ کھسیانی ہنسی ہنس دی۔

"وہ تو آپکے عشق میں سر سے پاؤں تک گرفتار ہو چکا ہے مسز۔۔" وہ خمار آلود لہجے سے بولا تو وہ لجائی سے مسکرا دی۔

****

****

جب سے اسکا نکاح ہوا تھا، وہ سکون سے سو نہیں پا رہی تھی۔ صبح اتوار تھا، یہ جانتے ہوئے وہ صبح دیر تک سوتی رہی۔ گھر میں کیا کہرام برپا ہونے والا ہے اس بات سے بے خبر وہ بڑے سکون سے نیند کی چادر اوڑھے سو رہی تھی۔ یہ نیند شاید اسکی زندگی کی آخری پرسکون نیند تھی۔ اماں بی سے بات کرنے کے بعد وہ بہت حد تک پرسکون ہو چکی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ اسے نیند بھی بے حد سکون سے آئی تھی۔

ابھی صبح کے دس بجے ہی تھے کہ علینہ کمرے کا دروازہ زور زور سے پیٹنے لگی۔ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر سو رہی تھی۔ جوں ہی دستک نے زور پکڑا تو وہ بیڈ پر سے اٹھ بیٹھی۔

دروازہ جس طرح بج رہا تھا۔ اس سے اسکا دل بند ہونے لگا تھا۔ آخر خود کو سنبھالتے ہوئے ،اس نے اپنے بکھرے بال باندھے اور کمرے کا دروازہ کھولا۔

"کیا ہو گیا ہے بھابھی؟؟ اتوار والے روز بھی کیا سکون سے سو نہیں سکتے یہاں؟" وہ تھکے تھکے لہجے میں بولی۔

"تمہیں سکون کی پڑی ہے۔۔ غضب ہو گیا ہے گھر میں۔۔" علینہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

وہ دروازے پہ ہی کھڑی رہی۔ نہ اسے اندر آنے کا کہا اور نہ خود اندر کی طرف پلٹی۔

"غضب تو ہو ہی رہا ہے یہاں۔۔ کوئی نئی بات؟؟" اسکی بے باکی پہ علینہ ششدر تھی۔

"کم از کم۔۔ آج تو زہر نہ اگلو۔۔" وہ تاسف سے بولی تو وہ طنزیہ مسکرائی۔ "اماں بی! انکی حالت۔۔" اسکے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہ گئے تھے، تبھی وہ مسکرائی۔

"اوہ! تو یہ سب تو ہونا ہی تھا۔۔ گھر والوں کو کیا لگا کہ انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے؟ اب اماں بی انہیں بتائیں گی۔۔" وہ ڈھنکے کی چوٹ پہ بولی تو علینہ کے چہرے پہ حیرت کے آثار اور نمایاں ہوئے۔

"تو تمہاری وجہ سے؟؟" وہ سمجھ چکی تھی کہ اصل بات کیا ہے؟

"انہیں ایک نہ ایک روز تو سب پتہ چلنا ہی تھا۔۔ خیر مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔ اب گھر والے جانیں اور اماں بی۔۔" وہ کندھوں کو اچکائے ہوئے بولی۔

"خیر ! بہت نیند آرہی ہے مجھے۔۔ جائیں یہاں سے۔۔" وہ اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے بڑی بے نیازی سے بولی اور کمرے کی طرف واپس کو ہوئی۔

"وہ شاید اس دنیا میں نہیں رہیں۔۔" وہ فوراً سے بولی۔

اسکے جاتے قدم رک سے گئے۔اس نے علینہ کو یکدم پلٹ کر سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

علینہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔مہر کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔وہ بے حس و حرکت اسکا چہرہ دیکھنے لگی،جس نے اسے یہ خبر سنائی تھی۔

اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ،فوراً سے سیڑھیاں اترتے ہوئے بھاگی بھاگی انکے کمرے میں آئی ۔اسکے کندھوں پہ پھیلا دوپٹہ سیڑھیاں اترتے ہوئے وہیں جا گرا۔

علینہ نے فوراً سے اسکا دوپٹہ اٹھایا اور بھاگی بھاگی اسکے پیچھے آئی۔

اسکی نگاہیں صرف اماں بی کی ہی طرف تھیں جن کا اس وقت ڈاکٹر چیک اپ کر رہا تھا۔علینہ نے فوراً سے آگے بڑھ کر اسکے کندھوں تک دوپٹہ پھیلایا۔

گھر کے تمام افراد انکے گرد دائرہ بنائے،ڈاکٹر کی طرف سے دی جانے والی اطلاع کے انتظار میں کھڑے تھے۔اسکے ہاتھ پاؤں پسینے سے شرابور اور پریشانی سے ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

دوسری طرف شاہ ویز کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔اس نے اپنے ماتھے پر سے پسینے کو صاف کیا تو شماز نے گہرے غور سے اسے دیکھا، جس پہ اس نے نظریں چراتے ہوئے اس سے نگاہیں پھیر لیں۔

"ایم۔۔سوری۔" ڈاکٹر کی طرف سے مایوس کن الفاظ میں اطلاع دی گئی۔ "پینیک اٹیک ہوا ہے انہیں۔"

"اناللہ واناالیہ راجعون۔۔"ندیم صاحب کے منہ سے ادا ہوا۔انکی حالت دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں رہیں۔

سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔گھر کی عورتوں کی طرف سے روایتی انداز میں رونے کا سلسلہ شروع ہوا تو ڈاکٹر نے وہاں سے جانا مناسب سمجھا۔

"کل تک تو ٹھیک تھیں۔۔ کتنی خوش تھیں۔۔اچانک کیا ہو گیا انہیں۔۔"نعیم صاحب اپنی کانپتی آواز میں بولے۔

مہر کے قدم برف کی طرح منجمد ہو کر رہ گئے۔اسکے ذہن میں اماں بی کی ایک ایک بات گھوم رہی تھی۔

"کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہو گی۔۔کسی کے ساتھ بھی نہیں۔تمہاری ہر غلطی کو میں نے تمہارا بچپنا سمجھ کر معاف کیا ہے۔۔لیکن یہ غلطی۔۔ غلطی نہیں ہے۔۔گناہ ہے۔۔تم نے

میری معصوم بچیوں کی زندگی کے ساتھ بہت بڑا کھیل کھیلا ہے۔۔"اسکے قدم پیچھے کی جانب مڑنے لگے تبھی شماز کا دھیان اسکے ہاتھ پہ موجود چوڑیوں پہ پڑا جو بالکل ویسی ہی تھیں جیسی اسے اس کمرے سے ملی تھیں۔وہ سب سے پہلا شخص تھا جو اس کمرے میں اماں بی کے پاس آیا تھا۔ٹوٹی ہوئی چوڑی دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اماں بی کے کمرے میں کوئی تو آیا ہے

۔۔"کچھ تو ضرور ہوا ہے۔۔"

اس سے پہلے وہ کمرے سے باہر جاتی، شماز نے اسکا ہاتھ پکڑا، جس میں میرون رنگ کی چوڑیاں تھیں۔ اسکے ہاتھ پکڑنے پہ خوف سے اسکی نگاہیں پھیل سی گئیں۔اس نے اسے خوب گھورا اور اسکے ہاتھ پہ موجود چوڑیوں کو اتارتے ہوئے اپنی پینٹ کی جیب میں رکھا۔

علینہ نے شماز کو اسکی چوڑیاں اتارتا ہوا دیکھا تو سمجھنے والے انداز سے دونوں پہ نگاہ ڈالی۔

ندیم صاحب اپنی ماں کے قریب آئے اور انکے چہرے کو ہاتھ لگاتے ہوئے خوب رو دیئے۔

"اماں بی! اٹھ جایئے۔۔ اماں بی۔۔۔"

گھر میں ایک کہرام برپا تھا۔ہر کوئی رو رہا تھا سوائے مہر اور شماز کے۔دونوں پہ سکتہ طاری ہو چکا تھا۔دونوں کی خاموشی کو گھر کے سبھی افراد نے محسوس کیا۔

علینہ نے بہت چاہا کہ مہر رو لے۔مگر اسکی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہ نکل پایا۔

****

دوسری طرف جنت تک یہ خبر بلاواسطہ پہنچائی گئی۔

"تمہاری اماں بی! تمہیں یاد کر رہی ہیں بہو۔۔ چلو آؤ میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔۔"

مسز ہارون کی بات پہ اسکی چھٹی حِس نے اسے کسی چیز سے خبردار کرنا چاہا۔

"وہ ٹھیک تو ہیں؟؟" اس نے ان سے پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہیں۔۔ تم ناشتہ کر لو پھر چلتے ہیں۔۔" وہ چائے کپ میں ڈالتے ہوئے بولیں۔

"ام مم۔۔ کس نے فون کیا تھا؟" اس نے ٹوسٹ پہ جیم لگاتے ہوئے نارمل انداز میں پوچھا۔

"تمہاری بھابی علینہ نے۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔۔" وہ گہری سوچ میں پڑ گئی۔ "سوچا تھا وہاں کہیں نہیں جاؤں گی۔۔ لیکن اماں بی! آپ کی خاطر۔۔"

"کیا ہوا؟" مسز ہارون نے تشویشی انداز سے پوچھا۔

"اِن سے پوچھ لوں۔۔ پھر چلتے ہیں۔۔"

"اوہ۔۔ ہو۔۔ میں کہہ رہی ہوں نا۔۔ تو بس ٹھیک ہے۔۔ ویسے بھی انہی کے لیئے ہی تو یہاں آئی ہو۔۔ جہانگیر کو بھلا کیا اعتراض ہو گا؟؟" انہوں نے اسے بے فکری کا احساس دلایا۔

دوسری طرف وہ خاصی پریشان تھیں کہ کیسے اسے وہ سب بتا پائیں گی؟

"مہر۔۔۔ اماں بی نہیں رہیں۔۔ نہیں رہیں وہ۔۔"علینہ نے اسے جنجھوڑتے ہوئے کہا تو اس نے پریشان کن نگاہوں سے اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی۔اسکی آنکھیں پتھرا چکی تھیں جن سے آنسو کا ایک قطرہ بھی نہ بہہ پایا۔

"نہیں۔۔زندہ ہیں وہ۔۔زندہ رہنا ہوگا انہیں بھا بھی۔۔انہوں نے تو مجھ سے کہا تھا کہ وہ کسی کے ساتھ بھی ناانصافی نہیں ہونے دیں گی۔۔"وہ چیخ چیخ کر بولی تو زیبا اور سامعیہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

تابینہ نے معنی خیز نظروں سے روتے ہوئے اسے دیکھا۔

"اشش۔۔ چپ کر جاؤ۔۔مہر۔۔"علینہ نے اسے ہلاتے ہوئے کہا۔اس سے پہلے وہ کچھ اور بولتی جنت گھر کے مرکزی دروازے سے لاؤنج میں داخل ہوئی۔

تابینہ فوراً سے اٹھی اور اسے اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے اسے سنبھالا۔

انکا اپنا حال رو رو کر برا ہو چکا تھا۔لیکن پھر بھی وہ اسے سنبھال رہی تھیں۔ "سنبھالو خود کو۔۔ سنبھالو جنت۔۔۔اللہ کے کاموں میں کون دخل دے سکتا ہے میری بچی۔۔جیسے اسکی رضا۔۔ویسے ہم راضی۔۔"انہوں نے تسلی آمیز لہجے میں نہ صرف اسے تسلی دی بلکہ خود کو بھی تسلی دی۔

"اونچی آواز میں رونے سے گناہ ہو گا۔۔ ضرور رو۔۔ لیکن۔۔ صبر سے۔۔"

قسمت کی یہ کیسی ستم ظریفی تھی؟ جن کے سایے سے بھی وہ کبھی دور نہ ہوئی تھی، آج انکے اس دنیا سے چلے جانے سے پہلے ان سے مل ہی نہ پائی۔ نجانے کتنی باتیں تھیں، جو وہ ان سے کرنا چاہتی تھی مگر قسمت نے اسے موقع ہی نہ دیا۔

بعض اوقات انسان کتنا مجبور ہو کر رہ جاتا ہے؟ جن کے جانے سے جان جاتی ہے، انہیں اپنے ہاتھوں سے رخصت کرنا پڑتا ہے۔ یہی قدرت کا نظام ہے اور یہی قدرت کا فیصلہ۔۔

****

**

اماں بی کو اس دنیا سے گئے تقریباً دو روز ہو چکے تھے۔ اس بیچ وہ علینہ کے کہنے پہ مہر کے پاس ہی رکی۔

"خدارا! اسے رلانے کی کوشش کرو جینی۔۔ اس طرح سے۔۔"

"بھابھی۔۔ کیا کروں۔۔ میری کہی کوئی بات اس پہ اثر ہی نہیں کرتی۔۔" جینی کی اپنی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں۔

"بھابھی! وہ بالکل ٹھیک تو تھیں۔۔انکی حالت ایسی تو نہیں تھی کہ وہ اس دنیا سے ہی چلی جاتیں۔۔ ہمیں چھوڑ کر ہی چلی جاتیں۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تو علینہ نے اسے اپنے سینے سے لگا یا۔

سامعیہ نے دونوں کو کچن میں روتے دیکھا تو دونوں کے پاس آئیں۔

"سنبھالو خود کو۔۔۔اللہ کی یہی مرضی تھی۔۔" انکے الفاظ، انکے حلق میں ہی رہ گئے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو کر رہ گئے۔

"پچھلے دو دنوں سے اس نے روٹی کا ایک نوالہ بھی حلق سے نہیں اتارا۔۔پلیز ممانی جان! آپ جایئے نا اس کے پاس۔۔" وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

"رات میں تمہارے سامنے گئی تو تھی۔۔ لیکن وہ تو کسی سے بھی بات کرنے سے قاصر ہے ۔۔" انہوں نے اپنے آنسو صاف کیے اور فریج میں سے جوس کا کین نکالتے ہوئے گلاس میں ڈالا۔

"لایئے مجھے دیجیئے۔۔" شماز انکی باتیں سن کر کچن میں آیا اور انکے ہاتھ سے جوس کا گلاس پکڑتے ہوئے وہاں سے نکلا۔

"شماز۔۔آپ۔۔" علینہ نے سوالیہ انداز میں کہا تو وہ جاتے جاتے پلٹا۔

"لیٹ می ہینڈل دِس میٹر۔۔"

جنت نے علینہ کی طرف سوال کن نگاہوں سے دیکھا تو اس نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا کیونکہ سامعیہ کی موجودگی میں وہ اسے کچھ بتا بھی نہیں سکتی تھی

*******************_

وہ کمرے میں آیا تو وہ کھڑکی کی جانب منہ موڑے کھڑی، دھوپ کی شعاعوں کو خوب غور سے دیکھ رہی تھی۔ کھڑکی کہ پھیلی دھول کو وہ اپنی انگلی کی مدد سے دھیرے دھیرے صاف کر رہی تھی۔ وہ دروازے پہ ہی کھڑا رہا کہ شاید وہ رخ موڑے۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ تبھی اس نے دستک دی اور اندر آتے ہوئے جوس کا گلاس سائیڈ ٹیبل پہ رکھا۔ اسکے قدموں کی آواز وہ سن چکی تھی مگر دانستہ اس نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ آخر وہ اسکے قریب آیا۔ اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے کھڑکی سے پیچھے کرتے ہوئے کھڑکی کا پردہ آگے کر دیا، جس سے کمرے میں پھیلی دھوپ چھاؤں میں بدل گئی۔

"بیٹھو یہاں۔۔" اس نے اسے کرسی پہ بٹھایا اور خود دوسری کرسی اسکے سامنے رکھے، اسکے سامنے آ بیٹھا۔

اس نے اسے خوب غور سے دیکھا جس کی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں اور وہ مری مری سی حالت میں اسکے سامنے بیٹھی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کاٹ رہی تھی۔ آخر وہ کچھ سوچتے ہوئے اٹھا اور جوس کا گلاس میز پر سے اٹھاتے ہوئے اسکے پاس دوبارہ آیا۔

Clubb of Quality Content

اس نے جوس کا گلاس اسکے سامنے کیا تو اس نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔

"پیئو۔۔" وہ ذرا نرم لہجے میں بولا اور اسکے قریب بیٹھا۔

دوسری طرف وہ ٹس سے مَس نہ ہوئی۔

"جسٹ ڈرنک اِٹ۔۔" اب کے اسکے لہجے میں سختی تھی۔

اس نے نظر اٹھا کر یکبارگی میں اسے دیکھا اور جوس کا گلاس اسکے ہاتھوں سے پیتے ہوئے رو دی۔

شماز نے معنی خیز نگاہوں سے اسے خوب غور سے دیکھا۔ وہ جب جوس کا گلاس ختم کر چکی تو اس نے اسکے ہاتھ سے گلاس پکڑا۔

جنت اور علینہ دونوں اسکے کمرے کی جانب آئیں مگر دونوں میں ہونے والی گفتگو جوں ہی انکے کانوں میں پڑی تو وہ جاتے جاتے رکی۔

"کس بات پہ خاموشی ہے اب؟؟" وہ نارمل انداز میں سوالیہ بولا لیکن طنز صاف اور واضح تھا۔

"تم ہی چاہتی تھی کہ انہیں سب پتہ چل جائے۔۔ تو ہو تو گیا ہے۔ جو تم چاہتی تھی۔۔" وہ پھر سے بولا۔ "قتل کرنے والے اداس کب سے ہونے لگے؟" اب کے وہ پھٹ پڑا تھا۔

"قتل؟؟نہیں۔۔نہیں۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔ "آخر اسکی خاموشی ٹوٹی۔

"تم نے کچھ نہیں کیا تو پرسوں رات، انکے کمرے میں کیا کرنے گئی تھی تم؟؟"اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا تو وہ نظریں جھکا کر رہ گئی۔

"اب جھوٹ مت بولنا۔۔ "وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا شماز بھائی۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔"روتے روتے اسکی ہچکی بندھ چکی تھی۔

"تم نے کچھ نہیں کیا؟تم نے؟؟"وہ اپنا ہاتھ دباتے رہ گیا۔ "تو پھر کیا ہے یہ سب؟ کیا ہے؟؟"اس نے اپنی ایک پینٹ کی جیب سے ٹوٹی ہوئی چوڑی نکالی تو دوسری سے اسکے ہاتھ سے اس روز اتاری گئی چوڑیاں۔

"اب بھی کہو یہ تمہاری نہیں؟؟"وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

ان دونوں میں ہونے والی گفتگو سن کر باہر موجود علینہ اور جنت ششدر رہ گئیں۔دونوں نے گہری کھلی آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔شماز یہ کیسا انکشاف کر رہا تھا؟دونوں اندر ہی اندر خوف زدہ تھیں۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔۔میں نے تو صرف ان سے بات کی تھی۔۔انہیں صرف بتایا تھا جو آپ لوگوں نے میرے ساتھ کیا۔۔ میں کیوں قتل کروں گی انکا۔۔کیوں؟؟؟ " وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور وہ اسکے سامنے بیٹھا بے حسی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جنت نے چاہا کہ اندر جا کر معاملہ سنبھالے مگر علینہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر جانے سے اشارۃً روکا۔

"یہ قتل ہی ہے۔۔تم نہیں جانتی کہ تمہاری اس بیوقوفی سے کیا ہو گیا ہے؟ اماں بی! اماں بی نہیں رہیں اس دنیا میں۔۔ نجانے تم نے کس انداز میں ان تک ساری بات پہنچائی ہے کہ وہ یہ سب برداشت ہی نہیں کر پائیں۔" وہ چیخ چیخ کر بولا۔

"میں نے کچھ غلط نہیں کہا ان سے۔۔آپ شاہویز سے پوچھ سکتے ہیں۔۔وہ وہیں تھا تب۔۔" وہ بے اختیار، بناء سوچے سمجھے بولتی چلی گئی۔

شاہویز کے ذکر پہ اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ بھی کرسی پر سے اٹھی اور اسکے پاس جا کھڑی ہوئی جہاں وہ اس سے منہ پلٹ کر کھڑا تھا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔آپ شاہویز سے پوچھ سکتے ہیں۔۔ وہ وہیں تھا تب۔۔ ہم دونوں آپس میں بات کر رہے تھے تو انہوں نے ہمیں دیکھ لیا۔۔اور۔۔" وہ سسکی لیتے ہوئے بولی اور پھر سے رو دی۔

"شماز بھائی! مجھے آپکی قسم۔" اب کے شماز نے پلٹ کر اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی۔

اسکی آنکھوں سے زارو قطار آنسو بہہ رہے تھے۔ چاہتے ہوئے بھی وہ اسکے آنسو صاف نہ کر پایا۔

"آپ جانتے ہیں۔۔ میں آپکی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتی۔۔ جانتے ہیں بچپن میں کتنی دفعہ جنت مجھے آپکی قسم دے دیا کرتی تھی اور میں اسکی آئس کریم کو ہاتھ تک نہیں لگاتی تھی۔ اور جب آپکی قسم نہیں دیتی تھی تو میں اسکی آئس کریم چٹ کر جایا کرتی تھی۔" اس نے اسے بچپن کا وہ قصہ سنایا جو اسے بھی ابھی تک یاد تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مہر سے بہت حد تک اٹیچڈ تھا۔

آخر شماز کی آنکھوں کے کنارے بھی بھیگ گئے۔

"میں نے کچھ غلط نہیں کیا سوائے انہیں سچ بتانے کے۔۔ اور وہی واحد تھیں جنہیں میرے سچ پہ اعتبار بھی آگیا تھا۔۔ لیکن وہ۔۔ وہ کیسے؟ کیسے مجھے چھوڑ کر جا سکتی ہیں؟ انہوں نے تو کہا تو کہ وہ ناانصافی نہیں ہونے دیں گی۔۔۔ وہ میرے ساتھ ہیں۔۔ مگر۔۔"

اسکی حالت دیکھ کر شماز نے اسکے سر پہ ہاتھ دیا۔

"میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ تمہارا بھائی تمہارے ساتھ ہے۔۔ پھر بھی تم نے؟؟ " وہ دکھ سے بولا۔ " تم نہیں جانتی کہ گھر والوں میں سے کسی کو اس بات کی بھنک بھی پڑ گئی تو کیا کہرام برپا ہو گا؟"

ابھی وہ دونوں بات کر ہی رہے تھے کہ ٹی وی لاؤنج میں سے ندیم صاحب کی زوردار آواز سے پورا گھر ہل کر رہ گیا۔

علینہ اور جنت دونوں فوراََ سیڑھیوں کی جانب بھاگیں، جہاں سے نیچے ٹی وی لاؤنج کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

انکی زوردار آواز سن کر وہ بھی ہل کر رہ گیا۔ وہ فوراََ باہر کی جانب بھاگا۔ مہر بھی اسکے ساتھ پیچھے پیچھے آئی۔

"تم سچ بتاؤ گے یا میں خود اگلواؤں تمہارے منہ سے؟؟" وہ اسکا گریبان پکڑے بولے تو سامعیہ نے انہیں ایسا کرنے سے روکا۔

نعیم اور زیبا نے بھی آگے بڑھتے ہوئے معاملے کی نزاکت کو سمجھنا چاہا۔

"ایسا بھی کیا ہو گیا ہے؟ جوان بچہ ہے۔ اسکے ساتھ کس قسم کا سلوک کر رہے ہیں آپ؟؟"

انہوں نے تنبیہی انداز میں انگلی سے انہیں دور رہنے کا اشارہ کیا۔ انکی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ جبھی سامعیہ نے ان سے پیچھے ہو جانے میں ہی اپنی خیریت جانی۔

"بھائی صاحب! کیا ہو گیا ہے؟ اماں بی کو گئے ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟ کہ آپ نے گھر کا ماحول۔۔" آخر تابینہ نے بولنے کی جسارت کی۔

"یہی مجرم ہے اس گھر میں برپا ہوئی قیامت کا۔۔" انکی بات سن کر گھر کے تمام افراد ششدر رہ گئے۔

اسکا گریبان ابھی تک انکے ہاتھوں کی گرفت میں تھا۔ جس سے اسکی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔

"آج کوئی اس کی طرف داری نہ کرے۔۔ تابینہ تم بھی نہیں۔۔۔" انہوں نے تابینہ کو دور رہنے کا کہا۔

انکی آنکھیں اسے مزید خوف دلا رہی تھیں، تبھی اس نے اپنے قدم پیچھے کی طرف کھسکا لیئے۔

"اس کی وجہ سے۔۔ اسکی وجہ سے میری ماں۔۔" انہوں نے ایک ہی جھٹکے سے اسکا کالر چھوڑا جو انکے ہاتھوں کی گرفت میں تھا۔ وہ زمین پہ جا گرا۔ لاؤنج میں موجود صوفے کی نکڑ اسکے ماتھے پہ جا لگی، جس سے اسکے ماتھے پر سے خون بہنے لگا۔ مگر وہ پھر بھی خاموش تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شماز سیڑھیاں اترتا ہوا فوراً نیچے آیا۔ "ابا۔۔ابا۔۔۔کیا ہو گیا ہے آپ کو؟" وہ ندیم صاحب سے بولا۔

"پاگل ہو گیا ہوں میں۔۔میری اس نالائق اولاد نے پاگل کر دیا ہے مجھے۔۔پاگل۔۔" وہ کڑھے سخت لہجے میں بولے۔

وہ شاہ ویز کے قریب آیا جو زمین پہ بیٹھے خاموشی سے اس سے التجا کر رہا تھا۔

"ابا۔۔ آخر ایسا کیا ہو گیا ہے جو آپ اس طرح سے؟؟" وہ اس کے پاس سے اٹھا اور دوبارہ ندیم صاحب کے سامنے آکھڑا ہوا۔

"اس سے پوچھو۔۔پوچھو اس سے ؟ آخر ایسا کیا کہا اس نے میری ماں سے کہ وہ۔۔" وہ چیخ کر بولتے ہوئے رو دیئے۔

Clubb of Quality Content

قسط نمبر 19

●میلوں کا فاصلہ

اس سے رہا نہ گیا۔آخر وہ بھاگتے ہوئے سیڑھیاں اتری۔"اسے کیوں کوس رہے ہیں اب؟؟

"وہ جارحانہ انداز میں بولی تو سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"آپ سب جانتے تو تھے۔۔"اسکی ذو معنی بات پہ نعیم صاحب نے آنکھیں گول کرتے ہوئے اسے دیکھا اور اسکی بات کو سمجھنا چاہا۔"اسے کچھ کہنے سے پہلے یہ سوچ لیجیئے گا کہ سچ آپ بھی جانتے تھے۔۔"

وہ ان کے سامنے کھڑی دھمکانا انداز میں بولی تو نعیم صاحب نے اسے خوب جھاڑا۔

"تایاابا ہیں تمہارے۔۔ تمیز سے بات کرو۔۔اور یہ اتنی بے باکی سے کس سچ کی بات کر رہی ہو تم؟"وہ کافی دنوں بعد اس سے ہمکلام ہوئے تھے۔ جس پر وہ زخمی انداز میں مسکرادی۔

"پاپا۔۔آپ پوچھیئے ان سے۔۔ یہ بتائیں گے آپ کو سچ۔۔بتایئے تایاابا۔۔" وہ انکے قریب جاکر ذرا بے خوف ہو کر بولی تو شماز نے اسے خوب گھور کر دیکھا۔ جواباََ ندیم صاحب خاموش رہے۔

"آپ جانتے بھی تھے کہ نہ میں اس سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔۔اور نہ ہی یہ۔۔ پھر بھی آپ نے۔۔"اسکے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہے، کہ نعیم صاحب نے زوردار تھپڑ اسکے منہ پہ رسید کیا۔

"چٹخ۔۔۔" پورے لاؤنج میں تھپڑ کی زوردار آواز گونجی۔ جنت اور علینہ دونوں بھاگی بھاگی نیچے آئیں۔

"تم اتنی بے باک کب سے ہو گئیں؟ تایاابا ہیں تمہارے۔۔تایاابا۔۔"

تھپڑ پڑتے ہی اسکا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا۔اس نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا،جوانکے تھپڑ سے لال سرخ ہوچکا تھا۔

"نعیم۔۔۔کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ ہٹو پیچھے۔۔"ندیم صاحب نے انہیں اس سے دور کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھائی جان! کس سچ کی بات کر رہی ہے آخر یہ؟ بتائیے مجھے؟؟"نعیم صاحب کے سوال پہ انکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

انہوں نے ایک نظر سامعیہ کو دیکھا،جو انہی کی طرف نظریں گاڑھے ہوئے تھی۔

"یہ نہیں بتائیں گے۔۔ان میں ہمت ہی نہیں ہے۔۔ "مہر روتے ہوئے بولی۔

"تایا ابا۔۔خدا کے لیئے۔۔خدا کے لیئے۔۔ابا کو بتائیے کہ میں نے انکی عزت کو پامال نہیں کیا۔۔ خدا کے لیئے۔بتائیے۔۔"وہ انکے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے گڑگڑا رہی تھی۔

انہوں نے نعیم صاحب کو نظریں چراتے ہوئے دیکھا جو ان سے جواب کی آس لگائے ہوئے تھے۔

"مہر۔۔۔پاگل ہو گئی ہو تم؟؟ ہوش میں آؤ۔ابا کو کیوں بیچ میں لا رہی ہو تم؟ "شماز نے اسے شانوں سے پکڑتے ہوئے خوب جنجھوڑا۔

"ہاں ہو گئی ہوں پاگل۔۔آپ سب نے پاگل کر دیا ہے مجھے۔۔ آپ سب ذمہ دار ہیں اماں بی کی موت کے۔۔آپ سب کی اصلیت برداشت نہیں کر پائیں وہ۔۔"وہ بے اختیار بولتی چلی گئی۔اور وہ سب بول گئی،جس سے اسے شماز نے منع کیا تھا۔

ندیم صاحب کا ماتھا ٹھنکا۔ انہوں نے شاہ ویز کو معنی خیز نگاہوں سے گھورا جو ان سے نظریں چرا رہا تھا۔

"کیسی اصلیت؟ کیا ہے آخر ہماری اصلیت؟ سن رہی ہو زیبا؟ یہ ہے تمہاری تربیت۔۔"

انہوں نے زیبا کو آنکھیں نکالیں جو دور کھڑی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"جی چاہتا ہے کہ ابھی اور اسی وقت۔۔" اس سے پہلے وہ اسکے قریب آکر اس پہ دوبارہ سے ہاتھ اٹھاتے، شاہ ویز تیزی سے آگے بڑھا۔

"بس چچا جان۔۔ بس۔۔" اس نے پوری قوت سے انکا ہاتھ پکڑا جس پہ وہاں موجود سبھی لوگ ہکا بکا رہ گئے۔

"آخر سمجھتے کیا ہیں آپ؟ بیٹی ہے یہ آپ کی۔۔ بیٹی۔۔" وہ چیخا تھا۔

"اگر وہ کچھ کہنا چاہتی ہی ہے تو سن کیوں نہیں لیتے آپ لوگ؟ ہر کوئی اپنی الگ پنچائیت لگائے بیٹھا ہے۔۔ اور رہی بات اماں بی کی تو۔۔ ہاں۔۔ میں نے بتایا تھا انہیں سب۔۔ میں نے۔۔" وہ اونچا اونچا بولا۔

"پھپھو۔۔ وہ تو آپ کے ساتھ کیئے گئے ظلم کو لے کر بھی خود کبھی معاف نہیں کر پائیں۔۔" اب کے وہ تابینہ کے قریب آیا۔

"انہیں جب علم ہوا کہ وہ سب ایک بار پھر سے دہرایا گیا ہے، جو آپ کے ساتھ ہوا تو بہت دکھی تھیں وہ۔۔ بہت دکھی۔۔" اس نے اپنی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں کو صاف کیا۔

اسکی ایک ایک بات پہ سارے گھر والے رو رہے تھے۔

"مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ سچ انکی جان لے لے گا۔۔" اس نے خود کو ضبط کیا اور مزید بولا۔

مہر نے اسے حیران کن نگاہوں سے دیکھا جو اسکا کیا دھرا سب اپنے سر لے رہا تھا۔ اس نے چاہا کہ وہ کچھ کہے، لیکن کچھ بھی بول نہ سکی۔

"آپ کے نزدیک سچ چھپانا گناہ ہے۔۔ لیکن مجھے نہیں لگتا کہ میں نے کوئی گناہ کیا ہے۔۔ گناہ تو یہ ہے کہ اسے زبردستی آپ سب نے میرے نام سے منسوب کیا ہے۔۔" اشارہ صاف مہر کی جانب تھا۔

یہ شاہ ویز ہے؟ جنت کی آنکھوں کو یقین نہیں آرہا تھا۔ ایسا ہی کچھ حال مہر اور گھر کے باقی افراد کا تھا۔

ندیم صاحب کا چہرہ غصے سے بھر گیا۔

"تو نکاح کو تم گناہ کہتے ہو؟" وہ اس پہ دھاڑے۔

"گستاخی معاف ابا۔۔ جیسا آپ نے کیا ہے وہ گناہ ہی ہے۔۔" آخر اس نے صاف لفظوں میں کہنے کی جسارت کی۔

"یار کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔" سارا معاملہ ہی شماز کی سمجھ سے باہر تھا۔

ندیم صاحب جو اسکی ایک ایک بات کو بمشکل ہی ضبط کر رہے تھے، آخر اسکے قریب آئے۔

"تو تمہیں احساس ہو گیا کہ تم نے غلط کیا؟" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوالیہ بولے۔

"مجھے تو احساس تھا ہی۔۔ لیکن آپ کو تو اب بھی احساس نہیں ہو رہا۔۔" وہ بے خوف و خطر بولا۔

"جی چاہتا ہے تمہاری جان لے لوں۔۔" وہ اپنی مٹھی کو دباتے ہی رہ گئے تبھی وہ آگے بڑھی۔

"بس بہت ہو گیا تایا ابا۔۔ بس کریں۔۔ اب نہ تو کوئی اس پہ ہاتھ اٹھائے گا۔۔ اور نہ ہی مجھ پہ۔۔" اب کے اس کے انداز میں وارننگ تھی۔ وہ انکے سامنے، اسکے لیئے ڈھال بن کر کھڑی تھی، جس پہ شاہ ویز بناء آنکھوں کو جھپکائے اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

ہر طرف گہری خاموشی تھی۔ چند سیکنڈ بعد سامعیہ کی آواز سے لاؤنج کا سکوت ٹوٹا۔

"علینہ۔۔ اندر لے کے جاؤ اسے۔۔" انہوں نے حکمیہ انداز میں اسے مہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے علینہ آگے بڑھتی، نعیم صاحب بولے۔

"ہاں تو ہو گیا فیصلہ۔۔"

انکی بات پہ زیبا کا سانس خشک ہو کر رہ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیسا فیصلہ ؟" اس کے ہونٹ کپکپانے لگے۔کیونکہ وہ جانتی تھی کہ نعیم صاحب غصہ میں کوئی بھی فیصلہ لے سکتے ہیں۔

"جس کی طرف داری کر رہی ہے،اسکے ساتھ جائے۔۔"انکی ذو معنی بات پہ سبھی کے ماتھے پہ پریشانی کی شکنیں واضح ہوئیں۔

انہوں نے ندیم صاحب کو دیکھا اور نظروں ہی نظروں میں انہیں گزشتہ رات ہوئی بات پہ عمل کا کہا۔

"ان دونوں کو فیصل آباد والے گھر میں شفٹ کر دیں۔۔ مہر کو دیکھنا میرے لیئے کسی اذیت سے کم نہیں۔۔"ان کے ذہن میں اپنے بھائی کے کہے گئے الفاظ گونجے۔

وہ فوراََ سے کمرے میں گئے تو سب کا تجسس مزید بڑھا۔سامعیہ کا تو کلیجہ منہ کو آگیا۔

"شماز۔۔روکو اپنے ابا کو۔۔ کہیں یہ۔۔۔"خوف کے مارے اسکے ماتھے پہ پسینہ آنا شروع ہو گیا تھا۔

اس سے پہلے شماز انکے پیچھے جاتا،وہ کمرے سے باہر آئے۔انکے ہاتھ میں موجود پیپرز کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔

انہوں نے وہ کاغذات اسکے منہ پہ پھینکے۔"لو اٹھاؤ یہ۔۔اور چلے جاؤ یہاں سے۔۔"وہ حکمیہ انداز میں بولے۔

زمین پہ کاغذات گرے ہی تھے، کہ تابینہ کے سامنے ماضی کی جھلکیاں گردش کرنے لگیں۔

اس سے یہ سب برداشت نہیں ہو پارہا تھا، تبھی وہ وہاں سے بھاگتے ہوئے آناً فاناً غائب ہو گئی تھی۔

"پوپھو۔۔۔"علینہ نے اسے جاتا دیکھا تو زیرِلب اسے پکارا مگر وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

****

اس نے اسے فوراً کال کی۔ کوئی تین چار مرتبہ کال کرنے کے بعد اس نے کال ریسیو کی اور اسپیکر پہ ڈال دی۔

"جی۔۔ کیسی ہو؟" وہ آفس میں کام کررہا تھا۔اور سجیل اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"راحت۔۔۔ مجھے لینے آجائیے۔۔" وہ اس سے فون پہ بات کرتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"کیا ہوا؟ تم ٹھیک تو ہو؟" اسکی آواز سن کر اسکا دل دہل کر رہ گیا۔

سجیل جو کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا، سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"نہیں۔۔۔ میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔ شاید میں مر جاؤں گی۔۔" اسکی ہچکی بندھ چکی تھی۔

"تابینہ۔۔ سنبھالو خود کو۔۔۔ جانتا ہوں۔۔انکے جانے کا تمہیں بہت دکھ ہے۔۔ لیکن اللہ کی مرضی کے آگے انسان بے بس ہوتا ہے۔۔"اس نے اسے سمجھانا چاہا۔

"راحت۔۔۔ایک بار پھر سے وہ سب دہرایا جا رہا ہے۔۔" وہ سسکیاں لیتے ہوئے بولی۔

"کیا مطلب؟ کیا دہرایا جا رہا ہے؟"اسکا دل بند ہونے کے قریب تھا۔

"مہر کے ساتھ۔۔۔" وہ اتنا ہی بول پائی تھی۔

"کیا ہوا مہر کو؟ آپیہ؟؟" اس سے پہلے راحت بولتا، سجیل نے ہڑبڑاتے ہوئے پوچھا۔

"سجیل۔۔۔" اس نے اسکا نام لیا اور اسے ساری بات واضح طور پہ بتائی۔

فون اسپیکر پہ ہونے کے باعث، دونوں تک ایک ایک بات صاف پہنچ رہی تھی۔

اس سے پہلے، اسکی بات مکمل ہوتی، سجیل اسکے پاس سے اٹھا اور وہاں سے چل دیا۔

"سجیل۔۔رکو۔۔۔سجیل۔۔۔کہاں جا رہے ہو تم؟؟" اس نے فوراً سے فون رکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"رکو۔۔۔ سجیل۔۔۔" وہ اپنے آفس سے باہر نکل کر بولا۔

وہ جاتا جاتا رکا۔

سارا اسٹاف دونوں کو الجھتے ہوئے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بھائی پلیز۔۔آج مجھے مت روکیئے۔۔پلیز۔۔۔" وہ پلٹ کر، اسے دیکھ کر بولا۔

اس نے اسٹاف کو دیکھا اور ذرا آہستہ آواز میں اسے سمجھاتے ہوئے تنبیہی انداز میں بولا۔

"سجیل۔۔تم وہاں نہیں جاؤ گے۔۔سنا تم نے۔۔

"اسے میری ضرورت ہے بھائی۔۔میں اسکے ساتھ یہ سب نہیں ہونے دے سکتا۔۔"

"کیا لگتے ہو تم اس کے؟ کس حق سے جاؤ گے تم؟ لگتی کیا ہے وہ تمہاری؟؟" اس نے اسے خوب جھاڑا۔

"بھائی۔۔کم از کم آپ تو۔۔" وہ تڑپ کر بولا۔ "خیر۔۔" وہ دکھ سے بولتے ہوئے اسکے سامنے سے آناً فاناً غائب ہو گیا۔

اسکے نکلتے ہی راحت اسکے پیچھے پیچھے گیا۔اس نے اپنی گاڑی نکالی اور اسکی گاڑی کے پیچھے دوڑا دی۔

"پاگل ہو گیا ہے یہ لڑکا۔۔۔" وہ تیزی سے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اسکی گاڑی کے پیچھے جانے لگے۔

دوسری طرف وہ ایک سو بیس کی اسپیڈ پہ گاڑی چلاتے ہوئے مین روڈ پہ گاڑی کسی ہوائی جہاز کی طرح بھگا رہا تھا۔

****

*

"ابا۔۔مجھے یہ سب نہیں چاہیئے۔۔"اس نے زمین پہ گرے کاغذات کی طرف اشارہ کیا۔

"ابا۔۔آج اگر میں نے سچ بولنا چاہا تو آپ نے میرا ساتھ نہیں دیا۔۔"وہ بے پناہ اذیت سے بولا۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔۔"انہوں نے خود کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ؟میرے شاہ ویز کو مجھ سے دور کیوں کر رہے ہیں آپ؟ "آخر وہ ماں تھی،کہاں چپ رہ سکتی تھی؟

"اگر اس گھر میں کسی کو بھی اسکی طرف داری کرنی ہے تو اسکی بھی اس گھر میں جگہ نہیں۔۔" انہوں نے دو ٹوک الفاظ میں کہا تو سب ششدر ہو گئے۔

اس نے زمین پہ بکھرے کاغذات کو اٹھایا اور انہیں ایک ساتھ اکٹھا کرتے ہوئے،انکے قریب آیا۔

"آپ کا یہ سب کچھ آپکو ہی مبارک۔۔آپ نے شاید انہیں نہیں دیکھا تھا۔۔میں نے محسوس کیا تھا،انکی آنکھوں میں چھپا درد۔۔ جو جرات وہ مجھے دے کر گئی ہیں میں کم از کم اب اس سے بھاگ نہیں سکتا۔۔"اس نے کاغذات انکے سامنے کیے،لیکن وہ جوں کے توں کھڑے رہے۔آخر اس نے کاغذات سامنے میز پر رکھے اور اپنی ماں کے قریب آیا۔

"امی۔۔"وہ انکے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیئے بولا۔

"رو کیوں رہی ہیں؟آپ یہی تو چاہتی تھیں کہ میں سچ کا سامنا کروں۔۔"اس نے انکی آنکھوں کو صاف کیا جس سے زارو قطار آنسو بہہ رہے تھے۔

"تو دیکھیئے۔۔وہی کر رہا ہوں۔۔جیسا آپ چاہتی ہیں، ویسا ہی بنوں گا۔۔آج یہ سب چھوڑ کر اپنی مرضی سے جا تو رہا ہوں۔۔ لیکن مجھے ایک بات کی تسلی تو رہے گی کہ میری ماں مجھ سے خوش ہے۔۔"وہ انکے گلے لگ کر خوب رویا۔

"ابا۔۔کیا کر رہے ہیں آپ؟ ابا ایسا مت کیجیئے۔۔"شماز کی بات پہ انہوں نے اپنی غصہ سے بھری، گہری لال آنکھیں اسے دکھائیں۔

اس نے سامعیہ کو بمشکل ہی چپ کروایا اور پھر ہاتھ جوڑتے ہوئے جنت کے سامنے آکھڑا ہوا۔اس نے چاہا کہ وہ کچھ کہے، لیکن مارے ندامت کے اسکے منہ سے کچھ بھی نہ نکل سکا۔

جنت نے آنسوؤں سے بھری آنکھیں لیئے اسے دیکھا اور اسکے قریب آئی۔

"مہر کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ۔۔"وہ ذرا آہستہ آواز میں بولی۔

اسکی بات پہ وہ چونکا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔۔"ندیم صاحب مکرر بولے تو وہ اس سے تھوڑا پیچھے کو ہولی۔

اس نے پلٹ کر انہیں دیکھا، جواب کے اس سے منہ پلٹ کر کھڑے تھے۔اس نے انکے قریب جانا چاہا۔ لیکن چاہ کر بھی انکے سامنے خود کو اور ذلیل کرنے کی جسارت نہ کر سکا۔اس کے پاؤں گھر کے مرکزی دروازے کی جانب چل پڑے۔

"تایا ابا۔۔ کس بات سے ڈر رہے ہیں؟ اپنے بھائی کی نظروں میں گرنے کا خوف ہے آپکو؟ تو بے فکر رہیئے۔۔ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔ لیکن۔۔" مہر نے پھر سے اپنی سی کوشش کی۔

نعیم صاحب کے بولنے پہ اسکی بات ادھوری ہی رہ گئی۔"اپنے ساتھ اسے بھی لے جاؤ۔۔۔" ابھی وہ گھر کے مرکزی دروازے کے پاس ہی پہنچا تھا کہ انکے الفاظ اسکے کان میں پڑے۔

اسکی آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔

"پاپا۔۔" وہ زیرِ لب بولی۔

شاہ ویز نے فوراََ پلٹ کر دیکھا۔اس کا پہلا دھیان ہی جنت پہ پڑا جو التجائیہ انداز میں اسے مہر کو اپنے ساتھ لے جانے کو کہہ رہی تھی۔

آخر وہ اسکی محبت تھی۔وہ محبت جسے اس نے بے پناہ چاہا تھا۔آج وہ اس سے اپنی بیسٹ فرینڈ کے لیئے التجا کر رہی تھی۔

اس نے ایک لمحے کے لیئے اپنے رکے ہوئے قدموں کو دیکھا مگر پھر تیزی سے اسکی جانب بڑھا تو وہ حیران رہ گئی۔

"پاپا۔۔مجھے نہیں جانا کہیں۔۔ پاپا۔۔" وہ بھاگی بھاگی انکے پاس گئی تو وہ اس سے منہ پھیر کر کھڑے ہو گئے۔

"شماز بھائی۔۔"اب کے وہ اس کے قریب آئی تو اس نے دکھ بھرے لہجے سے اسے دیکھا اور اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

"علینہ۔۔جاکر اماں بی کی چادر لے آؤ۔۔"

"بھائی! آپ بھی۔۔۔" وہ اسکے سامنے گڑ گڑائی۔

تھوڑی سی دیر کے بعد ہی وہ اسکے لیئے اماں بی کی چادر لے آئی۔جسے اس نے شماز کے ہاتھ میں پکڑا یا۔

اس سے پہلے شماز وہ چادر اسے دیتا،اس نے آخری کوشش کرنا چاہی۔

"امی۔۔۔مجھے روک لیجیئے۔۔۔امی۔۔" وہ زیبا کے پاس آئی۔

زیبا نے اسکے بکھرے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے ٹھیک کیا اور اسکا ماتھا چوما۔

"چلی جاؤ یہاں سے۔۔" وہ ذرا تحکم سے بولیں۔انکی آنکھوں میں دکھ ہی دکھ تھا۔

انکا فیصلہ سنتے ہوئے،اسکے قدم ان سے پیچھے کی طرف ہونے لگے۔ساری دنیا ہی اسکے خلاف ہو جاتی،تو وہ جی لیتی۔۔لیکن اسکی سگی ماں نے،اسے وہاں سے جانے کا حکم دے دیا۔

"یہاں کوئی میرا نہیں ہے۔۔کوئی بھی نہیں ہے۔۔" آخر اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔

شماز اس کے قریب آیا اور اسکے سر پر اماں بی کی بڑی سی چادر اوڑھاتے ہوئے رو پڑا۔

"ایک دن تھا، تمہارے اسی بھائی نے سرخ دوپٹہ تمہارے سر پر اوڑھتے ہوئے تمہیں سدا سہاگن رہنے کی دعا دی تھی۔۔اور آج۔۔اماں بی کی چادر تمہارے سر پر دے کر تم سے اس بات کا وعدہ مانگ رہا ہوں کہ تم انکی اس چادر کی ہمیشہ لاج رکھو گی۔۔" اسکا سانس پھول سا گیا تھا۔کانپتے ہاتھوں سے اس نے انکی چادر اسکے سر پہ اوڑھا دی۔اور اسکا ہاتھ شاہ ویز کے ہاتھ میں دے دیا۔

"اسکا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا۔۔" اس نے شاہ ویز سے کہا، جس کے ہاتھ میں اسکا ہاتھ تھا۔

"مجھے نہیں جانا۔۔مجھے نہیں جانا۔۔"وہ بار بار اسی بات کی تکرار کر رہی تھی۔

"تسلی رکھو۔۔" جنت اسکے قریب آئی اور اسکے گلے لگتے ہوئے مزید بولی۔ "اب یہی تمہارا سب کچھ ہے۔۔"

اسکے بارے میں اسکی رائے کا تبدیل ہونا دیکھ کر اسکی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس سے پہلے وہ اس سے کچھ کہہ پاتی نعیم صاحب کی زوردار آواز دوبارہ سے گونجی۔

"لے جاؤ اسے۔۔"

شاہ ویز نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا۔اس سے پہلے وہ کسی سے مل پاتی، وہ اسے آناً فاناً وہاں سے لے کر غائب ہو گیا۔

اسکے جاتے ہی نعیم صاحب، ندیم صاحب کے قریب آئے۔

"میں معافی چاہتا ہوں۔۔جو آج اس نے بد تمیزی کی۔۔"وہ معذرتانہ انداز میں بولے تو جنت ندیم صاحب کے قریب گئی۔

اسکے اندر آگ لگ چکی تھی۔

"ماموں جان۔۔دکھ نہیں ہوا آپ کو؟" اسکے لہجے میں طنز واضح تھا۔

دونوں نے نظریں گھما کر اسے دیکھا۔

"گستاخی معاف۔۔ آپ نے اپنے بھائی کا رشتہ بچایا ہے۔۔لیکن اس سب میں، ان دونوں کا انسانیت پر سے اعتبار آپکی وجہ سے ضرور اٹھ گیا ہے۔۔"

نعیم صاحب نے معنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"مت دیکھیئے مجھے ایسے۔۔آپکی سوالیہ نظروں کا کوئی جواب نہیں میرے پاس۔۔سچ کیا ہے ؟یہ اب ماموں جان اپنے منہ سے ہی آپکو بتائیں گے۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ بولتے، اس نے مزید اپنی بات جاری رکھی۔

"بے فکر رہیئے۔۔مجھے نکالنے کے لیئے آپکو حکم نامہ جاری نہیں کرنا پڑے گا۔۔ویسے بھی میرا یہاں اب کوئی نہیں رہا، جو میں یہاں رکوں گی۔۔" اسکی ایک ایک بات میں طنز تھا۔

اس نے اتنا کہا اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کمرے میں آگئی۔ علینہ بھی بھاگی بھاگی اسکے پیچھے آئی۔

سامعیہ فوراََ زیبا کے قریب گئی اور اسے گلے سے لگاتے ہوئے حوصلہ دیا۔

"بھابھی۔۔ میری بیٹی۔۔ ایسے حالات میں، ایسے رخصت ہوگی میں نے سوچا نہیں تھا۔۔ کتنا ارمان تھا مجھے اسے دلہن بنا دیکھنے کا۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

جنت کی ایک ایک بات ندیم صاحب کے لیئے اذیت سے کم نہ تھی، تبھی انہوں نے اسے سب سچ بتانے کا فیصلہ کیا۔ "نعیم۔۔ سچ یہ ہے کہ۔۔ وہ گھر سے بھاگی ضرور تھی لیکن۔۔"

جوں ہی انہوں نے لب کھولے ہی تھے کہ نعیم صاحب تڑپ کر بولے۔

"کوئی کچھ بھی کہے۔۔ لیکن مجھے آپ پہ اعتبار ہے بھائی۔۔ اماں بی کو تو ہم کھو چکے ہیں، لیکن اب میں آپکو کھونا نہیں چاہتا۔۔" انکے الفاظ سن کر انکے کھلے لب ہمیشہ کے لیئے بند ہو کر رہ گئے۔

انکے ادھورے لفظ پاس کھڑے شماز کو بے چین کر گئے تھے۔ وہ اسکے آگے کا سچ جاننا چاہتا تھا۔ لیکن کے آگے کی حقیقت کیا ہے؟ یہ جاننا اب اسکے لیئے بہت ضروری ہو گیا تھا۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے گاڑی اسکی گاڑی کے سامنے روکی تو سجیل کو یکدم بریک لگانا پڑی۔وہ تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی گاڑی سے نکلا اور اسکی گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اس پہ چیخا۔

"پاگل ہو گئے ہو تم؟ کس راستے کی طرف نکل پڑے ہو تم؟؟" وہ اسٹیرنگ پہ ہاتھ رکھے، سر کو جھکائے ہوئے بیٹھا تھا۔

"سجیل۔۔ وہ اسکے گھر والے ہیں۔۔وہ اسکے ساتھ سیاہ کریں یا سفید؟ ہم لوگ ان کے کسی معاملے میں نہیں پڑ سکتے۔۔" اب کے وہ ذرا نرمی سے بولا۔

"بیسٹ فرینڈ ہے وہ میری۔۔اسے میری ضرورت ہے بھائی۔۔" اس نے نظریں اٹھاتے ہوئے،ان سے بات کرنے کی جسارت کی۔

"اس نے مانگی تم سے ہیلپ؟؟" راحت کو اسکی بات پہ واقعی غصہ آگیا تھا۔

"کیا یہ شرط ہے کہ جب دوست ہیلپ مانگے تو ہی اسکی ہیلپ کی جا سکتی ہے؟" ان کے غصہ کے پیشِ نظر وہ ذرا سکون سے بولا۔

اسکے سوال پہ وہ جز بز ہو کر رہ گیا۔

" سجیل۔۔ سنبھالو خود کو۔۔کیوں اپنی اور اسکی زندگی مشکل بنا رہے ہو؟؟اس طرح سے تو تم ان لوگوں کا شک اور پکا کر دو گے کہ واقعی وہ تمہارے ساتھ۔۔۔"اسکی ادھوری بات صاف مطلب بیان کر رہی تھی۔

"مجھے اس رات ہی، اسے وہاں اکیلے نہیں چھوڑنا چاہیئے تھا۔۔ اسکے ساتھ بھی تو وہی سب ہو رہا ہے جو سب آپیہ کے ساتھ ہوا۔۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اب کہ اماں بی کے بیٹوں کے دماغوں میں خناس بھر گیا ہے۔۔ عزت کی بات کرتے ہیں یہ کمینے لوگ۔۔۔ اپنی بیٹیوں پہ اعتبار تو ان کو ہے نہیں۔۔ عزت بھلا کہاں دیں گے اسے۔۔" اس نے گاڑی کے شیشے پہ زور سے ہاتھ مارا۔

"سجیل۔۔ " وہ تڑپ کر بولے۔

"میں جانتا ہوں کہ وہ تمہاری دوست ہے۔۔ مگر اب۔۔اب وہ کسی کی بیوی ہے۔۔۔ اسے تمہاری ضرورت ہو گی بھی تو وہ کبھی تم سے ہیلپ نہیں مانگے گی۔۔"انہوں نے اسے سمجھایا۔

"بھائی۔۔آپیہ کی حالت آپکے سامنے ہے۔۔توسوچیئے مہر پہ کیا بیت رہی ہو گی؟ کیا اسکے گھر میں ایک بھی مرد نہیں جو اسکا ساتھ دے سکے؟"

بلاشبہ اسکی ایک ایک بات سچ تھی، لیکن اس وقت اسکا وہاں جانا بہت سی جانوں کو عذاب میں ڈال سکتا تھا۔

****

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جی چاہتا ہے اسی ٹیکسی سے کود کر اپنی جان دے دوں۔۔"وہ زیرِ لب خود سے بولی۔اسکے کہے الفاظ اس تک صاف پہنچ گئے تھے۔ تبھی اس نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔

"چھوڑو میرا ہاتھ۔۔" وہ ٹیکسی میں اسکے برابر میں بیٹھی،اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی جو اسکے ہاتھ کی گرفت میں تھا۔

"مجھے تمہارے ساتھ کہیں نہیں جانا۔۔ چھوڑو مجھے۔۔"وہ پھر سے بولی۔

ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی کے سامنے والے شیشے سے دونوں کو الجھتے ہوئے دیکھا۔"باجی کوئی مسئلہ ہے؟ " آخر اس نے خدمتِ خلق کو اپنا فرض سمجھا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔یہیں سائیڈ پہ اتار دیجیے۔۔" اس نے اسے گھورا تو اس نے زور آزمائی بند کی۔

ٹیکسی سے اترتے ہی اس نے اسکا ہاتھ چھوڑا۔اور ٹیکسی والے کو کرایہ دیا۔

"تم اس کو بھگا کر لے کر جا رہا ہے صاحب؟" اس نے اسے بقیہ پیسے واپس دیئے۔

اسکا سوال سن کر اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔اسکے ساتھ کھڑی مہر نے ٹیکسی ڈرائیور کو خوب غصہ سے دیکھا تو اس نے اس پر سے اپنی نگاہیں ہٹائیں۔

اس نے بقیہ رقم اس سے پکڑی اور وہاں سے نکلنے کی کی۔

بس اسٹیشن پہ پہنچ کر اس نے گاڑی کی ٹکٹیں لیں۔

"خدا کے لیئے۔۔ایسے بیہیونہ کرو۔۔کم از کم فیصل آباد جانے تک تو۔۔" وہ اس سے التجائیہ انداز میں بولا۔

"مجھے کہیں نہیں جانا پلیز۔۔" اب کے اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر اسے بے چارگی سے دیکھا۔

"تو کہاں جاؤ گی؟؟" اس سے پہلے وہ اس سے کچھ کہتی،دو پولیس اہلکاران کے پیچھے آ کھڑے ہوئے۔

"کون ہو تم دونوں؟ کہاں جا رہے ہو؟" انکی بارعب آواز سن کر وہ خوفزدہ ہو کر رہ گئی۔

"فیصل آباد جا رہے ہیں۔۔" اس نے بے خوف ہو کر،پر اعتمادی سے جواب دیا۔

"آپس میں کیا رشتہ ہے تم دونوں کا۔۔"

"بیوی ہے یہ میری۔۔" اس نے صاف الفاظ میں کہا۔

"نکاح نامہ دکھاؤ۔۔" اس کے سوال پہ مہر کو اس پہ شدید غصہ آیا۔

"نکاح نامہ لے کر کون پھرتا ہے؟" اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"اس بس اسٹیشن میں ہمارے علاوہ اور بھی بہت سے ہیں۔۔ان سے چھان بین کر لیں تو زیادہ اچھا ہو گا۔۔"

اس نے آنکھوں کے اشارے سے اسے پولیس والے سے الجھنے سے منع کیا۔

"ارے بی بی۔۔ ہمیں تمہارے مشورے کی ضرورت نہیں۔۔ اس ٹیکسی ڈرائیور نے شکایت کی ہے اس لڑکے کی۔۔ زبردستی کر رہا ہے یہ تمہارے ساتھ؟ بتاؤ؟ اسے ابھی کے ابھی پھینٹی پڑے گی تو ساری ہیرو گری نکل جائے گی اس کی۔۔" اس سے پہلے وہ اسے پکڑتا ،مہر نے اسے روکا۔

"نہیں۔۔ ایسا نہیں ہے۔۔ یہ۔۔" مہر کا اپنے لیئے پرواہ دیکھ کر وہ نیم انداز میں زیرِ لب مسکرایا۔

"یہ لیجیئے۔۔۔ اور مجھے امید ہے کہ اس سے آپکو تسلی ہو جائے۔۔"

اسکی جیب سے نکاح نامہ برامد ہوتا دیکھ کر مہر کی حیرانگی قابل دید تھی۔

****

"جینی۔۔ جینی۔۔" شماز سیکنڈ فلور پہ آتے ہی اسے آوازیں لگانے لگا جو اپنا سامان پیک کر رہی تھی۔

"یہ جا رہی ہے یہاں سے شماز۔۔" علینہ نے اسکے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس سے کہا۔

"جینی۔۔ سچ کیا ہے؟ مہر بھی کچھ بتانا چاہتی تھی۔۔ اور اب تم بھی۔۔۔"

"کیوں؟" وہ اپنے کپڑے تہہ لگاتے لگاتے رکی۔"اب کیوں جاننا ہے؟ جب وہ چیخ چیخ کر بتا رہی تھی، تب تو کسی نے سنا نہیں۔۔اور اب۔۔" اس نے ترس کھا کر اسے دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو جوڑتے ہوئے بولی۔

"پلیز بھائی۔۔اب اگر شاہ ویز نے اسکے لیئے اسٹینڈ لے ہی لیا ہے تو مجھے نہیں لگتا کہ آپ کو کوئی سچ بتانا بھی چاہیئے۔ صرف ایک گزارش ہے۔۔ مہر پہ گھر سے بھاگنے کا الزام مسترد کر دیجیئے۔۔ وہ بے گناہ ہے۔۔بے قصور ہے وہ۔۔" اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"جینی۔۔ خدا کے لیئے۔۔مجھے سچ جاننا ہے۔۔"

"پلیز۔۔شماز بھائی۔۔ڈر گئی ہوں آپ سب سے۔۔آپ سب ایسے تو نہ تھے۔۔"وہ دکھ سے بولی۔ "اور کیا پتہ سچ جاننے کے بعد بھی آپ بھی ماموں جان کی طرح اپنے بھائی کو ہی امپورٹنس دیں۔۔ویسے بھی۔۔اب سچ کو گولی ہی ماریں۔۔اور جئیں اپنی یہ مصنوعی زندگی ۔۔جس میں صرف اور صرف آپ لوگوں کی زندگیاں ہی اہم ہیں۔۔" اس نے سوٹ کیس کو بند کیا اور موبائل پہ کال ملاتے ہوئے ڈرائیور کو آنے کے لیئے کہا۔

"جینی۔۔ میں چھوڑ آتا ہوں تمہیں۔۔" اسکی پیشکش پہ علینہ نے جینی کو اشارۃً اسکے ساتھ جانے کے لیئے کہا تو چار و ناچار اسے خاموشی سے اسکے ساتھ جانا پڑا۔

****

"یہ تمہاری جیب میں کیسے؟ " ڈیوو بس کا انتظار کرتے ہوئے دونوں پلیٹ فارم پہ بیٹھے تھے۔

"اماں بی کو سب بتانے کے بعد میں ساری رات بیقرار رہا۔۔پہلی دفعہ مجھے احساس ہوا کہ میں واقعی غلط ہوں۔۔ اسی رات سوچ لیا تھا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔ لیکن۔۔" اسکی زبان کنگ ہو کر رہ گئی۔اسکی حالت دیکھ کر اس نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"پھر؟"

"پھر وہ چلی گئیں۔۔ ہماری وجہ سے۔۔بلکہ نہیں۔۔میری وجہ سے۔۔ صرف میری وجہ سے۔۔" اسکی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"چاہا کہ تم سے بات کروں۔۔ لیکن تم نے ہر ایک سے بات کرنا چھوڑ دیا تھا۔۔سوچا آج تمہیں لے کر کورٹ میں جاؤں گا۔۔ یہ نکاح نامہ اسی غرض سے اپنی جیب میں ڈالا تھا کہ تمہارے سامنے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کروں گا۔۔اس سے پہلے میں ایسا کر پاتا۔۔ابا نے میرے ہاتھ سے گری گھڑی انکے کمرے میں دیکھ لی۔۔" وہ مایوسی سے بولا۔

"تو ابھی بھی وقت ہے۔۔چلتے ہیں کورٹ۔۔" وہ بے پرواہی سے بولی۔

اسکی بات سن کر اس نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔ "ابھی کس طوفان سے گزر کر آئے ہیں اور تم ہو کہ ابھی بھی۔۔"

"ہاں تو کیا کروں؟ کیا کروں میں؟ تمہاری وجہ سے میرے اپنے میرے نہیں رہے۔۔ تمہیں اب احساس ہو رہا ہے تو میں اس احساس کا کیا کروں؟ اچار ڈالوں؟؟ کیا پتہ تم اب بھی پہلے کی طرح ڈرامہ کر رہے ہو۔۔" اسکے الفاظ بمشکل ہی اس کے حلق سے نکلے تھے۔ اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے پانی کی صورت بہہ رہے تھے، جسے ضبط کرنے میں وہ ناکام ہی رہی۔

"کیا چاہتی ہو تم؟" وہ ندامت سے نظریں جھکا کر صاف الفاظ میں سوالیہ بولا۔

"تم اچھے سے جانتے ہو کہ میں کیا چاہتی ہوں۔۔ لیکن تم میری چاہت مجھے دے نہیں سکتے۔۔ اگر کچھ دے سکتے ہو تو میرے پاپا کا اعتبار مجھے واپس لا دو۔۔ کر سکتے ہو تم ایسا؟ بولو؟؟" اس نے اسکی آنکھوں میں دیکھنا چاہا جو ندامت کے مارے زمین میں گڑھے ہوئے تھیں۔ آخر اس نے ہتھیار ڈال ہی دیئے۔

"مہر۔۔ کورٹ چلتے ہیں۔۔ آج ہی قانونی طور پر میں تمہیں اپنے اور تمہارے اس رشتے سے۔۔"

"بس۔۔ یہی کر سکتے ہو تم۔۔ تو منہ زبانی کہو نا۔۔" وہ اپنا سانس بحال کرتے ہوئے بولی۔

"تو یہی تو چاہتی ہو تم۔۔اب اس طنز کا مقصد جان سکتا ہوں میں؟" وہ اسکے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا تو وہ اسکے برابر میں آ کھڑی ہوئی۔

"یہ ہے وجہ۔۔یہ ہے وہ زنجیر جو میرے سر پر ہے۔۔"

اس نے اپنی چادر کو ہاتھ لگا کر اسے کہا۔

"پہلی اور آخری مرتبہ مجھ پہ بھروسہ کرلو۔۔پلیز۔۔۔ صرف کچھ دن۔۔اسکے بعد میرا وعدہ ہے تم سے۔۔تمہارے پاپا نہ صرف تمہیں اپنائیں گے بلکہ تمہاری اس رشتے سے بھی جان چھڑوا دیں گے۔۔"وہ پورے وثوق سے بولا۔

"تم جیسا انسان صرف خواب ہی دکھا سکتا ہے۔۔"

****

"وہ سجیل کے ساتھ بھاگی نہیں تھی شماز بھائی۔۔ بلکہ سجیل سے میں نے ہی مدد مانگی تھی کہ وہ اسے وہاں سے جا کر لے آئے۔۔ شاہ ویز کا کیا سب کیا دھرا سجیل کے آگے آگیا۔۔ اور مہر۔۔اسکا حال تو آپکے سامنے ہی ہے۔۔"

اسکے منہ سے سارا سچ سننے کے بعد وہ ہکا بکا رہ گیا۔

اسکی کہی ایک ایک بات سن کر اسکے ہاتھ سے گاڑی بے قابو ہونے لگی۔اس نے گاڑی کو ایک سائیڈ پہ بریک لگائی اور اسکی طرف دیکھ کر بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا یہ سب ابا کو بھی پتہ ہے؟" اس کے منہ سے پہلا سوال ہی یہ نکلا جس پہ اس نے اثبات میں گردن ہلا کر جواب دیا۔

"ان بلیوایبل۔۔" اسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آرہا تھا۔ "تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا یہ سب؟ بہت ظلم ہو گیا ہم سے جنت۔۔ بہت بڑا ظلم۔۔" اسکی زبان کانپنے لگی۔ "جس انسان نے ہماری عزت کو بے عزت کیا ہم نے اسی کو ہی اپنی بیٹی سونپ دی۔۔" اسکا سانس پھول سا گیا تھا۔

"میں نے ایک ایک لفظ ماموں جان کو بتایا تھا۔۔ لیکن۔۔" وہ مایوسی سے بولی۔ "مجھے لگا کہ وہ اسکے ساتھ کچھ بھی برا نہیں ہونے دیں گے۔۔ لیکن۔۔" اسکی آواز میں بھی لغزش تھی۔

"جنت۔۔ بہت بڑا ظلم ہو گیا ہے مجھ سے۔۔ وہ مجھ سے چیخ چیخ کر کہتی رہی کہ وہ بے قصور ہے۔۔ بے گناہ ہے۔۔ لیکن۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ "میں بھی اپنے ابا کی طرح خود غرض نکلا۔ اپنے بھائی پہ ہی اعتبار کیا۔۔" جینی نے دکھ بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کتنا مان تھا اسے مجھ پہ؟ ہر بات کے لیئے میرے پاس بھاگ کر آجایا کرتی تھی کہ میں اسکا ساتھ دوں گا۔۔ لیکن۔۔ میں نے ہی۔۔ خود میں نے۔۔ اپنے ان ہاتھوں سے اسکے سر پر سرخ دوپٹہ اوڑھایا۔۔ وہ سرخ دوپٹہ نہیں بلکہ اسکے ارمانوں کا خون تھا۔۔ ایک بہن کا بھائی پہ

اعتبار کا خون۔۔" اسکے ذہن میں ایک ایک چیز گھوم رہی تھی۔ایسالگ رہاتھا،جیسے وہ منظر اسکے سامنے دوبارہ سے آگیا ہو۔

۔۔

۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

قسط نمبر 20

- **بھرم**

"میں اگر شماز بھائی کو پہلے بتا دیتی تو شاید۔۔۔" وہ کھانے کی میز پہ بیٹھی گہری سوچ میں محو تھی۔

مسز ہارون اسکے قریب آئیں۔

میز پہ چکن نہاری، بریانی اور سلاد کی پلیٹ سجی ہوئی تھی، جو کسی کا بھی دل للچانے کے لیئے کافی تھی۔ لیکن اسے اس سب سے کہاں غرض؟؟

"کیا ہوا؟ بیٹا؟ کھانا شروع نہیں کیا ابھی تک؟"

"جی آپکا انتظار کر رہی تھی۔۔" وہ اپنے خیال سے نکلی۔

"چلو کھانا شروع کرو۔۔" وہ کرسی پہ بیٹھی۔

ہارون صاحب بھی ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے۔ "کیسی طبعیت ہے بیٹی؟"

"جی ٹھیک ہوں۔۔" وہ آسودہ سی مسکان لیئے بولی۔

انہوں نے ایک نظر مسز ہارون پہ ڈالی جنہوں نے اسے اشارۃً اسے تسلی دینے کے لیئے کہا تو انہوں نے تسلی آمیز لہجے میں اس سے بات جاری رکھی۔

"بیٹا ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔ نو ڈاؤٹ ان کا چلے جانا بہت بڑا لاس ہے۔۔ لیکن اللہ کے کاموں میں بھلا کب کوئی دخل دے سکتا ہے۔۔" وہ اسکے سر پہ ہاتھ رکھ کر بولے تو وہ آبدیدہ ہوئی۔

مسز ہارون نے اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر اسے دلاسا دیا۔

"جہانگیر کا فون آیا تھا۔ بتا رہا تھا کہ پرسوں کی آپکی ٹکٹ بک کروادی ہے۔۔" وہ اسکے سامنے بیٹھے۔

"ہاں یہ ٹھیک کیا۔۔وہاں جاؤ گی تو ذرا نارمل ہو جاؤ گی۔"انہوں نے پلیٹ میں اسے چاول نکال کر دیئے۔

"صبح اپنی خالہ سے بھی مل آنا۔۔"انکی بات سن کر اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"اماں بی کے جانے کے بعد وہ کافی اداس ہو نگی۔۔بلکہ میں صبح تمہارے ساتھ ہی چلوں گی۔۔"

انکی زبان سے اپنے ان کہے لفظوں کو سن کر وہ رشکیہ انداز میں مسکرائی۔

شروع دن سے ہی انکا اسکے ساتھ نرم اور عاجزانہ رویہ تھا۔جسے وہ اپنی سب سے بڑی خوش قسمتی سمجھتی تھی۔

☆☆☆☆☆

"یہ کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے ؟؟"فیصل آباد بس اسٹیشن پہ اترتے ہی اس نے پہلا سوال کیا۔

"برائے مہربانی چپ رہو۔۔"وہ خاصا اکتایا ہوا تھا۔

"وجہ ؟؟؟"

"کچھ دیر پہلے جو ڈرامہ ہوا ہے۔وہ ہے وجہ۔۔اب کم از کم یہاں میں وہ سب افورڈ نہیں کر سکتا۔۔"اس نے معنی خیز نظروں سے اسے گھورا تو وہ برا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

اس نے ٹیکسی کو روکا تو دونوں اس میں سوار ہوئے۔اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو ایڈریس سمجھایا۔اور محسن کال ملائی۔

"بس تھوڑی دیر میں آرہے ہیں۔۔"

وہ یہ سب کس سے کہہ رہا تھا؟اسے اس بات کا خاصا تجسس ہوا۔لیکن وہ اس سے پوچھنے کی جسارت نہ کر پائی۔

گاڑی ایک بڑی سی عمارت کے سامنے رکی۔

اس نے ٹیکسی والے کو کرایہ دیا اور اسے لے کر اس عمارت کے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوا۔

"یہ کہاں لائے ہو مجھے؟؟"وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

اس نے ایک لمحے کے لیئے اسکی آنکھوں میں دیکھا،جس سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

تبھی اس نے اسے اسکے انداز میں ہی جواب دینا مناسب سمجھا۔

"میں نے کچھ سمجھایا تھا تمہیں شاید۔۔"وہ نیم برہم لہجہ میں بولا۔

"تم مجھے کہیں بھی لے آؤ اور میں تم سے سوال بھی نہ کروں؟"وہ جنجھلائی۔

"تمیز سے۔۔"اس نے اسے آواز نیچی رکھنے کا اشارۃً کہا۔کیونکہ محسن لفٹ سے باہر نکلتے ہوئے انکی طرف آرہا تھا۔

"سلام بھابھی۔۔"اس نے شاہ ویز سے مصافحہ کیا اور مہر کو سلام کیا۔اسکے منہ سے اپنے لیئے بھابھی سن کر اس نے شاہ ویز کو خوب گھورا۔

"کیا ہوا؟ کچھ برا کہہ دیا میں نے؟ آپ نے تو سلام کا جواب ہی نہیں دیا۔۔" محسن خاصا پریشان ہوا۔

"وعلیکم السلام۔"اس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"یار بہت تھک گئے ہیں۔۔ کیا ہمیں یہیں کھڑا رکھنے کا ارادہ ہے تمہارا؟"شاہ ویز نے تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی اسے یاد دلایا۔

"اوہ۔ہاں۔آؤ۔ نمی کب سے آپ لوگوں کا انتظار کر رہی ہے۔۔ "اس نے اپنے سر پہ ہاتھ مارا۔

دونوں اسکے ساتھ لفٹ میں داخل ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆

"کیا واقعی شاہ ویز بدل چکا ہے؟ یا صرف میری نظروں کا دھوکہ ہے؟"وہ لیمپ کی روشنی میں بیٹھی، آج ہونے والے واقعے کو سوچ رہی تھی۔لائٹ کو آن آف کرتے ہوئے، وہ خاصی الجھ چکی تھی۔

"مہر کا خیال تو رکھے گا ناوہ۔۔"اس نے گویا خود سے سوال کیا۔

وہ اپنے خود سے کیئے گئے سوال سے چونک اٹھی۔اس نے فوراً سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا اور اسکا نمبر ڈائل کیا۔

"معزز صارف! آپکا مطلوبہ نمبر فی الحال میسر نہیں۔۔کچھ دیر بعد کال کریں۔۔شکریہ۔"

ایسا تیسری چوتھی مرتبہ ہو رہا تھا۔وہ دونوں کا یکے بعد دیگرے کال کر رہی تھی۔ مگر بے سود۔

دوسری طرف وہ دونوں آپس میں خاصے الجھے ہوئے تھے۔

مہر کسی صورت بھی محسن کے فلیٹ پہ رہنے کے لیئے رضامند نہیں تھی۔ جبکہ وہ اسے بار بار سمجھاتے ہوئے تقریباً تھک چکا تھا۔

"مہر صرف کچھ دن۔۔اس کے بعد میں۔۔"

"بس۔۔۔"وہ جنجھلائی۔

"بڑی باتیں کر کے مجھے لے کر آئے تھے اپنے ساتھ۔۔آخر کیوں؟ جب تایا ابا تمہیں گھر کے کاغذات سونپ رہے تھے،ان سے کیوں نہیں لیئے وہ؟"وہ اسے ایک سے بڑھ کر ایک بات سنانے میں مصروف تھی۔

"مہر۔۔کیا بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو تم؟اور پلیز۔۔خدا کے لیئے مہر۔۔اپنا والیم آہستہ رکھو۔۔"اس کی آواز تھوڑی اونچی ہوئی تو اس نے اسے التجائیہ انداز میں سمجھایا۔

"مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔ سمجھے تم۔۔" وہ دانت پیستے ہوئے ذرا آہستہ آواز میں اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی تو وہ تناؤ کا شکار ہوا۔

"ٹھک۔۔ ٹھک۔۔" دروازے پہ جوں ہی دستک ہوئی تو دونوں کے مابین کشیدگی کا سلسلہ کچھ دیر کے لیئے رک سا گیا۔

"شاز۔۔۔ کھانا تیار ہے تم اور بھابھی آجاؤ۔۔" محسن نے اتنا کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

"بھابھی۔۔" اس کا منہ غصہ سے بھر گیا تھا۔

"اسے سمجھادو۔ایک بار اور مجھے بھابھی کہا تو منہ توڑ دوں گی اس کا۔۔" اسکا جارحانہ انداز دیکھ کر وہ سر پکڑ کر رہ گیا۔

"تم چل رہی ہو میرے ساتھ کھانے کے لیئے؟"اس نے دوٹوک سوال کیا تو اس نے آنکھوں کو گول کرتے ہوئے سوالیہ انداز سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ پھر وہ تمہیں بھابھی کہے گا اور اپنی جان سے جائے گا۔۔"اس کے انداز میں شرارت تھی۔وہ نیم انداز میں مسکراتے ہوئے اسکے پاس سے ہٹا اور کمرے کے باہر چلا گیا۔

"کہاں پھنس گئی ہوں میں۔۔ کہیں پھر سے تو اس پہ بھروسہ کر کے میں غلطی تو نہیں کر رہی ہوں؟"اس نے خود پہ اوڑھی، اماں بی کی چادر کو اتارا اور تہہ کرتے ہوئے کرسی پہ رکھا۔

"اب یہی تمہارا سب کچھ ہے۔"جوں ہی وہ کرسی پہ بیٹھی، اسکے ذہن میں آج صبح ہونے والا منظر گھومنے لگا۔

"اب یہی تمہارا سب کچھ ہے۔۔"اس کے یہ الفاظ بارہا اسکے ذہن میں گردش کرنے لگے تھے۔

"جینی۔۔ تم تو اس سے اچھے سے واقف تھی۔ تم نے کیسے یہ سب کہہ دیا؟"اس نے خود کلامی کی۔

اسکا جی چاہا کہ وہ اس سے بات کرے لیکن ایسا ہونا ناممکن سا تھا۔ کیونکہ اس نے اپنا فون ساتھ رکھا ہی نہیں تھا۔ اتنی مہلت ہی کہاں ملی تھی اسے؟

رات گئے وہ راکنگ چیئر پہ ہی بیٹھی رہی۔ مگر شاہ ویز نے کمرے میں قدم تک نہ رکھا۔ بلکہ اسے باہر لاؤنج سے دونوں (محسن اور شاہ ویز) کے لڈو کھیلنے کی آوازیں اونچا اونچا ضرور آ رہی تھیں۔

سورج کی کرنیں اسکے چہرے پہ پڑی ہی تھیں کہ اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولیں۔

پوری رات گزر گئی لیکن اس نے ایک لمحے کے لیئے بھی اسکی حالت دریافت کرنے کے لیئے اسکی خبر تک نہ لی۔

بھوک سے اسکا حال برا ہو رہا تھا۔ وہ اٹھی، ہاتھ منہ دھویا اور سائیڈ ٹیبل پہ پڑے گلاس میں بوتل سے پانی ڈالتے ہوئے وہ بمشکل ہی دو گھونٹ اپنے حلق میں اتار پائی تھی۔

کل صبح جو جوس شماز نے اسے پلایا تھا، اس نے صرف وہی پی رکھا تھا۔

چوبیس گھنٹے گزر گئے لیکن روٹی کا ایک نوالہ بھی اسکے حلق میں نہ گیا۔ بھوک کے مارے اسکی آنکھوں سے اب آنسو آنا شروع ہو گئے تھے۔

اس نے ادھر، ادھر دیکھا لیکن کہیں کھانے کے لیے کوئی چیز نہ تھی۔ آخر اس نے الماری کھولی اور اس میں سے کچھ ڈھونڈنے لگی۔ الماری میں کپڑے کافی حد تک بکھرے پڑے تھے اور ان میں ایک شاپر میں لپٹی ہوئی فینائل کی گولیاں بڑی احتیاط سے رکھی گئیں تاکہ الماری میں کوئی کیڑا وغیرہ نہ گھس سکے، اگر گھسے بھی تو کپڑوں کو نقصان پہنچانے سے پہلے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

اس نے جوں ہی شاپر کو کھولا تو ایک سانس روکنے والی بدبو سے اسکا سامنا تھا۔ اس نے گولیوں کو ہاتھوں میں پکڑا اور اپنے ناک کے قریب کیا۔

"اخ۔۔۔ یہ کیا ہے۔۔" وہ زیرِ لب خود سے بولتے ہوئے گہری سوچ میں محو ہوئی۔ ایک سے بڑھ کر ایک خیال اسکے ذہن کو جنجھوڑ رہا تھا۔ وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔

****

علی الصبح مسز ہارون اور وہ سات بجے کے قریب تابینہ کے ہاں پہنچیں۔

"امید ہے ہمارے اس وقت آنے میں آپکو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں ہوا ہو گا۔۔" مسز ہارون معذرتانہ انداز میں بولیں تو تابینہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے انہیں بے فکری کا احساس دلایا۔

"پریشانی بھلا کیا ہو گی؟ آپکا اپنا گھر ہے۔۔"

انہوں نے ایک نظر سامنے صوفے پہ براجمان، راحت صاحب کو دیکھا، جن کا پورا دھیان جنت پہ تھا، جو کچھ بھی بولنے سے عاری تھی۔

"اصل میں مجھے کلینک کے لیئے نکلنا تھا۔۔ سوچا جاتے جاتے جنت کو آپ کے پاس چھوڑ جاؤں۔۔ رات میں اسے پِک کر لوں گی۔۔ بہت مِس کر رہی تھی یہ آپکو۔۔ ویسے بھی کل شام میں اسکی فلائٹ ہے۔۔ سوچا آپ سے مل لے گی تو اچھا فیل کرے گی۔۔" انہوں نے تمہید باندھتے ہوئے ساری بات واضح کی تو تابینہ کو انکے خلوص پہ پیار سا آ گیا۔

"بہت بہت شکریہ۔۔۔"

"نہیں۔۔ اس میں شکریہ کی کیا بات۔۔" انہوں نے جنت کی طرف دیکھا جو نظریں جھکائے بس خاموشی سے زمین کو دیکھے جا رہی تھی۔

انہیں اسکی خاموشی ذرا عجیب تو لگی مگر اپناوہم جانتے ہوئے انہوں نے اسے اگنور ہی کیا۔

"میں چائے لاتی ہوں۔۔"وہ اسکے پاس سے اٹھی ہی تھی کہ انہوں نے ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پاس بٹھالیا۔

"چائے ہی کیوں ؟آپ اپنی بھانجی کو اچھاسا ناشتہ کروایئے۔۔میں چلتی ہوں۔۔میری ڈیوٹی کا ٹائم ہورہا ہے۔۔" انہوں نے اپنے بیگ کی سٹریپ کو اپنے کندھے پہ لٹکایااور اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"آپ ناشتہ کر کے جاتیں تو ہمیں اچھا لگتا۔۔" وہ بھی انکے برابر کھڑی ہوئیں۔

"کوئی بات نہیں۔۔شام کے کھانے پہ ملتے ہیں۔"

انہوں نے گویا خود کو خود ہی دعوت کے لیئے مدعو کیا تو وہ پر مسرت ہوئیں۔

****

اس نے کمرے میں قدم رکھا تو اس نے اپنے آپ کو نارمل کیا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

وہ اس سے منہ پھیر کر کھڑی تھی۔

"میں نے الگ فلیٹ کے لیئے بات کی ہے محسن سے۔۔وہ کہہ رہا تھا یہیں گیسٹ روم میں ہی رک جاؤ۔۔"اس نے اسکا موڈ آف دیکھا تو گزشتہ رات والی بات کو ہی واضح کرنا مناسب سمجھا۔

"کچھ دن بس۔۔ جلد ہی اچھی نوکری مل جائے گی تو میں الگ فلیٹ ایزیلی افورڈ کر سکوں گا۔۔آئی ہوپ۔۔ تم میری پوزیشن کو سمجھو گی۔۔" اس نے خود کو مجبور پیش کرتے ہوئے اسے سمجھانا چاہا۔

"تم تو ایسے بات کر رہے ہو جیسے میں ہمیشہ کے لیئے تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں؟" اسکے لہجے سے طنز صاف واضح تھا۔

اسکی بات سن کر اس نے اسکا تنقیدی جائزہ لیا۔وہ بمشکل ہی اپنے پاؤں پہ کھڑی ہو پا رہی تھی ۔

"کیا ہوا تمہیں؟ تم ٹھیک تو ہو؟" اس سے پہلے وہ آگے بڑھتا،وہ بیڈ پہ ڈھے سی گئی۔ اسکے منہ سے جھاگ نما چیز نکلنے لگی، جسے دیکھ کر وہ اور زیادہ خوفزدہ ہو کر رہ گیا۔

"یہ کیا کیا تم نے؟کیا کھایا ہے تم نے؟؟" اس نے اسے اپنی بانہوں میں بھرا۔

اسکے گہرے سیاہ بال اسکے کندھے پہ گرنے لگے تھے۔ وہ اسکے اتنا قریب تھا کہ اسے اسکی سانسیں اکھڑنے کی آواز صاف صاف سنائی دے رہی تھی۔

"مہر؟؟ مہر؟؟ تم ٹھیک ہو؟؟ مہر؟؟ مہر؟؟میری آواز آ رہی ہے تم تک؟مہر؟؟ مہر؟؟" اسکی آواز نے زور پکڑا تو محسن اور نمی بھاگتے بھاگتے گیسٹ روم کی طرف بھاگے۔

وہ اسے بانہوں میں لیئے اونچا اونچا رو رہا تھا۔ جوں ہی دونوں کا دھیان مہر پہ پڑا تو دونوں کی آنکھیں پھیل سی گئیں۔ اسکے منہ سے سفید جھاگ نکلے جا رہی تھی۔ اور اسکے ہاتھ پاؤں بری طرح سے کانپ رہے تھے۔

اس نے فوراََ سے ایمبولینس کو کال کی۔

******

******

"کیا بات ہے جنت بیٹی؟ اتنا اداس کیوں ہو؟" راحت صاحب ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے اسکی طرف دیکھ کر بولے۔

جواباََ اس نے صرف رونے والے انداز سے انہیں دیکھا تو انکا دل تڑپ کر رہ گیا۔

"خفا ہو مجھ سے؟؟" انہوں نے خود سے اخذ کرتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

وہ کچن سے باہر آئی اور ناشتہ میز پہ لگاتے ہوئے دونوں کی طرف دیکھ کر سوالیہ بولی۔

"خیر ہے؟ مجھے تو لگ رہا تھا آپ لوگ خوب گپیں لگا رہے ہوں گے۔" اس نے تھرماس سے چائے کے کپوں میں چائے نکالی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب وہ کپ ان کے سامنے رکھ رہی تھی، مگر پھر بھی دونوں کی طرف سے کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا گیا تھا۔

"سجیل اٹھا نہیں ابھی تک؟" اس نے راحت صاحب سے پوچھا تو اسکے دل کی دھڑکن رک سی گئی۔اور کیوں نہ رکتی؟ اسکا نام ہی ایسا تھا جسے چاہ کر بھی وہ اپنے ذہن کے نقشے سے کبھی ہٹا ہی نہ پائی۔

"اٹھ جائے گا خود ہی۔۔ چھوڑو۔۔" انکے لہجے میں اسکے لیئے بے پرواہی دیکھ کر اسے تشویش ہوئی لیکن اس نے دونوں میں سے کسی کو کچھ بھی محسوس نہ کروایا۔

"ارے؟ ایسے کیسے؟ آپ لوگ ناشتہ شروع کیجیئے۔۔ میں اسے بلا کر لاتی ہوں۔۔" تابینہ کرسی پہ بیٹھتے بیٹھتے رکی اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کاریڈور سے ہوتے ہوئے اسکے کمرے تک آن پہنچی، جہاں وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر لمبی تانے سو رہا تھا۔

"سجو؟ میری جان۔۔" وہ اسکے قریب بیٹھی اور اسکے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے ذرا محبت سے بولی۔

اس نے مندی مندی آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا اور پھر بے دلی سے منہ بناتے ہوئے، سر پہ تکیہ رکھ کر دوبارہ لیٹ گیا۔

"سجیل۔۔ کیوں خفا ہو ہم سے؟"

انکے سوال پہ اس نے تکیہ ایک سائیڈ پہ رکھا اور بیڈ پر سے اٹھ بیٹھا۔

"خفا؟ کیوں؟ کیوں ہوں گا میں خفا؟" لہجے میں طنز صاف عیاں تھا۔

اسکی سوجھی ہوئی آنکھیں صاف بتا رہی تھیں کہ اس نے ساری رات جاگ کے گزاری ہے۔

"سوئے نہیں رات بھر؟"

"جب آپ عذاب کی کیفیت میں ہوں تو رات بھر نیند کہاں آتی ہے آپیہ؟؟" اسکے حلق سے بمشکل ہی آواز نکل پائی تھی۔

"سجیل۔۔ خدا کے لیئے آگے بڑھو۔۔ تمہارے ماضی میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے، جسے تم یاد کرو۔۔ کیونکہ وہ اب کسی اور کا ہو چکا ہے۔۔" اسکی بات سن کر وہ زخمی انداز میں مسکرایا۔

"وہ تو میری کبھی تھی بھی نہیں۔۔ وہ جس کی تھی، اسکی ہو چکی۔۔ لیکن مہر۔۔" کہتے کہتے اسکی زبان رک سی گئی۔

"مہر؟؟" اسکی ادھوری بات پہ اس نے تجسس کا اظہار کیا۔

"اسکا کیا قصور تھا؟ آپ بھی تو وہیں تھیں آپیہ؟ ہونے دیا اسکے ساتھ اپنے جیسا ظلم؟؟

" اسکی آنکھوں کے کنارے تک دکھ سے بھیگ گئے تھے۔

"سجو۔۔ تم مہر سے کیا محبت؟؟" اس نے معنی خیز نظروں سے اپنی ادھوری بات سے اس سے سوال کیا۔

"نہیں۔۔اس سے کہیں زیادہ۔۔اسکا دکھ مجھے یہاں فیل ہوتا ہے آپیہ۔۔یہاں۔۔" اس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے بتایا تو اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"ضروری نہیں کہ میرا اسے سوچنا محبت ہی ہو۔۔ہاں میں اپنی چاہت میں اسکی دوستی کو نجانے کب بھول گیا؟ مجھے اندازہ ہی نہ ہوا۔"اس نے صاف لفظوں میں اسے اسکے کیے گئے سوال کی وضاحت دی۔

"خود کو سنبھالو پلیز۔۔" اس نے اسے تسلی دی تو اس نے گہری سانس بھرتے ہوئے خود کو نارمل کیا۔

"اچھا چلو۔جلدی سے ہاتھ منہ دھو کر آجاؤ۔ناشتے کے لیئے ہم سب انتظار کر رہے ہیں تمہارا ۔۔آجاؤ۔۔"

"ہم سب؟ " اسکی حیرت واضح تھی۔

"ہاں۔۔میں، تمہارے بھائی اور۔۔" وہ کہتے کہتے خاموش ہو گئی مگر اسے تجسس میں ضرور ڈال گئی تھی۔

"اور؟؟" اس نے پوچھنا چاہا مگر وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

دوسری طرف ناشتے کی میز پہ وہ دونوں اسکا انتظار کر رہے تھے۔

"ایک تو یہ دونوں۔۔ ان کی گپیں ہیں کہ کبھی ختم ہی نہیں ہوں گی۔۔ تم چائے لو بیٹی ۔۔" اس نے خوشگوار موڈ میں کہا۔

"جی۔۔" اس نے کپ کو اٹھایا، جس کے کناروں کو وہ رگڑتے ہوئے، کچھ سوچنے میں مصروف تھی۔

"میری وجہ سے اگر کبھی بھی تمہارا دل دکھا ہو تو مجھے معاف کرنا بیٹی۔۔" انکے لہجے میں شرمندگی واضح تھی۔

انکے الفاظ سن کر وہ چائے کا گھونٹ بمشکل ہی حلق سے نیچے اتار پائی تھی۔

"جو ہوا اسے جانے دیجیئے انکل۔۔ شاید ایسا سب لکھا تھا۔۔" تابینہ سیڑھیوں سے اترتی ہوئی دونوں کو دکھائی دی تو راحت صاحب نے بات کا رخ بدلا۔

"آیا نہیں پھر؟؟" انہوں نے شرارتی انداز سے اسے چھیڑا تو وہ ناراض سی ہو گئی۔

"ایک تو آپ اسکے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔۔ آجاتا ہے میرا سجو۔۔" وہ کرسی پہ انکے برابر اور جنت کے سامنے بیٹھی۔

"شاید میری وجہ سے وہ آنا نہیں چاہتے ہوں گے۔۔" اس نے بلاتاخیر اسکے نا آنے کی وجہ بیان کر ڈالی۔

دونوں نے ٹکر ٹکر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔ بلکہ اسے تو پتہ بھی نہیں ہے کہ تم یہاں آئی ہو۔۔" تابینہ نے اسکی غلط فہمی دور کرتے ہوئے اسے گہری نگاہ سے دیکھا۔

"اور جہانگیر کیسا ہے؟ بات ہوئی ہے اس سے؟" وہ جیسے اسکے اندر کچھ ٹٹولنا چاہتی تھی۔

"جی۔۔ وہ تو میرے بناء کافی اداس ہیں۔۔" وہ نیم انداز میں مسکرائی۔

"اور تم؟؟" اسکے سوال پہ راحت ہڑبڑا سا گیا۔ اس نے کہنی مار کر اسے اشارۃً چپ رہنے کا کہا۔

"ظاہر ہے۔۔ میں بھی۔۔ بہت خیال رکھتے ہیں وہ میرا۔۔ ابھی بات منہ سے نکالی۔ ادھر وہ بات پوری کر دیتے ہیں۔۔" وہ تشکر سے مسکرائی تو تابینہ کے دل کو کچھ تسلی ہوئی۔

اس نے اسکے سامنے سینڈوچ رکھا اور ساتھ ہی ساتھ اسکے کپ میں تھرماس سے گرم چائے کو انڈیلا۔

"مہر کے بارے میں جان کر کافی دھچکا لگا ہے اسے۔۔ رات رات بھر سو نہیں پاتا سجیل۔۔ اسے لگتا ہے کہ سب اسکی وجہ سے ہوا۔ نہ وہ اسے وہاں سے لاتا نہ یہاں یہ سب ہوتا۔۔ "

اسکی زبانی یہ سب جان کر اس نے تاسف بھری نگاہوں سے دونوں کو دیکھا۔اصل وجہ تو وہ تھی۔لیکن دونوں نے سب جانتے بوجھتے بھی ایک دفعہ بھی اسے ملزم نہ ٹھہرایا۔ایسا کیوں؟ یہ سوال اسکے دل میں تھا، جسے وہ اندر ہی اندر دبا گئی تھی۔

"اچھا کیا جو تم یہاں آگئی۔۔اک تم ہی ہو جو اسے سمجھا سکتی ہو۔۔اگر تمہیں کوئی مسئلہ نہ ہو تو کچھ دیر اس سے۔۔میرا مطلب ہے کہ وہ۔۔تم سے ضرور وہ سب کہے گا جو آج کل اسکے دل ودماغ میں چل رہا ہے۔۔" راحت صاحب کی بات پہ اس نے اسپاٹ لہجے میں انہیں دیکھا۔

"میں؟ میں کیا کر سکتی ہوں انکے لیئے؟ جب انہوں نے خود ہی خود کے لیئے کچھ نہیں کیا۔" بے اختیار اسکے منہ سے نکلا تھا۔

اسی اثناء میں وہ اپنے کمرے سے باہر آیا۔جوں ہی اسکا دھیان ڈائننگ ہال پہ بیٹھی جنت پہ پڑا تو اسکے قدم وہیں ساکت ہو کر رہ گئے۔

"اسکے ذہن میں تابینہ کے الفاظ گھومے۔

"ہم سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔"میں، تمہارے بھائی اور۔۔ "

جوں ہی اسکا دھیان اوپر پڑا تو اسے وہاں کھڑا دیکھ کر وہ اٹھی۔اس سے پہلے وہ آگے بڑھتی، وہ الٹے قدموں واپس پلٹ گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ یہاں کیوں آئی ہے اب؟" اس نے دروازہ بند کیا اور اسکے ساتھ اپنی پشت لگاتے ہوئے زیرِ لب بولا۔

راحت اور تابینہ دونوں نے یک ٹک ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر جنت کو، جو اسکے اس رویے پہ خاصی چپ سادھ گئی تھی۔

****

****

"نمی۔۔ کپڑوں میں رکھنے والی چیز تھی یہ؟" محسن نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"محسن یہ طریقہ اماں نے بتایا تھا۔اور "میں نے توشاپر میں پیک کر کے ایک سائیڈ پہ رکھی تھی۔مجھے کیا خبر تھی کہ اس قدر معاملہ سنگین ہے دونوں کے درمیان کہ وہ الماری میں موجود کپڑوں میں سے ہی یہ ڈھونڈ نکالے گی۔۔" وہ اچھا خاصا گھبرائی ہوئی تھی۔

"اونہہ۔۔ تم اور تمہارے بڑے بزرگوں کے ٹوٹکے۔۔" وہ سخت برہم تھا۔"یہ مر مرا گئی ناتو سیدھا ہم ہی پھنسیں گے۔۔" اسکی بات سن کر نمی کی آنکھیں خوف سے پھیل سی گئیں۔

دونوں آئی سی یو کے باہر ایک سائیڈ پہ کھڑے آپس میں الجھ رہے تھے۔دوسری طرف شاہ ویز مایوسی سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا، ڈاکٹر کی طرف سے بتائی جانے والی خبر کے انتظار میں تھا۔

"دونوں کے الجھنے کی آوازیں دونوں تک صاف آرہی تھیں۔ لیکن اسے اس وقت صرف پرواہ تھی تو مہر کی۔

"تم اتنا بڑا قدم اٹھالو گی؟ میں نے سوچا نہیں تھا۔۔" اسکی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں۔ "تمہارا مجرم ہوں میں۔۔ سزا تو مجھے ملنی چاہیئے۔۔" وہ جیسے خود سے لڑا۔

اسکے ذہن میں کئی دفعہ خیال آیا کہ وہ گھر والوں میں سے کسی کو اطلاع کرے مگر کسی چیز نے اسے ایسا کرنے سے روکے رکھا۔ ایسا گمان ہوتا تھا کہ اسکے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں بندھی جا چکی ہیں۔

"تمہیں کچھ ہو گیا تو میں کیا جواب دوں گا سب کو؟ کتنے مان سے تمہیں، تمہارا ہاتھ پکڑ کر سب کے سامنے سے لے کر آیا تھا۔" یہی وہ الفاظ تھے، جو اسے گھر والوں سے رابطہ کرنے سے روکے ہوئے تھے۔

"بھائی۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" نمی اسکے قریب آکر بولی تو محسن اسکے پیچھے پیچھے آیا۔

"خدانخواستہ اگر اس نے پولیس والوں کو یہ کہہ دیا کہ وہ تمہاری وجہ سے خودکشی کر رہی تھی تو؟؟؟" اسکی بات بھلے ہی درست تھی لیکن بے موقع تھی۔

اسکی بات سے اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

Clubb of Quality Content

"محسن۔۔ کیا ہو گیا ہے آپکو؟ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔ تسلی رکھیں۔۔" اس نے ذرا سختی سے کہا۔

آئی سی یو کی لائٹ آف ہوئی تو تینوں بھاگے بھاگے آئی سی یو کی طرف دوڑے۔

اسٹریچر پہ ڈال کر اسے باہر لایا جا رہا تھا۔ وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں تھی اور اکسیجن پمپ کی مدد سے سانس لے رہی تھی۔

"شی از بیٹر ناؤ۔۔ لیکن حالت ابھی نازک ہی ہے۔اللہ کا شکر ادا کریں کہ آپ انہیں بروقت لے آئے۔۔" ڈاکٹر صاحبہ نے اتنا کہا اور وہاں سے چلی گئیں۔

"جب تک ہم ان سے بات نہ کر لیں کوئی انکے قریب تک نہیں جائے گا۔۔" ایک بارعب انسپکٹر نے تینوں کو آگے بڑھنے سے روکا۔

دوسری طرف سے اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا، جہاں ایک نرس اس کے ساتھ تعینات کی گئی تھی۔

"ہوا کیا تھا؟" وہ تفشیشی انداز میں بولا تو شاہ ویز نے اپنا سانس بحال کرتے ہوئے اسے الف سے یے تک ساری بات بیان کر دی۔

"کیا لگتے ہو تم اس کے؟ "

"جی۔۔یہ بیوی ہے میری۔۔"اس نے جھٹ سے جواب دیا تاکہ وہ خود سے کچھ اور اخذ نہ کر بیٹھے۔

"کتنے روز ہوئے شادی کو؟کیا زبردستی شادی کی ہے اس سے؟یا بھاگ کر؟" اسکے سوال در سوال کو وہ ہضم نہیں کر پا رہا تھا۔

"جو اصل بات تھی میں آپکو بتا چکا ہوں۔۔مزید تفتیش کے لیئے۔یہ لیجیئے نکاح نامہ ۔۔اور پلیز اور کوئی تفتیش کرنا باقی ہے تو ذرا جلدی کیجیئے۔۔مجھے اسے دیکھنا ہے۔۔"

اس نے ذرا غصہ سے جواب دیا جو انسپکٹر کو بھایا نہیں۔

اس نے خود کے غصہ کو کنٹرول کرتے ہوئے ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھا تو انسپکٹر کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

"پلیز۔۔" وہ لاچاری سے بولا۔

"او۔کے۔۔او۔کے۔۔" اس نے پرسکون ہو کر کہتے ہوئے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔

اسکے لیئے اسکی پرواہ دیکھ کر محسن نے حیران کن نگاہوں سے اسے دیکھا۔نمی کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

****

اس نے دستک دی ، لیکن اسے اسکی طرف سے داخلی پیغام نہیں ملا تھا۔اس نے دوبارہ سے دستک دی تو دروازہ تھوڑا سا سرکا۔ جس سے وہ اندر داخل ہوئی۔اسکی پہلی نگاہ اس پہ پڑی جو راکنگ چیئر پہ سگریٹ سلگائے ، سگریٹ کے کش لگا رہا تھا۔معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں محو ہے۔

"مجھے یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔۔آپ شاید یہی سوچ رہے ہوں گے کہ میں یہاں کیوں آئی ہوں؟" وہ اسکی راکنگ چیئر کے پیچھے کھڑی،اسکی حالت کو بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں تو بتاؤ؟کیوں آئی ہو؟" اس نے ذرا بے نیازی سے سوال کیا تو اس نے بھنویں سکیڑتے ہوئے اسے دیکھا۔

"معافی مانگنے۔۔" اس نے دو لفظوں میں کہا اور وہاں سے جانے کے لیئے اپنے قدم دروازے کی طرف بڑھائے۔

"تمہارا بدلہ پورا ہوا مس جنت کبیر خان۔۔ "اسکے الفاظ سن کر اسکے قدم رک سے گئے۔ اس نے پلٹ کر اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا جواب کے اسکے سامنے کھڑا تھا۔

"ہاں۔۔ابھی بھی کوئی حساب میری طرف سے نکلتا ہے تو بتاتی چلو۔۔"اسکے طنز بھرے جملے سن کر اس کا حیرت کے مارے منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ "اتنا حیران کیوں ہو رہی ہو اب؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہی تو چاہتی تھی تم۔۔ کہ میں اکیلا رہ جاؤں۔۔ دنیا مجھ پہ تھو تھو کرے۔۔۔ تو وہی تو ہوا ہے ۔۔"اسکی سوالیہ نگاہوں کو وہ سمجھ چکا تھا، تبھی خود ہی جواب دیتے ہوئے اسکا تجسس دور کیا۔

"میں نے ایسا کبھی نہیں چاہا۔۔۔اور یہ بات آپ بھی اچھے سے جانتے ہیں کہ میں کیسی ہوں؟ سو سٹاپ بلیمنگ می۔۔"اسکی آواز برابر کانپ رہی تھی۔

"ہاں۔۔ مجھ سے اچھا کون جانتا ہو گا تمہیں؟"

وہ زخمی انداز مسکرایا۔ایسا لگ رہا تھا جیسے طنز کے تیر زہر میں بگھو بگھو کر مار رہا ہے۔

"آپ طنز کرنا بند کریں گے کیا؟" اس نے سخت کڑے لہجے ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"جا سکتی ہو تم۔۔" وہ اس سے منہ پھیر کر کھڑا ہوا۔

"جا تو چکی ہوں۔۔"وہ قدم بڑھاتے اسکے سامنے آئی۔

"جب جا چکی تھی تو کیوں پھر واپس آئی تم؟ مہر کی مدد کے لیئے کہا تھا نا تم نے؟ لیکن کیا کیا تم نے؟ تمہارا پلین تو میں سمجھ پایا ہی نہیں۔۔تم نے ایک ساتھ تین لوگوں سے بدلہ لیا۔۔واہ! مان گیا مس جنت کبیر خان۔۔مان گیا تمہیں مس جنت جہانگیر۔۔"اس نے اسکے نام کے ساتھ اسے ایسے پکارا جیسے کوئی گالی ہو۔

"یونیورسٹی تک میں، میں بدنام ہو کر رہ گیا ہوں۔۔ صرف تمہاری وجہ سے۔۔میں ہی تمہارا پلان نہ سمجھ سکا۔۔ جہاں جاتا ہوں۔۔ہر اسٹوڈنٹ آپس میں چہ مگوئیاں کرتے نظر آتا ہے

۔۔کوئی کہتا ہے۔۔یہ ہے وہ انسان جس نے محبت میں دھوکہ دیا۔۔اور کوئی تو یہ تک کہتا ہے کہ یہ ہے وہ انسان جس نے جنت کی بہن کو گھر سے بھگایا۔۔ جس سے محبت کرتا تھا، اسے ہی دھوکہ دے دیا۔۔" وہ ایک ایک بات اسے انکی نقالی کرتے ہوئے بتا رہا تھا۔اس نے بے چارگی سے اسے دیکھا۔

اسکی حالت دیکھ کر وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ کس کرب میں ہے سو اس نے اس سے بحث کو فضول ہی جانا۔

راحت اور تابینہ نے کمرے کی طرف قدم بڑھائے ہی تھے کہ دونوں میں ہونے والی بحث سے انکے قدم رک سے گئے۔

دونوں کی سمجھ میں اب آرہا تھا کہ آخر کیوں سجیل اتنے دنوں سے غم سے نڈھال ہے۔وہ اپنے دل کا غبار انکے سامنے تو نہ نکال سکا، لیکن جنت پہ اسے خوب غصہ تھا۔

"شاہ ویز سے بدلہ بھی لے لیا۔۔مجھ سے بھی۔۔اور مہر سے بھی۔۔"

اسکے الزامات سن کر اسکا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا۔

"جانتی تھی نا تم کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے؟ اور کہیں میری زندگی میں شامل نہ ہو جائے؟ اسی لیئے تم نے۔۔" وہ بے ضبط، بناء سوچے سمجھے کچھ بھی بولے جا رہا تھا۔

"بس۔۔بس کیجیئے۔۔۔"اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید بات کرنے سے روکا۔

"اب ایک لفظ اور نہیں۔۔"اس نے انگلی کے اشارے سے ذرا دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"آپ سے محبت؟ بے وقوف ہو گی وہ لڑکی جو آپ سے محبت کرے گی۔۔کیونکہ آپ محبت تو کر سکتے ہیں سجیل علی صاحب۔ لیکن بھروسہ نہیں۔۔اور نہ ہی ساتھ دے سکتے ہیں۔۔اگر اتنا ہی اسکا احساس تھا تو راحت بھائی سے تھپڑ پڑتے ہی وہاں سے بھاگ کھڑے نہ ہوتے۔۔"غصے کے مارے اسکا چہرہ لال سرخ ہو چکا تھا۔

اسکی بات پہ وہ ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔

اس نے اتنا کہا اور واپسی کے لیئے دروازے کی طرف قدم بڑھائے مگر جاتے جاتے رکی۔

"آئی ایم پراؤڈ ٹو ہیو جہانگیر۔۔الحمدللہ۔۔" وہ مڑ کر اسکے چہرے کی طرف بغور دیکھ کر بولی تو وہ اس سے نظریں چرا تارہ گیا۔

"اچھا ہوا۔۔اس رات آپ نے مجھے اپنی دو کوڑی کی محبت بھیک میں نہیں دی۔۔ورنہ میں جتنی مرضی دعائیں مانگ لیتی میری زندگی سے گرہن کبھی نہ جاتا۔۔"وہ ذومعنی انداز میں بولی اور دروازہ کھولتے ہی باہر آموجود ہوئی۔

تابینہ نے اسے دیکھ کر معذرتانہ انداز میں ہاتھ جوڑے۔راحت کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔اس نے اسکے ہاتھوں کو پکڑا اور اسکے گلے جا لگی۔

"خالہ۔۔ ممی نے کہاتو آپ کی طرف آگئی۔۔ میں نہیں جانتی تھی کہ ایک اور الزام۔۔ ایک اور دکھ۔۔ ایک اور اذیت میری منتظر ہے۔۔ مجھے خوشی ہے کہ اس رات راحت بھائی نے میرے مشورے پہ عمل نہیں کیا۔۔ شکر ہے میری مہران کے نصیب میں نہیں لکھی گئی ۔۔ شکر ہے۔۔" وہ بے انتہاء اذیت سے بول رہی تھی۔ لیکن آج وہ یہ سب کہہ دینا چاہتی تھی۔ اپنے اندر جو بوجھ لیئے وہ اتنے دنوں سے پھر رہی تھی، اسے آج اس نے آخر ہلکا کر ہی لیا۔

اسکا ایک ایک لفظ اندر موجود شخص سن رہا تھا۔ "مشورہ۔۔ کیسا مشورہ۔۔" اسکے کان کھڑے ہو گئے۔

دوسری طرف وہ وہاں ایک لمحے کے لیئے بھی رکی نہیں۔۔ اس نے تیز قدم بڑھائے اور وہاں سے نیچے آئی اور ڈائننگ ہال میں پڑے اپنے بیگ کو اٹھاتے ہوئے گھر کے مرکزی دروازے سے باہر آئی۔

"جنت۔۔ جنت۔۔ میری بچی۔۔" وہ اسکے پیچھے پیچھے آئی۔

"خالہ۔۔ روئیں نہیں آپ پلیز۔۔۔" اس نے پلٹ کر اسے دیکھا اور اسکی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو صاف کیا۔

"میں بہت شرمندہ ہوں۔۔" وہ نظریں جھکائے، ذرا شرمندگی سے بولی۔

"نہیں خالہ۔۔ نہیں۔۔ شرمندگی کی اس میں کیا بات ہے؟ یہ تو خوشی کی بات ہے۔۔ میرا آخری بھرم ٹوٹ گیا۔۔ میں خوش ہوں بہت۔۔ بہت زیادہ خوش۔۔" وہ بے انتہاء کرب سے گہرا لمبا سانس لیتے ہوئے بولی۔

بالکنی میں کھڑے سجیل تک اسکی آواز صاف آ رہی تھی۔ وہ لب بھینچ کر دکھ سے مسکرایا۔

"سجیل صاحب سے ایک بات ضرور کہیئے گا۔۔ دنیا آپ کو کچھ بھی کہے۔۔ فرق نہیں پڑتا۔۔ جب آپ اچھے سے جانتے ہوں کہ آپ کیا ہیں؟ اگر اس دنیا کے لوگوں کی اتنی ہی اہمیت ہوتی تو جہانگیر مجھے کبھی اپناتے نہیں۔۔" اس نے جوں ہی اوپر کی طرف نگاہیں اٹھائیں تو اسے بالکنی میں موجود پایا۔

اس نے دو لمحوں کے لیئے اسے دیکھا اور وہاں سے آناََ فاناََ غائب ہو گئی۔ وہ اسے کافی دیر تک دیکھتا ہی رہ گیا باوجود اس کے کہ وہ اسکی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ لیکن پھر بھی اسے اسکا عکس کافی دیر تک دکھائی دیتا گیا۔

****

اسے کمرے میں شفٹ کر تو دیا گیا تھا لیکن اسکی حالت ابھی نازک ہی تھی۔ وہ ذرا بات کرنے کے قابل ہوئی تو اس کا بیان لیا گیا۔

"مجھے نہیں پتہ کہ وہ کیا تھا؟ دو دنوں سے کچھ کھایا نہیں تھا۔۔ اسی لیئے جب اس پاؤڈر پہ دھیان پڑا تو عجیب فیل ہوا لیکن میں نہیں جانتی تھی کہ یہ۔۔۔" سانس کی نالی کی مدد سے وہ بمشکل سانس لیتے ہوئے بول پا رہی تھی۔

پولیس انسپکٹر نے شاہ ویز کی طرف شکی نگاہوں سے گھور کر دیکھا اور چپ چاپ وہاں سے نکل گیا۔اسکا بیان سنتے ہی محسن اور نمی کی جان میں جان آئی۔دونوں نے تشکر سے ایک دوسرے کو دیکھا اور آگے بڑھتے ہوئے مہر کے پاس آئے۔

ایک نرس اسکی نگرانی کے لیئے کھڑی تھی، جو اب اسے انجیکشن لگاتے ہوئے نمی اور محسن کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"یہ بہن ہے میری۔۔"اسکی سوالیہ نگاہوں کو دیکھتے ہوئے نمی نے کہا۔

"اوہ۔۔ ٹھیک ہے۔۔آپ ذرا رکیئے ان کے پاس۔۔میں کچھ دوائیاں لے کر ابھی آئی۔" اس نے اتنا کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

کمرے کے ایک کونے میں کھڑا شاہ ویز پریشانی کے مارے اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"کیا میں اتنا برا ہو گیا ہوں کہ مجھ سے چھٹکارا پانے کے لیئے اس نے خودکشی جیسی حرام چیز کا سہارا لیا۔۔میں لاکھ برا سہی۔۔ لیکن کسی کی موت کی وجہ نہیں بن سکتا کبھی بھی۔۔" سوچ

سوچ کر اسکا دماغ تھک چکا تھا۔رہی سہی کسر اسکے موبائل پہ ہونے والی کال نے پوری کر دی۔

اسے موبائل کی وائبریشن محسوس ہوئی تو اس نے موبائل اپنی پینٹ کی جیب سے نکالا۔ "شماز بھائی اِز کالنگ۔۔"موبائل پہ بار بار اسکا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

اس نے فوراََ سے موبائل کو سائلنٹ پہ لگایا۔کال آنا بند ہوئی تو اس نے کال ہسٹری چیک کی ،جس سے اسے معلوم ہوا کہ وہ پچھلے تین چار گھنٹوں میں اسے کئی بار کال کر چکا ہے ۔

خوف کے مارے اسکے پسینے چھوٹنے لگ گئے۔

"کہیں شماز بھائی کو مہر کی حالت کا پتہ تو نہیں چل گیا۔" وہ زیرِ لب خود سے بولا۔

اس نے میسج باکس دیکھا تو شماز کا ایک سے بڑھ کر ایک دھمکی آمیز میسج اسکا منتظر تھا۔

"میری بہن کو کچھ ہوا تو تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔ سمجھے۔۔کال اٹھاؤ میری۔۔"

"تم ہو کہاں اس وقت ؟ مجھے بتاؤ؟ سب جانتا ہوں میں کہ تم ہو کیا؟تمہاری اصلیت جان چکا ہوں میں۔۔"

"شاہ ویز۔۔ کال می بیک۔۔آئی ایم ویٹنگ۔۔"

شاہ ویز۔۔تم مجھے سنگین قدم اٹھانے پہ مجبور کر رہے ہو۔۔ہو کہاں آخر تم؟"

"شاہ ویز۔۔ اسے کچھ ہوا تو اس بات کی پرواہ نہیں کروں گا کہ تم میرے بھائی۔۔ جان سے مار دوں گا تمہیں سمجھے۔۔"

اسکا ہر میسج ایک سے بڑھ کر ایک تھا جو اسے خوف میں مبتلا کر گیا تھا۔اس نے بناء دیر کیے، پہلی ہی فرصت میں موبائل کو پاور آف کیا اور اپنے ماتھے پہ موجود پسینے کو اپنے بازو کی پشت سے صاف کرنے لگا۔

محسن نے اسکی طرف پریشانی سے دیکھا۔وہ سمجھ چکا تھا کہ کچھ تو ضرور ہوا ہے۔۔ لیکن کیا؟ وہ کچھ سوچتے ہوئے اسکے قریب گیا۔

"محسن۔۔ شماز بھائی سب جان گئے ہیں۔۔" اس نے ذرا آہستہ آواز میں کہا۔

اسکی طرف سے دی جانے والی اطلاع سن کر محسن کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"مہر کی خودکشی؟" اس نے خود سے اخذ کرتے ہوئے سوالیہ پوچھا۔

اس نے نفی میں سر ہلایا تو محسن سمجھ گیا کہ مسئلہ کیا ہے؟

****

اگر وہ اسکے سامنے ہوتا شماز اسے ابھی اور اسی وقت اسے شوٹ کر دیتا۔اسکے چہرے پہ غصہ کے آثار اور نمایاں ہوئے تو علینہ نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"کیوں پریشان ہو رہے ہیں آپ؟ وہ اسے لے کر گیا ہے تو اسکا خیال بھی رکھے گا۔ تسلی رکھیں۔" اس نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

"اسی چیز کی ہی پریشانی ہے کہ وہ لے کر گیا ہے۔۔" اسکی ذو معنی بات کو وہ سمجھ نہ پائی۔

اس نے آنکھوں میں ہزاروں سوال لیئے اسے دیکھا تو اس نے اسے جنت کی بتائی ایک ایک بات جوں کی توں بتائی۔

"اوہ میرے اللہ! یہ سب۔۔۔" اسکی زبان گنگ ہو کر رہ گئی۔ وہ سب جانتی تو تھی لیکن ندیم صاحب کو حقیقت معلوم ہے؟ یہ علینہ نہیں جانتی تھی۔

"ہاں۔۔اتنا بڑا ظلم ہو گیا ہم سے۔۔" اسکی آنکھوں سے بے حد اذیت سے آنسو چھلکے تھے۔

"شماز۔۔اب تو شادی ہو چکی ہے دونوں کی۔۔اب تو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔" اس نے اسے سمجھانا چاہا۔

"علینہ! تمہیں کیا لگتا ہے؟ میں ابا کی طرح رویہ اختیار کروں گا؟؟؟ سچ جانتے ہوئے بھی میں چپ رہوں گا؟؟ تو یہ سب مجھ سے نہیں ہو پائے گا۔۔" اس نے صاف اور واضح لفظوں میں اسے اپنا مطلب سمجھایا۔

"اسے مہر کی پوزیشن کلیئر کرنی ہو گی۔۔اور اسے چھوڑنا ہو گا۔۔"

اسکے آخری الفاظ سن کر وہ گرتے گرتے سنبھلی تھی۔"دنیا کی کسی بھی عورت کے لیئے طلاق کے الفاظ کسی قیامت سے کم نہیں ہوتے۔۔چاہے وہ اپنے شوہر کو وہ پسند کرتی ہو یا نہیں۔"

"شماز۔۔کیا ہو گیا ہے آپ کو؟؟اتنی بڑی بات کیسے سوچ لی آپ نے؟وہ سب کے سامنے اسے لے کر گیا ہے۔۔مجھے نہیں لگتا کہ وہ اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔۔"اس نے اسے سمجھایا۔

اسکی بات سن کر وہ دکھ سے مسکرایا۔

"خود کو بچانے کے لیئے لے کر گیا ہے اسے۔۔اور اب دیکھو فون ہی بند کر دیا۔۔"اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کیا تو نمبر بند موصول ہوا۔جس پہ وہ دانت کچکچاتا رہ گیا۔

☆☆☆☆

(جاری ہے)

قسط نمبر 21

●ندامت

رات گئے تک وہ اسکے سرہانے کے قریب بیٹھا رہا۔اسکی نگاہیں ایک لمحے کے لیئے بھی اسکے چہرے پر سے ہٹ نہیں پا رہی تھیں۔ اسکا معصوم چہرہ دیکھ کر وہ اسکے حصار میں قید ہو کر رہ گیا تھا۔آنکھ سے آنسو بے حد اذیت سے بہتے ہوئے اسکے گالوں پہ لڑھک رہے تھے۔

"کس قدر معصوم ہو تم۔۔ کاش مہر میں نے تمہیں اس سب کا مشورہ نہ دیا ہوتا۔۔کاش۔۔ تم تو کہتی تھی کہ تم میری ٹکر کی بندی ہو۔۔تو پھر کیوں ؟ کیوں تم نے خودکشی کرنے میں ہی سکون سمجھا؟ مجھ سے اتنی جلدی ہار نہیں سکتی تم۔۔ نہیں ہار سکتی تم۔۔ "اسکی آنکھیں آنسوؤں سے کافی حد تک بھیگ چکی تھیں ۔وہ اسکے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے ،اسکی آنکھ کھلنے کے انتظار میں تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شاز۔۔ "محسن وارڈ میں داخل ہوا اور اسکے قریب آکر بولا۔" کھانا کھا لو۔۔ "اس نے اسکی حالت دیکھی تو ایک پل کے لیئے تو اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

"کیا عذاب ہے یار محسن۔۔ دعا کرو اس زحمت سے مجھے چھٹکارا مل جائے ۔۔اس سے میری شادی ہی نہ ہو۔۔ "محسن کے ذہن میں اس کے کہے گئے الفاظ گونجے ۔

"شاز۔۔ سنبھالو خود کو۔۔ "اس نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی ۔

"محسن۔۔یہ اٹھ کیوں نہیں رہی ؟ مجھے اس سے بات کرنا ہے ۔۔پلیز محسن اس سے کہو کہ اٹھ جائے ۔۔ایک دفعہ بس۔۔ ایک دفعہ اپنی آنکھیں کھول کر مجھے اتنا کہہ دے کہ شاہ ویز ندیم احمد تمہاری ٹکر کی بندی ہوں۔۔تم سے ہار نہیں مان سکتی ۔۔کہو نا اسے۔۔ "وہ حواس باختہ ہوکر محسن سے بولا۔

"شاز۔۔۔خدا کے لیے۔۔ مت دو خود کو اذیت۔۔خدا کا واسطہ ہے تمہیں۔۔ "وہ تڑپ کر بولا۔

"اپنی حالت دیکھو۔۔پلیز اٹھو ۔۔کچھ کھا لو۔۔ "اس نے مکرر کہا۔

"نہیں۔۔ "اسکی نگاہیں ابھی بھی مہر کے چہرے پہ تھیں جو دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر نیند کی گہری وادی میں سو رہی تھی ۔

نمی وارڈ روم میں داخل ہوئی اور اسکے قریب آکر کھڑی ہوئی ،جہاں وہ شاہ ویز کو سمجھا سمجھا کر تقریباً تھک چکا تھا۔

"اس نے بھی تو کھانا نہیں کھایا ۔۔شاہ ویز کے منہ میں نوالا اب تبھی جائے گا جب اسکی آنکھیں کھلیں گی ۔۔ "

محسن نے کچھ بولنا چاہا مگر نمی نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے اس سے مزید بات کرنے سے روکا۔

"شاہ ویز بھائی ! اسکا خیال اب آپکو رکھنا ہوگا۔ اور خیال رکھنے والے ضد نہیں کیا کرتے ۔۔بات مان جاتے ہیں یا منوا لیتے ہیں۔۔ آپ بھی مان جائیے ۔۔مان جائیں گے تو۔اپنا آپ بھی منوا لیں گے ۔۔ "اسکی ذومعنی بات کو سن کر محسن نیم انداز میں مسکرایا۔

اس کی بات پہ وہ گہری سوچ میں محو ہوگیا مگر پھر کچھ دیر توقف کے بعد اسکے ہاتھ کو چھو کر اپنے ماتھے سے لگاتے ہوئے بولا۔

"تم جیت گئی مہر۔۔تم جیت گئی ۔۔ "

****

****

"خیر تھی ؟ اتنی جلدی آگئی ؟ میں شام میں تمہیں پِک کر لیتی ؟ "مسز ہارون لان میں اسے بیٹھا دیکھ کر اسکے پاس آئیں۔

"جی ۔۔اصل میں خالہ کو کسی دعوت پہ اچانک جانا پڑ گیا تو بس ۔۔اس لیئے۔۔ "وہ ان سے نظریں چراتے ہوئے بول رہی تھی ۔" آپکو میسج کیا تھا میں نے ۔۔"

"ہاں ۔۔دیکھا میں نے ۔۔میں تو ایکسپیکٹ کررہی تھی وہاں شام کی دعوت ۔۔ "وہ ذرا مذاحیہ انداز میں بولیں۔

"بے فکر رہیئے بیگم۔۔۔بہو نے یہاں ہی دعوت کا انتظام کر رکھا ہے ۔۔ "ہارو ن صاحب لان میں آئے اور دونوں کے سامنے موجود کرسی پہ براجمان ہوئے ۔

"سیر ئیسلی ؟ " انکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

"جی جناب۔۔جب سے آئی ہے ۔کچن میں ہی کھانا بنانے میں مصروف رہی ہے ۔۔مجھے تو لگتا ہے بیگم ۔۔آپکے ساس ہونے کا یہ رعب ہے ۔۔ "وہ آنکھ مار کر ذرا شرارتی انداز میں بولے تو جنت کھلکھلا کر ہنسی ۔

"نہیں ۔۔ابا جان ایسی بات نہیں ہے ۔۔"

"آپ چپ ہی رہیئے۔۔۔ہم ساس بہو کی محبت کو نظر نہ لگایئے گا۔۔۔ "انہوں نے انہیں خوب گھورا۔

"ابا جان۔۔۔ "اسکے منہ سے اپنے لیئے یہ سن کر وہ ذرا سکون اور خوشی سے بولے۔ " بہت اچھا لگا یہ سن کر ۔۔"

"نواز۔۔کتنا اچھا لگے گا نا تمہیں۔۔جب تمہاری بیٹی تمہیں ابا جان کہے گی ۔۔ "وہ زیر لب خود سے بولے اور کسی گہری سوچ میں محو ہوئے ۔

"کیا ہوا اب آپکو؟ کہیں کھو گئے ؟ بہو آج ہی ہمارے ساتھ ہے ۔۔کھانے کے بعد مارکیٹ تک چلتے ہیں۔۔آئسکریم کھانے ۔۔ "ان کے بلانے پہ انہوں نے پلکیں جھپکائیں۔

"ہاں ضرور۔۔ضرور۔۔"

*****

وہ اسکا نمبر ری ڈائل پہ لگا چکا تھا لیکن اب تو اسکا نمبر بھی آف جارہا تھا۔
اس کا غصہ اسکی ناک پہ صاف نظر آرہا تھا،جوغصے سے لال سرخ ہورہی تھی۔
"شماز بیٹے۔۔ اپنے بھائی کو تو فون ملاؤ۔۔میرا دل بڑا بے چین ہورہا ہے ۔۔ مجھے مہر کی فکر ہورہی ہے ۔۔ "زیبا نے اسے لاؤنج میں بیٹھے فون کے ساتھ الجھتے دیکھا تو اسکے قریب آکر بے حد مجبوری سے بولی۔
"چچی جان۔۔پریشان نہ ہوں پلیز۔۔ سب ٹھیک ہے ۔۔ "اس نے اپنا غصہ کنٹرول کیا اور اس سے بولا۔
وہ اسکے پاس بیٹھی ۔
سامعیہ جو ڈائننگ ٹیبل پہ کھانا لگا رہی تھی ،اسکی بات سن کر پلیٹیں میز پہ لگاتے لگاتے رکی ۔
"مجھے اس بات کی ٹینشن نہیں کہ سب ٹھیک ہے یا نہیں۔۔لیکن ایک دفعہ میرے کان میری بیٹی کی آواز سن لیں گے تو انہیں سکون آجائے گا۔۔ " اسکی آواز حلق سے بمشکل ہی نکل پائی تھی کہ اس نے رونا شروع کردیا۔

"چچی جان۔۔ پلیز۔۔سنبھالیئے خود کو۔۔ "اس نے موبائل کو ایک سائیڈ پہ رکھا اور ان کے چہرے کی طرف دیکھ کر بولا۔

"زیبا۔۔ میرے بیٹے پہ بھروسہ رکھو۔۔ وہ اسے جہاں کہیں بھی لے کر گیا ہوگا۔۔اسکا اپنے سے زیادہ ہی خیال رکھ رہا ہوگا۔۔دیکھا نہیں تھا تم نے ۔۔وہ اسے سب کے سامنے عزت سے اسکا ہاتھ پکڑ کر بڑے حق سے لے کر گیا ہے ۔۔ "سامعیہ نے میز پہ بالترتیب گلاس رکھے اور اسکے پاس آکر بولی ۔

ان کے منہ سے یہ الفاظ سن کر شماز کے اندر اور اگ لگ گئ ۔ اسکا جی چاہا کہ وہ ابھی اپنی ماں کو صاف صاف بتائے کہ اسکی حقیقت آخر ہے کیا؟

سامعیہ نے اسکا غصیلہ انداز دیکھا تو اسے معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

"بھابھی ۔۔ تبھی تو اسکے سر پہ چادر اپنے ہاتھوں سے اوڑھائی تھی ۔۔ کاش میں اسے ایک دفعہ ۔۔ایک دفعہ تو اماں بی سے بات کر لینے دیتی!

۔۔کاش۔ ۔ کتنی دفعہ اس نے مجھ سے کہا کہ اسے اماں بی سے بات کرنی ہے ۔۔اپنے ابا سے بات کرنی ہے لیکن میں نے اسکی ایک نہ سنی ۔ "وہ بلک بلک کر رو رہی تھیں۔ "

مجھے لگا کہ جنت والا قصہ دوبارہ دہرایا نہ جائے ۔مگر۔میر ی مہر کے ساتھ وہی سب ہوگا ۔۔ایسا نہیں سوچا تھا میں نے ۔اسکے اپنے لوگوں نے ہی اسکا یقین نہیں کیا۔۔"

اسکی حالت دیکھ کر شماز ان سے ندامت کے مارے نظریں چراتا رہ گیا۔

"کیا رونا لگا رکھا ہے گھر میں؟ مری نہیں ہے تمہاری بیٹی ۔۔جہاں بھی گئی ہے وہ سب اسکا پنا انتخاب ہے۔۔ "نعیم صاحب ڈائننگ ٹیبل پہ آکر بیٹھے ۔ باری باری گھر کے تمام افراد بھی وہاں آموجود ہوئے ۔

"چچا جان۔۔پلیز۔۔۔ "شماز اپنی جگہ سے اٹھا اور انکے سامنے موجود کرسی پہ آموجود ہوا۔ علینہ نے میز پہ سلاد کی پلیٹ رکھی اور اسے آنکھوں کے اشارے سے چپ رہنے کا کہا۔

"آپ اس قدر سنگ دل ہوسکتے ہیں کیونکہ آپ باپ ہیں ۔۔مگر میں کیا کروں؟ میں ماں ہوں اسکی۔۔آپ کی ہر بات مان تو لی ہے اس نے اب۔۔ کیا اب اسکی خبر تک نہیں لیں گے آپ ؟ " وہ اٹھی اور بے ضبط روتے ہوئے بولی ۔

اسکا حال دیکھ کر سبھی دل بھر آئے تھے ۔

Clubb of Quality Content

ثماز نے اپنے باپ کو خوب گھور کر دیکھا ،جو اسکی نگاہوں کو خوب سمجھتے ہوئے اس سے نظریں چرا رہے تھے ۔

"ٹھیک کہہ رہی ہے یہ ۔۔کم از کم ۔۔دونوں ہیں کہاں ؟یہ تو ہمیں جاننے کا پورا پورا حق ہے ۔۔حالات کیسے جا رہے ہیں اگر انہیں کچھ ہوگیا تو۔۔ "وہ اپنی ہی کہی بات سے خوفزدہ ہو کر رہ گئی تھی ۔

"میری طرف سے وہ مر گئی ہے ۔۔ اب مر بھی جائے تو کیا فرق پڑتا ہے ؟ "انہوں نے بے نیازی سے ڈونگے کا ڈھکن ہٹایا اور سالن پلیٹ میں نکالا۔

"نعیم۔۔ اللہ نہ کرے ۔۔ایسا نہیں کہتے ۔۔ "آخر ندیم صاحب بول ہی پڑے ۔

"کیوں ابا۔۔ایسا کیوں نہ کہیں چچا جان۔۔ "ثماز نے ذرا سخت لہجے سے سوال کیا تو وہ روٹی کا نوالہ توڑتے توڑتے رہ گئے ۔اسکے سوال پہ سبھی نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کھانے کی میز پہ تقریباً گھر کے سبھی افراد ہاتھ روک کر بیٹھ گئے تھے ۔

زیتون ہاؤس میں ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کھانے کی میز پہ جنگ کا سا سماں تھا۔

*****

**

رات ایک بجے اسکی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو وارڈروم کے بستر پہ پایا۔ اس نے اردگرد نظریں گھمائیں تو اسے اپنے پاس کھڑی ایک نرس نظر آئی جو اسکی ڈرپ میں انجیکشن لگا رہی تھی ۔

"میں زندہ ہوں؟ "اس نے ذرا آہستگی سے خود سے سوال کیا۔ اور اپنی آنکھیں قدرے مزید کھولتے ہوئے اس نرس کو خوب غور سے دیکھا جس کا چہرہ چاند جیسا شفاف اور دودھ جیسا سفید تھا۔

"مطلب۔۔حساب کتاب ہونے کو ہے ۔۔ "اس کے دل نے اس سے کہا۔

جوں ہی نرس نے اسکی طرف دیکھا تو اسکی طرف دیکھ کر مسکرائی ۔

"ہاؤ آر یو فیلینگ ناؤ؟ "اسکی طرف سے انگریزی میں سوال سن کر اسے اپنے دل کی بات پہ ہنسی آئی ۔

"کیا ہوا؟ آپ مسکرا کیوں رہی ہیں؟ "نرس نے اپنے حلیے کی طرف نگاہ ڈالی اور اس سے بولی ۔

"مجھے تو مرنا تھا۔۔آپ نے کیوں بچایا مجھے ؟ "اس نے اٹھنے کی اپنی سی کوشش کی لیکن اٹھ نہ سکی ۔

نرس فوراََ سے آگے بڑھی ۔" پلیز۔۔۔ لیٹ جائیے۔۔آپکی حالت ابھی بہتر نہیں۔۔ "اس نے اسکو کندھوں سے پکڑ کر سنبھالا اور دوبارہ بیڈ پہ لٹا دیا۔

اس نے کرسی آگے کی طرف کھسکائی اور اسکے پاس آبیٹھی ۔

"مجھے بتائیں گی؟ آپ نے فینائل کی گولیاں اتنی زیادہ مقدار میں کیوں کھائیں؟ کیا آپ کو ذرا سا بھی خود پہ رحم نہیں آیا؟ "

Clubb of Quality Content

"رحم؟ رحم کیا ہوتا ہے ؟ " وہ زیرِلب بولی ۔ اسکی آنکھیں پتھر کی مانند اوپر چھت کی طرف جمی ہوئی تھیں اور ہونٹوں پہ زخمی مسکراہٹ۔

"لگتا ہے بہت دکھ دیئے ہیں اس زندگی نے آپکو؟ "

اسکی بات پہ اس نے چھت پر سے نظریں ہٹائیں اور اسکی طرف دیکھا۔

"وہ کہاں ہے ؟ "اسکے سوال کا مطلب وہ سمجھ چکی تھی ۔

"وہ یہیں ہے باہر۔۔لیکن جب تک آپ مجھے سچ نہ بتا دیں ۔۔میں انہیں آپکے ہوش میں آنے کی خبر نہیں دے سکتی ۔۔کیونکہ آپ کے بچگانہ بیان پہ پولیس تو یقین کر سکتی ہے مگر میں نہیں۔۔"وہ معنی خیز انداز میں بولی ۔

"کیا مطلب؟ "اس نے آنکھیں سکیڑ کر اس سے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ ۔۔ یہ فینائل کی گولیوں کا پاؤڈر کوئی عام پاؤڈر تو ہے نہیں ۔۔اسکی سمیل سے ہی سانس بند ہوجاتی ہے ۔۔لیکن آپ نے تو اسے کافی مقدار میں کھا یا تھا۔۔ مرنے کا ہی ارادہ تھا نا آپکا؟ یا اس انسان نے، جو آپکے شوہر ہونے کا دعوٰی کر رہا ہے ۔۔کہیں اس نے ۔۔ "اس نے

ادھوری بات کرتے ہوئے اسے نظروں کے اشارے سے اپنا صاف مطلب سمجھایا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے سسٹر۔۔ اسے بلا دیں۔۔پلیز۔۔ "اس کی ادھوری بات وہ سمجھ چکی تھی ، تبھی وہ نفی میں گردن ہلاتے ہوئے تیزی سے بولی ۔

"سسٹر کہتی ہیں تو سسٹر مان بھی لیں۔۔ہم عورتیں آخر کب تک اپنے شوہر کے ڈھائے ہوئے ظلم کو سہیں گی ؟ اس انسان کو تو سزا ملنی چاہیئے جس نے آپکا یہ حال۔۔"

"خدا کے لیئے ۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے ۔۔کچھ نہیں کیا اس نے ۔۔ "وہ تڑپ کر بولی ۔

اسکی حالت کے پیشِ نظر نرس نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔

شاہ ویز نے وارڈ میں قدم رکھا تو اسکی خراب حالت دیکھ کر بھاگا بھاگا اسکے پاس آیا جہاں وہ نرس سے منت سماجت کررہی تھی ۔

"پلیز اسے بلا دیجیئے۔۔ پلیز سسٹر۔۔ "وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولی ۔" اس نے کچھ نہیں کیا۔۔ "

"مہر۔۔۔ "اسکے منہ سے بے اختیار اسکا نام نکلا تھا۔" تم ٹھیک ہو ؟ "اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔تم کہا ں تھے ؟ مجھے اکیلا کیسے چھوڑ کر جاسکتے ہو تم ؟ "وہ اس پہ چیخی ۔

"میں یہیں ہوں۔۔یہیں ہوں مہر۔۔ "اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکے آنسوؤں کو صاف کیا ۔

"لگتا ہے یہ سب میرا وہم ہی ہوگا۔۔لیکن ۔۔ "نرس نے خود کلامی کی اور ان دونوں کے پاس سے ہٹ گئی ۔

"شا ہ ویز۔۔تمہیں کسی نے کچھ کہا تو نہیں۔۔ یہ نرس کہہ رہی تھی کہ ۔۔ "وہ بمشکل ہی بات کر پارہی تھی ۔

"اشش۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔کچھ بھی نہیں۔۔تم ٹھیک ہو نا؟ "وہ اسکے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے ذرا تصدیقی انداز میں بولا۔

اس نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا اور مزید بولی ۔

" میں تو صرف مرنا چاہتی تھی ۔۔تمہاری اور اپنی مشکل آسان کرنا چاہتی تھی ۔۔ "اسکی بات سن کر اسکی آنکھیں بھرآئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اتنی جلدی ہار مان گئی تم ؟ تم تو میری ٹکر کی بندی تھی نا۔۔ تو کیوں ؟ کیوں پھر ؟ "اس نے اسکی کہی بات اسے یاد دلائی تو وہ زخمی انداز میں مسکرا دی ۔

"ہار گئی ہوں میں۔۔ہار گئی ہوں شاہ ویز۔۔آخر کیوں بچایا تم نے مجھے ؟ کیوں؟ مر جاتی تو مجھے دفنا دیتے ۔۔ویسے بھی میرا ہے ہی کون جو تم سے سوال کرتا ؟ اتنا اچھا موقع تم نے گنوادیا۔۔آخر کیوں؟ "وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی ۔

"سنبھالو خود کو۔۔خدا کے لیئے ۔۔ سنبھالو خود کو۔۔ "وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے ماتھے کے ساتھ لگاتے ہوئے بولا ۔

****

اگلی صبح اس نے تیاری پکڑی اور اٹلی کے لیئے روانہ ہوئی ۔ مسٹر اینڈ مسز ہارون نے اسے ائیر پورٹ پہ ڈراپ کیا اور وہاں سے واپس ہولیئے ۔ بھلے ہی وہ یہاں اماں بی کے لیئے آئی تھی لیکن ان سے جدا ہونے کا دکھ اسے

اندر ہی اندر گھائل کیے جارہا تھا۔لیکن اسے اس بات کا سکون تھا کہ وہ ان کے دنیا سے جانے سے پہلے ان سے مل چکی ہے ۔

سجیل نے اسے جو کچھ کہا تھا وہ بھلے ہی بکواس تھا ،لیکن اسے خوشی تھی کہ اسکے دل سے اسکی کھوکھلی محبت اور اس سے وابستہ جھوٹی امید ختم ہو چکی ہے ۔ ایساہی شاید لکھا تھا !اسکا پاکستا ن دوبارہ آنا ،اسے جہانگیر کا ہمیشہ کے لیئے کر گیا تھا ۔

ہاتھ میں ٹکٹ لیئے وہ مسلسل ائیر پورٹ پہ موجود بڑی گھڑی کو برابردیکھے جارہی تھی۔" کاش یہ گھنٹے کی سوئی ، منٹ کی سوئی کی طرح چلے ۔۔اور میں آپکے پاس آموجود ہوں۔۔ "اس نے دل میں خود سے سرگوشی کی اور زیرِ لب مسکرادی ۔" شاید یہی محبت ہے ۔۔بلکہ یہی دعا ہے ،جو آپ نے میرے لیئے مانگی تھی ۔ کہ اب آپ کے پاس آنے کے لیئے ایک لمحہ بھی انتظار نہیں کرنے ہورہا۔۔۔ "

اسکا دل اسکے اپنے قابو میں ہی نہیں تھا۔ اور ہوتا بھی کیسے ؟ اس سے اتنے دن دور رہنے کے بعد اس سے ملنے جارہی تھی ۔اس خوشی کا تو کوئی نعم البدل ہی نہیں تھا۔

دوسری طرف اسکا حال بھی ایسا ہی تھا۔ اس نے گھر کو پوری طرح سے خود صاف کیا اور اسکے لیئے کھانا بنایا۔ اب اسے انتظار تھا تو دن کے دو بجے کا۔۔جب وہ اٹلی کے ائیر پورٹ پہ موجود ہوگی ۔

"رادھا دیدی۔۔یہ پوڑیاں بنا دیجیئے پلیز۔۔۔ "وہ انکے گھر کے پورچ میں کھڑا بولا۔

اس نے اپنے ہاتھ میں موجود گوندھے ہوئے آٹے کا برتن ان کے ہاتھ میں تھمایا۔

"اندر تو آؤ۔۔ "وہ پورچ تک آئیں۔

"نہیں ۔۔بہت بزی ہوں ۔۔ جنت آرہی ہے نا آج۔۔۔ "اس نے اتنا کہا اور وہاں سے جانے لگا۔

"واؤ۔۔۔ بہت بڑھیا۔۔۔ رات کو ٹائم سے آجانا۔۔ "اس نے اسے یاد دہانی کروائی ۔

"جی ۔۔جی ۔۔آجاؤں گا۔۔۔اور یہ وعدے کے مطابق پوڑیوں کا آٹا بھی لے آیا۔۔ "وہ جاتا جاتا رکا۔

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

"نیہا سے وعدہ تو تم نے اپنے ہاتھ کی پوڑیاں کھلانے کا کیا تھا ؟ "انہوں نے آئی برو اچکا کر سوال کیا۔

"ہاں۔۔کیا تو تھا۔۔لیکن بہت لیٹ ہو جاؤں گا۔۔آپ کر دیجیئے گا نا۔۔ اسکے کالج سے آنے سے پہلے ۔۔ اسے کیا پتہ چلے گا میں نے بنائیں یا آپ نے ؟ "اس نے اپنی مجبوری بیان کرتے ہوئے انہیں مشورہ بھی دیا تو وہ ہنس پڑیں۔

"او۔کے ۔۔ٹھیک ہے ۔۔لیکن رات کو ٹائم سے آجانا۔۔اور گفٹ بھی لے آنا اس کے لیئے ۔۔"

"جی ۔۔جی ۔۔یہ بھی کوئی کہنے والی بات ہے ۔۔ "وہ وہاں سے جانے لگا تو انہوں نے اسے پیچھے سے آواز دی ۔

"افطار کے لیئے کیا بناؤں اسکے لیئے ؟ "

"کچھ بھی بنا دیجیئے ۔۔ نخرے نہیں کرتی میری مسز۔۔۔ "وہ کھلکھلا کر ہنسا تو وہ بھی ہنس دیں۔

****

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صبح سویرے ہی اسے ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔ مجبوراََ اسے اسکو محسن کے گھر ہی لانا پڑا،جہاں وہ آنا نہیں چاہتی تھی ۔

"بھابھی ۔۔فیل اِٹ یور اون ہوم۔۔ "اس نے اسکی سائیڈ ٹیبل پہ پانی کا جگ رکھا اور سامنے موجود کرسی پہ آبیٹھا۔

اس نے غصیلے لہجے میں شاہویز کے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی جو اسکے پاس بیٹھا ،ہاتھ میں چھری لیئے سیب کاٹ رہا تھا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ اسے محسن کے بھابھی کہنے سے مسئلہ ہے ۔

"کیا ہوا؟ کچھ غلط بول دیا میں نے ؟ "محسن نے حیرانگی سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اسی اثناء میں نمی ہاتھ میں سوپ لیئے کمرے میں آئی ۔" آپ اب کیسا فیل کر رہی ہیں بھابھی ؟ "اس نے ذرا محبت سے دریافت کیا۔

اب کے شاہ ویز نے اسکی طرف دیکھا اور التجائیہ انداز میں ری ایکٹ نہ کرنے کے لیئے کہا۔

"یہ لیجیئے سوپ۔۔ اور کچھ بھی چاہیئے ہو تو بلاجھجک بتا دیجیئے گا۔۔ "اس نے اسکے پاس میز پہ پانی کے جگ کے برابر میں سوپ کا پیالہ رکھا اور محسن کو وہاں سے اپنے ساتھ باہر آنے کے لیئے کہا۔

"شاز۔۔ان کا خیال رکھنا۔۔ "اس نے معنی خیز انداز میں اتنا کہا اور نمی کے ساتھ باہر آگیا۔

ان دونوں کے وہاں سے جاتے ہی اس نے سیب کا ایک ٹکڑا اسکے سامنے کیا۔

"نہیں کھانا مجھے ۔۔ "وہ اپنا منہ دوسری طرف کرتے ہوئے بولی ۔

"اچھا ٹھیک ہے ۔۔۔سوپ پی لو۔۔۔ "اس نے سیب کی پلیٹ ایک سائیڈ پہ کی اور سوپ کا پیالہ اٹھایا۔

"مجھے کچھ نہیں کھانا پینا۔۔ "اس نے صاف لہجے میں انکار کیا۔

"مگر کیوں؟ رزق سے کس بات کا جھگڑا؟ "اس نے تفہیمی انداز میں کہا۔

"تم سے تو ہے نا؟ " وہ ذومعنی انداز میں ،ذرا جل کر بولی ۔

"ہاں !یہ کیسے بھول سکتا ہوں میں۔۔ "وہ طنزیہ انداز میں مسکرایا تو اس نے خوب غور سے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی ۔

"میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔ تنگ آگئ ہوں میں ان دونوں کے منہ سے بھابھی ۔۔بھابھی کی تکرار سن کر ۔۔ "وہ غصہ سے تلملائی ۔

"اچھا ٹھیک ہے ۔۔ٹھیک ہے ۔۔صبح ہوتے ہی یہاں سے کہیں اور لے چلوں گا تمہیں۔۔لیکن ابھی تو۔۔"اسکی حالت کے پیشِ نظر اس نے ذرا نرم لہجے میں کہا۔

"ہاں۔۔جب لے چلو گے ۔۔تب کھانا بھی کھا لوں گی ۔۔ "اس نے ہٹ دھرمی سے کہا اور رخ پلٹ کر لیٹ گئ ۔

"مہر۔۔کیا بچپنا ہے یہ؟" اس نے اپنا غصہ کافی حد تک ضبط کیا ۔

وہ بیڈ پر سے اٹھا اور اسکے سامنے آموجود ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا اب میں سکون سے سو بھی نہیں سکتی ؟؟ "وہ غصہ سے اٹھی ۔کمبل ایک سائیڈ پہ پھینکا اور بیڈ پر سے نیچے اتری ۔

"تو تمہاری عادت ویسی کی ویسی ہی ہے۔۔ "وہ اسکے ردِ عمل پہ حیران تھا۔ " ابھی کل تو تمہیں میرا خیال ۔۔"

اس نے اسکی بات کاٹی ۔ " ہاں۔۔لیکن کیا تمہیں میرا خیال ہے ؟ بولو؟ تم اچھے سے جانتے بھی ہو کہ مجھے تمہارے اِس دوست کے گھر میں رہنے میں مسئلہ ہے پھر بھی ۔۔پھر بھی۔۔ تم مجھے یہاں لے آئے ؟ جب مجھے کہیں رکھ نہیں سکتے تھے تو کیوں میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے وہاں سے لائے ؟ "وہ ذرا نیچی آواز میں دھاڑی تھی ۔

"تم میری پوزیشن کو تو سمجھو۔۔اتنی جلدی کیسے میں؟ کیسے میں سب مینیج کر سکتا ہوں؟ "وہ سر پکڑ کر رہ گیا۔

"دِس از یور پرابلم ۔۔ناٹ مائن۔۔ اور ہاں۔۔ صبح ہوتے ہی مجھے یہاں سے کہیں اور لے چلو تو تمہارے لیئے بہتر ہو گا ورنہ۔۔ "اس نے اشارۃََ دھمکی دی تو اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

"ورنہ ؟ ورنہ کیا؟؟؟ "وہ اسکے قریب آیا اور اسکے بازو کو جنجھوڑ کر بولا۔

"بولو؟ورنہ کیا؟؟"

"ورنہ تم اچھے سے جانتے ہو۔جو ایک بار خود کشی کر سکتا ہے، وہ دوبارہ بھی کر سکتا ہے ۔۔اور اس دفعہ تو میں مر کر ہی دَم لوں گی ۔۔ "اس نے اسکی غصیلی نگاہوں میں دیکھ کر کہا جو غصہ سے سرخ ہوچکی تھیں۔

اس نے ایک ہی جھٹکے سے اسکا بازو چھوڑا۔

"ہاں۔۔مر جاؤ۔۔بلکہ تم مجھے ہی مار دو۔۔ مار دو مجھے تم ۔۔۔ شاید تمہیں اس طرح سے سکون آجائے ۔۔ "وہ جنجھلایا۔

دونوں کی بحث و تکرار کی آواز ان دونوں تک صاف جارہی تھی۔ جو لاؤنج میں بیٹھے چائے پی رہے تھے ۔

"نمی تم بات کیوں نہیں کرتی ہو اس کی بیوی سے ؟ سمجھاؤ اسے ؟ اس بیچارے کے پاس خود کے لیئے کوئی پناہ گاہ نہیں تو اسے کہاں رکھے گا؟ "

"میں کیسے سمجھاؤں؟ مجھ سے تو ٹھیک طرح سے بات بھی نہیں کرتی یہ لڑکی ۔۔ "وہ برا سامنہ بنا کر بولی ۔

دوسری طرف وہ اسکی حالت دیکھ کر ایک لمحے کے لیئے ساکت ہو کر رہ گئی تھی ۔اسکی اونچی آواز سے وہ خوف زدہ ہو گئی تھی۔

"میری بات کان کھول کر سن لو تم۔۔۔تم نے اب کے بعد ایسا کچھ بھی کرنے کا سوچا بھی تو جان لے لوں گا تمہاری ۔۔ سمجھی تم ۔۔ "وہ یکدم اسکے قریب آیا اور اسکا بازو پوری قوت سے اپنی گرفت میں لیتے ہوئے بولا۔

"چھوڑو مجھے ۔۔۔ "اس نے اپنا بازو اس سے چھڑوانے کی کوشش کی مگر بے سود ۔

"تمہاری جان میں اپنے ہاتھوں سے لوں گا۔۔تاکہ تم بچ ہی نہ سکو۔۔۔ مرجاؤ۔۔۔ کم از کم کسی کو تو سکون آجائے گا۔۔ "اسکی بات سن کر اسکی آنکھیں خوف سے پھیل سی گئیں اور آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"شاہ ویز۔۔۔ چھوڑو مجھے ۔۔۔ " وہ سسک کر بولی تو اس نے ایک جھٹکے سے اسکا بازو چھوڑا۔

"نہیں رہنا مجھے تمہارے ساتھ ۔۔ نہ یہاں ۔۔نہ کہیں اور۔۔تمہیں ذرا برابر بھی میرا احساس نہیں۔۔ " وہ اپنا بازو دباتے ہوئے بولی ،جو کچھ

دیر پہلے اسکی گرفت میں تھا۔"   تم مجھے چھوڑ کیوں نہیں دیتے آخر
؟ چھوڑ دو مجھے ۔۔۔ "

وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولی ۔

اسکی باتیں اب اسکے لیئے ناقابلِ برداشت ہوچکی تھیں۔ ایک اور منٹ بھی وہ اسکے پاس کھڑا رہتا تو عین ممکن تھا کہ وہ پاگل ہوجاتا۔

وہ کمرے سے باہر آیا تو محسن اور نمی دونوں پریشانی سے کھڑے ہوئے ۔

"شاز۔۔اکیلے کیوں چھوڑ آئے ہو اسے ؟ کہیں پھر سے وہ۔۔۔ "محسن نے اپنا گمان پیش کیا۔

اس نے نمی کو اشارۃً اندر کمرے میں اسکے پاس جانے کے لیئے کہا۔

"مر جائے ۔۔ نہیں فرق پڑتا مجھے ۔۔۔ مجھے اسے بچانا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔۔سچ میں زحمت ہی ہے یہ میرے لیئے۔۔ "وہ تھک ہار کر صوفے پہ ڈھیر ہوا۔

اسکا کہا گیا ایک ایک لفظ اندر موجود مہر سن رہی تھی ۔وہ اپنا سر پکڑے بیڈ پہ بیٹھ گئی اور زاروقطار رونے لگی ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی ۔۔۔آپ تو میرے لیئے دعا کرتی ہوں گی نا۔۔ تو دعا کیجئے میں مر جاؤں۔۔"

"مائیں تو زندگی دیتی ہیں مہر بھابھی۔۔تو بھلا موت کی دعا کیسے دے سکتی ہیں ؟"وہ اسکے قریب آکر بیٹھی ۔

"مت کہیئے مجھے بھابھی ۔۔۔ کچھ نہیں لگتا وہ میرا۔۔ "وہ زچ ہو کر بولی تو نمی چاہ کر بھی کچھ بول نہ پائی ۔ کیونکہ وہ سمجھ چکی تھی کہ اسے کس چیز سے مسئلہ ہے؟

اس نے اسے بغور دیکھا مگر پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولی ۔

"جانتی ہو آج پہلا روزہ تھا۔ صرف ایک کھجور سے افطار کیا ہے اس نے ۔۔ تمہارے منہ سے ایک نوالہ اترے گا تو اسکے پیٹ میں کچھ جائے گا۔۔"

اسکی بات سن کر وہ ایک لمحے کے لیئے ساکت رہ گئی مگر پھر خود کو ضبط کرتے ہوئے سوالیہ بولی ۔

"یہ سب آپ مجھے کیوں بتا رہی ہیں؟"

"اس لیئے کہ تم اسکی بیوی ہو۔۔ بھلے ہی تمہیں اس سے چڑ ہو مگر اسے شاید تم سے ۔۔۔ "اسکی ادھوری بات ایک الگ معنی بیان کررہی تھی ۔

وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اس سے کیا کہنا چاہتی ہے ۔ اسکی ادھوری بات پہ وہ بے ضبط اور بے اختیار ہنسی ۔

"اب یہ نہ کہہ دیجیئے گا کہ اسے مجھ سے محبت ہو گئی ہے۔۔ کبھی سنا ہے دشمنوں میں محبت ؟؟ "وہ سوالیہ بولی مگر طنز صاف واضح تھا۔

"تم سے بحث میں شاید میں جیت نہ سکوں۔۔لیکن ایک بات کہوں گی ۔۔ وہ ہار گیا ہے تم سے ۔۔اور یہ ہار تمہارے لیئے افسوس ناک ہوگی ۔۔جانتی ہو کیوں؟

عورت اپنے شوہر کو کبھی ہارنے نہیں دیتی مگر وہ تو تم سے ہی ہار گیا ہے ؟ "اس نے اتنا کہا اور اسکے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نمی بھابھی۔۔ "ابھی وہ دروازے کے پاس ہی پہنچی تھی کہ اس نے عجلت میں اسے پکارا۔

اس نے مڑ کر اسے پیچھے دیکھا اور سوالیہ نگاہوں سے استفسار کیا۔

"مجھے جیت نہیں چاہیئے ۔۔اپنے گھر والوں کے سامنے اپنے کردار کی پاکیزگی کی گواہی چاہیئے ۔۔ابھی آپ نے کہا نا ؟کہ اسے شاید۔۔۔ "وہ بات کرتے کرتے رکی اور اٹھ کر اسکے پاس آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو اسے کہیئے جیسے ہی میرا ہاتھ پکڑ کر یہاں لایا ہے ۔۔ویسے ہی مجھے وہاں لے جائے ۔۔سب کے سامنے اپنا گناہ قبول کرے۔۔ پھر سب کے سامنے اسکا ہاتھ نہ تھاموں تو کہنا۔۔ محبت کرنے والے آپکو بے آبرو ہونے نہیں دیتے۔۔ بیوی ہوں نا میں اسکی ؟ تو کیسا شوہر ہے وہ ؟ اپنی ہی بیوی کے کردار کی ضمانت نہیں دے سکتا؟؟ "

اسکا کہا ایک ایک لفظ وہ باہر کھڑا سن رہا تھا۔ اس نے چاہا کہ وہ ابھی اندر جائے اور اسکا ہاتھ تھام کر سب کے سامنے لے جائے ۔۔لیکن شماز کے دھمکی آمیز میسجز سے خوف کے مارے اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

اسکے بڑھتے قدم خراماں پیچھے کی جانب جانے لگے ۔اور آنکھوں سے آنسو رواں ہونے لگے ۔

****

*

اس نے اسے ائیر پورٹ پہ دیکھا تو دیوانہ وار بھاگتے ہوئے اسکے سینے سے لپٹ گئی ۔ جہانگیر نے اسکی حالت دیکھی تو خوشی کے مارے اسکی باچھیں کھل اٹھیں۔

"اتنی اداسی ؟؟ "اس نے رومانٹک انداز سے پوچھا۔

اس نے مضبوطی سے اسے اپنے بازؤں کے حصار میں لیا ہوا تھا۔

نواز صاحب دونوں کو دور سے دیکھ کر رشکیہ انداز میں مسکرائے ۔" میری پیاری بیٹی ۔۔ بابا کی جان۔۔ "انہوں نے زیرِ لب خود سے کہا اور آنکھیں بھر آئے ۔

"جی ۔۔بہت اداس ہوں آپ سے ۔۔ "وہ بچوں کی طرح بولی تو اسے اسکے انداز پہ پیار سا آگیا۔

نواز صاحب دھیرے دھیرے قدم بڑھاتے ہوئے ،جذبات کی رو میں بہہ کر دونوں کی جانب آرہے تھے ۔ انہیں اپنی جانب آتا دیکھ کر اس نے اسے خود سے الگ کیا اور انکی جانب متوجہ ہوا۔

"نواز انکل ! آپ ؟ یہاں؟؟ "

اسکا نا م سنتے ہی جنت نے پلٹ کر اسے دیکھا۔" اسلامُ علیکم ۔۔ "اس نے نہایت ادب سے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام ۔۔کیسی ہو بیٹی؟ "

"جی الحمدللہ۔۔ "اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"زلیخا اور دانش آئے ہیں آج ہی ترکی کی فلائٹ سے ۔۔انہیں لینے آیا تھا۔۔ آپ دونوں پہ نظر پڑی تو ملنے چلا آیا۔۔ "انہوں نے خود ہی ساری بات تفصیلاََ بیان کی ۔

"کہاں ہیں دونوں؟؟ "جہانگیر نے اردگرد نگاہ دوڑائی ۔

"سامان رکھوا رہے ہیں گاڑی میں۔آؤ نا تم لوگ۔۔۔ "انہوں نے دونوں کو پیشکش کی۔

جنت کو انکا اپنی طرف محبت بھری نگاہوں سے دیکھنا ذرا عجیب لگا۔ اس نے انکی نگاہوں کو سمجھنے کی کوشش کی لیکن سمجھ نہ سکی۔ نواز صاحب کا بس چلتا تو بے پناہ محبت سے اسکا ماتھا چومتے اور اسے سینے سے لگا لیتے۔لیکن انہیں کوئی نہ کوئی چیز اندر ہی اندر اسے خود سے مانوس کرنے سے روک رہی تھی ۔

"ان شاء اللہ ! گھر آئیں گے ہم۔۔ابھی اجازت دیجیئے۔۔۔ جانتے ہیں نا آج رکشا بندھن ہے ۔۔ نیہا انتظار کررہی ہوگی ۔۔ "اس نے اپنی مجبوری بیان کی تو انہوں نے مسکراکر دونوں کو وِداع کیا۔

"تمہاری بہن انتظار میں ہے ۔۔اپنی بھابھی کو دیکھنے کے لیئے ۔۔ ضرور آنا گھر۔۔ "وہ جنت کی طرف دیکھ کر بولے تھے ۔

"جی ۔۔جی ۔۔ضرور۔۔۔ " اس نے ہامی بھری اور وہاں سے اپنے گھر کی راہ لی ۔

****

اسکی طبعیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نمی نے اسے سحری کے لیئے جگانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ بعد نماز عصر جوں ہی اسکی آنکھ کھلی تو اپنے اوپر کھڑکی سے پڑنے والی روشنی کو محسوس کرتے ہوئے وہ چونک اٹھی ۔ وہ فوراََ اٹھی ۔

"اتنی دیر میں سوئی رہی ؟؟ "اس نے خود کلامی کی ۔

جوں ہی اس نے پردے ہٹائے ،ڈھلتے سورج کی شعاعیں اسکی آنکھوں میں پڑنے لگیں۔

"آجاؤں؟؟ "نمی نے دروازے پہ دستک دی اور ہاتھ میں ٹرے لیئے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی ۔

"آپکا اپنا گھر ہے ؟ اجازت کیوں مانگ رہی ہیں؟؟ "اس نے پردہ آگے کیا اور پلٹ کر اسے دیکھ کر بولی ۔

"فی الحال تو اس کمرے میں تم ہو نا۔۔ "وہ مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئی ۔" کیسی ہو تم ؟ "اس کے سوال پہ وہ طنزیہ مسکرائی ۔

"بناء روزے کے کیسی ہوسکتی ہوں؟ " اس نے چائے کا کپ میز پہ رکھا اور اسکی طرف دیکھ کر بولی ۔ " بیمار کے لیئے تو چھوٹ ہے نا۔۔ بعد میں قضا پوری کر لینا۔۔۔ "

اسکی بات سن کر وہ آسودگی سے مسکرائی ۔

"نمی بھابھی۔۔حرام کام کیا ہے میں نے ۔۔شاید اسی لیئے حلال کی توفیق چھین لی گئی ہے مجھ سے ۔۔ "اسکی آواز بھرائی ۔

"نہیں ۔۔ایسا نہیں کہتے ۔مہر۔۔تمہیں زندگی کا دوبارہ ملنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ رب تم سے حرام موت نہیں بلکہ تم سے وابستہ کسی کی زندگی کے لیئے آسانی چاہتا ہے ۔۔"

اس کی بات سن کر اس نے معنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھااور سمجھنا چاہاکہ آخر وہ کہنا کیا چاہتی ہے؟

"اچھا تم زیادہ سوچو نہیں۔۔ کچھ کھا لو۔۔پھر دوا کھا لینا۔۔ میں افطار کے لیئے پکوڑے بنا لوں بس۔۔ "اس نے بات کو بدلا اور وہاں سے جانے کی کی ۔

دروازے تک پہنچتے ہی وہ واپس پلٹی ۔" افطار تو ساتھ کرو گی نا؟؟ "اس نے نیم انداز میں مسکرا کر سوال کیا۔

"ایک شرط پہ ۔۔۔ "وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی ۔

اس نے اشارۃً کندھے اچکا کر شرط جاننے کی کوشش کی ۔

"مجھے صبح سحری کے لیئے ضرور جگا یئے گا۔۔پلیز۔۔ مجھے ذرا اچھا نہیں لگ رہا ۔۔بناء روزے کے ۔۔ "وہ سخت برے لہجے سے بولی تو وہ ہولے سے انداز سے مسکرائی ۔

"وہ جگائے گا نا تمہیں۔۔ "اس نے ذومعنی الفاظ میں کہا اور وہاں سے چلی گئی ۔

اس کے جانے کے بعد اس نے چائے کے کپ کو ہاتھ میں پکڑا اور پلیٹ میں رکھے گئے کیک رس پہ نگاہ ڈالی ۔ اس نے کیک رس اٹھایا اور چائے میں ڈِپ کیا ۔ جوں ہی اس نے چائے میں بھیگا کیک رَس منہ میں ڈالا کہ

اسکی آنکھوں سے آنسو زاروقطار بہنے لگے ۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ۔

اس نے چائے کے کپ کو سائیڈ پہ رکھا اور اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو صاف کرنے لگی ۔ مگر آنسو تھے کہ گویا سیلاب، کسی صورت رک ہی نہیں رہے تھے ۔

اس نے کھڑکی میں سے اسے دیکھا ،جو سسکیاں بھرتے ہوئے اپنی آنکھوں کے کناروں کو صاف کررہی تھی تو اسکا دل بھر کر رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ کیوں دلبرادشتہ ہوکر رورہی ہے۔

"جانتا ہوں۔۔روزہ نہ رکھنے کی تکلیف میں ہو تم۔۔۔لیکن تمہاری طبعیت ایسی نہیں تھی کہ تم روزہ رکھ سکتی ۔۔ "اس نے اپنے دل میں کہا ،گویا اس سے بات کررہا ہو۔

"اس زندگی کی کیا وقعت ؟ جس میں آپ سے توفیق ہی چھین لی جائے ؟ توفیق کا ملنا تو بہت بڑی نعمت ہوتا ہے نا۔۔ اللہ جی ! مجھے معاف کر دیجیئے ۔۔۔پلیز۔۔۔مجھ پہ اپنا در بند نہ کیجیئے گا۔۔۔پلیز۔۔ "وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو جوڑے پھوٹ پھوٹ کر رورہی تھی ۔

آخر اس سے رہنے نہ ہوا۔ تھوڑی سی دیر کیئے بنا ہی وہ کھڑکی کے پاس سے گزرتا ہوا ،کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے قدموں کی چاپ سن کر اس نے خود کو ضبط کیا اور اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے اسے دیکھا۔

اس نے اسکی روتی سرخ اور سوجھی ہوئی آنکھوں کو دیکھا تو اپنے ہونٹ کاٹ کر رہ گیا۔وہ جذبات کی رو میں بہہ کر آگے بڑھنے لگا۔۔دوسری طرف اسکا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔۔ اک وہی واحد اسکا اپنا تھا۔۔جسے بھلے ہی وہ دشمن مانتی تھی ۔۔لیکن اس تکلیف کی گھڑی میں وہ اسے اپنا اپنا سا لگ رہا تھا۔

-

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 22

صبح کا سویرا

وہ اسکے قریب آیا تواس نے اپنی آنکھوں سے بے اختیار بہنے والے آنسوؤں کو دوبارہ سے صاف کیا۔ اس نے اسے تسلی آمیز لہجے میں دیکھا اور اپنا ہاتھ

اسکے سامنے کرتے ہوئے مسکرایا۔ اس کے انداز پہ اسکے ماتھے پہ بل واضح ہوئے ۔ وہ سمجھ نہیں پارہی تھی کہ اسکے ہاتھ آگے کرنے کا کیا مقصد ہے ؟

"بے فکر رہو مہر۔۔مجھے اپنی حد یاد ہے ۔۔لیکن ۔۔ "وہ بات کرتے کرتے خاموش ہوگیا۔ اس لیکن کا کیا مطلب ہے ؟ وہ جواب مانگتی نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگی ۔ اور وہ تھا کہ اپنا ہاتھ اسکے سامنے کیے اسکے ہاتھ بڑھانے کے انتظار میں تھا۔

"ہاتھ آگے نہیں بڑھاؤ گی کیا؟؟ "ابھی وہ اسکی پہلی بات کے مکمل ہونے کے انتظار میں تھی ۔اور اب اسکی طرف سے دوسرا سوال کیا گیا تھا۔

"تم چاہتے ہو کہ میں اور تم دوست بن جائیں ؟ " اس نے بھی سوال کیا جس پہ وہ خاموش رہا تو وہ خود ہی بولی۔

" تو ایسا نہیں ہوسکتا۔۔ "اس نے صاف اور واضح لفظوں میں کہا تو اس نے اپنا بڑھا ہوا ہاتھ پیچھے کی طرف کھینچ لیا۔

"میں تو صرف تمہارے زخموں کی دوا بننا چاہتا ہوں۔۔ "اس نے نیم آواز میں کہا اور منہ پلٹ کر وہاں سے جانے لگا۔

"زخم دینے والے زخموں کی دوا نہیں بن سکتے۔۔۔" اسکی آواز بھرا سی گئی۔
اسکے طنز آمیز لفظوں پہ وہ جاتے جاتے رکا ۔اس نے منہ پلٹ کر اسے دیکھا اور اسکے قریب آیا۔ اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے چابی نکالی اور زبردستی اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسکے ہاتھ میں تھما دیں۔

"رات میں ریڈی رہنا۔۔ آج ہی ہمیں جانا ہوگا یہاں سے ۔۔ "اس نے چاہا کہ وہ اس سے کچھ کہے مگر اپنے ہاتھ میں چابی دیکھ کر وہ الجھ سی گئی ۔

"مجھے یہاں سے کہیں اور نہیں جانا۔۔"اس نے تکرار کی تو وہ تلملا سا گیا۔ وہ جاتے جاتے رکا اور اسے پلٹ کر دیکھتے ہوئے بولا۔

"ابھی کل تک تو تم ۔۔"

"میں نے یہ نہیں کہا کہ مجھے یہاں سے جانا نہیں ہے ۔۔میں نے یہ کہا ہے کہ مجھے کہیں اور نہیں جانا۔۔ "اس نے اسکی بات کاٹی ۔

اس کی بات پہ اسکے ماتھے پہ بل واضح ہوئے ۔" پھر ؟؟ "

اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چابی اسکے ہاتھ میں پکڑائی اور پھر بولی ۔

"مجھے اپنے گھر جانا ہے ۔۔ "

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسکی بات پہ وہ گڑ بڑا سا گیا ۔اس نے برا سا منہ بنا کر اسے دیکھا اور زچ ہو کر رہ گیا۔

دوسری طرف وہ اسکا منہ دیکھے ،اپنی بات کے جواب کے انتظار میں تھی ۔

مغرب کی اذان کی آواز اسکے کان میں پڑی تو اس نے اسکا ہاتھ زبردستی پکڑا اور اسے باہر لاؤنج میں لے گیا ۔ اسکی اس حرکت پہ اسکا منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا۔

نمی اور محسن نے دعا کے بعد منہ پہ ہاتھ پھیرا۔ دونوں کو ایک ساتھ آتے دیکھ کر دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر معنی خیز انداز
میں مسکرادیئے۔دونوں کرسی پہ بیٹھے تو نمی نے کھجوروں کی پلیٹ آگے بڑھاتے ہوئے دونوں کے سامنے کی ۔

****

*

جوں ہی وہ انکے گھر میں داخل ہوئی تو رادھا دیدی اور نیہا کی طرف سے دونوں کو اچھے طریقے سے ویلکم کیا گیا تھا۔ اب کے دونوں لاؤنج میں داخل ہوئے ۔

"ویلکم ۔۔ بھیا ۔۔بھابھی ۔۔ "نیہا نے دونوں پہ پھولوں کی پتیاں پھینکیں تو جنت نے پیار بھرے انداز سے اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ڈائننگ ٹیبل پہ طرح طرح کے پکوان نہایت سلیقے سے رکھے گئے تھے ۔ رادھا دیدی حسبِ معمول ہلکے پیلے رنگ کی ساڑھی میں ملبوس تھیں۔اور نیہا گلابی رنگ کے بناء آستین کے لباس میں تھی۔

"بیٹھو۔۔ روزہ افطار کرو۔۔ "رادھا دیدی نے ایک کے بعد دوسری کرسی ڈائننگ میز سے نکالی اور انہیں بیٹھنے کے لیئے کہا۔انہوں نے اپنی ساڑھی کا پلو سر پہ اوڑھا اور دونوں کے ساتھ بیٹھیں۔

دونوں نے دعا مانگی اور کھجور سے روزہ افطار کیا۔

"شکر ہے ۔۔افطار کر لیا آپ نے ۔۔ "ان سے کہیں زیادہ نیہا کو افطار کی جلدی تھی کیونکہ وہ رکشابندھن کے لیئے بے تاب ہو رہی تھی۔

وہ انکے سامنے والی کرسی پہ بیٹھی شوخ و چنچل انداز میں بولی ۔" چلیئے اب نماز پڑھ لیجیئے ۔۔۔اور آجایئے ۔۔ انتظار کر رہی ہوں میں۔۔ "وہ انکے سامنے سے اٹھی اور بے تکلفی سے بولتے ہوئے رکشا بندھن کی سجائی ہوئی پلیٹ لینے اپنے کمرے میں چلی گئی ۔

"تمہارا منہ میٹھا نہ کروانا ہوتا تو یہ صبح سویرے ہی تمہیں راکھی باندھ دیتی ۔۔ "انہوں نے نہایت شفقت سے کہا اور کھانے کی چیزوں پر سے ڈھکن ہٹاتے ہوئے جنت سے بولی ۔

"چکھ کر بتانا بیٹی ۔۔کیسا بنا یہ سب۔۔ "انہوں نے سبھی پکوان پہ نگاہ ڈالتے ہوئے اس سے سوالیہ انداز میں کہا۔

"جی ۔۔دیدی۔۔ " اس نے بریانی پلیٹ میں نکالی اور اسے چکھنے کے بعد اسکی تعریف کی ۔ جہانگیر کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ اس نے بھی دل کھول کر تعریف کی ۔

"آپ کے ہاتھ میں تو جادو ہے جادو۔۔ جسٹ لَو اِٹ۔۔۔ "وہ مزے سے بریانی کھاتے ہوئے بولا۔

"باقی بعد میں۔۔ "اس نے ٹشو سے اپنا منہ صاف کیا اور وہاں سے نماز کے لیئے اٹھ کھڑا ہوا ۔ دیکھا دیکھی وہ بھی اٹھی اور نماز کے لیئے وضو کرے چلی گئی۔

اس نے رکشا بندھن کی تھالی کو بڑے پیار سے سجایا ہوا تھا۔ وہ اسے لے کر لاؤنج میں آئی ۔اور میز پہ رکھ کر اسکی نماز کے مکمل ہونے کا انتظار

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کرنے لگی ۔وہ ماتھے پہ تلک لگائے ، گلابی رنگ کے سوٹ میں ملبوس بے حد اچھی لگ رہی تھی ۔کندھے پہ لٹکا نیلا دوپٹہ اسکے لباس کے ساتھ ساتھ اسکے چہرے کی رونق کو بھی بڑھا رہا تھا۔

"کچھ میٹھا بھی رکھا ہے اس میں ؟ "انہوں نے پلیٹ میں جھانکا۔ پلیٹ میں راکھی ،اور ایک دیا تھا جسے اب وہ ماچس کی تیلی جلائے روشن کر رہی تھی ۔

"میٹھا میں کیوں رکھوں گی بھلا؟ بھیا نے کہا تھا کہ وہ خود میرے لیئے حلوہ پوڑی بنائیں گے ۔۔سو۔۔ میٹھا تو وہی کافی ہوگا۔۔ "اس نے معصومانہ انداز میں کہا تو اسکے قریب آتے جہانگیر کو اسکی بات پہ ہنسی آگئی ۔

"دیدی ۔۔۔لے آیئے کچن سے پلیز۔۔۔ "اس نے التجائیہ انداز میں کہا اور مسکرایا۔

"سیر ئیسلی ؟؟ "اسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آرہا تھا۔" آپ نے بنا لیں ؟ "اس کی آنکھوں میں حیرت دیکھ کر جنت نے اسکے انداز کو سمجھنا چاہا ۔

"ہاں تو اور۔۔ ڈونٹ انڈر ایسٹیمیٹ دا پاور آف کامن مین۔۔ "اس نے فخریہ انداز میں شانے ہلا کر جواب دیا۔

جوں ہی رادھا دیدی پوڑیوں کی پلیٹ لے کر آئیں اس نے رومال ہٹا کر انہیں ہٹا کر دیکھنا چاہا۔

"نا۔۔بابا۔۔نا۔۔۔ پہلے راکھی پھر پوڑیاں۔۔ "جہانگیر نے اسے روکا۔

"بھیا۔۔۔ کیا ہے ؟ دیکھنے تو دیجیئے۔۔آخر آپ سے سیدھی پوڑیاں بن گئیں؟؟ "اس نے حیرت آمیز لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے ۔ سیدھی بنانے سے سیدھی ہی بنیں گی نا۔۔ " اس نے پورے وثوق سے کہا۔

"اس کا مطلب ہے پہلے سیدھی نہیں بناتے تھے ؟ "وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی ۔

اسکی بات کا مطلب اب جنت کو واضح ہو اتھا۔ دونوں میں اتنی اچھی بانڈنگ دیکھ کر اسے ان دونوں کے رشتے پہ رشک آرہا تھا۔

اس نے اسکے سامنے پلیٹ کو گھمانے ،ماتھے پہ تلک لگانے اور اسکی آرتی اتارنے کی بجائے ڈائریکٹ اسکے ہاتھ پہ راکھی باندھی۔ اب کے اس نے پوڑیوں پہ پڑا رومال ہٹایا اور اسکا نوالاتوڑتے ہوئے حلوہ لگا کر اسکے منہ میں ڈالا۔

"واؤ۔۔ویری ڈیلیشیئز۔۔امیزنگ ۔۔ "اس نے اپنی ہی بنائی ہوئی چیز کی خوب تعریف کی ۔

نیہا نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔

"اپنے بنائے ہوئے کی تعریف کون کرتا ہے ؟ تعریف تو وہ ہوگی جو میں کروں گی ۔۔ "اسکی بات پہ سبھی کھلکھلا کر ہنسے ۔ اس نے نوالہ توڑ کر اسکے منہ میں ڈالا۔

"ارے واہ ۔۔بڑھیا۔۔ مزہ آگیا۔لیکن اس پوڑی کا ٹیسٹ تو بالکل مما کے ہاتھ سے بنی پوڑیوں جیسا ہے۔۔ "اسکی بات پہ دونوں ہکا بکا رہ گئے ۔

"ہاں۔ نیہو۔۔وہ تو ہوگا ہی ۔۔انہی کی گائیڈ لائن کو فالو کیا ہے نا۔۔ "جہانگیر کھانستے ہوئے بولا۔

"ارے پانی بھی پلاؤ اسے۔۔۔تم کیا باتیں لے کر بیٹھ گئیں۔ "انہوں نے کہا تو اس نے سر پہ ہاتھ مارا ۔ اس سے پہلے وہ جگ سے پانی گلاس میں انڈیلتی ،جنت نے فوراً سے گلاس میں پانی ڈالا اور اسکے سامنے پیش کردیا۔

اسکی اپنے لیئے پرواہ دیکھ کر وہ صدقے واری گیا۔ اس نے پانی کا ایک گھونٹ بھرا اور اسے دیکھنے میں محو ہوگیا۔ کالی چادر اوڑھے اسکا چہرہ خوب چمک رہا تھا۔

"اہم ---اہم ---اہم--انہیں گھر جا کر فرصت سے دیکھ لیجیئے گا--نکالیئے میرا گفٹ؟ "اس نے اپنا ہاتھ اسکے سامنے کیا تو وہ پلکیں جھپکاتے ہوئے مسکرا دیا۔

"ہاں--گفٹ -- " اس نے اپنی جینز کی جیب سے گفٹ نکال کر اسکے ہاتھ پہ رکھا۔

اپنے ہاتھ پہ سنہری ڈبیہ دیکھ کر وہ خوشی سے جھلملا سی گئی ۔ جوں ہی اس نے ڈبی کو کھولا تو خوشی کی ایک لہر اسکی آنکھوں میں چمکی ۔

"واؤ--- ویری بیوٹی فُل-- "اس پہ تو میرا نام بھی لکھا ہے --

"نیہو-- "واؤ--آئی لو یو بھائی -- " اس نے بریسلیٹ اسے دیا۔جسے اس نے اسکی کلائی پہ باندھا۔

"بھابھی --اچھا لگ رہا ہے نا؟ "اس نے ہاتھ لہرا کر اسے دکھایا تو اس نے دل کھول کر تعریف کی ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بے حد خوبصورت۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ تھوڑا پیچھے کو ہوئی اور میز پہ رکھے اپنے ہینڈ بیگ میں سے کچھ ڈھونڈنے لگی ۔ اس نے اس میں سے پیک کیا ہوا چھوٹا سا تحفہ نکالا اور اسکے قریب آئی ۔

"اور یہ میری طرف سے۔۔ "

دیدی نے پیار بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"آپکی طرف سے ؟ مگر میں نے آپکو تو راکھی نہیں باندھی ؟ "نیہا کے معصومانہ سوال پہ دونوں ہنس دیئے۔

"ہاں ۔۔لیکن میری پیاری ۔۔ تم نے مجھے بھابھی تو کہا ہے نا۔۔اچھا اب دیکھ کر بتاؤ کیسا ہے تحفہ ؟؟"

جو ں ہی اس نے پیک ہوئے گفٹ کو نکالا جو دیکھنے میں معمولی سا لگ رہا تھا مگر اسکے اندر بے حد خوبصورت نگینہ ہوگا اسے اندازہ نہیں تھا۔

"واؤ۔۔ "اس نے گھڑی کو دیکھا اور خوشی سے جھلملا اٹھی ۔

"اور بھی گفٹ لائی ہوں۔۔پیکنگ کھولوں گی تو دوں گی ۔۔ "اس کی خوشی دیکھ کر اس نے اسے مزید بتایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرے لیئے سب سے بڑا تحفہ تو آپ دونوں ہیں۔۔ایسے لگتا ہے جیسے جہانگیر بھائی میرے سگے بھیا ہوں۔۔ "وہ جہانگیر کے ساتھ آلگی تو اس نے پیار بھرا ہاتھ اسکے سر پہ رکھا۔

"تمہارا بھیا ہی ہوں پگلی ۔۔"

دیدی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرنے لگے تھے ۔

"اچھا اب آپ ۔۔بس کریں۔۔مدھو بالا نہ بن جایا کریں ہر دفعہ۔۔ "اس نے انہیں ٹوکا تو وہ اسکے دیئے گئے کمپلیمنٹ پہ کھلکھلا کر ہنسی ۔

****

اسکا انتظار کرتے کرتے وہ کمرے میں ٹہل ٹہل کر کافی تھک چکی تھی ۔ اسے اب تو اس پہ غصہ آنے لگا تھا۔ جوں ہی وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ غصے سے اپنی انگلیاں کاٹنے لگی ۔اسکا سرخ آلود چہرہ دیکھ کر ایک لمحے کے لیئے تو وہ اپنی جگہ پہ رک سا گیا تھا۔

"موبائل دو اپنا۔۔ "اس نے بناء کسی لگی لپٹی کے فرمائشی انداز میں کہا۔

"کیوں؟ "اس نے تفتیشی انداز میں کہا۔

"کیوں سے مطلب؟ موبائل چاہیئے مجھے ۔۔ "اس نے ذرا بدتمیزی سے کہا۔

"اف۔۔ مہر۔۔کسی بات کا سیدھا جواب نہیں دے سکتی تم؟ "وہ تنگ آکر بولا۔

"جانتی ہوں سیدھا جواب دوں گی تو تم بھی سیدھا جواب ہی دو گے ۔۔ "وہ خود ساختہ انداز میں بولی ۔

"خودسے اخذ کرنا بند کردو۔۔ "وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"شماز بھائی سے بات کرنی ہے۔۔ "

اسکی بات پہ وہ ہکا بکا رہ گیا۔ اسکا سانس خشک ہو کر رہ گیا۔

"اب دو فون؟ "وہ اسکے سامنے اپنا ہاتھ کیے بولی ۔

"ان میں سے کسی سے تم بات نہیں کر سکتی ۔۔ "وہ اسکے سامنے سے ہٹا اور ڈریسنگ کے سامنے کھڑا اپنے بالوں پہ کنگھی کرنے لگا۔

"کیوں؟ کیوں نہیں کرسکتی ؟ "اس نے پوچھا مگر وہ چپ رہا۔

"تم نے تو کہا تھا کہ تم ۔۔ "اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتی ،اس نے اسکی بات کاٹی ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے کیا کہا تھا میں جانتا ہوں۔۔ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں سمجھی ۔۔ جب میں نے کہہ دیا ۔۔ نہیں تو نہیں۔۔ "وہ ذرا ڈپٹ کر بولا تو اس نے دانت کچکچا کر اسے دیکھا مگر کچھ کہہ نہ سکی ۔

"اور ہاں کل ہم جارہے ہیں یہاں سے ۔۔ بے فکر رہو۔۔ساتھ والا فلیٹ ہی ہے ۔۔اکیلی نہیں ہوگی تم ۔۔جب جی چاہے نمی بھابھی کی طرف آجایا کرنا۔۔اور ہاں۔۔میں نے انہیں سمجھا دیا ہے کہ تمہیں بھابھی نہ کہیں۔۔لیکن محسن کو نہیں سجھا پایا۔۔ اسکا کہنا ہے کہ جب میرا تم سے رشتہ ہے تو تم اسکی بھابھی ہی ہو۔۔وہ تمہیں تمہارے نام سے نہیں بلائے گا۔ "وہ اسکے چہرے کے بدلتے زاویے کو دیکھے بناء ہی بولے جارہا تھا۔

"بلائے گا ہی کیوں؟ اور تم ۔۔میری بات سنو۔۔ مجھے تمہارے ساتھ کہیں بھی جانے میں انٹرسٹ نہیں۔۔میری ذات پہ لگا ہر الزام مجھے صاف چاہیئے ۔۔اور تم اچھے سے جانتے ہو۔ یہ سب صرف تم کر سکتے ہو ۔ ورنہ۔۔ " اس نے اپنے غصہ کو ضبط کرتے ہوئے اسے تنبیہی انداز میں کہا۔

"ورنہ ؟ ورنہ کیا؟ "وہ خوفزدہ ہوا۔

"بے فکر رہو۔۔ خودکشی نہیں کروں گی ۔۔ مگر تمہیں خود کشی کرنے پہ مجبور کردوں گی ۔۔ حرام کردو ں گی تمہاری زندگی ۔۔ سمجھے۔۔ "اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو جواباً وہ طنزیہ انداز میں مسکرایا۔

"حرام تو میری زندگی تم نے کی ہوئی ہے ۔۔اس سے زیادہ حرام کیا کروگی ۔۔ "وہ سانس بھر کر بولا تووہ اپنے دل میں آئے لفظوں کو دل میں ہی دبائے رہ گئی ۔

اگلی صبح دونوں کی محسن کے گھر میں آخری سحری تھی ۔ دونوں کے پاس کچھ خاص سامان تو تھا نہیں، سو نئے فلیٹ میں شفٹ ہونے میں انکے لیئے کافی آسانی ہوگئی تھی ۔ نمی اور محسن نے دونوں کو بار ہا جانے سے منع کیا لیکن شاہ ویز اب خود بھی اسے انکے فلیٹ میں نہیں رکھنا چاہتا تھا۔اس نے اسے اپنے کسی جاننے والے کے فلیٹ میں ٹھہرایا جہاں سامان وغیرہ پہلے سے ہی نصب تھا۔

نیا فلیٹ زیادہ کشادہ تو نہیں تھا مگر بے انتہاء خوبصورت تھا۔مگر اسے اس سے کیا فرق پڑتا تھا۔خوبصورت جگہ پہ رہنے کے لیئے دل میں خوشی نہ ہو تو وہ جگہ آپ کے لیئے کسی جہنم سے کم نہیں ہوتی ۔

"کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں۔۔ میں نے نمی بھابھی کو کہا ہے ۔۔و ہ اپنی کام والی ماسی کو بھیج دیں گی صفائی کے لیئے۔۔ "اس سے پہلے وہ شیشے پہ جمی دھول کو صاف کرتی ،اس نے اسے کوئی بھی کام کرنے سے منع کیا۔ اس نے خاموشی سے اسے دیکھا اور بناء کچھ کہے ہی لاؤنج میں موجود اوپن کچن میں آموجود ہوئی ۔ اس نے ایک کے بعد دوسرا دراز کھولا مگر سارے دراز ہی خالی تھے ۔

"یہاں کچھ نہیں ملے گا۔ "اس نے ذرا اونچی آواز میں اس سے کہا تو اس نے دراز بند کرنے کے فوراََ بعد اسکی طرف دیکھا۔

"فریش ہو جاؤ۔۔ہم باہر چلتے ہیں۔۔افطار باہر ہی کرتے ہیں۔۔اور پھر گھر کے لیئے گروسری لے آئیں گے ۔۔"اس نے اسکا نارمل انداز دیکھا تو ذرا پیار سے بولا۔ اب کے بھی وہ خاموش رہی اور فریش ہونے کے لیئے چلی گئی ۔

اس نے صوفے پہ موجود سفید چادر کو ہٹایااو ر خود وہاں آبیٹھا۔ اس نے پیچھے کی طرف ٹیک لگاتے ہوئے اپنا سر صوفے کی پشت کے ساتھ لگایا۔ابھی اس نے سکون کا سانس نہیں لیا تھا ،اس کے موبائل پہ بیل ہوئی ۔ وہ

سیدھا ہوکر بیٹھا اور پھر اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا۔ کسی انجان نمبر سے اسے کال موصول ہورہی تھی ۔

"اسلام علیکم۔۔ "اس نے فون کان کے ساتھ لگایا۔

"تم کیا سمجھتے ہو تم مجھ سے بچ سکتے ہو؟ کہاں ہو تم آخر؟؟ "یہ شماز تھا جو غصہ سے پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

"شماز بھائی "!وہ خوف سے ہل کر رہ گیا۔

"کہاں ہو تم ؟ " وہ ذرا چیخ کر بولا تو اسکے برابر میں کھڑی علینہ نے اسے آنکھوں کے اشارے سے ایسا ردِ عمل ظاہر کرنے سے منع کیا۔

"شماز بھائی ! ہم ٹھیک ہیں۔ آپ بلاوجہ۔۔ "اس نے التجائیہ انداز میں کہا مگر اسکی آواز میں موجود کپکپاہٹ کو وہ واضح طور پہ محسوس کر چکا تھا۔

"کیا بلاوجہ ؟ جی چاہتا ہے تمہیں مار ڈالوں۔۔ "وہ غصہ سے اپنا ہاتھ کاٹتا رہ گیا۔

"اشش۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟ اس سے پوچھیئے وہ کہاں ہے ؟ "علینہ نے ذرا دبی آواز میں کہا۔

وہ کمرے سے باہر آہی رہی تھی کہ اسکی بات سن کر اسکے قدم وہیں رک سے گئے ۔ جوں ہی اسکے کانوں میں شماز کا نام پڑا تو اسکے کان کھڑے ہوگئے۔ وہ فوراََ سے باہر آئی ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس سے پہلے شماز اسے کچھ کہہ پاتا ،اسکی طرف سے فون رکھ دیا گیا تھا۔

"تو تم ان سے رابطے میں ہو؟ "اس نے اسے معنی خیز نظروں سے گھورتے ہوئے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"نہیں۔۔تم غلط سمجھ رہی ہو۔۔ "اس نے فون ایک سائیڈ پہ رکھا اور اسکے قریب آیا۔

"بس کرو۔۔ "اس نے تاسف بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔" میں نے جب کہا کہ مجھے ان سے بات کرنی ہے ؟ تب تو۔۔ " وہ خاصی دکھی تھی ۔

"میرا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے مہر۔۔یہ تو آج۔۔ "اس سے پہلے وہ کچھ کہتا اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید کچھ بھی بولنے سے منع کیا۔

"بس بہت ہو گیا۔۔آپ سب ملے ہوئے ہیں۔۔آپ سے تو وہ بات کر سکتے ہیں۔ مگر مجھ سے نہیں۔۔ "وہ خود ساختہ انداز میں بولی۔

" میرا انہوں نے ایک بار بھی پوچھا نہیں ہوگا۔۔ ہے نا؟ "

وہ اسکی خود سے اخذ کی گئی باتوں سے تقریباََ عاجز آچکا تھا۔

Clubb of Quality Content

"مہر ۔۔ایسا نہیں ہے ۔۔وہ میرے ساتھ بھی رابطے میں نہیں ہیں۔۔بلکہ بات کچھ اور ہے۔۔تم تسلی سے بیٹھو تو ۔۔میں تمہیں سب سمجھاتا ہوں۔۔ "اس نے صوفے پہ اسے اشارۃً بیٹھنے کے لیئے کہا مگر وہ وہیں بدستور حالت میں کھڑی رہی ۔

"تم تو مجھ سے بات ہی نہ کرو۔۔ کم از کم اس نکاح کی ہی لاج رکھ لی ہوتی تم نے۔۔جو میرا تم سے ہوچکا ہے۔۔اب جو میرے نہیں وہ تمہارے کیسے ہوسکتے ہیں؟ "وہ غصہ سے جذبات کی رو میں بہہ کر بہت کچھ بول گئ تھی ۔ اسکی بات سن کر وہ ایک لمحے کے لیئے تو حیران رہ گیا۔ اس کے لیئے کیا اس نکاح کی واقعی اہمیت ہے ؟ اس نے سر تا پا اسے خوب غور سے دیکھ کر یقین کرنا چاہا کہ کیا واقعی یہ وہ مہر ہے جسے وہ جانتا ہے ۔

"مہر۔۔ چھوڑو یہ سب۔۔ہمیں دیر ہورہی ہے ۔۔افطار میں کچھ ٹائم ہی باقی ہے ۔ "اس نے اپنا موبائل اٹھایا جس پہ بار بار بیل ہورہی تھی ۔ اس سے پہلے وہ اسے سائلنٹ موڈ پہ لگاتا مہر نے اسکے ہاتھ سے موبائل چھین کر اسکے فون پہ آنے والی کال کو ریسیو کیا۔

اس سے پہلے شماز کچھ بولتا مہر نے اس سے بات کی ۔

"کون ہیں آپ ؟ اور کیوں بلاوجہ کال پہ کال کیے جارہے ہیں؟ "وہ ذرا بدتمیزی سے بولی تو شماز ہکا بکا رہ گیا ۔

اس نے فوراََ سے کال کو اسپیکر پہ ڈالا تھا۔"مہر؟؟ "اس نے اسے ذرا پیار سے پکارا۔" کہاں ہو تم لوگ ؟"

"جہاں کہیں بھی ہوں؟آپ سے مطلب؟ اور پلیز۔۔ آپ کو ہماری فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔اور پلیز ۔۔اب کے بعد فون مت کیجیئے گا۔۔ "اس نے اتنا کہا اور فون پٹخ دیا۔

اسکا زبردست ری ایکشن دیکھ کر وہ ہکا بکا رہ گیا۔

"اب کے بعد ان کا فون تمہارے نمبر پہ آیا تو ۔تمہارا فون فون توڑ دوں گی میں ۔۔۔ "اس نے غصہ سے فون اسکے ہاتھ میں رکھا اور تنبیہی انداز میں بولی ۔

اسکی حالت کے پیشِ نظر وہ ساکت رہ گیا۔ اسے تولگا تھا کہ اب اسکی خیر نہیں ۔۔لیکن یہ کیا ؟ سارے کا سار امسئلہ ہی حل ہوگیا۔ اب کے اس نے سکون کا سانس لیا۔

"چلیں ؟؟" اس نے خود نارمل کیا اور اپنے کھلے بالوں کیچر لگاتے ہوئے اس سے بولی ۔

"ہاں۔۔" اس نے اپنی آنکھیں جھپکائیں اور اسکے ساتھ چل پڑا۔

اس نے چاہا کہ اس سے بات کرے مگر اسکا خراب موڈ دیکھ کر وہ خاموش ہوکر رہ گیا۔

سورج غروب ہونے میں کچھ وقت ہی باقی تھا۔ دونوں گھر سے نکلے ۔رکشہ لیا اور شہر کے اچھے ہوٹل میں افطار کے لیئے پہنچے ۔پورا رستہ وہ اس سے بات کرنے سے قاصر تھی ۔

دونوں نے پاس ہی موجود کسی کریانہ کی دکان سے گھر کے لیئے گروسری خریدی ۔

"کچھ اور چاہیے ہو تو بلا جھجک کہہ سکتی ہو۔۔" آخر اس نے اس سے بات کرنے کی جسارت کر ہی ڈالی ۔

سڑک کے کنارے چلتے ہوئے دونوں آپس میں بحث و تکرار میں محو تھے ۔

"نہیں چاہیے۔۔چلو۔۔۔" اسکا موڈ ابھی تک خراب تھا۔

Clubb of Quality Content

اس نے گروسری کا شاپر کریانہ کی دکان پہ رکھوایا اور اسے واپسی پہ لینے آنے کے لیئے کہا۔

"اب کہاں جانا ہے ؟ "اس نے اسے کریانہ والے کے پاس سامان رکھواتے دیکھا تو سوالیہ بولی ۔

"کچھ کپڑے خرید لیتیں اگر تو؟؟ "اس نے ڈرتے ڈرتے ہی سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"کہا نا کچھ نہیں چاہیئے۔۔ "دوبارہ سے اسی لہجے میں جواب دیا گیا تھا۔

"مہر۔۔ کوئی ڈھنگ کا کپڑا تو ہے نہیں ہم دونوں کے پاس ۔۔ نمی بھابھی اور محسن کے دیئے ہوئے کپڑے آخر کب تک چلائیں گے ؟؟ "اس نے پرزور لہجے میں اسے سمجھانا چاہا۔

"جب اپنی ہی بات تم نے منوانی ہوتی ہے تو پوچھتے کیوں ہو؟ "وہ زچ ہوئی ۔

اسکی بات پہ اس نے نیم انداز میں اسے مسکرا کر دیکھا۔" تو پھر بحث کیوں کرتی ہو؟ "

اسکی دبی مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے اس نے کھا جانے والی آنکھوں سے اسے دیکھا۔" بہت ہنسی آرہی ہے تمہیں؟؟ کھل کر ہنس کیوں نہیں لیتے ؟"

وہ ہنستے ہنستے یکدم سنجیدہ ہوا۔

"کوئی بات نہیں شاہ ویز نعیم احمد۔۔ ہنس لو جتنا ہنسنا ہے ۔۔ کچھ دنوں کی ہی بات ہے ۔۔ پھر تو تمہیں رونا ہی رونا ہوگا۔۔ "وہ قدرے وثوق سے بولی ۔اسکی بات سن کر وہ جز بز ہو کر رہ گیا۔

اس نے چپ ٹھانی اور رکشے والے کو روکتے ہوئے مارکیٹ کے لیئے کہا۔ وہ اسکے برابر میں آکر بیٹھی اور اسکی طرف کن آکھیوں سے دیکھنے لگی ۔ شاید وہ اس سے تکرار کرے ۔۔کوئی بات کرے ۔۔مگر نہیں !شاید وہ اس سے بحث کر کر کے تنگ آچکا تھا۔اور اب اس نے اسکے لیئے جو پیش گوئی کی تھی کہ "کچھ دنوں کی ہی بات ہے ۔۔ پھر تو تمہیں روناہی رونا ہوگا۔۔ "اسے سن کر اسکا دل دکھ سے بھر گیا ۔

"ایم سوری شاہ ویز۔۔ "اب کے اسے اپنے کہے پہ افسوس ہورہا تھا۔

اس نے اسکی طرف دیکھا اور ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

"میرے کہنے کامطلب وہ نہیں تھا۔۔"

"مطلب تو صاف اور واضح تھا۔۔ "اس نے گہری سانس لی ۔

"بعض اوقات ہم نہ چاہتے ہوئے بھی وہ سب کچھ کہہ جاتے ہیں ، جو ہماری عادت اور طبعیت کے خلاف ہوتا ہے ۔ اور جانتے ہو ایسا کیوں ہوتا ہے ؟ جب آپ کی زندگی کو کوئی سوالیہ نشان بنا دے ۔۔ "وہ ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی اور آنکھیں بھر آئی ۔

وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے ۔ رکشہ مارکیٹ کے سامنے رکا تو وہ رکشے سے اترا اور کرایہ دینے کے بعد اسکی جانب متوجہ ہوا۔جو مارٹ کو گہری آنکھیں کھولے دیکھ رہی تھی ۔

"آجاؤ۔۔ "اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے اسکا بڑھا ہوا ہاتھ بغور دیکھا۔" اس کی ضرورت نہیں۔۔ "وہ رکشے سے اتری ۔

وہ آگے بڑھا تو وہ اسکے پیچھے پیچھے ہولی ۔

"یہاں سے شاپنگ کریں گے ہم ؟ "وہ اسکے برابر چلتے ہوئے سوالیہ بولی ۔

وہ چپ رہا۔

"شاہ ویز ؟ اتنے پیسے ہیں تمہارے پاس؟؟ یہاں تو ہر چیز مہنگی ہوگی ۔"

اب کے وہ پھر چپ رہااور آگے بڑھنے لگا۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے۔۔ "اس نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روکنا چاہا۔ اسکا ہاتھ اسکے دائیں ہاتھ کی کلائی پہ تھا۔ اسکے ہاتھ پہ گھڑی کو نہ پاکر اسکا ماتھا ٹھنکا۔وہ سمجھ چکی تھی کہ اس کے پاس پیسے کہاں سے آئے ہیں۔

اس سے پہلے وہ اس سے کچھ پوچھ پاتی ،اس نے اسکے ہاتھ کی طرف دیکھا جس کی گرفت میں اسکی کلائی تھی ۔اس نے فوراَ سے اپنا ہاتھ اسکی کلائی

سے ہٹایا۔ دونوں مارٹ میں داخل ہوئے اور بوتیک کی شاپ پہ آموجود ہوئے۔

****

***

راکھی کی رسم بے حد اچھے سے سرانجام دینے کے بعد دونوں نے اپنے گھر کی راہ لی۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی جہانگیر کی طرف سے اسکے لیئے رومانوی انداز میں پھولوں کا نذرانہ پیش کیا گیا۔ وہ اسکے سامنے کھڑا ہوا اور اپنی پینٹ کی جیب سے چین نکالتے ہوئے اسے اشارۃً چہرہ پلٹ کر کھڑا ہونے کا کہا۔ وہ اپنا منہ آئینے کی جانب پلٹ کر کھڑی ہوئی تو اس نے بے انتہاء چاہت سے اسکے سیاہ بالوں کو آگے کی طرف کیااور ڈائمنڈ کی چین کو اسکے گلے کے گرد باندھا۔وہ اپنی آنکھوں کو بند کیے اسکی چاہت کے لمس کو محسوس کرنے لگی تھی۔

"کاش یہ لمحہ یہیں رک جائے۔۔ اور میری زندگی تمام ہوجائے۔۔ "اس نے آئینے پہ نگاہ ڈالی اور اسکے خوبصورت روشن چہرے کو دیکھتے ہوئے خمار آلود لہجے میں بولا۔"آپ کی زندگی اب مجھ سے وابستہ ہے جانی۔۔ لمحوں کا

کیا ہے ؟ زندگی رہی تو ایسے اور لمحات آئیں گے ۔۔ "وہ ذرا لجائی سے مسکراتے ہوئے بولی تو وہ زیرِلب مسکرایا۔

"جی چاہتا ہے اس لمحے کو قید کر لوں۔۔ تم نہیں جانتی کہ اتنے دن تمہارے بناء رہنا ۔۔کسی قیامت سے کم نہیں تھا۔۔ " اس نے اپنے بازوؤں سے اسکے گرد حلقہ بنایااور اسکے سر کو چوما۔

"تو سیلفی لے لیجیئے نا۔۔ "اس نے آئینے میں اسے دیکھا اور شرارتی انداز میں بولی ۔

"اوہ ۔۔گڈ آئیڈیا۔۔۔ "اس نے فوراََ سے موبائل نکالا اور آئینے کے سامنے سے اسکی اور اپنی تصویر لیتے ہوئے خوشی سے کھلکھلایا۔

"جانی ! آپ ٹھیک کہتے تھے ۔۔محبت بھیک نہیں۔۔محبت دعا ہے ۔۔ اگر بھیک ہوتی تو شاید آج مجھے میری مانگی گئی دعاؤں کا صلہ نہ ملتا۔۔آپ نے ٹھیک کہا تھا کہ اللہ وہی دیتا ہے جو آپکے لیئے بہتر سے بھی بہترین ہوتا ہے ۔۔ "وہ آئینے میں دیکھتے ہوئے اس سے بولی ۔

"تم بہت معصوم ہو جنت۔۔ "اس نے اپنے ہاتھوں سے اسکا چہرہ اپنی جانب کیا تو وہ لجائی سے نگاہیں جھکا کر رہ گئی ۔

اس نے اپنے ہاتھوں سے اسکے چہرے کو رخساروں سے پکڑا اور حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"بہت خوش نصیب ہوں کہ مجھے تم مل گئیں۔۔بہت خوش ہوں کہ تمہارے دل میں بھی میرے لیئے میرے جیسا احساس پیدا ہونے لگا ہے ۔ مجھے اگر پتہ ہوتا کہ مجھ سے دور رہنے سے میری اہمیت اتنی ہوجائے گی تو قسم سے ۔۔پاکستان ایک دو ہفتے اور رہنے دیتا ۔۔ "وہ قہقہہ لگا کر شرارتی ہنسی ہنسا ۔

"ہاں ! تو اب مسئلہ کیا ہے ؟ اب بھیج دیں۔۔"اس نے بھی اسکے انداز میں جواب دیا۔

"نہ اب تو خود سے دور کبھی بھی نہیں بھیجوں گا۔۔ نو اینڈ نیور۔۔ "اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے اور قریب کیا ۔

اسکی سانسوں کی بے ترتیبی وہ بہت اچھے سے محسوس کر چکا تھا۔اس نے اسکے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے سہلایا اور اپنے ہاتھوں میں اسکے ہاتھ لیئے ہوئے مسکرایا۔

"زندگی میں کبھی بھی ۔۔کچھ بھی چاہیئے ہو تو بلا جھجک کہنا۔۔ او۔کے۔۔"

اس نے اثبات میں گردن ہلائی ۔

"مجھے آپ مل گئے ۔۔مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے۔۔ " وہ تشکریہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرائی تو وہ بھی مسکرادیا۔

****

وہ اسکے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر پارہی تھی ۔ اس کے پاس کچھ تھا بھی نہیں لیکن اس نے پھر بھی اسکے لیئے ایک الگ گھر کا بند وبست کیا ۔ساتھ ہی ساتھ اسکے لیئے تمام ضروری چیزوں کا بندوبست بھی ۔ اس نے ایک نگاہ اسکے چہرے پہ ڈالی جو بیڈ پہ تھکن سے چور ہوکر سو رہا تھا۔ اس نے شاپنگ بیگ میں رکھے گئے کپڑوں کی طرف دیکھااور پھر ان میں سے کپڑے نکالتے ہوئے پرائس ٹیگ کو دیکھنے لگی ۔

"اتنے مہنگے کپڑے ۔۔ "وہ اپنے ہونٹ کاٹ کر خود سے بولی ۔" کچھ سمجھ نہیں آرہی مجھے۔۔۔یہ ایسا کیوں کر رہا ہے ؟ "وہ اپنے ذہن پہ زور ڈال کر خود سے سوالیہ بولی ۔

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ وال کلاک آلارم بجا۔ سحری کے دو بج رہے تھے ۔وہ اسکے پاس سے اٹھی ،کپڑوں کو سمیٹا اور اپنے بال باندھتے

ہوئے کچن میں آئی ۔ اب وہ سوچ رہی تھی کہ وہ سحری کے لیئے کیا بنائے ؟ اس نے چائے کے لیئے پانی چولہے پہ رکھا اور چولہا آن کیا۔ ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔

"اس وقت کون آیا ہوگا؟ "وہ ایوری ڈے کپوں میں ڈالتے رکی ۔ دروازے پہ گھنٹی دوبارہ بجی ۔ وہ بھاگی بھاگی کچن سے کمرے میں آئی ۔

"اٹھو۔۔۔ " اس نے اسے ہاتھ لگانا چاہا ۔مگر ہاتھ لگاتے لگاتے رک گئی ۔" شاہ ویز۔۔ اٹھو۔۔ "اس نے اسے مکرر پکارا مگر وہ بدستور سویا رہا۔ دروازے پہ بیل نے زور پکڑا تو اس نے پاس پڑے میز پر سے پانی کا بھرا گلاس اٹھا کر اسکے اوپر انڈیل دیا۔

اسے جیسے کرنٹ لگا۔ وہ تیزی سے اٹھ بیٹھا۔اس نے اپنی شرٹ پہ گرے پانی کو اپنے ہاتھوں سے جھاڑا۔ مگر اسکی قمیص پانی سے خوب اچھے سے تر ہو چکی تھی۔

"کیا ہے یہ ؟؟ تم ٹھیک تو ہو؟؟ " وہ اپنے تر ہوتے بالوں پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے بغور دیکھ کر بولا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔اور تم پلیز۔۔جاگ جاؤ۔۔خدا کے لیئے۔۔ دروازے پہ کوئی ہے۔۔ "وہ ذرا سہم کر بولی ۔

"تو دیکھ آتی ۔۔مجھے کیوں جگایا ۔۔پہلے ہی بہت تھکا ہوا ہوں۔۔ "وہ ذرا کتاتے ہوئے بولا تو اس نے اسے خوب آنکھیں دکھائیں۔

"تمہاری اطلاع کے لیئے عرض ہے ۔۔ سحری کا وقت ہورہا ہے ۔۔ "ابھی وہ اس سے الجھ ہی رہی تھی کہ دروازے پہ دوبارہ دستک ہوئی۔

چاروناچار وہ بیڈ پر سے اٹھا اور لاؤنج سے ہوتا ہوا دروازے تک آیا۔

"کون؟ "اس نے ذرا آہستگی سے پوچھا۔

"یار کیا ہوگیا ہے ؟ محسن ہوں۔۔ "وہ ذرا اونچا بولا۔

اس نے ایک ہی جھٹکے میں دروازہ کھولا۔محسن نے اسکی حالت دیکھی تو معنی خیز انداز میں مسکرایا۔اسکی قمیص پانی سے تر تھی، جس سے اسکا جسم صاف نظر آرہا تھا۔

محسن اندر آیا اور اپنے ہاتھ میں پکڑا ٹرے میز پہ رکھتے ہوئے صوفے پہ بیٹھا۔

"لگتا ہے تم دونوں کا رومینس شروع ہو گیا ہے ۔۔ "وہ اسے آنکھ مار کر بولا۔" لگتا ہے اسی لیئے بھابھی الگ گھر کی فرمائش کر رہی تھیں۔۔ "اس کی طرف سے ایک اور شگوفہ چھوڑا گیا ۔

"اشش۔۔چپ کر۔۔۔ "اس نے ذرا زور دے کر کہا۔

مہر کمرے سے باہر آئی اور ان دونوں کو کھسیانی ہنسی ہنستے دیکھ کر معنی خیز نگاہوں سے گھورنے لگی ۔

"کل کہاں تھے ؟شام میں؟ میں اور نمی افطار لے کر آئے تھے ۔۔مگر تالا لگا تھا۔۔ "وہ ٹانگ کے اوپر ٹانگ رکھ کر بولا۔

"ہاں وہ ہم نے باہر ہی افطار کی ۔اور گھر کے لئے کچھ سامان بھی خریدنا تھا۔۔ "شاہ ویز اسکے برابر میں آکر بیٹھا۔

"بھابھی اسے ٹاول لادیجیئے ۔۔یہ اپنے بال تو خشک کرے ۔۔ "شرارت اسکے لہجے میں صاف جھلک رہی تھی ۔

اسکا اسے بھابھی کہنا ہی تھا کہ مہر کا غصہ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ اس نے غصہ سے اسے دیکھا اور پھر کمرے میں تولیہ لینے چلی گئی۔

شاہ ویز نے اسے شکایتی نظروں سے دیکھا۔" چپ کر ۔۔بھابھی ہے تو بھابھی ہی کہوں گا ۔۔سمجھے ۔۔"

وہ باہر آئی اور اسے تولیہ دیتے ہوئے واپس کچن کی طرف ہولی ۔ محسن دونوں کو گہرے انداز سے دیکھ رہا تھا۔

"میں چلتا ہوں۔۔یہ سحری ۔۔نمی نے بجھوائی ہے ۔۔کر لیجیئے گا۔۔"

وہ کچن میں جاتے جاتے واپس مڑی ۔

"آپ نے خوامخواہ تکلف کیا۔ نیکسٹ تکلف نہ کیجیئے گا۔۔ ہم مینیج کر لیں گے ۔۔ "اس نے اتنا کہا اور کچن میں چلی گئی ۔

محسن نے قدرے گہری آنکھیں کھول کر شاہ ویز کو

دیکھا۔" ہم۔۔واہ "!وہ حیران ہوا۔" ایسا بھی کیا ہوا کہ تم دونوں ہم ہوگئے؟ "وہ کھسیانی ہنسی ہنسا۔

"بکواس نہ کرو تم۔۔ "وہ ہنسا۔

"اچھا میں چلتا ہوں ۔۔اس سے پہلے بھابھی مجھے سامنے سے یہاں سے جانے کا بول دیں۔۔ "وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور وہاں سے نکل گیا۔

چند لمحے کے لیئے وہ بھی محسن کی کہی گئی بات کو سوچنے میں محو ہو گیا۔

"وہ چلا گیا ہو تو آجاؤ تم اب۔۔ہیلپ کرواؤ میری۔۔ "اسے دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو اس نے اسے کچن سے ہی آواز لگائی ۔

وہ اپنے خیال سے نکلا اور محسن کی لائی ہوئی ٹرے کو اٹھا کر کچن میں آیا۔

جوں ہی اس نے رومال ہٹایا تو حلوہ دیکھ کر اسکے منہ میں پانی آگیا۔اس نے

ٹرے سلیب پہ رکھا اور ریک میں رکھے چمچ کو اٹھاتے ہوئے حلوے کو چکھا۔ اسکی آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔

اس نے چائے کے کپوں کو ٹرے میں بالترتیب رکھا اور اسکی طرف دیکھ کر چونکی ۔

"کیا ہوا؟؟ "اسکی آنکھوں سے آنسو بارش کی صورت بہنے لگے تھے ۔

"شاہ ویز؟ کیا ہوا؟؟ تم ٹھیک ہو؟ مت کھاؤ یہ ۔۔ میں نے میٹھے بریڈ بنائے ہیں۔۔اسکے علاوہ اور کچھ کھانا ہے تو بتاؤ۔۔ "اسکی خود ساختہ بات پہ وہ روتے روتے ہنس دیا۔

"کیا ہوگیا ہے تمہیں؟؟ " وہ سر پکڑ کر رہ گئی ۔

اس نے دوسرا چمچ لیا اور خود بھی حلوہ چکھا۔

"اتنا اچھا تو بنا ہے ۔۔ اس پہ بھی نخرے؟ کم از کم میرے میٹھے بریڈ سے تو اچھا ہے یہ ۔۔ "وہ بھی حلوے کی تعریف کیے بناء نہ رہ سکی ۔

"کدو کا حلوہ ہے یہ ۔۔۔ "اس کی زبان سے مشکل ہی سے ادا ہوا تھا۔اب کے اسکی سمجھ میں آنے لگا تھا کہ وہ کیوں رو رہا ہے؟

"تائی جی کی یاد آرہی ہے ؟؟ "اس نے سوال کیا تو وہ مزید رو دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں سیکھ لوں گی نمی بھابھی سے یہ ۔۔۔بنا دیا کروں گی تمہیں۔۔تم رو نہیں۔۔ "اسکا دل بھر آیا۔

اس کی بات سن کراس نے فوراََ سے اپنے آنسو صاف کیے اور مسکرایا۔

"اچھا ۔۔بس کرو اب۔۔سحری کر لو۔۔ "اس نے سلیب سے چیزیں اٹھا کر کچن میں ہی پڑے ڈایننگ ٹیبل پہ لگائی ۔

دونوں نے مل کر سحری کی ۔ایسا گمان ہوتا تھا کہ دونوں کے بیچ میں حائل آپسی چپقلش دور ہوچکی ہے ۔مگر ایسا نہیں تھا۔

سحری کے بعد وہ صبح سویرے ہی اسے سوتا چھوڑ کرکام کے لیئے نکل گیا تھا۔ اس نے ایک صفحے پہ اسکے لیئے ضروری نوٹ لکھا۔

"شام میں آجاؤں گا۔۔ کھانا لیتے آؤں گا۔۔ تم صرف روح افزاء بناکر رکھنا ۔۔تمہاری پہلے ہی طبعیت ٹھیک نہیں۔۔تو۔۔کوئی بھی کام کرنے کی ضرورت نہیں ۔۔"

گیارہ بجے کے قریب اسکی آنکھ کھلی تو اسے تکیے کے قریب اسکے ہاتھ سے لکھا نوٹ دکھائی دیا۔اس نے نوٹ کو پڑھا تو فوراََ اٹھی ۔ اس نے اپنے بکھرے بالوں کو باندھا اور ہاتھ منہ دھو کر قرآن پاک پڑھنے بیٹھ گئی ۔

قرآن پڑھتے پڑھتے سورہ البقرہ کی آیت نمبر ایک سو ستاسی کو بار بار پڑھنے لگی۔

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ

ترجمہ : وہ تمہارے لیئے لباس ہیں اور تم ان کے لیئے لباس ہو۔

آیت نمبر187

ایسا لگ رہا تھا کہ ان الفاظ پہ کوئی اسے روک رہا ہے اور کچھ سمجھانا چاہ رہا ہے ۔ اس نے تفہیمی انداز میں قرآنِ پاک کو بند کیا اور اپنے ماتھے سے لگا کر ہونٹوں سے بوسہ دے کر اونچی شیلف پہ رکھ دیا۔

ظہر کی اذان کی آواز اسکے کانوں میں پڑی تو اس نے اپنا دوپٹہ ٹھیک طرح سے اوڑھا اور جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگی ۔

دوسری طرف وہ مسجد میں نماز ظہر ادا کر رہا تھا۔ نماز کے بعد اسے ایک گھنٹے کے لیے آرام کا وقت ملا تو وہ مسجد کے مولانا صاحب کے پاس بیٹھ گیا جو قرآن وحدیث کی مدد سے درس دے رہے تھے ۔

اللہ رب العزت سورہ النور آیت نمبر تیئس میں فرماتے ہیں:۔

نادرکلب
Clubb of Quality Content

ترجمہ" : یاد رکھو جو لوگ پاکدامن بھولی بھالی مسلمان عورتوں پہ تہمت لگاتے ہیں۔ان پر دنیا و آخرت میں پھٹکار ہے اور ان کو زبردست عذاب ہو گا۔

اس سے پہلے وہ اس آیت کی تفسیر سن پاتا اسکا دل بھاری ہونے لگا۔ وہ اپنی جگہ سے بمشکل ہی ہل پایا تھا۔

"عورتوں کے حقوق کے معاملے میں اللہ سے ڈرو ۔۔ یہاں تو اس صنفِ نازک کے ساتھ زیادتی کر گزرو گے لیکن روزِ قیامت اللہ کو کیا جواب دو گے ؟ یہ عورت تو مرد کی ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے ۔۔اسے سیدھا رکھو گے ۔۔پیار محبت سے رکھو گے تو۔۔ یہ اتنا ہی پیار اور محبت آپ کو بدلے میں دے گی ۔۔"

وہ کہے جارہے تھے اور وہ انکے لفظ اپنے سینے میں اتارتا ہوا بوجھل قدموں سے مسجد کے مرکزی دروازے سے ہال تک آرہا تھا۔ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ سب اسی کے لیئے ہی اللہ کی طرف سے فرمان ہو۔

مولانا پھر سے بولے:

Clubb of Quality Content

"اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ہم بیوی کو وہ حقوق نہیں دے پاتے جسکی وہ حقدار ہے ۔۔ خود تو عیاشی کرتے ہیں لیکن بعد میں اپنا کیا دھرا اس مظلوم پہ ڈال کر بڑے آرام سے چلتے بنتے ہیں کہ ۔۔یہ تو ہے ہی بد چلن۔۔وغیرہ ۔۔وغیرہ۔۔ابھی کل کا ہی واقعہ لیجیئے ۔۔ایک عورت میرے پاس مسئلہ لے کر آئی کہ اسکا شوہر دوسری عورتوں کے ساتھ غلط ہے ۔۔اس نے جب اپنے گھر والوں سے اسکی شکایت کی تو اس نے بڑی صفائی سے سارا ملبہ ہی اپنی بیوی پہ ڈال دیا۔۔ اف۔۔ف۔۔ " انکی بات سن کر تمام حاضرین نے افسوس کا اظہار کیا۔

وہ مسجد کے ہال میں نصب ستون کے ساتھ ٹیک لگائے زمین پہ اداسی سے بیٹھا انکا مائیک میں سنائی دینے والا بیان سن رہا تھا۔

"مہر۔۔۔ "اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

****

وہ کافی دیر سے اسکا انتظار کررہی تھی مگر وہ کب آئے گا ؟ اسے کچھ پتہ نہیں تھا۔ نہ تو اسکے پاس فون تھا اور نہ ہی گھر میں پی ٹی سی ایل لگا تھا۔ تنہائی اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی ۔ دن ڈھلنے سے پہلے ہی وہ گھر

آموجود ہوا۔ دروازے پہ پہلی دستک ہی ہوئی تھی کہ اس نے فوراً سے دروازہ کھولا۔

"اتنی دیر لگا دی آنے میں؟ "وہ جو منہ لٹکائے، تھکا ہارا گھر میں داخل ہوا تھا۔اس کا ردِ عمل دیکھ کر اسکے چہرے پہ مدھم سی مسکراہٹ دوڑی۔

"تو تم میرا انتظار کررہی تھیں؟ "وہ اندر آیا اور اپنا بیگ ایک سائیڈ پہ رکھتے ہوئے واش بیسن کے پاس جاکر اپنا ہاتھ منہ دھونے لگا۔

"نہیں۔۔میں کیوں کروں گی تمہارا انتظار؟ " وہ اسکے پیچھے پیچھے گئی۔

اس نے منہ دھویا اور واش بیسن کے سامنے لگے شیشے پہ اسکا عکس دیکھ کر مسکرایا۔

"کم از کم ۔۔ٹائم کا تو خیال رکھ لیتے۔کیا تمہیں نہیں پتہ کہ۔یہاں اکیلی ہوں میں۔۔ "اب کے اسکی آواز بھرا سی گئی۔

اس نے فوراً سے منہ پلٹا۔

"آئی۔ایم۔ سوری۔۔بس یہ مہینہ ۔۔۔عید پہ ان شاء اللہ تمہیں لاہور لے جاؤں گا۔۔ "اس نے اسے امید کے ساتھ ساتھ یقین دلایا۔" پھر سب ٹھیک ہوجائے گا۔۔"

اس نے الجھ کر اسے دیکھا۔ اس نے اس سے کیا کہا اور اس نے کیا جواب دیا ؟ اسکا الجھنا تو بنتا ہی تھا۔

اس نے اسٹینڈ پر سے لٹکا ہوا تولیہ اسکے ہاتھ میں دیا ۔

"اچھا بتاؤ کیا کیا سارا دن؟ "اس نے اپنا منہ خشک کیا اور تولیہ دوبارہ سے اسٹینڈ پہ لٹکاتے ہوئے اس سے سوال کیا۔

"کرنا کیا تھا؟ تمہی نے تو نوٹ چھوڑا تھا کہ کچھ مت کرنا۔۔ تو میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔۔ "اس نے معصومانہ انداز میں کہا تو وہ ہولے سے مسکرایا۔

"روح افزاء بنایا ہے ؟ "اسکے سوال پہ اس نے اثبات میں گردن ہلائی ۔اور سٹیل کے بھرے جگ پر سے ڈھکن ہٹاتے ہوئے اسے شربت دکھایا۔

"اچھا ۔۔بیگ میں پیکڈ فوڈ لایا ہوں۔۔باقی انشا ء اللہ صبح میں خود کھانا بنا کر جایا کروں گا۔۔ "وہ میز پہ بیٹھا اور اپنے بیگ سے کھانے کے پیک نکالتے ہوئے میز پہ پڑی پلیٹ میں رکھنے لگا۔

"بیوی ہو تم میری ؟؟ "اس نے خوب گہری نگاہ سے اسے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے کرسی سیدھی کی اور اسکے سامنے آبیٹھی ۔اسکے سوال پہ اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

"تمہیں کیا لگتا ہے ؟ مجھے کچھ آتا نہیں؟"

"نہیں ۔۔میں نے ایسا کب کہا۔۔ "اس نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مقصد کیا ہے تمہارا یہ سب کہنے کا؟ اگر تم میرے لیئے اتنا کرسکتے ہو تو میں کیوں نہیں؟"

"تو تم حساب چکانا چاہتی ہو؟ "وہ ذومعنی انداز میں بولا۔

"حساب۔۔ "وہ طنز بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرائی ۔" تم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے ۔۔اسکا حساب لینا میرے بس میں کہاں؟ "اسکے چہرے پہ آسودگی چھا گئی۔

اسکے الفاظ سن کر اسکے کے حواسوں پہ ہیبت طاری ہوگئی تھی ۔اس سے پہلے وہ کچھ کہہ پاتا سائرن کی آواز سے اس نے فوراََ سے گلاس میں روح افزاء انڈیلا اور اسکے سامنے پیش کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بھلے ہی اسکے اندر میٹھا پانی کا شربت جارہا تھا لیکن اسے یہ شربت کسی زہر سے کم معلوم نہیں ہورہا تھا۔ وہ بمشکل ہی اسے اپنے حلق سے اتار پایا تھا۔ اسکے دل میں صرف ایک ہی دعا تھی ۔"یا اللہ ! جانے انجانے میں جو گناہ مجھ سے ہوا،اسکی تلافی میں میرے لیئے آسانی پیدا کردے ۔۔"

"اور لو۔۔ "اس نے اسکے ہاتھ میں موجود آدھ بھرے شربت کے گلاس میں مزید شربت ڈالنا چاہا۔اس نے اشارۃً اسے منع کیا اور اسکے سامنے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اسکا ہر ایک عمل اسکے لیئے پریشان کن تھا۔ شاہ ویز جیسا خود غرض انسان کسی کے لیئے کیسے سوچ سکتا ہے ؟

"میں نے تو اس سے کہا ہی نہیں لاہور جانے کا ۔۔تو اس نے ۔۔ "ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ شاہ ویز نے اسے پکارا۔

"نماز پڑھ لو۔۔پھر کھانا کھاتے ہیں۔۔۔ "

اس نے اپنی آنکھیں جھپکائیں اور اپنی جگہ سے اٹھی ۔

"کیا تمہاری شماز بھائی سے پھر بات ہوئی ہے ؟ "

اسکے سوال پہ وہ جاتا جاتا رکا۔

"میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا کہ ان سے رابطہ نہ رکھنا۔اگر تم میرے لیئے کچھ کر سکتے ہو تو خود کرو۔۔ انہیں بیچ میں لانے کی ضرورت نہیں۔۔"اسکے لہجے میں شماز کے لیئے حقارت واضح تھی ۔

"عید تک انتظار کر لو۔۔ " اس نے سنجیدہ مزاجی سے کہا اور اسکی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

وہ تو اسکے سامنے سے چلا گیا لیکن وہ ابھی تک اسکی باتوں کے حصار میں تھی ۔ وہ شاہ ویز جس کے لیئے وہ کوئی معنی نہیں رکھتی تھی ۔آج اسکے دل میں اسکی اتنی پرواہ کیسے آگئی ۔

"کہیں پھر سے تو ۔۔ "وہ اپنے ہی وسوسوں سے خوف میں مبتلا ہو کر رہ گئی ۔" اسکا اعتبار کہیں پھر سے مجھے ۔۔۔"وہ بے انتہاء الجھ چکی تھی ۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 23

●شک ایک اذیت

رات مزید گہری ہوئی تو وہ لاؤنج سے کمرے میں آئی اور اسکے سامنے آکر بیٹھ گئی ۔ وہ موبائل پہ اپنا کام کرتا ہوا رکا اور اسکی طرف سوالیہ انداز سے دیکھنے لگا۔

"کچھ چاہیئے؟ "وہ چپ رہی تو اس نے خود ہی سوال کیا۔

جواباََ اس نے اثبات میں گردن ہلا کر اشارةََ "ہاں " میں جواب دیا۔

"کیا چاہیئے؟ "اس نے پوچھا۔

"موبائل ۔۔۔ "اس نے ذرا آہستگی سے جواب دیا۔ اس سے پہلے وہ اس سے پھر سے موبائل مانگنے پہ تکرار کرتا ،اس نے اسکے بناء پوچھے ہی وجہ بیان کر ڈالی ۔

"مجھے رمشاء سے بات کرنا تھی ۔۔کانووکیشن کا پوچھنا تھا اس سے۔۔ "اس نے موبائل پہ کھلی ایم ایس ورڈ کی فائل کو بند کیا اور موبائل اسکے ہاتھ میں تھما دیا۔

اس نے اس سے موبائل لیا اور اسکے سامنے سے اٹھی ۔

"اس وقت کال کرنا مناسب ہوگا؟ "اسکے سوال پہ وہ جاتے جاتے رکی ۔ گھڑی پہ ایک بج رہا تھا۔ وہ سمجھ چکی تھی کہ اب اس سے موبائل واپس لے لیا جائے گا۔

اس نے مڑ کر اسے دیکھا ۔

"اچھا ٹھیک ہے جاؤ۔۔ بات کرلو۔۔ "اسکے چہرے کے بدلتے زوایے کو وہ سمجھ چکا تھا۔ تبھی اس نے خود ہی اسے وہاں سے جانے کے لیئے کہہ دیا۔

وہ باہر آئی اور کچن میں آکر ایک سائیڈ پہ ہولی ۔ اس نے کنٹیکٹ لسٹ کو ٹٹولا۔ وہ سرچ بار میں جنت لکھ کر بار بار سرچ کررہی تھی مگر اسے اسکا نمبر کہیں نہ ملا۔ اب کے اس نے" جینی " ٹائپ کیا۔ مگر پھر بھی کوئی نمبر اسکے سامنے نہ آیا۔ وہ سر پکڑ کر رہ گئی ۔

آخر کس نام سے سیو ہو گا اس کا نمبر۔۔ "وہ اپنا سر کھجاتے ہوئے سوچنے لگی ۔ آخر اسکے ذہن میں ایک اور ترکیب آئی ۔

"مائی لائف۔۔ "اب کے اسکے سامنے اٹلی کا نمبر نمودار ہوا۔ وہ سمجھ چکی تھی کہ یہی نمبر جنت کا ہو گا۔ اس نے تیزی سے سبز بٹن کو دبایا اور کال ملائی ۔ ساتھ ساتھ وہ پیچھے دیکھ رہی تھی کہ کہیں وہ آتو نہیں رہا۔ بیل کوئی تین چار مرتبہ ہوئی ۔

مگر اسکی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہورہا تھا۔ اسکی بے چینی میں اضافہ ہونے لگا تھا۔

دوسری طرف وہ جہانگیر کے لیئے کافی بنانے میں مصروف تھی ۔ فون کی گھنٹی بار بار بجی تو وہ بھاگی بھاگی کچن سے بیڈ روم میں آئی ۔

دوسری بیل پہ ہی اس نے فون اٹھایا ۔ " شاہ ویز۔۔ "اسکا نام اپنے فون کی اسکرین پہ دیکھ کر اس نے تیزی سے سبز بٹن دبایا ۔

اس کا کال ریسیو کرنا اہی تھا کہ اسکی جان میں جان آئی ۔

"جنت۔۔۔ "اس نے سرد آہ بھر کر اسکا نام لیا۔

"مہر۔۔تم۔۔کیسی ہو تم ۔۔ "وہ فوراً سے کچن میں آئی ۔اور ابلتے پانی کا چولہا کم کرتے ہوئے پانی کو ڈھک دیا۔

"کیسی ہو سکتی ہوں؟ "وہ اداسی سے بولی ۔

"کیا مطلب؟ وہ کہاں ہے ؟ "اس نے بلا تاخیر اس کے بارے میں دریافت کیا۔

"کمرے میں۔۔اسے نہیں پتہ کہ میں تم سے بات کررہی ہوں۔۔ "وہ جلدی جلدی بول رہی تھی ۔

"سب ٹھیک تو ہے ؟ تمہارا سانس بھی پھولا ہوا ہے ؟ اور تم دونوں آخر ہو کہاں؟ "اسکی طرف سے ایک کے بعد دوسرا سوال کیا گیا تھا۔

"جنت ۔۔سب ٹھیک ہے ۔۔سب ٹھیک ہے ۔۔اور ہم دونوں فیصل آباد میں ہیں۔۔ "اس سے پہلے وہ کچھ اور بتا پاتی اسکے ہاتھ کو زور دار کرنٹ لگا۔ اس نے جوں ہی اسکے ہاتھ سے موبائل کھینچ کر اپنے ہاتھ میں دبوچا تو اپنے دوسرے ہاتھ سے اسکا دوسرا ہاتھ جارحانہ انداز سے کھینچا۔

اسکی طرف سے فون بند ہوا تو وہ گھبرا کر رہ گئی ۔ " ہیلو ۔۔ہیلو۔۔۔ مہر۔۔۔ "وہ بار بار بولی مگر اسکی طرف سے فون بند ہو چکا تھا۔

"تو یہ تم رمشاء سے بات کررہی تھی ؟ "اس نے موبائل اپنی پینٹ کی جیب میں رکھا اور اس سے بولا۔

"میرا ہاتھ چھوڑو۔۔۔ "اس نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا۔

"تم غلط بیانی کیسے کر سکتی ہو میرے ساتھ؟ جنت سے بات کررہی تھی نا تم؟ "وہ اسکے قریب آکر بولا۔

"ہاں ۔۔تمہاری لائف سے ۔۔ "اس نے طنز آمیز لہجے میں جواب دیا تو وہ اس سے چند قدم دور ہو لیا۔

"مہر۔۔۔ کیا تمہیں ایک فیصد بھی میری کہی بات پہ ٹرسٹ نہیں؟؟؟ "وہ اکتا تے ہوئے بولا۔

"نہیں ۔۔ "اس نے اسکے منہ پہ ہی صاف جواب دیا۔

"میں جتنا چاہتا ہوں تم سے کم بات کروں۔۔اتنا تم مجھے الجھا دیتی ہو۔۔ رمضان ختم ہونے میں کچھ دن ہی باقی ہیں۔۔پھر کوئی نہ کوئی ترکیب

نولزکلب
Clubb of Quality Content

سوچتا ہوں۔۔وہاں لے جاؤں گا تمہیں ۔۔لیکن تب تک تو تم۔۔۔ "اس کی بات سن کر اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

"ترکیب؟؟ "وہ جنجھلائی ۔ " مطلب پہلے تم ترکیب سوچو گے ۔۔پھر مجھے وہاں لے کر جاؤ گے ۔۔"

اسکی بات پہ وہ سر پکڑ کر گیا تھا۔وہ اسکے سامنے سے ہٹا اور کمرے میں آموجود ہوا۔ وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے کمرے میں آئی ۔

"تم مجھ سے نظریں نہیں چرا سکتے ۔۔ میری بات کا جواب دو۔۔ آخر تمہیں کس بات کا انتظار ہے ؟؟ "وہ اسکے سامنے کھڑی اس سے باز پرس کررہی تھی ۔

اسکی آنکھوں میں چھپا غصہ دیکھ کر وہ منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔

"میں کسی سے بات نہیں کرسکتی ۔۔ٹھیک ۔۔لیکن۔۔جنت سے بات تو کرسکتی ہوں نا؟ "وہ رونے والے انداز میں بولی ۔

"ٹھیک ہے ۔۔یہ لو۔۔۔پکڑو۔۔شوق سے کرو بات۔۔ "وہ پلٹ کر کھڑا ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے اپنی جیب سے موبائل نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھا ۔ وہ اسکے انداز پہ ہکا بکا رہ گئی ۔

اس نے فون ہاتھ میں پکڑا اور اسکی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگی ۔

"کرو فون۔۔۔ اور بتا دو اسے کہ ہم کہاں ہیں؟ تاکہ قصہ ہی تمام ہو میرا۔۔۔ "اسکی آنکھوں کے کنارے بھیگ چکے تھے ۔

اس نے بھنویں سکیڑ کر اسکے منہ سے ادا ہونے والے ہر لفظ کی تشریح چاہی ۔

"شماز بھائی سب جان چکے ہیں۔۔وہ جان چکے ہیں کہ قصور وار میں ہوں۔۔ "اسکی آواز کانپنے لگی تھی ۔

اسکی اطلاع پہ اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"جس رات تم ہسپتال تھی ۔۔اس رات وہ سب جان چکے تھے ۔۔انہوں نے مجھے کال کی اور مارنے کی دھمکی دی ۔۔ "اسکی آواز بھرا سی گئی ۔

اسکی کہی ایک ایک بات پہ اسکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اسکی آنکھوں کے کنارے بھی بھیگ چکے تھے ۔

اس نے گہری سرد آہ بھر کر اسے دیکھا۔ وہ کچھ بھی بولنے سے قاصر تھی ۔

"مجھے مرنے کا خوف نہیں۔۔ خوف ہے تو اس بات کا کہ میری ماں
۔۔جس کی جھوٹی قسم میں تمہارے سامنے کھا چکا ہوں ۔۔اسکا کیا ہوگا؟ "
وہ بے ضبط بولتا جارہا تھا اور وہ بناء کچھ کہے بس سنتی جارہی تھی ۔
"کتنا بد نصیب ہوں نا میں بھی ۔۔۔ بیٹے تو اپنی ماں پہ قربان جاتے
ہیں۔۔اور میں۔۔میں نے ۔۔ "اسکی آواز حلق میں ہی دب کر رہ گئی ۔
اس نے چاہا کہ وہ اسے کچھ کہے مگر کیا کہتی ؟ وہ جس شاہ ویز سے بحث
کیا کرتی تھی ۔آج وہ اس کے سامنے اپنے ہر گناہ کا اعتراف کررہا تھا۔وہ
اسکے قریب آئی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے بیڈ پہ بٹھایا۔اس نے اسے بغور
دیکھا ۔جو نظریں جھکائے اسکے سامنے کھڑی تھی ۔
"اور تمہارے ساتھ بھی تو بہت بڑا ظلم کر دیا میں نے ۔۔میں سچ میں ایسا
نہیں چاہتا تھا۔۔میں تو صرف تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔"
اب کے وہ چپ نہ رہ سکی ۔" تو پھر کیوں تم نے سچ قبول نہیں
کیا؟؟ " وہ حد درجہ تکلیف میں تھی ۔

"خود غرض ہو گیا تھا۔۔نہیں جانتا تھا کہ تہمت لگانا کتنا بڑا گناہ ہے ۔۔

"اسکا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔" رات دن صرف اسی خوف میں گزارتا ہوں ۔۔ کہ مرنے کے بعد میری بخشش ہو گی بھی یا نہیں۔۔ "

اسکی حالت دیکھ کر اسکا دل بھی بھر آیا۔

" تم بہت اچھی ہو مہر۔۔ بہت اچھی ۔۔۔ برا تو میں ہوں۔۔میں تمہارے قابل نہیں ہوں۔۔بلکہ میں تو کسی کے بھی قابل نہیں ہوں۔۔ جنت ،جسے میں نے اپنی جان سے زیادہ چاہا۔۔ میں تو اس کے قابل بھی نہیں تھا۔۔میں بدلے کی آگ میں اس حد تک چلا گیا تھا کہ یہ سوچا ہی نہیں کہ کل کو میں خود بھی اس حال میں پہنچ سکتا ہوں۔۔ رات دن صرف اسی اذیت میں گزارتا ہوں کہ پتہ نہیں میرا خدا مجھے معاف کرتا بھی ہے کہ نہیں۔۔ "وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا ۔اس نے چاہا کہ اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے دلاسہ دے سکے ۔مگر وہ کیسے اس شخص کو دلاسہ دے سکتی تھی ؟ جس نے اسے بے سہارا کر دیا تھا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے معاف کر دینا تم۔۔پلیز۔۔ "وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولا تو وہ اس سے چند قدم کو پیچھے ہولی ۔

اسکی آنکھوں میں آنسو بارش کی صورت بہنے لگے تھے ۔جسے وہ اپنے دوپٹے کے کنارے سے بار بار صاف کررہی تھی ۔ اسکی حالت مزید خراب ہوئی تو اس نے فوراََ سے پانی کا گلاس بھرااور اسکے سامنے کیا۔ وہ جو اپنے دونوں ہاتھ اسکے سامنے جوڑے گر گرارہا تھا ۔اسکے ہاتھوں میں اپنے لیئے پانی کا گلاس دیکھ کر مزید شرمندہ ہوا۔

اس نے پانی کا گلاس پکڑا اور اسکا ایک گھونٹ بھرتے ہی اسکو دوبارہ پکڑاتے ہوئے مزید رونے لگا۔

اسکی یہ حالت مولانا صاحب کے سنے ہوئے بیان سے ہی ہوئی تھی ۔

رمضان ہی وہ واحد مہینہ ہوتا ہے شاید ۔۔جس میں ہر مسلمان اپنے گناہ کبیر و صغیرہ کا ٹھیک طرح سے محاسبہ کر پاتا ہے ۔اس میں شیطان جو جکڑ دیا جاتا ہے ۔اوریہی حال اسکا بھی تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"خود کو سنبھالو پلیز۔۔۔ "وہ اسکے منہ سے کچھ اور سننے کے انتظار میں تھا مگر اسکے منہ سے وہ سب ادا ہی نہ ہوا۔

آخر کیسے وہ اسے کہہ سکتی تھی کہ" میں نے تمہیں معاف کیا۔۔ "

خود پہ بیتا ہر ظلم وہ کیسے بھول سکتی تھی ۔ اسکی حالت دیکھ کر جہاں اسے سکون ملنا چاہیئے تھا۔وہاں اسکی حالت اس کے برعکس تھی ۔ اسکی حالت دیکھ کر اسکا دل پسیج کر رہ گیا۔

*****

*****

وہ کافی کے انتظار میں لان میں ٹہل رہا تھا۔ ہمیشہ رات کے اس پہر دونوں کھلے آسماں تلے موسم سے لطف اندوز ہونے کے لیئے لان میں آکر بیٹھتے تھے ۔ اس نے کافی کی فرمائش کر ڈالی تو وہ کافی بنانے کچن میں آگئی ۔ پندرہ بیس منٹ سے اوپر ہوگئے تو وہ کرسی پر سے اٹھا اور گھر کے مرکزی دروازے سے لاؤنج میں داخل ہوا۔

"جانِ جانی ؟ کہاں رہ گئی ہو؟؟؟ "وہ اسے آواز لگاتا ہوا کچن میں داخل ہوا۔

جوں ہی وہ کچن میں داخل ہوا تو اسے موبائل پہ بار بار کسی کو کال ملاتے ہوئے پایا۔" سب ٹھیک تو ہے جنت؟؟"

"جی ۔۔۔ "اس نے فون کو ایک سائیڈ پہ رکھا اور اس سے بولی ۔

"کافی مل جائے گی آج ہی ؟؟ "وہ شرارت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"جی ۔۔جی ۔۔میں لارہی ہوں۔۔آپ چلیئے۔۔"

اسکا انداز اسے شش و پنج میں مبتلا کر گیا تھا۔ اب کے اس نے اسے شکی نظروں سے دیکھااور پھر سے بولا۔

"کوئی مسئلہ ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو۔۔"

"نہیں۔۔۔کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔۔ "اس نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی تو وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔

"وہ ابھی تک اس کے رابطے میں ہے جہانگیر۔۔ اگر مجھ پہ یقین نہیں ہے تو۔۔۔آپ بے شک اسکی فون ڈیٹیلز چیک کر لیجیئے ۔۔پاکستان آتے ہی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سب سے پہلے ،اس نے سجیل کو کال کی ہے ۔۔"اس نے اپنے سر کوجھٹکا اور اسے دیکھ کر نیم انداز میں مسکرادیا ۔

اس کے جاتے ہی اس نے شکر کا کلمہ پڑا اور فون کو پکڑ تے ہوئے سائلنٹ پہ لگا دیا۔

"شکر ہے ۔۔ان کو پتہ چل جاتا تو کیا ہوتا؟ " اس نے خود کلامی کی ۔

"اپنے شوہر کو میکے کی ہر بات سے دور رکھنے سے ہی عورت بستی ہے ۔۔میکے میں کیا ہورہا ہے ؟ اور کیا نہیں ؟ اس بات سے بھی زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ آپکے میکے میں ہونے والی بات سے آپکا سسرال متاثر نہ ہو۔۔جو عورت میکے کی ہر بات سسرال میں اور سسرال کی ہر بات میکے میں بتائے وہ کبھی نہیں بستی ۔۔ "اس کے ذہن میں اماں بی کے کہے الفاظ گونجے۔

اسی بات کو ہی سوچتے ہوئے اس نے جہانگیر سے اپنی ہر بات کودور رکھا ۔

****

اگلی صبح اس نے سحری کے لیئے سارے لوازمات میز پہ رکھے اور اسکا انتظار کرنے لگی ۔اسکے آتے ہی اس نے اس کے لیئے کھانا پلیٹ میں نکالا۔

اسکا سارا دھیان اس پہ تھا ،جس نے نہ تو اسکی طرف دیکھا اور نہ ہی اس سے کوئی بات کی ۔ بلکہ خاموشی سے سحری کی اور روزہ رکھنے کے بعد اس کے سامنے سے اٹھ گیا۔

اس نے نماز ادا کی اور جائے نماز تہہ کرتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگی جو اسکے سامنے بیٹھا قرآنِ پاک پڑھ رہا تھا۔ کافی دیر تک وہ اسے دیکھتی ہی رہی ۔ جوں ہی اس نے قرآنِ پاک کو سفید لحاف میں لپیٹا تو وہ اسکے پاس آکر بیٹھی کہ شاید وہ اس سے بات کرے مگر بے سود۔ وہ اب بھی چپ تھا۔ اسکی خاموشی اسے عجیب لگی ۔" اسے کیا لگتا ہے کہ میں اس سے بات کرنے کے لیئے مری جارہی ہوں؟ "اس نے دل میں خود سے کہا۔ مگر حقیقتاََ وہ اس سے خود بات کرنا چاہتی تھی ۔

اس نے قرآنِ پاک الماری میں رکھا اور پھر اپنے کام پہ جانے کے لیئے تیار ہونے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ سحری کے وقت سے ہی اس سے بات کرنا چاہ رہی ہے لیکن اس نے اسکی طرف دیکھا تک نہیں۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے ۔۔ "آخر اس نے اس سے بات کرنے کی جسارت کر ہی ڈالی ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جواباََ وہ خاموشی سے اپنے پاؤں پہ جوتے پہننے لگا۔

"مجھے نمی بھابھی کی طرف چھوڑ دوگے پلیز۔۔۔ "اس نے ملتجی نگاہوں سے سوال کیا ۔

اب کے اس نے آنکھ اٹھاکر اسے دیکھا۔

"او۔کے ۔۔ "اس نے ایک تھیلے میں اپنے کام کی چیزیں ڈالیں اور باہر لاؤنج میں آکر صوفے پہ بیٹھ گیا۔

"ابھی تو وہ شاید سورہی ہوں۔۔تو ۔۔ "وہ فوراََ کمرے سے باہر آکر بولی ۔

"مجھے دیر ہورہی ہے کام سے ۔۔تم تھوڑی دیر تک خود چلی جانا۔۔ "وہ صوفے سے اٹھا اور دروازے تک آیا۔

"شاہ ویز۔۔اتنی صبح آخر کس کام کے لیئے جاتے ہو تم ؟ " اس کے منہ سے بے اختیار یہ سوال نکلا تھا۔ پورا رمضان اسے اس بات کا احساس ہی نہیں ہوا تھا۔اور آج وہ اس سے بڑی فکر مندی پوچھ رہی تھی ۔

وہ پلٹا اور اسے معنی خیز نگاہوں سے گھورنے لگا۔" انکے فلیٹ کا تو تمہیں پتہ ہی ہے ۔۔چلی جانا۔۔ "اس نے اتنا کہا اور اسکے سامنے سے آناََ فاناََ غائب ہو گیا۔

آج پاکستان میں انتیسواں رمضان تھا۔ پورے انیتس دن وہ پورا پورا دن گھر میں اکیلے رہ کر تقریباً پاگل ہوچکی تھی ۔ وہ علی الصبح کام کے لیئے جاتا تو شام کو واپس لوٹتا۔

تقریباً دو گھنٹے بعد اس نے نمی کی طرف جانے کی تیاری پکڑی ۔ اس کے ذہن میں اسکو لے کر کچھ سوالات تھے ،جس کا جواب وہ اچھے سے جانتی تھی کہ شاہ ویز کے پاس کبھی نہیں ہوگا۔ اسی لیئے اسکا نمی کی طرف جانا ضروری ہو گیا تھا۔

"تم ۔۔ "نمی نے جوں ہی دروازہ کھولا تو اسے اپنے سامنے پایا۔

"وہاٹ اے گریٹ سرپرائز۔۔ "وہ دروازے کے سامنے سے ہٹی اور اسے گھر میں داخل ہونے کے لیئے جگہ دی ۔

"اچھا کیا تم آگئیں۔۔"

وہ صوفے پہ بیٹھی ۔" کیوں؟ یہ کیوں کہا آپ نے ؟ "اس نے اسکی ذومعنی بات کو سمجھنا چاہا۔

"مارکیٹ تک جانا تھا ۔۔لیکن کس کے ساتھ جاؤں؟ محسن بھی بزی ہیں ۔۔کہنے لگے مہر بھابھی ساتھ چلی جانا۔۔ تمہاری طرف آنا تو چاہ رہی تھی

۔پھر سوچا کہیں تم منع نہ کردو۔۔ "اس نے تفصیلی طور پہ اسے آگاہ کیا تو وہ ہولے سے مسکرائی ۔

"نہیں۔۔منع کیوں کرنا ہے بھلا؟"

"چلو پھر چلتے ہیں۔۔ "نمی نے خوشی سے کہا اور کمرے میں اپنا بیگ لینے چلی گئی ۔

"ام م م ۔۔۔ اچھا۔۔۔ "وہ اپنے دل میں اٹھنے والے سوالوں کو دل میں بمشکل ہی دبائے بیٹھی ہوئی تھی ۔

نمی نے اپنا بیگ کندھے پہ لٹکایا اور باہر آئی ۔" چلو۔۔۔"

"بھابھی ۔۔۔ "وہ اٹھی اور اسے پکارا۔

وہ پلٹی۔" کیا ہوا؟"

"بھابھی ۔۔مجھے آپ سے کچھ کام تھا۔۔ "وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کاٹتے ہوئے بولی۔

"بھابھی !آپکا فون مل سکتا ہے مجھے ؟؟ "

"فون؟ مگر کس لیئے ؟؟ "اس نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ ۔۔ "وہ بوکھلائی ۔

"دیکھو مہر۔۔۔ اسکے کہے ہوئے پہ یقین رکھو ۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ تمہیں ۔۔ "اس سے پہلے وہ مزید بولتی مہر نے اسکی بات کاٹی ۔

"بھابھی ! میں بہت تکلیف میں ہوں۔۔ جو خود تکلیف میں ہو ۔وہ کسی اور کو کیا تکلیف دے گا؟ "وہ زخمی انداز میں مسکرائی۔

"پھر ؟؟ فون کس لیئے ؟؟"

"کوئی نہیں ہے جس سے میں شیئر کرسکوں۔۔ایک جنت ہی ہے جس سے بات کر سکتی ہوں۔ اور میں جانتی ہوں کہ۔۔ ہم کہاں ہیں ؟اس بارے میں وہ کسی کو کچھ نہیں بتائے گی ۔۔لیکن شاہ ویز نے تو ۔۔ "کہتے کہتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی ۔

"مہر۔۔۔ میری پیاری ۔۔ "نمی نے آگے بڑھتے ہوئے اسے گلے سے لگایا۔

"اسے لگتا ہے کہ شماز بھائی اسے مار دیں گے ۔۔ کیا اتنا آسان ہے کسی کو مارنا ؟ اتنا بھی کیا کسی کا ڈر ہوا؟ کیا اسے مجھ پہ بھروسہ نہیں ؟ میرے ہوتے ہوئے شماز بھائی اس پہ ہاتھ ڈالیں ؟ امپاسبل ؟؟"

نمی نے اسے خود سے الگ کیا اور اس کے کہے ہوئے لفظوں پہ چونک اٹھی ۔ اسکی بات سن کر نمی کے چہرے پہ حیرت کے آثار واضح ہوئے ۔

"بھابھی ! میاں بیوی تو ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں ناں؟تو کیا اسے میرا اتنا بھی احساس نہیں؟ میں اس سے کچھ کہہ نہیں سکتی ۔۔کچھ شئیر نہیں کر سکتی ۔۔ "

"تو تم اسے اپنا شوہر تسلیم کر چکی ہو؟ "اس نے خود ساختہ انداز میں پوچھا۔

"میں کون ہوتی ہوں تسلیم کرنے والی ؟ جب بھی میرے دل میں اسکے لیئے جگہ بنتی ہے ،وہ مجھے ایسی مار مارتا ہے کہ میرے سارے زخم پھر سے تازہ ہوجاتے ہیں۔۔اسے لگتا ہے میں اسکی غلام بن کر رہوں۔۔وہ کہے دن ہے تو میں دن کہوں ۔۔وہ کہے تو رات اور میں اسے رات مان لوں؟ لوّ میرج تھوڑی نا ہوئی ہے میری اس سے ۔۔جو ان سب چونچلوں کی امید کرتا ہے وہ مجھ سے ؟ "وہ بے لحاظ ہوکر بولے جارہی تھی ۔

نمی نے تھوڑا مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر اسکی مزید بات سنتے ہوئے سنجیدہ ہوئی ۔

" میں جنت سے بات نہیں کر سکتی ؟اپنے گھر والوں سے بات نہیں کر سکتی ۔۔آخر کیا کروں؟ خود تو صبح صبح نجانے کہاں چلا جاتا ہے ۔۔اور مجھے گھر میں اکیلا چھوڑ دیتا ہے ۔۔ "وہ سسکی بھر کر بولی ۔

"تمہاری اپنی ضد ہی تو تھی کہ تم الگ رہو۔۔ "اس نے اسے اسکی کہی ہوئی بات یاد دلائی ۔

"ہاں۔۔اور اسکی وجہ ۔۔آپکے شوہر ہیں ۔۔ محسن بھائی ۔۔ "

اسکی معصومانہ بات پہ وہ قدرے تصرف سے مسکرائی ۔" مہر۔۔۔تم بھابھی ہی لگتی ہو انکی ۔۔سو وہ وہی کہیں گے نا۔۔"

"وہاٹ ایور۔۔ "وہ بے نیازی سے بولی ۔

"خیر تم نہیں جانتی کہ شاہ ویز صبح صبح کہاں جاتا ہے ؟ "اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"نہیں۔۔ "اس نے ذرا ہولے سے کہا اور پھر سوالیہ نگاہیں لیئے اسکی طرف دیکھنے لگی ۔

****

دوسری طرف وہ سڑک پہ موجود بجری کو ہتھوڑے سے توڑ رہا تھا۔ گرمی کی شدت کے باعث اسکے ماتھے کا پسینہ اسکی آنکھوں میں جارہا تھا، جسے وہ اپنی کہنی سے صاف کررہا تھا۔

"تھوڑی دیر آرام کر لو۔۔ پہلے ہی تمہیں بخار ہو رہا ہے ۔۔ "محسن اس کے پاس آکر بولاتو وہ کام کرتا کرتا رکا۔

"نہیں۔۔ اگر روڈ کا کام شام تک مکمل نہ ہوا تو پیسے نہیں ملیں گے ۔۔ کل ہوسکتا ہے عید ہوجائے ۔اور اسکے بعد مجھے اسے لے کر لاہور بھی جانا ہے ۔۔"

"وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن۔۔۔"

"کوئی بات نہیں محسن۔۔۔ "اس نے صاف دلی سے کہا اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔

"ایم سوری ۔۔شاہ ویز۔۔۔ "وہ نظریں جھکائے شرمندگی سے بولا۔

"سوری کس لیئے؟ تم نے تو مجھے کام دلوایا ہے ۔۔جہاں میرے اپنے کام نہیں آسکے تم کام آئے ہو۔۔اور کام تو کوئی بھی چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا۔۔

نالز کلب
Clubb of Quality Content

خوشی ہے کہ اپنا خون پسینہ ایک کر کے کما رہا ہوں۔۔ "وہ مسکرایا تو محسن نے اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی ۔

"افسوس ہوتا ہے مجھے تمہارے ابو پہ ۔۔۔گھر نہ سہی کم از کم ۔۔یہاں کی برانچ کا انچارج تو تمہیں سنبھالنے دیتے ۔۔"

"چھوڑو۔۔ محسن ۔۔۔ جو گزر گیا ،سو گزر گیا۔۔۔ میں نے جو گناہ کیا ،اسکی یہ سزا تو بہت کم ہے محسن ۔۔ "وہ اپنے ہونٹ کاٹتا ہوا بولا۔

"پھر سے کچھ کہا ہے اس نے ؟ "وہ سمجھ گیا کہ اسی نے ہی اسے کچھ کہا ہوگا۔

"نہیں۔۔وہ کیا کہے گی ؟ کہتی ہی تو نہیں ہے ۔۔سناتی ہے بس۔۔ " وہ سرد آہ بھر کر بولا۔

محسن نے اسے گہری نگاہ سے دیکھا اور خاموشی سے اسکے پاس سے ہوتا ہوا باقی ورکرز کی سپر ویژن کرنے میں مصروف ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آج سڑک کی تعمیر کا فائنل مرحلہ تھا ،جو آج شام میں ہر حال میں مکمل کرنا ہی تھا۔ اسی لیئے سبورکرز بے دریغ ،وقت کی پرواہ کیے بناء ہی کام کیئے جارہے تھے ۔

وہ نمی کے ساتھ رکشے میں بیٹھی ،اسکی طرف بغور دیکھ رہی تھی ۔

"انکل یہاں روک دیں۔۔ "اس نے رکشے والے کو سامنے لگے پیلے بورڈ جس پہ

" سڑک کی تعمیر کا کام جاری ہے "لکھا تھا ،اسکے سامنے رکنے کے لیئے کہا۔

وہ اسکے ساتھ باہر آئی اور رکشے والے کو تھوڑی دیر وہیں رکنے کے لیئے کہا۔

"محسن سپروائزر کا کام کرتے ہیں یہاں۔۔۔ آج سڑک کی تعمیر کا فائنل مرحلہ ہے ،جسے آج شام تک سب کو مکمل کرنا ہے ۔۔اسی لیئے محسن بزی ہیں۔۔ "

اس نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا کہ وہ یہ سب اسے کیوں بتا رہی ہے ؟

اس سے پہلے وہ مزید بولتی ،اسے سب سمجھ آگیا تھا کہ وہ اسے یہاں کیوں لے کر آئی ہے ؟

وہ ہتھوڑا ہاتھ میں لیئے بجری کو توڑ رہا تھا کہ ہتھوڑا بے دھیانی میں اسکے ہاتھ پہ لگ گیا۔ مہر کے قدم تیزی سے اسکی جانب بھاگے ہی تھے کہ وہ جاتے جاتے رکی ۔ اسکے دل میں ہونے والی ہلچل ،اسکے قدموں سے صاف محسوس ہورہی تھی ۔ نمی نے معنی خیز انداز میں اسے دیکھا اور کچھ سوچتے ہوئے کھلے دل سے مسکرائی ۔

تیز دھوپ کے باعث اسکی آنکھیں بند ہورہی تھیں ،جنہیں وہ اپنی پوری قوت سے کھولے ہوئے ،اپنے سامنے چند قدم کے فاصلے پہ موجود شخص کو آنکھ بھرتے ہوئے دیکھ رہی تھی ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"جب سے تم نے الگ گھر کا کہا ہے ، تبھی سے یہ یہاں کام کر رہا ہے ۔۔ محسن نے اسے سمجھایا بھی کہ یہ کام اس کے لائق نہیں ۔۔۔جوں ہی اور کوئی کام آئے گا تو وہ اسے ضرور بتائے گا۔۔لیکن ۔۔ "اس سے پہلے وہ کچھ بولتی مہر کے قدم تیزی سے پیچھے کی جانب مڑے اور وہ جاکر رکشے میں بیٹھ گئی ۔

اسکے ذہن میں ایک ایک بات گردش کرنے لگی تھی ۔کیسے اس نے اسے پریشان کیا اور کیسے اس نے اسے مجبور کیا کہ وہ اس حال پہ آپہنچا۔

نمی اسکے ساتھ رکشے میں بیٹھی اسکو بغور دیکھنے لگی ۔ اسکی آنکھیں بظاہر تو کھلی ہوئی تھیں مگر آنکھوں کے سامنے کوئی اور ہی منظر چل رہا تھا۔

"بھائی ۔۔چلیئے۔۔مارکیٹ تک جانا ہے ۔۔ "اس نے رکشے والے کو ہدایت دی تو اس نے رکشہ سڑک پہ دوڑادیا۔

"تم ٹھیک ہو؟؟؟ "اسکے ماتھے سے پسینے کے ٹپکتے قطرے دیکھ کر اس نے اسے بغور دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جواباً اس نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے ایک گہری لمبی سانس لی ۔ اسکی حالت دیکھ کر وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ ٹھیک نہیں ہے ۔

"بھابھی ! یہ وہ شاہ ویز نہیں ہے ،جسے میں جانتی ہوں۔۔"اس کی زبان اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی ۔ " اس نے تو صرف تکلیف ہی دی ہے۔۔وہ کیسے کسی کے لیئے خود کو تکلیف دے سکتا ہے ؟"

"اگر وہ کسی آپکی شریکِ حیات ہو تو مرد ہنستے ہنستے اسکے لیئے ہر تکلیف سہہ جاتا ہے ۔۔"

نمی کی بات سن کر وہ مضحکہ خیز انداز میں مسکرائی ۔" آپکو لگتا ہے کہ ہم دونوں نے ایک دوسرے کو ایکسیپٹ کر لیا ہے ؟"

"تو کیا نہیں کیا ایکسیپٹ ؟؟ "اس نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

جواباً وہ لاجواب ہو کر رہ گئی ۔

"دیکھو مہر۔۔ وہ جب پورا پورا دن غائب رہتا ہے تو تمہیں برا لگتا ہے ۔۔ تم اس سے اپنے دل کا حال کہنا چاہتی ہو لیکن وہ تمہیں ٹائم نہیں دیتا ۔۔ تمہیں اس سے بھی مسئلہ ہے ۔۔ تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ۔جبکہ اس نے تمہاری زندگی کو بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے ۔۔ ارے

میری جان۔۔ ایسا ایک بیوی ہی سوچ سکتی ہے ۔۔ اور کوئی نہیں۔۔ "اسکی بات سن کر وہ جنجھلائی ۔

"مت الجھائیں مجھے ۔۔۔ میرا اور اسکا رشتہ صرف کاغذی ہے ۔۔جو بہت جلد ختم ہونے والا ہے ۔۔ "

اسکی بات سن کر وہ ہکا بکا رہ گئی ۔ اس سے پہلے وہ اسے کچھ کہتی ،رکشہ مارکیٹ کے سامنے رکا۔ دونوں رکشے سے اتریں ۔اس نے رکشے والے کو کرایہ دیااور پھر دونوں بازار میں داخل ہو گئیں۔

****

آج اٹلی میں تیسواں روزہ تھا۔ اور پاکستان میں انتیسواں ۔زلیخا خوش تھی کہ آج اسکا ولاگ یوٹیوب پہ اپلوڈ ہونے والا ہے۔

"ایسٹرن لو " یہ اسکے ولاگ کا موضوع تھا۔ جسے اس نے بہترین انداز میں فلمایا تھا۔ رمضان کی مصروفیت کے باعث دونوں اپنے ٹور کا ولاگ یوٹیوب پہ نہ ڈال سکے ۔

Clubb of Quality Content

وہ لیپ ٹاپ کھولے ولاگ کی سیٹنگ کرنے میں مصروف تھا۔ لیپ ٹاپ پہ ان دونوں کی مری کی تصاویر اور ویڈیوز موجود تھیں ۔جس میں وہ اسکے کندھے پہ سر رکھے ،اسکی چادر اوڑھے سو رہی تھی ۔

"جولی ۔۔" اس نے کچھ سوچتے ہوئے اسکا نام لیا۔

"ام م ۔۔؟" اس نے سوالیہ انداز میں اسکی طرف دیکھا۔

(I think we should remove their video from our vlog.)

"آئی تھنک ۔۔ووی شُڈ ریموو دیئر ویڈیو فرام آور ولاگ۔۔"

(Danish ! I don't think so.. its a big issue.)

"دانش۔۔۔ آئی ڈونٹ تھنک سو۔اِٹس اے بِگ ایشو۔۔" اس نے اپنے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

(But...)

" بَٹ۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا مگر جولی نے اسے ٹوک دیا۔

(Oh God.. whats your problem man? I think this video will cross one million.)

Clubb of Quality Content

"اوہ گاڈ۔۔وٹس یور پرابلم مین؟؟آئی تھنک دس ویڈیو وِل کراس وَن ملین۔۔ "وہ خوش آئینی انداز میں بولی تو وہ نیم انداز میں مسکرادیا۔

(It means ..you didn't enjoy the tour with me?)

"اِٹ مینز۔۔یو ڈیڈ نٹ انجوائے دی ٹور وِد می ؟ اونلی دس از دی امپورٹنٹ تھنک ؟"

(Yes ..you may say...)

"یس۔۔یو مے سے ۔۔ "اس نے آنکھ مارتے ہوئے کہا تو اس نے آگے بڑھتے ہوئے اسے خوب زور سے گلے لگایا۔

(And Now? What you say?)

"اینڈ ناؤ؟؟ وٹ یو سے ؟؟"

(Ok.. ok.. leave me.. dad is coming here..)

اسکے سوال پہ وہ شرماتی رہ گئی ۔" او۔کے ۔۔او۔کے ۔۔لیو می ۔۔ ڈیڈ از کمنگ ہیئر۔۔ "اس نے خود کو اسکی بانہوں سے آزاد کروایا۔

(Just chill.. He is not coming here Dear .He is busy right now..)

"جس چِل ۔۔ہی از ناٹ کمنگ ہیئر۔۔ہی از بزی رائٹ ناؤ۔۔ "وہ ذو معنی انداز میں مسکرایا تو اس نے پاس پڑا کشن اسکے اوپر پھینکا۔ دونوں کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

****

جہانگیر نے اسے آفس سے کال ملائی اور نواز خان کی طرف جانے کی اطلاع دی ۔

"مگر میں تو گھر میں ہی سب تیار کر چکی ہوں۔۔وہاں جانا ضروری ہے کیا؟؟ "اس نے اچاٹ دل سے کہا۔

"جی ضروری ہے ۔۔۔ "اس نے زور دے کر کہا۔

"جانی ۔۔ میرا دل نہیں ۔۔ "اس نے صاف الفاظ میں انکار کیا۔

"اوہ۔۔ہو۔۔ کیا ہوگیا ہے ؟ زلیخا نے انوائٹ کیا ہے ۔ آج اسکا پاکستان کا ولاگ یوٹیوب پہ پبلش ہونے والا ہے ۔بڑی ایکسائٹڈ ہے ۔۔کہہ رہی تھی ۔اس کے ساتھ بیٹھ کر دیکھوں۔۔سو انکار نہیں کرسکتا۔۔ "وہ اپنے آفس میں موجود فائلز کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے اسے سمجھارہا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں تو اس نے آپکا کہا ہے نا؟میرا جانا ضروری ہے ؟ "اس نے پھر سے سوال کیا۔

"جی ۔۔بالکل۔۔جہاں جہانگیر ۔۔وہاں جانِ جہانگیر۔۔۔ "وہ بے انتہاء محبت سے بولا۔اسکے لہجے میں محبت کی چاشنی محسوس کرتے ہوئے وہ نیم انداز میں مسکرائی ۔

"اچھا۔۔ ٹھیک ہے ۔۔ "بادل نخواستہ اسے ہاں کہنا ہی پڑی ۔

"نواز انکل نجانے کیوں مجھے دیکھ کر عجیب بیہیو کرتے ہیں۔۔"فون رکھتے ہی وہ گہری سوچ میں محو ہوئی۔

دوسری طرف اس نے بھی فون رکھا اور پھر سے ایک انجان شخص کے کیئے گئے میسج کو سوچنے لگا۔ اس نے میسج باکس میں سے میسج کھولا جو اسے اسکے پاکستان پہنچنے سے ایک دن بعد کیا گیا تھا۔

"وہ ابھی تک اس کے رابطے میں ہے جہانگیر اگر مجھ پہ یقین نہیں ہے تو۔۔۔آپ بے شک اسکی فون ڈیٹیلز چیک کر لیجیئے ۔۔پاکستان آتے ہی سب سے پہلے ،اس نے سجیل کو کال کی ہے ۔۔"

اس نے موبائل کو میز پہ رکھا اور اپنی آنکھیں ملنے لگا ۔"آخر کون ہوگا یہ ؟ "اس نے خود سے سوال کیا مگر جواب ندارد۔

"کیا مجھے جنت سے پوچھنا چاہیئے ؟ "اس نے خود سے دوبارہ سوال کیا۔
"نہیں۔۔ نہیں۔۔۔ ہر گز نہیں۔۔ بہت مشکل سے میرے قریب آئی ہے وہ ۔۔ کہیں پھر سے۔۔ "وہ خوف دوچار ہو کر رہ گیا۔
جب سے جنت نے فون کو چھپا کر اس سے ایک سائیڈ پہ رکھا تھا ، تبھی سے اسکے ذہن میں یہ میسج گردش کرنے لگا تھا۔حالانکہ وہ اس میسج کو اگنور کر چکا تھا۔
اسی اثناء میں اسکے فون کی بیل بجی ۔
اس نے فون اٹھایا۔" مام اِز کالنگ ۔۔ "جسے اس نے فوراََ سے اٹھایا۔
"میری جان۔۔۔ کیسے ہو جانی ؟ "انکے لہجے سے ممتا کی شرینی ٹپک رہی تھی ۔
"میں ٹھیک ہوں ۔۔آپ کہیئے ؟ آپکی جان کیسی ہے ؟ "اس نے انہیں تنگ کیا۔
"بدتمیز۔۔۔ شرم کرو۔۔ "انہوں نے اسے خوب جھاڑ پلائی ۔
"آخر ڈیڈ نے ایسا کیا کیا ہے ؟جو مجھے شرم کرنی چاہیئے ؟ "

"عادت سے مجبور ہو تم۔۔چپ کر جاؤ۔۔ "انھوں نے تنبیہی انداز میں کہا تو وہ ہنستا ہنستا رکا۔

"ویسے جب سے جنت یہاں آئی ہے ۔۔آپ دونوں تو کچھ زیادہ ہی مصروف ہوگئے ہیں؟ نہیں؟؟اتنے دنوں بعد کال کی وجہ جان سکتا ہوں؟ "

اسکی باتوں کا مطلب وہ بخوبی سمجھ چکی تھیں۔ " سنجیدہ ہونا کب سیکھو گے تم ؟ "

"تو کیا کوئی سنجیدگی والی بات ہے ؟ "

"جانی ۔۔۔مار کھاؤ گے تم اب۔۔ "انھوں نے اسے ڈپٹ کر کہا اور پھر خود ہی مسکرادیں۔

"ہماری تو رمضان کی وجہ سے روٹین بہت بزی ہے ۔۔تم بتاؤ؟ کیسا جا رہا ہے سب؟"

"سب ٹھیک ہے ۔۔آج نواز انکل کی طرف دعوت ہے ہماری ۔ "

"واؤ۔۔ اچھا ہے ۔۔ جنت کو ہر ہفتے ان سے ملوانے لے جایا کرو۔۔ "

"کیا مطلب ؟ میں سمجھا نہیں؟ "ان کی ذو معنی بات کو وہ سمجھ نہ سکا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوہ۔۔ "وہ اپنا سر پکڑ کر رہ گئیں۔ بعد ازاں انہیں احساس ہوا کہ انہیں اسے ایسا نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جنت اور نواز دونوں کی حقیقت سے وہ بالکل بے بہرہ تھا۔

"مام۔۔کیا بات ہے ؟ کچھ ہے جو مجھے نہیں پتہ ؟ "اسکی طرف سے گہری خاموشی تھی ۔

"مام۔۔۔ کیا ہوا؟"

"ہاں۔۔ نہیں ۔۔کچھ نہیں۔۔ "اس نے اپنا سر جھٹکا۔

"اچھا۔۔ڈیڈ کہاں ہیں ؟ "

"ہوسکتا ہے چاند نکل آئے آج یہاں۔۔تو وہ درزی کے پاس میرے کپڑے لینے گئے ہیں۔۔ "

"اوہ۔۔۔واؤ۔۔۔ ویسے سمجھیئے کہ وہاں عید ہو ہی گئی ۔۔ "اس کی بات سن کر وہ ہنس دیں۔

وہ جانتی تھیں کہ وہ یہ کیوں کہہ رہا ہے؟ پاکستان میں چاند کس نظر آنا بڑی عام سی جو بات تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہاں تو کل ہو ہی جائے گی ۔۔لیکن آپ لوگوں کا کیا ہے ؟ آدھی رات کو چاند نکل آتا ہے۔اوت چاروناچار عید کرنی ہی پڑتی ہے ۔۔ "وہ کھسیانی ہنسی ہنسا۔

"بیٹا۔۔۔ ذرا آہستہ ۔۔۔آپ بھی یہیں کے ہیں۔۔ "اس نے جیسے اسے یاد دلایا۔

ان کی بات سن کر وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"اچھا ۔۔اپنی عید کی تصویر بھیج دینا ایک ۔۔۔اور ہاں۔۔جنت سے کہنا اپنی خالہ کو کال کر لے ۔۔وہ بہت اداس ہیں اس سے۔۔"

"خالہ کو؟ "وہ گہری سوچ میں محوہوا۔

"ہاں۔۔بیچاری کی ماں تو ہے نہیں۔۔ لے دے کر ایک خالہ ہی ہے ۔۔میں تو یہاں آنے سے پہلے بھی اسے اس سے ملوانے لے کر گئی تھی ۔"

اس نے اپنے حواس بحال کیے ۔" کب؟"

"یہاں آنے سے ایک روز پہلے ۔۔کیوں؟کیا ہوا؟ کیا نہیں ملنا چاہیئے تھا؟ "اس کا لہجہ انہیں شش وپنج میں ڈال گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں۔۔ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔اچھا بعد میں بات کرتا ہوں۔۔گھر کے لیئے نکلنا ہے ذرا ۔۔ "اس نے بات کو بدلا اور فون رکھ دیا۔

آفس سے گھر واپسی پہ ،پورا راستہ وہ بد حواسی میں ہی رہا۔ اسکے ذہن میں کبھی میسج گردش کرنے لگتا تو کبھی اپنی ماں کی کہی بات ۔۔" تووہ یہاں آنے سے پہلے وہاں گئی تھی ؟ "اس نے خود کلامی کی ۔

گاڑی کی اسپیڈ تقریباً ایک سو بیس پہ پہنچ چکی تھی اور اسکا بلڈ پریشر تقریباً ہائی ہوچکا تھا۔

"نہیں۔۔۔نہیں۔۔ایسا نہیں ہوسکتا۔۔جنت میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی ۔۔ "اس نے اپنا سر نفی میں بار بار ہلایا جیسے خود کو یقین دلانا چاہتا ہو کہ جو وہ سوچ رہا ہے وہ سب بکواس ہے۔

اسے آج بھی یاد تھا کہ جب اس نے اسے وہاں لے کر جانے کی بات کی تھی تو اسکا زبردست قسم کا ری ایکشن سامنے آیا تھا۔

اس نے گاڑی گھر کے پاس روکی اور کچھ دیر وہیں گاڑی میں بیٹھا رہا۔ اسکے دل میں اسکے لیئے شک کا بیج لگ چکا تھا۔ یہ بیج کس قدر تنا آور درخت بننے والا ہے ،یہ اس نے سوچا نہیں تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے موبائل پہ جوں ہی بیپ ہوئی تو اس نےاپناموبائل ہاتھ میں لیا۔

(Bhayia ! My Vlog has been uploaded..please Share it and comment too...)

"بھیا۔۔مائی ولاگ ہیز بین اپ لوڈڈ۔۔ پلیز شئیر اٹ اینڈ کمنٹ ٹو۔۔۔ "

زلیخا کی طرف سے اسے یوٹیوب کا لنک شئیر کیا گیا تھا۔

اس نے جوں ہی لنک کھولا تو اسکے مین کور پہ لگی تصویر کو دیکھ کر اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اسے اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

اس سے پہلے وہ ویڈیو پلے کر پاتا ،موبائل اسکے ہاتھ سے گاڑی کی سیٹ پہ گر گیا۔اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ،گاڑی کا پہلا گیئر لگاتے ہوئے ،گاڑی کو سامنے کی سمت چلادیا۔" تو کیا میں تیسرا شخص ہوں؟ " اسکے دل نے اس سے سوال کیا۔

دوسری طرف وہ دعوت کے لیئے خود کو تیار کر چکی تھی ۔ اب بس اسے اسکی آمد کا انتظار تھا۔ مگر اسکا کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔ اس نے اسے کئی دفعہ کال ملائی مگر کوئی جواب موصول نہ ہوا۔

"کہاں رہ گئے آپ ؟؟ "اس نے بار ہا میسج کیا مگر جواب ندارد۔اسکا موبائل بار بار بیپ کر رہا تھا ۔اور وہ تھا کہ اپنی ہی الگ دنیا میں محو ،دیوانہ وار گاڑی کو چلائے جارہا تھا۔

"کیا دونوں اس حد تک انوالو تھے ؟ "اسکے اندر کے انسان نے اس سے سوال کیا۔

" تمہیں شاید ان دونوں میں نہیں آنا چاہیئے تھا۔۔ "یہ اسکے ضمیر کی آواز تھی جو اسے ملامت کررہا تھا۔" شاید اسی لیئے وہ حقیقت میرے سامنے آئی تھی کہ میں اس سے دور ہو جاؤں۔۔ "ماضی کی کچھ جھلکیاں اسکی آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگیں۔

"تو کیا وہ اب بھی ۔۔۔ "وہ یہ بات سوچنے سے بھی ڈر رہا تھا۔

" نہیں۔۔نہیں۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ "وہ بمشکل ہی اپنا سانس بحال کر پایا تھا۔

اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا یہ وہ بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ اس کے لیئے سچ جاننا اور بھی ضروری ہوگیا تھا۔ جو نہ تو وہ اپنی ماں سے پوچھ سکتا تھا اور نہ ہی اس انجان نمبر پہ اسکا کسی سے رابطہ ہو پارہا تھا۔ اب ایک ہی صورت باقی تھی ۔اور وہ" زلیخا" تھی ۔ جس سے وہ سچ جان سکتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسکا انتظار کرتے کرتے جنت تقریباً تھک چکی تھی ۔ اسے اذان کی آواز سنائی دی تو اس نے روزہ افطار کیا اور نماز ادا کرنے کے بعد پھر سے موبائل ہاتھ میں لیئے اسے کال کرنے لگی ۔

دوسری طرف وہ زلیخا اور دانش کے سامنے موجود ایک الگ ہی سوچ میں محو تھا۔ نواز اور کرسٹی نے اس سے جنت کے بارے میں پوچھا تو اس نے یہ کہہ کر بات بدل دی کہ " عید کی تیاری میں مصروف ہے ۔۔آپ آیئے گا صبح ملنے۔۔"

وہ اب انتظار میں تھا کہ زلیخا سے کیسے بات شروع کرے ۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا ،زلیخا نے شکایتی انداز میں بات شروع کی۔

This is not fair bhayia.. I will come by tomorrow to see my bhabi..

"دس از ناٹ فیئر بھیاء۔۔ آئی وِل کم بائے ٹو مارو ٹو سی مائی بھابھی ۔۔ "اس نے اطلاعیہ انداز میں کہا اور پھر لیپ ٹاپ آن کرتے ہوئے اسکی آواز بڑھانے لگی ۔

"شکر ہے تم تو آئے ۔۔۔ بھابھی سے کل ملنے آتے ہیں ہم۔۔"دانش بولا۔

"ام م م ۔۔" جواباً وہ نیم انداز میں مسکرادیا۔

زلیخا سمجھ گئی کہ وہ کچھ اپ سیٹ ہے ۔ اس نے پلے کی ہوئی ویڈیو کو پاز کیا۔ اور دانش سے اشارۃً اس سے اسکی پریشانی کی وجہ پوچھنے کے لیئے کہا۔
"کیا بات ہے جہانگیر؟ تم ٹھیک تو ہو؟ بھابھی سے لڑائی تو نہیں ہوئی ؟؟" اس نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔
"نہیں ۔۔ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔ "اس نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی ۔
اسکے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ نے دونوں کو اور بے چین کر دیا تھا۔
"یار ۔۔تو ٹھیک تو ہے نا؟ مجھ سے کہہ سکتے ہو تم ۔۔۔ "اس نے اسے بھروسہ دلایا۔
"نہیں یار۔۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے ۔۔ "اس نے زور دے کر کہا۔
زلیخا نے ویڈیو کو سپیس کا بٹن دبا کر دوبارہ پلے کیا۔
Look bhayia. This video has crossed one lac views just in one hour.. seriously...

"لک ۔۔بھیاء ۔۔دس ویڈیو ہیز کراسڈ وَن لیک ویوز جسٹ ان وَن آور۔۔ سیریئسلی ۔۔ "وہ نہایت پرجوشی سے بولی ۔

"یہ کَور پہ لگی تصویر ؟ "وہ کہتے کہتے رکا۔

"اوہ ۔۔یہ ۔۔۔ "دانش پراسرار انداز میں مسکرایا۔

"یہ کپل ہمیں مری میں ملا تھا۔۔کچھ نہ پوچھو۔۔کس قدر امپریس کیا تھا ان دونوں نے ۔۔نہ صرف ہمیں بلکہ سب کو ہی ۔۔۔تم نے لگتا ہے مکمل ولاگ دیکھا نہیں۔۔ "اسکے منہ سے کہی ایک ایک بات اسکے کانوں میں زہر گھول رہی تھی ۔ اسکا دل خون کے آنسو رو رہا تھا اور وہ تھا کہ بے ضبط مسکرائے جارہا تھا۔

Please see the complete video..

"پلیز۔۔سی دا کمپلیٹ ویڈیو۔۔۔ "اس نے جہانگیر سے کہا اور پھر دانش کے قریب آکر بیٹھی ۔

ایک ایک منظر اسکے لیئے ناقابل برداشت تھا۔ وہ اپنے ہونٹوں کو اپنے دانتوں کے نیچے دبائے کاٹ رہا تھا اور اپنی انگلیوں کو مسلتے ہوئے خود کو ضبط کر رہا تھا۔

"میری بیوی تو فین ہوگئی ہے ان دونوں کی ۔۔۔ وَلاگ کا نام بھی دیکھو۔۔"ایسٹرن لو " رکھ دیا۔"وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

This is the true love bhayia.. i hope. Bhabi will be just like her..

"دِس از دا ٹرو لوبھیاء۔۔آئی ہوپ ۔۔بھابھی وِل بی جسٹ لائک ہر۔۔ "اس نے بے انتہاء پرامیدی ظاہر کی تو اسکا سانس کچھ لمحے کے لیئے رک سا گیا مگر پھر بے اختیار بول اٹھا۔

"یہی تو ہے ۔۔ "

زلیخا نے اسے آنکھوں کو گول کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ اسے کیا کہنا چاہ رہا ہے ۔

اسکے مقابلے میں دانش اسکے کہے ہوئے لفظوں کو سن کر چونک اٹھا۔

"کیا کہا تم نے ؟؟ "

"نہیں۔۔کچھ نہیں۔۔ "اس نے گردن ہلائی اور ان دونوں کے پاس سے اٹھا۔

دونوں اسکی حالت کو دیکھ کر حیران رہ گئے ۔ وہ کچھ دور جاتا جاتا رُکا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دانش۔۔ آپکی ویڈیو کے لائک اور ویوز تو بہت آچکے ہیں اس پہ ۔۔۔لیکن اگر ممکن ہو تو اس میں موجود" ایسٹرن لو "کی تصاویر اور ویڈیوز ہٹادینا۔۔ "اسکی زبان بمشکل ہی اسکے الفاظ مکمل کر پائی تھی ۔ اس نے اتنا کہا اور وہاں سے چل دیا۔

وہ تو وہاں سے چلا گیا لیکن اس کے کہے الفاظ ان دونوں کو سوچ بچار میں ضرور ڈال گئے تھے۔

****

ہارون صاحب عید کی نماز پڑھ کر آئے تو انہیں کچن میں پایا۔ وہ کچن سے سویاں بڑے باؤل میں ڈال کر ڈائننگ ٹیبل کی طرف لارہی تھیں۔

"آگئے آپ ؟؟ "انہوں نے باؤل میز پہ رکھا اور کرسی پہ آموجود ہوئیں۔

"عید مبارک۔۔ "وہ ان سے ملنے کو آگے کی جانب بڑھے تو وہ تھوڑا پیچھے کو ہولیں ۔

"اوہ ۔۔ہو کیا ہوگیا ہے ؟ کونسا جانی ہے یہاں؟ "

انکی بات سن کر وہ مسکرادیں۔

"ملازمہ البتہ کچن میں ہی ہے ۔۔ "انہوں نے اپنا ہاتھ انکے ہاتھ سے چھڑوایا تو وہ مسکرادیئے۔

"سویاں کھائیں۔۔اور بتائیں کہ کیسی بنی ہیں؟ "

"بتانا کیا ہے بھلا ؟ آپ کے ہاتھ میں تو جادو ہے بیگم۔۔۔"

انہوں نے بڑے چمچ سے سویاں چھوٹے باؤل میں نکالیں اور سویاں مزے سے کھانے لگے۔

"اور آپکی بات ہوئی جانی سے ؟ "انکے سوال پہ وہ مسکرائے ۔

"نہیں۔۔ابھی کہاں۔۔شام میں کرتا ہوں۔۔ابھی شاید وہ بزی ہو۔"

"ہارون !جنت اور نواز میں کیا رشتہ ہے ؟یہ آپ اسے بتا کیوں نہیں دیتے ؟ جنت کا پورا پورا حق ہے کہ وہ جانے اپنے باپ کے بارے میں۔۔۔"

انکی بات پہ وہ سویاں کھاتے رکے ۔

"حق تو ہے ۔۔پورا پورا حق ہے ۔۔لیکن بہتر یہی ہے کہ وہ اس بارے میں نہ جانے ۔۔"

"نہ جانے ؟ مگر کیوں ؟؟ "وہ الجھن کا شکار ہوئیں۔

"دیکھو ۔۔ابھی نہ تو کرسٹی اس کے بارے میں جانتی ہے اور نہ ہی جنت نواز اور اسکی فیملی کے متعلق جانتی ہے ۔۔ اگر بالفرض ۔۔جہانگیر کو ہم بتا بھی دیتے ہیں تو مجھے نہیں لگتا کہ وہ چپ رہے گا۔اگر اس نے ان دونوں کا رشتہ ڈکلیئر کر دیا تو شاید کرسٹی اور زلیخا۔۔۔ "انکے لبوں پہ آتی آتی بات رک گئی ۔

"بس اسکی بیٹی اسکے پاس پہنچ گئی ہے نا۔۔یہی بہت ہے ۔۔ " انہوں نے بات کو ختم کرنا چاہا ۔

"لیکن ۔۔ہارون۔۔۔ اس میں ہرج ہی کیا ہے ؟کرسٹی اور زلیخا کو بھلا اس سے کیا مسئلہ ہوگا؟ "انکی سوئی ابھی بھی وہیں اٹکی ہوئی تھی ۔

"آپ سمجھ نہیں رہیں۔۔ یا سمجھنا نہیں چاہتیں۔۔ کرسٹی سے آج تک اس نے اپنی پہلی شادی کا سچ چھپا کر رکھا ہے ۔۔اب اگر یہ سچ سامنے آیا توبہت برا ہوگا۔۔"

"مگر ہارون ۔۔یہ غلط ہے ۔۔ " انہوں نے مزید تکرار کی ۔

"ہے تو غلط۔۔لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہوگی کہ جنت اس سے گزرے ہوئے دنوں کا حساب نہیں مانگے گی ؟ ایک طرف اسے کرسٹی کے چھوڑ جانے کا دھچکا لگا
رہتا ہے تو دوسری طرف جنت کے دور جانے کا اندیشہ۔خیر۔میں اس سے بات کروں گا اس بارے میں۔۔ "

"ضرور ۔۔ضرور کیجیئے گا۔۔ "انہوں نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے انہیں سراہا۔

****

وہ رات گئے ،اسکا انتظار کرتی رہی مگر اسکا کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔ وہ نہ تو اسکا فون اٹھا رہا تھا اور نہ ہی اسکے میسج کا کوئی ریپلائے کر رہا تھا۔ چاروناچار اسے رادھا دیدی کو ہی کال کرنا پڑی ۔

"آجائے گا۔۔کیوں چنتا کرتی ہو تم؟ ہوگا بزی اپنے دوستوں کے ساتھ ۔۔آجاتا ہے کچھ دیر تک۔۔ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔۔میں نیہا کو بھیج دیتی ہوں۔۔ "

انہوں نے فون رکھا اورنیہا کو اسکے پاس جانے کے لیئے کہا۔

رادھا دیدی سے بات کرنے کے بعد بھی اسکی تسلی نہیں ہو رہی تھی ۔ نیہا اسے کمپنی دینے آتو گئی تھی مگر اسکی آنکھیں جسکی راہ تک رہی تھیں وہ کہیں گم سا گیا تھا۔

"بھیاء بچے تھوڑی نا ہیں بھابھی ؟ کیا ہو گیا ہے آپکو؟؟ "اسکا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر نیہا کو ہنسی آگئی تھی ۔

"نہیں۔۔ایسے ہی ۔۔ "اس نے اپنا موڈ خوشگوار کیا۔

اسی اثناء میں گیراج میں گاڑی داخل ہونے کی آواز سنائی دی تو نیہا اپنی جگہ سے اٹھی ۔اس نے گھڑی پہ نگاہ ڈالی جس پہ صبح کے تین بج رہے تھے ۔

"لیجیئے ۔۔آگئے ۔۔اچھا۔میں چائے لاتی ہوں آپ دونوں کے لیئے۔۔" وہ کچن میں چلی گئی ۔

جوں ہی وہ لاؤنج سے داخل ہوا تو وہ دیوانہ وار اسکی جانب لپکی ۔

"کہاں رہ گئے تھے آپ ؟ کب سے تیار ہوں۔۔جانا نہیں تھا دعوت پہ ؟ "اس نے ایک ہی سانس میں بناء اسکی حالت کا جائزہ لیئے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی ۔

جواباََ اسکی طرف سے کسی قسم کے ردِ عمل کا اظہار نہ کیا گیا ۔ اس نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟؟ "

اب کے اس نے اسے شکایتی نظروں سے دیکھا تو وہ سخت تناؤ کا شکار ہوئی ۔

"آپ ٹھیک تو ہیں؟ ناراض ہیں کیا مجھ سے ؟"

وہ اسکے سوالوں کا بھلا کیا جواب دیتا ؟ جب وہ اپنے ہی کیئے گئے سوالوں کا جواب دینے سے قاصر تھا۔

"میں تیار تو تھی ۔۔آپ ہی نہیں آئے ۔۔"

اس نے خود ساختہ انداز میں کہا تو وہ گہرا سانس لے کر اسے دیکھنے لگا۔

"آپ ٹھیک کہتے تھے کہ محبت دعا ہے ۔۔" اسکے ذہن میں اسکا یہ اعترافی جملہ کافی دیر تک گھومتا رہا۔

"جہانگیر؟؟؟ کیا بات ہے ؟ اب آپ پریشانی کر رہے ہیں مجھے۔۔ "اسکی آواز بھرا سی گئی ۔

"میں بہت تھک چکا ہوں۔۔آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔ " اس نے اتنا کہا اور کمرے کی جانب چلا گیا۔ اس سے پہلے وہ اسکے پیچھے پیچھے آتی ،اس نے کمرے کا دروازہ زور سے بند کیا ،جس پہ وہ آگے بڑھتے بڑھتے رکی ۔

نیہا کچن سے باہر آئی اور یہ سارا منظر دیکھ کر کچھ دیر کے لیئے حیران رہ گئی ۔ اس نے آج تک جہانگیر کا ایسا رویہ نہیں دیکھا تھا۔

"کیا ہوا بھیاء کو؟ "اس نے چائے میز پہ رکھی اور اسکے قریب آکر بولی ۔

"پتہ نہیں۔۔۔ "اسکی زبان سے بمشکل ہی یہ ادا ہوا تھاکہ اسکی آنکھوں سے آنسو بارش کی صورت بہنے لگے۔

"کچھ کہا بھیاء نے ؟ "اس نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"نہیں۔۔کچھ کہا ہی تو نہیں ہے۔۔"

"اوہ ۔۔۔ریلیکس۔۔۔ "اس نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگایا اور دلاسہ دیا۔ " طبعیت ٹھیک نہیں ہوگی انکی ۔۔۔آپ پریشان نہ ہوں۔۔"

"کیسے پریشان نہ ہوں؟ شام سے انکا انتظار کر رہی ہوں۔۔اور انہیں احساس ہی نہیں۔۔بجائے اسکے کہ میں ان پہ غصہ کروں۔۔الٹا یہ۔۔ "اس نے اپنی آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو تیزی سے صاف کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے تو سوچا تھا کہ یہ آئیں گے تو ان سے خوب لڑوں گی ۔۔جھگڑا کروں گی ۔۔اور یہ مجھے منائیں گے ۔۔مگر یہاں تو۔۔ "

"اچھا آپ روئیں تو نہیں نا۔۔۔ "اس نے اسکے آنسوؤں کو صاف کیا۔

*****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 24

مفاہمت

صبح و سویرے اسکی آنکھ کھلی تو اس نے اسے نیم بیہوشی کی حالت میں بستر پہ پایا۔وہ صوفے پر سے اٹھی اور گھڑی پہ ایک نظر ڈال کر اسکے قریب آئی ۔

صبح کے نو بج رہے تھے ۔

"شاہ ویز؟ تم ٹھیک ہو؟؟ "اس نے اسے بلانا چاہا مگر وہ بستر پہ دھت سویا ہوا تھا۔

اب کی بار اس نے اسے ہاتھ لگا کر جگانا چاہا مگر اسے ہاتھ لگاتے لگاتے رک گئی ۔

" اٹھ جاؤ۔۔کیا ہوگیا ہے ؟ عید ہے آج ۔۔کم از کم عید کی نماز تو پڑھ لیتے تم ۔۔۔"

"پڑھ کر ہی آیا ہوں ابھی ۔ "وہ اپنی خراب طبعیت کے باعث صرف اتنا ہی بول پایا تھا۔

اس نے اسے بغور دیکھا۔ وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ جب نماز پڑھنے گیا ہوگا ،تب وہ سورہی تھی ۔

"تم رات میں کب آئے ؟ اور مجھے جگایا کیوں نہیں ؟ "اس نے بڑے حق سے سوال کیا۔

اس نے چاہا کہ وہ اسے جواب دے مگر چاہ کر بھی اسکی زبان ،اسکا ساتھ نہ دے سکی ۔

"نمی بھابھی کے ساتھ بازار گئی تھی، تو تمہارے لیئے عید کا جوڑا لائی تھی۔۔وہ پہن کر نماز پڑھ لیتے ۔۔ "اب کے وہ حیران ہوا۔ اس نے بستر سے اٹھنے کی کوشش کی مگر اسکے قدموں نے اسکا ساتھ نہ دیا ۔اس نے آگے بڑھ کر اسے تھاماتو وہ اسکی بانہوں میں آ گرا۔

اسکا ہاتھ جوں ہی اسکے ہاتھوں کو چھوا تو اسکے ہاتھوں کی تپش کو محسوس کرتے ہوئے وہ ٹھٹھک کر رہ گئی ۔

"تمہیں تو بہت تیز بخار ہے ۔۔ "اس نے اسے بستر پہ لٹایا تو اس نے اپنی آنکھوں کو نیم انداز میں کھولا اور مسکرادیا۔

"تو تمہیں محسوس کرنا بھی آتاہے؟ "وہ طنزیہ انداز میں مسکرایا۔اسکے لہجے میں درد واضح تھا۔

"تم نہیں بدل سکتے ۔۔۔اس حالت میں بھی بکواس کرنے سے باز نہ آنا۔۔۔ "اس نے قدرے غصے سے کہااور اسکے پاس سے دور ہٹی ۔

وہ فوراً سے کچن میں گئی اور ایک بڑے باؤل میں ٹھنڈاپانی بھر کر لائی اور ساتھ میں دو تین پٹیاں بھی ۔ اس نے باؤل کو بستر کے دائیں طرف موجود میز پہ رکھا اور پٹیوں کو اس میں ڈبوکر اسکے سر پہ رکھنے لگی ۔

اسے جوں ہی اسکے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا تو اس نے اپنی آنکھیں آہستہ آہستہ کھولیں۔ ایک لمحے کے لیئے تو وہ اسکے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے اس میں کھو سا گیا تھا۔

"مجھے تم سے محبت ہونے لگی ہے مہر۔۔ "وہ بےاختیار بول اٹھا۔

وہ اسکے سر پہ پانی میں بھگوئی دوسری پٹی رکھتے رکھتے رکی۔اسکا دل رک سا گیا تھا۔اس نے آنکھیں کھولیں اور اسکا ہاتھ مضبوطی سے اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتے ہوئے خمار آلود لہجے میں بولا۔

"کیا کروں میں اپنے اس دل کا؟"

اس نے اسکی سرخ آلود آنکھوں میں دیکھا۔اس نے فوراً سے اپنا ہاتھ ،اسکے ہاتھ سے چھڑوایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ جہاں کھڑی تھی ،وہیں ساکت حالت میں کھڑی رہی ۔ وہ ابھی تک اسکے کہے ہوئے کے زیرِ اثر تھی ۔

دوسری طرف وہ دوبارہ نیند کی کیفیت میں چلا گیا تھا۔اسے یوں بے یارومدد گار چھوڑنا اسکے بس میں نہیں تھا۔ اس نے اس پہ گہری نگاہ ڈالی ۔ وہ مکمل طور پہ سوچکا تھا۔ اب کے وہ اسکے پاس بیٹھی اور دوبارہ سے اسکے ماتھے پہ ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرنے لگی ۔

کوئی دوتین گھنٹے وہ اسکے سرہانے کے پاس بیٹھی رہی ۔

"یہ کیسے یہ دعویٰ کرسکتا ہے؟ محبت ؟ مجھ سے ؟؟امپاسبل۔۔۔اسے تو جنت سے محبت تھی نا۔۔"

وہ ابھی تک اسکے کہے ہوئے کے زیرِ اثر تھی ۔

****

ششش وپنج کے عالم میں اسکی پوری رات ڈائننگ ٹیبل پہ ہی گزر گئی تھی ۔

جوں ہی صبح جہانگیر کمرے سے باہر آیا تو اسے ڈائننگ ٹیبل پہ سویا ہوا پایا۔وہ اسکے قریب آیا اور اسے دیکھتے ہوئے خود کلامی کرنے لگا۔

"جانتا ہوں ۔۔تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں ہے ۔۔سارا قصور میرا ہے جنت ۔۔لیکن میں کیا کروں ؟ میں تم سے چاہے جتنی محبت بھی کر لوں۔۔لیکن تم پہ شک نہیں کرسکتا ۔۔کیونکہ محبت میں شک تو ہوتا ہی نہیں۔اور۔جس محبت میں شک ہو ،وہ محبت ،محبت نہیں ہوتی ۔۔۔سزا ہوتی ہے ۔۔آپکے لیے بھی اور اس کے لیئے بھی ،جسے آپ چاہتے ہیں۔۔۔"

وہ اسکے چہرے کی طرف بغور دیکھتے ہوئے بولا ۔

اس نے اپنی نیم آنکھیں کھولیں تو اسے اپنے سامنے کسی کا سایہ محسوس ہوا۔جوں ہی اس نے سامنے کی جانب نگاہ دوڑائی تو اسے اپنے سامنے پاکر مسکرادی ۔ بعد ازاں جب اسے اسکا گستاخانہ لہجہ یاد آیا تو اسکے چہرے کی مسکراہٹ زائل سی ہوگئی ۔

"کیسی ہو تم ؟ "وہ اسکے سامنے آکر بیٹھا۔

جواباََ وہ نیم انداز میں مسکرائی ۔" مجھ سے یہ نہ پوچھیں کہ میں کیسی ہوں؟ یہ پوچھیئے کہ آپ کیسے ہیں؟"

اسکی ذومعنی بات کو وہ سمجھ گیا تھا ۔۔تبھی گہری سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے سوالیہ بولا۔" تو کیسا ہوں میں ؟"

"خود غرض۔۔۔صرف اپنے بارے میں سوچنے والے۔۔ "اس نے بے دھڑک ہو کر کہا تو وہ زخمی انداز میں مسکرادیا۔

"یہ کیسے کہہ سکتی ہو تم؟"

"رات گئے آپکا انتظار کرتی رہی ہوں۔۔اور آپ ؟ خود دیر سے آئے ۔۔اور اوپر سے غصہ بھی مجھی پہ ۔۔ "وہ بے اختیار بولی ۔

"میں نے تمہیں کچھ کہا ہی کب تھا؟"

"کہا نہیں۔۔لیکن آپکا لہجہ کافی تھا سب کہنے کے لیئے۔۔۔ میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔او نہہ ۔۔ "اس نے اسکے انداز کی خوب نقالی کی تو وہ کھسیانی ہنسی ہنسا۔

"ہنسیں نہیں۔۔ ایک دفعہ بھی پوچھا مجھ سے ؟ کہ میں نے کتنا انتظار کیا آپکا؟"

"تم نے واقعی میرا انتظار کیا ؟ "اسکی آنکھوں میں چھپا سوال اپنے اندر کئ سوال چھپا کر رکھے ہوئے تھا۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟ "وہ ہکا بکا رہ گئ ۔

"مطلب صاف ہے جنت۔۔ "اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

Clubb of Quality Content

"جنت؟ جانِ جانی کیوں نہیں؟"

اب کے وہ قدرے تصرف سے مسکرایا، جیسے اپنے اندر کوئی گہرا دکھ چھپائے ہوئے ہو۔

"جانی ؟ کیا بات ہے ؟؟؟ کچھ ہوا ہے ؟ "اب کے اس نے گہری سنجیدگی سے پوچھا تو اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"یہ تو تم بتاؤ۔۔"

"مجھے صاف صاف بتائیں گے کہ آخر ایسا کیا ہوا ہے جو آپ اس طرح سے ۔۔ "وہ کہتے کہتے رکی۔

"تم نے کبھی مجھ سے کچھ چھپایا تو نہیں؟ "اس نے بلا واسطہ سوال پوچھ ڈالا۔

"نہیں۔۔ میں کیا چھپاؤں گی ؟ میری ذات سے منسلک ہر بات، آپ کی ذات سے ہی تو منسلک ہے اب۔۔ "اس نے اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر تسلی آمیز لہجے میں کہا تو وہ دلبرداشتہ ہوکر آخر بول ہی پڑا۔

"کیا پاکستان جاتے ہی تم نے سب سے پہلی کال اسے کی تھی ؟؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اسکے ماتھے پہ پریشانی کی شکنیں واضح ہوئیں۔اس نے اپنا ہاتھ فوراََ سے اسکے ہاتھ پر سے ہٹایا۔

"صاف صاف کہیئے۔۔آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟"

"مجھ میں ہمت نہیں ہے کہ اسکا ذکر تمہارے نام کے ساتھ جوڑ سکوں۔۔ "وہ سر د آہ بھر کر بولا۔

اب کے اسکی سمجھ میں ساری کہانی آگئی تھی ۔

"میں یہ نہیں پوچھوں گی کہ یہ سب آپکو کس نے بتایا۔۔لیکن اتنا ضرور کہوں گی کہ آپکا اب مجھ پہ شک کرنا بنتا نہیں۔۔ "وہ بمشکل ہی بول پائی تھی ۔

وہ کرسی پر سے اٹھی اور وہاں سے جانے لگی ۔

"شک نہیں کررہا جنت۔۔۔ "وہ بھی کرسی سے اٹھا۔

وہ جاتے جاتے رکی اور پلٹی ۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ "اس نے اتنا کہا اور منہ پھیر کر کھڑی ہوگئی ۔

جواباََ اس نے تیزی سے قدم بڑھائے اور اسکے سامنے آکر رک گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

" پلیز۔۔جنت ۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔ کیا واقعی میں تم دونوں کے درمیان آیا ہوں؟ کیاحقیقت جاننے کے بعد مجھے تمہیں اپنا نا نہیں چاہیئے تھا۔"

"اب تو واقعی اپنانا نہیں چاہیئے تھا۔۔ "اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ اس نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھاما۔" پلیز۔۔۔جنت ۔۔مجھے بتاؤ۔۔میں بہت تکلیف میں ہوں۔۔ شدید تکلیف میں۔۔ "اسکی آواز کانپنے لگی تھی ۔

"تم اس سے ملنے بھی گئی تھی نا؟"

اب کے اس سے برداشت نہ ہوسکا ۔اس نے ایک ہی جھٹکے میں اپناہاتھ اسکے ہاتھ میں سے چھڑوایا۔" تو جس سے آپ نے انکوائری کروائی ہے ،اس نے آپکو پورے وثوق سے کچھ نہیں بتایا؟ " اسکی آواز بھرا سی گئی ۔ لہجے میں دکھ کے ساتھ طنز واضح تھا۔

"جنت۔۔۔ پلیز۔۔اگر تم ابھی بھی اسکو اپنے ذہن سے نہیں نکال پائی تو کوئی ضرورت نہیں میرے ساتھ سمجھوتا کرنے کی ۔۔میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں کہ ۔۔"اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کر پاتا اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید کچھ بھی بولنے سے منع کیا اور اسکی نظروں کے سامنے سے اوجھل ہوگئی ۔

****

شاہ ویز کی آنکھ کھُلی تو اس نے اسے اپنے سامنے پایا۔ وہ اسکے سامنے موجود کرسی پہ بیٹھی غنودگی کی حالت میں تھی ۔ وہ کہنیوں کا سہارا لے کر اٹھا تو اسکی آہٹ سن کر اس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"کیسے ہو تم اب؟؟ "اس نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"تم یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ "اس نے حیرانگی کا اظہار کیا۔

"تم ٹھیک نہیں ہو ۔۔مجھے لگتا ہے ،ہمیں ڈاکٹر کو دکھانا چاہیئے۔۔ "

اسکے مشورے سے کہیں زیادہ اسکے منہ سے "تم " کی بجائے " ہم " کہے جانے پہ وہ چونکا۔

"کیا ہوا؟ کچھ کہا ہے میں نے۔۔"اس نے زور دے کر کہا۔

"لاہور جانا ہے شام میں۔۔ "اس نے اتنا کہا اور بستر پر سے نیچے اترا۔

"مجھے نہیں جانا ۔۔ "اس سے پہلے وہ کمرے سے باہر جاپاتا،مہر کے منہ سے نکلے لفظوں پہ وہ جاتا جاتا رُکا۔

اس نے پلٹ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

نادل کلب
Clubb of Quality Content

"میرا مطلب ہے ۔۔پہلے تم ٹھیک ہو جاؤ۔۔پھر چلتے ہیں۔۔ ویسے بھی رمشا سے بات ہوئی تھی نمی بھابھی کے فون پہ ۔۔بتا رہی تھی تین دن بعد کانووکیشن ہے گریجوئیشن کی ۔۔یونیورسٹی جانا ہے تو پھر ۔۔ "اس سے پہلے وہ پوری بات کہہ پاتی ،وہ چپ چاپ وہاں سے نکل گیا۔

اس نے ہاتھ منہ دھویا اور تولیے کی مدد سے منہ خشک کرنے کے بعد کمرے میں واپس آیا ۔ جوں ہی اس نے وارڈ روب کو کھولا تو اس میں ایک نفیس قسم کالباس اسکا منتظر تھا۔ اسکے پاس اپنے ایک جوڑے کے علاوہ سبھی محسن کے کپڑے تھے ،اور اب اس نئے سوٹ کا اضافہ دیکھ کر وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔

"کیا ہوا ؟ "وہ فوراََ سے آگے بڑھی ۔ اسکا دھیان اپنے لائے ہوئے لباس پہ پا کر اس نے دوبارہ سوال کیا۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟ "

جب اسکی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو وہ خود ہی بولی ۔ " تائی جی ہوتیں تو شاید وہ تمہارے لیئے نیا سوٹ لاتیں۔۔تو۔۔میں۔۔ "اسکی سوالیہ نگاہوں نے اسے پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا۔ سو وہ چپ کر گئی ۔

اس نے ایک نظر اس کے حلیے پہ ڈالی ۔ حسبِ معمول وہ نمی بھابھی سے لیئے ہوئے کپڑوں میں ہی ملبوس ہوتی تھی یا جو رمضان سے پہلے چند کپڑے خرید کر لائی تھی ۔

"تمہارے پاس پیسے کہاں سے آئے ؟"

"بتانا ضروری ہے ؟ "

"ہاں۔۔ورنہ میں اس کو ہاتھ تک نہیں لگاؤں گا۔۔ "اس نے شرطیہ انداز میں کہا۔

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔۔ تم نے بھی تو گھڑی بیچ دی تھی گھر کے سامان کے لیئے۔۔ اور میرے پوچھنے پہ تم نے مجھے بتایا کیا؟ "اس نے بچوں کی طرح کہا تو وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

"تم اتنی مہربان کب سے ہو گئی اپنے اس دشمن پہ ؟ "

اسکی بات سن کر اسکا دل میں ایک عجیب سا شور برپا ہو گیا مگر لب کچھ بھی کہنے سے قاصر تھے ۔ وہ بھی اسی کے انداز میں مسکرائی ۔ اس نے کرتہ اپنے ہاتھوں سے نکالا اور اسکے ہاتھ میں تھمایا۔

"ایک مہربانی تم بھی کرو ۔۔ پہن کر آؤ اسے ۔۔"

"کہیں جانا تھوڑی نا ہے میں نے ؟ "اس نے تکرار کی تو وہ چڑ کر بولی ۔

"ہم نے جاناہے ۔۔اور وہ بھی ڈاکٹر کے پاس۔۔اور پلیز۔۔۔اب بس۔۔ زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔۔ "اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بزرگانہ انداز میں کہا۔

اسکااپنے لیئے بدلتارویہ دیکھ کروہ واقعی حیران ہوئے بناءنہ رہ سکا۔

****

جہانگیر عید کی نماز پڑھنے کے لیئے چلا گیا ۔ مسجد الھدٰی میں مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ عید کی نماز کی ادائیگی کے لیئے جمع تھا۔

"یا اللہ ۔۔مجھ سے ایسا گناہ نہ ہونے دینا ،جس سے میں جانے انجانے میں دو دلوں کو برباد کر بیٹھوں۔۔مجھے اس قابل بنا دے کہ میں کسی کے ویران دل کو آباد کر سکوں۔۔ " نماز کے بعد دعا کے لیئے ہاتھ اٹھائے وہ آنکھوں کو بند کیئے اپنے دل میں اللہ سے باتیں کررہا تھا۔ بے شک وہ رب ،اسے چاہے آہستہ پکارو یا گڑ گڑا کر وہ اپنے بندے کے دل کی آواز سنتا اور جانتا ہے ۔ دانش اور نواز صاحب سے اسکی ملاقات وہیں مسجد میں ہوئی ۔

"بیٹا۔۔ اگر برا نہ لگے تو آج جنت بیٹی کو ہمارے ہاں لے آؤ۔۔ "نواز صاحب نے التجائیہ انداز میں کہا تو دانش نے انہیں بغور دیکھا۔انکے چہرے سے ٹپکتی محبت صاف دکھائی دے رہی تھی ۔

"میرا اور جولی کا پلین تھا ویسے آج انکی طرف جانے کا۔۔ لیکن کوئی بات نہیں۔۔۔ آپ آجائیں۔۔ یہ زیادہ اچھا ہے ۔۔"

"ہاں۔۔ٹھیک کہا۔۔ "انہوں نے دانش کی طرف دیکھتے ہوئے تائیدی انداز میں کہا۔

"جی ۔۔انشاء اللہ ۔۔ "اس نے دونوں سے دوبارہ مصافحہ کیا اور گھر کو واپس لوٹ آیا۔

اس نے گاڑی پورچ میں روکی اور اس سے باہر آیا۔ اس سے پہلے وہ لاؤنج میں داخل ہوتا اسکے موبائل پہ مسزہارون کی کال آچکی تھی ،جو جنت سے بات کرنے کی خواہشمند تھیں ۔انکے بار بار اصرار کرنے پہ اس نے ان سے اسکی بات کروانے کی ہامی بھری ۔

"میں آپکو دس منٹ تک کال بیک کرتا ہوں۔۔وہ ابھی تیار ہورہی ہے ۔۔اس لیئے۔۔ "اس نے بہانہ گڑھا ۔

جہاں جنت تکلیف میں تھی ،وہاں سکون میں وہ بھی نہیں تھا۔ جتنی اذیت اور بے سکونی میں وہ تھی ،اتنی ہی اذیت میں وہ بھی تھا۔ اس نے اپنے قدم جوں ہی کمرے کی جانب بڑھائے تو اسے کمرے کے اندر سے اسکے رونے کی آواز صاف اور واضح آرہی تھیں۔

"کیا بس یہاں تک ہی بھروسہ تھا آپکا جہانگیر؟ مجھے تو لگا تھا کہ میری سزا ختم ہو چکی ہے ۔۔لیکن ۔۔شاید میں غلط تھی ۔۔میری اصل سزا تو شروع ہی اب ہوئی ہے ۔۔ "وہ آئینے کے سامنے کھڑی زاروقطار رورہی تھی ۔ اس نے سوچا کہ وہ کسی طرح خود کو رونے سے روکے مگر چاہ کر بھی وہ ایسا نہ کر سکی ۔

"اماں بی ! کہاں چلی گئیں آپ؟مجھے چھوڑ کر۔۔کاش میرے ابا میرے پاس ہوتے تو میرے ساتھ یہ سب نہ ہوتا۔۔ مجھ پہ کوئی بھی الزام لگانے سے پہلے ،کم از کم سب یہ تو سوچ لیتے کہ انہیں پوچھنے والا ،میرا باپ میرے ساتھ ہے ۔ "اس نے اپنے منہ پہ زور سے ہاتھ رکھا تاکہ اس کے منہ سے نکلنے والی آواز کمرے سے باہر نہ جا سکے ۔

جہانگیر نے آہستہ سے دروازے پہ دستک دی ۔ " جنت۔۔ممی کی کال آرہی ہے۔۔پلیز باہر آؤ۔۔ "اس نے ذرا آہستہ سے کہا ۔

اسکے التجائیہ الفاظ سنتے ہی اس نے اپنی بہتی ہوئی آنکھوں کو صاف کیا اور واش روم میں جاتے ہی اپنے منہ پہ فروانی سے پانی ڈالا۔ جتنا پانی وہ اپنے منہ پہ ڈال رہی تھی ،اتنی ہی تیزی سے اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کا بے ضبط سلسلہ جاری ہونے لگا تھا۔

اس نے ٹشو کی مدد سے اپنے منہ سے پانی اور آنسوؤں کے قطروں کی آمیزش کو صاف کیا اوراپنا حلیہ درست کرتے ہوئے کمرے سے باہر آئی ،جہاں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا وہ اسکا منتظر تھا۔

"آئی ۔ایم ۔سوری ۔جنت۔۔ میرا مطلب وہ نہیں تھا جو تم نے سمجھا۔۔میرا مطلب تو بس یہ تھا کہ ۔۔۔ "

"ممی کو کال ملائیے۔۔ میری ان سے بات کروادیجیئے۔۔ "اس نے دوٹوک لفظوں میں کہا تو وہ بات کرتا کرتا رکا۔

"پلیز۔۔۔ممی کو کچھ نہ بتانا۔۔ "اس نے اسکی منت کی تو وہ طنزیہ انداز میں مسکرائی ۔

"آپکو شاید میں بیوقوف لگتی ہوں۔۔جانتی ہوں کہ میاں بیوی کے رشتے کی اہمیت کیا ہے ؟ "اس نے ڈھکے چھپے لفظوں میں اسے بات لگا ہی دی تو وہ چپ ہوکر رہ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

****

دونوں سب سے پہلے کلینک پہ گئے ،جہاں ڈاکٹر نے اسکا معائنہ کیا۔ کلینک سے واپسی پہ اس نے شاپنگ مال کے لیئے رکشہ کروایا ۔

"یہاں کیوں آگئے ہم ؟ گھر نہیں جانا تھا؟ "رکشے سے اترتے ہوئے شاپنگ مال کو سامنے پاکر وہ چکرا گئی ۔

جواباََ وہ خاموش ہی رہا اور شاپنگ مال کی طرف خراماں خراماں قدم بڑھانے لگا۔

"کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے۔۔ "اس نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"تم چپ رہ سکتی ہو کیا؟ "اس نے اسے خوب آنکھیں دکھائیں تو وہ چپ ہو کر رہ گئی ۔

اس نے اسے عید پہ پہننے کے لیئے جوڑا دلوایا اور کچھ جیولری بھی۔ پورا رستہ وہ اسے بغور دیکھتی ہی رہی ۔ اسکے ذہن میں اسکی نیم بیہوشی میں کہے الفاظ بار بار گھوم رہے تھے ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا واقعی اسے مجھ سے محبت ہوگئی ہے۔۔ "اس کے دل نے اس سے سوال کیا۔

" نہیں نہیں۔۔ایسا نہیں ہوسکتا۔۔ " گویا اس نے خو د کو خود ہی جواب دیا۔

گھر آنے کے بعد اس نے اپنا دوپٹہ ڈھیلا کیا اور کچن میں اسکے لیئے چائے بنانے چلی گئی ۔ اس نے بڑے باؤل میں چائے ڈالی اور اس میں رَس ڈبوکر اسکے سامنے رکھا۔

اس نے برا سا منہ بنا کر باؤل کی طرف نگاہ دوڑائی ۔

"زیادہ بننے کی ضرورت نہیں۔۔ کھاؤ اسے ۔۔اسکے بعد دوا بھی کھانی ہے تم نے ۔۔ "اس نے حکمیہ انداز میں کہاتو چاروناچار اسے چائے رَس کھانا پڑے ۔

"تم نے اپنا بریسلیٹ بیچا ہے ؟ "اس سے پہلے وہ اسکے سامنے سے جاتی اس، نے اسکے ہاتھوں میں موجود بریسلیٹ کو نا پاکر پوچھا۔

جواباََ اس نے اثبات میں گردن ہلائی ۔

"وجہ پوچھ سکتا ہوں؟ "

"نہیں۔۔ "اس نے نہایت سادگی سے کہا تو اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

"چچا جان نے گفٹ کیا تھا تمہیں۔۔تمہارے میٹرک کے رزلٹ میں ٹاپ کرنے پہ ۔۔اور تم نے ۔۔ "وہ دکھی ہوا۔

"ہوگیا ؟یا اور کچھ ؟ "اس نے خود کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔۔مہر۔۔ یہ ضروری نہیں تھا۔۔ چچا جان کا دیا ہوا گفٹ تھا وہ ۔۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔ "اب کے وہ ذرا نرمی سے بولا۔

"جب تم میرے لیئے اتنا کر سکتے ہو تو میں کیوں نہیں؟ "وہ بے ساختہ بول اٹھی تو وہ حیران ہو کر رہ گیا۔

"کیا مطلب؟ میں سمجھا نہیں؟ "وہ چائے میں ڈبوئے رَس کھاتا کھاتا رُکا۔

"پورا مہینہ روزے کی حالت میں شدید دھوپ میں کام کرتے رہے ہو تم ۔۔آخر کس لیئے ؟ سمجھاؤ گے ؟ "اس نے ذرا زور دے کر پوچھا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ نمی کے ساتھ ہی ،وہ اسکے کام کرنے کی جگہ پر گئی ہوگی ۔

"تمہارے لیئے ۔۔ "اس نے بناء لگی لپٹی کے ایک لفظ میں جواب دیا ۔

"ہاں تو پھر میں نے بھی تمہارے لیئے ہی کیا ہے ۔۔ "وہ بے اختیار بول اٹھی تو وہ ساکت ہو کر رہ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھو شاہ ویز۔۔۔تم کیا تھے ؟ یہ میں بھول چکی ہوں۔۔لیکن۔تم کیا ہو؟ یہ میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔ ہم پہ جو وقت پڑا۔۔بھلے ہی وہ مشکل تھا۔۔لیکن ۔۔ سہہ لیا ہے ہم نے مل کر۔۔ سچ کہوں تو اب میرا جی نہیں چاہتا کہ میں لاہور جاؤں۔۔ کیونکہ جب مجھے ان سب کی ضرورت تھی ،تب انہوں نے میرا ساتھ نہیں دیا۔۔ بھلے ہی وہ پرابلم تم سے شروع ہوئی تھی مگر تم نے مجھ سے منہ نہیں موڑا۔۔ میرا ہاتھ تھاما۔۔ لیکن اب۔۔ "وہ بات کرتے کرتے رُکی تو اسکا سانس اٹک کر رہ گیا۔

"اب؟ "

"اب میں نہیں چاہتی کہ یہ رشتہ ٹوٹے۔۔ اماں بی کی اوڑھائی گئی چادر کے سائے تلے امی نے مجھے تمہارے ساتھ رخصت کیا تھا۔۔میں اُس چادر کی لاج رکھنا چاہتی ہوں۔۔ "وہ تفہیمی انداز میں بولی تو اسکے دل میں بجھے کئی چراغ ٹمٹمانے لگے ۔ اسکے دل میں موجود روشن چراغ کی روشنی اسکی آنکھوں کے رستے سے صاف جھلک رہی تھی ۔

"اچھا دوا کھا لو تم۔۔۔میں عید کا جوڑا پہن کر آتی ہوں۔۔پھر محسن بھائی کی طرف چلتے ہیں۔۔ "اس نے اتنا کہا اور اسکے سامنے سے ہٹ گئی ۔

"سیر ئیسلی ۔۔۔ "شاہ ویز کا دل کسی بچے کی طرح اچھل رہا تھا۔" اتنا سب کچھ اس نے اتنی آسانی سے کہہ دیا۔ واؤ۔۔"

دوسری طرف اس نے اسکا دلوایا ہوا جوڑا پہنا اور ہلکا پھلکا میک اپ کیا ۔ کندھوں تک بالوں کو پھیلائے اسکے چہرے کی رونق میں خوب اضافہ ہورہا تھا۔ جب سے وہ فیصل آباد آئی تھی ،اس نے اماں بی کی چادر کو کہیں سائیڈ پہ ہی رکھ دیا تھا ۔آج اس نے انکی چادر کو اپنے کندھوں تک پھیلایا اور آئینے میں خود کو دیکھ کر مسکرادی ۔ ایک عرصے بعد اسکے چہرے کی رونق بحال ہوئی تھی۔

****

"چچی جان ؟ پلیز سنبھالیئے خود کو۔۔ "علینہ انکے برابر میں بیٹھی ،ان سے بولی ۔ وہ سبزی کاٹنے میں انکی مدد کروارہی تھی۔

"پیاز لگ رہے ہیں آنکھوں میں۔۔ "انہوں نے بہانہ گڑھا۔

"چچی جان۔۔آنسوؤں کی پہچان ہے مجھے ۔۔ یقین رکھیئے۔۔ وہ بہت خوش ہوگی ۔۔دیکھ لیجیئے گا۔۔ ہمارا شاہ ویز اتنا بھی برا نہیں ہے ۔۔ آپ خوامخواہ پریشان ہورہی ہیں۔۔ "اس نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

"آج عید ہے ۔۔اور میری بیٹی ۔۔مجھ سے دور ہے ۔۔ "وہ اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولیں۔

"چچی جان ۔۔۔بے فکر رہیئے۔۔۔ رمشاء سے رابطہ ہوا ہے شماز کا ۔۔وہ بتا رہے تھے کہ تین چار دن تک کانووکیشن ہے یونیورسٹی میں۔۔ گریجوئیشن کی ڈگری لینے تو وہ ضرور آئے گی ۔"اس نے خوشگوار لہجے میں کہا ۔

"لیکن اسکے تو ابھی ایگزیمز ہوئے ہیں۔۔"

"جی ۔۔۔لیکن یہ گریجوئیشن کی ڈگری ہے چچی جان۔۔ "اس نے انہیں مزید سمجھایا تو انکے دل میں امید کی کرن جاگی ۔

اس نے انکی سبزی بنوانے اور شام کا کھانا بنوانے میں مدد کی اور پھر فریش ہونے کے لیئے اپنے کمرے میں آئی ،جہاں شماز سفید شرٹ پہنے ،ہاتھ میں گھڑی پہن رہا تھا۔ جوں ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے آئینے سے اسکے نظر آتے چہرے پہ نگاہ ڈالی ۔

"کیا ہوا؟ کچھ پریشان ہو ؟ "اس نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"ہاں۔۔ شماز۔۔چچی جان۔۔بہت رو رہی تھیں۔۔سچ کہوں تو مجھ سے اب انکی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی ۔۔اور دوسری طرف سے امی جان۔۔ وہ شاہ ویز کے لیئے الگ پریشان ہیں۔۔"

اسکی بات سن کر وہ گہری سنجیدگی سے بولا۔

"کچھ دنوں کی بات ہے ۔رمشاء بتا رہی تھی کہ اس نے اسے کال کی ہے ۔یونیورسٹی تو ضرور آئے گی وہ ۔۔ "

"ام م م۔مجھے لگتا ہے جس نمبر سے اس نے رمشا سے بات کی ہے،وہ نمبر اس سے لے لیجیئے۔۔بالفرض اگر وہ نہ آئی تو؟ " اس نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

"وہ ضرور آئے گی ۔۔ " اس نے قدرے وثوق سے کہا ۔

"ام م م ۔۔تو چچا جان کو کب بتا رہے ہیں سب ؟مجھے لگتا ہے آپکو انہیں سب بتا دینا چاہیئے ۔۔تاکہ اسے گھر میں لانے میں آسانی ہو۔۔اسے اسکا وہی مقام مل سکے ،جس کی وہ حق دار ہے ۔۔"

اس کے مشورے پہ وہ گہری سوچ میں پڑ گیا ۔

"شام تک آجاؤں گا۔۔ "اس نے اتنا کہا اور اپنے بالوں پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے ، وہاں سے نکل گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 25

●عشق ایک آزمائش

ڈائننگ ٹیبل پہ سبھی لوگ کھانا کھانے کے لیئے موجود تھے ۔ کھانے کی میز طرح طرح کے پکوانوں سے سجی ہوئی تھی ۔ گھر کے تمام افراد وہاں موجود تھے سوائے شماز کے ۔

"علینہ بیٹی ؟ کہاں رہ گیا یہ ؟ کال کرو اسے۔۔" ندیم صاحب نے اسکے ساتھ والی کرسی خالی دیکھی تو سوالیہ انداز میں بولے ۔

"جی ۔۔۔بس آتے ہی ہونگے ۔۔" اس نے موبائل پہ میسج ٹائپ کیا اور ایک سائیڈ پہ رکھتے ہوئے ان سے بولی۔

سبھی افراد اسکے انتظار میں تھے ،کہ وہ آئے اور یہاں کھانا شروع کیا جائے ۔ سبھی کی نگاہیں مرکزی دروازے پہ مرکوز تھیں۔جوں ہی وہ گھر میں داخل ہوا تو سبھی نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

ایمل اور سدرہ بھاگی بھاگی اسکے پاس گئیں۔

"عیدی ؟؟" دونوں اپنے ہاتھ اسکے سامنے پھیلائے ہوئے تھیں ،جس پہ سبھی مسکرادیئے۔

"ہاں بھئی دو انہیں عیدی ۔۔ہم سے زیادہ تو انہیں تمہارا انتظار تھا۔۔" ندیم صاحب نے قدرے تصرف سے مسکراتے ہوئے کہا ۔ شماز نے غصیلی نگاہوں سے انہیں دیکھا اور پھر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے ان دونوں کو دو ،دو ہرے نوٹ دیئے۔

ندیم صاحب اسکا یہ انداز دیکھ کر زرا جز بز ہو کر رہ گئے ۔ انکی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ شماز ایسا بیہیو کیوں کر رہا ہے ؟

ایک لمحے کے لیئے اسکے ذہن میں جنت اور مہر کا چہرہ آیا۔وہ بھی ہمیشہ ایسے ہی اس سے عیدی مانگا کرتی تھیں۔اسکی آنکھیں بھر آئیں۔اسکی حالت علینہ اچھے سے سمجھ سکتی تھی۔

شماز نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو صاف کیا اور اپنا موڈ خوشگوار کرتے ہوئے دونوں سے مسکرا کر پوچھا۔

"کافی ہیں اتنے ؟؟ "

جواباََ دونوں نے اثبات میں گردن ہلائی اور خوشی سے جھلملا اٹھیں۔

"چلو آجاؤ۔۔ "نعیم صاحب نے سالن کے ڈونگے سے ڈھکن ہٹاتے ہوئے کہا۔

علینہ نے اشارۃً اسے خاموشی سے اپنے ساتھ آ کر بیٹھنے کی منت کی تو چارو ناچار اسے خاموشی سے وہاں بیٹھنا ہی پڑا۔اگرچہ وہ دل میں فیصلہ کر کے آیا تھا کہ آج گھر آتے ہی سب کو حقیقت بتا دے گا۔

****

گھر کو نہایت خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی کی شادی کی تقریب ہو یا سالگرہ کا موقع ہو۔ جوں ہی دونوں نے انکے گھر میں قدم رکھا تو محسن نے پنکھے کا بٹن آن کیا۔ جس سے پنکھے پہ موجود سرخ گلاب کی پتیاں ان دونوں پہ آکر گرنے لگیں۔

"زندگی کی خوشیاں مبارک ہوں آپ دونوں کو۔۔ "نمی نے ہاتھ میں موجود ہار اس کے گلے میں ڈال کر اسے اپنے گلے سے لگایا تو اس نے حیرانگی سے شاہ ویز کو دیکھا۔

Clubb of Quality Content!

دوسری طرف محسن نے بھی اسکے گلے میں ہار ڈال کر اسے اپنے گلے سے لگایا اور بعد ازاں مہر کے سر پہ محبت بھرا ہاتھ دیتے ہوئے اسے خوب دعاؤں سے نوازا۔

اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے کچن میں لے گئی ۔

"یہ سب کیا ہے محسن ؟؟ "اس نے گھر کے چاروں اطراف میں ہوئی سجاوٹ کو دیکھ کر سوال کیا۔

"کیا سے کیا مطلب؟ آج عید ہے۔خوشی کا دن ہے ۔اور تم لوگوں کے مضبوط رشتے کی بنیاد کا دن ہے اور۔۔ "وہ کہتا کہتا رکا ۔

"اور ؟؟ "اس نے اسکے الفاظ دہرائے ۔

دوسری طرف وہ کچن میں کسٹرڈ بنا رہی تھی ۔اس نے اسے بیٹھنے کے کرسی دی اور پھر کسٹرڈ کو ڈونگے میں نکال کر ایک سائیڈ پہ رکھتے ہوئے میوہ جات کی پیلٹ لیئے اسکے سامنے آکر بیٹھ گئی ۔

"خیر تو ہے ؟ اتنا اہتمام کس خوشی میں؟ "اسکے سوال پہ وہ پرامیدی سے مسکرائی ۔"عید کی خوشی میں۔۔اور تم لوگوں کے ایک ہونے کی خوشی میں۔۔"

اب کے اسے سب سمجھ آنے لگا تھا۔

"تو اس نے آپکو بتا دیا؟ "

جواباََ اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور ساتھ ساتھ چھری کی مدد سے بادام پستہ کاٹنے لگی ۔" ہاں! کیوں نا بتاتا بھلا؟اور ویسے بھی ۔۔خیر سے۔۔ "کہتے کہتے وہ رک سی گئی۔

"خیر سے ؟؟ "اس نے اسکے الفاظ دہراتے ہوئے اسے بات کو مکمل کرنے کو کہا۔

"گڈ نیوز ہے ۔۔ "وہ لجائی سے مسکرادی ۔

"اوہ ۔۔۔واؤ۔۔ "یہ تو بہت خوشی کی بات ہے بھابھی۔۔۔ "اسکا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔

دوسری طرف اس کے منہ سے خوشی کی خبر سن کر شا ہ ویز بے انتہاء خوش ہوا۔

"بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔۔ "

محسن کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو دیکھ کر اس نے اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر خود بھی آبدیدہ ہو کر رہ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم لوگ تو امید چھوڑ چکے تھے ۔۔ ہم دونوں نے فیصلہ لیا تھا کہ رمضان کے بعد ہی کسی یتیم خانے سے بچہ گود لے لیں گے ۔۔ لیکن دیکھو اللہ نے ہماری جھولی بھر دی۔۔ " محسن نہایت خوبصورتی سے مسکرایا ۔

"کچھ بھی نا ممکن نہیں ہوتا محسن۔۔ ممکن اور نا ممکن تو ہماری سوچ میں ہوتا ہے ۔۔ لیکن اس ذات کے لیئے تو کچھ بھی نا ممکن نہیں ہوتا۔۔ جیسے مہر کا مجھے ایکسیپٹ کرنا مجھے نا ممکن لگتا تھا۔۔ لیکن دیکھو۔۔ جس بات نے مجھے الجھائے رکھا،اس نے خود میرے سامنے آ کر سب باتوں کو سلجھا دیا۔۔"

جواباً وہ اثبات میں گردن ہلا کر مسکرایا۔"ہاں! مہر بھابھی۔۔ بہت بدل گئی ہیں۔۔ مجھے ابھی بھی یاد ہے انکا یہاں پہلا دن۔۔۔ کیسے مہر بھابھی نے میرے منہ سے بھابھی سن کر مجھے آنکھیں نکالیں تھیں۔۔" دونوں کی طرف سے زوردار قہقہہ بلند ہوا۔

"اب بتاؤ۔۔ تم مجھے کب تایا بنا رہے ہو؟؟"

اسکی بات پہ وہ مسکراتا مسکراتا رُکا۔ اسکے چہرے کی مسکان آسودگی میں بدل گئی ۔

"کیا ہوا؟ کوئی مشکل سوال پوچھ لیا ہے میں نے ؟؟ "اس ے گہری آنکھوں لیئے اسے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ویسے یہ ناممکن سا سوال ہے ۔۔میرا اور اسکا ایسا کوئی سین نہیں ہے ۔۔ "

"یہ کیا بات ہوئی ؟ تمہیں نے تو مجھے بتایا تھا کہ وہ اب لاہور نہیں جانا چاہتی ؟ "اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

"ہاں۔۔۔لیکن ۔۔میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ ۔۔اسکی پوزیشن سب گھر والوں کے سامنے کلیئر کروں گا۔۔۔اور مجھے لگتا ہے وہ وقت آگیا ہے ۔۔"

اسکی بات سن کر وہ ہڑ بڑا سا گیا۔" کیا پاگل ہوگئے ہو؟ جانتے بھی ہو کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ تمہارا بھائی تو پہلے ہی تمہیں ہر جگہ ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔۔"

"تو کیا کروں؟ مانا کہ میں بہت برا ہوں ۔۔لیکن اب وہ میری بیوی ہے ۔ جب تک میں اسکے دامن پہ لگے ہر سوال کا ازالہ نہ کر لوں مجھے سکون نہیں ملے گا۔۔ "اس کی آنکھوں میں شرمندگی ،پچھتاوا اور ندامت واضح تھی ۔

دوسری طرف مہر نے اسکے ہاتھ سے چھری اور میوہ جات کی پلیٹ لی اور خود کاٹنے میں مصروف ہوئی ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو بس۔۔آج سے آپ ریسٹ کریں گی ۔۔ سمجھیں۔۔ "اس نے ذرا حکمیہ انداز میں کہا تو نمی مسکرادی ۔

"آپ کے سسرال سے کوئی نہیں آیا؟ یا میکے سے ؟ "اسکے سوال پہ اسکی آنکھیں بھر آئیں ،جس پہ وہ بادام کاٹتے کاٹتے رکی ۔" کیا ہوا؟ کچھ غلط پوچھ لیا میں نے ؟؟"

"نہیں۔۔اصل میں ہمارا کوئی ہے ہی نہیں۔۔تو کوئی آئے گا ہی کیوں؟ "

اسکی آواز بھرا سی گئی تو مہر نے اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر اسے دلاسہ دیا۔

"کیا آپکی پسند کی شادی ہوئی جو انہوں نے آپ سے تعلق ختم کر دیا؟ "اس نے خود سے اخذ کرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔سب انکی مرضی سے ہوا۔۔ان فیکٹ ۔۔سب بہت خوش بھی تھے ۔۔لیکن۔۔ "وہ بات کرتے کرتے رکی ۔

"لیکن ۔۔ہماری اولاد نہ ہونے کی وجہ سے وہ چاہتے تھے کہ محسن دوسری شادی کر لیں۔۔ "اسکی بات سن کر اس نے اسپاٹ لہجے میں اسے دیکھا۔

اس نے اپنا سانس بحال کیا اور مزید بولی ۔ " لیکن محسن نے انکی بات نہ مانی ۔۔بس پھر کیا تھا؟ لاتعلق ہی کر دیا انہوں نے ہمیں۔۔ "

"اور آپکے گھر والے ؟ "اس نے تجسس سے پوچھا۔

"میرا کوئی نہیں ہے ۔۔امی،ابا کا تو بہت پہلے انتقال ہو گیا تھا ۔۔اور ایک بہن ہے وہ اٹلی میں ہوتی ہے ۔۔"

"بہت دکھ ہوا سب جان کر ۔۔ "وہ تاسف بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی ۔

وہ اسکے پاس سے اٹھی اور کسٹرڈ پہ میوہ جات ڈالتے ہوئے باؤل کو ٹرے میں رکھنے لگی ۔

"کتنا دکھ چھپائے ہوئے ہیں نمی بھابھی آپ اپنے دل میں۔۔ مجھے تو لگتا تھا کہ آپ کی زندگی میں کوئی غم یا دکھ نہیں ہوگا۔۔ "اس نے دل میں خود سے سرگوشی کی ۔

"کیا سوچنے لگی ؟ " اس نے مڑ کر اسے دیکھا جو ابھی تک گہری سوچ میں محو تھی ۔ اسکے بلانے پہ اس نے اپنی آنکھیں جھپکا کر اسے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں ۔۔کچھ نہیں۔۔ اچھا بھابھی ۔۔آپ اب تو انہیں بتا سکتی ہیں نا کہ ۔۔ "اس سے پہلے اسکی بات مکمل ہوتی نمی نے اسکی بات کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"محسن کا کہنا ہے کہ جو ہمیں ہمارے ادھورے پن کے ساتھ قبول نہیں کرسکتے ،ایسے کھوکھلے رشتوں سے ہمیں دور ہی رہنا چاہیئے۔۔"

"ہاں۔۔یہ تو ٹھیک کہنا ہےانکا۔۔لیکن بھابھی یہ رشتے بہت خاص ہوتے ہیں۔۔ان سے صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے ۔۔ وہ غلطی پہ تھے ،جب انہوں نے یہ سب کیا۔۔لیکن اب اللہ تعالیٰ نے جب آپکی گود بھر دی ہے تو مجھے لگتا ہے کہ آپکو انکی غلطی کو معاف کر کے آگے بڑھنا چاہیئے۔۔۔ "اسکی بات پہ وہ لاجواب ہو کر رہ گئی تو وہ کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولی ۔

"میرا تو آپکو یہی مشورہ ہے آپ ۔۔اس بچے کی پیدائش کے بعد اپنے سسرال ضرور جائیں۔۔ جانتی ہیں۔باغ اپنے پھولوں کے بناء ادھورا ہوتا ہے ۔۔ محسن بھائی کو سمجھانا اب آپکے ذمے۔۔ "اس نے نیم انداز میں مسکراتے ہوئے اسکا گال تھپتھپا کر اسے ہلایا تو وہ بھی مسکرادی ۔

"تم تو بہت سمجھداری کی باتیں بھی کرتی ہو۔۔ "

"ہاں۔۔جی ۔۔ کوئی شک ہے آپکو؟ "وہ کھلکھلا کر ہنسی ۔

تھوڑے ہی عرصے میں دونوں کی دوستی ،بہن جیسے لازوال رشتے میں تبدیل ہوگئی تھی ۔ دونوں ایک دوسرے سے منسلک ہر بات آپس میں ضرور شئیر کیا کرتی تھیں۔

****

مسز ہارون سے بات کے دوران اس نے کافی حد تک خود کو مضبوط کیے رکھا۔جوں ہی کال ختم ہوئی تو وہ اسکے پاس سے اٹھی اور کمرے میں آگئی ۔ اس نے چاہا کہ وہ اس سے بات کرے مگر اس نے اسے موقع ہی نہ دیا کہ وہ اس سے کوئی بات کر سکے ۔ اسکے ذہن میں بار بار اپنے کہے لفظ ہی گونج رہے تھے جو جنت کی عزتِ نفس کو مجروح کر گئے تھے۔وہ بار ہا شرمندہ بھی ہورہا تھا ۔ وہ شرمندہ ضرور تھا مگر اسکی کسی اور کے ساتھ قربت کی تصاویر دیکھ کر کوئی اور بھی ہوتا تو وہ بھی یہی ردِ عمل کرتا۔

"آپ جہانگیر ہیں۔۔دنیا کے سب سے الگ مرد۔۔آپ سب جیسے نہیں ہیں۔۔لیکن حقیقتاََ آپ بھی سبھی جیسے نکلے ۔۔ ضروری نہیں کہ عورت کو

اذیت دینے کے لیئے اسے مارا ہی جائے ۔لفظوں کی مار ہی اسکی پوری ہستی کو پارہ پارہ کرنے کے لیئے کافی ہوتی ہے۔۔ "اسکے دل میں موجود عورت بار بار اسے دنیا کا الگ مرد ماننے سے روک رہی تھی ۔

اس نے خود کا آئینے میں بغور جائزہ لیا ۔آئینے میں نظر آتے جھولے کو دیکھ کر وہ آنکھیں بھر آئی ۔ وہ پلٹی اور اسے جھولے تک آئی ،جو اس نے اسکے لیئے بڑے پیار سے خریدا تھا۔ وہ جھولے کے پاس آئی اور اسے ہاتھ لگاتے ہوئے پیار سے دیکھنے لگی ۔ وہ جذبات کی رو میں اتنا بہہ گئی تھی کہ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔سکون اسکے دل سے کوسوں دور تھا۔ دل کی کیفیت بھلا کس سے بیان کرتی ؟ جس سے کہہ سکتی تھی ۔اسی کا دیا ہوا ہی یہ گھاؤ تھا۔"

بھلا گھاؤ دینے والے سے گھاؤ کا دکھ کیسے بانٹا جاتا ہے ؟ "اس نے خود سے کہا اور فوراً سے جھولے کے پاس سے ہوتے ہوئے الماری تک آئی اور اس میں سے جرسی نکال کر پہنتے ہوئے باہر آئی ۔

ایک وہی جگہ تھی جہاں اسے سکون ملتا تھا۔ "سمپلن پارک۔"

جوں ہی اسے مرکزی دروازہ بند ہوتا سنائی دیا تو وہ فوراً سے باہر آیا۔

"رکو۔۔ جنت ؟ جنت ؟؟ کہاں جارہی ہو؟؟ جنت ؟؟؟ "وہ اسکے پیچھے جاتا ہوا بولا مگر بے سود۔

اسکے کانوں میں اسکی آواز پڑ چکی تھی جس کے باعث اس نے اپنے قدم تیز تیز بڑھائے اور اپنے پاس سے گزرنے والی ٹیکسی کو ہاتھ کے اشارے سے روکا۔ ٹیکسی کے اندر بیٹھے شخص کی منزل یہی تھی مگر اسے تیز تیز قدم دوڑاتے ٹیکسی کی طرف آتا دیکھ کر وہ حیران رہ گیاتھا۔ اس نے ڈرائیور کو گاڑی روکنے کا کہاتو ڈرائیور نے گاڑی کوروکا اور وہ اس میں بیٹھ گئ ۔اسکے بیٹھتے ہی ڈرائیور نےدوبارہ گاڑی چلا دی ۔

جہانگیر نے اسے بار ہا کال کی لیکن اس نے اسکی کال منقطع کر دی۔جوں ہی اسکا دھیان گاڑی کی نشست پہ موجود شخص پہ پڑا تو وہ ششدر رہ گئ ۔

"سب ٹھیک تو ہے؟ "اس نے مسکراتے ہوئے اس سے دریافت کیا۔

"آپ یہاں؟؟ "اس کی حیرانگی پہ وہ ہنسا۔

"جی ۔۔سب گھر والے بھی آپ کی طرف آرہے ہیں۔۔ مجھے ہسپتال سے ایمرجنسی کال آئی تھی تو ابھی وہیں سے آرہا ہوں۔۔ "اس نے اسکے چہرے پہ موجود تمام سوالوں کے جواب خود ہی دے دیئے۔

"آپ کی مسز ؟؟؟ "

اس کے سوال پہ وہ مسکرایا۔" بزنس ٹور کے لیئے لندن گئی ہیں وہ۔۔ "

"ام۔م۔ م۔ تو آپ اترے کیوں نہیں ؟ آپکو تو جہانگیر ہارون کے گھر جانا تھا نا؟ "کچھ دیر توقف کے بعد اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

اسکے لہجے میں جہانگیر کے لیئے چھپی اجنبیت دیکھ کر وہ پریشان ہوکر رہ گیا۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتا ،جنت نے ڈرائیور کو " سمپلن پارک " کی طرف جانے کا کہا۔

"بیٹی ! اس سے پہلے میں رکتا۔۔آپکو ایسے آتا دیکھاتو پریشان ہوگیا۔ سمپلن پارک ؟ کسی سے ملنے جانا ہے ؟" اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا ۔

گاڑی پارک کے سامنے رکی تو وہ گاڑی سے باہر آئی ۔

" جی ۔۔خود سے۔۔ "اس نے اتنا کہا اور پارک کے اندر داخل ہوگئی ۔

اس نے ٹیکسی والے کو کرایہ دیا اور اسکے پیچھے پیچھے آیا۔

دوسری طرف وہ اپنی من پسند جگہ پہ پھولوں کے درمیان بیٹھی سورج غروب ہونے کے منظر کو بغور دیکھ رہی تھی ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے لگتا ہے لالے اسے بتادینا چاہیئے کہ تم اسکے باپ ہو۔۔تمہاری بھابھی کا کہنا ہے کہ اسکا پورا پورا حق ہے کہ اسکے بارے میں جانے ۔۔ جتنا کرسٹی اور جولی کا تم پہ حق ہے اتنا ہی اسکا بھی تم پہ حق ہے ۔۔ "اسکے ذہن میں ہارون صاحب کے الفاظ گونجنے لگے ۔

اسکی آنکھوں سے آنسو بارش کی صورت بہنا شروع ہوئے ہی تھے کہ اس نے اپنی آنکھیں فوراً سے جھپکائیں اور اسکے پاس آموجود ہوا۔ اسے وہ اپنے سامنے کھڑا نظر آیا تو اس نے اپنی نگاہیں یکدم اسکی جانب کیں ۔

"آپ؟؟ " اس نے اپنے رخساروں کو صاف کرتے ہوئے کہا۔" میں ایسے ہی آگئی ہوں۔۔سوری آپکو کرایہ نہیں دے سکتی ۔۔ "اس نے معصومانہ انداز میں کہا تو وہ مسکرادیا۔

"بالکل شاہینہ کی طرح ہی معصوم ہو تم ۔۔ "بناء آنکھیں جھپکائے اس نے دل میں خود سے سرگوشی کی ۔

"انکل ؟ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں ؟ "وہ تھوڑا کنفیوز ہوئی تو ا س نے اپنا سر جھٹکتے ہوئے اپنا دھیان اسکی طرف کیا۔

Clubb of Quality Content

"بیٹی ۔۔آپ ؟یہاں ؟ اکیلی ؟ میرا مطلب ہے ۔۔ "وہ اس سے بات کرنے کے لیئے مناسب الفاظ ڈھونڈ رہاتھا۔

"آپ نے یہ کیوں کہا کہ جہانگیر ہارون کا گھر ؟ گھر تو آپکا بھی ہے نا؟"

اس نے قدرے بیچارگی سے اسے دیکھا اور بنچ پہ بیٹھ گئی ۔ وہ بھی اسکے قریب آیا اور اسکے مقابل چند قدم کے فاصلے پہ بیٹھ گیا۔

"میں کسی سے کچھ نہیں کہہ سکتی ۔۔ کسی سے بھی نہیں۔۔آج تو عید بھی ہے ۔۔میری شادی کے بعد پہلی عید۔۔لیکن میری زندگی کی خوشیاں ہی شاید مجھ سے روٹھ گئی ہیں۔۔"اس نے اداس لہجے میں کہا ۔اسکی آواز بھرِاسی گئی ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اسکی آواز میں چھپا درد وہ محسوس کر چکا تھا۔ اس نے چاہا کہ وہ اس سے پوچھے کہ وہ ایسا کیوں کہہ رہی ہے ۔بیشتر اس کے کہ وہ اس سے پوچھ پاتا و ہ خود ہی اسے بتانے لگی۔

"انکل کسی سے محبت ہونا کیا آپکے اختیار میں ہوتا ہے ؟ "اسکے سوال پہ اس نے اسے بغور دیکھا۔

اسکی آنکھوں سے آنسو رواں تھے ،جس سے اسکی آنکھیں لال ہورہی تھیں۔
اس وقت اسے نواز اپنا اپنا سا لگا۔ اور کیوں نہ لگتا؟ اسکی رگوں میں اسی انسان کا خون جو تھا۔ بھلے ہی وہ اس بات سے بے بہرہ تھی مگر خون کی کشش اکثر آپکو کھینچ ہی لاتی ہے ۔

"بتایئے نا؟ کیا یہ میرا قصور تھاکہ مجھے سجیل سے محبت ہوئی ؟ "اب کے اس سوال پہ وہ خوفزدہ ہو کر رہ گیا۔

"سجیل ؟ یہ سجیل کون؟ "اس نے دل تھام کر اسکا نام لیا۔

"وہی جس سے میرا نادان دل محبت کر بیٹھا تھا۔۔ "اس نے اپنے دل کی کرچیوں کو سمیٹا اور اس سے بولا۔

"راحت کا بھائی ؟ سجیل؟ سجو۔۔ "اس نے دل میں خود سے کہا۔

"تو جہانگیر سے شادی ؟ میرا مطلب جب محبت اس سے تھی تو ۔۔۔ "وہ کہتا کہتا رکا۔

وہ اپنے خود سے لگائے گئے اندازوں سے ہی خوفزدہ ہوکر رہ گیا۔" کیا واقعی ہارون نے رشتہ بھجوایا تھا ؟ یا یہ شادی زبردستی کی تھی ؟"

"اس نے میری محبت ،بھیک میں کسی اور کے حوالے کر دی ۔۔ "اس سے پہلے وہ کچھ اورسوچ پاتا اس نے اسے جواب دیا۔

وہ سمجھ نہ پایا۔

"اسکا بھائی محبت کرتا تھا میری خالہ سے ۔اماں بی ان کے اس تعلق کو غلط سمجھ بیٹھیں ۔ راحت بھائی نے انکا ہاتھ مانگا لیکن اماں بی نے انکار کر دیا اور خالہ کا نکاح اپنے کسی ملازم سے کروانا چاہا۔ خالہ کے انکار پہ انہوں نے انہیں ایک بند کوٹھڑی میں رہنے کی ہمیشہ کے لیے سزا سنا دی ۔اور راحت بھائی ۔۔وہ خالہ کا انتظار کرتے رہے ۔۔ میں جب سجیل سے ملی تو اس سے بہت خار کھاتی تھی ۔۔مجھے لگتا تھا کہ اسکے بھائی کی وجہ سے خالہ اس حال میں ہیں۔۔لیکن دھیرے دھیرے سب کلیئر ہوتا چلا گیا کہ راحت بھائی بالکل بے قصور تھے ۔۔انہوں نے ہمیشہ خالہ کی عزت کو اپنی عزت سمجھا۔۔ بس پھر کیا تھا؟ ہم نے سوچا کہ خالہ اور راحت بھائی انہیں ایک ہونا چاہیئے۔۔ " وہ اسے بتاتی چلی گئی اور وہ سنتا رہا۔اگرچہ وہ اس سارے معاملے سے خوب باخبر تھا۔

اس نے سوچا نہیں تھا کہ اتنی جلدی وہ اسے اپنے بارے میں سب بتادے گی ۔

" جب کوئی اپنا ہمدرد ساتھ نہ ہو تو کسی بیگانے کے محبت کے دو بول ہی آپکے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیئے کافی ہوتے ہیں۔ "اس نے خود کلامی کی ۔

****

کھانے کے دوران تو اس نے کسی بھی قسم کے ردِ عمل کا اظہار کرنے سے اجتناب ہی کیے رکھا۔ علینہ اسکے پاس سے اٹھی اور برتن سمیٹتے ہوئے کچن میں رکھنے لگی ۔ ایمل اور سدرہ اسکی مدد کروانے لگیں۔

"شماز! کچھ پریشان ہو تم ؟ سب ٹھیک تو ہے ؟؟ "نعیم صاحب نے اس سے دریافت کیا ۔

اس نے نظریں اٹھا کر اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ وہ اسکے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ۔ اسکی آنکھوں میں موجود اشتعال دیکھ کر وہ ذرا گھبرا سے گئے ۔

"کیا بات ہے ؟؟ "آخر ندیم صاحب نے سوال کیا تو طزیہ انداز میں مسکرایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو کیا آپ نہیں جانتے کہ کیا بات ہے ؟ "

"اس طنز کی وجہ جان سکتا ہوں میں ؟ "انہوں نے غصہ سے دریافت کیا ۔

"کتنے بے حس ہو چکے ہیں آپ لوگ؟ ہمارے گھر کے دو افراد اس عید پہ ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔۔اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ کیا بات ہے ؟ "اسکی بات پہ زیبا اور سامعیہ،جو کچن کی طرف بڑھ ہی رہی تھیں ، جاتے جاتے رکیں۔

دونوں نے پلٹ کر سامنے موجود ڈائننگ ٹیبل پہ نگاہ دوڑائی ،جہاں تقریباً جنگ کا سماں ہونے کے قریب ہی تھا۔

"میں نے منع بھی کیا تھا کہ کوئی ان دونوں کا ذکر نہیں کرے گا یہاں۔۔ "نعیم صاحب کا چہرہ تقریباً لال سرخ ہو چکا تھا۔وہ اشتعال انگیزی کی حالت میں کرسی سے اٹھے اور اسے تنبیہی انداز میں دیکھتے ہوئے دوبارہ بولے۔

"آج کے بعد کوئی ان کا ذکر نہیں کرے گا یہاں۔۔ "انہوں نے کہا تو اسے تھا لیکن حقیقتاً وہ خبردار سب کو کر رہے تھے ۔

"کیوں؟ کیوں ذکر نہ کریں؟ غلطی کیا ہے ان کی ؟ بتایئے؟ "اس نے بھی انہی کے انداز میں جواب دیا تو ندیم صاحب نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"بھول گئے ہو تم کہ تم کس سے بات کررہے ہو؟ چچا جان ہیں تمہارے ۔۔ ایک بیٹے نے تو ناک کٹوا ہی دی ۔۔اب تم بھی ۔۔کوئی کسر باقی رہتی ہے اب ؟؟ "

انکی بات سن کراس نے ترس کھا کر انہیں دیکھا اور مسکرایا۔ اسکی مسکراہٹ میں انکے لیئے واضح پیغام تھا ،جسے سمجھ کر وہ خاموش ہوکر رہ گئے ۔

"تو پھر کیوں ؟کیوں سارا الزام ہی اس معصوم پہ ڈال دیا ؟ جب آپ جانتے تھے کہ شاہ ویز ہی اصل مجرم ہے ؟ سجیل کو تو صرف اسے فیصل آباد سے لانے کا کہا تھا جنت نے ۔۔ "اسکا اتنا کہنا ہی تھا نعیم صاحب نے ہڑ بڑا کر دونوں کو دیکھا۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے بھائی صاحب؟؟ "

"یہ کیا بتائیں گے آپ کو ؟ میں آپ کو ۔۔ "اس سے پہلے اسکی بات مکمل ہوتی ،ندیم صاحب کے ذہن میں نعیم صاحب کے الفاظ گونجے۔" ہم

نادر کلب
Club of Quality Content

دونوں بھائی ہی تو ہیں اب ایک دوسرے کے دکھ درد کے ساتھی۔۔اب کیا ان بچوں کی وجہ سے ہم الگ ہوجائیں گے ؟"

انہوں نے آؤ دیکھا نا تاؤ ،ایک زور دار تھپڑ شماز کے منہ پہ جھڑ دیا۔ تھپڑ کی گونج جوں ہی گھر میں گونجی تو علینہ ،ایمل اور سدرہ بھی کچن سے بھاگی بھاگی باہر آئیں۔

اس نے اپنا ہاتھ اپنے منہ پہ رکھا اور انکی طرف غصیلی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"آج کچھ بھی کر لیں ۔۔میری زبان نہیں رُکنے والی ۔۔ سمجھے آپ۔۔ "اس نے للکار کر کہا۔

"اسے کمرے میں لے جاؤ۔۔دماغ خراب ہو گیا ہے اس کا۔۔ "انہوں نے علینہ کی طرف حکمیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ فوراً آگے بڑھی مگر شماز نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اسے آگے بڑھنے سے منع کیا۔

"چچا جان۔۔آپکو مہر پہ نہ صحیح ۔۔لیکن کیا اپنی تربیت پہ بھی یقین نہیں تھا؟جو آپ نے ایسا کیا؟ آپ سب کا اصل مجرم شاہ ویز ہے ۔۔شاہ

ویز۔۔ آپ سب کے خود ساختہ جوڑے گئے رشتے سے فرار حاصل کرنے کے لیئے ہی اس نے یہ سارا کھیل رچایا۔ ۔ وہ خود اسے فیصل آباد چھوڑ کر آیا تھا۔۔اگر یقین نہیں آتا تو یہ لیجیئے۔۔ " اس نے اپنی جیب میں سے ٹکٹیں نکالی اور انکے ہاتھ میں تھمائی ۔

انہوں نے ایک نظر اس پہ ڈالی ،جس نے ان کے ہاتھ میں ٹرین کی ٹکٹیں تھمائیں اور دوسری نگاہ اپنے بھائی پہ ڈالی ۔ انہوں نے قدرے لاچاری سے ندیم صاحب کو دیکھا تو وہ نظریں جھکا کر رہ گئے ۔

"کیوں بھائی ؟ کیوں ؟ کیوں کیا آپ نے یہ سب ؟ " انکی لرزتی روتی آواز انکے کانوں میں پڑی تو وہ فوراََ آگے بڑھے ۔

سامعیہ اور زیبا کا بھی رو رو کر برا حال تھا۔

"بھابھی ؟ آپ جانتی تھیں سب ؟؟ "اب کے وہ اسکے سامنے آیا تو انہوں نے دوپٹے سے اپنے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے انہیں دیکھا۔

انکی خاموشی صاف ظاہر کررہی تھی کہ وہ یہ سب جانتی ہیں۔

"بھابھی ! اتنا بڑا بدلہ ؟ میں تو آپکو جلی کٹی ہی سناتی تھی لیکن آپ کی اولاد کے ساتھ تو میں نے کبھی ایسا کچھ نہیں کیا ،جو آپ نے ـ ـ" زیبا زخمی شیرنی کی طرح رو رہی تھی ـ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"نہیں۔۔نہیں۔۔زیبا۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ بلکہ میں تو خود۔۔"

"بس۔۔بہت ہو گیا۔۔ زیبا۔۔سامان باندھو۔۔ہم یہاں نہیں رہیں گے ۔۔ یہ گھر چاہیئے تھا آپکو شاید۔۔تو کہہ دیتے نا بھائی صاحب۔۔ ایسا کیوں کیا آپ نے ؟ "نعیم صاحب بمشکل ہی خود کو سنبھالے ہوئے تھے ۔

"چچا جان۔۔یہاں سے جانا اس مسئلے کا حل نہیں ہے ۔۔ " اس نے مداخلت کی تو انہوں نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

"آج یہ حقیقت تم نے ہمیں بتادی ،ورنہ ہم تو اس سب سے بے بہرہ ہی رہتے ۔۔ میری اکلوتی بیٹی بھلا کتنی جائیداد لے لیتی بھائی صاحب جو آپ نے۔۔ "وہ کہتے کہتے رکے اور بچوں کی طرح رونے لگے ۔

"میری بچی ۔۔مجھ سے کہتی رہی کہ وہ بے قصور ہے ۔۔۔بے گناہ ہے۔۔لیکن۔۔ " وہ زچ ہوکر بولے تو وہ فوراََ آگے بڑھے ۔

"تم میری نیت پہ شک نہیں کر سکتے نعیم ۔۔۔تب حالات اور تھے۔۔ تمہارے ہاتھ میں پسٹل تھی ۔۔اس وقت اگر کچھ بھی تمہیں بتاتا تو شاید تم شاہ ویز کو ۔۔"

"تو ؟ وہ تو میں اب بھی کر سکتا ہوں۔۔ لیکن اسے نہیں ۔۔خود کو شوٹ ۔۔ "وہ بھاگے بھاگے اپنے کمرے کی طرف بڑھے تو سبھی انکے پیچھے پیچھے آئے۔

"کیا کر رہے ہیں آپ؟؟ "زیبا نے فوراً سے انکا ہاتھ روکا جو دراز کھولنے کی تگ و دو میں تھا۔ انہوں نے اسکا ہاتھ کو ایک طرف جھٹکا اور پھر دراز کو تیزی سے کھولتے ہوئے اس میں سے پسٹل نکالی ۔

"زیتون خانم کے بیٹوں کے کیئے گئے ظلم پہ تو انکی ماں بھی اس دنیا سے چلی گئی تھی ۔۔تو پھر ہم زندہ کیوں ہیں ؟ کیوں ہیں زندہ ؟ "پسٹل کن پٹی پہ رکھتے ہوئے وہ چیخ چیخ کر بولے ۔

اس سے پہلے وہ ٹریگر دباتے شماز نے اپنی پوری قوت استعمال کرتے ہوئے انکے ہاتھ سے پسٹل چھینی ۔

"اس معصوم بچی کے ساتھ کیے گئے ظلم کے ازالے کے لیئے زندہ ہیں آپ ۔۔سمجھے۔۔آپ۔۔ "اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ تھی وجہ ۔۔تم سے سچ چھپانے کی ۔۔اسی چیز سے ڈرتا تھامیں۔۔ "اسکی حالت دیکھتے ہوئے ندیم صاحب آگے بڑھ کر بولے۔

"مت آیئے میرے قریب۔۔کچھ نہیں لگتے آپ میرے۔۔۔ "

"ایسے نہ کہو میرے بھائی ۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں ہر ازالے کے لیئے تیار ہوں۔۔۔ہر سزا کے لیئے تیار ہوں۔۔مگر مجھ سے یوں بے رخی نہ برتو۔۔۔ "وہ گڑگڑائے ۔

شماز نے انہیں دیکھا تو اسکے بے چین دل کو ذرا قرار ملا۔ صرف وقت کی گردش بدلی تھی ۔مقام اور موقع وہی تھا مگر آج گڑگڑانے والا کوئی اور تھا۔جہاں مہر ہر ایک کے سامنے گڑگڑاتی تھی ،آج انکا حال ایسا تھا۔

"تو ٹھیک ہے ۔۔معاف کیامیں نے آپکو۔۔"انکی بات پہ زیبا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتی نعیم صاحب مزید بولے۔

"لیکن۔۔آپ کو میرے اس مجرم کی جان اپنے ہاتھوں سے لینی ہو گی ۔۔بولیئے منظور ہے ؟؟ "انہوں اپنا ہاتھ وعدے کی غرض سے آگے بڑھایا تو وہ بوکھلا سے گئے ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سامعیہ کی آنکھیں باہر کو آگئیں۔ وہاں موجود تقریباً ہر شخص ساکت حالت میں کھڑا تھا۔

"چچا جان۔۔گستاخی معاف !وہ اب آپکی بیٹی کا شوہر ہے۔۔ آپ کیسے ۔۔ "ابھی علینہ نے بولنے کی جسارت کی ہی تھی کہ وہ دانتوں کو کچکچاتے ہوئے بولے ۔

"میں اس شخص کو اپنی بیٹی ہر گز نہیں سونپ سکتا ،جس نے میری عزت کو داغدار کرنے کی کوشش کی ہو۔۔بتایئے بھائی صاحب؟ جان لیں گے اپنے ہاتھوں سے اسکی ؟ بولیئے؟؟"

ماحول میں کشیدگی اتنی بڑھ جائے گی ایسا اس نے سوچا نہیں تھا۔ اس نے تو صرف سچ ہی بتانا چاہا تھا مگر اس سب میں اسکا باپ کتنی بڑی آزمائش میں مبتلا ہوگیا تھا ،اسکا احساس اسے اب ہورہا تھا۔

ندیم صاحب نے شش و پنج کے عالم میں سبھی کو یکبارگی میں دیکھا ۔ آخر اپنے دل کو تھامے ہوئے وہ بمشکل ہی بول پائے ۔" ہاں۔۔"

انکا جواب دینا ہی تھا کہ سب کی آنکھیں اور منہ کھلے کے کھلے رہ گئے ۔

****

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"انکل ۔۔۔میں نہیں جانتی تھی کہ اس نے مجھے اپنی ذات سے دستبردار کرتے ہوئے ،میری محبت کو بھیک میں کسی اور کو دے دیا ہے ۔۔ جہانگیر نے سب جانتے ہوئے ،مجھے میری اس حقیقت کے ساتھ قبول کیا تھا۔۔ لیکن۔۔۔ "وہ گہری سرد آہ بھر کر بولی ۔

"لیکن ؟ " انہوں نے اس کی پوری بات جاننا چاہی ۔

"لیکن اب ۔۔نجانے انہیں کیا ہوگیا ہے ؟ نجانے وہ کیوں ایسا بیہیو کرنے لگے ہیں۔۔انہیں لگتا ہے کہ میں اب بھی اس کے ساتھ رابطے میں ہوں۔۔ "وہ تڑپ کر بولی ۔

اسکے منہ سے سننے والی ایک ایک بات سن کر نواز کا دل تڑپ کر رہ گیا۔

ابھی وہ اسے بتاہی رہی تھی کہ اسکے فون پہ ایک انجان پاکستانی نمبر سے کال آنے لگی ۔۔ بار بار ڈسکنیکٹ کرنے کے باوجود بھی کال کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔

"سن لو۔۔ہوسکتا ہے کوئی ضروری کال ہو۔۔۔ "انہوں نے اسے نصیحتی انداز میں کہا۔

Clubb of Quality Content

ابھی وہ اسے کہہ ہی رہے تھے کہ اسکے واٹس ایپ نمبر پہ کسی پاکستانی نمبر سے ایک لنک شئیر کیا گیا۔ جوں ہی اس نے وہ لنک کھولا تو وہ ششدر رہ گئی ۔ موبائل اسکے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا۔

****

"دی جولی " یوٹیوب چینل کاولاگ پاکستان سمیت دنیا بھر میں مقبولیت اختیار کر گیا تھا۔ دو دن کے اندر اندر ہی ویڈیو دو ملین سے زیادہ کی ویوور شپ حاصل کر چکی تھی ۔

"واؤ۔۔یہ تو کمال ہی ہوگیا۔۔۔" دانش نے ویوز چیک کیے تو خوش دلی سے بولا۔ دونوں گاڑی کی پچھلی نشست پہ موجود موبائل پہ اپنے چینل پہ آنے والی ریٹنگز اور کمنٹس چیک کررہے تھے ۔

"As I have already told you this video will get highest rating because of this clip. I wish I could meet this couple again. You know Danish This video just got highest rating because of the difference between Western love and Eastern love.And the comparison that you did in editing form is just amazing..."

"جیسے میں نے تمہیں پہلے بتایا تھا کہ یہ ویڈیو اس کلپ کی وجہ سے زیادہ ریٹنگ حاصل کرے گی ، میری خواہش ہے کہ میں اس جوڑے سے مل سکوں۔تم جانتے ہو دانش ؟ یہ ویڈیو مشرقی اور مغربی محبت کے مابین فرق کی وجہ سے زیادہ ریٹنگ کو پہنچی ہے ۔ اور جیسے تم نے اس فرق کو ایڈٹ کیاہے ۔۔کمال ہے۔۔"

دونوں گاڑی میں موجود موبائل ہاتھ میں لیئے اپنی ہی بنائی گئی ویڈیو کو دیکھ کر سراہ رہے تھے ۔ دونوں کا ننھیا گلی کا سین ۔۔ ایوبیہ میں سجیل کا اسے پرپوز کرنے کا سین ۔ مختصراََ یہ کہ پورے ولاگ کو کمنٹس میں تمام لوگ سراہ رہے تھے ۔

یہ تو شکر ۔۔کہ زیتون ہاؤس کے تمام افراد انٹر نیٹ جیسی بیماری کی پہنچ سے دور تھے ورنہ پتہ نہیں کیا ہوجاتا۔ جہاں اسکے فائدے ہیں تو نقصان بھی کچھ کم نہیں۔۔

اس سے پہلے ڈرائیور جہانگیر کے گھر کے سامنے گاڑی روکتا ،دانش کے فون پہ مسلسل گھنٹی بجنے لگی ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جی ڈیڈی ۔۔ پہنچ گئے آپ ؟ ہم بھی بس اسکے گھر کے باہر ہیں۔بس سمجھیئے۔ دو منٹ میں آپ کے پاس ۔۔ "اس کی طرف سے دی جانے والی اطلاع پہ انہوں نے تھوڑی دیر کیے بناء ہی انہیں وہاں جانے سے منع کیا۔

"مگر کیوں ؟ آپ وہاں نہیں تو کہاں ہیں ؟ کیا سمپلن پارک ؟ مگر ؟وہاں ؟وہاں کیوں ؟ ہمیں تو اس کی طرف نہیں جانا تھا؟"

اسکے سوالوں سے پریشان ہو کر انہوں نے ایک نظر جنت کو دیکھا ،جو زاروقطار رو رہی تھی ۔ مگر پھر اگلے ہی لمحے اسے سمپلن پارک آنے کے لیئے کہا۔

"Hey? What happened dani??"

"ہے ۔۔دانش؟ کیا ہوا؟ "اس نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"I Dont know..Your dad asked me to come simplon Park.."

"میں نہیں جانتا۔۔تمہارے ڈیڈ نے سمپلن پارک آنے کے لیئے کہاہے۔۔"

"But Why ??"

"لیکن ؟کیوں؟ "

“I don’t know..”

"میں نہیں جانتا۔۔ "اس نے کندھے اچکا کر کہا۔

“Driver please move to simplon park..”اور ساتھ ہی ساتھ ڈرائیور کو سمپلن پارک کی طرف جانے کو کہا۔

دوسری طرف سے اس نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا۔

"بے فکر رہو بیٹی۔۔اس تک یہ نہیں جائے گی ۔۔ ابھی اور اسی وقت یہ ویڈیو ریمو ہوجائے گی ۔ "وہ اسکے پاس آکر بولے ۔

"آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ ایسے کیسے ہو سکتا ہے ؟ مجھے تو یہ سوچ سوچ کر رونا آرہا ہے کہ اگر پاکستان میں کسی نے دیکھ لیا تو کیا ہوگا؟ جہانگیر تو پہلے ہی مجھ سے بد ظن ہیں۔۔ "وہ روتے ہوئے بمشکل ہی بات کر پائی تھی ۔ کبیر نواز کا جی چاہا کہ وہ ابھی اور اسی وقت اسے اپنے سینے سے لگا لیں۔ لیکن وہ چاہ کر بھی ایسا نہ کر سکے۔

"میرا قصور ہے ۔۔سب میری غلطی ہے ۔۔ نہ میں اس سے ملتی ۔۔نہ مجھے اس سے پیار ہوتا۔۔اور نہ یہ سب ہوتا۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں کس سے مدد مانگوں؟ ان لوگوں نے نجانے کیا سوچ کر ہماری ویڈیو یہاں پہ

ڈال دی ؟ میں نہیں جانتی ۔۔ انہوں نے یہ سب کب ریکارڈ کیا مجھے کچھ پتہ نہیں۔۔ "وہ بلک بلک کر رو رہی تھی ۔

"بیٹی۔۔ویڈیو ابھی اور اسی وقت ریمو ہو جائے گی ۔۔ "انہوں نے پارک کے داخلی دروازے پہ نگاہ دوڑائی جہاں سے وہ دونوں داخل ہو رہے تھے ۔

"ڈیڈ۔۔واٹ از دز؟ " جولی انکے قریب آکر بولی ۔ انکے قریب سر پہ دوپٹہ اوڑھے لڑکی کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل سی گئیں۔ " ہو از شی ؟؟ "

وہ منہ پلٹ کر کھڑی تھی ۔

"ڈیڈ؟ کون ہے یہ ؟ آپ نے ہمیں کیوں بلایا؟ جہانگیر لوگ ہمارا انتظار کررہے ہوں گے اور آپ یہاں۔۔ "اس سے پہلے دانش کی بات مکمل ہوتی ،جنت رخ پلٹ کر کھڑی ہوئی ۔

اسے اپنے سامنے دیکھنا ہی تھا کہ دونوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

" آپ ؟ مسز سجیل ۔۔یہاں؟؟ "اس نے اسے اسکے نام سے پکارا تھا،جو اسے اپنی محبت سے دستبردار کر گیا تھا۔

جولی کے چہرے پہ بھی خوشی کے آثار نمایاں ہوئے ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مسز جہانگیر ہارون۔۔ "اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ، اسکے کیے گئے انکشاف کو سن کر اسکے منہ میں آئے الفاظ ،اسکے منہ میں ہی رہ گئے ۔

اس نے نواز صاحب کو حیرانگی سے دیکھا۔

"یو بوتھ ۔۔پلیز ریمو دز ویڈیو فرام یور چینل ۔۔ اس سے پہلے کہ یہ جہانگیر تک پہنچے۔۔ "انہوں نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے نصیحتی مگر التجائیہ انداز میں کہا۔

"مگر وہ تو۔۔ میرا مطلب کل رات۔۔ "دانش کا سانس پریشانی کے مارے پھول سا گیا۔

اسکے ذہن میں کل رات کا منظر گھوما ،جس میں جہانگیر کی حالت ناسازگار ہورہی تھی ۔

"He had already seen it"

"وہ پہلے ہی یہ دیکھ چکے ہیں۔۔۔ "اس نے دونوں کا تجسس ختم کیا۔

اسکا تنا کہنا ہی تھا کہ وہ بے حس و حرکت اپنے پاس موجود بنچ پہ دھڑم سے گر گئی ۔ دانش اور جولی بھی ابھی تک سکتے میں تھے ۔۔ وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ ،جسے وہ کسی اور کے ساتھ تصور کررہے تھے ،درحقیقت وہ

Clubb of Quality Content!

ہی انکی بھابھی ہوگی ۔ جہانگیر کی بیوی سے ملنے کے لیئے وہ خاصی خوش تھی ۔مگر اسکا سامنا ،اسکے ساتھ ایسے ہوگا ؟اس نے سوچا نہیں تھا۔

****

"مجھے معاف کر دو جنت۔۔۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ ان فیکٹ میں تمہیں کسی اور کا ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔۔میرا دل اندر ہی اندر مر رہا ہے جنت۔۔ پلیز۔۔ایک دفعہ بس تم مجھ سے اتنا کہہ دو کہ تمہیں صرف مجھ سے محبت ہے ۔۔ یہ سچ ہے کہ میں نے تمہیں ،تمہارے ماضی کے ساتھ اپنایا ہے لیکن۔۔میری جگہ اور کوئی بھی ہوتا تو وہ بھی یقیناً ایسا ہی کرتا۔۔ "اس نے اسے میسج بھیجا اور آنکھیں موند کر کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

کوئی پانچ منٹ بعد بھی اسکی طرف سے جواب نہ آیا تو اس نے دوبارہ میسج کیا۔

"پلیز۔۔ جنت۔۔"

اب کی بار پھر بھی اسے جواب موصول نہ ہوا تو کچھ سوچتے ہوئے ،اس نے اپنی ماں کو کال ملائی اور ان سے تابینہ خالہ کا نمبر مانگا۔

کال پہلی بیل پہ ہی اٹھائی گئی ۔" جنت۔۔میں جانتی تھی ۔تم ہو گی۔۔عید مبارک میری جان۔۔۔ "انکے لہجے سے محبت کی شیرینی ٹپک رہی تھی ،جس پہ وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

"جہانگیر بات کر رہاہوں خالہ ۔۔۔ "اس نے اپنا تعارف کروایا۔

"اچھا۔۔آپ ؟کیسے ہو جہانگیر بیٹے؟؟ "انکے منہ سے جہانگیر کا نام سن کر سجیل کھانا کھاتے رُکا۔وہ نوالا بمشکل ہی اپنے حلق سے نگل پایا تھا۔

"جی ۔۔۔اچھا ہوں۔۔ "دوسری طرف ،انہیں اسکے لہجے میں ذرا دکھ اور درد معلوم ہوا۔

"سب ٹھیک تو ہے ؟ جنت کیسی ہے ؟ میری اس سے بات کروایئے۔۔ "انہوں نے فوراً ہی کہہ ڈالا۔

"خالہ۔۔مجھے سجیل سے بات کرنی ہے ۔۔ "اس نے بناء کسی تمہید کے انہیں اپنی خواہش سے آگاہ کیا۔

"سجیل سے؟ مگر؟؟ "انکا سانس حلق میں اٹک گیا۔" کیا ہوا ہے ؟؟ "انہوں نے سہمتے ہوئے دریافت کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سجیل کے کان میں انکی آواز برابر پڑ رہی تھی ۔ اندر ہی اندر وہ سب جانتا تھا کہ ایسا کیوں ہورہا ہے ؟ پاکستان میں ایک وہی واحد انسان تھا جس تک یہ ویڈیو پہنچی تھی ۔اور اسی نے ہی جنت کے واٹس ایپ نمبر پہ اسکا لنک شئیر کرتے ہوئے اسے اس سب کی اطلاع دی تھی ۔

"خالہ ۔۔میرا اس سے بات کرنا بہت ضروری ہے۔۔پلیز۔۔آپ۔۔ "اس نے منت کی تو وہ سجیل کو دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں پڑ گئیں۔

جواباََ سجیل نے انہیں سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اشارۃََ دریافت کیا کہ کیا ہوا ہے ؟ اور انکی طرف سے کندھے اچکا کراشارۃََ جواب دیا گیا۔مجھے کچھ پتہ نہیں۔۔"

۔

Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 26
محبت کا پہلا ثبوت کیا؟

اس سے پہلے وہ کوئی بہانہ کرتی ،راحت صاحب سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آئے ۔

"ہاں بھئی سجو؟؟؟ کیسا رہا عید کا دن؟؟ "وہ اسکے برابر میں آکر بیٹھے ۔دوسری جانب موجود شخص کے کانوں میں انکی آواز پڑی ہی تھی کہ وہ فوراََ سے بولا۔" دیکھیئے خالہ جانی کوئی بہانہ نہ کیجیئے گا۔۔ میں جانتاہوں وہ آپکے پاس ہی ہے ۔۔"

"ارے بھئی ؟ کیا ہوا تابینہ ؟؟ کس کا فون ہے ؟ "انہوں نے اسکا اسپاٹ لہجہ دیکھا تو پریشانی سے پوچھا۔کیونکہ وہ صرف فون ہی کان کے ساتھ لگائے ہوئے تھی ،بات نہیں کر رہی تھی ۔اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑی دیکھ کر وہ تشویش میں مبتلا ہوئے۔

اس نے فون کا ریسیور کریڈل کی سائیڈ پہ رکھا اور اسکے پاس آئی۔ اس نے جوں ہی ریسیور سائیڈ پہ پڑا دیکھا تو سجیل سمجھ گیا کہ وہ کیا چاہتی ہیں۔

راحت صاحب ان دونوں کے مابین ہونے والی اشارۃً گفتگو کو سمجھنے کی کوشش کررہے تھے ۔

"کون ہے کال پہ ؟؟ "انہوں نے ذرا دھیمے لہجے میں پوچھا۔

"جہانگیر۔ سجیل سے بات کرنا چاہتا ہے۔۔۔ "اس نے آہستہ آواز میں جواب دیا۔ یہ سن کر انکی آنکھیں حیرت کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئی ۔

وہ فوراً ٹیلی فون کے پاس آئے اور ریسیور ٹیلی فون سیٹ پہ پٹختے ہوئے ان دونوں کے پاس آئے ۔"اس نے کیوں کال کی یہاں؟؟ اور یہ اس سے بات کیوں کرنا چاہتا ہے ؟؟ "انہوں نے بارعب آواز میں تابینہ سے سوال کیا۔

"مجھے نہیں پتہ ۔۔ "اس نے کندھے اچکا کر کہا۔

"سجیل ۔۔۔ تم بتاؤگے کہ آخر ہوا کیا ہے ؟؟ "اب کے وہ سجیل سے بولے۔لہجے میں سختی صاف اور واضح تھی ۔

"بھائی ۔۔وہ ۔۔ " وہ بولتا بولتا رُکا۔ وہ اسکے چہرے پہ نظریں ٹکائے اسے گہرے غور سے دیکھ رہے تھے۔

وہ انہیں کیا بتائے؟ شاید وہ مناسب الفاظ تلاش کر رہا تھا۔

دوسری طرف لائن منقطع ہونے کی آواز جہانگیر تک آئی تو وہ چڑ کر رہ گیا۔

"سجو۔۔کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔۔ "اب کے انہوں نے مکرر پوچھا۔

"شاید وہ ،وہ سب جان گیا ہے جو اسے کبھی جاننا نہیں چاہیئے تھا۔۔"

"کیا جاننا نہیں چاہیئے تھا؟؟ "انہوں نے آنکھو ں کو گول کرتے ہوئے پوچھا۔

اس نے اپنا موبائل نکالا اور لنک کھول کر انکے سامنے رکھ دیا،جسے دیکھ انکا منہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"بھائی ! اللہ کی قسم ۔۔میں نہیں جانتا کچھ بھی اس بارے میں۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا بھائی ۔۔اللہ کی قسم۔۔ " وہ بے اختیار بولا۔

انہوں نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر تابینہ کی طرف دیکھا ،جو اشارۃً انہیں چپ رہنے کا کہہ رہی تھی ۔

"تابینہ اب کم از کم کچھ پوچھ بھی نہیں سکتا تمہارے لاڈلے سے ؟؟ "انہوں نے زچ ہوکر کہا۔

"راحت ! آپ خوامخواہ ری ایکٹ کررہے ہیں۔۔ یہ وِلاگ جس نے بنایا وہ اٹلی میں ہی ہے ۔۔۔ اس کا اس میں بھلا کیا قصور ؟ "اسکی بات سن کر انہیں اور غصہ آیا۔

"اسے چاہیئے تھا اپنی حد میں رہتا۔۔ کیا یہ تھی تمہاری محبت ؟ یہ تھا تمہاری محبت کا معیار ؟ "

"بھائی ! اللہ کی قسم ۔۔ایسا ویسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔ یہ تو صرف۔۔۔"

"کیا صرف؟؟ "اس نے بولنا چاہا مگر راحت نے دانتوں کو کچکچا تے ہوئے اسے خاموش کروادیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ابھی تو اسکا شوہر تم سے جواب لینا چاہتا ہے۔۔۔جتنے ملین ویوز اس پہ ہیں۔۔کچھ ہی دیر تک یہ پاکستان میں بھی وائرل ہوجائے گی ۔۔پھر کس کس کو جواب دیتے پھرو گے تم ؟بولو؟؟"

وہ نظریں چراتا ہوا انکے سامنے مجرموں کی طرح کھڑا تھا۔

"مجھے شرم آرہی ہے تمہیں اپنا بھائی کہتے ہوئے ۔۔کیا یہ تھی تمہاری محبت کہ تم ۔۔۔ " وہ چاہ کر بھی کچھ بول نہ پائے ۔

"بھائی ۔۔آپ ایک دفعہ میری بات تو سنیئے۔۔۔ میں کیسے سمجھاؤں آپکو؟ " اسکی آواز بھرا سی گئی ۔

تابینہ نے آنکھ اٹھا کر اسکی طرف دیکھا ،اسکے آنسو اسکی گالوں پہ بہنے لگے تھے ۔

"دیکھ رہے ہو یہ ؟؟؟ کیسے تم نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا ہے ؟؟ اور وہ بھی ایک دوسرے کے اتنے قریب ۔۔۔"راحت نے ہاتھ میں پکڑا موبائل دوبارہ آن کیا اور اسے متعلقہ ویڈیو پلے کر کے دکھاتے ہوئے بولا۔" ابھی کچھ دن ہی ہوئے ہیں کہ میں اپنے پہ لگے الزام سے بری

ہوا ہوں۔۔۔اور اب تم۔۔میں نے سوچا نہیں تھا کہ میرا بھائی ۔۔۔ایسے کسی کی تنہائی کا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟"

اب کے وہ تڑپ کر بولا۔

" بس کیجیئے۔۔۔بس کیجیئے۔۔۔ اللہ کا واسطہ ہے بھائی ۔۔۔ میں ہر الزام سہہ سکتا ہوں ۔۔مگر یہ الزام نہیں سکتا ۔۔میں صرف آپکی محبت کی خاطر اپنی محبت سے دستبردار ہوا ہوں۔۔اور آج آپ ہی مجھے۔۔۔ "وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

تابینہ نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھاما۔

"چپ کر جائیں آپ۔۔پلیز۔۔۔اسکی پوری بات تو سن لیں۔۔ "اس نے التجائیہ انداز میں کہا تو راحت صاحب تھوک نگلتے ہوئے بولے۔

"کیاہے اسکی پوری بات ؟؟ اسکی سچائی یہ ویڈیو بیان کر رہی ہے ۔۔ "

"دکھایئے مجھے۔۔۔۔ "تابینہ نے انکے ہاتھ سے موبائل چھینااور موبائل کا والیم کھولا۔

Clubb of Quality Content

There is no doubt that love doesn't have limits. I understood love because of Eastern Lovers.
LOVE is the name of loving someone spiritually by cherishing their heart and soul instead of contacting each other physically.
I am glad that I have added this beautiful scene in my blog.
I am envious that how beautifully that man proposed her without bothering others.
Now I am waiting entreatingly when I would meet them.
I am assured that they would become a happy couple now.

(اس بات میں کوئی شک نہیں کہ پیار کی کوئی سرحد نہیں ہوتی ۔ میں اس مشرقی محبت کو دیکھ کر محبت کا صحیح مطلب سمجھ پائی ہوں۔ محبت تو کسی کو

Clubb of Quality Content

اپنی روح اور دل میں بسانے کا نام ہے نہ کہ مغربی محبت کی طرح کسی
کے جسم کو چھونے کا نام ۔
مجھے خوشی ہے کہ میں نے اس خوبصورت منظر کو اپنے ولاگ میں شامل کیا
ہے ۔
مجھے رشک آرہا ہے یہ سب دیکھ کر کہ کیسے اس انسان نے ساری دنیا کی
پرواہ کیئے بغیراس لڑکی کو سب کے سامنےپرپوز کیا۔
اب مجھے شدت سے انتظار ہے کہ کب میں ان سے ملوں گی ۔
مجھے امید ہے کہ اب یہ دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے ہوں گے۔(

پسِ منظر میں چلنے والی آواز سن کر سبھی محو ہو کر رہ گئے ۔ جہاں راحت
صاحب اسے مجرموں کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے ،اب کے اسے معذرتانہ
نگاہوں سے دیکھ رہے تھے جبکہ وہ نظریں زمین پہ گھاڑے آنسو بہا رہا تھا۔

****

وہ بے حس و حرکت بنچ پہ بیٹھی ،اپنے ساتھ ہونے والے حادثے کے زیرِ اثر تھی ۔نواز صاحب نے چاہا کہ وہ اس سے بات کریں مگر اسکی آنکھوں میں موجود آنسوؤں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ دیکھ کر وہ بلبلا کر رہ گئے ۔

"پلیز۔۔۔دانی ۔۔ٹاک ٹو ہر۔۔ووی وِل ہیلپ ہر۔۔۔ "جولی نے اسے جنت کو تسلی دینے کے لیئے کہا تو وہ اسکے پاس آیا۔

اس نے اسکے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ رکھا اور خود بھی آنکھیں بھر آیا۔" بھابھی !میں جانتا ہوں کہ یہاں آپکا کوئی نہیں ہے ۔۔لیکن۔۔ "اس نے اتنا اہی کہا تھا کہ نواز صاحب کا دل تڑپ کر رہ گیا۔مگر انکی زبان پہ جیسے تالے پڑ چکے تھے ۔

"لیکن ۔۔ میں ہوں یہاں۔۔آپکے ساتھ۔۔میں اور جولی آپکی مدد کریں گے ۔۔۔اس رات ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا کہ آپکے کردار پہ تہمت لگے ۔۔ یہ سب تو جولی نے مذاق مذاق میں بنالی تھی۔۔اور بناء سوچے سمجھے ہی وِلاگ میں ڈال دی۔۔ہمیں لگا کہ آپ اور وہ اب تک شادی کر چکے ہونگے ۔۔اور ہم آپ سے ملنا چاہتے تھے ۔۔بس یہی سوچ کر ولاگ میں آپکی ویڈیو ز کو "ایسٹرن لو " کا نام دیتے ہوئے ڈال دیا۔"

وہ بناء تمہید باندھے بولا تو اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اسکی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل رہے تھے جسے دیکھ کر وہ دل پسیج کر رہ گیا۔
جولی نے اسکی ایسی حالت دیکھی تو تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے اسکے قریب آئی اور اسکے آنسوؤں کو صاف کرنے لگی ۔ جس محبت سے وہ اسکے آنسو پونچھ رہی تھی نواز صاحب کا دل بھر آیا۔ آخر وہ اسکی بہن تھی ۔اسکا اپنا خون ۔۔کیسے نہ دونوں میں محبت جنم لیتی ؟
اسے اپنا ہمدرد جانتے ہوئے جنت اسکے گلے جالگی ۔ اسکے دل میں جتنا درد تھا ،وہ آج اسکے گلے لگ کر بانٹ لینا چاہتی تھی ۔
"ایم ۔رئیلی ۔۔سوری۔۔ ایم ۔رئیلی ۔ویری ۔سوری۔۔۔ "جولی بھی رودی ۔
وہ زلیخا جس کی آنکھوں سے آج تک نواز صاحب نے آنسو آنے نہیں دیا تھا ،وہ آج بے ضبط رو رہی تھی ۔
دونوں کی کیفیت دیکھ کر دانش نے نواز صاحب کو دیکھا جو اپنا منہ پلٹے ،اپنے منہ پہ ہاتھ رکھے ،اپنے رونے کی آواز کو ضبط کررہے تھے ۔ اس نے

اپنا وہم جان کر انہیں اگنور کیا مگر پھر دوبارہ سے دیکھا۔ انکی کیفیت اسکا وہم نہیں تھا،بلکہ اسکا یقین تھا۔

انکی حالت کو دیکھتے ہوئے وہ کسی گہری سوچ میں محو ہوا۔ایک انجان لڑکی کے لیئے انکی غیر معمولی کیفیت بلاشبہ اسکے لیئے پریشان کن تھی۔

****

اس نے اسکا نمبر دوبارہ ڈائل کیا مگر دوسری طرف سے فون پھر بھی ریسیو نہ کیا گیا۔" کہیں وہ کوئی مصیبت میں نہ ہو۔۔آخر یہاں وہ کہاں جا سکتی ہے ؟؟ "اس نے خود کلامی کی ۔

اب کے اس نے سجیل سے بات کرنے کی غرض سے تابینہ خالہ کو دوبارہ کال ملائی۔

"ٹرن۔۔ٹرن۔۔۔ "بیل کی مسلسل گھنٹی بجی تو راحت صاحب نے اسے اشارۃً فون ریسیو کرنے کے لیئے کہا۔

انکی اجازت پہ تابینہ کو خاصی تشویش ہوئی ۔

جوں ہی اس نے فون اٹھایا تو دوسری طرف سے وہ قدرے بے قراری سے بولا۔

"خدا کے لیئے ! خالہ جان ۔۔فون بند مت کیجیئے گا۔۔ایک بار ۔۔صرف ایک بار ۔۔میری سجیل سے بات کروادیجیئے۔۔۔ "اس نے گویا منت کی ۔

"جی ۔۔۔کہیئے۔۔۔ "دوسری طرف سے سجیل گہری سنجیدگی سے بولا۔

اسکی آواز سننا ہی تھا کہ اسکے بے قرار دل کو کچھ سکون ملا۔

****

گاڑی کی پچھلی نشست پہ جنت ،جولی اور جولی کے برابر میں دانش بیٹھا تھا ۔جبکہ نواز صاحب ڈرائیور کے ساتھ موجود نشست پہ بیٹھے تھے ۔انکی نگاہیں گاڑی کے سامنے والے شیشے پہ ہی مرکوز تھیں ،جس سے وہ پچھلی نشست پہ بیٹھی جنت کو بغور دیکھ رہے تھے ۔

"میری پیاری بیٹی ! کاش میں تمہیں بتا سکتا کہ یہاں تمہارا اپنا باپ ،تمہارے ساتھ ہے ۔۔تم اکیلی نہیں ہو۔۔ "انہوں نے دل میں خود سے سرگوشی کی ۔

دانش اپنے فون پہ نگاہیں جمائے کسی اہم کام میں مشغول تھا۔ اس نے سب سے پہلے ،اس بات کی پرواہ کیے بناء کہ ولاگ ملین میں ویو ور شپ

حاصل کر چکا ہے ،اپنے چینل پہ موجود ویڈیو کو ڈیلیٹ کیا۔ اور سائبر کرائم میں اس ویڈیو کو ،جس جس ویب

سائٹ سے شئیر کیا گیا ، وہاں ہٹا دینے کی درخواست کی ۔

اسی اثناء میں اسکے فون پہ گھنٹی بجی۔ اس نے موبائل پہ نگاہ دوڑائی ۔ اب کے اسکے نمبر سے کال نہیں تھی ،بلکہ کال نیہا کے نمبر سے تھی ،جسے اس نے منقطع کر دیا۔

"عجیب ہیں یہ دونوں۔۔دونوں ہی کال نہیں ریسیو کررہے ہے ۔۔ اور بھائی ۔۔۔انکا تو ما شاء اللہ سے نمبر ہی بزی جارہا ہے۔۔پتہ نہیں کہاں ہیں۔۔۔ "وہ منہ بسور کر ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھ گئی ۔

"ہو سکتا ہے کہ کوئی گیسٹ آیا ہو ان کے ہاں۔۔۔ "رادھا دیدی نے اسے سمجھایا۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے مما۔۔۔لیکن یہ کیا بات ہوئی ؟ رکشا بندھن پہ تو وہ آگئے تھے ۔۔اب انکی عید ہے تو کیا تب مجھے بھول جائیں گے ؟ "وہ منہ پھلا کر بولی ۔" اب اگر فون نہ اٹھایا کسی نے تو میں ڈائریکٹ آنٹی کو

پاکستان میں کال کردوں گی ۔۔۔ "وہ دل میں تہیہ کرتے ہوئے خود سے بولی اور دونوں کو یکے بعد دیگرے فون ملایا۔

"تم خود دیکھ آؤ۔۔کونسا دور ہیں؟؟ " انہوں نے نصیحتی انداز میں کہا۔

"میں کیوں جاؤں؟؟انہوں نے آنا تھا نا؟ خود آئیں گے ۔۔۔ "وہ ذرا ناز سے بولی تو وہ مسکرادیں۔

جب کال موصول نہ ہو پائی تو اس نے میسج ٹائپ کیا اور اسے بھیج دیا۔

"بھابھی ۔۔کہاں ہیں آپ؟ آنا تھا نا آج آپ نے ؟؟ "

اسکے موبائل پہ جوں ہی بیپ ہوئی ،اس نے فون کو آن کیا اور میسج باکس کھولا۔

"بھابھی ۔۔کہاں ہیں آپ؟ آنا تھا نا آج آپ نے؟؟ "

اس نے فون کو دوبارہ لاک لگایا اور خاموشی سے اردگرد کے مناظر کو دیکھنے لگی ۔

"کرسٹی آنٹی کو کال ملاؤ۔۔کہاں رہ گئی ہیں؟ میں تب تک جہانگیر کو دیکھ کر آتی ہوں۔۔ "رادھادیدی نے اتنا کہااور اپنے بالوں کو سنوارتے ہوئے گھر کے مرکزی دروازے سے باہر نکل آئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

****

"نواز؟کہاں رہ گئے آپ ؟؟ جہانگیر کی طرف نہیں جانا تھا ؟ "کال کے ریسیو ہوتے ہی کرسٹی کی طرف سے سوال کیا گیا۔

"آرہے ہیں وہیں۔۔۔"

"آخر کب تک آئیں گے ؟؟ میں رادھا کی طرف جارہی ہوں۔۔نیہا کی کال آئی تھی ،بتا رہی تھی کہ وہ لوگ بھی انکی طرف انوائیٹڈ ہیں اسکی طرف۔۔۔تو آپ سیدھا رادھا دی کی طرف آجائیں۔۔جہانگیر اور جنت بھی وہیں آرہے ہیں۔۔جولی ان سے وہیں مل لے گی ۔ "وہ گاڑی چلاتے ہوئے ،کانوں میں ہینڈز فری سیٹ کیے ہوئے تھیں۔

"او۔کے۔۔ "انہوں نے فون بند کیا اور کسی گہری سوچ میں پڑ گئے ۔

اس نے گاڑی رادھادیدی کے گھر کے پاس روکی اور گاڑی سے باہر آئی ۔ جوں ہی اس نے اسے گاڑی سے اترتے دیکھا تو وہیں رک گئ ۔ وہ گھر کے داخلی دروازے سے باہر آرہی تھی ۔

"کرسٹی!آگئیں تم ؟؟ "اس نے اسے قدرے پرجوشی سے گلے سے لگایا۔

"ہاں ۔۔آرہے ہیں وہ لوگ بھی ۔۔انہیں ہسپتال میں کچھ کام تھا تو وہیں تھے ۔۔۔بس آرہے ہیں۔۔۔"

رادھا دی دروازے کے پاس سے ہٹی اور اسے گھر میں داخل ہونے کی جگہ دی ۔

"کہاں جارہی تھی تم ؟؟"

"کہیں نہیں۔۔۔بس ۔۔یہ جہانگیر کی طرف جارہی تھی ۔۔فون ریسیو نہیں کررہے دونوں۔۔ نیہا کب سے دونوں کا انتظار کررہی ہے ۔۔"

دونوں چلتے چلتے گھر کے بڑے ہال میں آئیں۔

"اوہ ۔۔۔ہو۔۔۔نیو ویڈنگ کپل ہے ۔۔۔وہ بچی ہے ۔۔تم تو سمجھدار ہو۔۔"

کرسٹی کی ذومعنی بات سن کر وہ مسکرادیں۔

"نواز سے بات ہوئی ہے ۔۔۔کہہ رہے ہیں کہ آرہے ہیں وہ دونوں بھی ۔۔تو فکر نہیں کرو۔۔۔"وہ مزید بولیں۔

"میں تو نہیں۔۔لیکن یہ نیہا ۔۔پتہ تو ہے نا تمہیں اسکا۔۔جہانگیر سے بہت اٹیچڈ ہے ۔۔ اور جب سے جنت آئی ہے۔۔تو بس کچھ نہ پوچھو۔۔۔"گھر کے لاؤنج میں داخل ہوتے ہی وہ صوفے پہ بیٹھیں۔

"ہاں۔۔بہت پیاری بچی ہے۔۔۔" اسکی لہجے میں اسکے لیے بلا کی محبت تھی ۔

*****

جوں ہی گاڑی اسکے گھر کے سامنے رکی تو اسکا دل رک سا گیا۔ بوجھل قدموں کے ساتھ وہ گاڑی سے اتری ۔

"بھابھی !بے فکر رہیئے۔۔۔ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔۔" اس نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

"آپ گھر جائیں۔۔ جہانگیر کو لے کر رادھا دیدی کی طرف پہنچیں۔۔ہم سب آپ کا وہیں انتظار کرتے ہیں۔۔۔" اس نے ایسے کہا جیسے یہ کوئی عام سی بات ہو۔

جواباً اُس نے سبھی کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔" میں انکا سامنا کیسے کروں گی ؟" کانپتی زبان سے اسکے منہ سے ادا ہوا تھا۔

"تو کیا تم نے خود کو گناہگار تسلیم کر لیا ہے ؟؟ "اب کے نواز صاحب بولے تھے ۔انکے سوال پہ وہ لاجواب ہو کر رہ گئی ۔

تبھی وہ معنی خیز انداز سے بولے۔" شوہر ہے وہ تمہارا۔۔اسے تم پہ یقین کرنا ہی ہوگا۔۔اگر آج تم اسکا سامنا نہ کر پائی تو تابینہ کی طرح ساری عمر ایک ناکردہ گناہ کی سزا کاٹتی رہو گی ۔"

انکی بات سن کر دانش اور جولی نے ایک دوسرے کو حیرانگی سے دیکھا۔

جنت کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ کیونکہ اس نے اسے اپنی خالہ کا نام تو بتایا ہی نہیں تھا،تو پھر اسے کیسے علم ہوا تابینہ کا۔ اس سے پہلے وہ اس سے کوئی اور بات کرتی ،وہ خراماں خراماں قدم بڑھاتے ہوئے رادھا دیدی کے گھر کی طرف بڑھے جو جہانگیر کے گھر سے دو گھر چھوڑ کر ،پاس میں ہی تھا۔

"ریلیکس۔۔۔بھائی لوز یو سسٹر اِن لاء۔۔۔ہی وِل نیور ہرٹ یو۔۔۔ پلیز۔۔ٹرائے ٹو سالو یور میٹر بائے یور سیلف۔۔"جولی نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر دلاسہ دیا اور نوازصاحب کے پیچھے پیچھے رادھا دیدی کی طرف چلی آئی ۔

انہیں وہاں سے جاتا دیکھ کر وہ انکی پشت کو دیکھنے لگی ۔کچھ دیر بعد ہی وہ اسکی نظروں سے اوجھل ہوگئے ۔

اب کہ اسکے سامنے اپنا گھر تھا،جہاں اسکا ہمسفر بے پناہ شدت سے اسکا انتظار کررہا تھا۔جوں ہی اس نے گھر میں قدم رکھا تو اسے ایک گہرے سناٹے کا سامنا تھا۔ اس نے گھر کے چاروں اطراف میں نگاہ دوڑائی مگر اسکا وجود اسے کہیں نظر نہ آیا۔ اس نے کمرے کے دروازے پہ دستک دی مگر اندر سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ کوئی وہاں ہوتا تو جواب دیتا؟

دوسری طرف وہ اپنا موبائل اپنی پینٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے ڈرائنگ روم سے باہر نکلا تو اسے لاؤنج میں پاکر خوشی سے مسکرادیا۔

"تم؟ کہاں چلی گئی تھی ؟ جانتی ہو میں نے تمہیں کتنا فون کیا۔۔ مگر تم۔۔۔ "وہ کہتے کہتے رُکا۔

"کچھ دیر ۔۔ کھُلی فضا میں سانس لینے ۔ "اس نے بے انتہاء لاچاری سے کہا۔

"ام م م ۔۔۔ تبھی تمہارے پیچھے آنے کی جسارت نہیں کرسکا۔۔ "اس نے زیرِ لب کہا۔

"خیر۔۔۔ نیہا انتظار کررہی ہے ہمارا۔۔"

"جانتا ہوں۔۔ لیکن ایسی حالت میں تم وہاں جاؤگی کیا؟؟ "اس نے ذرا نارمل ہوکر پوچھا۔

"ام م ۔۔تو آپ نے غور سے دیکھ لیا مجھے ؟ لیکن افسوس !پہچانتے اب بھی نہیں ہیں مجھے۔۔ "وہ اپنے دانتوں کو کاٹتے ہوئے بولی ۔

اسکے الفاظ سن کر وہ زخمی انداز میں مسکرادیا۔" طنز بڑی صفائی سے کرجاتی ہو۔۔اور تمہیں اس بات کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ کوئی کس قدر اذیت میں ہے ۔۔"

"اذیت میں تو میں ہوں۔۔۔ "اس نے دل پہ پتھر رکھ جیسے کہا ہو ۔

وہ چپ رہا تو اس نے خود ہی بات شروع کی ۔"اس ویڈیو کی وجہ سے آپ مجھ سے بدظن ہیں؟"

اب کے اس نے حیرت سے اسے دیکھا ۔" کون سی ویڈیو؟؟ "اس نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"ایک بات بتایئے ۔۔کیا آپ کو کبھی لگا کہ میں نے آپ کے ساتھ کوئی ناانصافی کی ہے ؟ یا میرے کسی عمل سے آپ کو لگا کہ میں آپکو دھوکا دے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رہی ہوں یا خیانت کی مرتکب ہو رہی ہوں؟؟ "وہ اسکے قریب بڑھی اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوالیہ بولی تو وہ نظریں جھکا کر رہ گیا۔

"کچھ پوچھ رہی ہوں میں؟؟ جواب دیجیئے۔۔۔ "اس نے ذرا زور دے کر سوال کیا مگر وہ اب بھی چپ رہا۔

"جانی ! آپ نے مجھے میرے ماضی کے ساتھ ایکسیپٹ کیا تھا؟ کیا تھا نا ؟ بتایئے ؟؟ "اب کے وہ ذرا تحمل سے بولی ۔ اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ماتھے کے ساتھ لگاتے ہوئے بے اختیار رودی ۔

"جنت۔۔" اس نے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا اور اسکے بالوں کو سہلانے لگا۔" پلیز۔۔رونہیں۔۔۔ "اس نے اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے خود بھی رودیا۔

"میرے لیئے تمہاری خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے ۔۔مجھے معاف کردو۔۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم ۔۔"اس سے پہلے اسکے الفاظ مکمل ہوتے ،گھر کے مرکزی دروازے سے دانش،جولی اور نیہا داخل ہوئے ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوئے ---ہوئے ---یہاں رومانس چل رہا ہے -- تبھی میں کہوں میرا فون کیوں نہیں اٹھایا جارہا--"نیہا نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو وہ اس سے دو قدم پیچھے کو ہولیا۔

"ارے --ارے--آپ دونوں تو رورہے ہیں--کیوں؟؟ "نیہا جیسے ہی ان کے قریب آئی تو دونوں کی آنکھوں کے بھیگے گوشوں کو دیکھ کر اپنی کمر پہ ہاتھ رکھ کر بولی ۔"   اوہ --ہو --ہوا کیا ہے ؟؟؟ "اس نے مکرر پوچھا۔

"اب تمہیں بتانا ضروری ہے ؟ " دانش نے اسے ٹوکا تو وہ خاموش ہو کر رہ گئی ۔" چلو ---اب دعوت پہ سب انتظار کررہے ہیں تم دونوں کا --کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے-- "

"ہاں--ہم بس آہی رہے تھے-- "جہانگیر اپنے بالوں پہ ہاتھ پھیرتا ہوا بولا جبکہ اسکا پورا دھیان جنت پہ تھا ،جو اپنے اندر کا دکھ بمشکل ہی سب کے سامنے چھپا پارہی تھی ۔

اسے اچانک یاد آیا کہ اس نے اسکا تعارف تو ان دونوں سے کروایا ہی نہیں۔ تبھی وہ بولا۔" جنت-- ان سے ملو---یہ --- "

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس سے پہلے اسکی بات پوری ہوتی ،وہ فوراََ سے بولی ۔"بھیاء ۔۔ووی نو ایچ آدر۔۔۔ووی ڈونٹ نیڈ یور انٹروڈکشن۔۔ "وہ ذرا آنکھ مار کر بولی ۔

"ایگزیکلی ۔۔۔اب رحم کھاؤ ۔۔سب پہ ۔۔کھانے پہ ویٹ کررہے ہیں سب ۔۔ "وہ التجائیہ انداز میں بولا۔

اب کہ اسکی سمجھ میں سب آنے لگا تھا کہ اسے ویڈیو والی بات کہاں سے پتہ چلی ؟

****

علی الصبح اسکی آنکھ کھلی تو شاہ ویز غائب تھا۔اس نے کمرے کے چاروں اطراف میں نگاہ دوڑائی مگر اسکا کہیں نام و نشاں نہ تھا۔ وہ تیزی سےبیڈ پر سے اٹھی اور لاؤنج میں آئی ۔

"حد نہیں ہو گئی ؟ کہتا تھا تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا ۔۔اور اب دیکھو۔۔۔ "وہ اندر ہی اندر غصہ سے آگ بگولہ ہورہی تھی ۔

اسی اثناء میں اسے دروازے کے اندر کسی کے چابی گھمانے کی آواز آئی ۔ وہ سمجھ گئی کہ شاہ ویز ہی ہوگا۔ سو اس نے اپنے بکھرے بالوں کو کیچر کی مدد سے جوڑا بنایا اور کچن میں آکر چائے بنانے لگی ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ارے ! یہ کیا کر رہی ہو تم ؟؟ "وہ کچن میں آیا اور اسے چائے بناتا دیکھ کر بولا۔

اسکا شدید ردِ عمل دیکھ کر وہ شاکڈ ہو کر رہ گئی ۔" کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟ میں کونسا بم بنانے کا فارمولا ریڈی کررہی ہوں ؟ "

اسکی بات سن کر وہ ہنسنے لگا۔" میں بناتا ہوں۔۔ تم باہر چل کر بیٹھو۔۔۔ "اس نے کپوں کو اس کے ہاتھ سے پکڑا جسے وہ بالترتیب ٹرے میں جوڑ رہی تھی۔

"او۔کے ۔۔ایز ۔۔یو ۔وِش۔۔ "وہ کندھوں کو اچکاتے ہوئے بولی اور باہر آکر بیٹھی ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دروازے پہ دستک ہوئی تو اس نے دروازہ کھولا۔ آواز اس تک بھی پہنچی مگر وہ اندر چائے کے ساتھ لوازمات پلیٹ میں سجانے لگا۔ اس نے دو کپوں کے ساتھ ایک اور زائد کپ ٹرے میں رکھا۔

"ارے ۔۔آپ ۔۔ یہاں۔۔ مجھے بلالیا ہوتا؟ "وہ اسکے پیچھے پیچھے آئی اور صوفے پہ آبیٹھی ۔

"کیوں ؟میں نہیں آسکتی یہاں ؟ "نمی ذرا ٹیک لگا کر صوفے پہ بیٹھی ۔

"نہیں ۔۔ایسا کب کہا میں نے ؟ محسن بھائی نہیں آئے ؟؟"

اسکی بات پہ وہ کھلکھلا کر ہنسی ،جیسے کوئی لطیفہ ہو۔ اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ان کا کہنا ہے کہ ۔۔ تمہیں وہ بھابھی کہیں گے تو تم آگ بگولہ ہوجاؤ گی ۔۔۔بس ۔۔اس لیئے۔۔ "اسکی بات پہ اب کہ وہ بھی ہنسنے لگی ۔

"محسن بھائی بھی نا۔۔۔ انہیں کہیئے گا ۔۔اب وہ مجھے بھابھی بلا سکتے ہیں۔۔ "وہ کچھ سوچتے ہوئے، ذرا مسکرائی تھی ۔

"اچھا ۔۔چلو۔اب۔۔ہاتھ آگے کرو۔۔۔مہندی لگا دوں تمہیں۔۔ "اس نے اپنے بیگ میں سے مہندی نکالی اور میز پہ پڑے ٹشو باکس سے ٹشو پکڑ کر مہندی لگانے کے لیئے ،اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کا انتظار کرنے لگی ۔

"مگر ۔۔یہ کیوں؟ مجھے نہیں لگوانی مہندی ۔۔۔ "وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی ۔

"مجھے کیا؟؟ تمہارے شوہر کا ہی پیغام ملا مجھے ۔۔ کہ نمی بھابھی ،مہر کو آکر مہندی لگا جائیں۔۔اب میں اس حالت میں بھی اسکے ایک پیغام پہ چلی

آئی ہوں۔۔اور تم ہو کہ نخرے۔۔۔ "اس سے پہلے اسکی بات مکمل ہوتی شا ہ ویز چائے کا ٹرے لے کر کچن سے باہر آیا۔

"شا ہ ویز۔۔ کم از کم ۔۔ٹائم تو دیکھو۔۔۔صبح کے سات بج رہے ہیں اور تم نے انہیں مہندی کے لیئے بلوا لیا۔۔ "

اس نے چائے میز پہ رکھی اور نمی کے سامنے موجود صوفے پہ بیٹھ گیا۔" اگنور کریں اس کی بات کو۔۔"

اسکی بات پہ مہر نے اسے آنکھوں کو گول کرتے ہوئے شکایتی نظروں سے دیکھا۔

"اور تم۔۔۔چپ کر کے بیٹھو۔۔۔ "وہ اسی انداز میں بولا جیسے اس سے پہلے بات کیا کرتا تھا۔وہ آج اسے اپنا وہی کزن لگ رہا تھا ،جس کے ساتھ اسکی ایسی بحث و تکرار اکثر ہوا کرتی تھی۔

****

"شماز۔۔ یہ کیا ہوگیا؟ ہم تو سب ٹھیک کرنا چاہتے تھے ۔۔لیکن۔۔چچا جان نے تو ابو جی کو امتحان میں ہی ڈال دیا۔۔ "بلاشبہ علینہ کی بات میں وزن تھا۔

Clubb of Quality Content

شماز کمرے میں چکر لگاتا ہوا ایک عجیب ہی کشمکش کا شکار تھا۔وہ کبھی ایک طرف سےدوسری طرف آتا، تو کبھی دوسری طرف سے پہلی طرف۔

"شماز۔۔یہ حل نہیں ہے اس مسئلے کا۔۔۔پلیز۔۔۔سوچیئے کچھ۔۔۔ "وہ ذرا زور دے کر بولی تو شماز ٹہلتے ٹہلتے رُکا۔

"تو کیا کروں میں ؟؟ سب ٹھیک ہی تو ہو رہا ہے ۔۔ "

"کیا ؟؟" وہ سر پکڑ کر رہ گئی۔

"اگر ابا اسے اپنے ہاتھ سے نہیں ماریں گے تو میں ماردوں گا۔۔۔ "وہ شدید غصہ میں تھا۔

"شماز۔۔۔شماز۔۔شماز۔۔۔ بھائی ہے وہ آپکا۔۔۔خدا کانام ہے ۔۔ایسی باتیں تو نہ نکالیئے منہ سے۔۔ " علینہ کانپتی آواز میں بولی ۔

"بھائی ہے ، تبھی تو اب تک سکون سے اس سارے مسئلے کا حل ڈھونڈ رہا ہوں۔۔ "وہ گہری سنجیدگی لیے بولا ۔

"کانووکیشن کب ہے شماز؟؟ "اس نے کچھ دیر توقف کے بعد سوال کیا۔

"کل ہے۔۔ "وہ کیلنڈر کی جانب نگاہ کیے بولا۔" مجھے بس انتظار ہے کل کا۔۔"

"اگر وہ آئی ہی ناتو؟؟؟ "اس نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔
"ایسا ہو نہیں سکتا۔جب اس نے رمشا سے کانووکیشن کا پوچھا ہے تو۔۔ وہ اسے لے کر ضرور آئے گا۔۔ "وہ پورے وثوق سے بولا۔
اسکے لہجے میں پراعتمادی دیکھ کر علینہ گہری سوچ میں پڑ گئی ۔

****

سامعیہ کا رو روکر بُرا حال ہو گیا تھا۔جب سے ندیم صاحب نے نعیم صاحب سے اسکی جان اپنے ہاتھوں سے لینے کا وعدہ لیا تھا ،وہ چوبیس گھنٹے جائے نماز پہ بیٹھی نوافل ادا کرتی رہتی یا دعائیں مانگتی ہوئی ہی پائی جاتی ۔ ایمل اور سدرہ بھی اسکی بے بسی دیکھ کراندر ہی اندر رو رہی تھیں۔سامعیہ نے قرآنِ پاک کی تلاوت مکمل کی اور زیبا کے کمرے میں آئی مگر وہ وہاں نہیں تھی ۔آخر وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر مہر کے کمرے میں آئی ۔
ایک عرصے بعد زیبا مہر کے کمرے میں گئی تھی ۔ سامعیہ نے اسے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا۔وہ مہر کے کپڑوں کو نہایت نفاست سے اسکی الماری میں جوڑتے ہوئے پراعتمادی سے مسکرا رہی تھی ۔
دروازہ پہلے سے ہی کھلا ہوا تھاسو وہ بلا اجازت ہی اندر داخل ہوئی ۔

"زیبا۔۔" ابھی انہوں نے اسکا نام ہی لیا تھا کہ اس نے حیرت سے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"میں جانتی ہوں تم مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتی ۔۔۔لیکن۔۔۔"

"جانتی ہیں تو پھر کیو ں کررہی ہیں بات ؟؟؟" وہ سخت برہم لہجے میں بولی ۔

"زیبا۔۔ میں مجبور تھی ۔۔۔ میں نے کبھی نہیں چاہا کہ مہر کے ساتھ ایسا کچھ ہو۔۔" وہ بلک بلک کر رورہی تھیں۔

"اگر ایسا ہے تو کیوں پھر غلط بات کی حمایت کی ؟؟"

"شاہ ویز بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس رشتے میں بندھے ۔۔لیکن ۔۔ اِنہوں نے دھمکی دی تھی کہ وہ ہمیشہ کے لیئے مجھے چھوڑ دیں گے ۔۔" وہ دل پہ پتھر رکھے ،اپنا سانس بمشکل ہی بحال کر پائی تھی ۔

اسکی بات سن کر زیبا ہکا بکا رہ گئی ۔

علینہ جو ابھی اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی ،ان دونوں کی باتیں سن کر ساکت رہ گئی ۔

"زیبا۔۔تم ہی ہو جو میرے بچے کو بچا سکتی ہو۔۔"وہ مزید بولیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شماز کمرے سے باہر آیا تو اسے کمرے کی دہلیز پہ سامنے موجود کمرے کے پاس کھڑا دیکھ کر چونکا۔ اس سے پہلے وہ اس سے وہاں کھڑے ہونے کی وجہ پوچھتا ،اسکا تجسس کمرے کے اندر سے آنے والی آوازوں سے ذرا کم ہوا۔

"یہ نہیں چاہتے تھے کہ شاہ ویز کی وجہ سے وہ اپنے بھائی سے دور ہوں۔۔۔ شاہ ویز نے انکی بہت منت سماجت کی ۔۔لیکن اِنہوں نے ایک نہ سنی ۔۔میں مانتی ہوں کہ شاہ ویز نے غلط کیا ،اسے فیصل آباد چھوڑ کر۔۔ لیکن۔۔اِنہوں نے سب جانتے بوجھتے ہوئے شاہ ویز کو نکاح کے لیئے فورس کیا۔۔ اگر وہ نہ کرتا تو وہ مجھے چھوڑ دیتے۔۔۔ میں نے چاہا کہ میں شماز کو سب بتاؤں۔۔لیکن میں قسم کی زنجیروں میں بندھی ہوئی تھی ۔۔اگر میرے بیٹے کی جان لینے سے تم لوگوں کی تسلی ہوتی ہے تو سب سے پہلے ۔۔اسکی ماں کو مار دو۔۔ مجھے مار دو۔۔۔ وہ برا ہے نا۔۔تو اسے کیوں؟؟ اسکی جگہ اسکی ماں کو مرنا چاہیئے۔۔۔ "وہ زاروقطار روتے ہوئے ،اسکے سامنے اپنے ہاتھ جوڑے ہوئے تھی ۔

شماز نے آؤ دیکھا نا تاؤ ،انتہائی درشتی سے کمرے میں داخل ہوا۔" امی ! کیا کررہی ہیں آپ ؟؟ "اس نے اسکے ہاتھ پکڑے جو زیبا کے سامنے جڑے ہوئے تھے ۔

علینہ بھی اسکے پیچھے کمرے میں آئی ۔

"شماز !میرے شاہ ویز کو بچا لو۔۔۔تمہیں اللہ کا واسطہ ہے ۔۔۔شماز۔۔۔وہ بھائی ہے تمہارا۔۔۔تمہارا اپنا سگا بھائی ۔۔۔ "وہ روتے روتے اسکے سینے سے جالگی ۔ اسکی حالت دیکھ کر زیبا بھی رودی۔

اپنی ماں کو اپنے سینے سے لگائے ،وہ آنکھیں بھر آیا۔ آخر وہ انہیں کیسے بتاتا کہ ایسا اب اسکے بس میں بھی نہیں ہے ۔ یہ فیصلہ زیتون خانم کے بیٹوں کو تھا ، جنہیں اپنی جان سے کہیں زیادہ اپنے کہے ہوئے لفظوں کا پاس تھا۔

****

"سجیل ؟؟ تم آخر کیوں جا رہے ہو؟ کیا کہا ہے اس نے تمہیں جو تم ؟؟ "تابینہ شش وپنج کا شکار تھی ۔

اس نے لاپرواہی سے اسے دیکھا اور پھر دوبارہ سے بیگ پیکنگ میں مصروف ہوا۔

"سجو۔۔۔میں نے کچھ پوچھا ہے ؟ "اب کے اس نے ذرا غصہ سے دریافت کیا۔

"آپو۔۔۔ مجھے جانے دیں پلیز۔۔۔۔ "اس نے التجائیہ انداز میں کہا۔

"مگر کیوں؟؟ آخر وہ چاہتا کیا ہے ؟جو اس نے تمہیں وہاں بلایا ہے ؟؟ "اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

"میں نہیں جانتاآپو۔۔ "اس نے نفی میں گردن ہلائی ۔

"وہ چاہتا کیا ہے آخر اس سے؟؟تم کہو تو میں اس سے بات کرتی ہوں؟؟ "

وہ اسکا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے بولی ۔

"اس کی ضرورت نہیں آپو۔۔۔ پلیز مجھے جانے دیں۔۔ "وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔ " میں اس مشکل وقت میں اسکو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔"اس نے ڈریسنگ سے اپنی تین ،چار پرفیوم اٹھا کر بیگ میں رکھی ۔

اسکی بات سن کر وہ سخت تناؤ کا شکار ہوئی ۔" چھوڑ چکے ہو تم اسے ۔۔کیوں ایکسیپٹ نہیں کر لیتے یہ بات ؟"

"یہی تو ایکسیپٹ نہیں کر پارہا۔۔۔ میں اسے چھوڑ بھی دوں ،تب بھی وہ میرے دل سے نہیں جاتی ۔۔یہاں بستی ہے وہ ،یہاں۔۔۔ "وہ بیگ کی زپ بند کرتے کرتے رُکا اور اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر بولا تو اسکی آواز بھرا سی گئی ۔

"وہ اب شادی شدہ ہے سجو۔۔۔ "تابینہ کی آنکھیں بھر آئیں۔

"بے فکر رہیئے۔۔میری بھیک زدہ محبت اسکے دل میں کہیں نہیں ہے ۔۔ "اس سے پہلے وہ کچھ اور بولتا تابینہ نے اسکی بات کاٹی ۔

"تو پھر ؟ تمہارے جانے کا مقصد کیا ہے ؟کیوں بلایا ہے اس نے تمہیں؟؟؟ "اسکے ماتھے پہ پریشانی کی شکنیں واضح ہوئیں۔

"میں سچ میں نہیں جانتا ۔۔اس نے بس کہا میں اسکی خوشی کے لیئے اٹلی آجاؤں۔۔۔"

"اسکی خوشی ؟؟؟ تم سے ؟؟ "تابینہ کا دماغ چکرانے لگا تھا۔

"نہیں۔۔۔اسکی خوشی اسکے شوہر میں ہی ہے ۔۔مجھ میں نہیں۔۔۔میں تو محض جہانگیر کی غلط فہمی دور کرنے کی غرض سے جارہا ہوں۔۔ "اس نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بیگ کی زپ بند کی اور اپنا پاسپورٹ دراز سے نکال کر اپنے شولڈر بیگ میں رکھتے ہوئے اپنے بالوں میں کنگھی کرنے لگا۔

"تو جانا ضروری ہے ؟ تم یہاں بھی تو۔۔۔۔ "

"آپو۔۔۔پلیز۔۔۔۔ کتنی تفشیش باقی ہے اور ؟ "وہ زچ ہوا۔

"جب تک تم مجھے اپنے جانے کی کوئی ایک ٹھوس وجہ نہ بتادو۔۔تب تک بھول ہے تمہاری کہ میں تمہیں گھر سے نکلنے بھی دوں گی۔۔اب میرا احترام اگر ذرا سا بھی دل میں ہے تو کھولو اپنی پیکنگ اور اپنی ٹکٹ کینسل کرواؤ۔۔۔ "اس نے اسےاپنا حتمی فیصلہ سنایا۔

"آپو۔۔۔بات اس ویڈیو تک کی ہوتی ۔۔اور بات تھی ۔۔۔لیکن یہاں بات اسکا میرے ساتھ اب تک رابطے میں ہونے کی ہے ۔۔"

"کیا؟؟؟ کیا مطلب۔۔وہ اب تک ؟؟؟ "اسکے الفاظ ادھورے رہ گئے ، تبھی راحت صاحب کمرے میں آتے ہی بولے ۔

"جہانگیر کو لگتا ہے کہ اس نے پاکستان آتے ہی سب سے پہلے سجیل کو کال کی ۔۔مزید یہ کہ وہ یہاں خاص اِس سے ملنے آئی ہے ۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

راحت کے کہے گئے لفظوں پہ اسکا تو جیسے سانس ہی بند ہو گیا تھا۔ اس نے ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر سجیل کو جو پریشانی سے انکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"اس لیئے ۔۔اسے نہ روکو تابینہ جانے دو۔۔۔ عورت سے محبت کا ثبوت اس سے شادی کر نا ہی نہیں ہوتا۔۔ اسکی عزت کی حفاظت محبت کا پہلا ثبوت ہے ۔۔۔ یہ اسکا ساتھ تو نہ دے سکا۔۔لیکن اسکے شوہر کے دل میں آئی غلط فہمی کو تو دور کرسکتا ہے نا کہ اُس نے اسکے نکاح میں آنے کے بعد کبھی اسکی امانت میں خیانت نہیں کی ۔۔اور جس للکار سے وہ خود کو مسز جہانگیر ہارون کہہ کر گئی تھی ،اس سے صاف یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سجیل علی اسکے دل میں دور دور تک کہیں بھی نہیں ہے ۔۔"

اسکی بات مکمل ہوئی تو سجیل نے ملتجی نگاہوں سے اس سے جانے کی اجازت چاہی تو اس نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے ،اپنا پیار بھرا ہاتھ اسکے سر پہ پھیرا۔

****

اسکے ہاتھوں پہ مہندی سے لگائے گئے خوبصورت پھولوں کو وہ کافی انہماک سے دیکھ رہا تھا۔ وہ مہندی لگے ہاتھوں کو اٹھ کر دھونے لگی تو اس نے اسے روکا۔

"کلر کم آئے گا۔۔تھوڑا اور رہنے دو۔۔ "

وہ جاتے جاتے رُکی ۔ خشک ہو چکی ہے یہ ۔۔۔ اب تم چاہتے ہو کہ چپک جائے ؟ " اس نے سوالیہ انداز سے کہا اوراپنی کہی بات پہ خود ہی ہنس دی ۔

"صبح کہاں گئے تھے تم ؟" وہ واش بیسن کے قریب آئی اور اپنے ہاتھ دھوتے ہوئے اس سے بولی ۔

"لاہور کی ٹکٹس بُک کروا کر آیا ہوں۔۔ شام میں جا رہے ہیں ہم ۔۔"

وہ ہاتھ دھوتے دھوتے رُکی ۔ اسکے چہرے پہ آئی مسکراہٹ ،خوف کے مارے غائب ہو گئی ۔"مجھے نہیں جانا کہیں۔۔۔ "وہ واپس آئی اور اسکے قریب بیٹھتے ہوئے بولی ۔

"جانا تو ہے نا۔۔ کانووکیشن ہے کل تمہاری ۔۔"

"ہاں تو پھر صبح جاتے ہیں نا؟ اور شام میں آجائیں گے ۔۔۔" اس نے اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی ۔

"رات ہاٹل میں رکیں گے ۔۔تاکہ صبح ٹائم پہ یونیورسٹی پہنچ جائیں۔۔" اسکی بات پہ وہ گہری سجیدگی سے اسکا چہرہ دیکھنے لگی ۔

"کیا ہوا؟؟ پریشانی کس بات کی ہے ؟؟ "

اسکے سوال پہ وہ نیم انداز میں مسکرادی ۔ " اب تو پریشانی رہی نہیں کوئی ۔۔۔تمہارے ساتھ میں سکون ملنے لگا ہے مجھے۔۔۔ "اس نے بے اختیار ہو کر کہا۔

اس نے حیران کن نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔" تم ٹھیک تو ہو؟"

"کیا مطلب؟ شوہر ہو تم میرے ۔۔تم سے محبت کا اظہار کرنے میں بھی اب میں کنجوسی کروں ؟؟ "اس نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے ذرا لجائی سے کہا تو اسکا سانس پھولنے لگا اور آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔

"کیا ہے ؟؟؟ جانتی ہوں۔۔تمہاری لائف لائن کی جگہ کبھی نہیں لے سکتی میں۔۔ لیکن ۔۔اپنی لائف کی لائن میں تو شامل کر ہی سکتے ہو نا تم مجھے ؟؟"

اسکی بات پہ وہ شرمندہ سا ہو کر رہ گیا۔

"بتاؤ نا؟؟ کہ چھوڑ دو گے مجھے ؟؟ "

اب کے اسکا دل بند ہونے لگا۔ جیسے کوئی قیمتی چیز اس کے ہاتھوں سے نکل رہی ہو۔" مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میری سانسیں ہی مجھے چھوڑ جائیں گی ۔ "اس نے دل میں خود سے سرگوشی کی ۔

"اچھا رہنے دو۔۔میں جانتی ہوں تم مر تو جاؤ گے ۔۔لیکن مجھے نہیں چھوڑو گے ۔۔ "وہ اپنے لگائے گئے اندازے پہ بے ضبط ہنسی ۔

اس نے اسے بغور دیکھا کیونکہ اسکی آنکھوں سے ہنستے ہنستے آنسوؤں کے قطرے چھلک رہے تھے ۔بلاشبہ وہ آنسوؤں کے قطرے خوشی کے تھے۔

"مہر۔۔میں اچھا نہیں ہوں۔۔۔ تم مجھے اتنی امپورٹنس کیوں دینے لگی ہو؟ "

"تم کیا ہو یہ صرف میں جانتی ہوں۔۔بس وعدہ کرو کہ تم مجھے چھوڑو گے نہیں۔۔۔ "اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اس سے عہد چاہا۔

وہ کسی گہری سوچ میں پڑ گیا۔

"کیا ہو گیا ہے ؟جان نہیں مانگی تمہاری ۔۔۔ "وہ پھر سے ہنسی ۔

"جان مانگ لیتی تو حاضر تھی ۔۔۔لیکن اپنا ساتھ ۔۔۔اسکا وعدہ کیسے کروں میں ؟؟ "اسکا دل دکھ سے بھر گیا آنکھیں آنسوؤں سے ڈوب چکی تھیں۔
اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے اسکے ہاتھ پہ جا گرے ،جس نے اسے پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا۔اس نے اسکے تر رخساروں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کیا۔

اس نے چاہا کہ وہ اس سے کچھ کہے مگر چاہ کر بھی وہ کچھ کہہ نہ پایا۔اس نے خاموشی سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھا اور اسے تسلی دی تو اسکے اداس ،آسودہ چہرے پہ مسکراہٹ دوڑی۔

"شاز کہہ سکتی ہوں میں تمہیں؟؟ "اسکے سوال پہ وہ مسکرایا۔" محسن بھائی تمہیں یہی کہتے ہیں نا۔۔تو میں اگر کہہ لیا کروں تو ؟"

"اجازت کیسی ؟ تم کہہ سکتی ہو۔۔ "وہ حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہو ؟ "

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

"سوچ رہا ہوں۔۔یہ قسمت بھی کیا عجیب چیز ہے ۔۔۔ جو ہم چاہتے ہیں وہ ،ہمیں ملتا نہیں۔۔ اور جو نہیں چاہیئے ہو تا ہے وہ مل جاتا ہے ۔۔ "وہ گہری سنجیدگی لیے بولا۔

"ہاں۔۔۔لیکن مجھے اب قسمت سے کوئی شکوہ نہیں۔۔میں سمجھ گئی ہوں کہ وہ سب ہونا شاید ایسے ہی لکھا تھا۔۔ بس اب ڈگری ہاتھ میں آتے ہی ،میں بھی نوکری شروع کردوں گی ۔۔اور تم۔۔تم اب وہ کام نہیں کروگے ۔۔ سمجھے۔۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا ،اس نے اسکے چہرے پہ موجود تجسس بھرے سوالوں کا جواب خود ہی دیا۔" سب جانتی ہوں۔۔"

اس نے اتنا کہا اور خاموش ہوگئی ۔" مہر۔۔ضروری نہیں ،جیسے ہم نے سوچا ہو،زندگی ویسی ہی گزرے۔ ہماری ہر ترکیب اور ہر منصوبہ بندی اکارت رہ جاتی ہے ،جب اللہ کا حکم آجاتا ہے ۔میری دعا ہے کہ ہم دونوں اپنے اس زبردستی کے جڑے ہوئے رشتے کو آخر تک نبھائیں۔"

اسکی بات پہ اسکے لبوں پہ سکوت طاری ہوگیا۔ اس نے جیسا جواب سوچا تھا، اسکی طرف سے ویسا جواب نہیں دیا گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جانتاہوں۔۔تم سوچ رہی ہو گی کہ میں شاید تم سے اکتا گیا ہوں۔۔لیکن۔۔اس اکتاہٹ اور بیزاری سے بھرے رشتے کی اب مجھے عادت ہوچکی ہے ۔۔تمہارا ساتھ مجھے سکون دیتا ہے ۔۔میں تمہیں کسی بھی تکلیف میں دیکھ نہیں سکتا۔۔ تمہارے لیئے کچھ بھی کر جانے کو جی چاہتا ہے ۔۔"

اسکے لفظوں نے اسکے چہرے پہ مسکراہٹ بکھیر دی تھی۔

"تو محبت کرنے لگے ہو تم بھی مجھ سے ؟؟" اس نے اسکی آنکھوں میں دیکھا ،جس میں اسے اپنے لیئے محبت صاف دکھائی دے رہی تھی ۔

جواباً وہ خاموش رہا۔

"دز۔۔از۔۔ناٹ فئیر ۔۔شاز۔۔۔ بیوی سے محبت کے اظہار میں شرم آرہی ہے تمہیں؟؟" اس نے منہ بنا کر کہا اور اسکے پاس سے اٹھی ۔

اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ اسکے اوپر آگری ۔

اس نے اسکی خمار آلود آنکھوں میں دیکھا ،جس میں اسے اپنے لیئے محبت نظر آرہی تھی ۔

"کیا کررہے ہو تم ؟ چھوڑو۔۔۔"

وہ اسکے بازوؤں کے حصار میں تھی ۔ اس نے اسے قدرے اور مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"اب بتاؤ؟ شرم کسے آرہی ہے ؟ "وہ شرارت بھرے لہجے میں بولا۔

"اچھا۔۔چھوڑو تو۔۔۔ " اس نے خود کو اسکی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کی مگر بے سود۔

"سوچ لو۔۔۔ چھوڑ دوں؟ ؟ "اس نے حیرانگی سے ذرا مسکرا کر سوال کیا۔

"پھر یہ نہ کہنا کہ شاز ۔۔تم نے مجھے چھوڑ دیا۔ "وہ اسکے انداز کی نقالی کرتے ہوئے بولا تو اس نے اپنے ہاتھوں کو ڈھیلا چھوڑا اور اسکے محبت کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے ،اپنی آنکھوں کو بند کیئے نہایت سکون سے مسکرادی ۔

****

"نواز۔۔کیا بات ہے ؟ آپ لنچ پہ بھی پریشان پریشان سے لگ رہے تھے ۔۔کوئی بات ہے تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔۔۔ "کرسٹی نے انہیں لان میں چکر لگاتے دیکھا تو ان کے پاس آکر کھڑی ہوئی ۔

"کچھ نہیں۔۔۔ "انہوں نے لاپرواہی سے کہا اور لان میں موجود کرسی پہ آبیٹھے۔

انہوں نے سگریٹ پہ پڑے سگار کو اٹھایا اور اپنے منہ میں رکھتے ہی اسے سلگایا۔ سگار سے اٹھنے والا دھواں بھلے ہی اسکے دل کو تقویت دے رہا تھا مگر اسکا دل اندر تک گھائل ہوچکا تھا۔

"نواز؟؟ کیا بات ہے ؟ آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔۔۔کوئی پریشانی ہے تو کہیئے۔۔۔ "وہ انکے سامنے موجود کرسی پہ بیٹھی۔

"کرسٹی ۔۔ وہ ۔۔جنت۔۔۔"اس نے اتنا کہا ہی تھا کہ اسکے اندر کے انسان نے اسے جنجھوڑا۔

"کچھ نہیں۔۔۔ "وہ فوراََ سے اپنے حواس بحال کرتا ہوا بولا۔

اسکی ادھوری بات نے اسے تجسس میں مبتلا کر دیا تھا۔"کیا جنت ؟؟ "وہ تذبذب کا شکار ہوئی ۔" نواز۔۔۔ کیا ہوا اسے ؟؟"

"نہیں۔۔کچھ نہیں۔۔۔ "وہ نفی میں گردن ہلا کر بولا۔

"نواز۔۔ میں جانتی ہوں کہ جولی سے غلطی ہوئی ہے ۔۔اسے ایسے اپنے وِلاگ میں ان دونوں کی تصاویر اور ویڈیو ز کو یوز نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔ لیکن۔۔ ہم اس سب کو بدل تو نہیں سکتے نا۔۔۔ "وہ تفہیمی انداز میں بولی ۔

"جانتا ہوں۔۔۔لیکن ۔۔اسکا یہاں کوئی نہیں ہے ،جو جہانگیر سے اسکے لیئے بات کرے ۔۔ "وہ اپنے ہونٹ دبا کر رہ گئے ۔

"کیوں کوئی نہیں ہے ؟؟ ہم ہیں نا؟؟ "اس نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا۔

اسکی بے پناہ محبت پہ وہ پرامیدی سے مسکرائے ۔

"ویسے بھی ۔۔جہانگیر اور وہ ۔۔خوش تھے لنچ پہ ۔۔مجھے نہیں لگتا کہ ۔۔۔۔"

"بظاہر۔۔۔ "انہوں نے اسکی بات کاٹی ۔تو وہ بولتے بولتے رُکی ۔" بظاہر خوش ہیں۔۔ شوہر کے دل میں اگر ایک دفعہ بدگمانی آجائے تو ،وہ قبر تک آپکے ساتھ جاتی ہے ۔۔"

اس نے عالمگیر سچائی بیان کی تھی ۔ اسکی بات سن کر وہ تڑپ کر رہ گئی مگر کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

"اور اگر بیوی کے دل میں آجائے تو؟؟ بیوی تو معاف کردیتی ہے -- شوہر کے عیب پہ پردہ ڈال دیتی ہے --لیکن شوہر کیوں نہیں؟؟ "اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ اس سے نظریں چرا کر رہ گئے ۔

"دیکھیں---اگر جہانگیر صرف دنیا داری نبھا رہا ہے تو یہ جنت کے ساتھ زیادتی ہے -- یہ رشتہ مجبوری نہیں ہے نواز--فرض کریں اگر ہماری جولی اسکی جگہ ہوتی تو ہم کیا کرتے ؟؟ "

کہتے کہتے اسکے ہونٹ کانپ کررہ گئے ۔سننے والے کا بھی حال کچھ الگ نہیں تھا۔ اسکا دل ڈھل کر رہ گیا۔ اسکی حالت غیر ہونے لگی ۔

"نواز---میں نے صرف بات ہی کی ہے --- ریلیکس--- " اس نے ذرا زور دے کر کہا۔

"دیکھیئے ذرا اپنی حالت---تو سوچیئے--جنت کے باپ کا کیا حال ہوگا؟ جب اسے پتہ چلے گا کہ اسکی بیٹی کے ساتھ پردیس میں یہ ظلم ڈھایا جارہا ہے "؟

نواز نے کرسی کے بازو کو انتہائی مضبوطی سے پکڑا اور اس سے نظریں چراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"نواز۔۔۔ نواز۔۔۔ کیا ہوا؟؟؟ نواز؟؟؟ "اس نے اسے پیچھے سے بار ہا آواز دی مگر وہ انتہائی تکلیف اور اذیت سے اپنے قدم بڑھاتا ہوا لاؤنج میں داخل ہوا اور کمرے میں آتے ہی بیڈ پہ ڈھے گیا۔

۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 27
تیری راہ میں

رات گئے تک وہ انکی حالت پہ پریشان رہی۔ وہ چاہ کر بھی اس سے کچھ بھی بانٹ نہیں سکتا تھا مگر اسکا لہجہ اور اسکے چہرے کے تاثرات اسے صاف بتا رہے تھے کہ کوئی نہ کوئی تو گہری بات ضرور ہے جو وہ اس سے چھپا رہے ہیں۔

ہارون صاحب سیر کے بعد ابھی گھر لوٹے ہی تھے کہ ان کے فون پہ مسلسل بیل ہونے لگی۔ جوں ہی انہوں نے اپنے کوٹ کی جیب سے موبائل نکالا تو انہیں تھوڑی تشویش ہوئی۔

"کرسٹی اور مجھے فون؟؟" انہوں نے خود کلامی کی۔ مگر اگلے ہی لمحے انہوں نے فون اٹھایا۔

"جی بھابھی؟؟؟"

"ہارون بھائی؟ آپ سے بات ہوسکتی ہے ؟؟ "اس نے التجائیہ انداز میں کہا۔

"جی۔۔کیوں نہیں؟ سب ٹھیک تو ہے ؟؟"

"جی۔۔ ہارون بھائی کوئی ایسی بات جو میرے لیے جاننا ضروری ہو لیکن مجھے نہ بتائی گئی ہو؟؟ "اس نے ذومعنی انداز میں کہا ۔

وہ کمرے میں جاتے جاتے رُکے اور لاؤنج میں موجود صوفے پہ آبیٹھے۔

"میں سمجھا نہیں بھابھی۔۔۔ "

"میں جانتی ہوں آپ سمجھ گئے ہیں سب کہ میں کیا جاننا چاہتی ہوں۔۔ "

اس نے صاف انداز میں کہا تو وہ ہکا بکا رہ گئے۔

وہ مزید بولی۔" دیکھیئے بھائی صاحب۔۔آپ اور ہم ایک عرصے سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔۔اور میں یہ اچھے سے جانتی ہوں کہ مجھ سے زیادہ تو انکی ہر بات میں راز دار آپ ہیں۔۔۔ "وہ کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولی۔" گھما پھرا کے بات نہیں کروں گی۔۔۔صاف صاف کہوں گی۔۔ آپکی بہو۔۔جنت۔۔ کیا نواز جانتے ہیں اسے؟؟ "

وہ صوفے پہ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے مگر اسکی بات سنتے ہی ذرا سیدھے ہو کر بیٹھے ۔" ظاہر ہے ۔۔میری بہو ہے ۔۔۔ جانتے تو ہوں گے ۔۔ "انہوں نے ہنستے ہنستے بات ٹال دی ۔

"ہارون بھائی۔۔ آپ میری بات کو سیریس نہیں لے رہے ۔۔یہاں بات کچھ اور ہے ۔۔۔ "اس نے تجسس آمیز لہجے میں کہا۔

"کیا بات ؟؟ "

وہ کچھ کہتے کہتے رُکی ۔" اسکا مطلب وہ ویڈیو ان تک نہیں پہنچا۔ "اس نے دل میں خود سے کہا۔

"کچھ نہیں۔۔۔ "اس نے نفی میں گردن ہلائی اور فون رکھ دیا۔

"کس کا فون تھا؟ "انہوں نے ناشتہ ڈائننگ ٹیبل پہ رکھا اور ان سے بولی۔

"کرسٹی بھابی کا۔۔۔ "انہوں نے فون جیب میں ڈالا اور صوفے سے اٹھ کر ڈائننگ ٹیبل کی طرف آئے ۔

"خیریت؟؟ "انہوں نے چائے کا کپ انکے سامنے رکھا۔

"ہاں۔۔ پوچھ رہی تھیں ۔۔جنت اور نواز میں کیا رشتہ ہے ؟ "

"کیا؟؟؟ "حیرت کے مارے انکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"مجھے لگتا ہے اسے شک ہو گیا ہے ۔۔۔کچھ تو ایسا ہوا ہے وہاں جو ۔۔۔ "

انکی بات ادھوری رہ گئی ، تبھی وہ بولیں۔

"میں جانتی ہوں۔۔کہ کیا ہوا ہے ؟ رادھا دیدی نے مجھے سب بتایا ہے۔۔ میں نے سوچا کہ آپکو بتا دوں۔۔لیکن میں آپکو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی ۔۔"

"ہوا کیا ہے ؟؟؟ "انہوں نے چائے کی ایک چُسکی بھری اور چائے پیتے پیتے رُکے۔

****

"آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کررہے ؟؟ "وہ اسکے سامنے کھڑی ذرا رونے والے انداز میں بولی ۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ "اس نے سنجیدہ مزاجی سے کہا اور آئینے میں اپنا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے ،بالوں پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔

"ناشتہ بھی نہیں کیا آپ نے ۔۔۔چائے بھی نہیں پی ۔۔"

"دل نہیں چاہ رہا۔۔۔ "اس نے ٹائی ہاتھ میں لی اور اسے سیٹ کرتے ہوئے اس سے بولا۔" تم ناشتہ کر لو ۔۔"

وہ اسے برابر اگنور کیے جارہا تھا۔آخر وہ کس چیز سے بچ رہا ہے ؟یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا۔

"اب تو سب ٹھیک ہو گیا ہے نا؟ تو آپ؟ "اس نے نظر بھر کر اسے دیکھا تو اسکے الفاظ ادھورے رہ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

گئیے۔

"جانِ جانی !اتنا پریشان نہیں ہوتے۔۔سب ٹھیک ہوجائے گا۔۔ "اس نے اسکے گال کو تھپتھپاتے ہوئے کہا تو اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

تین دن بعد اس نے اسے اس نام سے بلایا تھا۔اسے ایسے لگا جیسے تین صدیاں گزر گئی ہوں ،اسے اسکا نام لیئے ۔

"روتے نہیں۔۔۔پلیز۔۔۔ "اس نے اسکی آنکھیں صاف کیں ،جو بے ضبط بہہ رہی تھیں۔

"آپ مجھے کیوں اگنور کر رہے ہیں؟؟ آپ مجھے سزا دے سکتے ہیں میرے ہر گناہ کی ۔۔آپ سے منسوب ہوتے ہوئے میں نے کسی اور شخص کے بارے میں سوچا۔۔میں واقعی سزا کا حق رکھتی ہوں۔۔لیکن۔۔ لیکن ۔۔میرا یقین کیجیئے۔۔میں نے کبھی بھی آپ سے نکاح کے بعد ۔۔ اس شخص کے بارے میں نہیں سوچا۔۔۔"

وہ بے ضبط بولتی چلی گئی اور وہ سنتا گیا۔ آخر اس نے اپنے ہاتھوں سے اسکے آنسو صاف کیے اور اسکی حالت کے پیشِ نظر بولا۔

" نواز انکل کی طرف چھوڑ دوں ؟ واپسی پہ آتے ہوئے لیتا آؤں گا۔۔۔ "

****

"اتنا سب ہو گیا؟ مگر ۔۔۔ "وہ بوکھلا سے گئے ۔

"ہارون پلیز۔۔۔ڈونٹ بی پینک ۔۔ اسکی زندگی میں جہانگیر سے پہلے جو کوئی بھی تھا،اس سے ہمارا کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔ جہانگیر کے بعد اگر اسکی زندگی میں کوئی ہوتا تو اس سے ضرور ہمارا لینا دینا ہوتا۔۔"وہ تفہیمی انداز میں بولتے ہوئے مزید بولیں۔۔ " اب آپ ہی دیکھیئے جہانگیر کو ۔۔ وہ آخر کس بات کی سزا دے رہا ہے اسے بھی اور خود کو بھی ۔۔وہ بتا رہی تھیں کہ وہ سب کے سامنے تو نارمل بیہیو کرتا ہے لیکن۔۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا کہ میں کیا کہنا چا ہ رہی ہوں؟؟؟"

انہوں نے اثبات میں گردن ہلائی اور کچھ کہتے کہتے رُکے۔" اسی لیئے کرسٹی نے مجھے کال کی ۔۔۔اسکا مطلب اسے بھی کچھ محسوس ہوا ہے۔۔۔"

انہوں نے فوراََ نواز کا کال ملائی ۔ اسکے موبائل پہ مسلسل بیل ہوئی لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔ آخر تھک ہار کر اسے لینڈ لائن نمبر پہ فون کرنا پڑا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ٹرن۔۔۔ٹرن۔۔۔۔ "گھنٹی کوئی تین چار مرتبہ ہوئی ۔

وہ نیند سے بیدار ہوا اور اپنا ہاتھ آگے کی طرف بڑھاتے ہوئے میز پہ موجود فون کے ریسیور کو اٹھاتے ہوئے بولا۔" اس وقت کون ہے بھئی ؟؟؟ "وہ نیم بیہوشی میں ذرا بیزاری سے بولے۔

"تمہیں وقت کی پرواہ ہے کیا؟؟ "

انہوں نے انکے فون اٹھاتے ہی انہیں خوب جھاڑ پلائی ۔

وہ فوراََ سے آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے ۔" ہارون ! تم ؟؟ "

"ہاں ۔۔میں۔۔ آخر تم کیوں چپ ہو اب ؟؟ کیوں؟نواز کیوں؟ " وہ تقریباََ اونچا بولے تھے ۔ تبھی انکے سامنے موجود ثمینہ بیگم نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے ذرا پرسکون ہونے کے لیئے کہا۔

"ہارون ؟ میری بیٹی بے قصور ہے ۔۔ اسکا کوئی قصور نہیں ہے ۔۔ "انکی آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے ۔

کرسٹی جو ابھی انہیں جگانے کے لیئے آئی ہی تھی کہ ان کے الفاظ سن کر دروازے کے پاس ہی کھڑی رہی ۔ وہ فوراََ سے لاؤنج میں رکھے گئے

نادل کلب
Clubb of Quality Content

دوسرے ہینڈ سیٹ کی طرف بھاگی ۔ اس نے فوراً سے کریڈل پر سے ریسیور اٹھایا اور کان کے ساتھ لگایا۔

"جب جانتے ہو تو کیوں بولتے نہیں ہو تم ؟؟ کیوں ؟ تمہیں کس بات کا خوف ہے آخر ؟ کرسٹی تمہیں چھوڑ دے گی ؟ اس بات کا خوف ہے ؟؟؟ " ہارون کے کہے گئے الفاظ اسکے کان میں پڑے ہی تھے کہ اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔

"میرے چھوڑنے کا خوف؟؟ "اس نے خود کلامی کی اور پھر کان کے ساتھ ریسیور لگائے ان دونوں کی دوبارہ باتیں سننے میں محو ہوئی ۔

"ہارون۔لالے کی جان ! سچ کہوں تو مجھے اب کسی چیز کا خوف نہیں۔۔ " انکی آواز بھرا سی گئی ۔

"تو پھر ؟ کیوں نہیں تم بتا دیتے اسے کہ وہ تمہاری بیٹی ہے ؟؟ کیوں نہیں بتادیتے؟؟ وہ جس حالات میں ہے اسکے پاس کوئی سپورٹ نہیں۔۔"

اتنا سننا ہی تھا کہ اسکا ہاتھ کانپنے لگا۔ اسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آرہا تھا۔" جنت نواز کی بیٹی۔۔ "وہ لب کاٹ کر رہ گئی ۔

"ہارون۔۔۔لالے کی جان !کاش میں اسے بتا سکتا ۔۔کاش !مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ کرسٹی مجھے چھوڑ دے گی ۔۔۔خوف تو مجھے اس بات کا ہے کہ ۔۔میری بیٹی نے اگر مجھ سے پوچھ لیا کہ ۔۔ابا آپ نے میری خبر کیوں نہ لی ؟ تو میں اسے کیا جواب۔۔۔؟؟ "انکے الفاظ انکے حلق میں ہی اٹک کر رہ گئے ۔

****

اگلی صبح دونوں پوری تیاری سے فیصل آباد سے لاہور کے لیئے نکلے تھے ۔ دورانِ سفر وہ اسکا ہاتھ تھامے ،اسکے کندھے پہ سر رکھے آنکھیں بند کیے بیٹھی رہی ۔ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور مسکراتے ہوئے اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی ۔

ایک وہ وقت تھا اسے اسکا ہاتھ پکڑنا تو کیا اسکی شکل تک دیکھنا بھی گوارا نہیں تھی ۔ مگر اب وہ اسے اپنی آنکھوں کے رستے اپنے دل کے ایک ایک گوشے میں چھپا لینا چاہتی تھی ۔

موسم کی کیفیت خاصی دلکش تھی ۔ اس نے بھی نظر بھر کر اسے دیکھا اور مسکرادیا۔" نظر لگانے کا ارداہ ہے مجھے ؟؟ "وہ گاڑی کے باہر لہلہاتے کھیتوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"یہ بات تم میری طرف دیکھ کر بھی کرسکتے تھے ۔۔۔ "اسکی بات پہ وہ مسکراتے ہوئے لڑکیوں کی طرح شرمایا تو وہ بے اختیار ہنس دی۔

"آہستہ ۔۔۔ یہ پبلک بس ہے ۔۔ اس سے پہلے ہمیں گاڑی سے اتارا جائے ۔۔ذرا آہستہ۔۔۔ "اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے آواز آہستہ رکھنے کا کہا۔

"کیا تم بھی ناں۔۔ بیوی اگر پیار سے بات کرے تو لوگوں کو اس میں مسئلہ ہے ؟؟"

"جی بالکل۔۔۔ "اس نے ذرا زور دے کر کہاتو وہ جواباََ بولی ۔

"پھر لڑ لیتے ہیں۔۔ کیا کہتے ہو ؟؟ "

"ہاں ۔۔پھر وائرل ہو جائیں گے ہم ۔۔۔کسی نہ کسی کی ویڈیو میں۔۔ "

اب کے وہ اور کھلکھلا کر ہنسی ۔

"اشش۔۔۔ "اس نے منہ پہ انگلی رکھ کر اشارۃََ اسے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ ہنستے ہنستے یکدم رکی ۔"   شاہ ویز۔۔۔ یہ ہمارا آخری سفر ہو گا۔۔ "اسکے ادھورے لفظوں پہ اس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"میرا مطلب ۔۔۔لاہور میں آخری سفر۔۔۔ اب کے بعد ہم لاہور نہیں آئیں گے ۔۔۔ "

اسکی بات سن کر وہ کچھ دیر کے لیئے خاموش ہوگیا ۔

دوسری طرف وہ یونیورسٹی کے مین گیٹ کے باہر گاڑی میں بیٹھا ہر آنے جانے والی ہر گاڑی اور فرد پہ نظر رکھے ہوئے تھا۔کہ کب وہ یونیورسٹی میں داخل ہو اور کب وہ انہیں ہتھیا لے ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جوں ہی دونوں رکشے سے اترے ،اس نے فوراََ سے اپنی عینک کو سیدھا کیا ۔ وہ اماں بی کی چادر اوڑھے ہوئے تھی۔ اس نے رکشے والے کو کرایہ دیا اور اسے لے کر یونیورسٹی میں داخل ہوا۔

ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔ جب تک کانووکیشن اپنے اختتام کو نہیں پہنچی تھی ،وہ ایک سائیڈ پہ کھڑا ان دونوں کے باہر آنے کے انتظار میں تھا۔

دو گھنٹے گزر جانے کے بعد بھی جب وہ باہر نہ آئے تو مجبوراََ وہ اندر داخل ہوا۔

وہ ہاتھ میں اپنی ڈگری پکڑے اور کانووکیشن کا گاؤن پہنے اس سے اپنی تصویریں بنوا رہی تھی ۔ دونوں جس انداز سے ایک دوسرے کو تنگ کررہے تھے ،اس کے لیئے یہ منظر حیران کن تھا۔

"ارے ؟ رو کیوں رہی ہو تم ؟؟"اسکی آنکھوں میں موجود نمی کو دیکھتے ہوئے، وہ آگے بڑھا ۔

"کچھ نہیں۔۔۔بس امی ،ابا کی یاد آرہی تھی ۔۔۔ وہ ساتھ ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا۔۔ "اسکے کہے گئے الفاظ وہ بخوبی سن رہا تھا۔اس نے چاہا کہ وہ دونوں کی جانب آئے مگر اسکے بڑھتے قدم رُک سے گئے ۔

"تم کہو تو چلتے ہیں وہاں۔۔۔ "اسکی رائے پہ اس نے فوراََ سے اپنے آنسو صاف کیے۔

"ن۔۔نن۔۔نہیں۔۔بالکل بھی نہیں۔۔۔ مجھے وہاں نہیں جانا۔۔۔بس ہم اپنے گھر چلتے ہیں۔۔ آج کے بعد ہم یہاں کبھی نہیں آئیں گے ۔۔باقی کی پڑھائی میں آن لائن کر لوں گی۔۔"اس نے اسے اپنا حتمی فیصلہ سنایا۔اس نے چاہا کہ وہ اسکے فیصلے میں مداخلت کرے مگر کچھ سوچتے ہوئے وہ خاموش ہو گیا۔

"اچھا۔۔اب تم علامہ اقبال نہ بنو۔۔۔ " اسے کسی گہری سوچ میں محو دیکھ کر اس نے اسے اپنے ہاتھ سے اپنی موجود گی کا احساس

دلایا۔" چلو۔۔اب ایک سیلفی لیتے ہیں۔۔ہماری ایک ساتھ کوئی تصویر نہیں۔۔ "

دونوں کے درمیان قربت کا یہ منظر دیکھ کر اسکا خون کھول اٹھا۔ " تو یہ اسے بھی بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو گیا ۔۔۔ "اس نے خود سے کہا۔ آخر اسکے قدم اپنے آپ ہی انکی جانب بڑھتے گئے ۔وہ تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے انکی جانب آرہا تھا۔

اس نے دو تین سیلفیاں اسکے ساتھ لیں ۔ دونوں کھلکھلاتے ہوئے بچوں کی طرح شرارتیں کرتے ہوئے مسکرارہے تھے ۔کہ اچانک اسے اپنے فرنٹ کیمرہ میں اسکا چہرہ واضح محسوس ہوا ،جو قدم بڑھاتے ہوئے انکی جانب آرہا تھا۔ دونوں نے یکدم پیچھے مڑ کر دیکھا۔

"شماز بھائی ۔۔۔ "اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔مہر کے لیئے اسکا سامنے آنا ایسے ہی تھا جیسے کسی انہونی چیز کا وقوع پذیر ہونا۔

اس نے خون آلود نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا جو اس سے نظریں چرا رہا تھا۔" گھر چلو۔۔۔ "اسکی گھمبیر آواز نے اسے خوف کی کیفیت مبتلا کر دیا تھا۔

"بھائی ۔۔۔ مگر۔۔۔ "اسکی آواز تھر تھرانے لگی ۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

مہر نے اسکا یہ حال دیکھا تو اسے شدید غصہ آیا۔" کیا مگر ؟ تم انہیں کہتے کیوں نہیں ہو کہ ہمیں نہیں جانا انکے ساتھ۔۔۔ "

اسکے لہجے میں اپنے لیئے اجنبیت دیکھ کر شماز ہکا بکا رہ گیا۔" بھائی ہوں میں تمہارا۔۔۔ یہ کس انداز میں بات کررہی ہو تم ؟؟ "اس نے خود کو نارمل کیا اور اس سے بولا۔

جواباً وہ طنزیہ مسکرائی ۔" بھائی " ! اب کے وہ زخمی انداز میں مسکرادی ۔ اسے ایسالگا جیسے بھائی لفظ اسکے لیئے طعنہ ہو۔

"بھائی ۔۔پلیز۔۔۔ریلیکس۔۔۔آپ گھر چلیئے ۔۔ہم آتے ہیں۔۔۔ "اس نے اردگرد موجود تمام لوگوں کی طرف نگاہ دوڑائی ، جو ان دونوں کی طرف بڑے انہماک سے دیکھ رہے تھے ۔

"تم اسے تو بیوقوف بنا سکتے ہو مگر مجھے نہیں۔۔۔ابھی کے ابھی میرے ساتھ گھر چلو۔۔ورنہ ۔۔۔۔ "اس نے واضح الفاظ میں اسے دھمکایا۔

"مہر۔۔۔چلو۔یہاں سے۔۔۔سب لوگ دیکھ رہے ہیں۔۔ "اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے وہاں سے جانے کی التجا کی تو اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

"شاز۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟؟ ہم ان کے ساتھ کیوں جائیں گے ؟؟" اس نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ کی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

گرفت سے آزاد کیا اور یہ کہتے ہوئے آگے کی جانب بڑھ گئی ۔" باہر
انتظار کررہی ہوں آپکا۔۔آجایئے۔۔۔ "
"تو تم اسے بھی بے وقوف بنانے میں کامیاب رہے ۔۔بہتر یہی ہو گا کہ
اسے گھر آنے کے لیئے کہو۔۔ "اس نے زہر آلود لہجے میں کہا اور یونیورسٹی
سے باہر آیا ۔ وہ فٹ پاتھ پہ کھڑی غصہ سے اپنی انگلیاں مسل رہی تھی۔
"سمجھ کیا رکھا ہے ان لوگوں نے ہمیں۔۔ انہیں میں بتاؤں گی کہ کسی کا
ساتھ دینا کیا ہوتا ہے۔۔" وہ اندر ہی اندر آگ بگولہ ہورہی تھی ۔
شماز نے گاڑی کا لاک کھولا اور خود اسٹیئرنگ پہ آموجود ہوا۔ اسکا سارا دھیان
مہر پہ تھا جو اس کی طرف دیکھنے سے بھی نالاں تھی ۔ جوں ہی شاہ
ویز باہر آیا تو اس نے اسے حددرجہ گھورتے ہوئے آنکھوں کے اشارے
سے گاڑی میں بیٹھنے کو کہا۔
اسکی نظریں مہر پہ ٹکیں ۔جو اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مسلتے ہوئے خود کو
بمشکل ہی ضبط کرپارہی تھی ۔" مہر۔۔۔ "اسکے کہے الفاظ ادھورے رہ گئے
جب وہ اس پہ بھڑکی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا مہر؟؟ تم کیوں کر رہے ہو ایسا؟ کیوں بلوایا تم نے شماز بھائی کو یہاں؟؟ مجھ سے چھٹکارا چاہتے ہو تو صاف کہو نا۔۔ "

"ن۔نن۔۔نہیں۔۔مہر۔۔۔نہیں ایسا ہر گز نہیں ہے ۔۔۔تم غلط سوچ رہی ہو۔۔ مجھے تمہاری قسم میں نہیں جانتا کہ وہ یہاں۔۔۔۔"

"بس کرو۔۔۔ "وہ زچ ہو کر بولی ۔ " پھر قسم۔۔۔جب بھی تم نے قسم کھائی ہے ۔۔جھوٹی قسم ہی کھائی ہے ۔۔۔ " اسکے ہونٹ کانپنے لگے تھے ۔

"شاز۔۔پلیز۔۔۔انہیں کہو جائیں یہاں سے ۔۔۔ پلیز۔۔۔ "اس نے اسکی طرف اشارہ کیا جو گاڑی کے شیشے سے دونوں میں ہونے والی بحث و تکرار کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔ دونوں میں کیا بات ہورہی ہے وہ یہ سمجھ نہیں پارہا تھا۔مگر دونوں میں ہونے والی بحث و تکرار نے اسے گاڑی سے باہر آنے پہ مجبور کر دیا۔

"تم لوگ سمجھ نہیں رہے ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں ؟؟؟ "وہ اپنے دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔

"اور آپ سمجھ نہیں رہے کہ ہم آپکے ساتھ نہیں جانا چاہتے ۔۔۔ "اس نے بھی تڑخ کے جواب دیا۔

"دیکھو مہر۔۔۔یہ سڑک ہے ۔۔۔ کوئی ڈرائنگ روم نہیں ۔۔اور نہ ہی میدان ِ جنگ ہے ۔۔سو پلیز۔۔۔بہتر یہی ہو گا کہ تم لوگ۔۔۔"

"آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو۔۔۔ ہم کٹھ پتلیاں ہیں ؟ جو آپکے اشاروں پہ ناچتے رہیں گے ؟؟ "اس نے ذرا بدتمیزی سے جواب دیا۔

جواباََ س نے شاہ ویز کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھا۔اور اسے اشارۃََ کچھ سمجھاتے ہوئے واپس گاڑی کی طرف ہو لیا۔

"مہر۔۔۔مہر۔۔۔پلیز۔۔۔۔ بھروسہ رکھو مجھ پہ۔۔۔ " اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکی خوب منت کی ۔

"شاہ ویز۔۔۔ "اس نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جو اس سے التجا پہ التجا کیے جارہی تھیں۔

"محبت کرتی ہو نا؟ تو بھروسہ بھی رکھو۔۔۔ ہم بس سب سے مل کر آجائیں گے ۔۔ کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ ٹرسٹ می ۔۔۔ "اس نے اسکا ہاتھ تھام کر اسے بھروسہ دلایا ۔

"کوئی نہیں ہے میرا وہاں۔۔کوئی نہیں ہے ۔۔ "اس نے چیخ چیخ کر کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"کیا چچی جان سے بھی تم نہیں ملو گی ؟؟ " اس نے قدرے جذباتی انداز سے کہا تو بادل نخواستہ اسے اسکی بات ماننا ہی پڑی ۔

وہ گاڑی میں آکر بیٹھی تو وہ اسکے برابر میں موجود نشست پہ آموجود ہوا۔

"آگے آکر بیٹھو شاہ ویز۔۔۔ "وہ حکمیہ انداز میں اس سے بولا۔

اس سے پہلے وہ اسکے حکم کی تعمیل کرتا ،اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پاس سے نہ اٹھنے کے لیئے نظروں کے اشارے کہا۔

وہ سامنے والے شیشے سے ان دونوں میں ہونے والی اشارۃً گفتگو کو بخوبی سمجھ رہا تھا۔ اسکے غصہ اور اشتعال میں مزید اضافہ ہو رہا تھا۔ لیکن وہ پھر بھی سکون سے کام لے رہا تھا۔

"ہم گاڑی میں آکر بیٹھ گئے ہیں۔۔اسے ہمارا احسان سمجھیئے۔۔۔ "اس نے ذرا ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔

****

وہ ان دونوں میں ہونے والی گفتگو کے زیرِ اثر تھی ۔ اسکے کان میں بار بار نواز کے کہے گئے الفاظ گونج رہے تھے ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کبیر نواز۔۔اتنا بڑا سچ۔۔تم نے ۔ اتنا بڑا سچ مجھ سے چھپایا۔۔ "وہ ڈائننگ ہال میں موجود اسکی اور اپنی فریم میں لگی تصویر کو دیکھ کر بولی ۔جس میں دونوں ایک دوسرے کے گلے کے گرد بازو سے حلقہ بنائے بے انتہاء محبت سے مسکرا رہے تھے ۔

اسی اثناء میں دروازے پہ بیل ہوئی ۔ اس سے پہلے وہ آگے بڑھ کر دروازہ کھولتی ،زلیخا نے آگے بڑھتے ہوئے دروازہ کھولا۔" وہاٹ ۔۔اے ۔۔۔گریٹ مارننگ سرپرائز۔۔۔ ویر اِز بھیاء؟ "اس نے دروازے سے ذرا باہر جھانکتے ہوئے لان کے چاروں اطراف میں نگاہ دوڑائی ۔

جواباً وہ خاموش رہی ۔

وہ دروازے کے پاس سے ہٹی اور اسے اندر آنے کے لیئے جگہ دی۔" از ایوری تھنگ آل رائٹ ؟؟؟ "اس نے اسے گلے سے لگایا۔

دونوں کو ایک دوسرے سے یوں ملتا دیکھ کر کرسٹی کی آنکھیں بھر آئیں۔

"جنت ۔۔تم۔۔۔کیسی ہو؟؟؟ "

"جی ۔۔آنٹی ٹھیک ہوں۔۔۔ "وہ سنجیدہ مزاجی سے مسکرائی ۔اسکے دل میں موجود درد اسکی نظروں سے صاف عیاں تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"او۔کے ۔۔آئم جسٹ کمنگ ۔۔ "اس نے اتنا کہا اور کچن میں جاکر کافی بنانے میں مصروف ہوئی ۔

"بیٹھو۔۔۔ "اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے پہ بٹھایا اور خود بھی اسکے سامنے آموجود ہوئی ۔

اس نے اسکا چہرہ بغور دیکھا،جس میں اداسی کے تاثرات واضح تھے ۔" کتنی معصوم ہو نا تم ۔۔۔ "وہ اسکے سامنے بیٹھی خود سے سرگوشی کرتے ہوئے لب بھینچ کر رہ گئی ۔

"کچھ کہنا چاہتی ہو؟؟ "

"ن۔نن۔۔۔نہیں۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں۔۔۔ "وہ زبردستی مسکرائی ۔" گھر میں اکیلے بور ہونا تھا تو سوچا آپکی طرف۔۔۔ "

اس نے فوراََ سے اسکی بات کاٹی ۔" میں نے یہ کب کہا کہ تم یہاں کیوں آئی ہو؟ مجھے تو اچھا لگا کہ تم یہاں آئی ہو۔۔۔ "اس نے ذرا محبت سے کہاتو وہ مسکرادی ۔

"جہانگیر ٹھیک ہے اب؟؟ میرا مطلب اس نے ۔۔ "اسکی بات مکمل نہ ہو ئی تھی کہ وہ فوراََ بولی ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی ۔۔جی ۔۔۔ وہ ٹھیک ہیں۔۔۔ "

اس نے قدرے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔" پردہ رکھ رہی ہو نا؟؟ "

اب کے وہ کنفیوز ہوئی ۔" میں سمجھی نہیں۔۔۔ "

"اگر تمہاری ماں تم سے پوچھتی تو کیا تم اس سے بھی شئیر نہ کرتی ؟؟ "

نواز کمرے سے باہر آتا آتا رُکا۔

"نہیں۔۔ان سے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔ بیٹیاں تو اپنی ماں سے اپنا ہر دکھ چھپا لیتی ہیں۔۔ "اسکی آواز بھرائی۔

"لیکن مائیں تو بیٹیوں کا چہرہ تک پڑھ لیتی ہیں ؟ ہے کہ نہیں؟؟ "اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"لیکن آپ میری امی تو نہیں ہیں نا۔۔۔ "اس نے بچگانہ انداز میں کہا تو وہ مسکرادی۔" ایم سوری ۔۔۔ "بعد ازاں اسے احساس ہوا۔

"اٹس ۔۔او۔۔کے۔۔ "اس نے ایک گہری لمبی سانس لی اور آنکھیں بھر آئیں۔

"آپ کیوں رو رہی ہیں؟؟ "وہ خاصا پریشان ہوئی ۔

"نہیں۔۔ بس ایسے ہی ۔۔آنسو آگئے آنکھوں میں۔۔۔ "اس نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو رگڑ کر صاف کیا۔

"میں جانتی ہوں کہ آپ کیوں رو رہی ہیں۔۔میری بات پر نا ؟؟ "اس نے اپنے سوال کا جواب خود ہی اخذ کیاتو وہ خاموش ہوگئیں۔

آخر وہ کچھ دیر توقف کے بعد خود ہی دوبارہ بولی ۔" آنٹی ۔۔کاش ! میں کہہ سکتی کہ یہاں کوئی میرا بھی اپنا ہے ۔۔جانتی ہیں سب ٹھیک ہے ۔۔سب۔۔۔لیکن جہانگیر کے دل میں ۔۔ "وہ کہتے کہتے رُکی ۔" پتہ نہیں مجھے آپ سے یہ بات کرنی چاہیئے بھی کہ نہیں۔۔۔"

"مجھ سے شئیر کر سکتی ہو تم۔۔۔ "اس نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھ کر اسے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

"وہ اب پہلے جیسے نہیں رہے ۔۔ میں جانتی ہوں مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے ۔۔لیکن۔۔۔ میرا خدا جانتا ہے کہ میرے دل میں اب انکے علاوہ اور کوئی نہیں ہے ۔۔لیکن وہ سمجھتے ہی نہیں۔۔۔انہیں لگتا ہے کہ شاید میں مجبوری میں یہ رشتہ نبھارہی ہوں۔۔"

اسکی بات سن کر وہ لب بھینچ کر رہ گئی ۔

Clubb of Quality Content

"ہیو۔۔سَم ۔۔کافی ۔۔۔ "جولی نے ٹرے میز پہ رکھا اور دونوں کے سامنے آکر بیٹھی۔"اوہ۔۔۔نو۔۔۔وائے آر یو کرائنگ ؟؟؟ "وہ فوراََ سے اپنی جگہ سے اٹھی ۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو صاف کیا اور مسکرادی ۔ " ایم۔او۔کے۔۔۔ "

اس نے اسکو گلے لگایا اور اسے دلاسہ دیا۔" جنت۔۔پلیز۔۔۔ ایم۔سور ی ۔۔۔ دس از جسٹ بی کاز آف می ۔۔۔ ایم ۔۔ایکسٹریملی سوری ۔۔۔ "اسے اپنی غلطی کا پورا پورااحساس تھا۔

وہ کمرے کے باہر کھڑا یہ سب سن رہا تھا۔ اسکا اسکے ساتھ خون کا رشتہ تھا مگر وہ اسے دلاسہ دینے سے قاصر تھا ۔ وہ کمرے میں واپس آیا ۔فریش ہوا اور ہسپتال کے لیئے تیار ہوا۔اس نے اپنا بیگ لیا اور کمرے سے باہر آیا۔

"ڈیڈ۔۔۔کافی ۔۔۔ "وہ فوراََ آگے بڑھی ۔

"ایم ۔آل ۔ریڈ ی۔ لیٹ۔۔ "وہ لاؤنج سے اتنی عجلت میں گزرا کہ اسے احساس ہی نہ ہوا کہ وہاں جنت بھی موجود ہے ۔ جبکہ وہ اسے پہلے دیکھ چکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"رکیں۔۔۔ جنت آئی ہے ۔۔اس سے مل تو لیتے آپ۔۔۔ "اسکی بات پہ اس کے جاتے جاتے قدم رکے۔ وہ پلٹا اور واپس آیا۔اس نے اسکے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ رکھا اور وہاں سے چل دیئے۔ انکی لاپرواہی کو اس نے اپنی غلط فہمی ہی سمجھا لیکن کرسٹی چاہ کر بھی یہ سب اگنور نہ کرسکی ۔اسکا ایک ایک عمل دیکھ کر وہ اسے ٹٹول رہی تھی ۔ کہ جو اس نے سناہے وہ سچ ہے ۔۔ یقیناً وہ سچ ہی تھا۔ سو فیصد سچ۔۔اسکے ذہن میں ایک مرتبہ پھر سے اسکے الفاظ گونجے ۔

"مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ کرسٹی مجھے چھوڑ دے گی ۔۔۔خوف تو مجھے اس بات کا ہے کہ ۔۔میری بیٹی نے اگر مجھ سے پوچھ لیا کہ ۔۔ابا آپ نے میری خبر کیوں نہ لی ؟ تو میں اسے کیا جواب۔۔۔؟؟"

"تم دونوں باتیں کرو ۔۔میں آتی ہوں۔۔۔ "خود کو بمشکل ہی سنبھالتے ہوئے وہ کمرے میں آئی ۔

"مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ کرسٹی مجھے چھوڑ دے گی ۔۔۔خوف تو مجھے اس بات کا ہے کہ ۔۔میری بیٹی نے اگر مجھ سے پوچھ لیا کہ ۔۔ابا آپ نے میری خبر کیوں نہ لی ؟ تو میں اسے کیا جواب۔۔۔؟؟"

ناول کلب
Clubb of Quality Content

وہ جتنا سوچتی ،اتنا ہی اسکے کہے گئے الفاظ اسکے ذہن پہ حاوی ہوتے جاتے ۔
دوسری طرف ابھی تک زلیخا کو اس بات کا تجسس تھا کہ ایسا کیا ہوا جو جنت اور سجیل اتنی محبت کے باوجود الگ ہوئے ۔
جن حالات میں دونوں ملی تھیں وہ چاہ کر بھی یہ سوال اس سے پوچھ نہ سکی تھی ۔ مگر آج اس نے تھوڑی سی ہمت کرکے اس سے بات پوچھ ہی ڈالی ۔

“Jannat ! Sorry for asking..What happened then that he didn't get married to you ? He was serious about you, then what happened????

"جنت۔۔مجھے معاف کرنا کہ میں تم سے یہ سب پوچھ رہی ہوں۔۔۔لیکن ایسا کیا ہوا کہ تمہاری اس سے شادی نہیں ہوئی ۔وہ تو بہت سیریس تھا تمہیں لے کر ۔۔پھر ایسا کیا ہوا؟؟" وہ خاصی الجھن اور تناؤ کا شکار تھی ۔
اس نے گہری نظر ڈال کر اسکی طرف دیکھا اور زخمی انداز میں مسکرادی ۔

It's a long story ... and I don't want to talk to anyone about him.. In short, He did not have the

courage to ask for my proposal.. Anyway, love is found not only through prayer but also through "...efforts. What he didn't do

"یہ ایک لمبی کہانی ہے ۔۔اور میں اس سے متعلق کسی سے بھی کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتی ۔ مختصر اتنا کہوں گی کہ اس میں حوصلہ نہیں تھا مجھے مانگنے کا۔۔۔ویسے بھی محبت دعا سے ہی نہیں۔۔کوشش سے بھی ملتی ہے۔۔جو اس نے نہیں کی۔۔"

اسکے چہرے سے اسکی بے بسی صاف ظاہر ہورہی تھی ۔ تبھی اس نے اس عنوان پہ مزید بات کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

Clubb of Quality Content!

****

"بھابھی۔۔اب بھی آپ لوگ مجھ سے چھپائیں گے ؟ مجھے سچ جاننا ہے ۔۔سچ۔۔کیا ہے سچ؟ " وہ فون پہ ثمینہ ہارون سے بحث وتکرار کر رہی تھی۔

"پلیز کام ڈاؤن کرسٹی ۔۔۔" اسکے غصہ کے پیشِ نظر اس نے ذرا نرمی سے کہا۔

"کیسے ہو جاؤں کام ڈاون؟ آپ ہی بتایئے۔۔نواز تو مجھ سے نظریں نہیں ملا پارہے ۔۔وہ میری کسی بھی بات کا کہاں جواب دیں گے ؟؟" وہ تھک ہار کر بولی۔

"کرسٹی ۔۔۔" انہوں نے بولنا چاہا۔

"میرے لیئے دکھ کی بات یہ ہے کہ میری وجہ سے نواز اس بچی سے دور رہے ۔۔۔"

"ن۔نن۔۔نہیں۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔کرسٹی۔۔" انہوں نے اسکے ذہن میں آئے منفی خیال کی جھٹ سے تردید کی ۔

"ایسا نہیں ہے ۔۔بھائی صاحب تو خود نہیں جانتے تھے کہ ان کی بیٹی بھی ہے ۔۔وہ تو جب ہم جانی کے لیئے رشتہ دیکھنے گئے تو نواز بھائی سے بات ہوئی ۔وہ اسکے ننھیال والوں کو اچھے سے جانتے تھے۔تبھی انہیں علم ہوا کہ ہم جس کے لیئے رشتہ دیکھنے گئے ہیں وہ تو انکی ہی بیٹی ہے۔"

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

انہوں نے اسے الف سے لے کر یے تک ساری بات مزید واضح طور پہ بتائی ،جسے سن کر وہ ششدر رہ گئی ۔

****

گھر کے تمام افراد بڑ ی شدت سے اسکا انتظار کررہے تھے ۔ایک عرصے بعد زیبا کی آنکھوں میں خوشی جگمگائی تھی ۔لیکن اسکے برعکس سامعیہ کا ر وروکر براحال ہو چکا تھا۔"کسی بھی لمحے اسے مار دیا جائے گا۔۔ "وہ اپنے ہی دل میں اٹھنے والے وسوسوں سے خوفزدہ ہوکر رہ گئی ۔

"یا اللہ "!وہ جائے نماز پہ بیٹھی دوبارہ سے دعا میں مشغول تھی کہ کسی لمحے اسکے دل کو قرار آجائے ۔لیکن آج اسکا دل بھی اسے اس بات کا یقین دلارہا تھا کہ شاید وہ آج بچ نہ پائے۔ ندیم احمد نے زبان دی تھی ۔یہ کوئی عام بات نہیں تھی ۔

وہ اپنے دونوں ہاتھ ،اپنے منہ پہ رکھے بلک بلک کر رورہی تھی کہ اسی اثناء میں کمرے کا دروازہ ٹھک سے کھلا۔کہ وہ گھبرا گئی۔ اس نے جوں ہی اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹائے تو اسے وہ اپنی آنکھوں کے سامنے نظر آئے ۔

"سامعیہ۔۔۔ "وہ اپنے دونوں ہاتھ اسکے سامنے جوڑے سر جھکا کر بیٹھے تھے
۔
آخر وہ بھی اسکا باپ تھا۔بھلے ہی انہوں نے اسے مارنے کا وعدہ نعیم صاحب کو دیا تھا لیکن ایسا سوچتے بھی تو انکا دل کانپ اٹھتا اور جسم خوف سے لرز اٹھتا۔

"اللہ کا واسطہ آپکو۔۔۔میرے بیٹے کو اس شہر سے کہیں اور بھیج دیں۔۔۔اسے بھلے کچھ نہ دیں۔۔لیکن اسکی جان بخش دیں۔۔۔اسکی جان بخش دیں۔۔۔ "وہ اپنے دونوں ہاتھ انکے سامنے جوڑ کر بولی ۔

"میں نے آج تک آپ سے کبھی کچھ نہیں مانگا۔۔لیکن آج مانگ رہی ہوں۔۔۔میرے بیٹے کی زندگی لوٹا دیجیئے۔۔۔۔ اسے معاف کردیں۔۔ "وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی ۔

"سامعیہ میں مجبور ہوں۔۔ "ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ انکی آواز ،اسکی آواز سے مدھم پڑ گئی ۔" میں زبان دے چکا ہوں۔۔۔ "انکی زبان لڑکھڑانے لگی ۔

باہر سے آنے والے شور سے دونوں ہل کر رہ گئے ۔

"اسے کہو وہیں رک جائے ۔۔اس گھر کی دہلیز پار نہ کرے ۔۔۔ "اس سے پہلے کہ شاہ ویز اور مہر گھر کے مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوتے ،انکی گونج دار آواز سے، وہیں کے وہیں رُک گئے ۔

کانپتے ہوئے اس نے اپنی ڈگری کی فائل کو اپنے سینے سے ذرا مضبوطی سے لگایا۔

"تمہیں کیا لگا تم ہماری بچی پہ الزام لگاؤ گے اور ہمیں کچھ پتہ نہیں چلے گا؟؟ "انہوں نے ذرا للکار کر کہا۔

مہر نے یکدم نگاہیں اٹھا کر شماز کو معنی خیز انداز میں دیکھاتو وہ نظریں جھکا کر رہ گیا۔

زیبا کی آنکھیں بے تابی سے اسکا انتظار کررہی تھیں۔ اسے دیکھتے ہی وہ دیوانہ وار اسکی طرف لپکیں۔ اسکا ماتھا اور رخسار چوم کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔

"میری بچی۔۔۔ کیسی ہو تم ؟ تم ٹھیک تو ہونا۔۔۔ " اس نے اسکے بازوں پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں ۔۔لیکن۔۔۔لیکن یہ سب کیا ہے ؟؟ "وہ ابھی بھی کچھ سمجھ نہیں پارہی تھی ۔تبھی نعیم صاحب بولے۔

"مہر۔۔۔اندر آؤ تم۔۔۔ اس سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں تمہیں۔۔۔ " انہوں نے نرم لہجہ اختیار کرتے ہوئے ذرا تحکم سے کہا مگر وہ وہیں کی و ہیں کھڑی رہی ۔

"کس سے ؟؟کس سے ڈرنے کی ؟؟ "اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں مگر پھر ان کی نظروں کا جواب خود سے اخذ کرتے ہوئے سوالیہ بولی ۔" اس سے ؟؟اپنے شوہر سے ؟؟ "اب کے اس نے اسکا بازو مضبوطی سے تھاما۔

گھر کے تمام افراد نے اسکے یہ الفاظ سنتے ہی تھے کہ حیرت کے مارے انکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

ایمل اور سدرہ کے چہرے پہ طمانیت کی لہر دوڑی ۔ ورنہ پچھلے بارہ گھنٹوں سے انکا اس خوف سے سانس لینا محال تھا کہ انکا بھائی انکے چچا کے انصاف کی بھینٹ چڑھ جائے گا۔انہیں خوشی تھی کہ اسکے

Clubb of Quality Content

حق میں بولنے والا کوئی تو ہے۔

"دیکھیں ۔۔۔آپکو اللہ کا واسطہ۔۔۔اللہ کا واسطہ آپکو۔۔۔آپ رُک جائیں۔۔۔ "دوسری طرف وہ انہیں روکنے کی کوشش میں انکی منت سماجت کررہی تھی ۔ وہ کپ بورڈ کے ہر دراز میں کچھ تلاش کررہے تھے ۔مگر انہیں کہیں سے بھی اپنا ریوالور نہ ملا۔

"نہیں ہے یہ تمہارا شوہر۔۔۔ اس گھٹیا انسان کی اصلیت کھل چکی ہے ہمارے سامنے ۔۔اب تمہیں اس سے ۔۔۔"وہ دانت پیستے ہوئے انتہائی اونچی آواز میں بولے ۔

"بس۔۔۔بہت ہو گیا۔۔۔ میرے شوہر کے بارے میں کوئی بھی برا بھلا کہے یہ مجھے گوارا نہیں۔۔۔ چاہے وہ میرا باپ ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ "اس نے بھی انہی کی انداز میں جواب دیا ۔

اسکی دیدہ دلیری دیکھ کر سب ہی دنگ تھے ۔ علینہ کا جی چاہا کہ وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر فوراََ اسے گھر میں لے آئے لیکن اسے یوں شاہ ویز کی حمایت کرتا دیکھ کر اسکے دل میں شاہ ویز کے بچاؤ کی امید

جاگی ۔

"مہر۔۔۔ "آخر شاہ ویز نے بولنا چاہا لیکن اس نے اسے بات کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔

"اور میں اس کے ساتھ کوئی بھاگ کر نہیں تھی گئی ۔۔۔یہ چادر۔۔اس چادر کو اوڑھ کر مجھے رخصت کرنے والے آپ لوگ ہی تھے ۔۔کیا سمجھتے ہیں آپ لوگ؟ کیا سمجھتے ہیں خود کو؟؟ بولیئے ؟؟ زمین کے خدا ہیں آپ ؟؟؟ "وہ چیخ چیخ کر بولی تو شماز نے اسے ڈانٹا۔

"تمیز بھول چکی ہو تم۔۔۔ابا ہیں تمہارے۔۔۔کس لہجے میں بات کررہی ہو ان سے ۔۔۔ "قریب تھا کہ وہ ایک دو تھپڑ بھی اسکے منہ پہ جھڑ دیتا لیکن وہ جس حوصلے کے ساتھ ان سب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بات کررہی تھی ،وہ ایسا کچھ کرنے کی جسارت نہ کر پایا۔

"آپ تو مجھ سے بات ہی نہ کریں۔۔۔ کہاں تھی آپ سب لوگوں کی غیرت ؟جب آپکی بہن۔۔۔اور آپکی بیٹی ۔۔چیخ چیخ کر آپ سے کہتی رہی کہ میں بے قصور ہوں۔۔۔میں بے گناہ ہوں۔۔تب تو کسی نے میری بات کا

یقین نہیں کیا۔۔اور اب جب ۔۔۔ "وہ سسکی بھر کر بولی ۔ رو رو کر اسکا برا حال ہو چکا تھا لیکن پھر بھی وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھی ۔

"مہر۔۔۔میری بیٹی ۔۔۔مجھے معاف کردو۔۔آج تو تمہارے لیئے بہت بڑا دن ہے ناں۔۔ ڈگری لے کر آئی ہو۔۔۔ "انکی نظر اسکے ہاتھ میں موجود فائل پہ پڑی ۔

"اس ڈگری کی کوئی وقعت نہیں ہے پاپا۔۔ میری ڈگری تو آپ مجھ سے چھیننا چاہتے ہیں۔۔ "وہ انتہائی کرب سے بولی ۔

اسکو یو ں اپنا ساتھ دیتا دیکھ کر شاہ ویز اندر ہی اندر شرم سے مر رہا تھا۔ یہی وہ لڑکی تھی ،جس کو اس نے سب کی نظروں میں گرادیا تھا۔

"تم اس کا ساتھ دے رہی ہو؟اسکا ؟؟ جس نے تم پہ الزام لگایاتھا؟ اور ہمیں بہکایا۔۔۔۔"

"اور آپ بہک گئے ؟؟ "اس نے تیزی سے ان کی بات کاٹی ۔" آپ تو میرے ابا ہیں ناں۔۔کیسے بہک سکتے ہیں آپ ؟؟ کیسے ؟ میں چیختی رہی ،چلاتی رہی کہ میں بے قصور ہوں لیکن۔۔۔ "اسکی آنکھوں کے سامنے ایک بار پھر سے وہی منظر آگیا تھا۔

"مہر۔۔میری بچی ۔۔ایک بار میرے سینے سے لگ جاؤ۔۔ایک بار۔۔۔ "انکی ہمت بھی ٹوٹنے لگی تھی ۔ دروازے کی دوسری جانب ،گھر کے اندر وہ کھڑے ،اسکے اندر داخل ہونے کے انتظار میں تھے لیکن وہ اس گھر کی دہلیز سے ایک قدم بھی اپنے ہمسفر کے بناء پار نہیں کرسکتی تھی ۔ جہاں وہ اپنے اصولوں کی زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے ،تو وہاں وہ اپنے دل میں موجود اسکی محبت کی زنجیروں سے ۔۔

"مہر۔۔۔جاؤ۔۔۔ "اس نے ذرا آہستگی سے کہاتو شماز نے اسے خوب گھورا۔

"اگر میرے شوہر کی آپکے گھر میں جگہ نہیں تو سمجھیئے میری بھی نہیں۔۔۔ "اس نے ایک ہی جملے میں سارا خلاصہ کرتے ہوئے اپنا موقف پیش کردیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شاہ ویز نے نظر بھر کر اسے دیکھا ۔اسکا اپنے لیئے پھر سے آواز اٹھانا دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لیئے بوکھلا سا گیا۔مگر پھر تھوڑی سی ہمت کرتے ہوئے وہ بولا۔" مہر۔۔۔پلیز۔۔۔تمہارے ابو ہیں یہ ۔۔تم ایسے۔۔۔"

"پلیز۔۔۔شاہ ویز۔۔۔ پلیز۔۔۔ تم اگر میرا ساتھ نہیں دے سکتے تو نہ صحیح۔۔لیکن میں آج ان سب کو یہ بتا کر رہوں گی کہ یہ اماں بی کا فیصلہ ہے ۔۔۔اور اس فیصلے کو یہ لوگ بھی مان لیں تو بہتر ہوگا۔۔۔ "اس نے تنبیہی انداز میں کہا۔

"لیکن جو اس نے کیا ہے اسکی معافی اسے کبھی نہیں ملے گی ۔۔ "انہوں نے بڑے وثوق سے کہا اور ساتھ ہی ساتھ ندیم صاحب کو آواز لگائی ۔

"بھائی صاحب۔۔۔۔کہاں ہیں آپ ؟؟؟ "

اندر وہ ابھی تک سامعیہ سے الجھ رہے تھے ۔ " کہاں ہے میری ریوالور؟؟ "وہ تقریباََ ہر جگہ چھان چکے تھے۔

وہ بے حسی سے انکا منہ دیکھنے لگی ۔رو رو کر اسکا

برا حال تھا۔ آخر انکا دھیان کوڑے کی ٹوکری کی طرف گیا۔
اس سے پہلے وہ ریوالور اٹھا کر باہر جاتے وہ انکے آگے آکھڑی ہوئیں۔" سب سے پہلے مجھے مار دیجیئے۔۔۔میں اپنے بچے کو مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتی ۔۔۔ "انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے انکے پاؤں کو پکڑ لیا اور بلک بلک کر رونے لگیں۔
آنسوؤں سے آنکھیں تو انکی بھی بھیگ چکی تھیں۔ لیکن وہ اپنے دیئے ہوئے قول کے خلاف نہیں جاسکتے تھے ۔ انہوں نے اسے اپنے ہاتھ سے پیچھے کیا اور باہر آموجود ہوئے ۔
بناء کچھ کہے وہ اپنے دائیں ہاتھ میں اپنی ریوالور لیئے اسکی جانب بڑھنے لگے۔
"ابا۔۔خدا کے لیئے ۔۔بھائی کو چھوڑ دیں۔۔۔ابا۔۔۔۔ "ایمل اور سدرہ کی بلند ہوتی آوازوں نے اسے ساری کہانی سمجھادی ۔ خوف کے مارے اسکا بھی حلق خشک ہو گیا مگر پھر بھی وہ ہمت سے کام لے رہی تھی ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شما ز بھائی مجھے جان سے مار دینا چاہتے ہیں۔۔۔ "اسکے کہے الفاظ ،اسکے دماغ میں گونجنے لگے ۔" شماز بھائی مجھے جان سے مار دینا چاہتے ہیں۔۔۔ "اس نے نظر اٹھا کر شاہ ویز کو دیکھا جو اس سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر اپنی سزا کے لیئے آگے بڑھا۔

"تو اس لیئے ۔۔اس لیئے آپ ہمیں یہاں لائے ہیں؟؟ مجھے اپنے ہاتھوں سے سرخ دوپٹہ اوڑھا کر اب بیوگی کی چادر مجھے اوڑھانا چاہتے ہیں ؟تو پہلے مجھے مار دیجیئے ۔۔اسے نہیں۔۔کیونکہ جرم تو میرا بھی وہی ہے ۔۔۔ بھاگی تو میں تھی ناں۔۔اس نے تو صرف میرا ساتھ دیا تھا۔۔ "اس نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تو وہ شرمندگی کے مارے اس سے نظریں چرا نے لگا۔

"بھائی صاحب۔۔۔آپکو اللہ کا واسطہ ۔۔میرے بچے کو معاف کردیں۔۔۔ "وہ نعیم صاحب کے پاؤں پکڑ کر بولیں۔

یہ مائیں ہی ہیں جو اپنی اولاد کے لیئے اپنی ذات تک کو مار دیتی ہیں۔۔

"امی ۔۔۔امی ۔۔۔اٹھیں۔۔۔ "علینہ نے فوراً سے آگے بڑھ کر انہیں اٹھایااور اپنے گلے سے لگایا۔

ایک ماہ میں ہی اسکا چہرہ اتر گیا تھا۔ شاہ ویز،وہ شاہ ویز نہیں رہا تھا جسے وہ جانتی تھیں۔ اسکے چہرے پہ موجود شرارت بھری مسکراہٹ ،جس سے وہ اپنی ماں کو تنگ کرتا تھا،وہ آج اس سے کوسوں دور تھی ۔

"ابا۔۔مجھے مرنے کا خوف نہیں۔۔مجھے بس میری ماں کے سامنے گولی مت ماریئے گا۔۔۔ "وہ اپنے دونوں ہاتھ انکے سامنے جوڑتا ہوا ذرا آہستگی سے بولا۔

وہ بھاگی بھاگی اس تک آئیں ،جہاں وہ اپنے باپ کے سامنے مجرموں کی طرح ،اپنی سزا کے انتظار میں تھا۔

اس نے انہیں سینے سے لگایا اور زاروقطار رودیا۔ چاہ کر بھی وہ انہیں تسلی کے چند الفاظ تک نہ کہہ سکا۔ اس نے انکا ماتھا چوما اور خود سے دور کرتے ہوئے ندیم صاحب تک آیا۔

"آپکا مجرم آپکے سامنے ہے ۔۔۔ "وہ گردن جھکا کر بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شاہ ویز۔۔۔یہ ۔۔۔ "وہ بھاگی بھاگی اس تک آئی ۔" یہ کیا بول رہے ہو تم ؟ مجرم تو تم میرے تھے نا۔۔میں نے تو تمہیں معاف کردیا۔۔۔یہ لوگ کون ہوتے ہیں تمہیں سزا دینے والے؟؟ "وہ اسکا بازو پکڑے ،اسے جنجھوڑ کر بولی ۔

اسکے منہ سے یہ الفاظ سن کر سامعیہ کے دل کو ذرا سکون ملا۔ وہ ابھی تک حیران تھی کہ یہ الفاظ اسکے منہ سے نکلے ہیں۔

"مہر۔۔۔ میں پہلے سے ہی ، اس سب کے لیئے خود کو تیار کر کے آیا ہوں۔۔یہی میری سزا ہے ۔۔ایک پاک دامن عورت پہ بہتان لگانے کی سزا۔۔ یہ تو پھر میری سزا میں نرمی برت رہے ہیں۔۔ورنہ میں تو خود کو اسّی کوڑوں کے لیئے تیار کر کے آیا تھا۔۔"

اسکی بات سن کر وہ ہکا بکا رہ گئی ۔

"تایا ابا۔۔۔تایا ابا۔۔آپ ایسا نہیں کرسکتے ۔۔۔ "وہ انکے سامنے،اسکے آگے آکھڑی ہوئی ۔

"تم نے تو مجھے کہا تھا کہ تم مجھے چھوڑو گے نہیں ؟؟؟ "اس نے مڑ کر اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی ۔

اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور رو دیا۔ اسکے آنسوؤں کے قطروں سے اسکا ہاتھ تر ہونے لگا تھا۔" اپنی سانس اکھڑنے تک ،تمہارا ہاتھ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ " اسکی کہی بات پہ سبھی رو دیئے۔مگر انکے فیصلے میں کوئی کمی نہ آئی ۔ آخر اس نے اپنے سر کی چادر اتار کر انکے قدموں میں پھینک دی ۔

"آپکو اماں بی کی اس چادر کی قسم ۔۔۔۔"

اپنے قدموں تلے اپنی ماں کی چادر دیکھ کر انکا پورا وجود لرز کر رہ گیا۔

"ہمیں جانے دیں۔۔ہمیں جانے دیں۔۔ہم آپکو یہاں کبھی نظر نہیں آئیں گے ۔۔ "

"مہر۔۔۔ "شماز فوراً سے اسکے قریب آیا۔ اسکے ننگے سر پہ اس نے فوراً سے زمین سے اٹھائی چادر اوڑھائی اور اسے اپنے سینے سے لگایا۔

اسکی اپنے لیئے پیار کی شدت دیکھ کر شاہویز رشکیہ انداز میں مسکرایا۔ مگر پھر اپنے آپکو انکے سامنے دوبارہ سے سرنڈر کر دیا۔

"اسے جانے دیں۔۔۔ "اس سے پہلے وہ ٹریگر دباتے ،انہیں نعیم صاحب کی گھمبیر آواز سنائی دی ۔انہوں نے پیچھے مڑ کر انکی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"ہماری بیٹی ،یہاں آگئی ہے ۔۔اب یہ جہاں مرضی جائے ۔۔۔جانے دیجیئے اسے۔۔۔ "انہوں نے اسکے چہرے پہ حقارت آمیز نگاہ ڈالی ۔

"نہیں۔۔۔ہر گز نہیں۔۔میں مہر کے بغیر نہیں جا سکتا۔۔۔ "اب کے اسکے منہ سے نکلی بات سب کو صاف سنائی دی تھی ۔

"ہم نے تمہیں اپنی بیٹی دی ۔۔اور اب تمہاری جان بخشش کے بدلے، ہم ہی تم سے اسے واپس لے رہے ہیں۔۔ "انہوں نے اتنا کہا اور وہاں سے واپس ہولیئے۔

"نہیں ۔۔ہر گز نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"وہ آگے بڑھی مگر وہ اپنا فیصلہ سناتے ہوئے اپنے کمرے میں جاچکے تھے ۔

"تایا ابا۔۔یہ کیسا انصاف ہے ؟ آپ ہم دونوں کو مار دیجیئے۔۔۔لیکن ہمیں الگ مت کیجیئے۔۔۔ "اس نے انکے ہاتھ میں موجود ریوالور کو اپنے سامنے کیا ۔

"مہر۔۔۔میرا ہاتھ چھوڑو۔۔۔مہر۔۔۔یہ کیا کررہی ہو تم ؟؟ " اس نے انکا ہاتھ قدرے مضبوطی سے پکڑا اور انکی ریوالور کو اپنی پیشانی پہ اٹکاتے ہوئے ،اسکے ٹریگر پہ اپنا ہاتھ رکھا۔

انہوں نے اسکے ہاتھ سے اپنی ریوالور چھڑوانے کی بھرپور کوشش کی مگر بے سود۔۔ سبھی آگے بڑھے مگر کچھ نہ کر پائے کہ اچانک زور زبردستی میں انکے ہاتھ سے ٹریگر کا بٹن دبا۔

"ٹھاہ۔۔۔ "اس کی آواز پورے گھر میں گونجی تھی ۔ نعیم صاحب فوراََ سے باہر آئے ۔

پورے گھر میں قہرام برپا ہوا تھا۔

"مہر۔۔۔مہر۔۔۔۔۔ "شاہ ویز نے فوراََ سے اسے اپنی بازوؤں کے حصار میں لیا۔ وہ خون میں لت پت ہو چکی تھی ۔

"مہر۔۔۔اٹھو۔۔۔مہر۔۔میری بچی۔۔۔ "انہوں نے اسکا گال تھپتھپایا مگر وہ اپنی اکھڑتی ہوئی سانسوں کے ساتھ بس اتنا ہی بول پائی ۔" آپکا ہر حکم آنکھوں پہ ۔۔مگر میں اسکے بغیر اب زندہ نہیں رہ سکتی ۔۔۔ "اسکی سانسیں اکھڑنے لگیں۔ شاہ ویز نے فوراََ سے اسے اٹھایا اور باہر لان میں آیا۔

شماز نے فوراََ سے گاڑی نکالی اور اسے ہسپتال لے کر جانے کی کی ۔

****

ثمینہ ہارون اسے ایک ایک بات واضح طور پہ بتا چکی تھیں ۔ اس سب میں نا تو قصور کبیر نواز کا تھا اور نہ ہی جنت کے ننھیال والوں کا۔

"اسکا مطلب۔۔ شاہینہ کی ڈیتھ کے بعد مجھ سے شادی کی ۔۔۔ " وہ خود سے گویا ہوئی ۔" نواز آپکے گھر والوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔اس معصوم بچی کا بھلا کیا قصور تھا؟ " ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ اسے جولی کے اونچا بولنے کی آواز سنائی دی ۔

"جنت۔۔۔آر ۔یو ۔او۔کے ؟؟ جنت؟؟؟"جنت صوفے پے بے سدھ پڑی تھی ۔وہ فوراََ بھاگی بھاگی باہر آئی ۔

"مام۔۔۔ " وہ خاصی گھبرائی ہوئی تھی ۔

"What Happened to her ??"

"کیا ہوا اسے ؟ "اسکی حالت دیکھ کر وہ خود بھی گھبرا گئی تھیں۔

"Mom..I don't know .. We were talking But suddenly her temper flared."

"مام۔۔مجھے نہیں پتہ ۔۔۔مجھ سے بات کررہی تھی کہ اچانک اسکی طبعیت بگڑ گئی ۔۔۔ "

“Ok..Ok.. Don’t worry ...

"او۔کے ۔۔اوکے ۔۔پریشان نہیں ہو۔۔ " انہوں نے اسے مشورۃً کہا اور فوراً نواز کا کال ملائی ۔

"کرسٹی از کالنگ ۔۔ "موبائل پہ دھیان پڑتے ہی انہوں نے فوراً فون کو سائلنٹ موڈ پہ کیا اور اپنی جگہ سے اٹھے۔ حقیقتاً وہ اس سے نظریں چرا رہے تھے ۔ وہ جان چکے تھے کہ کرسٹی پھر سے اس سے کوئی سوال کر دے گی ۔اسکے سوالوں سے چھٹکارا پانے کی غرض سے انہوں نے فون کو میز پہ ہی چھوڑنے میں عافیت جانی اور خود ڈاکٹرز کی ٹیم کے ساتھ ایک اہم سرجری کرنے کے لیئے آپریشن تھیٹر میں آگئے ۔

اس نے انہیں کوئی دو تین مرتبہ کال کی مگر بے سود۔ اب کے اس نے دانش کو کال ملائی ۔

کال پہلی بیل پہ ہی اٹھالی گئی تھی ۔" دانی۔۔کہاں ہو تم ؟"

وہ ہسپتال کے کاریڈور میں سے ہوتا ہوا اپنے آفس میں آکر بیٹھا۔" ابھی مریضوں کو دیکھ کر آیا ہوں۔۔خیریت ؟؟"

"بیٹا۔۔۔ وہ ۔۔جنت۔۔۔ "انکی آواز بمشکل ہی نکل پارہی تھی ۔

"جنت اچانک بیہوش ہو گئی ہے ۔۔اسکی حالت ٹھیک نہیں۔۔میں نے نواز کو کال کی لیکن وہ ریسیو نہیں کر رہے ۔"

"جنت۔۔۔مگر وہ ۔۔۔ "وہ حیران ہوا۔

"ابھی ان سب کا وقت نہیں۔۔۔پلیز۔۔۔ ہسپتال کی ایمرجنسی گاڑی بھیجوا دو۔۔۔ "انہوں نے اتنا کہا اور فون رکھتے ہی جولی کے پاس آئیں جو جنت کی حالت پہ خاصی گھبرائی ہوئی تھی مگر اب رونے بھی لگی تھی ۔

****

اٹلی کی سر زمین پہ قدم رکھتے ہی سکون اسکی رگوں میں سرائیت کر گیا۔ کہاں وہ بے چین تھا مگر اب اسکادل میں بے انتہاء سکون کی کیفیت میں تھا۔ ائیر پورٹ پہ کے چاروں اطراف میں اس نے اپنی نظر گھمائی مگر اسے وہاں کہیں بھی وہ نظر نہیں آیا جس نے اسے بلایا تھا۔ آخر وہ سڑک پہ آموجود ہوا۔ شدید سردی سے کپکپاتے ہوئے ،اس نے اپنی جیکٹ سے اپنا موبائل نکالا اور اسکا نمبر ڈائل کیا۔ اس سے پہلے وہ اسکا نمبر ملاتا ایک گاڑی پراسرار انداز میں اسکے سامنے کھڑ ی ہوئی ۔ وہ گاڑی کے اندر سے ہی جھانکتے ہوئے اسے بولا۔

"ویلکم ٹو مائی ورلڈ۔۔۔ "اس نے اپنی آنکھوں سے اسے گاڑی کے اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔جوں ہی وہ گاڑی میں بیٹھا تو اس نے اسے پر خلوص مسکراہٹ پیش کی ۔

"آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے ؟؟ "اس نے بلا تمہیدپہلا سوال ہی یہی کیا۔

اسکا سوال سن کر وہ قدرے تصرف سے مسکرایا کہ اسکی آنکھوں کے گوشے بھیگ گئے ۔اس نے گہری نگاہ سے اسکی طرف دیکھا جو سڑک پہ نظریں جمائے گاڑی برق رفتاری کے ساتھ چلا رہا تھا۔

"اسکی خوشی کی خاطر آئے ہو؟؟ "اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

جواباً وہ مسکرایا۔" جی ۔۔۔ "اس نے اثبات میں گردن ہلائی ۔

"اگر میں اسے چھوڑ دوں تو کیا تم اسے اپنا لو گے ؟؟ " اس نے بے انتہاء اذیت سے یہ سوال اپنی زبان پہ لایا ۔ یہ کہنے کے لیئے اسے جس کرب سے گزرنا پڑا ،یہ تو بس وہی جانتا تھا۔

اسے اپنی سماعت پہ یقین نہیں آرہا تھا۔ اسکے سوال کو سن کر وہ ہکا بکا رہ گیا۔ اسکا سوال ،اسکے ارادے کی خوب اچھے سے وضاحت کررہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آر یو اِن یو سینسز؟؟؟ "اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا اور پھر اپنا حلق صاف کرتے ہوئے مزید بولا۔ " کیا وہ جانتی ہے آپ کے ارادے کے بارے میں ؟؟"

اس نے گاڑی ہاٹل کے باہر روکی اور اسکی طرف دیکھ کر بولا۔" اسے سرپرائز دینا چاہتا ہوں۔۔"

"یہ سرپرائز ہے ؟؟ "اس نے قدرے سخت لہجے میں سوال کیاتو وہ کھلکھلا کر ہنسا۔

"آپ کو سوچنے کے لیئے کچھ وقت دے رہا ہوں۔۔ ایک وقت تھا آپ نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔۔ آج میں آپکو پھر سے ایک موقع دے رہا ہوں۔۔۔ فیصلہ آپ پر۔۔۔"

اسکی کہی ایک ایک بات پہ اسکا دماغ سٹپٹا سا گیا۔اس سے پہلے وہ اس سے کچھ کہتا اس نے مزید کہا۔" آپکے لیئے روم بُک کروادیا ہے یہاں۔۔ آپ کو یہاں کوئی دِقت نہیں ہوگی ۔۔ کل ملتے ہیں۔۔۔"

"مگر۔۔۔ " وہ بولتے بولتے رُکا۔ اس کے اندر کے انسان نے اسے روکا تھا۔اس نے خاموشی سے اسکو دیکھا اور گاڑی سے اترا۔

Clubb of Quality Content

وہ ابھی تک اسکے کہے ہوئے کے زیرِ اثر تھا۔" آپ کو سوچنے کے لیئے کچھ وقت دے رہا ہوں۔۔ ایک وقت تھا آپ نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔۔ آج میں آپکو پھر سے ایک موقع دے رہا ہوں۔۔۔ فیصلہ آپ پر۔۔۔ "

اس نے گاڑی کو ریورس کیا اور نواز صاحب کے گھر کی جانب ،جنت کو لینے کے لیئے نکل پڑا۔ ابھی وہ رستے میں ہی تھا کہ اسکے فون پہ بیپ ہوئی ۔ وائبریشن کی آواز سے تنگ آکر اس نے فون اٹھایا۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا ،دوسری طرف سے بولنے والا خاصا عجلت میں تھا۔ " کتنی دفعہ کال کر چکے ہیں ہم تمہیں۔۔۔ ہسپتال آؤ فوراََ۔۔ "

"کیا ہوا دانش؟؟ سب ٹھیک تو ہے ؟؟ "اس کے لہجے میں پریشانی کو وہ محسوس کر چکا تھا۔

اسکی طرف سے دی جانے والی اطلاع پہ اسے نہ گاڑی کی رفتار کی فکر رہی اور نہ ہی اپنی ۔ البتہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ ایک سو تیس کی سپیڈ سے تجاوز کرنے سے اسکا چالان بھی ہو سکتا ہے ۔

جیسے تیسے وہ ہسپتال پہنچا،گیٹ پہ دانش اسکے انتظار میں کھڑا تھا۔" جہانگیر؟کہاں تھے تم ؟ شام سے رات ہونے کو ہے ۔۔اتنی دفعہ کال کی تمہیں مگر تم ہو کہ ۔۔۔۔ "اس نے اسے خوب جھاڑا۔

"دانش۔۔۔کیا ہوا اسے ؟ وہ ٹھیک تو ہے ؟؟ "اسکا سانس کافی پھولا ہوا تھا۔

"تمہیں دلچسپی ہے یہ جاننے کی ؟؟تمہیں پرواہ ہے بھابھی کی ؟؟ "اس نے طنز آمیز لہجے میں پوچھا۔

"دانش۔۔۔ایسے تو نہ کہو۔۔"اس نے التجائیہ کہا۔

"کیوں نہ کہوں ؟؟ دوپہر سے بھابھی کی طبعیت خراب ہے ۔۔اور تم۔۔ تمہیں فرصت ہی کہاں ؟ کم از کم فون تو ریسیو کر سکتے تھے نا تم ؟؟"

"میں مصروف تھا۔۔۔اس لیئے فون ریسیو نہیں کر پایا۔۔۔ "وہ اس سے نظریں چراتا ہوا بولااور گیٹ سے اندر داخل ہوا تو وہ اسکے پیچھے پیچھے آیا۔

"کہاں مصروف تھے ؟ بتاؤگے ؟؟؟؟ "اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"وہ ۔۔وہ یہاں آچکا ہے ۔۔ "یہ کہتے ہوئے وہ بمشکل ہی اس سے نظریں ملا پایا تھا۔

"کیا ؟؟؟ آر یو ان یور سینسز؟؟؟ ایسے کیسے کر سکتے ہو تم ؟؟ میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا کہ تم ایسا نہیں کرو گے ۔۔۔"وہ اس پہ سخت برہم ہوا۔

"تم نہیں سمجھو گے دانش۔۔تم نہیں سمجھو گے ۔۔۔ "اسکی ہمت ٹوٹ چکی تھی ۔ وہ ہسپتال کے مرکزی دروازے کے باہر کی موجود راہداری میں بیٹھ گیا۔

"ہاں یہ تو واقعی میں نہیں سمجھوں گا۔۔ یہ سب تو واقعی میری سمجھ سے باہر ہے ۔۔ "وہ بے ضبط بولا۔" اندر وہ عورت جو نیم بیہوشی میں بھی اپنے شوہر کا نام لے رہی ہے اور یہاں اسکا شوہر اسکا کہیں اور رشتہ طے کرنے کا سوچ رہا ہے ۔۔۔یہ تو واقعی میری سمجھ سے باہر ہے ۔۔۔ واقعی یہ تو میں سمجھ سکتا ہی نہیں۔۔۔ تمہارے اسی رویے نے اس بیچاری کو برین ٹیومر

کر دیا ہے ۔۔ پِس کر رہ گئی ہے وہ ۔۔بھیک اور دعا میں۔۔۔ایسا کرو اسے مار ہی دو تم۔۔۔مار دو اسے۔۔۔ "وہ چیخ چیخ کر بولا۔

"برین ٹیومر۔۔۔ "اسکی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ بہہ نکلا۔ اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جو اپنا سر پکڑے اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کررہا تھا۔ وہ فوراً سے اپنی جگہ سے ہلا اور بھاگتے بھاگتے،ہسپتال کے مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوا۔

یہاں وہ اپنے مرض سے لڑرہی تھی تو وہاں اسکی پیاری سہیلی اپنی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی ۔ دونوں کا بھلے ہی آپس میں رابطہ منقطع تھا لیکن دل کے رابطوں کو بھلا کہاں کسی فون کال یا خط کی ضرورت؟

گھر کے تمام افراد آئی سی یو کے باہر اسکے لیئے دعا گو تھے ۔ اپنی شرٹ پہ لگے اسکے خون کو دیکھتے ہوئے وہ بے حس و حرکت دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا رہا۔

"میری وجہ سے خودکشی کرنے والی ،میرے لیئے اپنی جان کی بازی لگا گئی ۔۔۔ "اسکا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔*

***

*محبت یقین مانگتی ہے

جوں ہی وہ وارڈ روم میں آیا تو اسے نیم بیہوشی میں مبتلا پا کر اسکا کلیجہ منہ کو آگیا۔" جنت۔۔۔ "اسکے منہ سے بے حد تکلیف سے اسکا نام ادا ہوا تھا۔

کرسٹی نے جوں ہی اس پہ نگاہ ڈالی تو اسے بھنوئیں سکیڑ کر دیکھا ۔ اسکی حالت جیسی بھی ہوتی ،کرسٹی کو اس سے کوئی سروکار نہ تھا۔اسے فکر تھی تو صرف جنت کی ۔ جس کے بارے میں ابھی کوئی آدھ گھنٹہ پہلے انہیں برین ٹیومر کی خبر سننے کو ملی تھی ۔

وہ بھاگتا بھاگتا اس تک آیا ،جو اپنی زندگی سے تقریباََ مایوس ہو چکی تھی ۔" آنٹی اسے کہیئے نا کہ اٹھے ۔۔پلیز۔۔۔آنٹی ۔۔۔پلیز۔۔۔ "وہ اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے اسے جنجھوڑ رہا تھا۔

"چھوڑو اس کا ہاتھ۔۔۔ "اس نے ذرا تلخی سے کہا تو جہانگیر نے حیرانگی سے انکے چہرے پہ نگاہ ڈالی۔

"میں نے کہا چھوڑو اس کا ہاتھ۔۔۔ "اب کے وہ چلائیں تو اس نے یکدم اسکا ہاتھ چھوڑا اور انکے سامنے آکھڑا ہوا۔

"آنٹی ؟ کیا بات ہے ؟ ہاتھ کیوں چھوڑ و ں اسکا؟؟ یہ بیوی ہے میری ۔۔۔ "اس نے پر اعتمادی سے کہا تو اس نے طنزیہ نظروں سے اسے خوب گھورا۔ اسکا اسے گھور کر دیکھنا ہی اسکے لیئے جواب ثابت ہوا تھا۔

اسی اثناء میں کبیر نواز وارڈ میں داخل ہوئے ۔ اسکی جھکی نظریں دیکھ کر انہوں نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا اور پھر اسکا گریبان پکڑ کر اس پہ خوب چلائے ۔" کیا سمجھتے ہو تم ؟ کوئی والی وارث نہیں ہے اسکا؟؟"

"نواز۔۔۔ اشش۔۔۔ آہستہ ۔۔۔جنت ۔۔۔ "کرسٹی نے انہیں فوراََ سے منع کیا کیونکہ جنت نیند سے دھیرے دھیرے بیدا ر ہو تے ہوئے درد سے کراہ رہی تھی ۔

"امی۔۔ امی۔۔۔ "اس نے اپنے ہاتھ سے اپنے سر کو پکڑا ۔ اسکو تکلیف میں دیکھ کر وہ بلبلا اٹھے۔انہوں نے فوراََ سے جہانگیر کا کالر چھوڑا اور اسکے پاس آئے۔

"میری بیٹی۔۔ جنت۔۔۔میں ہوں تمہارے پاس۔۔۔ تمہارا باپ اس دنیا میں ہے ۔۔۔تمہارا باپ تمہیں کچھ نہیں ہونے دے گا۔۔ "

اب کے وہ بے اختیار بولے تو جہانگیر کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔

کبیرنواز نے فوراََ سے درد کا انجیکشن بھرا اور اسکے بازو پہ لگایا تو اس کے درد میں کمی آئی۔

کرسٹی بھلے ہی یہ سب پہلے سے جانتی تھی لیکن انہیں ،جنت کو اپنی بیٹی تسلیم کرتے ہوئے دیکھ کر وہ خوشی سے رودی۔

"لالے کی جان۔۔۔لالہ قربان تم پہ۔۔ جب رشتہ وہاں دیکھا ہے ۔۔تو شادی بھی وہیں ہوگی ۔۔ تم بے فکر رہو۔۔۔ویسے بھی جہانگیر تو اس پہ

دل ہار بیٹھا ہے ۔۔۔ "اس کے ذہن میں اپنے باپ کے کہے الفاظ گھومے ،جو وہ کال پہ نواز سے کہہ رہے تھے ۔

اسکا اسپاٹ لہجہ دیکھ کر کرسٹی اسکے قریب آئی ۔" تمہیں کیا لگا کہ تم ہماری بچی پہ ظلم کرو گے اور تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا؟؟"
"آنٹی ۔۔۔ظلم ۔۔۔کیسا ظلم ؟؟ " اس نے ذرا آہستہ آواز میں پوچھا۔
"تو تمہیں یہ ظلم نہیں لگتا؟؟؟ "اب کے نواز صاحب اسکے قریب آکر بولے ۔ انکا سخت لہجہ اسے صاف بتا رہا تھا کہ وہ کسی بھی وقت اس پہ ہاتھ اٹھا سکتے ہیں، تبھی وہ ان سے دو قدم پیچھے کو ہولیا۔
"انکل ۔۔میں سمجھا نہیں۔۔۔ "اب بھی وہ انجان بننے کی کوشش کررہا تھا۔
"تم تو اسکے ماضی سے واقف تھے نا ۔۔۔ اسکے ماضی کے ساتھ ہی تو تم نے اسے اپنایا تھا۔ اور ویسے بھی اسکا ماضی داغدار نہیں تھا۔۔ محبت کی تھی اس نے ،صرف محبت۔۔۔ لیکن تم نے ؟ تم نے کیا کیا؟؟ "اب کے وہ رو دیئے۔ " تم جیسا میچور انسان آخر کیسے اپنی بیوی کا سودا کر سکتا ہے ؟

کیسے ؟؟؟ "انکی آواز بھرائی تو کرسٹی نے فوراً سے اپنا ہاتھ انکے کندھے پہ رکھتے ہوئے انہیں دلاسہ دیا۔

"سودا؟؟؟ "اسکا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"ہاں۔۔سودا۔۔۔ " انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو آپ کو دانش نے بتادیا سب؟؟ " وہ توثیقی انداز میں بولا تو انہیں اس پہ اور غصہ آیا۔

"تو تمہیں کیا لگتا تھا ؟ تم کچھ بھی کرو گے ۔۔تم سے کوئی جواب مانگنے والا نہیں ہوگا؟"

انہوں نے استفہامیہ انداز میں پوچھا تو وہ نظریں جھکا کر رہ گیا ۔ تبھی اس نے جنت کا موبائل اسکے سامنے لایا۔اور جنت کا فنگر پرنٹ لگاتے ہی موبائل کا لاک کھولا۔اور پھر جہانگیر کے پاس دوبارہ آئی ۔

"دیکھو۔۔۔ یہ ۔۔ "انہوں نے اسکے موبائل پہ موجود میسج باکس جو پہلے سے ہی کھلا تھا ،اسے دکھایا۔

"میں ایسا بالکل نہ کرتی ۔۔۔لیکن ہمارے لیئے یہ جاننا ضروری تھا کہ آخر ایسا کیا ہوا کہ جنت کی طبعیت اچانک بگڑ گئی ۔ "

اسکی نظریں ابھی بھی موبائل پہ تھیں۔

"جنت۔خالہ کی جان !کیسی ہو تم ؟؟ جنت؟ میری سمجھ سے باہر ہے ۔۔آخر سجیل کو کیوں بلایا ہے جہانگیر نے ؟؟ کیا اسے تم پہ یقین نہیں ہے ؟ سب جانتا تو ہے وہ تمہارے بارے میں ۔۔اب ایک ویڈیو کی وجہ سے وہ تم سے بدظن کیسے ہو سکتا ہے ؟ تمہارے ماضی میں کیا تھا،اس سے اسے کیا؟ اسے تو تمہارے حال سے غرض ہونی چاہیئے نا؟؟"

کرسٹی نے موبائل دوبارہ سے اسکے ہاتھ سے لیا اور اسے ایک نمبر سے موصول ہوا میسج دکھایا۔

"جنت۔۔۔سجیل از ہیئر۔۔۔ میں یہاں صرف تمہاری خوشی کے لیئے آیا ہوں۔۔اور میں جانتا ہوں کہ تمہاری خوشی صرف تمہارا شوہر ہے ۔۔ میں نے پہلے تمہاراساتھ نہ دے کر بہت بڑی غلطی کی۔۔لیکن اب میری وجہ سے تمہارے ساتھ پھر کچھ ہو ۔۔تو میں شاید ساری زندگی خود کو معاف نہ کر پاؤں۔۔۔ اسی لیئے میں اپنی اس غلطی کو سدھارنے آیا ہوں۔۔جہانگیر کو بتانے آیا ہوں کہ تم صرف اس کی ہو۔۔ ہماری ایک بے وقوفی کی وجہ سے وہ تمہارے ساتھ کیسے کچھ غلط کر سکتا ہے ؟؟"

اس نے بے حد اذیت سے ان دونوں کے چہرے پہ نگاہ ڈالی تو اسکی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ بہہ نکلا۔

جنت جو درد کا انجیکشن لگتے ہی خود کو سنبھالتے ہوئے نیند سے بیدار ہورہی تھی ۔ جوں ہی کرسٹی کی نگاہ اس پہ پڑی تو وہ بھاگی بھاگی اس تک آئی ۔ اس نے اسکا فون سائیڈ ٹیبل پہ رکھا ۔او ر اسے سہارا دیتے ہوئے بٹھانے کی کوشش کرنے لگی ۔

"تم ٹھیک ہو ؟؟"

وہ اپنا سر جھکائے ،اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش میں تھی ۔

"جی۔۔۔آپ جہانگیر کو بلا دیں۔۔پلیز۔۔۔"اسکی سوجھی آنکھیں صرف اسی کو تلاش کررہی تھیں۔ جوں ہی اس نے اپنا سر اوپر کو اٹھایا تو جہانگیر کو اپنے سامنے پایا۔

"جہانگیر۔۔۔آگئے آپ۔۔۔کہاں رہ گئے تھے؟؟ " اس نے بات کرنے کی کوشش کی لیکن اسکے سر میں پھر سے درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔ اس نے اپنا سر مضبوطی سے پکڑا اور اپنی آنکھیں بند کیے خود کو پرسکون کرنے لگی ۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

اس سے پہلے وہ اسکے پاس جا پاتا ،کبیر نواز نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور اسے نظروں کے اشارے سے وہاں سے جانے لے لیئے کہا۔ انکی غصیلی نگاہوں کا مطلب وہ واضح طور پہ سمجھ چکا تھا۔

"انکل۔۔۔پلیز۔۔۔وہ مجھ سے بات کرنا چاہتی ہے۔۔۔ "اس نے گویا منت کی ۔

"اگر اس نے تم سے بات کر لی تو وہ شاید زندہ نہ رہے ۔۔ "وہ اسکے قریب آئے اور دانت پیسے ہوئے بولے۔" تو بہتر یہی ہو گا کہ تم ۔۔میری بیٹی کے پاس سے چلے جاؤ۔۔ "وہ مزید بولے ۔

جنت ان دونوں کے مابین ہوتی تکرار کو بھنوئیں سکیڑتے ہوئے سمجھنے کی کوشش کررہی تھی ۔

"آنٹی ؟ کیا بات ہے ؟ کچھ ہوا ہے ؟؟ "اس نے فوراََ اس سے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔ "وہ بمشکل ہی مسکرا پائی تھی ۔" تم آرام کرو۔۔تمہاری طبعیت ٹھیک نہیں ہے ۔۔"

"نہیں۔۔۔آنٹی ۔۔میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔جہانگیر۔۔۔پلیز۔۔میرے پاس آیئے۔۔۔مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔آپ نے اسے یہاں کیوں بلایا ہے

؟؟کیوں آیا ہے وہ یہاں ؟؟ ہم میں بات کلیئر تو ہو چکی تھی نا؟؟ "اسکا بھولا پن دیکھ کر نواز صاحب کا دل بھر آیا ۔ انہوں نے فوراََ سے جہانگیر کو نظروں کے اشارے سے وہاں سے جانے کے لیئے کہا۔ اس نے ایک نظر جنت کو دیکھا اور پھر کبیر نواز کا ۔ چارو ناچار اسے وہاں سے جانا ہی پڑا۔

"انکل ۔۔۔روکیں انہیں ۔۔پلیز۔۔۔۔ "اس نے ذرا اونچی آواز سے کہا تو اسکے سر میں پھر سے درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔

"جنت۔۔۔بیٹا۔۔۔ پلیز۔۔۔سنبھالو خود کو۔۔۔پہلے ٹھیک ہو جاؤ۔۔پھر جہانگیر سے بات بھی کر لینا۔ "اس نے ذرا پیار سے سمجھایا۔

"جانی سے بات کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی ۔۔۔ "اس کے چہرے پہ آسودہ سی مسکان تھی اور آنکھوں میں دکھ کے آنسو،جسے دیکھ کر کبیر نواز کا کلیجہ منہ کو آگیا۔انہوں نے وہاں سے نکلنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ کی ۔

"آنٹی ۔۔کیا ہوا ہے ؟ کوئی مجھ سے بات کیوں نہیں کررہا ؟؟ کیا مجھے اچھوت کی بیماری ہوگئی ہے ؟ یا میں مرنے والی ہوں؟ جو سب مجھ سے نظریں چرا رہے ہیں؟؟ "اسکی آواز حلق میں ہی دب کر رہ گئی ۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔میری بچی ۔۔۔ایسا نہیں ہے ۔۔۔ "اس نے اسکی آنکھوں میں آئے دو چند آنسو کو صاف کیا اور اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے خود بھی رودیں۔

"تو پھر کیوں؟ کوئی مجھ سے بات نہیں کررہا؟؟ نہ جہانگیر اور نہ ہی نواز انکل ۔۔اللہ نہ کرے ۔اگر میری جگہ جولی اس حال میں ہوتی تو کیا تب بھی نواز انکل ایسے ہی کرتے؟؟ انہوں نے نہ خود مجھ سے بات کی اور نہ ہی جہانگیر کو مجھ سے بات کرنے دی۔کیوں؟؟؟ "وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

باہر کھڑے دونوں یہ سب سن کر آنکھیں بھر آئے ۔کبیر نواز دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بناء آواز کے رورہے تھے ۔ تبھی وہ انکے قریب آیا۔

"انکل۔۔۔مجھے معاف کردیں۔۔میری نیت بری نہیں تھی ۔۔ میں تو صرف اسے خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔۔"

اسکی بات سن کر کبیر نواز نے اذیت بھرے لہجے میں اسے دیکھا۔" تمہیں کیا لگتا ہے کہ میری بیٹی کی خوشی اسکے شوہر کے ساتھ رہنے میں نہیں ہے ؟؟ "

ناولز کلب
Club of Quality Content

انکی بات سن کر وہ ان سے نظریں چرا کر رہ گیا۔

"آنٹی۔۔مجھے یہاں گھٹن ہو رہی ہے۔۔مجھے باہر لے چلیئے پلیز۔۔ "آخر خود کو ضبط کرتے ہوئے اس نے ملتجی نگاہوں سے کرسٹی کو دیکھا،جو اسے اپنے ہاتھ کا سہارا دیئے ہوئے تھی۔

"مگر بیٹی۔۔۔ "اس نے تکرار کرنا چاہی مگر اسکی ضد قائم تھی ۔

"آنٹی۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔مجھے باہر لے چلیئے۔۔۔پلیز۔۔۔ "اس نے بید پر سے اٹھنے کی کوشش کی تو کرسٹی نے اسکے گلے کے گرد حلقہ بناتے ہوئے اسکی باہر آنے میں مدد کی ۔

"انکل۔۔۔ وہ اس سے بہت پیار کرتی ہے۔۔صرف دنیا داری کی خاطر وہ مجھ سے یہ رشتہ نبھارہی ہے۔۔۔ "اس نے تفہیمی انداز میں کہا تو انہوں نے دانت کچکچا کر اسے خوب غصہ سے دیکھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتے جہانگیر مزید بولا۔" آپ ۔۔جذباتی ہورہے ہیں۔۔ دیکھیئے گا۔۔جنت کا مرض ابھی پہلی اسٹیج پہ ہے ۔۔اسکا ساتھ ملتے ہی وہ بہت جلد صحت یاب ہو جائے گی۔۔ "وہ پورے وثوق سے بولا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

جوں ہی وہ وارڈ روم سے باہر آئی تو اسکے الفاظ اسکے کان میں پڑے۔ اسکی پسلیوں میں درد کی لہر پیدا ہوگئی اور پاؤں ساکت ہو کر رہ گئے ۔

"اسکا ساتھ ملتے ہی وہ بہت جلد صحت یاب ہو جائے گی۔۔ " "اسکا ساتھ ملتے ہی وہ بہت جلد صحت یاب ہو جائے گی۔۔ "

اسکے الفاظ صاف اور واضح معنی بیان کررہے تھے ۔ جوں ہی دونوں کا دھیان جنت پہ پڑا جو وارڈ روم کے دروازے کو پکڑے ہکی بکی دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"جنت۔۔۔ وہ ۔۔۔ "جہانگیر نے کچھ کہنا چاہا ،جس پہ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے کچھ بھی کہنے سے روکا۔

"کیا میں مرنے والی ہوں ؟؟ "اسکی آنکھوں کے کنارے بھیگ چکے تھے ۔ سوال بھلے ہی اس نے کیا تھا مگر جواب دینے والا اندر ہی اندر مر رہا تھا۔

نواز صاحب کا حال بھی کچھ الگ نہ تھا۔ اپنی بیٹی کی تکلیف وہ اپنے دل میں واضح محسوس کررہے تھے۔

"کچھ پوچھ رہی ہوں میں۔۔۔ "اب کے اسکی آواز کانپ رہی تھی ۔" اسے اسی لیئے بلایا ہے یہاں ؟؟ "اس نے بے انتہاء لاچاری سے سوال کیا۔

جہانگیر نے ایک نظر اٹھا کر اسکو دیکھا ،جو بے بسی سے اپنے سوال کے جواب کا انتظار کررہی تھی ۔" جنت۔۔۔ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔ "اس نے اسکے قریب آنا چاہا لیکن اس نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اسے خود سے دور رہنے کو کہا۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

"بات تو ہو چکی ۔ جہانگیر صاحب۔۔ اب تو اللہ سے ہی بات ہو گی ۔۔ وہی آپ سے پوچھے گا۔۔ "وہ یہ سب کہتے ہوئے بمشکل ہی اپنا سانس بحال کر پائی تھی۔

"بیٹی۔۔۔ سب ٹھیک ہے ۔۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے ۔۔۔ "نواز صاحب فوراََ سے آگے بڑھے اور اسکے سر پہ ہاتھ رکھ کر بولے۔

"کیسی بات کررہے ہیں آپ انکل؟؟ پریشانی کی بات نہیں تو کیا یہ خوشی کی بات ہے؟؟ "وہ زخمی انداز سے مسکراتے مسکراتے رودی جس پہ انکا دل کٹ کر رہ گیا۔

اس نے ایک لمحے کے لیئے جہانگیر کو گہرے غور سے دیکھا۔ وہ بس یہ یقین کرنا چاہتی تھی کہ کیسے جہانگیر اتنا بڑا فیصلہ لے سکتا ہے ؟ کیسے؟؟ مگر اگلے ہی لمحے بے اختیار بولی۔ " ہوسکے تو مجھ پہ ایک اور احسان کیجیئے گا۔۔آخری احسان۔۔ مجھے پاکستان بجھوادیں۔۔ یہاں تو اب میرا کوئی رہا نہیں۔۔ رہی بات میرے صحت یاب ہونے کی ۔۔تو جنت ابھی اتنی کمزور نہیں ہوئی کہ اسے اسکے ٹھکرائے جانے والوں کے سہارے کی ضرورت پڑے۔۔ "اس نے اپنے آنسوؤں کو صاف کیا جو بارش کی صورت

اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے مگر پھر بھی وہ ضبط سے کام لیتے ہوئے خود کو مضبوط دکھانے کی کوشش کررہی تھی ۔

****

ہسپتال کے کاریڈور میں کھڑا گھر کا ہر فرد ڈاکٹر ز کی طرف سے دی جانے والی خبر سے پر امید تھا۔ لیکن یہ بات بھی سچ تھی کہ سب کے دل کی دھڑکنیں رُکی ہوئی تھیں۔ نعیم صاحب بینچ پہ بیٹھے تسبیحات میں مشغول تھے ۔ آج ہونے والے ہر حادثے کا منظر انکے ذہن کے گرد منڈلا رہا تھا۔

"کہاں وہ اسکی شکل تک دیکھنے کی روادار نہیں تھی ۔۔۔اور آج اسکی جان بچانے کی خاطر اپنی جان کی بازی لگا گئی ؟ "یہ انکے دل کی آواز تھی ،جو انہیں بار بار جنجھوڑ رہا تھا۔ انہوں نے ایک نظر اٹھا کر شاہ ویز کی طرف دیکھا ،جسکی حالت ناقابلِ برداشت تھی ۔ بھلے ہی وہ رو نہیں رہا تھا لیکن اسکی آنکھوں میں چھپا درد صاف اور واضح تھا۔

جوں ہی اسکا دھیان اپنے چچا کی طرف پڑا ،جو اسے قدرے انہماک سے دیکھ رہے تھے تو اس نے التجائیہ نگاہوں سے انکی طرف دیکھا ۔جیسے کہہ رہا ہو۔۔"چچا بس کیجیئے۔۔۔ بس کیجیئے۔۔۔اور کتنا۔۔۔"
ابھی اسکا دل یہ سرگوشی کرہی رہا تھا کہ آنسو بڑی بے دردی سے اسکی آنکھوں سے بہنے لگے ۔اسے خود بھی اندازہ نہیں ہوا تھا کہ اسکی آنکھیں ساون کی صورت برس رہی ہیں۔ آخر نعیم صاحب کچھ سوچتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے اور خراماں خراماں اپنے قدم اسکی طرف بڑھانے لگے ۔
انکا اسکی طرف جانا دیکھ کر شماز کا دل مٹھی میں آگیا۔" اتنا کچھ ہو گیا اور انہیں اب بھی ۔۔۔۔۔"وہ زیر لب منہ میں بڑ بڑایا۔ اسکے کہے الفاظ علینہ کو صاف سنائی دے رہے تھے ۔
بھلے ہی اسے شاہ ویز پہ غصہ تھا لیکن مہر کی حالت دیکھ کر اسے سب سمجھ آگیا تھا کہ اب ان سب کا غصہ کرنا بے بنیاد ہے ۔ اس نے نعیم صاحب کو آگے بڑھ کر روکنا چاہا تبھی علینہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روکااور اسے نظروں کے اشارے انکے پاس جانے سے منع کیا۔

Clubb of Quality Content

"چچا جان کو دل کا بوجھ ہلکا کر لینے دیجیئے۔۔۔ مت روکیئے انہیں۔۔۔ "اس نے معنی خیز انداز میں کہا۔

جیسا وہ دونوں سوچ رہے تھے ،سب اسکے بر عکس ہونے جارہا تھا۔ نعیم صاحب اسکے پاس آئے تو اس نے اپنا سانس بمشکل ہی بحال کیا۔

"بہت چاہتے ہو اسے؟؟ "انہوں نے گہری سنجیدگی سے سوال کیا ۔ انکا سوال سن کر علینہ اور شماز نے قدرے حیرت سے انہیں دیکھا ۔ ورنہ وہ تو سمجھ رہے تھے کہ شاید وہ اسے یہاں سے چلتا کرنے والے ہیں۔

انکا سوال سن کر اس نے زخمی انداز میں انہیں مسکراکر دیکھا۔" چچا ۔۔آپ کہیں گے تو میں اسے چھوڑ دوں گا۔۔لیکن پلیز۔ ہمیں معاف کر دیجیئے۔۔۔ آپ تو باپ ہیں ناںسکے ؟؟تو اللہ سے دعا کریں کہ اسے نئ زندگی مل جائے ۔۔ "اسکی آواز بھرائی تو انہوں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اسکے منہ پہ ہلکا سا چانٹا رسید کیا۔

"کیا سمجھتے ہو تم ؟ تمہارے لیئے جان کی بازی لگائی ہے اس نے ؟؟ اور تم ہی اسے چھوڑنے کی بات کررہے ہو؟؟؟ کیوں؟؟؟ "انہوں نے آہستہ

سے ایک اور چانٹا اسکے منہ پہ رسید کیا تو اسکی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ گئے ۔

"آپ ہی تو چاہتے ہیں یہ ۔۔۔ "اسکے الفاظ اسکے حلق میں دب کر رہ گئے ۔اور وہ اس سے آگے ایک لفظ نہ بول سکا۔

"چاہتا تھا۔۔۔ " انہوں نے ذرا دھیمی آواز میں کہا۔

"لیکن میں یہ نہیں جانتا تھا کہ اللہ نے تم لوگوں کے رشتے کو اتنا مضبوط بنا دیا ہے کہ میری بیٹی کے لیئے باپ سے زیادہ اہم اسکا شوہر ہو گیا ہے ۔۔ "انہوں نے گہری لمبی سانس لی اور پھر ہنستے ہوئے رشکیہ انداز میں مزید بولے ۔" مجھے فخر ہے کہ میں اسکا باپ ہوں۔۔ " انہوں نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو رگڑ کر صاف کیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر بولے۔

"اسے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔کچھ نہیں ہوگا اسے۔۔۔ "کانپتے ہوئے انکی زبان سے نکلا تھا۔

اسی اثناء میں ایمرجنسی روم سے ڈاکٹرز کی ٹیم باہر آموجود ہوئی تو سبھی یکبارگی میں انکے سامنے آئے ۔

"کیسی ہے وہ ؟؟؟ "شماز نے دریافت کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ڈاکٹرز کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر سبھی کا دل ہاتھوں میں آگیا۔" شی اِز فائن ناؤ۔۔۔ بٹ شی اِز ان کوما۔۔۔"پہلی خبر سن کر سب کے چہرے پہ آئی مسکراہٹ جودوسری خبر سننے کے بعد غائب سی ہوگئی ۔

"لیکن۔۔۔۔ "نعیم صاحب بولتے بولتے رُکے۔

"فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔انہیں ایک دن بھی لگ سکتا ہے ۔۔ایک مہینہ بھی۔۔ایک سال بھی ۔۔دس سال بھی ۔۔اور ایسا بھی ممکن ہے کہ پوری زندگی ۔۔۔۔ "ڈاکٹر کی طرف سے بتائی جانے والی بات سے سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ابھی ان تک یہ خبر پہنچی ہی تھی کہ ہسپتال کے مرکزی دروازے سے پولیس کی ایک ٹیم داخل ہوتے ہی ایمرجنسی روم تک آگئی ۔جس سے سب پہ سکتہ طاری ہو گیا۔

"ہوش آیا مرئضہ کو؟؟؟ "پولیس انسپکٹر بارعب آواز میں بولا۔

جواباََ ڈاکٹر کی طرف سے نفی میں گردن ہلا کر جواب دیا گیا۔

"تو آپ سب گھر والے ہیں مریٔضہ کے ؟؟ محترمہ پہ گولی کس نے چلائی ؟؟ "پولیس کے سوال نے سب کو خوف کی کیفیت میں مبتلا کر دیا۔

"وہ ۔۔۔وہ ۔۔۔اصل میں۔۔۔ "اس سے پہلے شماز کچھ بتاتا ،ندیم صاحب انکے پیچھے آموجود ہوئے ۔

"مجھ سے چلی ہے ۔۔۔ میں اپنے بیٹے کو مارنا چاہتا تھا۔۔لیکن ۔۔ "وہ کہتے کہتے رُکے۔ انکا اتنا اعترافی بیان بھی پولیس کے لیئے کافی تھا۔

علینہ نے شماز کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھا جو اپنے باپ کا اعترافی بیان سن کر تذبذب کا شکار ہو رہا تھا۔

"انہیں ہتھ کڑی لگاؤ۔۔۔ "اس نے حکمیہ انداز میں ایک پولیس والے سے کہا تبھی نعیم صاحب آگے بڑھے ۔

"نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہے ۔۔ریوالور صاف کرتے ہوئے غلطی سے چل گئی تھی ۔۔بھائی صاحب ! آپ بتاتے کیوں نہیں؟؟؟ "اس نے گویا ندیم صاحب کی منت کی ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھو تم لوگ۔۔۔ کوئی شرم حیاء باقی ہے تم لوگوں میں ؟؟آخر کب تک اپنی بہن بیٹیوں کو مارتے رہو گے ؟ اور بعد میں اس بات کی امید کرتے ہو کہ یہ بیان دے کر بچ جاؤگے کہ ریوالور صاف کرتے کرتے گولی چل گئی ؟؟ "انسپکٹر خاصے غصے میں ان سب پہ دھاڑا۔

"ہتھ کڑی لگاؤ اسے۔۔۔ "اسکے حکم پہ فوراً سے کانسٹیبل نے انکے ہاتھ پہ ہتھ کڑی باندھی ۔

انہوں نے ایک نظر اپنے بھائی کو اٹھا کر دیکھا اور دکھ سے بولے

۔" میرے بھائی ! تم سے کیے وعدے کو شاید مجھے اپنی جان کی قربانی دے کر ہی پورا کرنا ہے۔۔ "صرف اتنا ہی انکے منہ سے نکلا تھا۔

پولیس کی ٹیم نے انکا ہاتھ کھینچا اور انہیں اپنے ساتھ لے گئے جبکہ گھر کے تمام افراد پولیس والوں کی منت سماجت کرتے رہ گئے ۔ مگر کیا ہو سکتا تھا ؟ جب ملزم ہی خود کو مجرم قرار دے چکا ہو تو پھر بھلا کاہے کی تفشیش ؟

****

گھر آتے ہی اس نے سب سے پہلے اپنا سامان پیک کیا اور وہاں سے نکلنے کی ہی کی ۔ بھلے ہی اسکی طبعیت ناسازگار تھی لیکن وہ خود کو کافی حد تک

سنبھالے ہوئے تھی ۔ جہانگیر دوسرے کمرے میں موجود سگریٹ سلگائے اپنی محبت کے مرنے کا ماتم کسی مجنوں کی طرح منا رہا تھا۔ کمرے میں چھائے گہرے اندھیرے اور خاموشی سے اسے خود سے ہی وحشت ہونے لگی تھی ۔

موبائل پہ موصول ہوئے وائس نوٹ کی بیپ سن کر اس نے موبائل کو اپنے پاس موجود میز سے اٹھایا اور سگریٹ کی راکھ کو ایش ٹرے میں پھینکا۔اور کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔

"جہانگیر بھائی! میں مجرم ہوں آپکا۔۔ جنت بے قصور ہے ۔۔ " اتنا سننا ہی تھا کہ وہ فوراََ سے کرسی پر سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"شروع دن سے ہی میں آپکو اسکے متعلق بہکا رہاتھا ۔۔ میں چاہتا ہی نہیں تھا کہ آپکی اس سے شادی ہو۔۔ بلکہ کسی اور سے بھی نہ ہو۔۔ تبھی میں نے آپکو فون پہ اسکے متعلق ۔۔۔ "وہ کہتے کہتے کچھ دیر کے لیئے رُکا۔

اسکا وائس نوٹ سنتے ہوئے وہ لاچاری اور بے بسی سے موبائل کو دیکھتا رہ گیا۔" جہانگیر بھائی ! یہاں آنے کے بعد اس نے سجیل سے رابطہ کیا ضرور تھا۔۔لیکن کیوں کیا تھا ؟ یہ شاید میں نے آپکو بتایا نہیں۔۔ اس وقت تو

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مجھے جنت اور سجیل پہ بے انتہاء غصہ تھا۔ کیونکہ ان دونوں کی وجہ سے مہر گھر واپس آگئی اور مجھے اس سے شادی کرنا پڑی ۔۔ جنت نے صرف مہر کو فیصل آباد سے لاہور لانے کے لیئے سجیل سے رابطہ کیا تھا۔۔اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔ "وہ مارے ندامت کے بولتے ہوئے رو بھی رہا تھا۔ اسکی سسکیوں کی آواز اسےاسکے گناہ کے اعتراف میں صاف محسوس ہو رہی تھی ۔

وہ اب یہ سب اسے کیوں بتا رہا ہے ؟وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھا۔ اسکا تجسس اسکے مزید بولنے پہ ختم ہوا۔

"میں مہر سے شادی کے وقت ایک فیصد بھی دل سے خوش نہیں تھا ۔۔لیکن اسے پانے کے بعد اب اسے کھونے کا حوصلہ شاید مجھ میں نہیں۔۔میں نے دو دلوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی ۔ میاں بیوی کے رشتے کے تقدس کی اہمیت کو بھی میں نے سمجھا ہی نہیں۔۔ مجھے تو لگا تھا کہ یہ بہت عام سی بات ہے۔۔لیکن تابینہ پوپھو سے پتہ چلا کہ آپ جنت پہ شک کرنے لگے ہیں۔۔ میں تو بھول ہی چکا تھا کہ میں نے ہی آپکو انجان نمبر سے میسج بھیجا تھا۔۔ اپنے ساتھ برا ہوا تو

مجھے اپنا دوسروں کے ساتھ برا کرنا یاد آگیا۔۔ شاید ایسا ہی لکھا تھا میری قسمت میں۔۔ میں تو اس قابل بھی نہیں ہوں کہ آپ سے کہہ سکوں کہ مجھے معاف کردیں۔ لیکن ۔ صرف ایک گزارش ہے ۔۔ میری مہر کو آپکی جنت کی ضرورت ہے ۔۔ مہر کومہ میں ہے۔۔شاید اب وہ ساری زندگی۔۔۔ "وہ نہایت کرب سے بولتے بولتے رُکا۔ کیونکہ اس بات کا تصور وہ چاہ کر بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"میری مہر کو جنت کی ضرورت ہے ۔سب کو لگتا ہے کہ شاید جنت کے آنے سے اسکی حالت بہتر ہوسکے ؟ "وائس نوٹ مکمل ہوا تو اس نے گہری سرد آہ بھری ۔ وہ خود کے ساتھ ہی الجھ رہا تھا۔ وہ جنت کو خود سے دور کیسے کر پائے گا؟ اسے کیسے حقیقت بتا پائے گا کہ حقیقت میں اسکا اصل مجرم کون ہے ؟ مہر کے بارے میں کیسے بتائے ؟ اسکے دل نے ایک ہی لمحے میں اس سے ہزاروں سوال کر دیئے۔ کمرے میں بھلے ہی گہری خاموشی تھی مگر اسکے اندر سوالوں کی بوچھاڑ نے اسکا سانس لینا محال کر دیا تھا۔اس نے فوراََ سے جولی کو کال ملائی اور اسے جنت کی ٹکٹ کنفرم کروانے کے لیئے کہا۔

کمرے کا سکوت نیہا کی دستک سے ٹوٹا۔ اس نے دروازے کو خوب زور زور سے پیٹا لیکن اندر موجود شخص کو بھلا کہا ں پرواہ تھی کسی دستک کی یا کسی کے چلِانے کی ۔" بھیاء ۔۔پلیز۔۔۔اوپن دا ڈور۔۔۔بھابھی جارہی ہیں۔۔۔روکیئے انہیں۔۔۔ "اسکی کہی ایک بات بھی اسکی سماعت سے ٹکرانے سے محروم رہی ۔

اب کے وہ واپس جنت کے پاس آئی ۔" بھابھی ! آخر کیوں کررہی ہیں آپ ایسا؟؟ "جنت جوں ہی اپنا بیگ لیئے کمرے سے نکلی تو اس نے اس سے خوب تکرار کی ۔

"تم کچھ نہیں جانتی ۔۔ بہتر یہی ہے کہ مجھے یہاں سے جانے دو۔۔۔ "اس نے اتنا اونچا کہا کہ آواز اس تک پہنچ جائے ۔

"بھابھی ! میں سب جانتی ہوں۔۔۔بھیاء کی غلطی اتنی بڑی تو نہیں کہ آپ انہیں چھوڑ کر چلی جائیں۔۔"

"یہ تم کہہ رہی ہو؟؟؟ "اس نے نیم انداز میں مسکراکر کہا۔ طنز صاف اور واضح تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھابھی۔۔۔ "اس نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔ " آپ کی طبعیت پہلے ہی ٹھیک نہیں۔۔آخر آپ۔۔۔ "یہ کچھ دیر توقف کے بعد کہا تھا۔

"جانتی ہوں نیہا۔۔۔ جانتی ہوں۔۔۔لیکن میں یہاں مرنا نہیں چاہتی۔ جہاں میری کسی کو پرواہ نہیں۔۔ "وہ لاؤنج سے بڑھتے ہوئے ہال تک آئی۔ ابھی وہ گھر کے مرکزی دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ اس نے کبیر نواز اور کرسٹی کو دروازے کے قریب پایا۔

"تم غلطی کر رہی ہو جنت۔۔۔ "کرسٹی نے دکھ بھرے لہجے میں سوال کیا۔

"آنٹی ۔۔جسے مجھے روکنا چاہیئے۔۔وہ تو اندر بیٹھے ہیں۔۔۔"

"ہو سکتا ہے وہ تمہارا سامنا نہ کر پارہا ہو؟؟ "اب کے کبیر نواز نے اسکی حمایت کی۔

"تبھی تو۔۔تبھی تو انکی مشکل آسان کرنے جارہی ہوں۔۔۔ "اس نے رونے والے لہجے میں کہا۔

"بیٹی ۔۔ خدا کے لیئے ۔۔اتنا بڑا قدم نہ اٹھاؤ۔۔۔ خدا کا واسطہ ہے تمہیں۔۔۔ "وہ تڑپ کر بولے۔

Clubb of Quality Content

"آپ کو اللہ کا واسطہ انکل۔۔۔اگر مجھے بیٹی کہہ رہے ہیں تو اس بات کو بھی سمجھیئے کہ میرے ساتھ ہوا کیا ہے ؟ "اس نے ذرا تلخ لہجے میں کہا تو کبیر نواز کی آنکھیں بھر آئیں۔ انکی آنکھوں میں گہری چمک کو کرسٹی نے واضح طور پہ محسوس کیا۔

"جنت۔۔۔یہ کیسے بات کررہی ہو تم ۔۔۔ یہ تمہیں بیٹی کہہ رہے ہیں اور تم۔۔۔ "اب کے اس نے ذرا ڈانٹ کر کہا۔

"تو انکے کہنے سے کونسا میں انکی بیٹی ہوگئی ؟؟ "اس نے سوالیہ انداز میں خود کو ذرا سنبھالتے ہوئے کہا تھا۔

"بیٹی ہی ہو تم انکی ۔۔۔ "اس نے قدرے جذباتی ہو کر کہا۔

جواباً اس نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی کرسٹی مزید بولی ۔ " سگی اولاد ہو تم انکی ۔۔۔ کبیر نواز خان ۔۔ یہی نام ہے نا تمہارے باپ کا۔۔۔ "اب کے اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ تقریباً حواس باختہ ہو کر رہ گئی ۔

اس کے ذہن میں ایک ایک پسِ منظر گھوم رہا تھا۔ جب پارک میں کبیر نواز کی نظریں اسکا تعاقب کرتی تھیں ۔ کیسے کبیر نواز اسے ملنے کے لیئے ہر

جگہ پہلے سے ہی موجود ہوتا تھا۔ ائیر پورٹ پہ اسکی آنکھوں میں اپنے لیئے آنسو دیکھ کر وہ کیوں نہ سمجھ پائی کہ یہ شخص اسکا اپنا بھی تو ہو سکتا ہے؟ ؟؟ ہاتھ میں موجود بیگ اسکے ہاتھ سے دھڑام سے گرا تھااور اسکے قدم پیچھے کی جانب کھسکنے لگے تھے۔ نیہا نے آگے بڑھ کر فوراََ سے اسکا ہاتھ تھاما ورنہ وہ فرش پہ گرنے ہی والی تھی ۔ کبیر نواز فوراََ سے اسکے قریب آئے۔

"میری بیٹی۔۔۔ جنت۔۔"اس نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں اپنے قریب آنے سے منع کیا۔

" نہیں۔۔ آپ میرے بابا نہیں ہو سکتے۔۔"اس نے ذرا آہستگی سے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟کیوں نہیں ہو سکتے ؟؟" کرسٹی نے آگے بڑھ کر سوال کیا۔

"آپ مجھے یہاں روکنا چاہتے ہیں۔۔اسی لیئے یہ بے بنیاد بات گڑھ رہے ہیں ۔۔۔شرم آنی چاہیے آپ کو اتنا بڑا جھوٹ بولتے ہوئے۔۔ "وہ کم عقلی میں بناء کچھ سوچے سمجھے بولتی چلی جارہی تھی ۔

ناولکلب
Clubb of Quality Content

"جنت۔۔۔جنت۔۔۔ " اب کے اس نے ذرا غصہ سے اسکا نام لیا۔" یہ جھوٹ نہیں ہے۔۔۔اور تمہیں روکنے کے لیئے کم از کم اس جھوٹ کا سہارا لینے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔۔ سمجھی۔۔"

"آنٹی ۔۔آپ کیا کہہ رہی ہیں مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔لیکن۔۔۔پلیز۔۔مجھے یہاں سے جانے دیں۔۔"اس نے اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے گویا منت کی ۔

"کیا انہیں دیکھ کر تمہیں لگتا نہیں کہ تمہارا ان کے ساتھ خون کا رشتہ ہے ؟؟ " اس کا اشارہ صاف نواز کی طرف تھا۔

اس نے ایک نظر اٹھا کر کبیر نواز کی طرف دیکھا جن کی آنکھوں سے درد آنسوؤں کی صورت بے انتہاء شدت سے بہہ رہا تھااور پھر انکے قریب آئی ۔

"مجھ سے کیوں چھپایا یہ سب؟؟؟ "اس نے خود کو ضبط کرتے ہوئے گہری لمبی سانس لی ۔

کرسٹی نے نیہا کو اشارۃ َ اپنے ساتھ آنے کے لیئے کہا اور پھر دونوں ،ان کے پاس سے ذرا دور کو ہولیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بیٹی۔۔۔ مجھے معاف کردو۔۔ مجھے معاف کردو۔۔ "وہ اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیے بلک بلک کر رو رہے تھے۔

"کیسے معاف کردوں؟؟ ایک باپ بھلا اپنی بیٹی سے اپنے آپ کو چھپا سکتا ہے ؟ آپ یہاں اپنی زندگی میں خوش تھے اور وہاں میں ۔۔ "اسکا دل اندر ہی اندر کٹ رہا تھا۔ " میں کے اپنی ساری زندگی اس کاش میں گزار دی کہ کاش !میرے بابا ہوتے تو میرے ساتھ یہ سب نہ ہوتا۔۔ "وہ بھی انہی کی طرح رو رہی تھی ۔

"میری بیٹی !میری غلطی صرف اتنی ہے کہ شاہینہ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد کبھی پاکستان میں کسی کی خیر خبر ہی نہ لی ۔۔یہ جاننے کی کوشش ہی نہ کی کہ شاہینہ میرے لیئے اللہ کی رحمت چھوڑ کر گئی ہے۔۔ میری جنت۔۔۔ " وہ سسک کر بولے۔

انہوں نے اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کو صاف کیا اور اسے اپنے سینے سے لگایا۔" تمہارا باپ تمہارے ساتھ ہے میری بچی۔۔۔" وہ انکے سینے سے لگی زاروقطار رو رہی تھی۔

"اگر ساتھ ہیں تو پھر کیوں مجھے ایسے شخص کے لیئے روک رہے ہیں جس نے مجھے دوکوڑی کا کردیا ہے؟؟انکے فیصلے سے تو میں خود سے بھی نظریں نہیں ملا پارہی ۔۔تو میں دنیا کو کیسے فیس کروں گی۔۔ "اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے تر رخساروں کو صاف کیا اور انکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ کر بولی ۔

"بیٹی۔۔ یہ رشتہ کوئی عام رشتہ نہیں ہے۔۔ بے وقوف ہے جہانگیر۔۔لیکن تم تو سمجھدار ہو نا؟اتنی بڑی غلطی کیوں کرنے جارہی ہو تم ؟؟ "انہوں نے بڑے حق سے اسے سمجھایا تو وہ تھک ہار کر بولی۔

"مجھے بس یہاں سے جانا ہے۔۔ پلیز۔۔۔ "اس نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر ان سے کہا۔

جواباََ انہوں نے کچھ کہنا چاہا۔اس سے پہلے انکے الفاظ انکے منہ سے نکلتے جہانگیر کمرے سے باہر لاؤنج میں آیا۔

"انکل۔۔۔جانے دیجیئے اسے۔۔ اسکا جانا بہت ضروری ہے۔۔ "اسکے الفاظ جس کے بھی کان میں پڑے تھے ، سبھی ہکا بکا رہ گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسے تو لگا تھا اسکا جانی اسے روکنے کے لیئے آیا ہے۔وہ اگر اسے روکے گا تو وہ رُک جائے گی ۔ مگر یہ کیا؟ اس نے تو اس پر سے اپنا ہاتھ ہی اٹھا لیا تھا۔ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے وہ اسکے قریب بڑھی جو اس سے چار قدم کے فاصلے پہ کھڑا تھا۔ اس کے لب اس سے تکرار کرنے کے لیئے بے تاب تھے لیکن اسکے اندر کی عورت اسے اس سے کسی بھی سوال کرنے کو خود کی توہین سمجھ رہی تھی۔ اس نے لب کاٹ کر بے انتہاء اذیت سے دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو ۔۔ "کیا جانی کا اپنے اللہ سے مانگی گئ اپنی جنت پہ اعتبار ختم ہو گیا ہے؟"

جواباََ وہ اس سے نظریں چرا کر رہ گیا۔

اس نے گہرا لمبا سانس بھرا اور خود کو سنبھالنے کی حتی المقدور کوشش کی مگر وہ ایسا نہ کرسکی ۔ سر کی درد نے جب شدت کی صورت اختیار کی تو اسکے قدم پیچھے کی جانب کھسکتے چلے گئے اور اسکی پشت دیوار کے ساتھ لگ گئی۔

انہوں نے جہانگیر کو غصہ سے دیکھا اور پھر فوراََ سے جنت کی طرف آئے۔"جنت۔۔میری بیٹی۔۔۔ "

اسکی حالت دیکھ کر کرسٹی نے اسے صوفے پہ بٹھایا۔نیہا ء اسکے لیے فوراََ پانی لے کرآئی۔

"پاگل ہو گئے ہو جہانگیر۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم یہ۔۔ "اب کے سوال کرسٹی کی طرف سے کیا گیا تھا۔

"کیوں؟ کیوں نہیں کہہ سکتا میں یہ ؟؟ بتائیے؟؟ آپ ہی نے مجھے اسکا ہاتھ پکڑنے سے روکا تھا نا۔۔تو لیجیئے۔۔۔ رُک گیا۔۔ چھوڑ دیا میں نے۔۔ "یہ سب کہنے کے لیئے وہ کس قدر اذیت سے گزررہا ہے ؟اسکا اندازہ شاید ہی کوئی کر سکتا تھا۔

اسکا کہا ایک ایک لفظ اسکے دل میں نشتر چبھو رہا تھا۔آخر اپنی پوری قوت جمع کرتے ہوئے وہ صوفے پر سے اٹھی ۔اپنا ہینڈ بیگ کندھے پہ لٹکایا اور بناء کوئی سامان لیئے سب کی نظروں سے کے سامنے سے تیز تیز قدم بڑھاتے ،وہاں سے نکل گئی ۔

"نواز۔۔۔ روکیئے اسے۔۔۔نواز۔۔۔ "

وہ فوراََ سے اسکے پیچھے پیچھے گئے مگر وہ تیز تیز قدم بڑھائے سنسان سڑک پہ آگے کو بڑھتی چلی جارہی تھی ۔ سورج تقریباََ ڈھل چکا تھا۔اور اسکی

زندگی کا فیصلہ بھی ہو چکا تھا۔ گھر کے باہر کھڑی کیب جسے اس نے ائیر پورٹ پہ جانے کے لیئے بلوایا تھا ۔ باہر آتے ہی ، وہ اس میں فوراََ سے بیٹھ گئی ۔

کبیر صاحب نے فوراََ سے اپنی گاڑی نکالی اور اسے روکنے کے لیئے کیب کا پیچھا کرنے لگے۔

"جہانگیر! مجھے تم سے اس بات کی امید نہیں تھی ۔۔تم تو سمجھدار تھے۔۔ کیا کہتے تھے کہ جنت تم سے عمر میں چھوٹی ہے ۔ امچیور ہے۔۔لیکن تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہے۔۔ یہ محبت عمروں کا فرق کہاں دیکھتی ہے ؟ اتیج اِز جسٹ اے نمبر۔۔۔ تو اب کیا ہوا ؟ بھول گئے تم یہ سب؟؟؟ بولو؟؟ " وہ ان سے نظریں چراتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تو وہ اسکے سامنے آکھڑی ہوئی ۔

"غلط فہمی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔۔جہانگیر۔۔ کیا یہی محبت تھی تمہاری ؟ یہی معیار تھا تمہاری محبت کا؟ اس سے اچھا تو یہ تھا کہ تم شاہ ویز کے بہکاوے میں آجاتے۔۔اور یہاں سے ہی اس سے شادی سے انکار

کر دیتے۔۔۔ "اب کے وہ رُکا اور انکی طرف دیکھ کر کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"آنٹی ۔۔جولی جانتی ہے سب۔۔آپ چاہیں تو اس سے پوچھ سکتی ہیں۔۔ "

انہوں نے پیچھے مڑ کر جولی کی طرف دیکھا ،جو ابھی لاؤنج میں داخل ہوئی تھی ۔" اس سے کیا پوچھوں؟؟"

"مام۔۔ لیٹ می ٹیل یو۔۔ "اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتی انہوں نے اسے ہاتھ کے اشارے سے بات کرنے سے روکا۔

"تم بولو۔۔ کیا بات ہے ؟؟ "انکی نگاہیں جہانگیر پہ ٹکی تھیں۔

"آنٹی ۔۔اسکی کزن کو گولی لگی ہے۔۔کومہ میں ہے وہ۔۔اسکا پاکستان جانا بہت ضروری ہے۔۔اس لیئے۔۔"

اسکی بات سن کر انہوں نے مزید پریشانی سے اسے دیکھا۔ " ہاں تو یہ بات تم اسے ڈائریکٹ بتا بھی سکتے تھے ۔۔مگر تم نے ۔۔"

"ہاں۔۔بتا سکتا تھا۔۔بتا سکتا تھا۔۔لیکن مہر کے بارے میں جان کر شاید وہ خود کو سنبھال نہ پاتی۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور تمہاری بے وفائی کو دیکھ کر جیسے وہ خود کو اچھے سے سنبھال پائی ہے؟ "وہ دانت کچکچاتے بولی تھیں۔

"سنبھال ہی تو لیا ہے اس نے خود کو۔۔ "اس نے اپنی آنکھوں کے بھیگے کناروں کو صاف کیا۔" ویسے بھی وہاں جا کر وہ اچھے سے فیصلہ کر پائے گی کہ اسے کیا کرنا ہے ؟"

"اب بھی؟؟اب بھی تم۔۔۔ "وہ اپنا سر پکڑ ے رہ گئی ۔

"Brother, why don't you tell her that Danish has told you to do this. According to her condition, she needs more of her own people. That is why Danish has said that for a few days "

بھیاء۔۔آپ انہیں بتاتے کیوں نہیں کہ دانش نے آپ کو ایسا کرنے کو کہا ہے ۔۔ اسکی حالت کے مطابق اسے اسکے اپنوں کی زیادہ ضرورت ہے۔۔اسکے لیئے بھیاء کی کہی کسی بات کو اتنا آسانی سے بھلا نا اسکے لیئے اتنا آسان نہیں ہوگا۔۔اسی لیئے دانش نے کہا ہے کہ وہ کچھ دن کے لیئے۔۔۔"

"بس کرو تم بھی ۔۔تم اور دانش پتہ نہیں اب کیا چاہتے ہو۔۔ وہ عاجز آکر بولی ۔" تم نہیں جانتی کبیر کی کیا حالت تھی " تم ابھی جانتی نہیں کہ وہ کون ہے ؟؟ " وہ گہرے جذبات لیئے بولی تھی ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 28

آزمائش

" بس کرو تم بھی ۔۔تم اور دانش پتہ نہیں اب کیا چاہتے ہو۔۔ وہ عاجز آکر بولی ۔" تم نہیں جانتی تمہارے بابا کی کیا حالت تھی؟ " تم ابھی جانتی نہیں کہ وہ کون ہے ؟؟ " وہ گہرے جذبات لیئے بولی تھی ۔

"Who is She??"

"کون ہے ؟؟؟ "اس نے تجسس آمیز لہجے میں دریافت کیا۔

اس سے پہلے وہ اسے جواب دے پاتیں،موبائل کی گھنٹی نے زور پکڑا تو نیہا اسکے کمرے سے بھاگی بھاگی اسکا موبائل فون اٹھا کر لے آئی۔ فون پہ "سجیل علی "بار بار ڈسپلے ہورہا تھا۔

اس نے دونوں کی طرف دیکھا جو اسے قدرے حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔

سبز بٹن سوائپ کرتے ہی اس نے فون اٹھایا ۔

"جی سجیل صاحب "!

اس نے اتنا کہا ہی تھا کہ کرسٹی نے اسکے ہاتھ سے اسکا فون کھینچ کر اسپیکر پہ کر دیا۔

"اتنی عزت کا شکریہ۔۔آپکو بتانا تھا کہ میں یہاں سے جا رہا ہوں۔۔آپکی محبت کا کیا معیار ہے میں سمجھ نہیں پایا۔۔البتہ میری محبت کا یہ معیار یہ نہیں کہ کسی کو اذیت دوں۔۔میرے لیئے اسکی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں۔۔اور میں اسی لیئے یہاں آیا تھا۔۔اسکی خوشی صرف اور صرف آپ میں ہے۔۔ جانتے ہیں۔۔ اسکے لیئے خود کو جنت جہانگیر کہلوانا باعثِ فخر ہے۔۔ اور آپ چاہتے ہیں کہ سجیل علی اس سے اسکا فخر چھین لے؟؟ ہوسکے تو مجھ پہ ایک احسان کیجیئے گا۔۔یہ سب جنت کو پتہ نہ چلنے دیجیئے گا۔۔پلیز۔۔۔ورنہ اسکا اس دعا پر سے یقین اٹھ جائے گا جو کبھی آپ نے اسے حاصل کرنے کے لیئے مانگی تھی۔۔ اللہ حافظ۔۔"

وہ بولتا چلا گیا اور سب سنتے چلے گئے۔

وہ ائیر پورٹ پہ بیٹھا اپنی فلائٹ کی روانگی کے انتظار میں تھا۔ اس نے فون بند کیا اور اپناہینڈ بیگ اتار کر بینچ پہ رکھا۔اسکا دھیان روشن ہوتے بڑے بڑے بورڈ پہ تھا جن پہ روانگی کے اوقات کی تفصیل ڈسپلے ہو رہی تھی۔" یااللہ ! تیرا شکریہ کہ تو نے مجھے اتنے بڑے گناہ سے بچا لیا۔۔ میں

Clubb of Quality Content

لاکھ برا صحیح لیکن کسی کی ہنستی بستی زندگی میں آگ لگانے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

ائیر پورٹ کے داخلی دروازے سے داخل ہوتے ہی وہ ریسیپشن پہ آئی ۔اپنی ٹکٹ کنفرم کروائی اور اسکے پیچھے موجود بینچ پہ آبیٹھی۔ کبیر صاحب جوں ہی ائیر پورٹ میں داخل ہوئے تو انہوں نے چاروں اطراف میں نگاہ دوڑائی ۔مگر انہیں وہ کہیں نظر نہ آئی ۔ اس سے پہلے انکی نظر اس پر پڑتی ، وہ انہیں دیکھ چکی تھی ۔

وہ فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھی اور دوسری سائیڈ پہ ہونے لگی ۔ اسکی اپنی جانب پشت وہ دیکھ چکے تھے ۔ اس سے پہلے وہ ان سے نظریں بچا کر دوسری جگہ پہ جا پاتی وہ بھاگتے بھاگتے اسکے پاس آئے ۔

"جنت۔۔۔" انکا سانس کافی پھولا ہوا تھا۔

اسکا نام اس انجان شخص کے منہ سے سنتے ہی سجیل نے پیچھے کی جانب مڑ کر دیکھا۔جنت اور کبیر نواز خان اسکے سامنے موجود تھے۔

"کیوں کررہی ہو ایسا؟؟ میں کیسے رہوں گا تمہارے بغیر میری بیٹی ؟؟" وہ کسی بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔

ان کے الفاظ سن کر حیرت کے مارے اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"جیسے پہلے رہ رہے تھے۔۔ "اس نے انکی آنکھیں صاف کیں ۔

"پہلے تو میں لا علم تھا اس سچ سے۔۔ " انکی آنکھوں سے آنسو کسی صورت تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

"لاعلم ہونے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے۔۔انہیں نہیں دیکھا آپ نے ؟ کیسے لاپرواہی اختیار کر لی مجھ سے ؟ جیسے مجھے جانتے ہی نہ ہوں۔۔۔ "وہ سسکی بھر کر بولی تھی ۔

اسکے اتنے الفاظ سنتے ہی اسکے کان کھڑے ہوگئے۔" لاپرواہی۔۔ "اس نے زیرِ لب دہرایا۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔۔ جہانگیر ایسا نہیں کر سکتا۔۔ " اس نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے خود سے سرگوشی کی ۔

"جنت۔۔میری بیٹی۔۔ تمہارا باپ تم پہ قربان۔۔ " انہوں نے اسکی آنکھوں کو صاف کیا اور انہیں اپنے سینے سے لگایا۔" میں تمہیں جانے سے روکوں گا نہیں۔۔۔صرف اتنا کہوں گا کہ اس بھولے شخص کے لیئے اپنے دل کے دروازے کبھی بند نہ کرنا۔۔"انہوں نے نصیحتی انداز میں کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپکی بیٹی ۔۔آپکی بات کا مان رکھے گی بابا۔۔۔ "اسکے منہ سے پہلی بار اپنے لیئے بابا کا لفظ سن کر انکی آنکھوں میں خوشی کی لہر دوڑی۔

کچھ سوچتے سوچتے وہ دوبارہ بولی۔" لیکن زندگی کا دروازہ کب بند ہوجائے ؟ اس کا شاید کسی کو اندازہ نہیں۔۔اور ویسے بھی ۔۔میں تو مرنے والی ہوں نا۔۔ "

"نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔ایسا نہیں کہتے۔۔ تم میری بہادر بیٹی ہو۔۔تمہیں اپنے اس مرض سے خود لڑنا ہوگا۔۔ سمجھی۔۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔۔ " انہوں نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور تسلی آمیز لہجے میں بولے۔

"بہادر ہی تو ہوں۔۔ تبھی تو اتنا سب سہہ گئی ہوں بابا۔۔ "

ان دونوں کی گفتگو کا ایک ایک لفظ اسکے دل میں درد پیدا کر گیا تھا۔ وہ جس کی جان ،اسکی اپنی جان سے بھی بڑھ کر اہمیت رکھتی تھی ،آج کسی مرض میں مبتلا ہے اور موت کا انتظار کررہی ہے ؟

"کیوں ؟؟ ایسا کیوں؟؟ اپنا سب کچھ لُٹا کر صرف اسی کو خوش دیکھنا چاہتا تھا۔۔ "اسکے دل نے اس سے گویا خود ہی سوال کیا اور اسکے سوال کا اسے بعد ازخود ہی جواب دیا۔ " لیکن وہ تو خوش ہے ہی نہیں۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے اپنے ہاتھ کی مٹھی کو مضبوطی سے بند کیا اور اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش کی ۔ اس نے چاہا کہ وہ ابھی اور اسی وقت جہانگیر سے بات کرے ۔۔مگر حقیقت میں ہوا کیا ہے ؟ ابھی وہ اس بات سے بے بہرہ تھا۔ اسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ جنت اسکے اور جہانگیر کے متعلق ہوئی رشتے کی بات کو جانتی ہے ۔ ورنہ وہ اسی وقت قدم پیچھے کی جانب کرنے میں ذرا دیر نہ کرتا۔اور جہانگیر سے اسی وقت باز پرس کرتا۔

پاکستان کے لیئے فلائٹ کی روانگی کا وقت ہوا تو ان دونوں کی آنکھیں مزید سے مزید اشکبار ہونے لگی تھیں ۔ جنت خود کو بمشکل ہی سنبھال پارہی تھی جبکہ کبیر نواز کسی بچے کی طرح بلک بلک کر رورہے تھے۔

"بابا۔۔ بابا۔۔۔ "اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر انکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔" آپ کیوں کررہے ہیں ایسا؟؟ میں اس دنیا سے تو نہیں جا رہی ہوں نا؟ "اسکی اپنی آواز بھی کپکپارہی تھی ۔ آخر اپنے باپ سے جدا ہونا بھلا کس کے لیئے خوشی کی بات ہوسکتی ہے ؟

اسکی بات سن کر انہوں نے فوراََ سے اسکے منہ پہ اپنا ہاتھ رکھا ۔ " میری زندگی بھی تم پہ قربان۔۔"

"ہاں۔۔تو بس۔۔پھر پاکستان آیئے گا نا۔۔میں انتظار کروں گی آپکا۔۔کرسٹی آنٹی اور زلیخا کو بھی لے کر آیئے گا۔۔ ویسے بھی ۔۔ مجھے وہاں سب کو بڑے فخر سے بتانا ہے کہ ۔۔ یہ ہیں میرے بابا۔۔کبیر نواز خان۔۔ "روتے روتے وہ ہنس پڑی تھی ۔

اسکی بات سن کر وہ بھی روتے روتے ہنس دیئے۔ " اپنا بہت سا خیال رکھنا۔۔ جہانگیر آئے گا تمہیں لینے ۔۔ دیکھ لینا۔۔۔ "جاتے جاتے بھی انہوں نے اسکی ہمت بندھائی تو وہ نیم انداز میں مسکرادی۔

"اسی امید پہ تو جارہی ہوں۔۔ کہ شاید انہیں احساس ہو کہ میاں بیوی کا رشتہ اتنا غیر اہم نہیں ہوتا کہ کسی کی بھی جھولی میں ڈال دیا جائے۔۔ "اس نے گہری لمبی سانس لی اور پھر مزید بولی ۔" ان سے کہیے گا۔۔جنت کو جاتے وقت بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ کیسے اسکی قبول ہوئی دعا رد ہوسکتی ہے ؟؟ "اس نے خود کو سنبھالا اور پھر اپنی منزل کی جانب بڑھ گئی ۔ مگر جاتے جاتے پیچھے مڑکر ان کی طرف دیکھتے ہوئے دوبارہ بولی۔" انتظار کروں گی آپ دونوں کا۔۔۔ آنے میں دیر نہ کیجیئے گا۔۔۔ "اس نے انہیں جیسے یاددہانی کروانا مناسب سمجھا۔

Clubb of Quality Content

انہوں نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے اسے پیار بھری نگاہ سے دیکھا اور پھر بے اختیار رو دیئے۔ انکے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے ایک لمحے کے لیئے رُک کر اس شخص کو دیکھا جو جنت کے جانے پہ کسی بچے کی طرح آنسو بہا رہا تھا۔ سجیل نے چاہا کہ وہ اس سے بات کرے مگر بات کرتا کرتا رہ گیا۔

"محبت تو منہ موڑ سکتی ہے لیکن آپکا محرم آپ سے کیسے منہ موڑ سکتا ہے؟؟وہ بھی وہ محرم جس نے دعا کے ساتھ ساتھ اپنی محبت کو پانے کے لیئے کوشش بھی کی ہو۔۔"اس نے دل میں خود سے کہا۔

****

مہر کے پاس موجود وہ اسکا ہاتھ تھامے اپنے ہر گناہ کا اعتراف کر رہا تھا جس کا اعتراف وہ جہانگیر کے سامنے بھی کرچکا تھا۔ اسکی کہی ایک بھی بات اسکی سماعت سے ٹکرانے سے قاصر تھی ۔ مگر پھر بھی وہ اسکا ہاتھ تھامے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کررہا تھا۔

"کھانا کھا لو شاہ ویز۔۔۔ "علینہ کمرے میں اسکے لیئے کھانا لے کر آئی تھی ۔اسکی خراب حالت دیکھ کر اس نے ٹرے ایک سائیڈ پہ رکھا اور اسکے قریب آئی۔

"ابا آگئے ہیں گھر۔۔چچا جان نے ضمانت کروائی ہے انکی ۔۔ "اس نے اسے اطلاع دی مگر اسکی طرف سے گہری خاموشی تھی ۔

"شاہ ویز؟ کیا ہو گیا ہے ؟؟ کیا حال بنا لیا ہے تم نے اپنا؟؟ کیوں دے رہے ہو خود کو اذیت۔۔۔ وہ کہیں نہیں گئی ۔۔تمہارے پاس ہے ۔۔ دیکھو۔۔ ٹھیک ہے وہ۔۔ "اس نے اسے ذرا سختی سے مگر پھر پیار سے سمجھایا۔

"کہاں ٹھیک ہے بھابھی ؟ مجھ سے بات بھلا کہاں کررہی ہے ؟ یہ ایسی تو نہیں تھی ۔۔ مجھ سے لڑتی تھی ۔۔جھگڑتی تھی ۔۔لیکن بات تو کرتی تھی نا؟ دو دن سے اس نے مجھ سے بات نہیں کی ۔۔۔ ایسا لگتا ہے جیسے صدیاں بیت گئی ہوں۔۔ "اسکی آواز بھرِا سی گئی ۔

"شاہ ویز ۔۔شاہ ویز۔۔۔ "وہ اسکے قریب بیٹھی۔ " وہ زندہ ہے۔۔ کیا یہ کافی نہیں۔۔۔ ٹھیک ہوجائے گی ۔۔تم دعا کیا کرو اسکے لیئے۔۔ "

"دعا؟؟" اس نے ایک نظر اسکے چہرے پہ ڈال کر ایسے پوچھا جیسے اس نے کوئی انہونی بات کہہ دی ہو۔

"ہاں۔۔دعا۔۔ دعا میں بہت اثر ہو تا ہے شاہ ویز۔۔۔ آپ رب سے دعا کریں اور وہ قبول نہ کرے ؟ یہ تو ناممکن سی بات ہے ناں؟"

"مگر میں کیسے دعا کر سکتا ہوں ؟ میں تو بہت گنہگار ہوں بھابھی ۔۔ میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ اسکی سزا میری مہر کو کاٹنی پڑ رہی ہے۔۔ "وہ تڑپ کر بولا۔

"نہیں۔۔۔ غلط بات۔۔ جس کا گناہ سزا بھی اسے ہی ملتی ہے۔۔ مہر کا کومہ میں جانا اسکی سزا ہے ؟ یہ کیسے کہہ سکتے ہو تم ؟" اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔"ہو سکتا ہے اس آزمائش کے بدلے اسکی زندگی میں ہمیشہ کا سکون لکھا جا رہا ہو؟؟"

"مگر میری جان بچانے کی سزا تو کاٹ رہی ہے نا یہ۔۔۔ "اس نے مہر کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

علینہ نے اسکی حالت کو بغور دیکھا اور سرد آہ بھر کر بولی۔" کتنی عجیب بات ہے شاہ ویز ! کل تک تو تم اس سے جان چھڑوانا چاہتے تھے ۔۔ لیکن

آج تمہاری جان ہی اس میں بس گئی ہے۔۔ " وہ رشکیہ انداز میں مسکرائی تھی۔

"بھابھی !میری جان تو جیسے میرے حلق میں اٹکی ہوئی ہے ۔۔ "اسکی آنکھیں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

"بس۔۔۔ بس۔۔۔ رونا نہیں۔۔او۔کے۔۔ جنت آرہی ہے نا۔۔سب ٹھیک ہوجائے گا۔۔۔ وہ اسے ضرور زندگی کی طرف واپس لے آئے گی۔۔اور ویسے بھی تم تو کوشش کرہی رہے ہو نا؟؟"

اس کی بات سن کر وہ کچھ بولتا بولتا رُکا۔" جنت آرہی ہے ؟ کب؟؟ "وہ حیران تھا۔

کیونکہ اس نے ابھی کچھ گھنٹے پہلے جہانگیر کو میسج کیا تھا لیکن اس نے میسج سین کر کے ریپلائے تک کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

"ہاں۔۔شمائز کو کال کی تھی جہانگیر نے ۔۔اچھا میں چلتی ہوں۔۔تم کھانا کھا لینا۔۔ "اس نے اتنا کہا اور اسکے کمرے سے باہر آگئی۔

اسکے جاتے ہی شاہ ویز نے اپنے موبائل پہ نگاہ ڈالی جس میں اسکی طرف سے کوئی میسج نہیں تھا۔ اس نے اسکا میسج سین ضرور کیا لیکن کوئی جواب

نہ دیا۔ اسکے آنے کی اطلاع وہ اسے بھی تو دے سکتا تھا۔ یہ سوچ کر اسے خاصی تشویش ہو رہی تھی ۔

****

پاکستان لاہور ائیر پورٹ پہ صبح کے چار بجے اٹلی سے آنے والی پرواز پہنچ چکی تھی ۔ بینچ پہ بیٹھی وہ اپنا موبائل ہاتھ میں لیئے اسی سوچ میں تھی کہ وہ یہاں کیوں آئی ہے ؟ وہ اپنے گھر کیسے جائے گی ؟ وہاں کیا بتائے گی کہ وہ یہاں کیوں آئی ہے ؟ اپنے سسرال جانے کا خیال دماغ میں آتے ہی اس نے اپنے اس خیال کو یہ سوچتے ہوئے جھٹک دیا کہ" جب جہانگیر ہی اسکا نہیں ۔۔تو اسکے گھر والے اسکے کہاں اسے اپنائیں گے ؟ "سوچ سوچ کر اسکا دماغ تقریباً ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔

اسی اثناء میں دور سے آتا شخص اپنے دونوں ہاتھ ،اپنی پینٹ کی جیب میں ڈالے اسکے قریب آرہا تھا۔ اپنے پاس کسی جانے پہچانے کا عکس اسے محسوس ہوا تو اس نے دائیں جانب نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔ سجیل کو اپنے سامنے پا کر اسکی آنکھیں حیرت کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں آئی ہو یہاں تم ؟؟ "سوال قدرے سنجیدگی سے کیا گیا تھا۔

"آپ کیوں آئے تھے وہاں ؟؟ "اس نے بھی اسی کے انداز میں سوال کیا۔

"جنت !میں صرف تمہاری خوشی کی خاطر آیا تھا۔۔اسے بتانے کے لیئے کہ تمہاری زندگی میں،میں کہیں بھی نہیں ہوں۔۔کیسے وہ ایک ویڈیو کی بنیاد پہ یہ فیصلہ کر سکتا ہے ؟؟"

"مجھے آپ سے بات نہیں کرنی ۔۔پلیز جائیں یہاں سے۔۔ "اس نے ذرا لاپرواہی سے کہا۔

"جانتا ہوں۔۔ تم مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتی ۔۔۔لیکن کیوں ؟کیوں چلی آئی تم وہاں سے؟ اسکا اعتماد جیتنا تو تمہارا کام تھا نا؟اور تم وہاں سے چلی آئیں؟ کیوں ؟؟ "اسکے سوالوں سے تنگ آکر وہ بے اختیار بول اٹھی ۔

"کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ مجھے تمہارے حوالے کر دیں۔۔ " اسکا سانس پھول سا گیا۔ اور سر گھومنے لگا۔ خود کو سنبھالتے ہوئے ،اس نے اپنا سانس بحال کیا اور پھر اپنے دونوں ہاتھ اسکے سامنے جوڑ کر بولی ۔

"پلیز۔۔۔پلیز۔۔۔میں ایسا نہیں چاہتی ۔۔میں آپ سے محبت نہیں کرتی سجیل صاحب۔۔ " بارش کی صورت اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ کر آنسو گر رہے تھے ۔

"میں بھی ایسا نہیں چاہتا ۔۔بھروسہ رکھو مجھ پہ۔۔ مانا کہ میں نے تمہارا بھروسہ توڑا ہے ۔۔لیکن وہ بھروسہ بھائی اور بھابھی کے رشتے کو جوڑنے کے لیئے تھا۔۔ میں چاہ کر بھی تمہارا اور اسکا رشتہ توڑ نہیں سکتا۔۔ بھلے ہی تم دونوں کے رشتے کو بچانے کے لیئے مجھے اپنی جان کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑ جائے۔۔ " اس نے آگے بڑھ کر اسکے آنسو صاف کرنے چاہے لیکن اسکا ہاتھ آگے بڑھتا بڑھتا ،رُک سا گیا۔ جوں ہی اسکا دھیان شماز پہ پڑا جو ان دونوں کی باتیں قدرے انہماک سے سن رہا تھا تو وہ اس کے پاس سے ہٹا اور وہاں سے نکل گیا۔

جنت کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا۔ وہ تو چلا گیا مگر اسکا کہا ایک ایک لفظ سن کر اسے احساس ہوا کہ اسکا رشتہ صرف ایک غلط فہمی کی نذر ہونے جارہا ہے۔

"گھر چلیں؟؟ "شماز کی آواز جوں ہی اسکی سماعت سے ٹکرائی تو اپنا سانس روکتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی ۔

"شماز بھائی ؟ آپ ؟؟؟ "وہ خاصی کانپتی ہوئی آواز میں بولی تھی ۔

"ہمم۔۔ہم۔۔۔ سامان ہے ساتھ میں تو بتاؤ۔۔ "اس نے اسکے اردگرد نگاہ ڈالی مگر اسکے پاس سوائے ہینڈ بیگ کے کچھ بھی نہیں تھا۔

"نہیں۔۔۔کچھ بھی نہیں ہے ۔۔ "وہ آگے بڑھتے ہوئے بولی ۔" آپکو کس نے بتایا کہ میں آرہی ہوں؟ "اس نے تجسس بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جہانگیر نے۔۔۔ "اس نے اتنا کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"جہانگیر نے ۔۔ اسکا مطلب۔۔انہوں نے انہیں سب بتا دیا ہوگا۔۔ " اسکا دل یہ سوچ کر دل تقریباً بند ہونے کو تھا۔

پورا رستہ اس نے اس سے کسی قسم کی بات نہ کی ۔ جنت نے چاہا کہ وہ اس سے کوئی بات تو کرے لیکن شماز کی گہری خاموشی نے اسے اس سے بات کرنے سے دور ہی کیے رکھا۔جوں ہی اس نے گھر میں قدم رکھا تو ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی ۔ گھر کا ہر فرد نمازِ فجر پڑھنے میں محو تھا۔

Clubb of Quality Content!

"نماز پڑھ لو تم بھی ۔۔تمہارے لیئے چائے بجھواتا ہوں۔۔ "اس نے اسے کمرے میں جانے کو کہا اور خود اپنے کمرے میں چلا گیا۔

وہ اپنے کمرے میں آئی ،نما ز ادا کی اور راکنگ چئیر پہ آموجود ہوئی ۔ایک عرصے بعد اسکا دن سکون کی کیفیت محسوس کررہا تھا۔ وہ اپنے اور مہر کے یہاں ایک ساتھ گزارے گئے وقت کو سوچتے ہوئے آنکھیں بھر آئی۔

سکون کی کیفیت ایک لمحے میں بے سکونی میں بدل گئی جب اسکے کان میں شا ہ ویز کی آواز پڑی ۔

"چائے لایا ہوں۔۔۔ "اس نے دستک دی۔

وہ فوراََ سے کرسی پر سے سیدھا ہو کر بیٹھی ،اپنا سانس بحال کیا اور دروازے کی جانب بڑھی ۔

"کیسی ہو ؟؟ "اس نے چائے کا ٹرے اسکے سامنے کیاتواس نے اسکے ہاتھ سے چائے پکڑی ۔

"تم یہاں ؟ مہر کہاں ہے ؟ تم لوگ تو یہاں سے۔۔۔ "اس کے دل میں بے شمار سوال تھے ۔ وہ اسکی طرف دیکھ کر نیم انداز میں مسکرایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چائے پیو۔۔ ریلیکس ہو جاؤ۔۔ اپنے کمرے میں ہے وہ ۔۔اور تمہارا انتظار کررہی ہے ۔۔ "اس نے اتنا کہا اور اسکے سامنے سے ہٹ گیا۔

وہ چائے کا مگ لیئے کمرے میں آئی اور سائیڈ میز پہ رکھتے ہوئے خود بیڈ پہ آبیٹھی ۔" یہاں ایسا کیا ہوا ہے جو سب نارمل ہو گیا ؟ شا ہ ویز اور مہر یہاں ہیں۔مگر۔کیسے ؟؟ " اس نے الجھ کر خود سے سوال کیا۔

خیر خود کو پرسکون رکھنے کے لیئے اس نے اپنی دوا بیگ میں سے نکالی اور پانی کا گلاس بھرتے ہی دوا کھائی ۔

وہ اسے چائے دے کر جب واپس آیا تو شماز نے اسے روکا۔" بتایا اسے سب ؟؟ "اسکے سوال پہ وہ جاتا جاتا رُکا۔

"نہیں۔۔۔ " اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جوابدیا۔

"وہ کچھ نہیں جانتی شا ہ ویز۔۔بہتر ہوتا کہ تم اسے بتا دیتے۔۔۔اسی لیئے تو تمہیں بھیجا تھا کہ تم اسے بتا دیتے۔۔ "

"بھائی !مجھے اسکی اپنی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی ۔۔ پتہ نہیں کیوں؟ میں چا ہ کر بھی اسے مہر کی حالت کے بارے میں بتا نہ سکا۔"

ام م ۔۔م م۔۔۔ " وہ اپنے دونوں ہاتھ آگے کی جانب باندھے کسی گہری سوچ میں محو تھا۔

"کیا ہوا بھائی ؟ کیا سوچ رہے ہیں؟ "

"کچھ نہیں۔۔ تم جاؤ۔۔مہر کے پاس۔۔ "اس نے اتنا کہا اور اسکے پاس سے ہوتا ہوا اپنے کمرے میں آگیا۔

علینہ قرآنِ پاک پڑھنے میں محو تھی ۔ وہ ایک آیت کی تلاوت کرتی جا رہی تھی تو دوسری مرتبہ میں اسی آیت کا ترجمہ بھی اونچی آواز میں پڑھتی جارہی تھی ۔

ترجمہ" :بے شک اللہ انصاف کا اور احسان کرنے کا اور رشتہ داروں کو (انکے حقوق (دینے کا حکم دیتا ہے ۔) "سورۃ النحل(90 :

اس نے تلاوتِ قرآنَ پاک مکمل کی اور قرآنِ پاک کو غلا ف میں لپیٹتے ہوئے چومنے کے بعد شیلف پہ رکھا۔

"جنت کو لے آئے ؟؟ "اس نے اپنے سر پہ لیا دوپٹہ تھوڑا ڈھیلے کرتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں۔۔ "اس نے ایک لفظ میں جواب دیا اور صوفے پہ بیٹھ گیا۔

اسکا الجھا الجھا سا چہرہ اسے پریشانی میں مبتلا کر رہا تھا۔ " کیا بات ہے شماز؟ سب ٹھیک تو ہے ؟؟جنت کہاں ہے ؟؟"

"کمرے میں۔۔ وہ نہیں جانتی مہر کی حالت کے بارے میں۔۔ "اس نے اسے آگاہ کیا۔

"کیا مطلب؟ میں سمجھی نہیں؟ آپ نے جہانگیر کو بتایا تھا نا ؟ "

"ہاں بتایا تھا۔۔ لیکن۔۔۔ "وہ بولتا بولتا رُکا۔

"شماز؟ کیا بات ہے ؟ کیوں پریشان ہیں آپ ؟؟ "اس نے کرسی آگے کی طرف گھسیٹی اور اسکے سامنے آکر بیٹھی ۔

"علینہ !جنت کو بھیجنے کے لیئے شام میں کہا اور آج صبح وہ یہاں ہے ۔۔ "وہ ذو معنی انداز میں بولا۔

"تو ؟؟ "جواباََ اس نے معنی خیز انداز میں اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"تو وہاں ضرور کچھ ایسا ہوا ہے جو۔۔ "

"اللہ نہ کرے شماز۔۔کیا ہو گیا ہے آپکو؟؟ " اس نے فوراََ سے اسکی بات کاٹی ۔

"تم ہی بتاؤ پھر ؟ وہ اتنی جلدی کیسے آسکتی ہے ؟؟ کیسے ؟؟ "

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسکے سوالوں سے تو وہ خود بھی پریشان ہو کر رہ گئی تھی ۔

"علینہ !جانتی ہو ائیر پورٹ پہ سجیل بھی موجود تھا۔۔ " اب کے اس نے اسے اہم مسئلے کے متعلق آگاہ کرنا چاہا۔

"سجیل ؟؟؟ کون؟ تابینہ خالہ کا دیور؟؟ "

"ہاں۔۔وہی ۔۔جس سے جنت ۔۔محبت۔۔۔ "وہ اپنے لب کاٹ کر بولا۔

اسکے ادھورے لفظوں کو وہ بخوبی سمجھ چکی تھی ۔" نہیں۔۔نہیں۔۔ آپ غلط سوچ رہے ہیں شماز۔۔ جنت ایسی نہیں ہو سکتی ۔۔ جہانگیر سمجھدار انسان ہے وہ ایسے کیسے جنت کو چھوڑ سکتا ہے؟"

"کیا تم جانتی ہو کہ تابینہ پوپھو اور راحت بھائی کے رشتے کو جوڑنے کے لیئے سجیل نے اس رات اسکا ساتھ نہیں دیا تھا۔" اسکا سانس پھول سا گیا تھا۔ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ منظر اسکی نظروں کے سامنے گھوم رہا ہے ۔ اسکا سوال سن کر اسکی آنکھیں حیرت کے مارے کھُلی کی کھُلی رہ گئیں۔" کیا؟؟ مطلب؟اسے کسی نے ایسا کرنے کو کہا تھا؟جواباً اس نے اثبات میں گردن ہلائی ۔" علینہ ! ہم نے کہیں اسکے ساتھ ناانصافی تو نہیں کردی ؟؟"

"نہیں ۔۔شماز۔۔نا انصافی کیسی ؟ وہ بہت خوش ہے جہانگیر کے ساتھ۔۔آپ ایک مرتبہ اس سے بات تو کر کے دیکھیئے۔۔یوں خود سے اخذ نہ کیجیئے۔۔۔ "اس نے تفہیمی انداز میں سمجھایا۔

"علینہ ۔۔مجھے تو لگا تھا کہ سب ٹھیک ہو گیا ہے ۔۔ مہر اسکے آنے سے زندگی کی طرف لوٹ آئے گی ۔۔لیکن مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ وہ تو خود زندہ ہی نہیں ہے تو اسے کیسے زندگی کی طرف واپس لائے گی ؟ "وہ کرب سے بولا۔

"نہیں شماز۔۔کیسی باتیں کررہے ہیں آپ ؟؟"اس نے اسے ٹوکا۔

"تم ایک دفعہ اسے دیکھنا تو صحیح۔۔ وہ بس سانس لے رہی ہے۔۔لیکن اسکے اندر سانس لیتی زندگی ختم ہو چکی ہے ۔۔ ابھی تم پڑھ رہی تھی نا کہ :

"بے شک اللہ انصاف کا اور احسان کرنے کا اور رشتہ داروں کو انکے حقوق دینے کا حکم دیتا ہے ۔۔"

"ہاں۔۔ "وہ اسکے چہرے پہ نظریں گاڑھے ہوئے تھی ۔

"تو کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم سے جنت کا حق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہو؟ "اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

"شماز۔۔۔آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔۔اماں بی کا کیا گیا فیصلہ ہے یہ ۔۔ اور جنت خوش ہے ۔۔آپ رُکیئے ذرا۔۔میں خود بات کرتی ہوں اس سے ۔۔کہاں ہے وہ ؟ "وہ اسکے پاس سے اٹھی ہی تھی کہ اس نے اسے روکا۔

"علینہ۔۔ مانا کہ مہر اور جنت میری سگی بہنیں نہیں۔۔لیکن میں نے انکی ذمہ داری کو سگی بہنوں سے بھی بڑھ کر سمجھا ہے ۔۔ آج جنت کی حالت دیکھ کر مجھے ایسا لگا جیسے میرے دونوں بازؤں میں جان ہی نہیں ہے ۔۔" اسکی محبت دیکھ کر علینہ نے رشکیہ انداز میں ذرا مسکراکر اسے دیکھا۔" شماز ! یہ تو آپکی محبت ہے ۔۔لیکن یقین کیجیئے ۔۔ایسا کچھ نہیں ہے ۔۔ اگر ایسا کچھ ہوتا تو مجھے تابینہ پوپھو تو بتاتیں نا؟خیر آپ تھوڑا ریسٹ کرلیں۔۔زیادہ سوچیں نہیں۔۔میں جنت سے مل لوں۔۔ "اسکی باتیں سن کر پریشان تو وہ بھی تھی لیکن اسے تسلی دے کر وہ اسکے پاس سے باہر آگئی تھی ۔

دوسری طرف وہ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے لاؤنج کی جانب آرہی تھی ۔ علینہ کی نظر جوں ہی اس پہ پڑی تو اسکے ذہن میں شماز کے الفاظ گونجے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"وہ تو خود زندہ ہی نہیں ہے تو اسے کیسے زندگی کی طرف واپس لائے گی ؟ "بلاشبہ اسکی حالت بالکل ایسی ہی تھی ۔

"جنت۔۔کیسی ہو تم ؟؟؟ "اس کی آواز جوں ہی اسکے کانوں میں پڑی تو وہ جاتے جاتے رُکی ۔

"جی بھابھی ۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔آپ کیسی ہیں؟؟ "

"میں بھی ٹھیک۔۔۔ بھئی کیا تیزیاں ہے تمہاری ۔۔ابھی رات کو ہی تو تمہیں اطلاع کی ہے اور تم صبح۔۔"

"آپ نے اطلاع کی ؟ کب؟؟؟ "اس نے حیرانگی سے اسکی بات کو کاٹا۔

"رات کو۔۔بتایا نہیں تمہیں تمہارے میاں نے ؟؟ "اس نے ہنستے ہوئے سوال کیا۔اسکی بات سن کر وہ بے ضبط مسکرادی کہ اسکی آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے۔

"بھابھی آنے کا پلین تو پہلے ہی تھا میرا۔۔ اچھا یہ مہر کہاں ہے ؟ گھر واپس آگئے دونوں ؟؟ "اس نے بات کو ٹالتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں۔۔گھر آگئے۔۔ سب ٹھیک تو ہو گیا لیکن ۔۔اس سب میں مہر۔۔۔ "بات کرتے کرتے اسکی زبان رُک سی گئی ۔

جنت کی پیشانی پہ پریشانی کی شکنیں واضح ہوئیں۔" کیا ہوا مہر کو ؟؟ " اسکی جان ہاتھوں میں آگئی ۔وہ بناء دیر کیے ہی اسکے کمرے کی جانب بڑھی۔

وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیئے بیٹھا اس سے باتیں کررہا تھا۔ اسکے اردگرد نصب میڈیکل کے آلات دیکھ کر اسکے قدم ساکت رہ گئے تھے ۔

"تم جانتی ہو ؟جنت آئی ہے تم سے ملنے۔۔۔ "وہ اسے بتا رہا تھا۔" میں جانتا ہوں کہ اب تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤگی ۔۔ میری تو آج تک تم نے سنی ہی نہیں۔۔ ہے نا۔۔۔ "اب کے وہ ذرا خفگی سے بولا۔

اسی اثناء میں اسے جب اپنے پاس ایک سایہ محسوس ہوا تو اس نے فوراََ سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ جنت کی آنکھوں میں بے بسی اور لاچاری کے آنسو تھے ۔ اسکی زبان گنگ ہو کر رہ گئی ۔ وہ مہر جو ہر ایک سے بے خوف و خطر ہو کر زندگی کو جیا کرتی تھی ۔آج آکسیجن پمپ کے ذریعے سانس لے رہی ہے ۔" کیوں ؟؟"

"جنت۔۔ بیٹھو۔۔یہاں۔۔۔ "اس نے فوراََ سے کرسی آگے کو بڑھائی اور مہر کے قریب رکھی تاکہ جنت اس کے پاس آسانی سے بیٹھ سکے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تابینہ پوپھو اسکے کمرے میں آئیں ۔سوپ ایک سائیڈ پہ رکھا اور اسکا ہاتھ تھام کر اسے کرسی پہ بٹھانے لگیں۔

"خالہ۔۔ یہ سب ؟؟ کیا ہوگیا؟؟آپ سب نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ ۔۔مہر؟؟ "اس نے ایک نظر شاہ ویز پہ ڈالی اور پھر مہر کی طرف دیکھا۔ اسکی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے ۔ ایک مرئضہ دوسری مرئضہ کا غم باٹنے کے لیئے آئی تھی ۔ لیکن سب اس بات سے بے خبر تھے کہ جنت اپنے اندر کس مرض سے لڑ رہی ہے ؟

"شاہ ویز۔۔ میں نے تو اسے تمہارے ساتھ جانے کا اس لیئے بولا تھا کہ ۔۔تم اسکا خیال رکھو گے ۔۔لیکن اسے کیا ہو گیا؟ تم نے کیا کیا یہ ؟؟ "وہ پھوٹ پھوٹ کر رورہی تھی ۔

علینہ فوراََ سے آگے بڑھی ۔ " تم غلط سمجھ رہی ہو جنت۔۔ " تبھی شاہ ویز نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں چپ رہنے کا کہا۔

"جنت۔۔ کاش میں اس کے لیئے کچھ کرسکتا۔۔ میری پرواہ کرتے کرتے۔۔یہ اس حال میں پہنچ گئی ۔۔ "اسکی ذو معنی باتیں کیا معنی بیان کررہی تھیں وہ چاہ کر بھی سمجھ نہیں پارہی تھی ۔

Clubb of Quality Content

"ہوا کیا ہے ؟؟مجھے بتائیں گے آپ لوگ؟؟ "اس نے ذرا تلخ لہجے میں دونوں سے پوچھا۔

"جنت۔۔۔ " علینہ نے تھوڑی سی ہمت جمع کرتے ہوئے اسے ایک ایک سچ سے آشنا کیا ۔ اسکی کہی ایک ایک بات سن کر اسکی آنکھوں کے ساتھ ساتھ اسکا منہ بھی کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اتنا کچھ ہو گیا ؟اور اسے ایک اس سب کے بارے میں لاعلم رکھا گیا۔ کیوں ؟؟

"پلیز جنت۔۔۔سنبھالو خود کو۔۔۔ مہر کو اس وقت تمہارے ساتھ کی ضرورت ہے ۔۔ "اس نے تابینہ کی طرف دیکھا ۔ جس سچ سے اسے ابھی آگاہ کیا گیاتھا، اسے سن کر وہ تھک ہار کر رہ گئی تھی ۔

****

اسے اٹلی سے گئے تقریباً دو روز ہوچکے تھے ۔ جہانگیر کے باپ تک جب جہانگیر کے کیے گئے فیصلے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اسے خوب آڑے ہاتھوں لیا۔

"تم پاگل ہو گیا؟؟ کیسے مرد ہو تم ؟ بیوی ہے وہ تمہاری اور تم اسکا رشتہ کسی اور کے ساتھ جوڑنے میں لگے ہو؟؟ بہت مایوس کیا ہے تم نے مجھے

۔۔بہت۔۔۔ میں نواز سے نظریں نہیں ملا پارہا۔۔ "ان کی ویڈیو کال ریسیو کرتے ہی ،انھوں نے اسے خوب ڈانٹ پلائی ۔

"ڈیڈ۔۔۔میری بات تو سنیئے۔۔۔ "اس نے بات کرنے کی جسارت کی ۔

"کیا سنوں؟ سب جانتا ہوں میں ۔۔سب ۔۔۔ اسکی کزن کومہ میں ہے تو تم نے اسے وہاں جانے دیا۔۔ لیکن کیا صورتحال کریئیٹ کر کے تم نے اسے وہاں بھیجا ؟اسکا اندازہ ہے تمہیں ؟؟؟ "ایسا پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ وہ اس سے اس انداز میں بات کررہے تھے ۔

ویڈیو کال پہ اسے جوں ہی اپنی ماں کا چہرہ دکھائی دیا تو وہ بولا۔ " مام پلیز۔۔ سمجھایئے انہیں۔۔کم از کم مجھے بات کرنے کا موقع تو دیں۔۔ "وہ منمنایا۔

اب کے اسے کوسنے کی باری انکی تھی ۔ انہوں نے ہارون صاحب کے ہاتھ سے فون لیا اور پھر اس سے بولیں۔" تمہیں موقع دے کر دیکھ چکے ہیں ہم۔۔ بے وقوفی کی حد ختم ہے تم پہ۔۔۔"

ان دونوں کی طرف سے اسے شدید سخت غصیلے لہجے کا سامنا تھا۔" مام ۔۔ڈیڈ ۔۔پلیز۔۔۔لیٹ می کلیئر یو۔۔۔ "اب کے اس نے التجائی انداز میں

ذرا زور دے کر کہا۔" میں مانتا ہوں کہ میں نے گناہ کیا ہے ۔۔ بہت بڑا گناہ ۔۔۔ جس کا مجھے پورا پورا احساس ہے ۔۔میں تو بس یہی چاہتا تھا کہ وہ اپنے دل کی آواز سنے ۔۔۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میرے منہ سے نکلا لفظ میرے لیئے ہی آزمائش بن جائے گا۔۔ "وہ تھک ہار کر بولا۔

"جانی۔۔ تم نے بہت غلط کیا اس بچی کے ساتھ۔۔بہت غلط۔۔ جبکہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسکی حالت ایسی نہیں کہ ۔۔۔ "وہ لب کاٹ کر بولیں۔" مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہی کہ میں کیسے اسکے گھر جاؤں؟ میں کیسے اسکا سامنا کروں گی؟"

"ممی پلیز۔۔۔ آپ جایئے گا وہاں۔۔ایک دفعہ اسے کہیں کہ مجھ سے بات کر لے ۔۔پلیز ممی۔۔۔ "

اسکے الفاظ انکے کانوں میں پڑے تو انہوں نے اسکے ہاتھ سے فون لے کر کال منقطع کرنے میں ذرا دیر بھی نہ لگائی ۔

"مذاق سمجھتا ہے یہ لڑکا۔۔" انہوں نے فون کو ایک سائیڈ پہ پھینکا۔ " کسی گوری سے شادی کی ہے اس نے ؟ جو اتنی ذلت کے بعد بھی اس سے بات کرے گی۔۔"

"ہارون۔ پلیز کام ڈاؤن۔۔کچھ تو کرنا پڑے گا نا۔۔۔ "انہوں نے ذرا ٹھنڈے دماغ سے کام لیا اور انہیں بھی اشارۃً اپنی بات سمجھائی۔

"کچھ نہیں کریں گے ہم۔۔۔اسے کہو خود آئے پاکستان۔۔خود سنبھالے اپنا مسئلہ ۔۔ "انہوں نے اسے اپنا فیصلہ سنایا اور وہاں سے نکل گئے۔

"یا اللہ " ! انکے غصہ کے پیشِ نظر وہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

****

وہ جب سے آئی تھی ۔ چوبیس گھنٹے مہر کی دیکھ بھال میں ہی لگی رہتی تھی ۔ اسکی اپنی حالت کیا ہے ؟ وہ مہر کی پرواہ میں تقریباً خود کو تو بھول ہی گئی تھی ۔ کبھی کبھار جب اسکے سر کا درد شدت اختیار کرتا تو وہ اپنے بیگ میں موجود ادوایات سے مدد لیتی اور خود کو پرسکون کر لیتی ۔

"یہ کون سی دوا ہے ؟؟ "وہ جوں ہی کمرے میں آیا تو اسے دوا کھاتے ہوئے دیکھ کر سوالیہ بولا۔

اس نے فوراً سے پانی کا گلاس منہ کو لگایا اور پانی پیتے ہی ،میز پہ موجود اپنی دوا کو بیگ میں ڈالا۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں؟ "اس نے مکرر سوال کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب تمہیں بتانا ضروری تو نہیں۔۔ "اس نے ذرا لاپرواہی سے کہا۔

"جنت۔۔ کم از کم ۔۔ مجھے تو بتا سکتی ہو ۔۔ "وہ مہر کے پاس آ بیٹھا ۔

"ٹیومر ہے مجھے۔۔ دماغ کا کینسر۔۔۔ "اس نے نارمل انداز میں کہا جیسے یہ بات اسکے لیئے ارزاں ہو۔اور پھر مہر کی الماری میں کپڑوں کو بالترتیب جوڑنے میں مصروف ہو گئی ۔

"کیا؟؟؟ "شاہ ویز کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کاسانس نیچے رہ گیا۔ وہ فوراََ سے اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکے قریب آیا جہاں وہ مہر کے دھلے ہوئے کپڑوں کو تہہ کر کے الماری میں رکھ رہی تھی ۔

"ادھر آؤ۔۔۔ بیٹھو یہاں۔۔ "اس نے اسکے ہاتھ سے کپڑوں کو پکڑ کر اسے کرسی پہ بیٹھنے کے لیئے کہا۔

"خیر اتنی بھی بڑی بات نہیں ہے یہ۔۔ اپنے پاؤں پہ کھڑی ہو سکتی ہوں میں۔۔ "وہ بچگانہ انداز میں ہنسی۔

"جنت۔۔۔پلیز۔۔۔ مذاق کررہی ہو نا تم ؟؟ " اس نے یقین کی غرض سے سوال کیا۔

"مذاق۔۔اور وہ بھی تم سے۔۔اور وہ بھی ایسا۔۔ "اب کے وہ ذرا تلخی سے مسکرائی تھی۔

"طنز کررہی ہو؟ "

"نہیں۔۔ تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ مذاق میں کوئی اپنی جان کو جان لیوا بیماری میں مبتلا کیونکر کرے گا؟؟"

"جنت۔۔۔ "وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔ اسکی آنکھیں اسکی آنکھوں سے عیاں ہوتا دکھ دیکھ کر بھر آئیں۔

"مجھے معاف کردو۔۔جنت۔۔"

اس نے الماری بند کی اور اسکے سامنے موجود کرسی پہ بیٹھی ۔" تم کس بات کی معافی مانگ رہے ہو ؟؟ "اس نے اسکی بات کو سمجھنا چاہا۔

"میں جہانگیر کے سامنے بھی اپنا گناہ قبول کر چکا ہوں کہ میں نے ہی اسے انجان نمبر سے ۔۔۔ "وہ کہتے کہتے رُکا تھا۔

اس نے پلکیں سکیڑ کراسے دیکھا۔"نہیں۔۔۔پلیز۔۔۔ یہ مت کہنا کہ تم نے انہیں ۔۔۔ "اسکا دل دہل کر رہ گیا۔ وہ اپنا دل اسکے لیئے صاف کر چکی تھی ۔لیکن اسکا یہ اعتراف اسے وحشت دلانے لگا تھا۔

"ایم سوری ۔۔جنت۔۔۔ میری لاپرواہی تم دونوں کو کس دوراہے پہ لے آئے گی ۔۔مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔۔۔ میں تو۔۔"

"پلیز۔۔۔شاہ ویز۔۔۔پلیز۔۔ بس کرو۔۔۔ "اس نے اپنے بالوں کو پیچھے کی جانب کرتے ہوئے اپنے سر پہ ہاتھ رکھ کر اسے مزید بات کرنے سے منع کیا۔

"جنت۔۔۔ "وہ بولتے بولتے رُکا تھا۔ مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود کو اس سے بات کرنے سے باز ہی کیے رکھا۔

"یہ بات یہیں دفن کردو۔۔ اب تم اپنے اس گناہ کی تشہیر نہ کرو تو زیادہ بہتر ہو گا۔۔کیونکہ۔۔ تمہاری ہر غلطی اور کوتاہی کو جنت نے معاف کیا۔۔ "اس نے دل پہ پتھر رکھتے ہوئے ذرا صاف گوئی کا مظاہرہ کیا ۔

وہ اسکے سامنے سے اٹھی اور بالکنی میں آگئی ۔

مجھے پانے سے پہلے کھونے سے وہ ڈرتا تھا۔۔

اپنی زندگی سے کہیں زیادہ عزیز مجھے وہ رکھتا تھا۔۔

اسکی محبت کی آغوش میں سب غم بھول گئے

میری قسمت میں کیا خوب ستارہ چمکتا تھا

دور رہ کر بھی اتنی چاہت تھی تو بھول کیوں گیا وہ؟

جس کے لبوں پہ کبھی میرا نام ہمیشہ رہتا تھا

کتنا آسان ہوگیا ہے اسکے لیے کہیں اور گھر بسا لینا

جو میرے دل کے آنگن میں بسیرا رکھتا تھا

مجھے پانے سے پہلے کھونے سے وہ ڈرتا تھا۔۔

اپنی زندگی سے کہیں زیادہ عزیز مجھے وہ رکھتا تھا۔۔

"یااللہ !میں یہاں کیسے کسی کو فیس کروں گی ؟؟ کیسے ؟؟ جہانگیر آپکو مجھ پہ نہ صحیح لیکن اپنے ان لفظوں پہ تو یقین ہونا چاہیئے تھا ،جو آپ نے شادی کی رات مجھ سے کہے تھے۔۔ "اس نے خود سے سرگوشی کرتے ہوئے آسمان پہ گہری نگاہ ڈالی ۔ آسمان پہ کالے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ سیاہ بادل کسی وقت بھی برس سکتے ہیں۔ ہوا میں سردی کی لہر نے اسکے ہونٹوں پہ کپکپی طاری کر دی تھی ۔

"شاہ ویز سے کہوں بھی تو کیا کہوں ؟ اسکی غلطی کا احساس میری زندگی پہ لگے سوالیہ نشان کو تو دور نہیں کر سکے گا نا۔۔ کاش ! شاہ ویز تم نے ایسا نہ کیا ہوتا۔۔۔کاش۔۔ "

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ اگلے ہی لمحے اسکے ضمیر نے اسے ہی کٹہرے میں کھڑا کر دیا۔

"تمہیں چاہیئے تھا کہ تم جہانگیر کو سب بتادیتی ۔۔ تمہیں اس سے کچھ چھپانا ہی نہیں چاہیئے تھا۔۔وہ بھی تو ایک انسان ہے ۔۔ محبت میں حصہ داری کہاں برداشت ہوتی ہے۔۔"

"لیکن محبت میں شک بھی تو نہیں ہوتا۔۔۔ "اس نے خود کو گویا خود ہی جواب دیا۔

"شک تو تھا ہی نہیں۔۔ سب باتیں حقیقت بیان کررہی تھیں۔ "اس کے ضمیر نے اسے سمجھایا۔

"تو پھر یہ کہاں کی محبت ہوئی؟ ساری دنیا بھی آپ کی محبت کے خلاف ہو جائے ۔۔لیکن آپ کا دل کبھی بھی آپکی محبت کے خلاف نہیں ہوسکتا۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔ "

ابھی وہ اپنے اور اپنے ضمیر کے مابین ہونے والی سرگوشی میں ہی الجھی ہوئی تھی کہ اسے کمرے میں سے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی ۔ وہ فوراَ بھاگی بھاگی کمرے میں آئی ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 29
محبت اور یقین

جوں ہی وہ کمرے میں آئی تو ہر چیز اپنی جگہ پہ تھی ۔ مہر بستر پہ آنکھیں کھولے لیٹی تھی ۔ وہ فوراً سے بھاگی بھاگی اس کے پاس آئی جو بے حس و حرکت بیڈ پہ موجود تھی ۔ اس نے چاروں اطراف میں نگاہ دوڑائی مگر ہر

چیز اپنی جگہ پہ موجود تھی ۔ جوں ہی اسکا دھیان زمین پہ پڑا تو سائیڈ ٹیبل سے غائب شیشے کا گلدان زمین پہ ٹوٹا پڑا تھا۔

"یہ کیسے گرا؟؟ "اس نے زیرِ لب خود سے سرگوشی کی ۔ اب کے اس نے مہر کے ہاتھوں کی طرف دیکھا۔اسکے ہاتھوں کی انگلیاں ذرا آہستگی سے حرکت کررہی تھیں۔" مہر؟؟ تم ٹھیک ہو؟ تم مجھے سن سکتی ہو؟؟؟ کیا یہ گلدان تم نے گرایا؟؟

اسکا مطلب تم حرکت کر سکتی ہو؟؟ "وہ اسکے قریب جا کر بولی تو اس نے اپنا ہاتھ پوری قوت سے اوپر کی طرف اٹھایا مگر اگلے ہی لمحے اسکا ہاتھ اتنی ہی تیزی سے بیڈ پہ جا لگا۔

اسکی خوشی کی کوئی انتہاء نہیں تھی ۔ وہ فوراََ سے بھاگی بھاگی باہر آئی ۔

"ماموں۔۔۔ممانی ۔۔ شماز بھائی ۔۔علینہ بھابھی۔۔۔ شاہ ویز؟؟؟ "اس نے سبھی کو یکبارگی سے آواز دی ۔

"کیا ہوا؟؟ کیا ہوا؟؟ "سب اپنے کاموں کو چھوڑ کر لاؤنج میں آئے اور باری باری سوال کرنے لگے ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مہر۔۔۔مہر نے گلدان توڑ دیا۔۔۔ میرا مطلب۔۔ اسکا ہاتھ حرکت کررہا ہے ۔۔ " خوشی کے مارے اسکا سانس پھول گیا تھا۔

"کیا؟؟؟ "نعیم صاحب فوراََ سے آگے بڑھے ۔ " میری بیٹی۔۔۔ "سبھی اسکے کمرے میں آموجود ہوئے ۔" مہر۔۔۔ میری بچی ؟؟ "

اب کی بار اسکے ہاتھوں کی حرکت رک سی گئی تھی ۔ سب نے مایوس کن نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے ،اس کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"ابھی تو اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔ "

"اللہ کرے تمہارا وہم ٹھیک ثابت ہو۔۔ "زیبا ممانی نے اسکے قریب آکر کہا۔

"ممانی جان !وہم نہیں ہے ۔۔آپ دیکھیئے نا ۔۔وہ گلدان۔۔میں بالکنی میں تھی ، تبھی مجھے کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز آئی ۔۔ یہاں آکر دیکھاتو۔۔۔۔ "

وہ بناء سانس بحال کیے ان کو ساری تفصیل بتا رہی تھی ، تبھی انہوں نے آہستہ سے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اسکے گالوں پہ تھپکی دی۔

"جتنا تم اسکا خیال رکھ رہی ہو۔۔بہت جلد وہ ٹھیک ہو جائے گی ۔۔لیکن اپنا خیال بھی رکھو۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زیبا کی آنکھوں میں کدورت کی جگہ محبت تھی ۔ اس محبت کی کیا وجہ ہو سکتی ہے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی ۔

باری باری سب وہاں سے چلے گئے ، تبھی شاہ ویز کمرے میں داخل ہوا۔" کیا ہوا؟؟ تم ٹھیک تو ہو؟؟ تمہاری آواز سنی ابھی میں نے ۔۔۔"

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ مہر نے ابھی ہاتھ ہلایا شاہ ویز۔۔لیکن کوئی مان نہیں رہا۔۔ اور اسے دیکھو اب۔۔سب کو دیکھ کر ڈرامے کررہی ہے۔۔ "وہ مہر کا ہاتھ غصہ سے ہلا کر بولی تو وہ آگے بڑھا۔

"جنت۔۔ تمہارا وہم بھی تو ہوسکتا ہے؟"

اب کے وہ دل پسیج کر رہ گئی ۔" وہم اور یقین کا فرق اچھے سے جانتی ہوں میں۔۔۔ کوئی میری بات کا یقین نہیں کررہا۔۔ "اب کے وہ رونی صورت بنا کر بولی ۔

"جنت۔۔ ہوسکتا ہے تمہیں ۔۔میرا مطلب۔۔ "وہ بات کرنے کے لیئے مناسب الفاظ تلاش کررہا تھا۔

"کیا؟؟ تمہیں لگتا ہے کہ میں پاگل ہو گئی ہوں۔۔میرا ٹیومر مجھے وہم میں مبتلا کررہا ہے ؟؟ "اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسکا منہ نوچ لے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسکا لہجہ دیکھ کر وہ کھلکھلا کر ہنسا۔" ایسے ہنسنے کی وجہ جان سکتی ہوں میں ؟؟؟ "اس نے خوب گہرے غور سے اس کو دیکھا تو وہ مزید مسکرایا۔

"صبر کر جاؤ۔۔ہو لینے دو اسکو ٹھیک ۔۔۔ بتاؤں گی اسے۔۔کہ کیسے تم میرا مذاق بنا رہے ہو؟؟ "افسردگی اسکے چہرے پہ واضح تھی ۔

"نہیں۔۔۔ ایک عرصے بعد تم نے مجھ سے ایسے بات کی ہے ۔۔جیسے پہلے بات کرتی تھی ۔۔ "وہ ہنستے ہنستے یکدم سنجیدا ہوا۔

"ظاہر سی بات ہے ۔۔زندگی ہی کتنی ہے میرے پاس۔۔ اور میں نہیں چاہتی کہ اپنے اس دل میں کسی کے لیئے نفرت رکھوں۔۔ "اس نے اتنا کہا اور زمین پہ گرے ٹوٹے ہوئے گلدان کے ٹکڑوں کو اکٹھا کرنے لگی ۔

"تو جہانگیر کے لیئے نفرت کیوں ؟؟ "اس نے بلاتاخیر سوال داغا۔

شیشے کے بکھرے ٹکڑوں کو اکٹھا کرتے وہ رُکی تھی ۔ اس نے پلٹ کر اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی ۔" کیا جانتے ہو تم ؟؟ "

"سب۔۔۔ "اس نے ایک ہی لفظ میں جواب دیتے ہوئے اسکا تجسس دور کیا۔

کچھ دیر کے لیئے دونوں کے مابین گہری خاموشی تھی ۔

"شاہ ویز۔۔۔ مجھے یقین آنے لگا تھا کہ محبت بھیک نہیں ہے۔۔ محبت دعا ہے ۔۔ لیکن جہانگیر نے تو ایک ہی لمحے میں میرے محبت پہ یقین کے معنی ہی بدل دیئے۔۔ مجھے نہیں پتہ کہ میں کیا کروں ؟؟ سچ میں ۔۔میں نہیں جانتی ۔۔۔ مجھے لگا کہ میں یہاں آجاؤں۔۔مہر سے مل کر اپنی ہر الجھن شئیر کروں جیسے میں پہلے کیا کرتی تھی ۔۔ لیکن یہاں آکر پتہ چلا کہ میری الجھن کو سلجھانے والی خود ہی الجھ چکی ہے ۔۔"

اس نے اسکی بات قدرے غور سے سنی اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"وہ نہ صحیح ۔۔لیکن شاہ ویز تو ہے نا۔۔جانتی ہو ۔۔میں بھی یہی سمجھتا تھا کہ یہ محبت بھیک ہو تی ہے ۔۔ لیکن۔۔ مہر کے ساتھ گزارے گئے رمضان نے تو میری زندگی کو یکسر ہی بدل دیا۔۔ میں جو لاپرواہ ساتھا۔۔ذمہ دار بن گیا۔۔ مجھے سمجھ آگیا کہ جو آپ چاہتے ہیں ۔۔اس سے بھی بہتر آپکے لیئے لکھا جا چکا ہوتا ہے ۔۔ لیکن آپ صرف اسی کو اہمیت دیتے ہیں جو آپکو اچھا لگتا ہے ۔۔ اللہ سے ضد لگائیں تو آزمائش اور سخت ہو جاتی ہے ۔۔اورایسا ہی ہمارے ساتھ ہوا ۔۔ تمہیں لگتا ہے کہ جہانگیر نے تمہیں چوائس بنا دیا؟ تو یہ غلط ہے ۔۔۔ وہ بس یہ چاہتا ہے کہ وہ دنیا کا

ظالم مرد نہ بنے ۔۔کہ جس کے نکاح میں اگر ایک دفعہ عورت آگئی تو اسے آخری دم تک اسے اپنے ساتھ باندھ کر رکھے۔۔چاہے وہ دل سے خوش ہو یا نہیں۔۔ ہاں۔۔اسکا طریقہ غلط تھا۔۔ جس کا اسے پورا پورا احساس ہے۔۔ "وہ بولتا گیا اور وہ سنتی گئی ۔ایسے لگ رہا تھا جیسے زبان تو اسکی ہے مگر الفاظ مہر کے ۔

"تو کیا کروں ؟؟؟ "اسکی آواز حلق میں پھنس گئی ۔ وہ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قاصر تھی ۔

"کچھ زیادہ نہیں۔۔۔کل تم روٹین چیک اپ کے لیئے جاؤ گی ۔۔ سمجھی ۔۔ شماز بھائی تمہیں لے جائیں گے ۔۔۔"

"انہیں بھی پتہ ہے ؟؟؟ "اس نے آنکھیں پھاڑ کر سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔ "اس نے نفی میں سر ہلایا۔" اب ضروری نہیں کہ ہر بات کا ڈھنڈورا پیٹا جائے۔۔اتنا بے وقوف نہیں ہوں۔۔ البتہ۔۔تمہاری بیماری کا سب کو پتہ ہے۔۔ "اس نے وضاحتی انداز میں جواب دیا۔

اسکی بات سن کر اسکے ذہن میں زیبا ممانی کا چہرہ آیا۔ اب کے اسکی سمجھ میں آنے لگا تھا کہ کیوں وہ اسکی اتنی پرواہ کررہی تھیں؟

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور یہ تم اب نہ کہنا کہ زندگی کتنی ہے تمہارے پاس۔۔ سمجھی۔۔۔یہاں بات کی ہے ایک ڈاکٹر سے۔۔ لندن سے آئے ہیں وہ۔۔ انکا کہنا ہے اگر تم چاہو تو تم بہت جلد صحتیاب ہو سکتی ہو۔۔ اپنے ذہن کو ریلیکس رکھنا مریض کے ہاتھ میں ہوتا ہے ۔۔ سمجھی۔۔۔ "اس نے کسی لیکچرار کی طرح لیکچردیا تو وہ مسکرادی۔

بستر پہ لیٹی مہر ان دونوں کی باتوں کو سنتے ہوئے نیم انداز میں مسکرارہی تھی ۔ انکا کہا ایک ایک لفظ اسکی سماعت سے ٹکرا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

اسکی آنکھ سے جوں ہی آنسو کا ایک قطرہ بہا تو شاہ ویز کا فوراََ دھیان اس پہ گیا۔ " مہر۔۔۔مہر۔۔۔ "اس نے اسکی آنکھوں کو صاف کیا۔ جنت بھی تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے اسکے قریب پہنچی ۔

"میں تم سے کہہ رہی تھی نا ۔۔یہ ڈرامے کررہی ہے ڈرامے باز۔۔یہ سب سن رہی ہے ۔۔ " اس نے ذرا زور دے کر کہا۔

شاہ ویز نے مہر کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور خود بھی رو دیا۔" تنگ کر رہی ہو ہمیں۔۔۔ مہر؟؟مہر؟؟ "اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع تھا۔

****

اگلی صبح وہ اٹلی سے پاکستان آچکا تھا۔ اب کی بار وہ اکیلا نہیں آیا تھا۔ کبیر نواز اسکے ساتھ تھے۔ جوں ہی وہ گھر پہنچے تو اسے ہارون صاحب کی طرف سے سخت شدید ردِ عمل کا سامنا تھا۔

"نواز تم آسکتے ہو۔۔اور تم۔۔میری بہو کے بغیر تمہاری اس گھر میں جگہ نہیں۔۔۔ "ان کا اشارہ صاف جہانگیر کی طرف تھا جو گھر کے داخلی دروازے سے نواز کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔ انکی بات سن کر اسکے قدم وہیں رک گئے۔

"ہارون۔۔لالے کی جان ! کیا ہوگیا ہے تمہیں۔۔۔ابھی تو اسے اندر آنے دو۔۔ "انہوں نے اسکی حمایت کرنا چاہی۔

"نہیں۔۔۔آج اگر اسے اندر آنے دیا تو یہ اسے یہاں لانے میں دیر لگا دے گا۔۔تم چاہو تو آسکتے ہو۔۔ورنہ تم بھی جا سکتے ہو۔۔ "انکی بات سن کر انہوں نے اپنی آنکھوں کو قدرے کھول کر حیرانگی سے دیکھا۔

"نہیں۔۔۔میں چلتا ہوں۔۔۔ "اس نے اتنا کہا اور الٹے قدموں واپس ہو لیا۔

انکے اس فیصلے میں مسز ہارون انکے ساتھ تھیں ، تبھی وہ بھرپور حوصلے سے اسے گھر کی دہلیز پار کرنے سے منع کر پائے تھے۔

"یہ کیا کیا تم نے ؟؟ "ہارون صاحب کو پورچ سے لاؤنج کی طرف جاتے دیکھ کر وہ انکے پیچھے پیچھے آئے۔

"بھابھی۔۔آپ ہی سمجھائیے اسے۔۔کیا ہوگیا ہے اسے؟؟ "اب کے وہ ان سے بولے جو میز پہ کھانے کے تمام لوازمات رکھ رہی تھیں۔

"نواز بھائی !فریش ہو آیئے۔۔ میں کھانا لگا رہی ہوں۔۔ پھر بات کرتے ہیں۔۔۔ "انہوں نے ایسے کہا جیسے کوئی عام سی بات ہو۔

"حد ہے بھئی ۔۔تم دونوں کو کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا؟؟ "انہوں نے یکے بعد دیگرے دونوں کو دیکھا جو بے انتہاء سکون کی کیفیت میں تھے ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کھانا کھالو تم ۔۔شاید تمہارا دماغ بھی کام کر جائے۔۔ "ہارون کے الفاظ انکے کان میں پڑے ہی تھے کہ انہوں نے منہ بسور کر اسے کھاجائے والی نظروں سے دیکھا ۔

"بھائی صاحب !فریش ہو آیئے۔۔۔ "مسز ہارون نے دوبارہ اپنی بات دہرائی ۔

دوسری طرف وہ گاڑی میں بیٹھاایک الگ سوچ میں ہی محو تھا۔" کیسے سامنا کروں گا اس کا؟ "اس نے خود سے سوال کیا۔" شماز سے بات کروں ؟؟نہیں۔۔نہیں۔۔۔ "اس نے خود ہی اپنے سوال کی نفی میں تردید کردی۔

یہاں وہ خود کے ساتھ الجھ رہا تھا تو وہاں شماز اس سے سوالات کر کے اکتا چکا تھا۔

"بیٹا۔تم ہمیں پوری بات نہیں بتاؤگی ؟ آخر کیوں ؟؟جب تک تم ہمیں پوری بات نہیں بتاؤ گی ،تب تک ہم کیسے جہانگیر سے کوئی بات کریں گے ؟؟"

نادلز کلب
Clubb of Quality Content

"بھائی ۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔آپ لوگ پتہ نہیں کیوں ایک ہی بات کے پیچھے ہی پڑ گئے ہیں۔۔ "وہ خاصی اکتائی ہوئی تھی ۔

"تو کیا نہیں پوچھنا چاہیئے تم سے ؟ جانتی ہو؟ ابا اور چچا نے مجھے کہا ہے کہ میں تم سے پوچھو کہ جہانگیر کب آئے گا تمہیں لینے ۔۔۔ "اس نے بات کی مزید وضاحت دی تو وہ سر پکڑ کر رہ گئی ۔

"جنت۔۔۔تم ٹھیک ہو ؟؟ "علینہ فوراََ سے آگے بڑھی۔" شماز۔۔ پلیز دومنٹ کے لیئے چپ کر جائیں۔۔ "اس نے التجائی انداز میں کہا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔لیکن آپ لوگوں کے سوالوں کا جواب نہیں دے سکتی میں۔۔۔ "وہ نیم لہجے میں بولی۔

"کیوں نہیں دے سکتی جواب؟ یہ جو بیماری تم نے خود کو لگا رکھی ہے اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ تم اپنا دکھ اپنے اندر ہی رکھ کر گھُٹ گھُٹ کر جی رہی ہو۔ "وہ شدید غصہ میں بولا مگر پھر بعد ازاں خود کو پرسکون کرتے ہوئے التجائی انداز میں بولا۔ "دیکھو بیٹا ! مجھ سے نہ سہی ۔۔کم از کم ! اپنی بھابھی سے تو کہہ سکتی ہو نا؟"

"شماز۔۔آپ جائیے۔۔پلیز۔۔ میں بات کرتی ہوں اس سے۔۔۔ "علینہ نے اسے وہاں سے جانے کے لیئے کہا۔

"آج پانچ بجے کی اپوائنٹمینٹ ہے اسکی ۔۔ اسے بولو آدھے گھنٹے تک آجائے ۔۔میں انتظار کر رہا ہوں اسکا باہر۔۔۔"اس نے اتنا کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

اب کے دونوں کمرے میں اکیلی تھیں۔ " جنت۔۔میری جان !کیا بات ہے "؟

"بھابھی !پلیز۔۔ میرے پاس آپ لوگوں کے کسی سوال کا جواب نہیں۔۔ "وہ رونے والے انداز میں بولی ۔

"وہ وہاں کیوں آیا تھا؟؟ " اس نے بناء کوئی تمہید باندھے سوال کیا۔

"کون؟؟ "اس کے ماتھے پہ پریشانی کی شکنیں واضح تھیں۔

"سجیل کی بات کررہی ہوں۔۔"

"آپ کو کیسے۔۔۔ "

اسکا سوال ادھورا رہ گیا تبھی علینہ بولی ۔" شماز اسے ائیر پورٹ پہ دیکھ چکے ہیں۔۔تم دونوں کی باتیں بھی وہ سن چکے ہیں۔۔ اگر تو تمھیں لگتا ہے کہ

اسکی وجہ سے جہانگیر تم پہ شک کررہا ہے تو بتاؤ؟ہم جہانگیر سے بات کرتے ہیں۔۔۔دیکھو اس نے سب جانتے پہچانتے ہوئے تمہارا ہاتھ تھاما تھا۔اب وہ ایسے کیسے کر سکتا ہے ؟"

"یہی تو میں نہیں سمجھ پارہی ۔۔ میں کیسے اپنے ماضی کو درست کروں بھابھی ؟؟ کیسے ؟؟ "وہ بے ضبط رودی۔

"تمہارے ماضی میں کچھ غلط نہیں ہے جنت۔۔ البتہ تمہارا حال ۔۔ یہ ضرور غلط ہے ۔۔ اس نے اگر تمہیں وہاں سے آنے کو بول ہی دیا تھا تو تم وہاں سے آئی کیوں؟؟ اصولاََ تمہیں کہنا چاہیئے تھا کہ تم وہاں سے کہیں نہیں جاؤگی۔۔"

"انہوں نے مجھے جانے کے لیئے نہیں کہا۔۔۔"

اسکی بات سن کر وہ ششدر رہ گئی ۔" کیا ؟؟ نہیں کہا؟؟؟تو پھر تم آئی کیوں؟؟ "

"بھابھی۔۔میں نہیں بتا سکتی آپ کو۔۔ " اس نے اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے گھڑی پہ نگاہ ڈالی ،جس پہ ساڑھے چار بج چکے تھے ۔

اس نے اپنی چادر ٹھیک سے اوڑھی اور کمرے سے باہر آنے لگی۔" اسکی عزت رکھ رہی ہو؟؟ "علینہ کے سوال پہ وہ جاتے جاتے رُکی۔

" اگر اسکی عزت رکھ رہی ہو ۔۔تو ایک بات یاد رکھنا ۔۔عورت کی عزت اپنے شوہر کے ساتھ رہنے میں ہی ہے ۔۔ تمہیں اس سے جتنی مرضی شکایات ہوں۔۔ میٹر نہیں کرتا۔۔ میٹر اگر کرتا ہے تو یہ ۔۔کہ تم دونوں کے درمیان بونڈنگ کتنی سٹرانگ ہے ۔۔ "اس نے عام اور سادہ فہم میں اپنی بات مکمل کی ۔

اسکا کہا ہوا ایک ایک لفظ اسکے کانوں کے ساتھ ساتھ اسکے دل و دماغ اتر چکا تھا۔

****

شماز لان میں چکر لگاتے ہوئے سورج غروب ہونے کے منظر کو کافی غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسی اثناء میں اسکا موبائل بجا۔ اس نے اپنی قمیص کی جیب سے اپنا موبائل نکالا اور کال ریسیو کی ۔

"ہاں ۔۔کہو؟؟ آگئے تم ؟؟"

Clubb of Quality Content!

"ہاں۔۔۔ لیکن ڈیڈ نے گھر میں گھسنے ہی نہیں دیا۔۔۔ "وہ اداس چہرہ لیے ،گاڑی میں موجود شیشے سے اپنا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہم۔ام۔ہم۔۔ تو پھر اب ؟؟؟"

"اب کیا؟؟ تمہاری بہن تو شاید میری شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرے گی۔۔شماز۔۔ "وہ الجھ کر بولا۔

"کم از کم بتاؤگے کہ ہوا کیا ہے ؟؟؟ "اسکا سوال اب بھی وہی تھا۔

"کیا اس نے کچھ نہیں بتایا؟؟؟ "وہ ذرا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"نہیں۔۔۔ لیکن میں کچھ ادھوری باتیں سن چکا ہوں۔۔جن کی وجہ سے میں بہت الجھا ہوا ہوں۔۔۔"

"کیا؟ میں سمجھا نہیں؟؟ "اس نے موبائل کو کان کے ساتھ لگایا اور گاڑی چلانا شروع کی ۔

"بھروسہ رکھو مجھ پہ۔۔ مانا کہ میں نے تمہارا بھروسہ توڑا ہے ۔۔لیکن وہ بھروسہ بھائی اور بھابھی کو جوڑنے کے لیئے تھا۔۔ میں چاہ کر بھی تمہارا اور اسکا رشتہ توڑ نہیں سکتا۔۔ بھلے ہی تم دونوں کے رشتے کو بچانے کے لیئے مجھے اپنی جان کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑجائے۔۔ " اس نے سجیل کے

Clubb of Quality Content

کہے ہوئے لفظ ،جو وہ سن چکا تھا اپنی منہ زبانی اسے بتائے ۔اور پھر مزید بولا۔

" دیکھو جہانگیر !اگر تمہیں لگتا ہے کہ میری بہن کے کردار میں کوئی ۔۔۔"

اسکی بات سن کر اسکے بے جان جسم کو جیسے کرنٹ چھو سا گیا۔

"ن۔۔نن۔۔نہیں۔۔۔ شماز۔۔ایسی بات نہیں ہے ۔۔۔ "اس نے اسکی بات تیزی سے کاٹی ۔" میری بیوی ہے وہ۔۔ میں چاہ کر بھی ایسا نہیں سوچ سکتا۔۔ ہر گز نہیں۔۔۔"

"تو پھر کیوں ہے وہ یہاں؟؟ "اس نے ذرا زور دے کر سوال کیا۔" گھر کا ہر فرد اسکے چہرے کی اداسی کو پرکھ رہا ہے ۔۔اس سے کوئی سوال کرو تو جواب دینے سے قاصر ہے ۔۔"

"شماز میں نے چاہا کہ میں اسے روک لوں۔۔لیکن دانش نے مجھے مشورہ دیا کہ اسے اسکے اپنے گھر والوں کی زیادہ ضرورت ہے ۔۔پھر اسی روز مہر کے بارے میں پتہ چلا۔۔ میں چاہ کر بھی اسے روک نہ پایا۔۔ " اس نے بات کی مزید وضاحت کی ۔

"خیر۔۔ ڈاکٹر کریم احمد کے کلینک پہ پانچ بجے کی بکنگ ہے اسکی ۔۔ لے کر جارہا ہوں اسے وہاں۔۔تم وہیں پہنچو۔۔اور اپنی امانت کو لے جاؤ۔۔۔ " وہ لان میں آئی تو اس نے فوراََ سے کال منقطع کی ۔" چلیں؟؟؟ "اس نے اسکے چہرے کی طرف بغور دیکھا۔

"جی۔۔۔ "وہ نظریں جھکائے ہوئے تھی ۔

"بھابھی کہاں ہیں تمہاری ؟؟ "اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی ۔

"وہ کمرے میں۔۔۔ "وہ ذرا آہستگی سے بولی۔

وہ فوراََ سے لاؤنج میں آیا اور علینہ کو آواز لگائی۔" انتظار کررہا ہوں تمہارا۔۔۔ آجاؤ۔۔۔"

"جی۔۔۔آرہی ہوں۔۔۔ "اس نے چادر اوڑھی اور کمرے سے باہر نکلتے ہوئے اسکے ساتھ ہولی ۔" میرا جانا ضروری ہے ؟؟ "اسکے سوال پہ وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

"جی۔۔۔اسے جہانگیر وہاں سے لے جائے گا۔۔پھر ہم دونوں ذرا شاپنگ ہی کر آئیں گے ۔۔۔ "اسکا رومانٹک انداز دیکھ کر علینہ مسکرادی ۔

دونوں کو دور سے مسکراتا ہوا دیکھ کر اسکے چہرے پہ بھی مسکان دوڑی تھی جو اگلے لمحے ہی اداسی میں تبدیل ہوگئ ۔ یقیناً اسے اپنا ہمسفر یاد آرہا تھا۔

"کیا ہوا؟؟" علینہ اسکے قریب آکر سوالیہ انداز میں بولی ۔

"نہیں ۔۔کچھ نہیں۔۔۔ "اس نے خود کو پر سکون کیا اور ہنسنے کی کوشش کی ۔

جوں ہی وہ اسپتال پہنچے تو وہ ہسپتال کے سامنے گاڑی کھڑی کیے ان کا بڑی شدت سے انتظار کررہا تھا۔اتنے دنوں بعد جنت کا چہرہ دیکھ لینے کا سکون اسکے دل کو راحت بخش رہا تھا۔

ڈاکٹر کی طرف سے تسلی دی گئ کہ وہ بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی ۔ ڈاکٹر کی طرف سے دونوں کو باہر رکنے کے لیئے کہا گیا تو دونوں اٹھ کر باہر انتظار گاہ میں آگئیں۔

"دیکھیئے شماز صاحب۔۔انکا مرض ابھی پہلی سٹیج پہ ہے ۔۔ جسکا علاج کلیبو ریٹیو اور سپورٹیو تھیروپی سے ممکن ہے۔۔۔لیکن اس سب میں ہمیں مریض کا زیادہ سے زیادہ سپورٹ چاہیئے۔۔ مس جنت بہت مضبوط ہیں۔۔لیکن انہوں نے اپنے ذہن میں ان باتوں کو بھی سوار کر لیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہے جو سرے سے ہے ہی نہیں۔۔ ان کو لگتا ہے جو وہ سوچ رہی ہیں وہی سچ ہے ۔۔ اور اسی بات کو سچ مان کر وہ اپنے سارے خیالات کو اسی کے تابع کردیتی ہیں۔۔جو کہ سراسر غلط ہے اور خطرناک بھی ۔۔۔جانتے ہیں ۔انسانی دماغ کے لیئے۔اوور تھنکنگ سے زیادہ خطرناک چیز کوئی نہیں ہے ۔۔"

ڈاکٹر سے ضروری ہدایات لے کر اس نے جہانگیر کو ساری تفصیلات سے آگاہ کیا اور ہسپتال سے باہر آیا۔ وہ اپنے اور جہانگیر کے پلان کے متعلق علینہ کو بخوبی سمجھا چکا تھا۔ اس نے گاڑی اسٹارٹ کی تو علینہ فوراً سے اسکے ساتھ والی سیٹ پہ بیٹھی ۔ اس سے پہلے جنت گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ بیٹھتی ،اس نے اسے روکا۔

"تمہاری جگہ یہاں نہیں ہے ۔۔۔ "

اسکی بات سن کر وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتے رُکی تھی ۔

اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو اس نے نظروں کے اشارے سے اسے دور کھڑی گاڑی کی طرف دیکھنے کو کہا۔ اسکی نظروں کی پیروی کرتے ہوئے اس نے اس جانب کو نگاہیں گھمائیں ،جہاں کوئی اسکا منتظر تھا۔

Clubb of Quality Content

"جہانگیر۔۔۔ یہاں۔۔۔ "زیرِ لب اسکے منہ سے نکلا تھا۔

"او۔۔کے ۔۔ بائے ۔۔ ۔تم سے ملنے تمہارے گھر آئیں گے ۔۔ "اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو شماز نے گاڑی کو ریس دی اور وہاں سے نکل گیا۔

اب وہ سڑک پہ اکیلی کھڑی تھی ۔ تبھی وہ گاڑی کو آہستہ آہستہ بڑھاتے ہوئے اسکے قریب لے آیا۔ اسکی نظریں اسکی نظروں سے ٹکرائی ہی تھیں کہ اس نے فوراََ سے اپنا دھیان اس پر سے ہٹایا۔ تبھی اس نے گاڑی کے ہارن کا سہارا لیا۔

"ڈرائیور ۔۔منتظر ہے میڈم۔۔۔ " اس نے گاڑی میں سے جھانکتے ہوئے سر کو ذرا خم دے کر کہا۔

اس نے غصیلی نگاہ اسکے چہرے پہ ڈالی ۔ چارو ناچار اسے بیٹھنا ہی پڑا۔

"شکر ہے ۔۔ "اس نے ذرا آہستہ سے کہا، جسے وہ سن چکی تھی ۔

"زیادہ شکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔ سمجھے آپ۔۔۔ناراض ہوں میں آپ سے۔۔۔ "اس نے اسکے ذہن میں آئی خوش فہمی کو دور کرنے میں ذرا تاخیر نہ کی ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کوئی بات نہیں۔۔ناراض ہونا بنتا بھی ہے ۔۔ بس مجھ سے دور نہ
ہونا۔۔۔ "اس نے گاڑی کو اسٹارٹ کیا اور اسکی طرف دیکھ کر بولا۔" جانتی
ہو۔۔آج ہی آیاہوں۔۔۔اور ڈیڈ نے مجھے گھر میں گھسنے تک نہیں
دیا۔۔ بولے ۔۔ میری بہو کے بغیر تمہاری اس گھر میں جگہ نہیں۔۔۔ "
اس نے ہارون صاحب کے غصے کی خوب نقالی کی ،جس پہ اسے ہنسی تو آئی
مگر اس نے کسی قسم کے ردِ عمل کا اظہار نہ کیا۔
"تو آپ ۔۔اس وجہ سے مجھے لے کر جارہے ہیں؟؟"
"نہیں۔۔۔ تمہیں منانے کے لیئے تو مجھے آنا ہی تھا۔۔۔ "
اب کے اس نے آنکھوں کو سکیڑ کر اسے دیکھا۔" کتنا آسان ہے آپ
کے لیئے یہ کہنا۔۔۔ آپ کو لگتا ہے کہ آپ مجھے منائیں گے اور میں مان
جاؤں گی ؟؟"
"ہاں۔۔۔ "وہ پر خلوص انداز میں بولا تو اسکی زبان گنگ ہو کر رہ گئی
۔ اسکا یقین دیکھ کر وہ اس سے کہہ بھی کیا سکتی تھی ؟
شام ڈھلتے ہی دونوں گھر پہنچے تھے ۔ گھر میں قدم رکھتے ہی دونوں کے
کانوں میں نواز اور ہارون صاحب کی آواز پڑی ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہارون۔۔دیکھ لالے کی جان !اتنی جلدی یہ سب ٹھیک نہیں ہوسکتا۔۔اس سب میں جہانگیر کو تو۔۔۔"

"ایک تو تم۔۔۔ معاملے کی نزاکت کو سمجھو۔۔اب اگر اس مسئلے کو عام سمجھ لیا تو کبھی بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔۔ " انہوں نے انکی بات فوراََ کاٹی ۔

"بالکل۔۔۔ جہانگیر کو اگر لگتا ہے کہ اسکے ماں باپ اسے اسپورٹ کریں گے تو ناممکن ہے یہ۔۔۔ بات تو صاف اور سیدھی سی ہے نواز بھائی۔۔ میرے لیئے میری بہو زیادہ اہم ہے۔۔۔ "انہوں نے چائے میز پہ رکھی اور انکے سامنے موجود کرسی پہ ،ہارون صاحب کے برابر میں آبیٹھیں۔

"بالکل۔۔۔ "انہوں نے بھی انکی حمایت کی ۔ " ہم اب اسٹار پلس کے ساس سسر تو ہے نہیں کہ بہو بیٹے سے ناراض ہو جائے تو بہو کو مزید کوسیں۔۔اورسازشیں کریں۔"

انکی بات پہ مسز ہارون ہنس دیں۔ ہنستے ہنستے انکا دھیان لاؤنج کے مرکزی دروازے پہ کھڑے جہانگیر اور جنت پہ پڑا۔ وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھیں۔

" وہاٹ اے سرپرائز۔۔۔ اتنی جلدی لے آئے ؟؟ "

انکی بات سن کر ان دونوں نے بھی اپنی نگاہیں اسی سمت کیں جہاں وہ دونوں کھڑے تھے ۔ دونوں فوراً سے اٹھے ۔

جوں ہی اسکا دھیان نواز صاحب پہ پڑا تو وہ بھاگی بھاگی انکے پاس آئی ۔ انہوں نے پیار سے اسے سینے سے لگایا اور اسکا ماتھا چوم کر رو دیئے۔ دونوں کو دیکھ کر وہاں موجود تینوں اشک بار ہو کر رہ گئے ۔

"اگر تم دونوں کا ہوگیا ہو تو ہماری بیٹی ہم سے مل لے ؟؟؟ "ہارون صاحب آگے بڑھ کر بولے ۔

اس نے اپنی آنکھیں صاف کیں اور مسکراتے ہوئے ان سے ملی۔

"کیسی ہے میری بیٹی ؟؟ "

"جی ۔۔۔ٹھیک ہوں۔۔آپ کیسے ہیں؟؟ "اب کے وہ مسز ہارون سے ملی ۔

"ہم تم سے شرمندہ ہیں بیٹی ۔۔ ہمارے بیٹے نے ۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ آپکو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ میں یہاں آگئی ہوں تو اسکا مطلب ہے کہ میرے دل میں کوئی بات نہیں ہے ۔۔ " اس نے صاف دلی کا مظاہر ہ کیا۔ اسکی بات سن کر سب کے دل کو جیسے قرار مل گیا۔

"بابا۔ کرسٹی آنٹی اور زلیخا نہیں آئے؟؟"اس نے متلاشی نظروں سے انہیں دیکھا۔

"نہیں۔۔۔کچھ روز تک آئیں گے۔۔اور ہاں۔۔زلیخا نے تمہارے لیئے کچھ بھیجا ہے۔۔"

کبیر نواز نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک نفیس قسم کا چاندی کا بریسلیٹ اسکی جانب بڑھایا۔

"واؤ۔۔بہت پیارا ہے۔۔۔"وہ خوشی سے جھلملا دی۔

"وہ بھی ایسے ہی خوش ہے۔۔جب سے اسے پتہ چلا ہے کہ تم اسکی بہن ہو۔۔۔خوشی سے پھولے نہیں سما رہی۔۔۔"

"اچھا۔۔اب ہمیں بھی ہماری بیٹی سے بات کر لینے دو۔۔"ہارون صاحب عاجز آکر بولے تو سبھی کھلکھلا کر ہنس دیئے۔

"تو اور کیا؟؟"اب کے ہارون صاحب خود بھی اپنے لہجے پہ مسکرا دیئے۔

****

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

قسط نمبر 30
محبت قربانی مانگتی ہے

"میں تم لوگوں کی زندگی سے ہمیشہ کے لیئے جارہا ہوں۔ میرے نصیب میں شاید پاکستان کا سفر ختم ہو گیا ہے ۔۔پی ۔ایچ۔ڈی کے لیئے کینیڈا جارہا ہوں۔۔۔ جاتے جاتے صرف اتنا کہوں گا کہ اپنی انا کو اتنا طویل نہ ہونے دینا کہ تم سے تمہارا سب سے پیارا رشتہ ہی چھِن جائے۔ اور ہاں۔۔میں محبت میں منکر ضرور رہا ہوں۔۔ لیکن کسی حلال رشتے کے تقدس کو پامال کرنے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا۔۔"

یہ اسکی طرف سے آخری میسج تھا ۔وہ کمرے میں موجود لیمپ کی مدھم روشنی میں اپنی آنکھیں بند کیے اپنی زندگی میں ہونے والی ایک ایک ہلچل کو سوچ رہی تھی ۔ اس نے دروازے کو کھولا اور اندر آیا مگر اسکی آنکھیں جوں کی توں بند ہی تھیں۔ معلوم ہو تا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں محو ہے۔ اس نے چاہا کہ وہ اس سے بات کرے لیکن کیا بات کرے

؟؟ وہ بات کرنے کے لیئے منا سب الفاظ کی تلاش میں تھا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھا تا ہوا اسکے قریب آیا اور اسکے پاس بیٹھ گیا۔

"جنت۔۔مجھے معاف کردو پلیز۔۔۔"

اس نے فوراََ سے اپنی آنکھیں کھولیں اور ذرا سمٹ کر اس سے پیچھے کو ہٹ کر بیٹھی ۔" کس بات کی معافی ؟؟ "طنز واضح تھا۔

"جانتا ہوں۔۔تم ابھی بھی مجھ سے ناراض ہو۔۔ " وہ دکھ بھرے لہجے میں مسکرایا۔ اس سے پہلے وہ کچھ اور کہہ پاتا وہ بولی ۔

"جب جانتے ہیں تو پھر کیوں مجھے راضی کرنے کی کوشش میں ہیں؟؟ "سوال قدرے سوچ سمجھ کر پوچھا گیا تھا۔

"کیوں کہ تم میری شریک ِ حیات ہو۔۔ میرا سکون تم سے ہے ۔۔۔ "

اسکی بات سن کر وہ ہنس دی ۔" تو فلمی باتیں کرکے آپ میرا دل جیتنا چاہتے ہیں ؟؟ "

"کونسی فلمی بات؟؟ "اس نے حیرانگی کا اظہار کیا۔

"یہی ۔۔۔ تم میری شریکِ حیات ہو ۔۔میرا سکون تم سے ہے ۔۔ "وہ دبے لہجے میں مسکرائی تھی مگر پھر اگلے لمحے کی یکدم سنجیدہ ہوئی

"دیکھیں جہانگیر۔۔آپ کو لگا کہ میں آپ کے ساتھ کمپرو مائز کر رہی ہوں تو میں اپنی مرضی سے اپنا فیصلہ لے لوں۔۔ آپ نے یہ کیوں نہ سوچا کہ میاں بیوی میں کمپرو مائز کی جگہ محبت بھی تو ہوسکتی ہے ؟ آپ تو کہتے تھے ناکہ جیسے مام ڈیڈ کا کپل ہے ۔۔ویسا ہی آئیڈیل کپل ہمارا ہو؟؟؟ تو پھر کیوں آپ بھول گئے کہ میں وہی جنت ہوں ۔۔جسے آپ نے سب جانتے ہوئے اپنا یا تھا۔۔اور بڑے حق سے اپنایا تھا۔۔ کیسے بھول گئے آپ؟؟؟ "اسکی آواز بھرا سی گئی تھی اور سانس پھول سا گیا تھا۔

اس نے اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور اپنا سر اسکے گھٹنوں میں رکھ کر مارے ندامت کے رو دیا۔"

جنت۔۔ بہت رویا ہوں میں ۔۔اپنی جنت کو پانے کے لیئے۔۔۔صرف اللہ سے تمہیں مانگا ہے۔۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ میں ٹپیکل پاکستانی مردوں کی طرح کسی عورت کو اپنی جاگیر سمجھ لوں۔۔"

"تو کیا جاگیر نہیں ہوتی عورت ایک مرد کی ؟؟؟ اس نے سوال کیا۔ اور اسکا جھکا ہوا سر اٹھا کر اسکا چہرہ دیکھنے لگی ۔ اسکی بات وہ سمجھ نہ پایا۔

"دیکھیں جہانگیر۔۔۔ آپ ان الفاظ کو پازیٹیو کیوں نہیں لیتے ؟ عورت کو مارنا پیٹنا یا اسکے حقوق کی نفی کرنا ہی تو جاگیر داری میں نہیں آتا۔۔ عورت کو تحفظ دینا۔۔اسے مان دینا۔۔ محبت دینا۔۔ با لکل ایسے ہی جیسے آپ اپنی جاگیر کی حفاظت کرتے ہیں۔۔ یہ پہلو کیوں نہیں سوچا آپ نے ؟؟ اگر آپ مجھے ۔۔اپنا بھروسہ ،یقین۔۔محبت دیں گے ۔۔تو میں خوشی خوشی اس رتبے کو قبول کروں گی کہ میں آپ کی جاگیر ہوں۔۔اور آپ میرے حاکم۔۔۔اور جانتے ہیں۔۔حاکم کبھی بھی اپنی جاگیر کسی اور کے حوالے نہیں کرتے۔۔ "

اسکی بات سن کر اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گئے۔

"اچھا بس۔۔۔ میں نہیں ہوں ناراض۔۔ میں نے تو بس اللہ سے یہی دعا کی تھی کہ جہانگیر مجھے لینے آجائیں۔۔ تو بس۔۔آپ لینے آ گئے۔۔۔اب کوئی گلہ نہیں ہے ۔۔ " اس نے اسکے آنسو صاف کیے اور صاف دلی کا مظاہر ہ کیاتو اس کے چہرے پہ طمانیت کی لہر دوڑی ۔

****

" زیتون ہاؤس " کی خوشیاں ایک عرصے بعد واپس لوٹی تھیں۔ سب نے ایک دوسرے کو سچے دل سے معاف کیا اور اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئے ۔ مہر کی حالت میں بھی آہستہ آہستہ بہتری آرہی تھی ۔ شاہ ویز نے اپنے پیار و توجہ سے اسکی اتنی دیکھ بھال کی کہ وہ کچھ ہی دنوں میں زندگی کی طرف لوٹ آئی تھی ۔

وہ بیڈ کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھوں کو کھولے کسی گہری سوچ میں محو تھی۔" کیا سوچ رہی ہو؟؟"

وہ اسکے قریب بیٹھا سوالیہ انداز میں بولا۔

اس نے اپنی پلکیں جھپکائیں اور ذرا سیدھا ہو کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی تو اس نے اسے سہارا دے کر بٹھایا۔" جنت کا سوچ رہی ہوں۔۔۔"

"ہاں۔۔وہ ٹھیک ہے ۔۔خوش ہے ۔۔۔ "وہ اسکے قریب بیٹھا۔

"جانتی ہوں۔۔ "اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد اسکی طرف دیکھ کر مسکرانے لگی ۔

"اس مسکراہٹ کی وجہ جان سکتا ہوں ؟؟ "

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شکریہ شاہ ویز۔۔اسے سمجھانے کے لیئے۔۔۔ ابھی اس سے کال پہ بات ہوئی ۔۔۔مجھے بتا رہی تھی کہ تم نے اسے میری طرح سمجھایا۔۔ اسکے ذہن کی ہر الجھن کو تم نے سلجھا دیا۔۔بالکل ایسے ہی جیسے میں اسے مشورہ دیا کرتی تھی ۔۔ مجھے پہلے تو حیرت ہوئی ۔۔اسکے تمہارے متعلق خیالات بدلتا دیکھ کر ۔۔"

اسکی بات سن کر شاہ ویز نے شکایتی نظروں سے اسے گھورا تو وہ ہنستے ہوئے دوبارہ بولی ۔ " پھر میں نے سوچا۔۔جو شخص مہر کی زیرِ نگرانی رہا ہو۔۔اسکا سلجھنا تو بنتا ہی ہے ۔۔ "اس نے سارا کریڈٹ خود کو ہی دے دیا ۔

"ہم تابعدار ہیں آپکے جناب۔۔۔ "وہ سینے پہ ہاتھ رکھ کر عاجزانہ انداز میں مسکرایا۔

تبھی کمرے کی لائٹ آف ہوئی تو دونوں ششدر رہ گئے ۔

"یہ کیا۔۔ لائٹ ۔۔ جنریٹر آن تو کیا تھا میں نے ۔۔۔ "وہ کرسی پر سے اٹھا ۔ تاریکی کے سبب وہ بمشکل ہی کمرے کے دروازے تک پہنچا تھا۔

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

اس سے پہلے وہ کمرے کا دروازہ کھول پاتا کسی نے اسکے ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھ کر اسے دروازہ کھولنے سے منع کیا۔" کون ہے ؟؟ "وہ سمجھ چکا تھا کہ کوئی اسے دروازہ کھولنے سے روک رہا ہے ۔

"مہر۔۔۔تم اٹھنا نہیں اپنی جگہ سے۔۔مجھے لگتا ہے ۔۔گھر میں چور گھُس آیا ہے ۔۔ اپنے موبائل کی ٹارچ آن کرو پلیز۔۔۔ "اسکا سانس پھول سا گیا تھا تبھی وہ قہقہ لگا کر ہنسی ۔

اسکے قہقہے کی آواز اسے ذرا قریب سے آئی تھی ۔ اس نے اسکے سینے پہ اپنا ہاتھ رکھا اور اسکے سینے سے جالگی ۔" چور گھر میں نہیں۔۔تمہارے دل میں گھُس آیا ہے ۔۔۔ اب تمہاری مرضی ۔۔ تم چور کو بھگا دو ۔۔یا ۔۔پھر اسے۔۔۔ "وہ بولتے بولتے رُکی تھی کیونکہ اس نے اسے اپنی بانہوں کے حصار میں مضبوطی سے جکڑ لیا تھا۔

"تو تم چل سکتی ہو؟؟ ہے نا؟؟؟ "اسکا پہلا سوال ہی یہی تھا۔" اور تم ڈرامہ کررہی تھی ؟؟"

"تو ؟ تمہیں کیا لگتا ہے ؟ اتنی آسانی سے میں تمہیں بتادوں کہ میں ٹھیک ہو گئی ہوں ؟؟ "اسکے سانسوں کی حرارت کو وہ اپنے بہت قریب محسوس کررہا تھا۔

تبھی دروازے پہ دستک ہوئی ۔" اجازت ہو تو مین سوئچ آن کردوں بھابھی ؟؟؟ "ایمل نے ذرا اونچی آواز سے دریافت کیا تو دونوں ایک دوسرے سے دور ہولیئے۔

اس نے دروازہ کھولا تو دونوں باہر آئے ۔ گھر کا مین سوئچ آن کیا گیا ۔ گھر کو خوبصورت گلاب اور ٹمٹماتی روشنیوں سے سجایا گیا ۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔ "تالیوں کی گونج سے اسے برتھ ڈے وش کیا گیا۔

"تمہارے لیئے برتھ ڈے کا بہترین سرپرائز۔۔۔ "علینہ نے مہر کی طرف اشارہ کیا جو اپنے پاؤ ں پہ کھڑی اسکی طرف دیکھ کر مسکرارہی تھی ۔

"دوسرا سرپرائز۔۔میری طرف سے۔۔۔وہ بھی سب کے لیئے۔۔۔ "جنت گھر کے مرکزی دروازے سے داخل ہوئی ۔ اسکے ساتھ

کبیر نواز کو دیکھ کر سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے ۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے کبیر نواز کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ کون؟؟ "شاہ ویز نے پوچھنے میں ذرا سی بھی دیر نہ کی۔

"کبیر۔۔تم ۔۔۔ تم یہاں۔۔۔ "ندیم ماموں اور نعیم ماموں کے منہ سے یکے بعد دیگرے نکلا تھا۔ تابینہ بھی ہکی بکی تھی اور راحت صاحب کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔انکا کبیر کہنا ہی کافی تھا۔ سب کا تجسس ایک لمحے میں ہی ختم ہو گیا تھا۔

لیکن سب کے چہرے پہ ایک سے بڑھ کر ایک سوال تھا جسے وہ بخوبی سمجھ رہی تھی ۔" سب بتاؤں گی ۔۔۔ابھی پلیز۔۔۔کیک کاٹ لیجیئے۔۔۔ بہت بھوک لگی ہے ۔۔قسم سے۔۔۔"جنت پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر بولی۔

" کیک بھی کاٹ لیں گے ۔۔ تم بتاؤ؟ یہ مسٹر جہانگیر کہاں ہیں ؟؟ "مہر نے سوال کیا۔

"ہم یہاں ہیں۔۔جناب۔۔ "وہ پھولوں سے سجا گلدستہ لیئے ان دونوں کے قریب آیا۔" نئ زندگی بہت بہت مبارک ہو بہنا۔۔۔ "اس نے شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پہ رکھا تو وہ مسکرادی۔

"آپ کو بھی ۔۔۔ "وہ معنی خیز انداز میں مسکرائی تو وہ ہنس دیا۔

کیک کاٹا گیا اور اس دن کی خوشی کو خوب اچھے سے منایا گیا۔ سب کو خوش دیکھ کر ایک لمحے کے لیئے راحت کے ذہن میں سجیل کا خیال آیا جسے اس نے اگلے لمحے اپنا سر جھٹک کر دور کردیا۔

"شاید اسکا یہاں سے جانا ہی ٹھیک تھا۔۔ "اس نے خود کو سمجھایا اور پھر سے ان سب کی خوشی میں شامل ہو گیا۔

تابینہ نے ایک نظر اسے چہرے پہ نگاہ ڈالی ۔وہ سمجھ چکی تھی کہ اسے کیا دکھ ہے۔بھلے ہی وہ ہنس رہے تھے لیکن انکی آنکھوں کے بھیگے کنارے انہیں صاف بتا رہے تھے کہ انہیں اپنے بھائی کی اپنی خاطر دی ہوئی قربانی کا دکھ ستائے جارہا ہے ۔ اس نے آنکھوں کے اشارے سے انہیں پرسکون ہونے کے لیئے کہا تو وہ ہولے انداز میں مسکرادیئے۔

****

ایک عرصے بعد دونوں مل بیٹھی تھیں۔" کیسی ہے تمہاری طبعیت ؟؟ "

"کافی بہتر ہوں اب۔۔۔ "وہ لان میں بیٹھی ٹھنڈی ہوا کو محسوس کرتے ہوئے بولی ۔" مہر۔ کیا سوچنے لگی تم؟؟"

"نہیں ۔۔کچھ نہیں۔۔۔ "اس نے اپنی آنکھیں جھپکاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"ام ۔م ۔۔م ۔۔ خالہ سے بات ہوئی تمہاری ؟؟ "اس نے کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں۔۔بتارہی تھیں کہ سجیل کینیڈا چلا گیا ہے ۔۔۔"

"جانتی ہوں۔۔۔ "اس نے قدرے سنجیدگی سے کہا۔

اسکی بات سن کر مہر کو خاصی تشویش ہوئی ۔ اس سے پہلے وہ کوئی سوال کرتی جنت خود ہی بولی ۔" میسج کیا تھا اس نے مجھے۔۔۔ کہنے لگا۔۔"میں تم لوگوں کی زندگی سے ہمیشہ کے لیئے جارہا ہوں۔ میرے نصیب میں شاید پاکستان کا سفر ختم ہو گیا ہے ۔۔پی ۔ایچ۔ڈی کے لیئے کینیڈا جارہا ہوں۔۔۔ جاتے جاتے صرف اتنا کہوں گا کہ اپنی انا کو اتنا طویل نہ ہونے دینا کہ تم سے تمہارا سب سے پیارا رشتہ ہی چھِن جائے۔ اور ہاں۔۔میں محبت میں منکر ضرور رہا ہوں۔۔ لیکن کسی حلال رشتے کے

تقدس کو پامال کرنے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا۔۔ " اس نے اسکا میسج اسے ازبر سنایا۔

"جنت۔۔۔ اسکا ہماری زندگی میں آنا ۔۔شاید خالہ کے لیئے ہی تھا۔۔ بھلے ہی اسکے پاس کچھ نہیں رہا ۔۔لیکن نہ پا کر بھی اس نے سب کچھ پا لیا ہے ۔۔ جب جب اسکا ذکر آئے گا ۔۔سب کے دل سے اسکے لیئے دعا ضرور نکلے گی ۔۔ "وہ کچھ سوچتے ہوئے اس سے بولی تھی ۔ "ہماری زندگی میں کچھ لوگ ہمیں صرف دینے ہی آتے ہیں۔۔ اس سب میں ان کے ہاتھ بے شک خالی ہی رہ جائیں لیکن انہیں بدلے میں صرف اللہ سے اجر کی ہی امید ہوتی ہے ۔ سجیل بھی انہی میں سے ایک ہے ۔۔"

مہر نے جو کچھ بھی کہا تھا وہ سو فیصد سچ تھا۔ ۔ تابینہ اور راحت کا ایک ہونا۔ جنت کا جہانگیر سے نکاح کرنا۔اسکا مہر کو آدھی رات کو گھر واپس لے کر آنا۔ سب اسی کی مدد سے ہی ممکن ہو اتھا۔ اس سب میں اسکی ذات کو کیا نقصان ہو گا ؟ یہ اس نے سوچا تک نہیں تھا۔

"ہاں محبت پانے کا ہی نہیں ۔۔ دینے کا نام بھی ہے۔"

"اگر آپ دونوں کی باتیں ختم ہو گئی ہوں تو ایک فیملی پکچر کلک کر لی جائے ؟؟ "شاہ ویز اپنے موبائل کا کیمرہ لیئے ان دونوں کے پاس آ کھڑا ہوا اور نہایت عاجزانہ انداز میں بولا۔

"ہاں ۔۔کیوں نہیں؟؟ضرور۔۔۔ "دونوں فوراََ سے اٹھیں۔

گھر کے تمام افراد لاؤنج سے لان میں آئے ۔ سب ایک ساتھ کھڑے ہوئے تو اس نے سب کی تصویر کلک کی ۔ اب کے فیملی پوٹریٹ میں اپنے آپ کو شامل کرنے کے لیئے اس نے ٹائمر لگایا اور کیمرے کو سیٹ کرتے ہوئے خود بھی سب کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"آج اماں بی ہوتیں تو ہمیں ایک ساتھ دیکھ کر کتنا خوش ہوتیں۔۔۔ "ندیم صاحب آبدیدہ ہوئے تو سامعیہ نے انکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر انہیں تسلی دی ۔ انکے الفاظ سن کر ہر کوئی اشک بار ہو ا تھا۔

"چلیں ایک تصویر ہو جائے ۔۔۔ جسٹ سے ۔۔چیز۔۔۔۔۔۔ "شماز نے ذرا اونچی آواز سے کہا تو سب نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو صاف کیا اور چیز کہا ،جس سے سبھی کے چہروں پہ مسکراہٹ دوڑ گئی ۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842